سسپنس ڈائجسٹ کا طویل سلسلہ
دیوتا
33
تینتیسواں حصہ

**سسپنس کا مقبول ترین سلسلہ**

ایک دراز دست شخص کی سرگزشت. اس نے جسے چاہا فتح کرلیا اور جب چاہا کسی کو مات دے دی. ایک طلسماتی اور سحرانگیز آدمی کے شب و روز. خیال خوانی میں ایک نیا جہانِ معنی متعارف کروانے والے شخص کی جولانیِ طبع کی فنکاری. اس کی شہرت چار دانگ پھیل چکی ہے۔

عریانی یہ نہیں ہے کہ کوئی آفت کی پرکالہ بے لباس ہو جائے۔ اگر یہ عریانی اور بے شرمی ہوتی تو دنیا کا ہر بچہ ننگا پیدا نہیں ہوتا۔

دراصل عریانی یہ ہے جو شرم و حیا کے برعکس ہوتی ہے مثلاً ایک حسینہ نے مکمل لباس پہنا ہوا ہے۔ لیکن لباس کی تراش خراش ایسی ہو کہ ہر ہر قدم پر بدن کے دلکش نشیب و فراز دعوتِ نظارہ دیتے ہوں تو ایسی حسینہ ملبوس رہ کر بھی بے لباس رہتی ہے۔ دیکھنے والوں کی نگاہوں کو دور تک اپنے اندر پہنچاتی ہو تو اسی نفسیاتی حربے کو عریانی کہتے ہیں۔

ثانی اور علی پاکستان آگئے تھے اور اسلام آباد کے ایک ہوٹل میں سیاح کی حیثیت سے مقیم تھے۔ انہوں نے چند دنوں میں ہی جاپان کے مشن کو مکمل کرلیا تھا۔ نئے مذہب کے گرو شوکو آساہارا نے عدالت میں اپنے ہزاروں ہم شکل پیدا کرکے فیصلہ سنانے کی تاریخ کو اگلی پیشی تک ٹال دیا تھا۔ ثانی اور علی نے یہی حربہ استعمال کیا۔ شوکو آساہارا کا ایک ہم شکل بنایا۔ پھر اس کے طویل گناہوں اور جرائم کی ایک وڈیو کیسٹ تیار کی۔ اسے پورے جاپان میں ریلیز کیا اور شوکو آساہارا سے کہا گیا کہ وہ مجرم نہیں بلکہ ایک مذہبی پیشوا ہے تو خود کو عدالت میں پیش کرے اور ایک مجرم کی طرح ہزاروں ہم شکلوں کے درمیان چھپا نہ رہے۔

لیکن وہ عدالت میں حاضر نہیں ہو سکتا تھا کیونکہ اس کے خفیہ اڈوں تک علی پہنچ گیا تھا۔ ایک تہ خانے سے مختلف بینکوں کی لوٹی ہوئی رقمیں اور صنعت کاروں کے سیف سے چوری کئے ہوئے ہیرے جواہرات برآمد ہوئے تھے۔ وہ بری طرح ثانی اور علی کے دام میں آگیا تھا۔ اس کے سامنے دو ہی راستے رہ گئے تھے کہ جاپان سے فرار ہو کر اپنے آقاؤں کے کسی ملک میں پناہ لے یا خود کو عدالت میں پیش کرے۔

اتنے زبردست مذہبی جرائم کا جال پھیلانے والا کبھی خود کو عدالت میں پیش نہیں کر سکتا تھا۔ اب وہ اپنے آقاؤں سے کسی ملک میں پناہ مانگ رہا تھا لیکن دیوی کا خیال تھا کہ اسے بے نقاب کرنے والا برادر کبیر ہے۔ اس کا سایہ شوکو آساہارا کے اندر رہتا ہے۔ وہ اس سے عدالت میں حقیقت اگلوا دے گا کہ یورپ اور امریکا والے اسے بڑی رقمیں دے کر اپنا آلۂ کار بنائے ہوئے تھے۔ لہٰذا اس کے عدالت میں پہنچنے سے پہلے اسے ختم کردیا جائے۔ اگر ایسا نہ کیا گیا تو وہ شوکو آساہارا کبھی اس سائے سے پیچھا نہیں چھڑا سکے گا۔ وہ جس ملک میں پناہ لینے جائے گا' اس ملک کے حکمرانوں کی شامت آجائے گی۔

واقعی ایسا ہو سکتا تھا اگر وہ سایہ اس کے اندر ہوتا۔ ثانی اور

علی نے یہ کارنامہ انجام دیا تھا اور نام سائے کا ہو رہا تھا۔ بہرحال سپرماسٹر کے ٹیلی پیتھی جاننے والے بوبی بیکر نے شو کو آسا ہارا کا کام تمام کردیا۔ اب کوئی نیا مذہبی گرو اس کا جانشین بننے کی جرأت نہیں کرسکتا تھا۔ اس لئے کہ اس کے ہم شکل مریدوں نے اس کا فراڈ اور اس کا عبرت ناک انجام دیکھ لیا تھا۔

یوں ثانی اور علی کا کام وہاں ختم ہوچکا تھا۔ جناب تبریزی نے انھیں اسلام آباد جانے کی ہدایت کی اور روانگی سے پہلے سمجھایا۔ "مغربی ممالک مسلمانوں کے اضافے سے خائف ہیں اور مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی آبادی کو "پاپولیشن بم" کا نام دے رہے ہیں۔ اس صدی کے دوسرے نصف حصے میں یعنی پچھلے پچاس برسوں میں ویت نام کو چھوڑ کر جتنی بھی جنگیں لڑی گئیں' وہ سب از خود لڑی نہیں گئیں بلکہ سیاسی چالبازی سے وہ تمام جنگیں اسلامی ممالک میں لڑائی گئیں۔ کشمیر' فلسطین' بوسنیا' برما' صومالیہ' چیچنیا' افغانستان' قبرص اور ہندوستان میں مسلم کش فسادات اور خود پاکستان میں فرقہ واریت اور لسانیت کی بنیاد مسلمانوں کی جان و مال کی بے حرمتی جیسی مثالیں خوابیدہ مسلمانوں کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہیں۔ ان پچاس برسوں میں کرۂ ارض پر سب سے زیادہ مسلمانوں کا خون بہایا گیا۔ سب سے زیادہ مسلمان مرد' عورتیں' بچے اور بوڑھے وغیرہ قتل کئے گئے۔

"مسلمانوں کی تعداد کم کرنے کی یہ سیاسی جنگیں آج بھی جاری ہیں۔ ماضی میں جب مسلمان صلیبی جنگ لڑنے کے لئے عیسائیوں کے خلاف صف آرا ہوئے تھے تو انہیں اپنے دشمن آنکھوں کے سامنے نظر آتے تھے۔ آج وہ دشمن نظر نہیں آتے۔ آج وہی عیسائی اور یہودی ائرکنڈیشنڈ ڈرائنگ روم میں بیٹھے سیاسی حکمتِ عملی سے مسلمانوں کا خون بہا رہے ہیں اور اپنا خون اور اپنے ہی لوگوں کا خون بہانے والے مسلمانوں کی سمجھ میں اتنی سی بات نہیں آرہی ہے کہ وہ صلیبی ہتھیاروں سے اپنی ہی قوم کے قاتل بن رہے ہیں۔

"یہ علمائے دین اور بے شمار ایمان والوں کا حوصلہ اور جذبۂ ایمانی ہے کہ وہ محدود وسائل کے باوجود اسلام کو پھیلانے کی جدوجہد میں مصروف ہیں۔ اس کے نتیجے میں مسلمان اگر ایک طرف سازشوں کے تحت مر رہے ہیں تو دوسری طرف اسلام پھلتا' پھولتا اور پھیلتا جارہا ہے اور کلام پاک کے اس کلام کی تصدیق ہورہی ہے کہ اسلام تاقیامت زندہ رہے گا۔

"ان پچاس برسوں میں ہندوؤں' یہودیوں اور عیسائیوں کی سمجھ میں آگیا ہے کہ مسلمان جنگوں سے اور حادثوں سے کم نہیں ہوں گے۔ انہیں صرف جسمانی موت مارنا کافی نہیں ہے۔ دنیا کی کوئی بھی قوم اس وقت مرتی ہے جب اس کی تہذیب' اس کے اصول اور اس کے رسم و رواج کو کمزور سے کمزور تر بنایا جاتا ہے۔ اسلامی تہذیب کئی معنوں میں دوسری تمام قوموں سے مختلف ہے۔

جس طرح مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی آبادی کو پاپولیشن بم POPULATION BOMB کا نام دیا گیا ہے اسی طرح مسلمانوں سے تہذیبی ٹکراؤ کو CLASH OF CIVILIZATION کا نام دے کر کہا جارہا ہے کہ دنیا کی دوسری قومیں بھی مہذب ہیں لہٰذا دنیا کے تمام انسانوں کو ایک جیسی تہذیب کا حامل ہونا چاہئے۔"

اس کی وضاحت یہ ہے کہ مشرقی و مغربی تہذیب کو ایک دوسرے سے گلے ملنا چاہئے۔ وہ ہماری تہذیب اپنائیں۔ ہم ان کی تہذیب اپنائیں۔ یہ بات اس حد تک درست ہے کہ دوسروں سے جو اچھائیاں ملتی ہیں انہیں ضرور اپنانا چاہئے۔ یہ ہماری صوابدید پر ہے کہ ان اچھائیوں کو ہر پہلو سے سمجھ کر انہیں کس حد تک قبول کرسکتے ہیں۔

تہذیب کی ابتدا شرم اور اخلاقی تقاضوں پر عمل کرنے سے ہوتی ہے۔ اگر ہم زیادہ بچے پیدا کرتے ہیں اور انہیں شرم' اخلاق اور تعلیم نہیں دے سکتے تو اس کا مطلب ہے کہ کیڑے مکوڑے پیدا کرتے ہیں۔ ثانی نے کہا "اگر بچوں کو موجودہ دور کے مطابق تعلیم و تربیت نہ دی جائے تو یہ بچوں کا نہیں' ان کے والدین اور باپ دادا کا قصور ہے۔"

علی نے کہا "اگر باپ کی آمدنی محدود ہو اور بچوں کو ذہانت سے پروان چڑھانے کے لئے سرکار کی طرف سے سہولتیں حاصل نہ ہوں تو وہ زمین پر بوجھ بن کر رہیں گے۔ پاکستان میں یہی ہو رہا ہے۔ تمام جوانی خون پسینہ بہا کر محنت کرنے والے بوڑھوں کو ان کی جوان اولاد' گھر سے نکال دیتی ہے یا ایک اسٹور روم میں کھانسنے اور خون تھوکنے کے لئے چھوڑ دیتی ہے۔ ملک میں ان کے تحفظ کے لئے سرکاری ادارے نہیں ہیں۔ یتیم ہونے والے بچے کم سنی سے محنت و مشقت کرتے ہیں یا بھیک مانگتے ہیں۔ ان کی پرورش اور تعلیم و تربیت کے لئے بھی ادارے نہیں ہیں۔ جوان بیوائیں' غنڈوں موالیوں کی داشتائیں بننے پر مجبور ہوجاتی ہیں۔"

"جناب تبریزی نے شاید اسی لئے ہمیں اسلام آباد بھیجا ہے کہ ہم پاکستانی قوم کو اس کی ذمے داریوں کا احساس دلائیں۔"

"صرف پاکستانی قوم کو نہیں' خاص طور پر سیاستدانوں کو احساس دلائیں کہ وہ ملکی خزانہ خالی کرنے اور اربوں روپے کے قرض دار بننے کے بعد ورلڈ بینک' اقوام متحدہ اور امریکا کی بنائی ہوئی تہذیبی پالیسیوں پر عمل کر رہے ہیں۔ یہ وہ پالیسیاں ہیں جو عوام کو غریب سے غریب تر بنا کر بے حیائی کی طرف مائل کریں گی کیونکہ ایک شاخ جتنی سوکھے گی اتنی ہی جلدی ٹوٹے گی اور عوام منگائی کے باعث جتنے ٹوٹتے رہیں گے اتنی ہی جلدی بے حیائی کے سیاسی پیکج کو تسلیم کرکے اسلامی تہذیب کی نفی کرنے پر مائل ہوتے رہیں گے۔"

"کسی کے گھر کو آگ لگانے والا اس کی تباہی و بربادی کو اس وقت تک نہیں سمجھتا جب تک کہ خود اس کے گھر میں آگ نہ لگے۔ تمہارا کیا خیال ہے؟"

علی نے تائید میں سر ہلا کر کہا "تمہارا خیال درست ہے۔ سیاستدانوں کو یہ احساس دلانا ہوگا کہ جو آگ وہ عوام کے گھروں میں لگا رہے ہیں' وہی شعلے آگ لگانے والوں کو اپنی لپیٹ میں لیں گے تو شاید انہیں کچھ عبرت حاصل ہوگی۔"

"تو پھر ہم اپنا کھیل چند بڑے سیاستدانوں سے شروع کریں گے۔ جس طرح تم نے جاپان میں اس نئے مذہب کے گرو کو وڈیو فلموں کے ذریعے پھانسا تھا اسی طرح یہاں بھی وڈیو شوٹنگز کے انتظامات مکمل رکھو۔ میں اپنا کام شروع کررہی ہوں۔"

اس سے پہلے کہ ثانی اور علی کے دلچسپ کھیل کی روداد بیان کی جائے' اس کی تھوڑی سی تفصیل بیان کرنا ضروری ہے کہ ہمارے ملکِ خداداد میں بہت آہستہ آہستہ بڑے ہی غیر محسوس طریقے سے کس طرح بے حیائی کو فروغ دیا جارہا ہے۔

ایک وقت تھا جب ریڈیو اور ٹی وی کے پروگرام کے دوران اذان نشر نہیں کی جاتی تھی۔ پھر اذان کا سلسلہ شروع ہوا تو آج تک جاری ہے۔ ٹی وی پر خبریں سنانے' کمپیئرنگ اور اناؤنسمنٹ کرنے والی خواتین کے لئے یہ لازمی قرار دیا گیا کہ وہ اپنے سروں پر دوپٹے کا آنچل رکھیں۔ اسے محض دوپٹا نہیں حیا کا آنچل سمجھیں۔ خوشی کی تقریبات کے دوران مرد رقص کرتے تھے۔ ٹی وی اسکرین پر عورتوں کا رقص ممنوع تھا۔ ایسی بہت سی باتیں تھیں جو شرم و حیا اور اسلامی اصولوں کے مطابق تھیں۔

آج ٹی وی پر خانہ پری کے لئے یا رسم نباہنے کے لئے صرف اذان رہ گئی ہے۔ باقی اسکرین پر نظر آنے والی خواتین کے سروں سے دوپٹا غائب ہوتا جارہا ہے۔ بعض ڈراموں میں خواتین نے دوپٹے سے پرہیز کیا ہے یا پھر رسماً شانے پر ڈال لیا ہے جو پھسل کر گود میں آجاتا ہے۔

یہ چھوٹی سی اور معمولی سی بات ہے بلکہ نظارۂ حسن کرنے والوں کے لئے تو یہ دلچسپی کا سامان ہے۔ اگر ذرا سی ناخن برابر بے حیائی مزہ دیتی ہو تو اس پر اعتراض نہیں کیا جاتا۔ مگر درسِ حیا میں گہرائی ہے۔ طبی نقطۂ نظر سے ناخن میں میل ہو تو وہ کھانے کے ساتھ پیٹ میں پہنچ کر طرح طرح کی بیماریاں پیدا کرتا ہے۔ اسی ناخن برابر بے حیائی نے ترغیب دیتے دیتے ایڈز جیسا لاعلاج مرض پیدا کردیا ہے۔

خواتین کی معقول آزادی اور شریفانہ سماجی و گھریلو سرگرمیوں سے متعلق کلام پاک اور احادیث وغیرہ میں تفصیلات موجود ہیں لیکن ورلڈ بینک نے جو قرضے دیئے ہیں اور آئندہ بھی امریکا کے مالی اداروں سے جو بھاری قرضے ملنے والے ہیں وہ اسی شرط پر دیئے جارہے ہیں کہ اسلامی تہذیب میں رفتہ رفتہ تبدیلیاں لائی جائیں۔ کنڈوم کلچر کو اتنا عام کیا جائے اور یہ کنڈوم اتنی آسانی سے دستیاب ہوتے رہیں کہ یہ صرف شادی شدہ جوڑے تک ہی نہیں' اسکولوں اور کالجوں میں تعلیم حاصل کرنے والی لڑکیوں اور لڑکوں کے پرس اور جیبوں میں پہنچتے رہیں۔

ثانی نے سب سے پہلے اسلام آباد کی ان بڑی بیگمات کے اندر جگہ بنائی جو سوشل ورک کے نام پر بڑی بڑی سماجی تنظیمیں قائم کرچکی تھیں اور اپنے اجلاس میں متوسط طبقے کی خواتین کو کھانے پینے اور اپنے مشورے سننے کی دعوتیں دیتی تھیں۔ وہ بیچاریاں چھوٹے چھوٹے مکانات سے آنے والیاں ان بیگمات کی شان و شوکت سے زیادہ متاثر ہوتی تھیں۔ ان کے ملبوسات' ہیرے موتیوں والے زیورات' ان کی کاریں اور ان کے باوردی ملازمین کو دیکھ کر وہ احساسِ کمتری میں مبتلا ہوجاتی تھیں۔

وہ کہتی تھیں۔ یہ مولوی حضرات اپنی گھسی پٹی نصیحتوں سے پاکستانی قوم کو ہزاروں سال پیچھے لے جانا چاہتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔ ٹی وی پر ناچ گانے کے پروگرام نہیں ہونے چاہئیں یہ کیسی بچکانا باتیں ہیں جبکہ بھارتی نیم عریاں فلموں کے وڈیو کیسٹس پورے پاکستان میں دیکھے جاتے ہیں۔ پھر ڈش انٹینا اتنا عام ہورہا ہے کہ اب غریب محلوں کے دو چار گھروں میں بھی نظر آنے لگا ہے۔ سیٹلائٹ کے ذریعے دنیا کی آزاد خیال عورتیں اب پاکستان کے ہر گھر میں پہنچ رہی ہیں' جنہیں پاکستانی مولوی حضرات بھی روک نہیں پا رہے ہیں۔

ایسے ہی ایک اجلاس میں خواتین کے درمیان بیٹھی ہوئی ایک لڑکی نے ایک تقریر کرنے والی بیگم سے کہا "بیگم صاحبہ! میں مداخلت کی معافی چاہتی ہوں۔ سیٹلائٹ کے طلسم کو اور ڈش انٹینا سے ملنے والے ننگے اسباق کو روکا جاسکتا ہے۔"

بیگم کو اس کی مداخلت ناگوار گزری کیونکہ وہ تقریر لکھوا کر اور اسے اچھی طرح یاد کرکے آئی تھی۔ اب مداخلت کی وجہ سے تقریر کی صحیح ترتیب بھولنے والی تھی۔ وہ لڑکی کو دیکھ کر ناگواری سے بولی۔ "تم کون ہو؟ کیا نام ہے تمہارا؟"

"میں ایک غریب لڑکی ہوں۔ میرے ابو کی ماہانہ تنخواہ دو ہزار روپے ہے۔ میرا نام صابرہ ہے۔ ہماری غریبی کے مطابق یہ صبر کرنے والا نام موزوں ہے۔"

"تم غربت اور عاجزی ظاہر کررہی ہو۔ لیکن سیٹلائٹ کے طلسم کو روکنے کا دعویٰ کررہی ہو۔ شاید تمہیں پتا نہیں ہے کہ سیٹلائٹ کیا ہوتا ہے؟"

"میں نے دس جماعتیں پڑھی ہیں۔ کسی حد تک سیٹلائٹ اور الیکٹرونک میڈیا کے متعلق جانتی ہوں لیکن ہمارے ہاں ناخواندہ عورتوں اور مردوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ وہ ناخواندگی اور جہالت کے باوجود سمجھتے ہیں کہ سیٹلائٹ بھی شاید امریکا کا دوسرا نام ہوگا۔ اگر عید کا چاند تیس روزوں کی تکمیل کے بعد نظر آنے والا ہو اور وہ ایک دن پہلے رویتِ ہلال کمیٹی کو نظر آجائے تو سمجھ میں آجاتا ہے کہ اب کے برس امریکی چاند اور امریکی عید ہے۔ مختصر یہ

کہ ہمارے ملک میں جو چیز سمجھ میں نہ آئے وہ 'یا امریکا' سے منسوب ہوتے ہی سمجھ میں آجاتی ہے۔"

تمام بڑی بیگمات ایک اونچے خوب صورت سے اسٹیج پر شاہانہ طرز کی کرسیوں پر بیٹھی ہوئی تھیں۔ ایک بیگم نے اٹھ کر صابرہ سے پوچھا "کیا تمہیں اپوزیشن والوں نے بھیجا ہے اور تم ہمارے اجلاس کو ناکام بنانے کی احمقانہ کوششیں کررہی ہو؟"

صابرہ نے کہا "یہ اپوزیشن کیا چیز ہے؟ کیا اچھے اور سچے مسلمان ایک دوسرے کے مخالف ہوتے ہیں؟ مخالفتیں صرف وہاں ہوتی ہیں جہاں لوٹ کھسوٹ ہوتی ہے۔ ایران میں ڈش انٹینا پر پابندی عائد کردی گئی ہے۔ اس راستے کو روک دیا ہے جہاں سے بے حیائی آتی ہے۔ آپ بڑی بڑی بیگمات ہیں۔ آپ حکومت سے کہہ سکتی ہیں کہ وہ پاکستان میں بھی ڈش انٹینا پر پابندی لگائے۔ پھر سیٹلائٹ کا جادو ہم پر نہیں چلے گا۔ ہم تہذیب کے دائرے میں رہ کر اپنے ملک کے بہترین ٹی وی ڈرامے دیکھتے ہیں۔ یہ ڈرامے ساری دنیا میں مشہور ہیں۔ اس شہرت کا مطلب یہ ہے کہ دنیا ہماری باحیا تہذیب کو پسند کرتی ہے۔"

کتنی ہی عورتیں صابرہ کی تائید میں کہنے لگیں کہ یہ اجلاس تہذیب کے موضوع پر بحث کرنے کے لئے طلب کیا گیا تھا۔ لہٰذا ہماری تہذیب کے جو تقاضے ہیں ان پر سیر حاصل بحث کی جائے۔

تیسری بیگم نے کہا "ہم تہذیب پر ہی گفتگو کرنا چاہتے ہیں لیکن ابھی بیگم شائستہ صاحبہ نے تقریر کا آغاز کیا ہی تھا کہ اس لڑکی صابرہ نے مداخلت کرکے یہ ثابت کردیا کہ ہمارے ملک کی خواتین دنیا کی دوسری تمام خواتین کے شانہ بہ شانہ چلنا نہیں چاہتیں۔ کیا دس جماعتیں پڑھ لینے سے صابرہ دانشور کہلائے گی۔ ہمارے ہاں صدیوں سے ناخواندگی' جہالت اور پسماندگی چلی آرہی ہے۔ ہمیں بڑی فراخدلی اور کھلے ذہن سے یہ سوچنا اور سمجھنا ہوگا کہ ہم ترقی یافتہ قوم کی خواتین بن کر کیسے ابھر سکیں گے۔ پانچ برس کے بعد ہم اکیسویں صدی میں داخل ہوں گے۔ اس سے پہلے ہمیں روشن خیال بننا ہوگا۔"

صابرہ نے کہا "ہمارے پاس صدیوں سے بزرگوں کی دی ہوئی ایک روشنی ہے۔ ہم اکیسویں صدی میں اپنے سروں پر کلام پاک رکھ کر داخل ہوں گی۔"

ایک بیگم نے کہا "یہ اچھی بات ہے۔ ہم سب مسلمانوں کو ایسا سوچنا چاہئے لیکن جذباتی بن کر خود کو محدود کرکے ایسی بات نہ کہو۔ ہمیں زمانے کے ساتھ بھی چلنا ہے۔ یہ ہمارے ہی لئے کہا گیا ہے کہ دوڑو۔ میری ماؤں بہنو! دوڑو زمانہ چال قیامت کی چل گیا۔"

اس پر تمام بیگمات تالیاں بجانے لگیں۔ وہ بڑے بڑے سیاستدانوں کی بیگمات تھیں۔ ان کی حفاظت کے لیے سیکیورٹی کا نظام بہت سخت تھا۔ اجلاس میں بھی مسلح گارڈز کھڑے ہوئے تھے۔

اسٹیج پر کھڑے ہوئے ایک مسلح گارڈ نے ثانی کے زیرِ اثر آکر اس کی مرضی کے مطابق کہا "محترمہ بیگم صاحبہ! اگر آپ اجازت دیں تو میں چند الفاظ کہنا چاہتا ہوں۔"

بیگم شائستہ نے کہا "ضرور کہو۔ اجلاس میں شریک ہونے والی خواتین تمہارے جیسے ملازموں کے طبقے سے تعلق رکھتی ہیں۔ یہ تمہاری زبان اچھی طرح سمجھیں گی۔"

مسلح گارڈ نے کہا "میرا نام محمد اکرم ہے۔ ساری دنیا مدر ٹریسا کو جانتی ہے۔ وہ نوبل انعام یافتہ خاتون ہیں اور عیسائی ہیں۔ آج کی دنیا میں اس محترم خاتون کی طرح کسی نے انسانیت کی تمام عمر خدمت نہیں کی۔ وہ عیسائی ہیں لیکن ہم مسلمان بھی انہیں سلام کرتے ہیں۔ جب انہیں معلوم ہوا کہ قاہرہ کانفرنس کے نام پر آبادی کم کرنے کے غیر فطری منصوبے بنائے جارہے ہیں تو انہوں نے قاہرہ کانفرنس کے نام اپنے ایک پیغام میں کہا۔ زندگی کو جنگوں، تشدد اور اسقاطِ حمل کے ذریعے ختم ہوتے دیکھنا سخت تکلیف کا باعث ہے۔ زندگی لینے کا حق صرف اسی (اللہ تعالیٰ) کو ہے' جس نے زندگی دی ہے اور کسی کو یہ حق حاصل نہیں' نہ ماں کو' نہ باپ کو' نہ ڈاکٹرز کو' نہ کسی ایجنسی کو' نہ کانفرنس کو اور نہ ہی حکومت کو......"

وہ آگے بھی کہنا چاہتا تھا کہ بیگم شائستہ نے چیخ کر کہا "یو شٹ اپ! نان سنس یہاں خواتین کی کانفرنس ہورہی ہے اور تم مرد ہو کر بول رہے ہو؟"

"معافی چاہتا ہوں۔ میں آپ سے اجازت لے کر اس لئے بول رہا تھا کہ آپ کو ایک مسلمان صابرہ کی بات سمجھ میں نہیں آئی تو میں ایک محترم عیسائی خاتون کا حوالہ دینے لگا۔"

وہ غصے میں سیکیورٹی افسر سے بولی "اس کتے کو یہاں سے لے جاؤ۔ حراست میں رکھو اور وہ صابرہ کون ہے؟ اسے بھی لے جاؤ۔ حراست میں رکھو۔"

وہاں چند ایسے اخباری رپورٹروں اور فوٹو گرافروں کو بلایا گیا تھا' جو ان کے زر خرید تھے۔ وہ لوگ بیگمات کی تصویریں بھر اجلاس میں اتار رہے تھے اور ان کے نمائشی انٹرویو لے رہے تھے کیونکہ انہیں اخبارات میں وہی شائع کرنا تھا جو بیگمات کی مرضی ہوتی۔ ان میں سے کسی نے صابرہ اور سیکیورٹی گارڈ محمد اکرم کی تصویریں اتاریں اور نہ ہی سوال کیا کہ انہیں کس جرم میں زیر حراست رکھا جارہا ہے۔

اجلاس میں شریک دوسری خواتین سہم گئی تھیں۔ ان میں سے بیشتر سرکاری ملازمین کی بیویاں' بہنیں اور بیٹیاں تھیں۔ وہ بیگمات کے خلاف کچھ بول کر اپنے کمانے والوں کو سرکاری ملازمتوں سے خارج نہیں کرانا چاہتی تھیں۔

ثانی بیگم شائستہ کے چور خیالات پڑھنے لگی۔ پتا چلا کہ اس کی ایک جوان' اسمارٹ اور مغرور بیٹی ہے جس کا نام ندرت شاہ ہے لیکن اسے اختصار سے ندا کہا جاتا ہے۔ ثانی نے موبائل کے ذریعے ماں بیٹی میں گفتگو کرائی۔ بیگم شائستہ نے کہا "ندا! تم کہاں ہو؟ میں نے تاکید کی تھی کہ آج کا اجلاس اہم ہے۔ تمہیں شریک ہونا چاہئے۔"

دوسری طرف سے ندا نے کہا "او ممی! میری شرکت ضروری نہیں ہے۔ آپ کے سیکریٹری نے آپ کے لئے تقریر لکھ دی تھی۔ آپ نے یاد بھی کرلی تھی۔ اب کیا پرابلم ہے؟"

"میں تمہاری کمی محسوس کررہی ہوں۔ ہوسکے تو چلی آؤ۔"

اس نے رابطہ ختم کیا۔ ثانی ندا کے پاس آگئی۔ وہ ایک ریستوران میں اپنے ایک بوائے فرینڈ کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی۔ فون بند کرکے کہہ رہی تھی "ممی مجھے بلا رہی ہیں اور میں یہاں اپنے پرابلم میں پڑی ہوں۔"

بوائے فرینڈ نے کہا "اس میں پرابلم کی کیا بات ہے؟ یہ تو خوشی کی بات ہے کہ تم میرے بچے کی ماں بننے والی ہو۔"

"فضول باتیں نہ کرو۔ میں کل صبح ہی لیڈی ڈاکٹر کو بلاؤں گی اور حمل ضائع کرادوں گی۔"

"تم میرے ہونے والے بچے کو پیدا ہونے سے پہلے قتل کرانا چاہتی ہو۔ یہ نامناسب ہے۔ ممی اور ڈیڈی سے کہو کہ فوراً ہماری شادی کرادیں۔"

"اپنی اوقات دیکھ کر بات کرو۔ تمہارے فادر صوبائی سطح کے سیاستدان ہیں۔ ایک معمولی اسمبلی رکن ہیں اور میرے ڈیڈی وفاقی حکومت میں بہت بڑے عہدیدار ہیں۔ یہ میری غلطی تھی کہ میں نے اپنے ڈیڈی کی اونچی سطح سے نیچے آکر تمہیں چند راتیں دے دیں۔ جو خیرات مل گئی' وہی بہت ہے۔ اب جاؤ یہاں سے آئندہ میرا نام بھی زبان پر نہ لانا ورنہ تمہارے باپ سے صوبائی کرسی بھی چھین لی جائے گی۔"

وہ اٹھ کر کھڑا ہوگیا۔ ندا اتنی اونچی چیز تھی کہ اس کی مرضی کے بغیر وہ زبان بھی نہیں ہلا سکتا تھا۔ وہ سر جھکا کر چلا گیا۔

ثانی نے ندا کے دماغ پر قبضہ جمایا۔ پھر اسے اس کی عالیشان کوٹھی میں پہنچایا۔ وہ اپنے شاندار بیڈ روم میں آکر بستر پر چاروں شانے چت لیٹ گئی۔ اپنے جسم کو ڈھیلا چھوڑ دیا۔ اس کے بعد آنکھیں بند کرکے سو گئی۔

ثانی نے اسے گہری نیند میں پہنچا کر اس پر تنویمی عمل کیا۔ اس کے ذہن میں یہ بات نقش کی کہ وہ اپنے حمل کو بھول جائے گی اور اسقاط کے لئے کبھی کسی ڈاکٹر سے رجوع نہیں کرے گی۔ آئندہ اس کی معمولہ اور وفادار بن کر رہے گی اور اس کے احکامات پر عمل کرتی رہے گی۔ اس پر ضروری عمل کرنے کے بعد اسے تنویمی نیند سونے کے لئے چھوڑ دیا۔

ادھر اجلاس ختم ہونے کے بعد بیگم شائستہ اپنی کوٹھی میں آئی۔ اس نے صابرہ اور سیکیورٹی گارڈ محمد اکرم کو طلب کیا۔ پھر اس نے صابرہ سے کہا "میں نے اجلاس کے دوران خفیہ معلومات حاصل کی تھیں۔ تم پنڈی کے جس محلے میں رہتی ہو' وہاں ہماری پارٹی کے لیڈر نے تصدیق کی ہے کہ تمہارا تعلق اپوزیشن سے یا کسی بھی سیاسی پارٹی سے نہیں ہے مگر تم پر اسلامی تعلیمات کا بھوت سوار ہے۔ اس لئے تم اجلاس میں جنسی آزادی کے خلاف بول رہی تھیں۔ کیا تم سمجھتی ہو کہ تمہاری جیسی دو کوڑی کی لڑکی ہمارے خلاف بولے گی ہمارا کام رک جائے گا یا اور کوئی بہت بڑا انقلاب آجائے گا؟"

صابرہ نے کہا "میں نہیں جانتی کہ انقلاب کیسے آتا ہے۔ صرف اتنا جانتی ہوں کہ عورت کو ہر حال میں اپنی شرم و حیا کا پاس رکھنا چاہئے۔"

"عورت کی شرم و حیا کو برقرار رکھنے کے لئے بازاروں میں کنڈوم اتنے سستے کردیے گئے ہیں کہ دو وقت کے فاقے کرنے والے مرد بھی اسے حاصل کرسکتے ہیں۔ عورتیں بھی اسے اپنے پرس میں لے کر پھر سکتی ہیں۔"

"بیگم صاحبہ! خدا کے لئے صرف ایک پہلو نہ دیکھیے۔ یہ بھی سمجھئے کہ کنڈوم کے بہ آسانی دستیاب ہونے سے کچے ذہن کی لڑکیوں اور لڑکوں کو گناہ کی ترغیب ملے گی۔ ہم مسلمان ہیں۔ ہمیں اپنی اسلامی تہذیب......"

"یو شٹ اپ۔ تم قائل ہونا نہیں چاہتیں۔ بحث کئے جاتی ہو۔ جس کنڈوم کے خلاف تم بول رہی ہو وہ تمہارے پاس نہیں ہوگا اور ایسے میں کوئی مرد تمہاری تنہائی میں آئے گا اور تمہیں شادی سے پہلے ایک ناجائز بچے کی ماں بنا ڈالے گا تب تمہاری سمجھ میں آئے گا کہ ہم نے کیسی دانش مندی کی باتیں سمجھائی تھیں۔ اگر تمہارے پاس کنڈوم ہوتا تو تم کنواری ماں کبھی نہ بنتیں۔"

صابرہ نے کہا "ہم اونچی سوسائٹی کی لڑکیوں کی طرح آزادی سے کہیں تنہا نہیں جاتے ہیں۔ پھر کوئی مرد کیسے ہماری تنہائی میں آئے گا۔ ہم نے ہمیشہ چادر اور چار دیواری کو اہمیت دی ہے۔"

"آج تو تم تنہا اجلاس میں آئی ہو۔"

"میں اپنی چھ سہیلیوں کے ساتھ آئی ہوں۔ وہ سب مجھے کچھ کہنے سے روک رہی تھیں مگر میں اپنے ضمیر کی سچائی سے بولنے پر مجبور ہوگئی۔"

بیگم نے سیکیورٹی افسر سے کہا "جلسہ گاہ کے باہر اگر چھ لڑکیاں صابرہ کا انتظار کررہی ہوں تو اپنے ماتحت کو سمجھا دو۔ ان سے جاکر کہہ دے کہ صابرہ کو حراست میں نہیں رکھا گیا ہے۔ اسے چھوڑ دیا گیا ہے۔ وہ جاچکی ہے اور تم شہر سے باہر کسی ایسے مکان میں صابرہ اور محمد اکرم کو لے جاکر قید کردو جہاں ان کی فریاد سننے والا اور مدد کرنے والا کوئی نہ ہو۔"

سیکیورٹی افسر حکم کی تعمیل کے لئے چلا گیا۔ محمد اکرم نے کہا۔ "میں آپ سے معافی چاہتا ہوں بیگم صاحبہ! آئندہ آپ کے سامنے

زبان نہیں کھولوں گا۔"

"میں کوئی سزا نہیں دے رہی ہوں۔ معافی کیوں مانگتے ہو؟ تمہیں تو اس جوان لڑکی کے ساتھ ایک مکان میں بند رکھا جائے گا۔ جس روز تم یہ خوش خبری سناؤ گے کہ یہ تمہارے بچے کی ماں بننے والی ہے اسی روز تمہیں رہائی مل جائے گی اور اس لڑکی کو ماں بننے تک سخت نگرانی میں رکھا جائے گا۔"

صابرہ کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ وہ بولی "یہ آپ کیسی بے حیائی کی باتیں کررہی ہیں۔ مجھ پر ایسا ظلم کرکے آپ کو کیا حاصل ہوگا؟"

"میں تمہیں سبق سکھانا چاہتی ہوں۔ تمہیں کنڈوم کی اہمیت کا احساس دلانا چاہتی ہوں۔ تم کنواری ماں بننے کے بعد چیخنی پھرو گی کہ اس پرانی تہذیب کو بدلنا چاہئے۔"

سیکیورٹی افسر چند سپاہیوں کے ساتھ آیا۔ پھر ان دونوں کو پکڑ کر باہر لے گیا۔ وہاں ایک وین میں دونوں کو بٹھا کر آنکھوں پر پٹی باندھ دی گئی۔ صابرہ روتی اور فریاد کرتی رہی مگر سب حکم کے بندے تھے یا درندے تھے انہیں وہاں سے لے گئے۔ وہ نہیں جانتے تھے کہ انہیں کہاں پہنچایا جارہا ہے۔ ان کے ہاتھ پیچھے کی طرف بندھے ہوئے تھے اس لئے اپنے ہاتھوں سے پٹی کھول کر دیکھ نہیں سکتے تھے۔ ہاں مگر ثانی دیکھ رہی تھی۔

ثانی نے علی کے پاس آکر اسے تمام حالات مختصر طور پر سنائے پھر کہا "ابھی میں مصروف رہوں گی۔ تمہاری مصروفیت کل صبح سے شروع ہوگی۔ وڈیو فلم تیار کرنے کے تمام انتظامات مکمل رکھو۔ میں ابھی آؤں گی۔ پھر تفصیل سے گفتگو ہوگی۔"

وہ صابرہ کے پاس آئی۔ ایک ویران علاقے کے ایک مکان میں انہیں پہنچایا گیا تھا۔ اس مکان میں تین کمرے تھے لیکن صابرہ اور محمد اکرم کو ایک ایسے کمرے میں قید کیا گیا جس کا ایک دروازہ اور ایک کھڑکی تھی۔ وہاں سے فرار ہونے کے لئے کوئی دوسرا دروازہ نہیں تھا۔ دروازے پر دو مسلح سپاہیوں کا پہرا تھا۔ کھڑکی کے پٹ پر کیلیں ٹھونک دی گئیں۔ یوں انہیں ایک ہی کمرے میں رات گزارنے پر مجبور کردیا گیا۔

صابرہ نے رو رو کر کہا "محمد اکرم! ہمیں شرافت کا دامن نہیں چھوڑنا چاہئے۔ مجھے اپنے خدا پر اور تم پر بھروسا ہے کہ میری عزت پر آنچ نہیں آئے گی۔"

اکرم نے کہا "میرا خیال ہے تم صرف خدا پر بھروسا کرو۔ تم نے ابھی صرف بیگم صاحبہ کو دیکھا ہے۔ صاحب تو ان سے بھی زیادہ فرعون ہیں۔ میں نے پتا نہیں کیسے بے اختیار بیگم صاحبہ کے مزاج کے خلاف کہہ دیا تھا۔ اب تو کان پکڑتا ہوں۔ اگر ان کا وفادار نہیں رہوں گا تو میرے بیوی بچے بھوکے مریں گے۔ میں ان کی بھلائی کی خاطر وہی کروں گا جو انہوں نے حکم دیا ہے۔"

وہ روتی ہوئی پیچھے ہٹ گئی۔ دیوار سے جاکر لگ گئی۔ وہ بولا "رونے یا فریاد کرنے سے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ دعا کرو کہ جلد ہی تمہارے پاؤں بھاری ہوجائیں۔ تم ماں بننے کی خبر سناؤ گی تو مجھے رہائی مل جائے گی۔"

یہ کہہ کر اس نے جماہی لی پھر چارپائی پر بیٹھ کر بولا "تھکن اور نیند سی محسوس ہورہی ہے۔ میں تھوڑی دیر کے لئے لیٹ رہا ہوں۔ تب تک تم سوچو، سمجھو۔ ہم دونوں کی بھلائی......"

وہ بولتے بولتے لیٹ گیا۔ آگے کچھ بولنے کے لئے زبان نہیں کھلی۔ آنکھیں بند ہوگئیں۔ جب وہ گہری نیند میں ڈوب گیا تو ثانی نے اس پر عمل کیا۔ اس کے ذہن پر ضروری باتیں نقش کیں۔ پھر اسے تنویمی نیند سونے کے لئے چھوڑ کر بیگم شائستہ کے پاس آگئی۔ وہاں بھی اس نے بیگم پر، اس کے بعد سیکیورٹی افسر پر تنویمی عمل کیا ان تمام اہم کاموں سے فارغ ہوکر وہ دماغی طور پر حاضر ہوئی تو علی اس کا انتظار کرتے کرتے سوگیا تھا۔

ثانی نے بڑے پیار سے مسکرا کر اسے دیکھا۔ پھر اپنے بستر پر آکر دماغ کو چار گھنٹوں کی نیند کی ہدایات دے کر سوگئی۔

ان کے بیدار ہونے تک ہر پاکستانی کو ایک سوال کا جواب معلوم کرلینا ضروری ہے۔ سوال یہ ہے کہ ہمارے ملک میں کیا واقعی خاندانی منصوبہ بندی لازمی ہے؟

دنیا کی طوفانی رفتار سے بڑھتی ہوئی آبادی کا تقاضا ہے کہ ہر ملک کے حکمرانوں کو اور عوام کو ضرور آبادی کی بڑھتی ہوئی رفتار میں کمی کرنا چاہئے لیکن فی الوقت سوال صرف پاکستان کا ہے۔ یہاں آبادی بارہ کروڑ سے تجاوز کررہی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ آبادی کے لحاظ سے وسائل کم ہیں اور وسائل کی کمی کو پورا کرنے کے لئے بیرونی قرضوں کا بوجھ بڑھتا جارہا ہے۔

جب وسائل اور قرضوں کی بات آتی ہے تو پاکستان کی سیاست میں صاف کھوٹ نظر آتا ہے۔ یہ حقیقت جگمگاتے ہوئے آفتاب کی طرح روشن ہوگئی ہے کہ ملک کا خزانہ ایک عام پاکستانی نے نہیں، کئی سیاستدانوں نے خالی کیا ہے۔ خزانہ بڑھتی ہوئی آبادی نے نہیں، بڑھتے ہوئے لالچ نے خالی کیا ہے۔

پھر ورلڈ بینک اور دیگر مالیاتی اداروں سے قرضے ملتے رہے ان قرضوں کی بھاری رقوم کسی عام پاکستانی کے ہاتھوں میں نہیں، بلکہ لالچی ہاتھوں میں آئیں۔ اور عوام کو کبھی معلوم نہ ہوسکا کہ وہ آتی رہنے والی بھاری رقوم کہاں چلی جاتی ہیں۔ ہر حکومت کا دعویٰ ہے کہ اس نے سب سے زیادہ ترقیاتی کام کئے۔ ان تمام دعوؤں کو سچ کیا جائے تو اب تک پاکستان کو سپرپاور بن جانا چاہئے تھا۔ لیکن اڑتالیس برسوں میں ایک چھوٹا سا مسئلہ بھی حل نہ ہوسکا۔ ایک دال اور ایک روٹی سستی نہ ہوسکی۔ یہاں کی زمین میں تیل کا ذخیرہ ہے۔ گیس کی بہتات ہے۔ زمرد جیسے قیمتی پتھروں کی کمی نہیں ہے زراعت میں پڑوسی ملکوں سے برتر ہیں۔ پھر وسائل اور کسے کہتے ہیں لیکن المیہ یہ ہے کہ جب زمین کی تہ سے معدنی خزانے کا سراغ لگانے کے لئے چینی یا جاپانی انجینئر آتے ہیں تو ان انجینئروں کو اغوا کرادیا جاتا ہے۔ اس ملک کی سیاست واضح بھی ہے اور پیچیدہ بھی۔ جب بھی سوال کیا جائے کہ پیچیدگی کیسے دور ہوگی تو سیاستدانوں کا جواب ہوتا ہے کہ آبادی کم کرنے سے ہوگی۔

اور اب تو ورلڈ بینک نے اسی شرط پر قرضہ دیا ہے کہ پاکستان میں تہذیبی تبدیلی لائی جائے۔ خاموش سفارت کاری پر عمل کرتے ہوئے کنڈوم کلچر کو عام کیا جائے۔ اسقاطِ حمل کو قانونی شکل دی جائے۔

ثانی اور علی صبح چھ بجے بیدار ہوگئے۔ غسل وغیرہ سے فارغ ہوکر ناشتا کیا۔ بابا صاحب کے ادارے سے تعلق رکھنے والے وڈیو کیمرا مین وغیرہ ایک بڑی سی وین میں آگئے تھے۔ ثانی نے ناشتے کے دوران کہا "تم وڈیو فلم یونٹ کے ساتھ زیرو پوائنٹ جاؤ۔ وہاں ندا اپنی کار میں آئے گی۔ تم اپنے یونٹ کو اس کے پیچھے لے جاؤ گے۔ میں کبھی ندا کے پاس اور کبھی تمہارے پاس آتی رہوں گی۔"

علی ہوٹل کے کمرے سے نکل کر فلم یونٹ کے پاس وین میں آیا پھر وہاں سے زیرو پوائنٹ کی طرف روانہ ہوگیا۔ ثانی ندا کے پاس پہنچ گئی۔ اس کے دماغ میں رہنا ضروری نہیں تھا کیونکہ وہ اس کی معمولہ بن چکی تھی۔ ثانی نے اس کے ذہن میں یہ بات نقش کردی کہ وہ ابھی لباس تبدیل کرکے اپنی کار خود ڈرائیو کرتی ہوئی زیرو پوائنٹ کی طرف جائے گی۔

اس نے یہی کیا۔ ثانی نے علی سے کہا "وہ سیاہ رنگ کی ہنڈا ایکارڈ میں آرہی ہے۔ اس کا تعاقب کرتے رہو۔ میں اسے اس خفیہ مکان کی طرف لے جارہی ہوں جہاں صابرہ کو قید کیا گیا ہے۔"

وہ ندا کے پاس آگئی۔ اسے مطلوبہ راستے پر لے جانے لگی۔ ندا یہی سمجھ رہی تھی کہ وہ اپنی مرضی سے تفریحاً اس پہاڑی علاقے کی طرف جارہی ہے۔ پھر وہ ایک مکان کے سامنے پہنچ گئی۔ پچھلی رات وہاں دو مسلح سپاہیوں کا پہرا تھا اب ان کی ڈیوٹی بدل گئی تھی۔ ان کی جگہ دوسرے دو سپاہی ڈیوٹی پر آئے تھے۔ انہوں نے ندا کو کار سے اترتے دیکھ کر سلیوٹ کیا۔ وہ ثانی کی مرضی کے مطابق بولی۔ "یہاں ان قیدیوں کی وڈیو فلم تیار کی جائے گی۔ تم دونوں ان گاڑیوں کے پاس رہو۔ جب تک میں حکم نہ دوں، اس مکان کے قریب نہ آنا۔"

وہ حکم کے بندے تھے۔ گاڑیوں کی طرف چلے گئے۔ ندا اور علی وڈیو فلم کے تمام سامان اور یونٹ کے ساتھ اندر آئے۔ صابرہ کمرے کے ایک گوشے میں تمام رات بیٹھی رہی تھی اور خدا سے اپنی عزت کی سلامتی کی دعائیں مانگتی رہی تھی۔ علی نے اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا "تم میری چھوٹی بہن ہو۔ اپنے دل سے خوف اور تمام صدمات کو نکال دو۔ دوسرے کمرے میں جاؤ۔ ہم تمہارے لئے ناشتا لائے ہیں۔ منہ ہاتھ دھو کر کھالو۔ ہم یہاں ضروری کام سے نمٹ کر تمہیں بخیریت تمہارے گھر پہنچادیں گے۔"

ثانی نے بھی اس کے دماغ میں رہ کر اس کی ہی سوچ میں حوصلہ دیا کہ اس کی تمام رات کی دعائیں قبول ہوگئی ہیں اور خدا نے اس کے لئے مددگار فرشتے بھیج دیئے ہیں۔ وہ دوسرے کمرے میں چلی گئی۔ کیمرا مین اور یونٹ کے دوسرے لوگ شوٹنگ کی تیاری کررہے تھے۔ ثانی کبھی ندا کے اندر اور کبھی اکرم کے اندر جاکر یہ باتیں ان کے ذہن میں نقش کررہی تھی کہ جب تمام لائٹس آن ہوں گی اور کیمرا آن ہوگا تو ان دونوں کو کس طرح بے حیا عاشقوں کی طرح ایکٹنگ کرنی ہے اور کس طرح مکالمے ادا کرنے ہیں۔

تمام تیاریاں مکمل ہونے کے بعد لائٹس آن ہوگئیں۔ کیمرا اسٹارٹ ہوگیا اور ان دونوں نے پریم کہانی شروع کردی۔ ندا نے اکرم کی گردن میں بانہیں ڈال کر کہا "جس پر میرا دل آجاتا ہے میں اس کے ساتھ تنہائی میں رنگین لمحات گزار لیتی ہوں۔ کل سے میرا دل تم پر آیا ہوا تھا۔ پتا چلا ممی نے صابرہ نام کی ایک بے قصور شریف زادی کے ساتھ تمہیں یہاں قید کردیا ہے اس لئے میں تمام رکاوٹیں دور کرکے چلی آئی ہوں۔"

اکرم نے کہا "یہ میری خوش قسمتی ہے کہ ایک بہت اونچی فیملی اور ایک بہت بڑے باپ کی بیٹی مجھے جوانی کی ہوا کھلانے آئی ہے لیکن تمہیں کیا ڈر نہیں لگتا کہ راز کھل جائے گا تو تم بدنام ہوجاؤ گی اور میں غریب مفت میں مارا جاؤں گا۔"

وہ ہنس کر بولی "ہمارے والدین سیاست میں جو کلچر لے کر آئے ہیں اس کے بعد بدنامی کا اندیشہ نہیں رہا ہے۔ تم فکر نہ کرو۔ ہمارے یہ بڑے سیاستداں جو بو رہے ہیں، اس کی فصل یہ جوان نسل کاٹ رہی ہے۔"

پھر وہ دونوں فصل کاٹنے لگے۔ شوٹنگ تین گھنٹے تک جاری رہی۔ اس دوران تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد شاٹس تبدیل کرنے کے لئے وقفہ ہوتا رہا۔ آخر میں ندا نے وہاں سے جانے سے پہلے اپنے پرس میں ہاتھ ڈال کر سائلنسر لگا ہوا ایک ریوالور نکالا۔ پھر اکرم کو نشانے پر لے کر کہا "تم مرد ہو اور بڑے زبردست ہو۔ اس لئے اپنی تسلی کرلی۔ مگر اب اعلیٰ اور ادنیٰ مقام کی بات ہے اور تمہارے جیسا ملازم تو میرے پاؤں کی جوتی کے برابر بھی نہیں ہے۔ اب جذبات سرد پڑجانے کے بعد عقل کہہ رہی ہے کہ تم مجھے حاصل کرنے کا فخر کرو گے اور میری انسلٹ ہوتی رہے گی لہٰذا ایسا نہیں ہونا چاہئے۔"

یہ کہتے ہی اس نے اکرم کو گولی ماردی۔ پھر کمرے کا دروازہ کھول کر جانے لگی۔ کیمرا اس کے پیچھے پیچھے تھا۔ اس نے دونوں سپاہیوں کو آواز دی۔ وہ دوڑتے ہوئے آئے۔ ندا نے حکم دیا۔ "اپنے ہتھیار پھینک دو۔"

انہوں نے حکم کی تعمیل کی۔ اپنے ہتھیار پھینک دیئے۔ وہ بولی۔ "میں نہیں چاہتی کہ میرے یہاں آنے اور منہ کالا کرنے کی بات دوسروں تک پہنچے۔ کنڈوم کلچر کے ایک معنی یہ بھی ہیں کہ اپنے

گناہوں کا کوئی ثبوت نہ چھوڑا جائے۔ اس لئے میں تم دونوں کو بھی نہیں چھوڑوں گی۔"

یہ کہتے ہی اس نے بڑی پھرتی سے دونوں کو باری باری گولی مار دی۔ انہیں سنبھلنے اور اپنے چھپے ہوئے ہتھیار اٹھانے کا موقع نہیں دیا۔ پھر وہ مکان کے باہر سے گھوم کر دوسرے کمرے کے دروازے کے پاس آئی اور صابرہ کو آواز دی۔ صابرہ دروازہ کھول کر سہمی ہوئی سی باہر آئی۔ ندا نے کہا "تم دوسرے کمرے میں قید تھیں۔ تم نے نہیں دیکھا کہ یہاں کیا کچھ ہوتا رہا ہے چونکہ تم کسی معاملے کی چشم دید گواہ نہیں ہو اس لئے تمہیں زندہ چھوڑتی ہوں۔ یہاں سے چلی جاؤ ناؤ گیٹ لاسٹ......"

وہ سہم کر جانے لگی۔ علی نے کیمرا آف کرادیا۔ شوٹنگ بند کردی۔ پھر صابرہ سے کہا "رک جاؤ۔ یہاں سے پنڈی بہت دور ہے۔ ہم تمہیں گاڑی میں چھوڑ آئیں گے۔"

علی نے اس کا ہاتھ تھام کر اپنی وین میں بٹھادیا۔ ندا سحر زدہ تھی۔ اسے خبر نہیں تھی کہ وہ کیا کررہی ہے۔ ثانی جو کہہ رہی تھی وہ کرتی جارہی تھی۔ وہ سب گاڑیوں میں بیٹھ گئے۔ پھر پہلے کی طرح ندا کی کار کے پیچھے پیچھے چلنے لگے۔

زیرو پوائنٹ پر پہنچ کر علی نے یونٹ کے ایک آدمی سے کہا "تم صابرہ کو یہاں سے کسی ٹیکسی میں لے جاؤ اور اسے گھر پہنچا کر اس کے والدین کو تسلی دو کہ یہ ایک رات گھر سے دور رہی ہے لیکن عزت آبرو سے واپس آئی ہے۔ اس نے حق گوئی کی تھی۔ اس کے نتیجے میں شاید آئندہ بھی کوئی مسئلہ پیدا ہو۔ لیکن وہ نہ گھبرائیں۔ صابرہ اور اس کے گھر والوں پر جو بھی مصیبت آئے گی اس کا منہ توڑ جواب دیا جائے گا۔"

وہ شخص صابرہ کے ساتھ وین سے اتر گیا۔ ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر چلا گیا۔ اس کے بعد علی وڈیو فلم یونٹ کے ساتھ ندا کی کار کے پیچھے پھر چلنے لگا۔ وہ ان سب کو اپنی کوٹھی کے احاطے میں لے آئی۔ پہرا دینے والے گارڈز نے بڑے صاحب کی صاحب زادی کے ساتھ ان کو دیکھ کر احاطے کے اندر جانے سے نہیں روکا۔ ندا ثانی کی مرضی کے مطابق اپنے بیڈ روم میں جاکر سو گئی۔ ثانی بیگم شائستہ کے اندر آئی۔ اس نے پچھلی رات بیگم شائستہ اور سیکیورٹی گارڈ پر تنویمی عمل کیا تھا اور ان کے ذہنوں میں یہ نقش کردیا تھا کہ دوسرے دن ایک وڈیو فلم یونٹ آئے گا اور ان دونوں کی ایک وڈیو فلم تیار کرے گا۔ وہ دونوں اسقاطِ حمل اور کنڈوم کلچر کی بے حیائی کے متعلق مکالمے ادا کریں گے اور اپنی ایکٹنگ کے ذریعے سمجھائیں گے کہ ایسی بے حیائی عام ہوجائے تو بڑے گھر کی بیگمات بھی کس طرح بے خوف و خطر اپنے شوہروں کے اعتماد کو دھوکا دے سکتی ہیں اور اب بھی دھوکا دے رہی ہیں۔

بڑے صاحب بیرونی ممالک کے دورے پر گئے ہوئے تھے۔ اس لئے علی نے اطمینان سے ایک اور وڈیو فلم تیار کرلی۔ پھر اپنے لوگوں کے ساتھ وین میں بیٹھ کر جانے لگا۔ ثانی نے اس کے پاس آکر کہا "یہ تو ایک بڑے سیاستدان کے گھر کا اندرونی معاملہ پکڑا گیا۔ ایسے اور کئی بے ضمیر اور بے غیرت لوگ ہیں جو عوام سے ووٹ لے کر ان ووٹوں کے بدلے میں مغرب کی بے حیا تہذیب دیتے ہوئے ذرا بھی نہیں سوچتے کہ اسلامی تہذیب مسلمانوں کو کتنا تقدس اور پاکیزگی دیتی ہے۔ اگر عوام کو معلوم ہوجائے کہ ان کے راہنما انہیں بڑی سیاسی حکمتِ عملی سے رفتہ رفتہ خدا اور رسولؐ سے دور لے جارہے ہیں تو عوامی غیظ و غضب کے سامنے ایسے تمام سیاستدان ہمیشہ کے لئے نابود ہوجائیں گے۔"

"ثانی! مشکل یہ ہے کہ یہاں ناخواندگی کے باعث عوام کی اکثریت فوراً ہی ذہانت سے بھلے برے کی تمیز نہیں کرسکتی ہے اور جذباتی نعروں میں بہہ کر یا اس سیاسی پارٹی سے مراعات حاصل کرکے ایمان اور بے ایمانی کا تجزیہ کرنے سے جان بوجھ کر کتراتی ہے۔ بائی دی وے ’اب کیا ارادہ ہے؟"

"ہم ایسے ہی چند بڑے سیاسی رہنماؤں کی گھناؤنی زندگیوں کو وڈیو فلم میں ریکارڈ کریں گے پھر ان کا محاسبہ کریں گے۔"

ثانی علی کے پاس سے چلی آئی۔ پھر ان ضمیر فروش سیاستدانوں کے اندر جگہ بنانے لگی اور تنویمی عمل کے ذریعے انہیں اپنا تابعدار بنانے لگی جو صرف اقتدار کے لالچ میں مملکتِ خداداد کی غیرت کو مغرب کی بے داد گر چھایا میں لارہے تھے۔

وہ خیال خوانی کے ذریعے اپنا کام کرتی رہی۔ علی فلم یونٹ کو ساتھ لے کر اپنا کام کرتا رہا۔ جب انہوں نے تمام اہم بے غیرت وطن فروشوں بلکہ اسلامی تہذیب فروشوں کی کمزوریوں کو ریکارڈ کرلیا اور ان تمام وڈیو ریکارڈز کی کئی کاپیاں تیار کرلیں تو علی نے ایک کارڈ فون کے ذریعے ایک بڑے لیڈر سے رابطہ کیا۔ اس کے سیکریٹری نے کہا "صاحب! بہت مصروف ہیں۔ اپنا پیغام لکھوادو۔ بعد میں ان کے پاس پہنچا دیا جائے گا۔"

علی نے کہا "اونچی کرسی پر بیٹھنے کے بعد اسی طرح عوام کی آواز کو پرسنل سیکریٹری کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا جاتا ہے۔ صاحب بہادر خود کبھی عوام کی کوئی بات سننا گوارا نہیں کرتے۔"

پرسنل سیکریٹری ناگواری سے ریسیور رکھنا چاہتا تھا لیکن اس کے اندر ثانی پہنچ چکی تھی۔ وہ اس کی مرضی کے مطابق بولا "اچھی بات ہے۔ ہولڈ آن کرو۔ میں ابھی بات کراتا ہوں۔"

اس نے انٹرکام کے ذریعے بڑے لیڈر صاحب کو مخاطب کیا اور کہا "ایک ضروری کال ہے۔ پلیز اٹینڈ کرلیں۔"

چند سیکنڈ کے بعد فون پر بڑے لیڈر صاحب کی بھاری بھرکم آواز سنائی دی۔ علی نے کہا "جنابِ عالی! میں عوام بول رہا ہوں۔ بارہ کروڑ عوام کے فرداً فرداً اتنے نام ہیں کہ وہ سب کے سب فون پر نہیں جاسکتے۔ صرف الیکشن کے وقت بیلٹ بکس میں فرداً فرداً پڑھے اور گنے جاتے ہیں۔ اس لئے میں بارہ کروڑ کا مجمع بول رہا ہوں اس مجمع کا نام عوام ہے۔"

دوسری طرف سے آواز آئی "تمہاری باتوں سے ذہانت اور سیاست عیاں ہے۔ مجھ سے کیا کہنا چاہتے ہو؟"

"یہی کہ آپ سب نے پاکستان کے خزانے کو کھوکھلا کردیا۔ پاکستان کی تہذیب کو کھوکھلا نہ کریں۔ آپ خاندانی منصوبہ بندی کی آڑ میں پاکستانی علما کو تنگ نظر اور دقیانوسی خیالات کے حامل کہہ کر جس طرح بے حیائی کو فروغ دینا چاہتے ہیں اس سے باز آجائیں۔ اس میں آپ کی بقا ہے ورنہ ہماری تہذیب آپ کو فنا کردے گی۔"

وہ ریسیور رکھنا چاہتا تھا مگر ثانی نے رکھنے نہیں دیا۔ اس نے پوچھا "کیا تم نے یہی بکواس کرنے کے لئے فون کیا ہے؟"

"ابھی تو یہ بکواس لگ رہی ہے لیکن اس بے حیائی کی آڑ میں جب تمہارا اپنا گھر جلے گا تو اس آگ کو بجھانے کے لئے پانی نہیں ملے گا۔"

علی نے فون بند کردیا۔ پھر دوسرے ’تیسرے اور چوتھے بڑے بڑے ضمیر فروشوں کو اسی طرح باری باری فون کرکے انہیں بے حیائی سے باز آجانے اور اپنی تہذیب کو قائم و دائم رکھنے کی تلقین کی۔ لیکن اقتدار اور وسیع اختیارات حاصل کرلینے کے بعد جو نشہ چھا جاتا ہے اس نشے میں پورے ملک کے عوام احمق نظر آتے ہیں اور عوام کے حوالے سے دی جانے والی نصیحتیں پرانے گراموفون کے گھسے ہوئے ریکارڈ کی طرح لگتی ہیں۔

وہ دن گزر گیا۔ رات کو ڈنر سے پہلے ندا نے اپنے ڈیڈی سے کہا "آج میں نے اپنے بستر کے تکیے پر یہ وڈیو کیسٹ دیکھا۔ پھر کسی نے فون پر کہا ’جو کیسٹ تمہارے بستر پر ہے اسے اپنے ڈیڈی اور ممی کے ساتھ دیکھنا۔ اس لئے میں چاہتی ہوں کہ آپ اسے میرے ساتھ دیکھیں۔"

بیگم شائستہ نے کہا "تعجب ہے۔ میرے تکیے پر بھی ایک کیسٹ رکھا ہوا تھا۔ پھر فون پر کسی نے کہا تھا کہ وہ کیسٹ میں اپنے شوہر اور بیٹی کے ساتھ دیکھوں۔"

بڑے لیڈر صاحب نے کہا "یہ بات تشویش ناک ہے کہ تم ماں بیٹی کے بیڈ روم میں کوئی آیا تھا اور ایک ایک کیسٹ رکھ کر چلا گیا۔ دوسری تشویش ناک بات یہ ہے کہ کسی نے تم ماں بیٹی کو تقریباً ایک طرح سے فون پر ہدایات دی ہیں۔ آج صبح کسی نے فون پر مجھے بھی دھمکیاں دی تھیں۔ ذرا لگاؤ ایک کیسٹ، ہمیں دیکھنا چاہئے کہ اس میں کیا ہے؟"

پہلے ندا نے وی سی آر میں کیسٹ لگا کر اسے اور ٹی وی کو آن کیا پھر ریموٹ کنٹرول لے کر ماں باپ کے درمیان بیٹھ گئی۔ ٹی وی اسکرین پر فلم چلنے لگی۔ فلم کے ابتدائی حصے سے ماں باپ کے دل دھڑکنے لگے۔ پھر انہوں نے ایک سیکیورٹی گارڈ کے ساتھ اپنی بیٹی کو جس حالت میں دیکھا اسے پوری طرح دیکھنے سے پہلے ہی باپ نے بیٹی سے ریموٹ کنٹرول چھین کر ٹی وی کو آف کردیا۔ پھر گرج کر بیٹی سے بولا "یہ تم نے کیا حرکتیں کی ہیں؟ کسی کے سامنے میرا سر شرم سے نہیں اٹھے گا۔"

ثانی ندا کے اندر موجود تھی۔ وہ بولی "ڈیڈی! تعجب ہے آپ شرما رہے ہیں۔ آپ مغرب سے جو تہذیب لائے ہیں وہ پہلے ہمارے بڑے گھروں سے چلے گی اس کے بعد عوام کے دروازوں تک پہنچے گی۔"

وہ ایک دم سے اٹھ کھڑا ہوگیا۔ پھر گرج کر بولا "میرے لاڈ پیار کا مطلب یہ نہیں ہے کہ تم ایک دو کوڑی کے ملازم کے سامنے ہمارا سر جھکادو۔"

"آپ کا سر نہیں جھکے گا۔ آپ نے پوری فلم نہیں دیکھی ہے۔ میں نے اپنے شوق سے جو کچھ بھی کیا اس کے بعد اس سیکیورٹی گارڈ اکرم کو گولی ماردی۔ پہرا دینے والے دونوں سپاہیوں کو بھی موت کے گھاٹ اتار دیا۔ میں نے بدنامی کے تمام راستے بند کردیے ہیں۔"

"نوناں سنس! تم کس عقل سے بول رہی ہو۔ جس دشمن نے یہ وڈیو فلم تیار کی ہے اس کے پاس اس کی ماسٹر کاپی ہوگی جس کے ذریعے وہ ایسی ہزاروں لاکھوں کاپیاں تیار کرکے تمام مخالف سیاسی پارٹیوں اور مختلف عوامی تنظیموں تک پہنچا سکتا ہے۔ تم نے ایک بیٹی ہوکر باپ کی اونچی اور مضبوط کرسی کے پائے ہلادیے ہیں۔"

"پائے کمزور ہوں گے تو ضرور ہلیں گے۔ آخر جس تہذیب کا پرچار کرنا ہے اور اسے پورے ملک میں عام کرنا ہے تو پھر اندیشے کیا ہیں؟"

"یہ ہیں کہ پاکستانی عوام بڑے جذباتی مسلمان ہیں۔ ان کے سامنے ایک ناپسندیدہ چیز کو پسندیدہ بنانے کے لئے بڑی دھیمی چالوں اور بڑی سیاسی حکمتِ عملی سے منشیات کی طرح آہستہ آہستہ پھیلانا ہوگا۔ بیگم! تم ہی اپنی بیٹی کو سمجھا سکتی ہو کہ......"

وہ بیگم کو مخاطب کرکے کچھ کہتے کہتے رک گیا۔ اسے یاد آیا کہ بیگم کے پاس بھی ایک کیسٹ ہے۔ اس نے پوچھا "وہ تمہارا کیسٹ کہاں ہے؟ کیا تم نے اسے دیکھا ہے؟"

"میں تجسس میں تھی۔ دیکھنا چاہتی تھی پھر سوچا کہ آپ ہی کے ساتھ دیکھوں گی۔"

وہ کیسٹ لانے اپنے بیڈ روم کی طرف چلی گئی۔ باپ نے بیٹی سے کہا "تم اپنے کمرے میں جاؤ۔ پتا نہیں اس کیسٹ میں کیا بے ہودگی ہوگی۔"

"بے ہودگی کیا ہوتی ہے ڈیڈی! آپ نے مجھے کبھی تنہا باہر جانے اور لڑکوں سے دوستی کرنے سے نہیں روکا۔ یہ پہلے کیوں نہ سوچا کہ لڑکا لڑکی تنہا ملتے رہیں گے تو وہ ملاقاتیں آج آپ کے لئے بے ہودہ کہلائیں گی۔"

"میری بات کو سمجھو۔ بے ہودگی وہ ہے جو ظاہر ہوجائے جیسے یہ کیسٹ ہمیں بے ہودہ ثابت کرنے کی دھمکی دے رہا ہے۔"

بیگم شائستہ وہ کیسٹ لے آئی۔ باپ نے ندا سے کہا "میں کہہ رہا ہوں تم یہاں سے جاؤ۔"

"ڈیڈی! ابھی آپ نے کہا ہے' جو عوام پر ظاہر ہو جائے وہ بے ہودگی ہے اور ابھی تو ظاہر ہونے والی کوئی بات نہیں ہے۔ ہم اپنی چاردیواری میں رازداری سے دیکھ رہے ہیں۔"

وہ ماں کے پاس آکر کھڑی ہوگئی۔ پھر بولی "اور یہ کیسٹ تو میری ممی لائی ہیں اور ماں بے ہودگی نہیں لاتی۔ ہو سکتا ہے اس میں کوئی نیک پروین دکھائی گئی ہو۔ کم آن ڈیڈی! آپ تو مغربی تہذیب لاتے لاتے پسماندہ مشرقی بن رہے ہیں۔"

باپ نے بیٹی کی کیسٹ وی سی آر سے نکالی اور اس کی ماں کی کیسٹ اس میں لگائی۔ پھر ٹی وی کو آن کرکے ذرا دور ہو کر دیکھنے لگا۔ مگر کیا دیکھتا! اس کی بیگم سیکیورٹی افسر سے دل بہلا رہی تھی اور کہہ رہی تھی "یہ شوہر حضرات بڑے اُلّو کے پٹھے ہوتے ہیں۔ آج سے پچیس برس پہلے شادی ہوئی تھی۔ جب پانچ برس تک اولاد نہیں ہوئی تو پھر مجھے جو پسند آیا' اسے میں نے خوش کیا جس کے نتیجے میں ندا پیدا ہوئی اور ہمارے بڑے صاحب بڑے خوش ہیں کہ ندا ان کی......"

بڑے صاحب نے ریموٹ کنٹرول کے ذریعے ٹی وی کو آف کردیا۔ پھر گھور کر بیگم کو دیکھا۔ بیگم نے کہا "جو ظاہر ہو جائے وہ گناہ اور فریب ہے۔ زہریلی سچائی یہاں کی صرف چاردیواری میں ہے۔ دنیا پہلے دن سے ندا کو آپ کی بیٹی مانتی آئی ہے اب آپ انکار کریں گے تو آپ کی ہی انسلٹ ہوگی۔"

وہ گرج کر بولا "تو ہیل ود آور انسلٹ۔ تم آج تک میرے اعتماد کو دھوکا دیتی رہیں اور خود کو اپنے شوہر کی یعنی کہ میری وفادار ثابت کرتی رہیں۔"

بیگم نے کہا "کنڈوم کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ بیوی کی وفاداری ثابت ہوتی رہتی ہے۔ میں نے ندا کے بعد پھر کوئی اولاد پیدا نہیں ہونے دی۔"

وہ گھور کر بے بسی سے دیکھ رہا تھا۔ بیگم نے کہا "ایک بار میرے ایک طلب گار نے شراب کے نشے میں اسے بھلا دیا۔ جس کے نتیجے میں کچھ عرصے بعد پھر میرے پاؤں بھاری ہوگئے۔ مجبوراً مجھے اسقاط کے لئے ایک لیڈی ڈاکٹر کو بھاری رشوت دینی پڑی۔ آج آپ ملک کے قانون ساز اہم افراد میں سے ایک ہیں۔ اسقاطِ حمل کو جلد سے جلد قانون کے دائرے میں لے آئیں۔ بڑے فائدے ہیں۔ دیکھیں ہمارا کتنا روشن خیال گھرانا ہے۔ شوہر' بیوی اور جوان بیٹی پوری آزادی اور فراخدلی سے جنسی تعلقات پر گفتگو کر رہے ہیں۔ دنیا والے ہمیں بیک ورڈ یعنی پسماندہ اور دقیانوسی نہیں کہیں گے۔"

ندا سر جھکا کر ایک صوفے پر بیٹھ گئی۔ پھر بولی "دنیا کے کسی بھی خاندان میں فخر کرنے کے لئے اپنے باپ دادا کی طرف سے اونچا مقام اور برتری چاہیے۔ میری یہ برتری اور فخر چھن گیا کہ میں اپنے ڈیڈی کی بیٹی ہوں۔ پتا نہیں میرا باپ کون ہے؟ یہ جو میرے نام نہاد ڈیڈی ہیں' یہ قاہرہ کانفرنس سے ایسے نسخے لے کر آئے ہیں جنہیں پورے پاکستان میں عام کردیا جائے تو یہاں اگلے چند برسوں میں ایسی اولادیں پیدا ہوں گی' جن کے باپ کے نام ان کی مائیں بھی نہیں بتا سکیں گی۔"

بیگم شائستہ نے کہا "بیٹی! تم زیادہ جذباتی نہ بنو۔ میں جانتی ہوں تمہارا اصل باپ ایک بہت ہی اعلیٰ افسر ہے۔ شراب کے نشے میں اس سے غلطی ہوگئی تھی۔"

"کوئی ایک غلطی معلوم ہو جاتی ہے۔ تمام غلطیوں کا حساب گڈمڈ ہو جائے تو کچھ پتا نہیں چلتا۔ جیسا کہ میرے ساتھ ہو رہا ہے۔ مجھے جو شخص ہینڈسم لگا میں نے اس کے ساتھ وقت گزار لیا۔ اب میں ماں بننے والی ہوں اور یہ نہیں سمجھ سکتی کہ جسے جنم دوں گی اس کا باپ کون ہو سکتا ہے۔"

بڑے صاحب نے چونک کر ندا کو دیکھا۔ پھر غصے سے تلملا کر کہا "تم ماں بننے والی ہو؟ تمہاری ماں مجھے لاعلمی میں جوتے مارتی رہی۔ کیا یہ کم تھا کہ اب تم ایک نئی خبر سنا رہی ہو؟ بیگم! ابھی لیڈی ڈاکٹر کو فون کرکے بلاؤ۔"

بیگم فون کی طرف جانا چاہتی تھی۔ ندا نے کہا "رک جائیں۔ یہ میرا معاملہ ہے۔ میری چیز ہے۔ آپ میں سے کوئی میرے بچے کے خلاف کوئی کارروائی نہ کرے۔"

بڑے صاحب نے کہا "کیا ہمیں بدنام کرنا چاہتی ہو؟ میں سوسائٹی' اسمبلی اور اپوزیشن پارٹی والوں کے سامنے منہ دکھانے کے قابل نہیں رہوں گا۔ اگر آج میں ایک عام آدمی ہوتا تو تمہاری ماں کی بدچلنی پر اسے قتل کردیتا یا طلاق دے دیتا۔ لیکن ہمارے افضل و اعلیٰ خاندان کا جو رعب اور دبدبہ ہے اس کے پیشِ نظر میں خون کے گھونٹ پی رہا ہوں۔ میں صرف تمہاری ماں کی بے غیرتی نہیں' تمہاری بھی کنواری ممتا کو جبراً برداشت کر رہا ہوں۔"

وہ مغرور لڑکی تھی۔ اپنے بلند مقام پر ناز کرتی تھی۔ خود کو بدنام نہیں کر سکتی تھی لیکن ثانی نے تنویمی عمل کے ذریعے اس کے ذہن میں یہ نقش کردیا تھا کہ وہ اپنے ہونے والے بچے کو ضائع نہیں کرے گی۔ اسی لئے وہ اپنے خاندان کی نیک نامی اور برتری کو سمجھنے کے باوجود بضد تھی کہ اپنے ہونے والے بچے کو نقصان نہیں پہنچائے گی۔

فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ بڑے صاحب نے ریسیور اٹھا کر کہا "میں بول رہا ہوں۔ آپ کون ہیں؟"

دوسری طرف سے کہا گیا "میں رضی الدین بول رہا ہوں۔ قاہرہ کانفرنس سے جو نسخے لے کر آئے تھے' اس میں یہ بھی مشورہ دیا گیا تھا کہ آبادی کم کرنے کے لئے ہم جنس پرستی کی آزادی دی جائے۔ جیسا کہ مغربی ممالک میں ہے۔ ہم نے ایسی مغربی تہذیب پاکستان میں رائج کرنے کے لئے کروڑوں ڈالر حاصل کئے ہیں لیکن اب یہ کروڑوں ڈالر کروڑوں جوتوں کے حساب سے ہمارے سروں پر پڑنے والے ہیں۔"

بڑے صاحب نے پوچھا "ایسی کیا بات ہوگئی ہے؟ آپ بہت پریشان لگ رہے ہیں۔"

"میں کس منہ سے کہوں۔ میرے دو نوجوان خوب صورت بیٹے نہ جانے کن غنڈوں بدمعاشوں کے دوست بن گئے ہیں اور ہم جنس پرستی کا شکار ہو گئے ہیں۔ وہ بالکل لڑکیوں یا خسروں کے انداز میں اپنے غنڈے عاشقوں کے لئے آہیں بھرتے ہیں۔"

"آپ کو ان باتوں کا پتا کیسے چلا؟"

"کسی نے دشمنی کی ہے اور میرے بیٹوں کی ایسی وڈیو فلم تیار کی ہے کہ وہ منظرِ عام پر آجائے تو ہم کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہیں گے۔ میں "ہم" اس لئے کہہ رہا ہوں کہ ایک اجنبی نے فون پر بتایا ہے کہ اسی طرح کے کیسٹ آپ کے پاس بھی ہیں اور ہمارے ساتھ قاہرہ کانفرنس میں شریک ہونے والے سمیع اللہ خان اور اعظم بیگ کے گھروں میں بھی ایسے شرمناک کیسٹ ہیں۔ آہ! پہلے ہم ان معاملات کو شرمناک نہیں کہتے تھے لیکن یہ آگ دشمنوں نے ہمارے گھروں میں لگائی ہے تو سمجھ میں آرہا ہے کہ اسلامی تہذیب ہمیں کس قدر تحفظ فراہم کرتی ہے۔"

بڑے صاحب نے کہا "مسٹر رضی! یہ معاملہ حد سے زیادہ تشویش ناک ہے۔ آپ مسٹر سمیع اللہ خان اور مسٹر اعظم بیگ کے ساتھ فوراً یہاں چلے آئیں۔ ہمیں اپنے بچاؤ کی تدبیر کرنی ہوگی ورنہ ہم سب کو سیاست کے میدان سے ایسے بھاگنا ہوگا کہ اپنے گھروں تک عوام ہمیں پتھر مارتے آئیں گے اور ہمیں قبروں میں پہنچا کر ہی دم لیں گے۔"

فون پر رابطہ ختم ہوگیا تو بیگم شائستہ نے کہا "آپ کی باتوں سے اندازہ ہو رہا ہے کہ دوسرے اعلیٰ عہدیداروں پر بھی کیسٹس کی صورت میں عذاب نازل ہو رہا ہے۔"

بڑے صاحب نے جھنجلا کر کہا "عذاب کی بات کیوں کرتی ہو؟ کیا مصیبتیں آسمان سے نازل ہو رہی ہیں؟ نہیں' یہ آسمانی عذاب نہیں ہے۔ ہمارے دشمنوں کی چالیں ہیں۔ یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ انہوں نے باقاعدہ کیمروں اور لائٹوں کے ذریعے وڈیو فلمیں تیار کیں' ایسے وقت نہ تمہیں' نہ ندا کو اور نہ ہی ہمارے دوسرے اعلیٰ عہدیداروں کے گھر والوں کو اس کا علم ہو سکا۔ وہ کیسے دشمن ہیں کہ ہم میں سے کسی کی نظروں میں نہیں آسکے۔"

اس نے موبائل فون کے ذریعے بیرونی ممالک کے ان سفیروں سے باری باری رابطہ کیا جو قاہرہ کانفرنس سے تعلق رکھتے تھے۔ انہیں بتایا گیا کہ دو تہذیبوں کی جنگ کا آغاز اچھی طرح ہونے نہیں پایا ہے اور اسلامی تہذیب کے علمبرداروں کی طرف سے ایسا زبردست حملہ ہوا ہے کہ پیروں تلے سے زمین نکل رہی ہے۔

تمام سفیروں نے تسلی دی کہ وہ سب ابھی بڑے صاحب کے پاس آرہے ہیں۔ پریشان نہیں ہونا چاہئے۔ ایسی رکاوٹیں آتی رہتی ہیں۔ جس طرح بھی حملہ کیا گیا ہے اس کا مؤثر جواب دیا جائے گا۔

ایک گھنٹے کے بعد وہ تمام اعلیٰ عہدیدار اور مختلف ممالک کے سفیر وہاں پہنچ گئے۔ بڑے صاحب کی عالیشان کوٹھی کے ہال میں بیٹھ کر ایک دوسرے کو موجودہ حالات تفصیل سے بتانے لگے۔ ثانی خیال خوانی کے ذریعے ان کے درمیان موجود تھی اور اپنے پاس اسٹیئرنگ پر بیٹھے ہوئے علی کو ان کے درمیان ہونے والی گفتگو سنا رہی تھی۔ ان کی کار بڑے صاحب کی کوٹھی سے کچھ فاصلے پر کھڑی ہوئی تھی۔

ایک امریکی نمائندے نے تمام تفصیلات معلوم کرنے کے بعد ہاٹ لائن پر سپرماسٹر سے رابطہ کیا پھر کہا "ہمیں یقین تھا کہ پاکستان میں مولویوں' علما اور ان کی تنظیموں کو کچل دیا جائے گا یا انہیں ایسے مقام پر پہنچا دیا جائے گا کہ نئی نسلیں انہیں اہمیت نہیں دیں گی۔ اس طرح ہم اپنی تہذیب کو پورے ملک میں پھیلا دیں گے۔ لیکن ابھی یہاں ہماری طرف سے پوری طرح ابتدا بھی نہیں ہوئی ہے اور ہمارے وفادار پاکستانی سیاستدانوں پر ایسے حملے شروع کئے گئے ہیں جو صرف ٹیلی پیتھی اور ہپناٹزم کے ذریعے ممکن ہیں۔ لہٰذا ہمیں جوابی کارروائی کے لئے یہاں ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی ضرورت ہے۔"

ادھر ہیڈکوارٹر میں سپرماسٹر اور دیوی وغیرہ کو پارس نے بری طرح الجھا کر رکھا ہوا تھا۔ سپرماسٹر نے پریشان ہو کر کہا "یہاں بھی ایک دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والے نے ہمیں پریشان کر رکھا ہے۔ ایک ہی رات میں اس نے ہمارے چھ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو زہریلے انجکشن کے ذریعے مار ڈالا ہے۔ ابھی ہم کسی نئے ٹیلی پیتھی جاننے والے کو تمہارے پاس نہیں بھیج سکیں گے۔ صرف ایک ڈی لنکاسٹر نامی خیال خوانی کرنے والا تمہاری آواز کا کیسٹ سن کر تمہارے پاس آئے گا۔ پندرہ منٹ تک انتظار کرو۔"

امریکی نمائندے نے بڑے صاحب اور دوسرے اعلیٰ عہدیداروں سے کہا "آپ حضرات دل سے فکر اور پریشانی نکال دیں۔ جوابی حملے اور آپ سب کے تحفظ کے لئے ہمارا ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا آرہا ہے۔"

بڑے صاحب نے کہا "آپ نے حوصلہ افزا خبر سنائی ہے۔ لیکن ہمارے تمام کیسٹوں کی ماسٹر کاپیاں اس ٹیلی پیتھی جاننے والے دشمن کے پاس ہیں۔ کیا وہ ماسٹر کاپیاں ہمیں مل جائیں گی؟"

"ضرور ملیں گی اور دشمن کو منہ توڑ جواب بھی ملے گا۔ کیا آپ لوگ جانتے ہیں کہ منہ توڑ جواب کیسے ہوتا ہے؟ دیکھیے ایسے......"

یہ کہہ کر اس نے سینٹر ٹیبل سے شیشے کا ایک گلاس اٹھایا پھر

اسے پوری قوت سے اپنے منہ پر مارا۔ شیشے کا گلاس منہ پر ٹوٹا۔ کچھ ٹکڑے ہونٹوں کے آس پاس چہرے میں پیوست ہو گئے۔ کئی جگہ سے خون رسنے لگا۔ سب نے حیرانی سے اسے دیکھا۔ ایک نے اس کے ہاتھ سے ٹوٹا ہوا گلاس لے لیا۔ ایک نے پیوست ہونے والے شیشے کے ٹکڑوں کو نکالتے ہوئے پوچھا "یہ آپ نے کیا کیا؟ کیوں خود کو زخمی کر لیا؟"

وہ بڑی حیرانی اور پریشانی سے بولا "میں نے بے اختیار ایسا کیا ہے۔ وہ... وہ دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والا ضرور میرے اندر موجود ہے۔ اس نے مجھے لہولہان ہونے پر مجبور کر دیا تھا۔"

ایک اعلیٰ عہدیدار رضی الدین نے پریشان ہو کر کہا "ابھی آپ نے کہا تھا کہ اسے منہ توڑ جواب دیا جائے گا اور یہ دعویٰ کرتے ہی اس نے عملاً آپ کا منہ توڑ دیا۔ پتا نہیں یہ کون ہے؟"

دوسرے اعلیٰ عہدیدار سمیع اللہ خان نے کہا "وہ جو بھی ہے یہاں موجود ہے۔ ہم اس سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ ہم سے دوستانہ ماحول میں گفتگو کرے۔ اگر ہم سے کوئی شکایت ہے تو ہم وہ شکایت دور کریں گے۔ اگر کوئی بڑے سے بڑا مطالبہ ہے تو وہ بھی ہم پورا کریں گے۔"

اسی وقت سپر ماسٹر کا ٹیلی پیتھی جاننے والا ڈی لنکاسٹر امریکی نمائندے کے دماغ میں آیا پھر بولا "تمہارے خیالات سے معلوم ہو رہا ہے کہ ابھی تم نے خود کو بے اختیار زخمی کیا تھا۔ یعنی وہ دشمن تمہارے اندر موجود ہے۔"

"اس کی موجودگی اور عدم موجودگی کا کچھ پتا نہیں چل رہا ہے۔ تم یہاں بیٹھے ہوئے ہمارے وفادار سیاستدانوں کو تسلی دو۔"

ڈی لنکاسٹر نے ایک ملک کے سفیر کی زبان سے کہا "میں آپ سب کا دوست ٹیلی پیتھی جاننے والا آ گیا ہوں اور اس دشمن سے کہتا ہوں کہ وہ ہمارے ان وفاداروں کے سامنے مجھ سے گفتگو کرے اور اپنی دشمنی کی وجہ بتائے۔"

جب کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا یا والی کسی کی زبان سے بولتا یا بولتی ہے تو آواز اور لہجہ اسی آلۂ کار کا ہوتا ہے' جس کے دماغ میں رہ کر بولا جاتا ہے۔ ثانی نے بھی اسی سفیر کے اندر آ کر اس کی زبان سے کہا "ہاں میں اسی دشمن سے کہتا ہوں کہ وہ دشمنی کی وجہ بتائے ورنہ میں اس بیچارے سفیر کو جوتوں سے مارنا شروع کر دوں گا۔"

یہ کہتے ہی ثانی کی مرضی کے مطابق اس نے اپنے پاؤں کا ایک جوتا اتارا پھر اپنے ہی سر پر مارنے لگا۔ ڈی لنکاسٹر نے خیال خوانی کے ذریعے اس کا ہاتھ روک دیا۔ ثانی دوسرے کے اندر پہنچ گئی۔ دوسرے نے اپنا جوتا اتار کر اس کے سر پر مارتے ہوئے پوچھا "ابے گدھے! جوتے کو سر کا تاج بناتے بناتے تو نے ہاتھ کیوں روک لیا؟"

ڈی لنکاسٹر فوراً اس دوسرے شخص کے اندر آ گیا تاکہ وہ جوتا نہ چلائے۔ وہ ادھر آیا تو ثانی اُدھر چلی گئی۔ وہ پھر اپنے ہی ہاتھ سے اپنے سر پر جوتے مارنے لگا۔ ڈی لنکاسٹر نے پریشان ہو کر دوسرے کی زبان سے کہا "یہ دشمن ایسی چال چل رہا ہے جیسے میں ہی اِدھر جوتے مار رہا ہوں اور میں ہی اُدھر دوسرے کی زبان سے بول رہا ہوں۔"

اپنے ہاتھ سے جوتے مارنے والے نے کہا "ہاں تم ہی اِدھر بھی آتے ہو اور اُدھر بھی جاتے ہو۔ ابھی تم ادھر اس کی زبان سے بول رہے ہو تو میرا ہاتھ رک گیا ہے اور میں خود کو جوتا نہیں مار رہا ہوں۔ فار گاڈ سیک' میرے دماغ میں اب نہ آنا۔"

"ٹھیک ہے' نہیں آؤں گا۔ تم مجھے غلط سمجھ رہے ہو۔ میں بڑے صاحب کے دماغ میں جا کر ابھی ان کی زبان سے بولتا ہوں۔"

اس کی بات ختم ہوئی تو چند سیکنڈ کے بعد ہی بڑے صاحب اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنے گالوں پر طمانچے مارنے لگے۔ ڈی لنکاسٹر نے فوراً ہی ان کے ہاتھوں کو روک لیا۔ لیکن بڑے صاحب خود کو اتنے طمانچے مار کر اپنی توہین محسوس کر رہے تھے۔ انہوں نے گرج کر کہا "مجھے نہیں چاہئے ایسا ٹیلی پیتھی جاننے والا مددگار جو مجھے طمانچے مارے اور میرے مہمانوں کو جوتے۔"

امریکی نمائندہ ٹوٹے ہوئے گلاس سے زخمی ہونے کے باعث صوفے کی پشت سے ٹیک لگائے بیٹھا تھا۔ ایک ملازم فرسٹ ایڈ بکس سے دوائیں نکال کر اس کی مرہم پٹی کر رہا تھا۔ ڈی لنکاسٹر اس کے اندر آ کر بولا "میں دوست بن کر آیا ہوں اور یہ مجھے دشمن سمجھ رہے ہیں۔ انہیں دشمن کی چالوں کو سمجھنا چاہئے۔"

امریکی نمائندے نے سوچ کے ذریعے کہا "تمہیں دشمن کی چالوں کو ناکام بنا کر انہیں یقین دلانا چاہئے کہ اب وہ محفوظ رہیں گے لیکن تمہارے آتے ہی یہ لوگ طمانچے اور جوتے کھا رہے ہیں۔ اگر ایسے ہی تماشے ہوتے رہے تو ان کا اعتماد ہم پر سے اٹھ جائے گا۔ یہ لوگ وڈیو کیسٹس کے ذریعے بہت بری طرح بدنام ہونے والے ہیں۔"

"میں انہیں بدنام نہیں ہونے دوں گا۔ لیکن آپ پہلے انہیں یقین دلائیں کہ ابھی جو کچھ ہوا ہے' وہ دشمن نے کیا ہے اور الزام مجھ پر آ رہا ہے۔"

"بھئی تم کیسے خیال خوانی کرنے والے ہو۔ یہ دیکھ رہے ہو؟ زخموں کی وجہ سے میرے ہونٹوں کے آس پاس مرہم کے پھائے چپکائے گئے ہیں۔ میں منہ کھولنے اور بولنے کے قابل نہیں ہوں اور تم سے سوچ کے ذریعے بات کر رہا ہوں۔ دیکھو ہمارا وقت ضائع نہ کرو۔ اگر دشمن تم سے زبردست ہے تو فوراً سپر ماسٹر کے پاس جاؤ اور زبردست کے مقابلے میں زبردست لاؤ۔ ایک نہیں دس لاؤ کسی طرح بھی۔ ہم سے وفاداری کرنے والے ان سیاستدانوں کو بدنامی سے بچاؤ۔ اور یہاں کے سفارت خانے کے کسی عہدے دار سے کہو کہ وہ یہاں آ کر میری جگہ سنبھالے۔ ایسی حالت میں مجھے آرام کرنا چاہئے۔"

ڈی لنکاسٹر چلا گیا۔ تھوڑی دیر کی خاموشی کے بعد بڑے صاحب نے امریکی نمائندے سے پوچھا "کیا ہم سب یہاں خاموش بیٹھ کر ایک دوسرے کی صورت دیکھتے رہیں گے؟"

اس نمائندے نے ایک کاغذ پر لکھا "میں زخموں کے باعث بولنے کے قابل نہیں رہا ہوں۔ ہمارے سفارت خانے کے ایک صاحب یہاں تشریف لانے والے ہیں۔ ان کے علاوہ اب ہمارے ایک نہیں بلکہ کئی ٹیلی پیتھی جاننے والے آ رہے ہیں۔ آپ ذرا صبر کریں۔"

وہ انہیں تسلیاں دینے کے لئے اتنا ہی لکھنا چاہتا تھا لیکن ثانی نے اس کے دماغ کو پوری طرح مٹھی میں لے کر آگے لکھوایا۔ "ویسے ہمارے کئی ٹیلی پیتھی جاننے والے بھی یہاں آ کر ناکام رہیں گے تو پھر تم سب کے لئے دو ہی راستے رہ جائیں گے۔ ایک تو یہ کہ بدنامی قبول کر لو۔ دوسرا یہ کہ بدستور سیاستدان رہنے کے لئے اپنے وطن اور اپنی قوم کی فلاح و بہبود کے لئے کام کرو۔ جو تہذیب تمہاری ماؤں' بہنوں اور بیٹیوں کی شرم رکھتی ہے اور تمہیں غیرت مند رہنے کا درس دیتی ہے اس تہذیب کو کبھی مٹنے نہ دو۔"

سب نے اس تحریر کو پڑھا۔ پھر ایک عہدیدار نے کہا "تعجب ہے۔ آپ لوگ ہماری جس تہذیب کو مٹا کر اپنی تہذیب کے رنگ میں پاکستانیوں کو رنگنا چاہتے ہیں اسی اسلامی تہذیب کی طرف آخر کار واپس جانے کا مشورہ دے رہے ہیں۔"

اس نے حیران ہو کر دوبارہ اپنی تحریر کو پڑھا اور یہ سمجھ گیا کہ تحریر کا آخری حصہ دشمن خیال خوانی کرنے والے نے لکھوایا ہے۔ وہ اپنی صفائی پیش کرنے کے لئے اسی کاغذ پر لکھنا چاہتا تھا کہ دشمن نے ایسا لکھنے پر مجبور کیا تھا۔ ان کا سپر ماسٹر شکست تسلیم نہیں کرے گا۔ آخر وقت تک دشمنوں کو زیر کر کے اپنے وفاداروں کو بدنامی سے بچائے گا۔ لیکن قلم پکڑتے ہی وہ بے اختیار لکھنے لگا "جب مریض کو بچانے کے لئے سانسیں کم پڑنے لگتی ہیں تو اسے فاضل آکسیجن فراہم کی جاتی ہے اور وہ سکون سے زندگی کی سانسیں لینے لگتا ہے۔ ہمارا سپر ماسٹر ہر ممکن کوشش کرے گا کہ تم سب کو نیک نامی کی سانسیں ملتی رہیں لیکن سانسیں کم پڑنے لگیں گی تو اسلامی تہذیب کا آکسیجن ماسک پہننا ہی ہو گا تب ہی ایک نئی سیاسی زندگی ملے گی۔"

وہ چاروں اعلیٰ عہدیدار اس کے پاس آ کر اس کی تحریر پڑھ رہے تھے۔ اس نے خود اپنی تحریر کے اختتام کے بعد پڑھا تو دونوں ہاتھوں سے اپنا سر پکڑ لیا۔

تھوڑی دیر بعد سفارت خانے کا عہدے دار آ گیا۔ وہ زخمی نمائندہ وہاں سے چلا گیا۔ اس وقت ڈی لنکاسٹر عہدے دار کے اندر آ کر بول رہا تھا "وہاں آرمی ہیڈ کوارٹر میں سپر ماسٹر اور تینوں افواج کے اعلیٰ افسران بہت پریشان ہیں۔ وہاں ہمارے چھ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو ایک ہی رات میں دشمنوں نے ہلاک کر دیا ہے۔ سپر ماسٹر دیوی کی آمد کا منتظر ہے۔ اس نے کہا ہے کہ وہ سب ذہنی طور پر بری طرح الجھے ہوئے ہیں۔ آپ کسی طرح پاکستانی سیاستدانوں کو مطمئن کریں۔ اس سے پہلے بھی ایم آئی ایم والوں نے ہمارے اور چند اسلامی ممالک کے خلاف وڈیو فلمیں تیار کی تھیں۔ آپ ان سے مذاکرات کے لئے اڑتالیس گھنٹوں کا وقت حاصل کریں۔ اس کے بعد کوئی تدبیر کی جائے گی۔"

عہدے دار نے اس سے کہا "اچھا تم جاؤ۔ میں نہیں چاہتا' دو دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والے یہاں موجود رہیں اور پھر پہلے کی طرح ہمارے وفاداروں کو ہمارے خلاف بھڑکانے کے لئے دشمنوں کو موقع ملتا رہے۔"

ڈی لنکاسٹر چلا گیا۔ عہدے دار نے بڑے صاحب سے کہا۔ "ابھی ہمارے چند ٹیلی پیتھی جاننے والے آئے تھے۔ میں نے انہیں واپس بھیج دیا ہے۔"

بڑے صاحب نے پوچھا "آپ نے ایسا کیوں کیا؟ کیا لوہے کو لوہا اور ٹیلی پیتھی کو ٹیلی پیتھی نہیں کاٹ سکتی؟"

"بے شک کاٹ سکتی ہے۔ مگر یہ جنگ کرنے والی باتیں ہیں اور ابھی جو ہمارے دشمن ہیں' انہیں دوست بنانا ہے۔ کیونکہ آپ چار بڑے عہدیداروں کی کمزوریاں ان کے پاس وڈیو کیسٹس کی صورت میں موجود ہیں۔"

سب نے تائید میں سر ہلایا۔ عہدے دار نے کہا "جب ہم کسی سے اپنی کوئی چیز چھین نہ سکیں تو پھر دوستانہ ماحول میں ان کی شرائط مان کر ان تمام وڈیو فلموں کی ماسٹر کاپیاں حاصل کرنا چاہئیں۔"

"درست ہے۔ ہم کسی سے دشمنی یا جنگ نہیں چاہتے۔ بدنامی سے بچنا اور اپنی عزت کو بحال رکھنا چاہتے ہیں۔"

اچانک فون کی گھنٹی سنائی دی۔ بڑے صاحب نے ریسیور اٹھایا۔ دوسری طرف سے علی نے کہا "یہ جو سفارت خانے کا عہدے دار آیا ہے' کافی سمجھ دار ہے۔ پہلے ایسا کرو کہ اس فون کا اسپیکر کھول دو تاکہ سب ہی میری باتیں سن سکیں۔"

بڑے صاحب نے اسپیکر کو آن کر دیا۔ علی نے کہا "شاباش! تم بڑے تابعدار ہو۔"

بڑے صاحب نے ناگواری سے کہا "دیکھو مسٹر! تم جانتے ہو اس ملک میں میرا کتنا اونچا مقام ہے اور تم مجھے تم کہہ رہے ہو؟ ادب اور لحاظ سیکھو۔"

علی نے کہا "ہم نے تو یہی سیکھا ہے کہ بے غیرتوں کے منہ پر تھوک دیا کرو۔ آسمان سے اتر آؤ ورنہ بدنامی کی ایک ٹھوکر تمہیں مٹی میں ملا دے گی۔"

عہدے دار نے فوراً بڑے صاحب کے پاس آ کر ریسیور ان سے لے لیا۔ پھر کہا "میں امریکی سفارت کار بول رہا ہوں۔ ابھی آپ نے بڑے صاحب کو جو باتیں سخت لہجے میں کی ہیں' وہی باتیں انہیں نرم لہجے میں سمجھا رہا تھا۔ آپ کے طریقۂ کار سے یہ ظاہر

ہوگیا ہے کہ آپ ایم آئی ایم سے تعلق رکھتے ہیں۔ اب سے پہلے بھی آپ لوگوں نے اپنے مخالفین کے خلاف ٹھوس ثبوت حاصل کرنے کے لئے وڈیو فلمیں تیار کی تھیں۔ کیا میں غلط کہہ رہا ہوں؟"

"آپ بولتے جائیں۔ غلط کہیں گے تو ٹوک دوں گا۔"

"تھینک یو۔ اب سے پہلے جو وڈیو فلمیں آپ لوگوں نے تیار کیں انہیں اپنے مخالفین کے خلاف استعمال نہیں کیا یعنی انہیں منظرِ عام پر لا کر انہیں بدنام نہیں کیا۔ اب بھی ہماری درخواست ہے کہ اس ملک میں آپ نے چار بڑوں کے خلاف جو وڈیوز تیار کی ہیں' انہیں منظرِ عام پر نہ لائیں۔ اس کے عوض ہم آپ کے تمام مطالبات پورے کرنے اور تمام شرائط تسلیم کرنے کو تیار ہیں۔"

علی نے کہا "ابھی آپ کے سپرماسٹر کا پیغام ملا ہے کہ ہمیں کسی طرح بھی مخالفانہ کارروائیوں سے اڑتالیس گھنٹوں تک روکا جائے کیونکہ ابھی وہ لوگ ایک دلدل میں دھنسے ہوئے ہیں۔ وہاں سے نکلنے کے بعد ہم سے نمٹ لیا جائے گا۔ کیا میں غلط کہہ رہا ہوں؟"

عہدے دار نے ہچکچاتے ہوئے کہا "آپ لوگوں سے کوئی راز کی بات چھپائی نہیں جاسکتی۔ لیکن ہمارے سپرماسٹر کا مقصد جنگ چھیڑنا نہیں ہے۔ اب سے پہلے بھی ہمارے دوسرے وفاداروں کے خلاف کتنے ہی ٹھوس ثبوت آپ لوگوں کے پاس ہیں۔ ان کے لئے نہ ہم نے آپ سے چھیڑ چھاڑ کی ہے اور نہ ہی آپ لوگوں نے ہمارے وفاداروں کو نقصان پہنچایا ہے۔ آج بھی ہم یہی چاہتے ہیں۔ پلیز کوئی ایسا سمجھوتا کریں کہ ہمارے ان چار بڑوں کی عزت اور وقار پہلے کی طرح قائم رہے۔"

"عزت کا کام کرنے سے عزت ملتی ہے۔ یہ لوگ ذلت اٹھانے کے جو نسخے لے کر آئے ہیں اور اس پر بڑی دھیمی اور محتاط رفتار سے عمل کر رہے ہیں یہ انہیں ذلت کی پستیوں میں گرائے گا۔"

"جو نسخے یہ لے کر آئے ہیں' اس پر اگر عمل نہ کریں تو پھر آپ ان کی مخالفت نہیں کریں گے؟"

"نہیں کریں گے لیکن اس سلسلے میں چند شرائط ہیں۔ آپ حضرات کاغذ قلم سنبھالیں اور یہ شرائط لکھ لیں تاکہ یہ سبق کی طرح یاد رہے۔"

ان میں سے دو افراد لکھنے لگے۔ علی نے کہا "جتنے زور شور سے خاندانی منصوبہ بندی پر عمل کرانے کی کوششیں کی جارہی ہیں اس سے بھی زیادہ زور شور سے وہ کروڑوں اور اربوں روپے کے قرضے وصول کئے جائیں جو سیاستدانوں' جاگیرداروں اور فراڈ صنعت کاروں نے لئے ہیں۔

"اگر آپ اور یہاں کے سیاستداں یہ چاہیں گے کہ اربوں روپے کی وصولی کو التوا میں ڈال کر پاکستانی خزانے کو خالی رکھا جائے تاکہ ورلڈ بینک سے سود پر قرضے لئے جاتے رہیں تو اب ہم اس چالبازی پر عمل نہیں ہونے دیں گے۔

"قوم کے سر سے یہ الزام ہٹایا جائے کہ بڑھتی ہوئی آبادی کے باعث اس ملک پر قرضوں کا بوجھ بڑھتا جارہا ہے۔

عوام کو سستا اور معیاری اناج فراہم کرنے کے لئے یہاں کے سیاستداں اپنے عزیزوں اور رشتے داروں کو اناج کی ذخیرہ اندوزی کی اجازت نہ دیں۔ اور قابلِ کاشت زمینوں کو بنجر کہہ کر وہاں نام نہاد صنعتیں لگانے کے لئے اپنے عزیز و اقارب جاگیرداروں کو عیاشی کے لئے قرضے نہ دلائیں۔

"زمین کی تہ سے معدنی ذخیرے حاصل کرنے کے لئے ملکی اور غیر ملکی ماہرین کی خدمات حاصل کی جائیں۔ تیل اور گیس کے ذخیرے دریافت کئے جائیں۔ صوبوں اور وفاق کے درمیان جو سرد جنگ جاری رہتی ہے اس کے نتیجے میں بیچارے انجینئروں اور دوسرے ماہرین کو اغوا نہ کرایا جائے۔

"کسی سیاسی پارٹی کو ڈاکو اور دہشت گرد پالنے کی اجازت نہ دی جائے۔

"کوئی بااختیار سیاستداں پولیس کے کام میں مداخلت نہ کرے اور پولیس افسران پر بے جا دباؤ نہ ڈالے۔ حکومت کا فرض ہے کہ وہ پولیس پر عوام کا اعتماد بحال کرے۔

"تعلیم اتنی سستی اور معیاری ہو کہ محدود تنخواہ پانے والا اپنے بچوں کی خداداد صلاحیتوں کو ملک و قوم کے لئے پروان چڑھا سکے۔

"انسان شعور حاصل کرتے ہی پہلے ماں باپ کو پہچانتا ہے پھر بہن کو۔ پھر بیوی اور پھر بیٹی کو اور یہ پہچان غیرت مند تہذیب کے حوالے سے ہوتی ہے۔ اس کے بعد اگر عورت کو داشتہ یا بازاری بنایا جاتا ہے یا کنڈوم کلچر کے ذریعے اسے ایک رات کی رانی بنایا جاتا ہے تو یہ عمل تہذیب کے لئے گالی بن جاتا ہے۔ لہٰذا پاکستان سے یہ گالی مٹادی جائے ورنہ گالیوں کو عام کرنے والے مٹ جائیں گے۔

"یہ جتنی شرائط پیش کی گئی ہیں' ان پر عمل کرنے کے لئے جتنی دولت کی ضرورت ہے وہ اس ملک میں ہے' اگر تمام بااثر اور بااختیار افراد سے قرضے وصول کئے جائیں۔ اس ملک میں معدنی ذخائر اور زرعی پیداوار کی کمی نہیں ہے۔ بڑھتی ہوئی آبادی پر کنٹرول کرنا اسی وقت ممکن ہے جب عوام علم و ہنر سے مالا مال ہوں گے اور اپنے بھلے برے کو خود سمجھیں گے۔ سمجھانے سے آبادی کم نہیں ہوگی۔ اسے صرف معیاری خواندگی کم کرسکتی ہے۔

"بس یہی شرائط ہیں' جن پر آپ حضرات کو عمل کرنا ہے۔ عمل کریں گے تو نیک نامی ملتی رہے گی ورنہ بدنامی...... بدنامی اور بدنامی......"

یہ کہہ کر علی نے فون بند کردیا۔ عہدے دار نے کئی بار ہیلو ہیلو کہہ کر مخاطب کیا۔ پھر اس نے بھی ریسیور رکھ کر بڑے صاحب سے کہا "اسے جو کہنا تھا' اس نے کہہ دیا۔ ریسیور اس لئے رکھ دیا کہ

ضرورت سے زیادہ کہنا چاہتا ہے اور نہ ہماری طرف سے کچھ سننا ضروری سمجھتا ہے۔ اب اس کی شرائط پر عمل ہوگا تو اسے گویا ہماری طرف سے عملی جواب مل جائے گا۔"

بڑے صاحب نے کہا "یہ تو محض ایک تسلی سی ہے کہ وہ دشمن ہمیں فوراً ہی بدنام نہیں کرے گا۔ جب تک ہمارے خلاف اس کے پاس ثبوت رہیں گے ہمیں فکر اور پریشانی سے نیند نہیں آئے گی۔"

"تو پھر آپ خواب آور گولیاں کھا کر سوجایا کریں۔ ایم آئی ایم کے پاس آپ لوگوں کے علاوہ اور دیگر اہم ممالک کے خلاف بھی ثبوت ہیں۔ آپ لوگ اپنی کمزوریاں خود پیش کریں گے تو ایسے ہی نتائج سے دوچار ہونا پڑے گا۔ آپ کے ذہن کے کسی گوشے میں یہ بات ہے کہ وہ بڑی شرافت سے آپ تمام حضرات کے کیسٹس واپس کردے گا تو یہ خام خیال دماغ سے نکال دیں اور اس کی بیان کردہ شرائط پر فی الحال عمل کرتے رہیں۔"

"کیسے عمل کریں۔ اس کی پہلی شرط یہ ہے کہ تمام کروڑوں اور اربوں روپے کے قرضے وصول کئے جائیں۔ لیکن قرضے ایسے بااثر اور بااختیار افراد نے لئے ہیں کہ ان سے قانونی طور پر جبراً وصولی کی جائے گی تو وہ ہمیں چھوڑ کر اپوزیشن میں چلے جائیں گے۔ ہم ان سے وصول کیا کریں گے؟ انہیں ہمیشہ خوش اور راضی رکھنے کے لئے آئندہ بھی ایسے ہی قرضے دینے پڑتے ہیں' جو کبھی واپس نہیں ملتے۔"

دوسرے عہدیدار نے کہا "یوں سمجھئے کہ قرضے کا محض نام ہوتا ہے ورنہ ہم اپنی حکومت قائم رکھنے کے لئے انہیں غنڈا ٹیکس ادا کرتے رہتے ہیں۔"

عہدے دار نے کہا "میں نے وقتی طور پر آپ حضرات کو بدنامی سے بچالیا ہے۔ ہوسکتا ہے ہمارا سپرماسٹر آپ سب کے بچاؤ کی مزید کچھ کوششیں کرے۔ فی الحال آپ بہبود آبادی کی آڑ میں قاہرہ کانفرنس سے لائے ہوئے نسخوں پر عمل نہ کریں۔ آئندہ دیکھا جائے گا۔"

وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر ان سے باتیں کرتا ہوا باہر آیا۔ پھر ان سب سے مصافحہ کرکے رخصت ہوگیا۔

علی کار ڈرائیو کر رہا تھا۔ ثانی اس کے پاس بیٹھی کہہ رہی تھی۔ "تم نے طویل شرائط کی فہرست لکھوادی ہے۔ کیا وہ لوگ اس پر عمل کریں گے؟"

"بات اگر انسانیت' شرافت اور دیانت داری کی ہو تو عمل کرنا نہایت ہی آسان ہے لیکن یہ جو انسانیت' شرافت اور دیانت داری ہے' یہ سیاست میں نہیں پائی جاتی۔ ابھی تم نے خیال خوانی کے ذریعے سنا ہے کہ وہ اس اندیشے سے اربوں روپے کے قرضے وصول نہیں کرتے ہیں کہ قرض لینے والے بااثر افراد اپوزیشن پارٹی میں چلے جائیں گے۔ یعنی اس ملک میں غنڈا ٹیکس ادا کرکے حکومت کی جاتی ہے۔"

"جناب تبریزی نے ہماری جدوجہد کو محدود کردیا ہے ورنہ میں تمام بااثر افراد کو ناکوں چنے چبوادیتی۔"

"وہ عالمِ دین ہیں۔ یہ سمجھتے ہیں کہ کسی بھی معاملے میں بندے کو کس حد تک جہاد کرنا ہے۔ اس حد کے بعد قدرت کی مرضی سے حالات بدلتے ہیں۔ ہمارا کام سمجھانا تھا۔ ہم نے ان بڑوں کو دباؤ میں لا کر سمجھادیا کہ بڑھتی ہوئی آبادی کو بہانہ بنا کر یہاں بے حیا تہذیب کو مسلط نہ کیا جائے۔ قرضے وصول کرکے' معدنی ذخائر کو دریافت کرکے' زرعی پیداوار میں اضافہ کرکے اس ملک کے عوام کو تعلیم یافتہ اور خوش حال بنایا جاسکتا ہے۔ یہ صاف سمجھ میں آنے والی باتیں عوام کی سمجھ میں بھی آنی چاہئیں۔ صرف تعلیم اور معلومات کی کمی کے باعث وہ سمجھ نہیں پاتے کہ صرف کھیل کے میدانوں میں جیتنے والی قوم نفاذِ اسلام کے میدانوں میں کیسے مات کھاتی چلی جاتی ہے۔"

ثانی اور علی دوسری صبح کی فلائٹ سے پیرس پہنچ گئے۔ پھر وہاں سے بابا صاحب کے ادارے میں آگئے کیونکہ دوسرے دن عیدالاضحیٰ تھی۔ میری فیملی کے جتنے افراد اپنے اپنے مشن سے فارغ ہوجاتے تھے وہ ایک ساتھ عید منانے کے لئے بابا صاحب کے ادارے میں جمع ہوجاتے تھے۔

اس بار میں جمیلہ اور ہیرو کے علاوہ شی تارا اور پوجا کو وہاں لے آیا۔ آمنہ' سونیا' باربرا' جوجو' سلطانہ' سلمان وغیرہ بھی موجود تھے۔ باقی ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والے دوسرے ساتھی مختلف ممالک میں مصروف تھے۔ پارس بھی امریکا میں تھا۔

اس بار ہم سب خیال خوانی کے ذریعے پارس کو عید مبارک کے علاوہ ٹیلی پیتھی اور غیر معمولی سماعت و بصارت وغیرہ کے سلسلے میں بھی مبارکباد دے رہے تھے۔ سب سے زیادہ خوشی سونیا کو تھی کیونکہ اسی نے اسے گود میں کھلایا تھا۔ اسے ایسی تربیت دی تھی کہ مکاری اور حاضر دماغی کے سلسلے میں سب ہی اسے سونیا کا بیٹا کہتے تھے۔ جمیلہ اور ہیرو ٹیلی پیتھی نہیں جانتے تھے لیکن انہوں نے غیر معمولی سماعت کے ذریعے اُدھر سے پارس کی آواز سنی اور اِدھر سے اپنی اپنی آواز سنائی اور یوں اسے مبارکباد دی۔

عید کا دن بڑی مسرتوں سے گزرا۔ لیکن دوسرے دن ہم سب پر اداسی چھا گئی۔ بابا صاحب کے ادارے میں تمام دنیا کے اخبارات آتے تھے۔ ان میں سے چند اخبارات نے لکھا تھا کہ درگاہ چرار شریف میں کیسی قیامت برپا کی گئی ہے۔

عیدالاضحیٰ میں سنتِ ابراہیمیؑ ادا کرنے کے لئے جانوروں کی قربانیاں دی جاتی ہیں۔ لیکن کشمیری والدین نے اپنے درجنوں بیٹوں کی قربانیاں دے کر صحیح معنوں میں سنتِ ابراہیمیؑ ادا کی تھی۔

وہ درگاہ حضرت شیخ نورالدین ولی کی تھی۔ جو ۱۴ویں صدی عیسوی کے صوفی بزرگ تھے۔ ان کے والد سالار سنتر ہندو تھے۔

جب انہوں نے اسلام قبول کیا تو ان کا اسم گرامی سالار دین رکھا گیا۔ ان کے صاحب زادے حضرت شیخ نورالدین کو ایسے علوم و فضائل حاصل ہوئے تھے کہ مسلمانوں کے علاوہ ہندو بھی ان کے عقیدت مند تھے۔ خاص طور پر ہندو پنڈت جو کسی دوسرے دھرم کی باتیں سننا گوارا نہیں کرتے' وہ بھی ان کی ایمان افروز گفتگو سن کر دم سادھ لیتے تھے۔ روزانہ سیکڑوں پنڈت ان کی درگاہ پر حاضری دیا کرتے تھے اور کشمیری پنڈت انہیں عقیدت سے "سنداشی" یعنی خدا تک پہنچنے والا کہتے تھے۔ ۱۴۳۹ء میں ان کا وصال ہوا تو کشمیر کے بادشاہ سلطان زین العابدین نے بنفسِ نفیس جنازے کو کاندھا دیا۔ افغانستان کے گورنر عطا محمد خان نے ان کی یاد میں سکے جاری کئے۔ ان کا ۵۳۵ سال پرانا مزار لکڑی کا بنا ہوا تھا۔

یہ ان صوفی بزرگ کا مختصر سا احوال ہے تاکہ جو قارئین نہیں جانتے ہیں وہ اس حد تک جان لیں کہ جو بزرگ ایسے باکمال تھے اور جنہوں نے تمام عمر بھائی چارے اور محبت کا ایسا درس دیا کہ ہندو پنڈت بھی ان کے عقیدت مند ہو گئے تھے پھر ان ہی ہندوؤں کی موجودہ نسل نے اس مزار شریف کو نفرت اور تعصب کی آگ میں جلا دیا۔ ان کے خلفا کے دس ملحق مزار' ایک مسجد اور قرآن پاک کے سیکڑوں نسخے بھی نذرِ آتش کردیے۔ ان ایمانی امانتوں کا دفاع کرنے والے ۴۰۰ کشمیری اور ۴۲ مجاہدین شہید ہو گئے اور یہ سب کچھ بھارتی حکومت اور فوج کے ایک منصوبے "آپریشن مون نائٹ اسٹارم" کے مطابق ہوا۔

یہ ایسا ظلم ہے اور مذہبی جذبات کو بھڑکانے اور مسلمانوں کو طیش دلانے والی ایسی درندگی ہے کہ عالمِ اسلام کو ایک سرے سے دوسرے سرے تک جہاد کے لئے بلا تاخیر پیش قدمی کرنی چاہئے کیونکہ اقوامِ متحدہ سے مسلمانوں کی تباہیوں کے معاملات میں محض طفل تسلیاں ملتی ہیں۔ افسوس تو اس بات کا ہے کہ اسلامی ممالک کے سربراہ بھی صرف بیان بازی سے کام لے رہے ہیں۔ صرف عوام کی طرف سے شدید ردِّ عمل کے مظاہرے ہو رہے ہیں۔

پاکستان کے عوام نے بھی بھرپور غم و غصے کا اظہار کیا۔ لیکن ریڈیو اور ٹی وی وغیرہ نے چار دنوں تک عید کی بڑی خوشیاں منائیں۔ ناچ گانے بھی پیش کرتے رہے اور خبرناموں میں کشمیریوں سے ہمدردیاں بھی کرتے رہے۔ ایسا کتنے ہی اسلامی ممالک میں ہوا کہ ان کی ایک آنکھ سے کشمیر کے لئے آنسو بہتا رہا اور دوسری آنکھ ناچ گانے اور عیش و عشرت کے مناظر سے جگمگاتی رہی۔

اے خدا! تو کب تک منافقین کو مسلمانوں پر مسلط رکھے گا؟ اگر یہ تمام سربراہ مسلمان ہیں تو انہیں منافقین نہ رہنے دے۔ اگر یہ منافقین رہنا چاہتے ہیں تو تو انہیں دینِ اسلام سے خارج کرکے اقوامِ متحدہ بھیج دے اور ہمارے لئے ایک..... صرف ایک غازی صلاح الدین پیدا کردے۔

میں فرہاد علی تیمور ٹیلی پیتھی کی دنیا میں ایک زلزلہ کہلاتا ہوں۔ پھر میں غازی صلاح الدین کیوں نہیں بن سکتا؟ میں اور میری فیملی کے تمام افراد جوش اور جذبے میں تھے۔ ایسے وقت کچھ کر گزرنا چاہتے تھے۔ لیکن میں نے اپنی فیملی کے ساتھ بابا صاحب کے ادارے کو اسی شرط پر پناہ گاہ بنایا تھا کہ ہم ادارے کی بزرگ کامل ہستی کی ہدایات کے مطابق عمل کرتے رہیں گے۔

میں ہدایات حاصل کرنے کے لئے جناب علی اسد اللہ تبریزی کے حجرے کے دروازے پر پہنچا۔ اندر سے ان کی آواز آئی۔ "آجاؤ۔"

میں نے حجرے میں داخل ہو کر انہیں سلام کیا۔ پھر جھک کر ان کی دائیں ہتھیلی کی پشت کو بوسہ دیا۔ اس کے بعد ذرا پیچھے ہٹ کر دو زانو ہو کر بیٹھ گیا۔ وہاں مجھ سے پہلے ثی تارا اور پوجا پہنچی ہوئی تھیں۔ وہ بھی سر جھکائے دو زانو ہو کر بیٹھی ہوئی تھیں۔

جناب تبریزی نے مجھ سے کہا "یہ دونوں میرے پاس آتے ہی ایسے پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھیں جیسے ان دونوں نے ہی درگاہ چرار شریف میں آگ لگائی ہے اور وہاں کے مجاہدین کو شہید کیا ہے۔"

ثی تارا نے کہا "بزرگِ محترم! ہم نے اپنے ہاتھوں سے ایسا نہیں کیا لیکن ہماری ہندو قوم نے تو کیا ہے۔"

انہوں نے پوچھا "تمہاری ہندو قوم نے؟ یہ تمہیں کس نے کہا کہ تم ہندو ہو؟ تم چار برس تک دیوی کی ڈی ثی تارا بنی رہیں۔ ڈی کا مطلب جانتی ہو؟"

"جی ہاں۔ اصل کی ہو بہو نقل۔"

"تو پھر اس نے جس طرح تمہیں نقلی ثی تارا بنایا اسی طرح نقلی ہندو بنایا۔"

اس نے حیرانی سے پوچھا "میں ہندو نہیں ہوں؟"

"نہیں۔ دیوی چاہتی تو کسی ہندو لڑکی کو ڈی ثی تارا بنا سکتی تھی۔ لیکن اس کے دل و دماغ میں مسلمانوں سے نفرت بھری ہے۔ وہ پارس کو ہندو بنانے کے لئے دس برس تک گمنام رہ کر آتما شکتی پوری طرح حاصل کرکے اسے اپنا ہندو جیون ساتھی بنانا چاہتی ہے۔ اسی طرح اس نے تمہاری جیسی مسلمان لڑکی پر عمل کرکے ہندو ثی تارا بنادیا۔ اس کے تنویمی عمل میں بڑی پائیداری ہے۔ تمہیں آج تک پچھلی زندگی یاد نہیں آئی کہ اب سے چار برس پہلے تم کون تھیں؟ اور کہاں رہتی تھیں؟"

وہ بولی "آپ بڑے گیانی ہیں۔ آپ بہت کچھ جانتے ہیں۔ مجھے میرے بارے میں کچھ بتائیں۔"

"تم مشرقی پنجاب کے شہر جالندھر میں پیدا ہوئی تھیں۔ فرقہ وارانہ فسادات میں تمہارے والدین مارے گئے۔ تمہارے ماموں نے تمہاری پرورش کی۔ ماموں نے کبھی شادی نہیں کی۔ تمہیں باپ کا پیار دیتے رہے۔ ایک بار تم ان کے ساتھ تاج محل دیکھنے آگرہ گئیں۔ وہاں دیوی ثی تارا نے تمہیں دیکھا۔ اس کی جوتش ودیا نے بتایا تھا کہ تم اسے تاج محل کے قریب ملو گی اور برسوں تک اس کی آلۂ کار بن کر رہو گی۔ اس نے تمہیں حاصل کرنے کے لئے تمہارے ماموں کو ہلاک کردیا اور تم پر تنویمی عمل کرکے اپنی ڈی بنا کر پارس کو تمہارے پیچھے لگادیا۔"

"بزرگِ محترم! مجھے ٹیلی پیتھی کا علم کیسے حاصل ہوگیا؟"

"یہ اللہ تعالیٰ کی دین ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے جسے چاہتا ہے ذلت دیتا ہے۔ کسی کو علمِ آگہی دیتا ہے' کسی کو علمِ تباہی دیتا ہے۔ دیوی ثی تارا کو جوتش ودیا نے بتایا تھا کہ تمہارے اندر خیال خوانی کی صلاحیت ہے مگر تم اسے استعمال کرنا نہیں جانتی ہو۔ اس نے تمہیں ڈی ثی تارا بنانے کے بعد رفتہ رفتہ تمہاری خیال خوانی کی صلاحیت کو ابھارا تھا۔ تمہارا پیدائشی نام شہناز ہے۔ تمہاری والدہ کا نام زینب اور والد کا نام عباس علی تھا۔"

شہناز عرف ثی تارا فرطِ مسرت سے رونے لگی۔ ان کے ہاتھ کو بوسہ دے کر بولی "خدارا! مجھے کلمہ پڑھائیں۔"

"ابھی پڑھاؤں گا۔ ذرا صبر کرو۔ اور پوجا! تم درگاہ چرار شریف کے سلسلے میں ایک مجرمہ کی طرح شرمندہ تھیں۔ بے شک تم ہندو ہو لیکن پاکستانی ہو۔ کشمیر میں جو مظالم ڈھائے جا رہے ہیں' اس کے ذمے دار بھارتی حکمران ہیں۔ جبکہ تم بھارتی نہیں ہو۔"

وہ سر جھکا کر بولی "آپ نے دیدی شہناز کی پچھلی زندگی واضح کرکے انہیں اپنوں میں شامل کرلیا ہے مگر میں..... میں خود کو اکیلی محسوس کررہی ہوں۔"

انہوں نے کہا "بیٹی! تم شہناز کو دیدی اور پارس کو بھائی جان کہتی ہو۔ اگر غیر ہوتیں تو یہ رشتے کہاں سے آتے؟ اور اگر اکیلی ہوتیں تو ہمارے درمیان اتنی محبت سے کیسے بیٹھی رہتیں۔ اس ادارے کا دروازہ کبھی غیروں کے لئے نہیں کھلتا ہے۔ تمہارے لئے اس لئے کھولا گیا کہ تم حالات کے اس موڑ پر اور زندگی کے ان لمحات میں شہناز اور پارس کے ساتھ محبت نباہتے رہنے کے لئے اسلام قبول کرنا چاہتی ہو۔"

وہ خوش ہو کر محترم بزرگ کو دیکھنے لگی۔ اس کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو چمک رہے تھے۔ انہوں نے کہا "میں وہی کرتا ہوں جو قدرت کی مرضی ہوتی ہے اور قدرت کی مرضی یہی ہے کہ تم ہمیشہ ہماری بن کر رہو۔"

پھر انہوں نے مجھ سے کہا "درگاہ چرار شریف کی بے حرمتی تم سے برداشت نہیں ہو رہی ہے۔ دین کے خلاف اور بزرگانِ دین کے خلاف کوئی بات برداشت نہیں ہوتی۔ تم اس سلسلے میں ہدایات حاصل کرنے آئے ہو۔ میں تمہیں وہاں جانے کی اجازت دینے سے پہلے یہ ضرور کہوں گا کہ اس بہادر قوم کو اپنی جنگ خود لڑنے دو۔ کشمیریوں کا حوصلہ پست ہونے والا نہیں ہے۔ لہٰذا تم شطرنج کی چال چلو۔ اپنا مہرہ دوسری طرف سے چلو۔ مہاراشٹر میں ریاستی الیکشن ہارنے کے بعد کانگریس کی پوزیشن کمزور ہو گئی ہے۔ اس سلسلے میں تم خود زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل کرلو گے۔ میری ہدایت یہ ہے کہ کشمیریوں کے خلاف جو بھی اقدامات ہوتے ہیں ان کے اجازت نامے دہلی سے جاری ہوتے ہیں لہٰذا تم دہلی اور بمبئی کو ٹارگٹ بناؤ۔ ان دو شہروں کی اہمیت تم پر واضح ہو جائے گی۔"

میں نے کہا "آپ کا بہت بہت شکریہ۔ آپ نے میرے اندر کی بے چینی دور کردی۔ اب میں سکون سے پلاننگ کروں گا۔"

انہوں نے کہا "تم دو دن کے بعد جاؤ گے۔ اس عرصے تک شہناز اور پروین میرے پاس حجرے میں رہیں گی۔"

میں نے سوالیہ نظروں سے پوجا کو دیکھا۔ انہوں نے کہا "تم درست سمجھ رہے ہو۔ ابھی پوجا اسلام قبول کرے گی تو اس کا نام پروین ہوگا اور یہ دونوں تمہارے ساتھ ہندوستان جائیں گی۔"

وہ دونوں خوش ہو کر مجھے دیکھنے لگیں۔ میں نے مسکرا کر کہا۔ "میں بڑی خوشی سے اپنی دونوں بیٹیوں کو ساتھ لے جاؤں گا۔ شہناز تو ہندوستان کے ہر علاقے سے واقف ہے۔ اس لئے میری گائیڈ بن کر رہے گی۔"

شہناز نے کہا "پاپا! دنیا کا کون سا ملک اور کون سا شہر ایسا ہے جہاں آپ کے قدم نہ پڑے ہوں۔ یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ آپ کے ساتھ رہ کر ہمیں بہت کچھ سیکھنے کا موقع ملے گا۔"

جناب تبریزی نے کہا "انسان کو جس سے بھی کچھ سیکھنے کا موقع ملے اس سے ضرور سیکھنا چاہئے۔ تم دونوں زیادہ عرصہ اپنے پاپا کے ساتھ نہیں رہ سکو گی۔ کسی دن پارس وہاں پہنچے گا۔ ایسے وقت فرہاد! تم واپس چلے آنا۔ اب جاؤ۔ میں تنہائی میں اپنی دونوں بیٹیوں کے ساتھ ایمان افروز لمحات گزاروں گا۔"

میں نے انہیں سلام کیا۔ پھر اٹھ کر اس حجرے سے باہر چلا آیا۔ سونیا اور دوسرے تمام عزیزوں کو بتایا کہ ثی تارا اور پوجا کو بھول جائیں۔ اس حجرے سے کسی وقت بھی دو لڑکیاں نکلیں گی تو ان میں سے ایک کا نام شہناز اور دوسری کا نام پروین ہوگا۔ شہناز ہماری بہو ہوگی اور پروین بیٹی۔

سونیا نے کہا "میں ایسے تو بہو نہیں بناؤں گی۔ پہلے باقاعدہ نکاح پڑھایا جائے گا۔"

میں نے تائید کی "ہاں ضرور پڑھایا جائے گا۔ جناب تبریزی فرما رہے تھے کہ جب میں شہناز اور پروین کے ساتھ ہندوستان میں رہوں گا تو کسی دن پارس وہاں پہنچے گا۔ بس اسی دن نکاح پڑھا دوں گا۔"

سونیا نے کہا "شہناز تو مجھے اتنی پسند ہے کہ میں آج ہی اسے بہو بناؤں گی۔ یہ حسنِ اتفاق دیکھو کہ شہناز کی طرح پارس نے بھی ٹیلی پیتھی کا علم حاصل کرلیا ہے۔ خیال خوانی کے ذریعے یا ٹیلی فون کے ذریعے ان کا نکاح ایسے ہی ہو سکتا ہے جیسے ساجد اور فرحانہ کا نکاح پڑھایا گیا تھا۔ ساجد یہاں ادارے میں تھا اور فرحانہ وہاں پاکستان میں تھی۔ جناب تبریزی نے انہیں رشتۂ ازدواج میں

منسلک کیا تھا۔"

میں نے کہا "اچھی بات ہے۔ اس سلسلے میں اپنے بیٹے سے بات کرو۔"

"صرف میرا بیٹا کیوں کہہ رہے ہو؟ کیا تمہارا نہیں ہے؟"

میں نے اپنا ایک کان پکڑ کر کہا "ایسا بھی کیا بیٹا کہ کبھی کبھی میرا باپ بن جاتا ہے۔"

سونیا ہنسنے لگی۔ میں نے کہا "مت خوش ہو رہی ہو۔ تمہاری تربیت نے اسے شیطان بنا دیا ہے۔"

"اے خبردار! میرے بیٹے کو شیطان نہ کہنا۔ باربرا! تم جاؤ اور اس سے کہو کہ ابھی اپنی مما سے بات کرے۔"

باربرا کہنے لگی "ابھی پاپا نے اپنا ایک کان پکڑا تھا۔ میں اپنے دونوں کان پکڑتی ہوں۔ اسے مخاطب کرنے کے بعد اس سے پیچھا چھڑانا مشکل ہو جائے گا۔"

ثانی نے ہنس کر کہا "اس سے تو سب ہی پناہ مانگتے ہیں۔ کوئی بات نہیں' میں جاتی ہوں۔"

اس نے خیال خوانی کی پرواز کی۔ پھر اس کے پاس پہنچ کر بولی۔ "تمہارے چاروں طرف تاریکی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ تم ابھی دیوی کی ڈمی کے اندر ہو؟"

اس کی اس بات کے دوران وہ ثانی کے دماغ میں آکر بولا۔ "پہلے مبارکباد دو کہ میں بھی خیال خوانی کی پرواز کرنے لگا ہوں۔ کیا تم خوش نہیں ہو؟"

"مجھ سے زیادہ خوشی شاید ہی کسی کو ہوگی۔ تمہاری مما بھی فخر کر رہی ہیں کہ تم نے کتنی چالبازی سے ایک ڈمی کے اندر رہ کر غیر معمولی علوم حاصل کر لئے۔ مما تم سے شادی کے سلسلے میں بات کرنے کے لئے بلا رہی ہیں۔"

"مجھے پتا ہے۔ میں بڑی دیر سے تمہارے اندر رہ کر تم سب کی باتیں سن رہا ہوں۔"

ثانی نے پریشان ہو کر کہا "اے تم میری اجازت کے بغیر میرے اندر کیوں آئے ہو۔ چلو نکلو یہاں سے۔ بائی دی وے تم تو امریکا میں تھے؟"

"تھا۔ اب تو یہاں ہوں۔ اس ڈمی کے اندر رہنے کا اب کوئی فائدہ نہیں تھا اس لئے ایک مسافر کے اندر رہ کر امریکا سے پیرس چلا آیا۔ پھر ادارے میں پہنچ کر اپنے سائے کی رہائش کے لئے تمہارا انتخاب کیا۔"

"میں کہتی ہوں فوراً باہر نکلو۔"

"ایسا کہنے سے پہلے یہ تو سوچو کہ میں تمہیں کتنا چاہتا ہوں۔ علی تو صرف تمہارے دل کی دھڑکنوں میں سمایا رہتا ہے۔ میں تو ابھی تمہارے سر سے پیر تک تمہاری رگ رگ میں سمایا ہوا ہوں ابھی جو تم نے میرے چاروں طرف تاریکی دیکھی تھی وہ اسی لئے ہے کہ تمہارے بدن کے اندر اندھیرا ہی اندھیرا ہے۔"

"دیکھو پارس فوراً باہر آجاؤ ورنہ......"

"ورنہ تمہارا علی بھی مجھے یہاں سے نکال نہیں سکے گا۔ بھئی مجھے یہ رہائش گاہ پسند ہے۔ تم مکان کا کرایہ بڑھا لو۔ مگر کرائے دار کی بے عزتی کر کے تو نہ نکالو۔"

سونیا' باربرا' سلمان' سلطانہ سب ہی ثانی کو دیکھ رہے تھے میں نے پوچھا "بیٹی! پارس کو یہاں بلانے میں اتنی دیر کیوں ہو رہی ہے؟"

باربرا نے کہا "مکڑے کے جال میں پھنس گئی ہیں۔ میں تو پہلے سمجھ گئی تھی کہ اسے مخاطب کرتے ہی وہ عذاب جان بن جائے گا۔"

ثانی پاؤں پٹخ کر بولی "مما! اپنے بیٹے کو سمجھائیں۔ یہ سایہ بن کر میرے اندر سمایا ہوا ہے۔ مجھے پریشان کر رہا ہے۔"

سونیا نے کہا "پارس! یہ تمہیں جان سے زیادہ چاہتی ہے اور تم اسے پریشان کر رہے ہو۔ چلو باہر میرے سامنے آؤ۔"

اس نے سونیا کے اندر آکر سلام کیا پھر کہا "مما! آپ کا کیا خیال ہے؟ کیا میرا سایہ ثانی کے اندر ہے؟"

"نہیں۔ تم یہاں ہوتے تو پہلے مجھے سلام کرتے اور میرے گلے لگ جاتے مگر اسے کیوں پریشان کر رہے ہو؟"

"یہ میری ہونے والی بہت ہی پیاری چڑیل بھابی ہے۔ دشمنوں کو تگنی کا ناچ نچاتی ہے۔ لیکن میرے سامنے اپنی عقل استعمال کرنا بھول جاتی ہے۔"

سونیا نے کہا "ثانی! تم پارس کے سامنے بدحواس کیوں ہو جاتی ہو۔ کیا میری ہدایات کو بھول گئیں کہ اپنے باپ اور اپنے شوہر کے سامنے بھی پیچیدہ مسئلہ ہو تو بدحواس نہیں ہونا چاہئے۔ تم دشمنوں کے سامنے تو بڑی بڑی آزمائشوں سے گزر جاتی ہو۔ پھر پارس کیا آسمان سے اترا ہوا عجوبہ ہے؟"

ثانی نے کہا "مما! ابھی میں پاپا کی بات دہراؤں گی کہ آپ کی تربیت نے اسے شیطان بنا دیا ہے تو آپ کو برا لگے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ اس کی چکربازی فوراً ہی سمجھ میں نہیں آتی۔"

"اس میں سمجھنے کی کیا بات ہے؟ ذرا سی عقل سے سوچو کہ میں اس کی ماں یہاں موجود ہوں اور وہ اتنے عرصے بعد مجھ سے ملے بغیر تمہارے جسم میں سما جائے گا۔ اس نے الّو بنایا اور تم بن گئیں۔"

اس بات پر سب ہنسنے لگے۔ ثانی نے گھونسا دکھا کر کہا "اپنے بیٹے سے کہیں' میرے سامنے آئے۔ میں اس کا منہ توڑ دوں گی۔"

سونیا نے مسکرا کر کہا "یہ دوسری احمقانہ بات کہہ رہی ہو۔ بھلا کوئی اپنا منہ تڑوانے کے لئے سامنے آتا ہے۔"

ثانی نے شکست خوردہ انداز میں کہا "تو پھر اس سے کہہ دیں۔ آئی لو ہم۔ میرے لئے اس سے زیادہ پیارا کوئی نہیں ہے۔ علی تو میرے جیون ساتھی رہیں گے لیکن پارس میرا راہنما ساتھی ہے۔ میں نے اس کی شرارتوں سے بار بار رہنمائی حاصل کی ہے۔"



یہ کہہ کر وہ آگے بڑھ کر سونیا کے گلے لگ گئی۔ پھر اس کے کان میں بولی "مما! ابھی میں آپ کو نہیں' پارس کو گلے لگا کر اسے غیر معمولی علوم حاصل کرنے کی مبارکباد دے رہی ہوں۔"

سونیا نے کہا "پارس تمہارا شکریہ ادا کر رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ اپنے انکل سلمان کے اندر رہ کر ان کی زبان سے ہم سے باتیں کرے گا۔"

پارس نے سلمان کے پاس آکر سلام کیا۔ پھر سلمان نے اس کی مرضی کے مطابق پوچھا "مما! ابھی آپ نے مجھے کیوں بلایا ہے؟"

سونیا نے شہناز یعنی سابقہ ڈی شی تارا اور سابقہ پوجا یعنی موجودہ پروین کے متعلق بتایا پھر کہا "شہناز اور پروین دو دن کے بعد تمہارے پاپا کے ساتھ ہندوستان جائیں گی۔ میں چاہتی ہوں اس سے پہلے خیال خوانی یا ٹیلی فون کے ذریعے شہناز سے تمہارا نکاح پڑھوا دیا جائے۔ کیا تمہیں منظور ہے؟"

پارس نے کہا "میری مما کی خوشی میری خوشی ہے۔ ویسے میں واشنگٹن میں بہت مصروف ہوں۔ دیوی نے اپنے چھ بھارتی فوجی جوانوں کو مشین سے گزار کر ٹیلی پیتھی سکھائی تھی۔ میں نے ان تمام کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے۔ ابھی کچھ مصروفیات اور رہ گئی ہیں۔"

"کوئی بات نہیں۔ شہناز اور پروین دو دن تک محترم بزرگ کے حجرے میں رہیں گی۔ کل شام کو نکاح پڑھایا جا سکتا ہے۔"

"آپ کا حکم سر آنکھوں پر۔ مجھے نکاح منظور ہے۔"

سب نے خوشی کا اظہار کیا۔ پارس نے سلطانہ کو مخاطب کر کے کہا "آنٹی دیکھئے کیسا زمانہ آگیا ہے' آپ کے شوہر نامدار اس عمر میں نکاح منظور کر رہے ہیں۔"

سلمان جھینپ گیا۔ سب قہقہے لگانے لگے۔ اس نے کہا۔ "پارس! واقعی شیطان بھی تم سے کتراتا ہو گا۔ خود میری زبان سے نکاح منظور کر رہے تھے اور اب مجھے پھنسا رہے ہو۔"

"اب آپ اتنے بھی عمر رسیدہ نہیں ہیں کہ کہیں اور نہ پھنسنے پائیں۔ اگر اجازت ہو تو کوئی اچھا گھرانا دیکھوں۔"

"بیٹے خدا کے لئے تم جاؤ ورنہ ابھی سلطانہ سے میری لڑائی کراؤ گے۔"

وہ اپنی مما کے پاس آکر بولا "اچھا مجھے اجازت دیں۔ میری ننھی منی بہن اعلیٰ بی بی اور میرے بھائی کبریا کو میری طرف سے خوب پیار کریں۔"

"ہاں بیٹے! جاؤ خدا تمہارا نگہبان ہے۔ میں اعلیٰ بی بی اور کبریا کو تمہارے نام سے خوب پیار کروں گی۔"

وہ میرے پاس آکر بولا "ہیلو پاپا! یہ جان کر خوشی ہوئی کہ شہناز پیدائشی مسلمان ہے۔ دیوی نے اپنی تنگ نظری سے اسے ہندو بنا رکھا تھا۔ آپ اسے بہو بنا کر خوش ہیں نا؟"

"ہاں بیٹے! بہت خوش ہوں۔ دیوی نے جو کچھ کیا' تم تو اس سیر پر سوا سیر ہو جاؤ اور اپنے معاملات سے نمٹنے کے لئے دماغی طور پر حاضر رہو۔"

وہ دماغی طور پر دیوی کی ڈمی کے اندر حاضر ہو گیا۔ پچھلی رات اس نے چھ بھارتی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو جہنم میں پہنچایا اب یہ دوسری صبح تھی۔ سپر ماسٹر حسب معمول پانچ بجے صبح بیدار ہوا۔ ضروریات سے فارغ ہو کر جوگنگ کے لئے جاتا تھا اسی وقت اطلاع ملی کہ چھ ٹیلی پیتھی جاننے والے اسپتال میں مردہ پڑے ہیں۔

یہ زبردست شاک پہنچانے والی اطلاع تھی۔ وہ اپنے بنگلے سے نکل کر تیزی سے چلتا ہوا اسپتال پہنچا۔ وہاں تینوں افواج کے اعلیٰ افسران بھی آچکے تھے۔ انہوں نے وہاں دیوی کے چھ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی لاشیں دیکھیں۔ یہ معاملہ اور زیادہ تشویش ناک تھا کہ امریکی نئے ٹیلی پیتھی جاننے والے زندہ تھے اور دیوی کی ایک بھارتی خیال خوانی کرنے والی بخیریت تھی۔ باقی دیوی کے اہم افراد مارے گئے تھے۔

ایک اعلیٰ افسر نے کہا "ہمارے آرمی ہیڈ کوارٹر میں جو بھی دشمن چھپا ہوا ہے وہ ہمارا نہیں بلکہ دیوی اور بھارتی حکومت کا دشمن ہے۔"

سپر ماسٹر نے کہا "دیوی غلط فہمی میں مبتلا ہو سکتی ہے کہ ہم نے اپنے خیال خوانی کرنے والوں کی حفاظت کی اور اس کے اہم افراد سے بے پروائی برتی جس کے نتیجے میں وہ مارے گئے۔"

دوسرے اعلیٰ افسر نے کہا "ایسی بات نہیں ہے۔ وہ ہم سب کے اندر آتی ہے۔ ہمارے چور خیالات پڑھے گی تو معلوم ہو جائے گا کہ ہم نے اس کے اہم افراد کی حفاظت میں کوتاہی نہیں کی ہے اس کا اپنا کوئی دشمن اسے نقصان پہنچا رہا ہے۔"

ملٹری انٹیلی جنس کے چار جاسوس اس ڈاکٹر کو پکڑ کر لے آئے۔ نئے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے مخصوص وارڈ میں پہرا دینے والے تمام مسلح فوجی جوانوں نے بیان دیا کہ وہی ڈاکٹر آدھی رات کے بعد انجکشن لگانے کے لئے ان چھ خیال خوانی کرنے والوں کے کمروں میں گیا تھا جو اب مردہ پڑے ہوئے تھے۔

ڈاکٹر خوف زدہ تھا اور قسمیں کھا رہا تھا کہ وہ رات کو اپنے چیمبر میں سو گیا تھا۔ البتہ خواب کی حالت میں اس نے دیکھا تھا کہ ایک سرنج میں زہریلی دوا بھر کر ان چھ افراد کے کمرے میں گیا تھا مگر وہ سب ایک خواب تھا۔

اس کے بیان سے یہ سمجھ میں آرہا تھا کہ وہ بے قصور ہے اور کسی دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والے نے اس کے دماغ پر قبضہ جما کر صرف دیوی کے خاص آدمیوں کو مار ڈالا ہے۔

سپر ماسٹر نے بڑی فکر سے کہا "دیوی کے دماغ میں کوئی جا نہیں سکتا۔ وہ پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی سانس روک لے گی۔ پھر بھی کوشش کرو۔ ایک ہی رات میں چھ اہم افراد کا مارا جانا

معمولی بات نہیں ہے۔ دیوی کو فوراً اس کی اطلاع دینا چاہئے۔ تم اس کے دماغ میں پہنچتے ہی "ہوبی" کہو۔ شاید وہ سانس روکنے کے بعد تمہارے پاس آجائے۔"

پارس غیر معمولی سماعت کے ذریعے ان کی گفتگو سن رہا تھا۔ سپر ماسٹر تینوں اعلیٰ افسران کے ساتھ اپنے دفتر کی سمت جارہا تھا۔ ایک افسر نے کہا "ہماری دیوی جی کے مقابلے میں وہ دشمن کوئی معمولی سا ٹیلی پیتھی جاننے والا ہوگا اسی لئے وہ ہمارے دماغوں میں نہیں آسکتا ہے اور نہ ہی وہ دیوی جی سے براہِ راست گفتگو کرتا ہے۔ وہ چوروں کی طرح چھپ کر دیوی جی کو نقصان پہنچا رہا ہے۔"

دوسرے افسر نے کہا "وہ آئندہ ہمیں بھی نقصان پہنچا سکتا ہے۔ کیا ایسا نہیں ہوسکتا کہ ایک طرف تو وہ ہمارے خیال خوانی کرنے والوں کو زندہ چھوڑ رہا ہے اور دوسری طرف بڑی چالاکی سے ہمارے فوجی راز معلوم کررہا ہو۔"

سپر ماسٹر نے دفتر میں داخل ہوکر کہا "یہ نہایت تشویش ناک معاملہ ہے۔ میرا ذہن بھی یہی کہہ رہا ہے کہ وہ ایک طرف ہم پر مہربانیاں کررہا ہے اور دوسری طرف ہمارے فوجی راز چرا رہا ہے۔"

وہ سب اپنی اپنی کرسیوں پر میز کے اطراف آکر بیٹھ گئے۔ سامنے ہی میز پر ایک پیپر ویٹ کے نیچے ایک تحریر کردہ کاغذ نظر آرہا تھا۔ سپر ماسٹر نے اس کاغذ کو اٹھاتے ہوئے کہا "یہ کسی اجنبی کی تحریر ہے' میری میز پر کیسے آگئی؟"

ایک اعلیٰ افسر نے کہا "پلیز! آپ پڑھیں۔ معلوم تو ہو کہ کس نے لکھا ہے اور کیا لکھا ہے؟"

سپر ماسٹر پڑھ کر سنانے لگا۔ تحریر کی ابتدا میں ہی معلوم ہوگیا کہ وہ چیلنج نما خط دیوی کو لکھا گیا ہے۔ اسے وارننگ دی گئی ہے کہ وہ جب بھی اپنے بھارتی سورما افسروں کو مشین کے ذریعے ٹیلی پیتھی سکھانا چاہے گی' ان تمام سیکھنے والوں کو زندہ نہیں چھوڑا جائے گا آزمائش شرط ہے۔

خط کے آخر میں دشمن نے نام کی جگہ لکھا تھا "تم اینٹ میں پتھر۔"

دفتر میں ایک فوجی جوان داخل ہوا۔ پھر بولا "میں دیوی جی کے حکم کے مطابق بول رہا ہوں۔ دیوی جی میرے اندر موجود ہیں۔ انہوں نے یہ خط سن لیا ہے اور ریوبی بیکر سے معلوم کرلیا ہے کہ کسی انجانے دشمن نے ان کے چھ روبوٹ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو ہلاک کردیا ہے۔ ایک ہی رات میں اتنا بڑا نقصان ناقابلِ برداشت بھی ہے اور دیوی جی کے لئے بہت بڑا چیلنج بھی ہے۔"

سپر ماسٹر نے کہا "ہم نے اس ڈاکٹر کو حراست میں رکھا ہے۔ کیا آپ اس کے ذریعے دشمن تک پہنچ سکتی ہیں؟"

"وہ محض ایک آلۂ کار تھا۔ واردات کے وقت سحرزدہ کردیا گیا تھا۔ وہ اس سلسلے میں کچھ نہیں جانتا ہے۔ اسے رہا کردیا جائے۔"

سپر ماسٹر نے کہا "اس نے ہمارے تینوں ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو زندہ چھوڑ دیا۔ اس کے پیچھے کوئی گہری چال ہے۔ وہ ہمیں فریب دے کر اپنی مہربانیوں کے سحر میں مبتلا کرکے یہاں سے فوجی راز چرا کر لے جانا چاہتا ہے۔"

ایک افسر نے کہا "سوال یہ ہے کہ اس نے صرف آپ سے اتنی بڑی دشمنی کیوں کی۔ میرا خیال ہے آپ اپنے ذاتی دشمن کو آسانی سے سمجھ کر اسے بے نقاب کرسکتی ہیں۔"

فوجی جوان نے کہا "دیوی جی یہی سمجھنے کی کوشش کررہی ہیں اگر وہ دشمنی کرنے والا یہاں موجود ہے تو وہ دیوی جی سے گفتگو کرے۔"

ایک دوسرے فوجی جوان نے کمرے میں آکر کہا "جی ہاں' میں موجود ہوں۔ دیوی نے مجھے یاد کیا ہے اس لئے حاضر ہوگیا ہوں لیکن اس دفتر میں تو سب مرد ہی مرد نظر آرہے ہیں۔ وہ آوارہ بدچلن کہاں ہے جو شادی سے پہلے ٹیلی پیتھی جاننے والے بچے پیدا کرتی ہے؟"

وہ غصے سے بھڑک گئی۔ فوجی جوان کی زبان سے بولی "بکواس مت کرو۔ میں مانتی ہوں کہ دشمن چھپ کر حملے کرتا ہے لیکن اپنا نام اور دشمنی کا مقصد ضرور بتاتا ہے۔"

پارس نے اپنے آلۂ کار کے ذریعے کہا "ان چھ لاشوں کو بھارت کے آرمی ہیڈ کوارٹر میں بھیج دو اور ان سے کہو۔ وہ لاشیں امریکا سے نہیں آئی ہیں' درگاہ چرار شریف پر جو حملے کئے گئے تھے انہی حملوں میں وہ چھ مردود مارے گئے ہیں۔ اگر یہ زندہ رہ جاتے تو مظلوم کشمیریوں پر ٹیلی پیتھی کے ہتھیار استعمال کرتے لہٰذا جب تک کشمیر سے بھارتی فوجیں اور بھارتی انتظامیہ کے عہدیداران واپس نہیں جائیں گے' تب تک تمہارا کوئی بھارتی چوہا ٹرانسفارمر مشین سے نہیں گزر سکے گا۔"

دیوی نے کہا "اچھا تو تمہارا تعلق فرہاد کی فیملی یا ایم آئی ایم کی تنظیم سے ہے۔"

"تمہارے ایم آئی ایم کے سربراہ کو تو تم نے بڑا زبردست فریب دیا ہے۔ وہ جاپان سے واپس آکر تمہیں پرنسس آئی لینڈ میں تلاش کررہا تھا۔ آخر اس نے مجھے حکم دیا کہ میں یہاں آکر انتقامی کارروائی کروں۔"

"تمہارا سربراہ غلط سمجھ رہا ہے۔ میں نے اسے دھوکا نہیں دیا ہے۔ وہ جاپان چلا گیا تھا۔ اس کی غیر موجودگی میں' میں جزیرے کا محل چھوڑ کر یہاں اپنے ضروری کام سے آگئی مگر تمہارے سربراہ کی غلط فہمی سے میرے چھ اہم ٹیلی پیتھی جاننے والے ختم ہوگئے۔"

"ٹیلی پیتھی جاننے والا ایک بھی ہتھیار کشمیر نہیں جائے گا لہٰذا تمہیں جو کہنا ہے وہ ہمارے سربراہ سے کہو۔"

"ٹھیک ہے۔ میں ابھی اس سے گفتگو کرتی ہوں اور کہتی ہوں کہ تمہیں یہاں آرمی ہیڈ کوارٹر سے بلالے۔ مجھے یقین ہے کہ اس کا حکم سنتے ہی یہاں سے چلے جاؤ گے۔"

"ہم ایم آئی ایم کے مجاہدین حکم کے بندے ہیں۔ اپنے سربراہ کے حکم پر جیتنے والی جنگ کو بھی ادھوری چھوڑ کر چلے جاتے ہیں۔"

دیوی نے خیال خوانی کی پرواز کی۔ یہ پرواز ایسی ہوتی ہے کہ ٹیلی پیتھی جاننے والے چشم زدن میں کسی کے بھی دماغ میں پہنچ جاتے ہیں اس لئے یہ اندازہ نہیں ہوتا کہ جس کے پاس پہنچے ہوئے ہیں وہ کہاں ہے اور کتنے فاصلے پر ہے۔ پارس اس فوجی جوان کے قریب ہی دوسرے فوجی جوان کے اندر تھا اور دیوی بھی اس کے پاس کھڑے ہوئے جوان کے اندر موجود تھی۔ وہ پارس کے پاس پہنچ کر بولی "برادر کبیر! یہ تو تم سمجھ ہی لیتے ہو کہ تمہارے دماغ میں کس کی سوچ کی لہریں آیا کرتی ہیں۔"

"ہاں یہ تو سمجھ لیتا ہوں۔ لیکن یہ معلوم کرنا مشکل ہوگیا ہے کہ تم اچانک جزیرے سے کہاں چلی گئی ہو۔"

"میں جلد ہی جزیرے میں واپس آرہی ہوں۔ پھر تمہیں اپنی مصروفیات کے متعلق بتاؤں گی۔ ویسے تم نے میرے چھ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو ہلاک کرکے بہت زبردست نقصان پہنچایا ہے۔"

"میری جان! مجھ سے صرف محبت کی باتیں کرو۔ ہم نے جزیرے کے محل میں کتنی رنگین راتیں گزاری ہیں۔ جب میں سوچتا ہوں کہ دیوی جیسی ہستی کو حاصل کرچکا ہوں تو میرا دل خوشی سے باغ باغ ہوجاتا ہے۔"

"میں نے اپنا تن من سب کچھ تمہارے حوالے کردیا اور تم نے محبت کا صلہ نفرت اور انتقام سے دیا۔"

"میں محبت کا جواب محبت سے اور سیاست کا جواب سیاست سے دیتا ہوں۔ اگر تم مجھ سے محبت کرو گی اور مسلمانوں سے مخالفانہ سیاست کرو گی تو یہ ایسی ہی بات ہوگی جیسے گلے لگ کر میرا گلا کاٹ رہی ہو۔"

"میں مانتی ہوں جس طرح مجھے چھ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی موت کا صدمہ ہورہا ہے اسی طرح تمہیں درگاہ چرار شریف کے سانحے کا شدید صدمہ پہنچ رہا ہے لیکن یقین کرو' میں نے کشمیریوں کو نقصان نہیں پہنچایا ہے۔"

"تم بھی یقین کرو کہ میں نے تمہارے چھ روبوٹ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو نہیں مارا ہے۔ تم تو جانتی ہو۔ مجھے ٹیلی پیتھی نہیں آتی۔ ایک خیال خوانی کرنے والے مجاہد نے انتقام لیا ہے۔"

"لیکن مجاہدین تمہارے احکامات کی تعمیل کرتے ہیں۔ تم اس خیال خوانی کرنے والے مجاہد سے کہو کہ یہاں سے چلا جائے۔"

"بھارتی حکمران اور بھارتی فوجی بھی تمہارے احکامات کی تعمیل کرتے ہیں۔ تم ان سے کہو کہ کشمیر سے اپنی فوجیں واپس لالیں۔"

"کشمیر بھارت کا اٹوٹ انگ ہے۔ وہ بھارت کا اہم شمالی علاقہ ہے۔ وہاں بھارتی فوج کو رہنا چاہئے۔"

"واشنگٹن کا آرمی ہیڈ کوارٹر تمہارے بھارت کی جاگیر نہیں ہے اور نہ ہی تمہاری ملکیت ہے اس لئے میرے مجاہدین کو بھی وہاں رہنا چاہئے۔"

"تم خواہ مخواہ بحث کررہے ہو۔"

"یہی میری بھی رائے ہے کہ خواہ مخواہ بحث کرو گی تو ایسے جوابات ملتے رہیں گے کہ تم لاجواب رہ جاؤ گی۔"

"کیا تم مجھ سے تعلقات نہیں رکھنا چاہتے؟"

"تعلقات؟ اور تم سے؟ اگر میں جان بوجھ کر انجان بن رہا ہوں تو تم مجھے واقعی نادان سمجھ رہی ہو۔ کیا ایک ذرا سی عقل سے یہ نہیں سوچ سکتیں کہ میرے خیال خوانی کرنے والے نے اگر زہریلے انجکشن کے ذریعے تمہارے چھ کو مارا ہے تو ساتویں عورت کو کمزوری کی دوا دے کر اس کے چور خیالات پڑھے ہوں گے۔"

دیوی ایک ذرا ہچکچا کر بولی "تمہارے مجاہد نے کیا معلوم کیا ہے؟"

"یہی کہ وہ ساتویں ٹیلی پیتھی جاننے والی جسے زندہ چھوڑ دیا گیا ہے اس کا اصل نام پربھارانی ہے۔ تم جزیرے کے محل میں اسے اپنی ڈمی بنا کر میرے سامنے بطور چارا ڈال رہی تھیں۔ آئندہ بھی تم اسے دیوی بنا کر مجھے احمق بناتی رہنا چاہتی تھیں۔"

دیوی کو چپ سی لگ گئی۔ وہ بولا "ابھی تم نے پوچھا تھا' کیا میں تم سے تعلقات رکھنا نہیں چاہتا؟ تم ہی بتاؤ۔ کیا ہمارے تعلقات تھے؟ میں محل میں تم سے ملتا رہا یا تم مجھے پربھارانی سے بہلاتی رہیں؟"

"جب بات کھل ہی گئی ہے تو تمہیں سمجھنا چاہئے کہ ہم میں سے کوئی ایک دوسرے کے لئے خلوص نہیں رکھتا ہے۔ جسے موقع ملتا ہے وہ اپنی چال چلتا ہے۔ میری چال ناکام رہی۔ تم نے ایک خیال خوانی کرنے والے مجاہد کے ذریعے انتقام لے لیا۔ اگر تم نے حساب برابر کرلیا ہے تو آپس کی رنجشوں کو یہیں ختم کردو۔ کوئی ایسی راہ اختیار کرو کہ جس پر ہم ساتھ ساتھ چلیں اور آئندہ ایک دوسرے کو شکایت کا موقع نہ دیں۔"

"ہم دوست بنانے والے لوگ ہیں۔ دشمنی کی راہوں سے کتراتے ہیں۔ تم کہتی ہو تو سوچنا سمجھنا ہوگا کہ ہم کس طرح ایک دوسرے سے پہنچنے والے نقصانات سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ تم بھی سوچو سمجھو۔ ہم دو گھنٹے بعد یہاں پھر ملیں گے۔"

"اچھی بات ہے۔ میں بھی اس معاملے پر غور کروں گی.... فی الحال تم اپنے اس خیال خوانی کرنے والے مجاہد کو واپس بلالو۔"

"مجھے خیال خوانی آتی تو میں اسے بلالیتا۔ لہٰذا تم اس سے کہو کہ میں اسے بلا رہا ہوں۔"

دیوی نے پاس کھڑے فوجی جوان سے کہا "تمہارے اندر جو خیال خوانی کرنے والا مجاہد ہے وہ اپنے سربراہ برادر کبیر کے پاس جائے' اسے طلب کیا جارہا ہے۔"

چند لمحوں کے بعد وہ فوجی جوان یوں چونک کر دیکھنے لگا جیسے پہلے سحرزدہ تھا اور اب ہوش و حواس میں آکر سوچ رہا ہو کہ سپرماسٹر کے دفتر میں کیسے آگیا؟ دیوی نے اسے جانے کا حکم دیا۔ پھر سپرماسٹر اور فوج کے اعلیٰ افسران سے کہا "آپ لوگوں نے ہماری بہت سی گفتگو سن لی۔ ہم فوجی جوانوں کی زبان سے بول رہے تھے پھر میں ایم آئی ایم کے سربراہ سے سمجھوتے کی کوئی راہ نکالنے کی باتیں کرتی رہی۔ ہم اس سلسلے میں غور کر رہے ہیں۔ وہ دو گھنٹے بعد پھر مجھ سے باتیں کرے گا۔ آپ لوگ بھی کوئی ایسی راہ نکالیں کہ وہ خیال خوانی کرنے والا مجاہد یہاں سے چلا جائے ورنہ وہ آئندہ بھی ہمیں نقصان پہنچاتا رہے گا۔ میں اب دو گھنٹے سے کچھ پہلے آؤں گی۔"

پارس اس سے گفتگو کرنے کے بعد پربھارانی کے اندر گیا تھا۔ وہ اسے محسوس نہیں کرسکتی تھی کیونکہ ایک مضر دوا کے استعمال کے بعد اس کی توانائی بحال نہیں ہوئی تھی۔ پارس نے اس پر ایک مختصر سا تنویمی عمل بھی کیا تھا اور دو اہم باتیں اس کے ذہن پر نقش کی تھیں۔ ایک تو یہ کہ وہ دماغی توانائی حاصل کرنے کے بعد بھی اس کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہ کرے تاکہ دیوی آئندہ اسے ڈمی بنا کر دھوکا دینا چاہے تو وہ اس کے چور خیالات سے حقیقت معلوم کرلے۔ پھر دوسری اہم بات یہ نقش کردی کہ وہ ماں بننے والی ہے۔ یہ پارس نے ایک نیا شوشہ چھوڑا تھا۔

دیوی سپرماسٹر سے رخصت ہوکر پربھارانی کے پاس آئی۔ پھر بولی "میں تمہارے پاس آئی ہوں لیکن تم مجھے محسوس نہیں کررہی ہو؟"

وہ بولی "دیوی جی! آپ کو تو کوئی اپنے اندر محسوس نہیں کرسکتا ہے۔"

"جب میں چاہتی ہوں تو کوئی بھی محسوس کرسکتا ہے۔ ابھی میں اسی طریقۂ کار سے آئی تھی۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ ایک دشمن خیال خوانی کرنے والے نے ایک دوا کے ذریعے تمہارے دماغ کو کمزور بنایا ہے۔ تمہارے چور خیالات کہہ رہے ہیں کہ ابھی تم پر تنویمی عمل نہیں کیا گیا ہے لیکن تمہارا یہ خیال حیران کررہا ہے کہ تم ماں بننے والی ہو۔"

"جی ہاں۔ میں نے لیڈی ڈاکٹر سے بھی کہا تھا۔ اس نے معائنہ کرنے کے بعد یقین سے کہا ہے کہ یہ میرا وہم ہے۔ میں ماں بننے والی نہیں ہوں۔ پلیز آپ میرے اندر رہ کر معلوم کریں کہ جب لیڈی ڈاکٹر درست کہہ رہی ہے تو میں اپنے اندر تبدیلی کیوں محسوس کررہی ہوں؟ کل سے اب تک تین بار ابکائی سی آئی رہی۔ یہاں اچار نہیں ملتا ہے۔ لیموں چاٹنے کو مل جاتا ہے۔"

"تم جو کہہ رہی ہو' وہی میں تمہارے اندر رہ کر سمجھ رہی ہوں لیکن تمہیں جزیرے سے آئے تین ہفتے ہورہے ہیں۔ برادر کبیر کے سوا تمہاری تنہائی میں کوئی نہیں آیا ہے۔ پھر اتنی جلدی تمہارے پاؤں کیسے بھاری ہورہے ہیں؟"

پربھارانی نے کہا "آہ! میرے بھی کیا نصیب ہیں۔ ایک شریف عورت کی زندگی میں ایک ہی مرد آتا ہے جسے وہ دیکھ دیکھ کر پیار کرتی ہے لیکن میں نے اب تک اس کی صورت نہیں دیکھی۔ بس ایک سایہ دیکھتی رہی۔ کیا میں کبھی اپنے ہونے والے بچے کے باپ کی صورت نہیں دیکھ سکوں گی؟"

"شاید دیکھ سکوگی۔ گولی کا اثر ختم ہوگا تو وہ گوشت پوست کے جسم میں ظاہر ہوگا اور اسے اپنے بچے سے محبت ہوگی تو وہ تمہارے روبرو آئے گا۔"

"کیا میں جزیرے میں واپس جاؤں گی؟"

"ہاں تمہیں اسی محل میں جاکر رہنا چاہئے۔ میں اسے جو فریب دے رہی تھی وہ اسے معلوم ہوچکا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ اصلی دیوی کبھی محل میں نہیں آئے گی لیکن وہ میرے لئے نہ سہی' تمہارے لئے اور تمہارے لئے نہ سہی اپنے بچے سے ملنے کے لئے تمہارے پاس اس محل میں ضرور آئے گا۔ میں سوچوں گی کہ اسے کس طرح ٹریپ کیا جاسکتا ہے۔ میں چاہوں گی کہ لیڈی ڈاکٹر کی رپورٹ غلط ہو اور تم اس کے بچے کی ماں ضرور بنو۔ اسے خون کی کشش میرے جال میں پھنسائے گی۔"

وہ تھوڑی دیر باتیں کرنے کے بعد بولی "میں رگھوناتھ کے پاس جارہی ہوں۔ دشمن نے ہمارے چھ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو مار ڈالا ہے۔ صرف تمہیں شاید اسی لئے چھوڑدیا ہے کہ تم اس کے سربراہ برادر کبیر کے بچے کی ماں بننے والی تھیں۔ لیکن وہ کمبخت رگھوناتھ کے پیچھے پڑجائے گا۔ میں اس کی حفاظت کرنے جارہی ہوں۔ پھر آؤں گی۔"

وہ چلی گئی۔ پارس بھی پربھارانی کے ذہن سے نکل گیا۔ اس نے تھوڑی دیر انتظار کیا۔ پھر رگھوناتھ کے اندر پہنچا تو وہ روبوٹ ٹیلی پیتھی جاننے والا اسے محسوس نہ کرسکا کیونکہ دیوی اس کے اندر موجود تھی اور اسے بتارہی تھی کہ ایم آئی ایم کے ایک خیال خوانی کرنے والے نے کیسی کیسی چالیں چل کر ان کے نئے چھ بھارتی روبوٹ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو مار ڈالا ہے۔ رگھوناتھ نے طیش میں آکر کہا "آپ ایک بار اس ذلیل دشمن سے سامنا کرادیں۔ میں اسے کتے کی موت ماروں گا۔"

"طیش میں نہ آؤ۔ ٹھنڈے دماغ سے کام لو۔ برادر کبیر کی پلاننگ کے مطابق وہ خیال خوانی کرنے والا مجاہد عمل کررہا ہے۔ حالات کا تقاضا ہے کہ تم کسی سے مقابلہ نہ کرو۔ یہ محل اور جزیرہ چھوڑ کر روپوش ہوجاؤ۔ تم ایک ہی ٹیلی پیتھی کے زبردست ہتھیار رہ گئے ہو۔ تمہارے جانے کے بعد ہماری ٹیلی پیتھی جاننے والی پربھارانی اس محل میں آکر رہے گی۔"

"میں میدان چھوڑنے اور روپوش رہنے کو بزدلی سمجھتا ہوں لیکن آپ کے حکم کی تعمیل کروں گا۔ کیا آپ نئے بھارتی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا اضافہ کریں گی؟"



"تقریباً ایک گھنٹے بعد برادر کبیر سے ہمارے مذاکرات ہوں گے۔ اگر وہ آئندہ ہمارے معاملات میں مداخلت نہیں کرے گا تو سب سے پہلے اپنے دیس میں ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی تعداد میں اضافہ کروں گی۔"

پارس کئی دنوں تک پربھارانی کے ساتھ محل میں رہ چکا تھا اور وہاں کے کتنے ہی مسلح گارڈز وغیرہ سے واقف تھا۔ اس نے ایک گارڈ کے دماغ پر قبضہ جمایا۔ پھر اسے رگھوناتھ کے سامنے لے آیا۔ رگھوناتھ نے پوچھا "کیا بات ہے؟"

گارڈ نے اپنی گن سیدھی کی پھر کہا "مجھے شبہ ہے کہ میرا نشانہ درست نہیں ہے۔ میں ذرا آزمانا چاہتا ہوں۔"

پھر اس سے پہلے کہ دیوی رگھوناتھ کا بچاؤ کرتی' گارڈ نے گولی چلادی۔ وہ گولی رگھوناتھ کے ایک شانے کی ہڈی کو توڑتی ہوئی گزر گئی۔ وہ چیخ مار کر صوفے پر جھکتا ہوا فرش پر گر پڑا۔ دیوی نے غصے سے گارڈ کے دماغ میں زلزلہ پیدا کیا۔ وہ بیچارہ بھی فرش پر گر کر چیخیں مارتے ہوئے تڑپنے لگا۔

دیوی نے دوسرے محافظوں سے کہا کہ وہ فرسٹ ایڈ بکس لاکر رگھوناتھ کی مرہم پٹی کریں۔ ایک محافظ ابتدائی طبی امداد کا سامان لانے لگا۔ اس کے قریب پہنچنے سے پہلے ہی ایک اور گارڈ نے رگھوناتھ کے ایک گھٹنے پر گولی ماری۔ وہ تکلیف سے چیختے ہوئے پھر تڑپنے لگا۔

دیوی نے اس کی زبان سے چیخ کر کہا "یہ کیا بزدلی ہے۔ ہمت ہے تو سامنے آکر دشمنی کرو۔"

ایک گارڈ نے آگے بڑھ کر پوچھا "کیا تم کبھی سامنے آکر دشمنی کرتی ہو؟ تم تو ہر ایک کے دماغ میں چلی جاتی ہو۔ میرے بھی دماغ میں آؤ۔ مگر نہیں۔ تم زیادہ سے زیادہ میرے اس آلۂ کار گارڈ کے دماغ میں زلزلے پیدا کروگی۔"

"تم آواز اور لہجہ بدل کر بولتے ہو۔ میں پہلے بھی کوشش کرچکی ہوں۔ ایسی آواز اور لہجے کا کوئی شخص اس دنیا میں نہیں ہے۔ اگر کوئی ہوتا بھی تو میں اس کے دماغ میں پہنچتی' تم پھر بھی محفوظ رہتے۔ میں پوچھتی ہوں "تم آخر کب تک دشمنی کروگے؟"

"میں کہہ چکا ہوں کہ جب تک کشمیر جلتا رہے گا تم ایک بھی ٹیلی پیتھی جاننے والا پیدا نہیں کرسکوگی۔ تمہارے اس رگھوناتھ پر تھوڑی سی مہربانی کی ہے۔ اسے اپاہج بنا کر زندہ رکھا ہے۔ ابھی یہ کئی ہفتوں تک خیال خوانی نہیں کرسکے گا۔ جب اس کے شانے اور گھٹنے کے زخم بھرنے لگیں گے تو اسے پھر زخمی کردیا جائے گا۔"

"کیا تمہارے سربراہ برادر کبیر نے تمہیں یہ نہیں بتایا ہے کہ ہمارے درمیان سمجھوتا ہونے والا ہے اور اس سے پہلے کوئی انتقامی کارروائی نہیں ہونی چاہئے۔"

"تمہارے برادر نے بتایا تھا۔ لیکن یہاں رگھوناتھ کے اندر میں نے تمہیں یہ بولتے ہوئے سنا ہے کہ یہ رگھوناتھ روپوش رہے اور پربھارانی اس محل میں آکر رہے۔ ہمارا سربراہ اس سے ملنے یا اپنے ہونے والے بچے کے لئے ادھر آئے گا تو اسے کسی طرح ٹریپ کیا جائے گا۔ تم درپردہ چالیں چلنا چاہتی تھیں۔ میں نے کھلم کھلا چال چلی اور اسے اپاہج بنادیا۔"

"میں تمہارے جیسے چھوٹے خیال خوانی کرنے والے سے بات نہیں کرنا چاہتی۔ دور ہوجاؤ میری نظروں سے۔"

"تمہاری نظریں کہاں ہیں جبکہ خود یہاں موجود نہیں ہو اور دوسرے کے اندر رہ کر بول رہی ہو۔ پھر میں کیسے دور ہوجاؤں۔ میں تو پہلے ہی بہت دور ہوں اور تمہارے اس سیکیورٹی گارڈ کی زبان سے بول رہا ہوں۔ تم نے بیچارے ایک گارڈ کے اندر زلزلہ پیدا کردیا۔ اس دوسرے کو بھی ذہنی اذیت میں مبتلا کرو پھر ذرا غور کرو۔ کیا تم رفتہ رفتہ ذہنی مریضہ نہیں بن رہی ہو؟"

وہ پریشان ہوگئی تھی۔ دماغی طور پر حاضر ہوکر سوچنے لگی۔ "واقعی میں بے تکی باتیں کررہی تھی۔ جب وہاں موجود نہیں تھی تو اسے نظروں سے دور ہونے کو کیوں کہہ رہی تھی۔ پھر وہ دور ہی تھا۔ صرف گارڈ کی زبان سے بول رہا تھا۔ اس برادر کبیر نے مجھے اتنا بڑا نقصان پہنچایا ہے کہ میرا دماغ صحیح طرح کام نہیں کررہا ہے۔ میں صحیح طور سے منصوبے نہیں بنا پارہی ہوں۔"

وہ اٹھ کر ٹہلنے لگی۔ عقل کہہ رہی تھی کہ کوئی مسئلہ پیچیدہ ہوجائے اور پریشانی کے باعث اس کا حل سجھائی نہ دے تو بڑے صبر و تحمل سے تھوڑے نقصان اٹھا کر چند گھنٹوں یا چند دنوں تک سکون سے رہنے کی کوشش کرنا اور حالات کا تجزیہ کرتے رہنا چاہئے۔ یا پھر کسی دانا دوست سے مشورہ کرنا چاہئے۔

ایسے وقت اسے داؤد منڈولا یاد آیا۔ وہ بہت ہی چالباز یہودی تھا۔ وہ اس کی ذہانت اور چالبازی سے شاید فائدہ اٹھا سکتی تھی۔ اس خیال سے ذرا سی امید بندھی۔ وہ منڈولا کے اندر پہنچ گئی۔

اس وقت منڈولا خیال خوانی کے ذریعے ایک پاکستانی لیڈر کے اندر پہنچا ہوا تھا اور اس موضوع پر گفتگو کررہا تھا کہ اب جو چالیں چلی گئی ہیں اس کے نتیجے میں یہودیوں کے لئے پاکستان کی سرحدیں کھل جائیں گی۔

لیڈر نے پوچھا "یہ آپ یقین سے کیسے کہہ سکتے ہیں؟"

"یہ ہماری آزمائی ہوئی ترکیبیں ہیں۔ مسلمان کلام پاک کے ان الفاظ کو ہمیشہ یاد رکھتے ہیں کہ یہودی کبھی مسلمانوں کے دوست یا بہی خواہ نہیں ہوسکتے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلم عوام کی اکثریت نے برسہا برس گزر جانے کے باوجود اسرائیل کو تسلیم نہیں کیا اور نہ ہی اب تک یہودیوں پر بھروسا کرتے ہیں۔"

"پھر آپ کیسے کہتے ہیں کہ پاکستانی اسرائیل کو قبول کریں گے اور ان کی مصنوعات کو پاکستان کی منڈی میں پھیلنے دیں گے۔"

منڈولا نے کہا "ناممکن کو ممکن بنانے کا یہ آزمودہ فارمولا ہے کہ پہلے مسلمان کو خوب عیاش بناؤ۔ جیسا کہ بعض اسلامی ممالک

کے اکابرین اور دولت مند تاجر یہودی عورتوں سے خفیہ شادی کرتے ہیں یا انہیں گرل فرینڈز بنا کر اپنے ملک کے اہم راز اور کمزوریاں ہم تک پہنچاتے ہیں۔ دوسرا آزمودہ فارمولا یہ ہے کہ پہلے ایک مسلمان کو بہت عروج دو۔ اسے بین الاقوامی سطح کا ہیرو بننے کے مواقع فراہم کرو۔ جیسا کہ پی ایل او کے یاسر عرفات کو شہرت کی بلندی پر پہنچایا گیا۔ امریکا اور اسرائیل کبھی کسی مسلمان کو شہرت کی اتنی بلندیوں پر نہیں پہنچنے دیتے جب تک کہ وہ درپردہ کٹھ پتلی بننا پسند نہ کرے۔ یاسر عرفات نے شہرت کی بلندیوں پر پہنچ کر ایک یہودی حسینہ سے شادی کی تو ان کے کارناموں کے سامنے مسلمانوں کے اعتراضات دب کر رہ گئے۔ جبکہ کارنامے کوئی قابلِ ذکر نہیں تھے۔ یہودن سے شادی کرنے سے جہیز کے طور پر مغربی اسرائیل میں غزہ کی ایک پٹی مل گئی۔ نام ہوا کہ وہاں کے مسلمانوں نے اسرائیل کا ایک حصہ حاصل کرلیا ہے جبکہ غزہ کی پٹی میں فوج بھی اسرائیل کی ہے۔ قانون بھی ہم یہودیوں کا ہے اور وہاں ہمارا ہی سکہ چلتا ہے۔"

منڈولا کو علم نہیں تھا کہ دیوی بڑی دیر سے اس کے اندر ہے۔ جب دیوی نے دیکھا کہ وہ پاکستانی لیڈر کے ساتھ لمبی گفتگو کرتا رہے گا تو اس نے کہا "اب اس موضوع کو ختم کرو اور مجھ سے باتیں کرو۔"

داؤد منڈولا نے اس لیڈر سے معذرت چاہی کہ ایک ضروری کام آپڑا ہے' وہ پھر کسی وقت اس سلسلے میں گفتگو کرے گا۔ اس کے بعد وہ دماغی طور پر حاضر ہو کر بولا "یہ میری خوش قسمتی ہے کہ آپ میرے پاس آئی ہیں۔ خادم حاضر ہے۔ فرمایئے میرے لائق کوئی خدمت؟"

"ایک خدمت تمہارے لائق ہے۔ اسی لئے آئی ہوں۔ یہ ایم آئی ایم کا سربراہ برادر کبیر دردِ سر بن گیا ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا' اس سے کیسے پیچھا چھڑاؤں؟"

"میں نے انقرہ کے اجلاس میں ہی سمجھ لیا تھا کہ برادر کبیر بہت چالاک اور مکّار ہے۔ وہ صرف ٹیلی پیتھی سے مات نہیں کھائے گا۔ اسے گھیرنے اور کچل ڈالنے کے لئے بڑی ذہانت سے ایسی پلاننگ کرنی ہوگی جس پر ہم عمل کریں تو ہمیں ناکامی نہ ہو اور وہ بالکل بے بس ہو کر گھٹنے ٹیک دے۔"

"کیا تم نے کوئی پلاننگ کی ہے؟"

"آپ نے کبھی حکم نہیں دیا۔ ابھی بتائیں کیا چاہتی ہیں؟ وہ دشمن کہاں ہے اور کیا کرتا پھر رہا ہے؟"

"فی الوقت اس کا سب سے بڑا حربہ یہ ہے کہ وہ سایہ بن جاتا ہے' گرفت میں نہیں آتا۔ رات کی تاریکی میں یا کسی کے جسم میں سما کر چھپ جاتا ہے۔ ہمارے تمہارے اندر اپنے اپنے سائے ہیں اور ہمیں اپنے سائے کی موجودگی کا علم نہیں ہوتا۔ جب ہم روشنی میں آتے ہیں اور سایہ نظر آتا ہے تو اس کی موجودگی کا پتا چلتا ہے۔ اسی طرح وہ جس کے جسم میں بھی جاتا اس جسم والے کو اس کی موجودگی کا پتا نہیں چلتا۔"

"دیوی جی! اس میں شبہ نہیں کہ اس کے پاس یہ ایک بہت بڑا حربہ ہے۔ لیکن ایک بات ہمارے حق میں ہے کہ وہ ہمیشہ سایہ بن کر نہیں رہ سکتا۔ وہ غیر معمولی گولیاں ایک دو ہفتے یا ایک ڈیڑھ ماہ تک اثر دکھاتی ہیں۔ پھر وہ خود سمجھ نہیں پاتا اور اچانک گوشت پوست کے جسم میں ظاہر ہو جاتا ہے جیسا کہ انقرہ کے اجلاس میں خود اپنی توقع کے خلاف ظاہر ہو گیا تھا۔ ہم ایسے کسی موقع کی تاک میں رہیں تو وہ ظاہر ہوتے ہی گرفت میں آسکتا ہے۔"

"ہوں۔ تمہاری باتیں سن کر یاد آرہا ہے کہ وہ تقریباً ایک ماہ پہلے سایہ بن کر میری ایک ڈمی کے پاس آیا تھا۔ اس دوران میں نے جب بھی اس سے دماغی رابطہ کیا تو اس کے اطراف تاریکی دیکھی جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ابھی تک سایہ بنا ہوا ہے۔ ایک ماہ گزر چکا ہے۔ مجھے امید ہے کہ دس بارہ دن کے اندر گولی کا اثر زائل ہو جائے گا اور وہ اچانک ظاہر ہو جائے گا۔"

"تو پھر ہمیں سب سے پہلے یہ معلوم کرنا چاہئے کہ وہ کس ملک اور کس شہر میں ہے۔ ہمیں کسی طرح اس کی رہائش گاہ کا پتا چلانا چاہئے۔"

"یہ میں کسی طرح معلوم کرلوں گی۔ لیکن آج اس نے مجھے بڑے نقصانات پہنچائے ہیں۔ اگر وہ میرے سامنے ہوتا تو میں اس کا خون پی جاتی۔"

"آپ ذرا وضاحت سے بتائیں۔ اس نے آپ کے ساتھ کیا زیادتی کی ہے۔"

"میں نے ٹرانسفارمر مشین کے ذریعے اپنے دیس کے لئے چھ روبوٹ قسم کے ٹیلی پیتھی جاننے والے تیار کئے تھے۔ برادر کبیر کے ایک خیال خوانی کرنے والے مجاہد نے میرے ان تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو زہریلے انجکشن کے ذریعے مار ڈالا۔"

"او گاڈ! یہ تو واقعی اس نے بہت زبردست نقصان پہنچایا ہے۔"

"پہلے چار ٹیلی پیتھی جاننے والے اجے' وجے کمار' راجیش اور رگھوناتھ تھے۔ ان میں سے جو تین پہلے مارے گئے ان کا علم تمہیں ہے۔ آج اس نے دو گولیاں چلا کر رگھوناتھ کو اپاہج بنا دیا ہے۔ یعنی کل رات ہمارے دیس کے چھ مارے گئے اور آج ایک کو اپاہج بنا دیا گیا ہے۔"

"دیوی جی! یہ ایم آئی ایم والے امریکا اور اسرائیل کے خلاف تھے۔ پھر ان کا سربراہ صرف آپ کو کیوں نقصان پہنچا رہا ہے؟"

"وہ کہتا ہے جب تک کشمیر سے بھارتی فوج واپس نہیں جائے گی وہ بھارت دیس کے لئے ایک بھی ٹیلی پیتھی کا ہتھیار تیار کرنے نہیں دے گا۔"



"...سے کیسے معلوم ہو جاتا ہے کہ آپ اپنے ٹیلی پیتھی جاننے ...لے پیدا کر رہی ہیں۔"

"...س کا ایک خیال خوانی کرنے والا واشنگٹن کے آرمی ...کوارٹر تک پہنچا ہوا ہے۔"

"کیا آپ کسی طرح نہایت رازداری سے اپنے آدمیوں کو ...نسفارمر مشین تک پہنچا سکتی ہیں؟"

"رازداری ممکن نہیں ہے۔ سپر ماسٹر اور تینوں افواج کے اعلیٰ ...ران کو رازدار بنا کر اس مشین تک لے جانے کے بعد اپنے ...میوں کو ٹیلی پیتھی سکھا سکوں گی۔"

"سپر ماسٹر اور فوجی افسران یوگا کے ماہر ہیں۔ وہ دشمن خیال ...نی کرنے والا ان کے اندر نہیں پہنچ سکتا۔ پھر اسے کیسے معلوم ...ا کہ آپ کیا کرنے والی ہیں؟"

"یہ ایک بات سمجھ میں نہیں آتی کہ ہم سب کی یوگا کی ...رت کے باوجود وہ ہماری باتیں کس طرح سن لیتا ہے۔ بڑی حیرانی ...بات یہ ہے کہ اس نے پچھلی رات سپر ماسٹر کے ایک بیڈ روم سے ...سرے بیڈ روم میں ٹیلی فون کے ذریعے بات کی اور سب سے ...نی کی بات یہ ہے کہ وہ پچھلی رات سپر ماسٹر کے بند دفتر کے اندر ...گیا۔ وہاں اس نے میرے خلاف ایک خط لکھا تھا۔"

داؤد منڈولا نے کہا "پھر تو بات صاف ہو گئی۔ آپ بالکل ...ب کی بات نہیں سمجھ رہی ہیں۔ برادر کبیر کا سایہ اس آرمی ...کوارٹر میں پہنچا ہوا ہے۔ دن کو کسی جسم کے اندر چھپا رہتا ہے ...رات کو تاریکی میں کسی کو نظر نہیں آتا ہے۔"

دیوی سوچ میں پڑ گئی پھر بولی "یہ ممکن نہیں ہے۔ وہ جاپان گیا تھا۔ وہاں جو نئے مذہب اور روحانیت کا فراڈ چل رہا تھا اس ...مذہب کے گرو کو وہ بے نقاب کر رہا تھا۔ شاید وہ کل یا پرسوں ...ں آیا ہے۔ اس نے جزیرے میں مجھے تلاش کیا۔ جب میں نے ...اسے دماغی رابطہ کیا تو وہ شکایت کر رہا تھا کہ میں اسے دھوکا دے ...جزیرے سے چلی گئی ہوں۔ دراصل اس کے خیال خوانی کرنے ...لے نے اسے بتایا ہوگا کہ میں یہاں واشنگٹن میں اپنے بھارتی ٹیلی ...ا جاننے والوں کے سلسلے میں مصروف ہوں۔ پھر اس کے حکم ...مطابق اس خیال خوانی کرنے والے نے ہمارے تمام ٹیلی پیتھی ...نے والوں کو مار ڈالا ہے۔"

"آپ درست کہہ رہی ہیں۔ لیکن وہ کل یا پرسوں جاپان سے ...ا آتے ہی امریکا چلا گیا ہوگا۔ آپ ذرا غور کریں۔ سپر ماسٹر کے ...فتر میں صرف ایک سایہ ہی اندر جا کر آپ کے خلاف وہ خط لکھ ...ہے۔"

"تمہاری اس بات میں وزن ہے۔ لیکن اس کے خیال خوانی ...نے والے نے پہریدار کو آلۂ کار بنا کر سپر ماسٹر کے دفتر کو کھول کر ...لکھنے کے بعد پھر دفتر کو پہلے کی طرح بند کر دیا ہوگا۔"

"آپ میری باتوں میں وزن محسوس کر رہی ہیں تو عارضی طور پر فرض کر لیجئے کہ برادر کبیر کا سایہ وہاں آرمی ہیڈ کوارٹر میں پہنچ گیا ہے۔ ایسا فرض کرنے سے کوئی نقصان نہیں' فائدہ ہوگا۔ وہ کسی وقت بھی گوشت پوست کے جسم میں نمودار ہوگا تو اسے فوراً گرفتار کیا جاسکے گا اور اسے دوسری گولی کھانے اور سایہ بننے کا موقع نہیں دیا جائے گا۔"

"تم نے معقول مشورہ دیا ہے۔ میں ابھی سپر ماسٹر سے کہتی ہوں کہ وہ آرمی ہیڈ کوارٹر کے ایک ایک افسر اور ایک ایک سپاہی کو مستعد رکھے اور اسے گوشت پوست کے جسم میں دیکھتے ہی دوسری بار گولی کھانے کا موقع نہ دیں۔"

"آپ سپر ماسٹر کو ابھی یہ ہدایات دے کر آئیں' میں کچھ اور ترکیب سوچتا ہوں۔"

وہ چلی گئی۔ داؤد منڈولا اس مسئلے پر غور کرنے لگا۔ وہ ایک یہودی کی حیثیت سے یہ سوچ کر خوش ہوسکتا تھا کہ چلو اچھا ہے صرف بھارتی ٹیلی پیتھی جاننے والے مارے جارہے ہیں۔ وہ اور اس کے دوسرے یہودی خیال خوانی کرنے والے محفوظ ہیں۔ دیوی کو نقصان پہنچ رہا ہے تو پہنچتا رہے۔

لیکن ایک معمول اور تابعدار اپنے عامل کے خلاف کبھی نہیں سوچتا۔ اگر وہ معمول نہ ہوتا تب بھی خوف طاری رہتا کہ وہ آتما شکتی کے ذریعے خاموشی سے دماغ میں آکر چور خیالات پڑھ لیتی ہے لہٰذا دیوی کے سامنے یہودی مکّاری نہیں چل سکتی تھی۔ وہ بڑی تابعداری سے دیوی اور بھارت دیس کی بھلائی کے لئے ترکیبیں سوچ رہا تھا۔

دیوی نے دوبارہ آکر کہا "تم واقعی چالاک ہو مگر میرے سچے تابعدار ہو۔ ابھی میں تمہارے چور خیالات پڑھ رہی تھی۔"

"آپ مجھے اپنا وفادار مانتی ہیں اور مجھ پر مہربان رہتی ہیں۔ یہ میرے لئے بڑے فخر کی بات ہے۔ میرے ذہن میں ابھی ابھی ایک ترکیب آئی ہے۔ آپ اپنے بھارت دیس کے لئے درجنوں ٹیلی پیتھی جاننے والے پیدا کرسکتی ہیں اور دشمن کو اس بات کی خبر بھی نہیں ہوگی۔"

"میں یہ ترکیب تمہارے چور خیالات سے پڑھ سکتی ہوں لیکن تم خود ہی کہہ دو۔"

"میری عقل کہتی ہے کہ آپ بھارت کے ایسے قابل جوانوں کا انتخاب کریں جو کالے یا سانولے نہ ہوں' امریکیوں کی طرح گورے اور سرخ رنگ کے ہوں۔ کیا ایسے امریکی نظر آنے والے ہندوستانی مل جائیں گے؟"

"ہاں۔ ہمالیہ کی وادیوں میں اور سیاچن گلیشیر میں فرائض ادا کرنے والے ایسے فوجی جوان مل جائیں گے۔ تمہاری ترکیب سمجھ میں آرہی ہے۔ تم چاہتے ہو کہ میں اپنے ہندوستانیوں کو امریکی بنا کر ٹرانسفارمر مشین سے گزاروں گی تو برادر کبیر اور اس کے خیال خوانی کرنے والے دھوکا کھا جائیں گے کہ میں اپنے بھارت کے لئے

ٹیلی پیتھی کا کوئی ہتھیار تیار نہیں کر رہی ہوں۔"

"جی ہاں۔ برادر کبیر کو تو صرف آپ سے اور بھارتی حکومت سے دشمنی ہے اس لئے اس نے امریکا کے تین نئے ٹیلی پیتھی سیکھنے والوں کو زندہ چھوڑ دیا ہے۔"

وہ بولی "اور آئندہ بھی وہ ٹیلی پیتھی سیکھنے والے امریکیوں پر اعتراض نہیں کرے گا۔ اس طرح میرے بھارتی جوان روبوٹ ٹیلی پیتھی جاننے والے بن جائیں گے۔ شاباش منڈولا! تم نے بڑی ذہانت بلکہ مکاری سے ایسی ترکیب سوچی ہے۔ میں تم سے بہت خوش ہوں۔"

"اگر آپ کو اعتراض نہ ہو تو میں انعام چاہتا ہوں۔"

"ہاں بولو کیا چاہتے ہو؟"

"میری وفاداریوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے دو مزید یہودیوں کو ٹرانسفارمر مشین سے گزرنے کا موقع دیں۔ ہم سب کی طرح وہ دو نئے ٹیلی پیتھی سیکھنے والے بھی آپ کے وفادار رہیں گے۔"

"تم میرے سچے خدمت گزار ہو۔ میں تمہیں یہ انعام ضرور دوں گی۔"

"ایک بات اور ہے۔ آپ ابھی برادر کبیر سے دماغی رابطہ کریں اور مجھے اپنے دماغ میں رہنے دیں۔ آپ اس سے گفتگو کرتی رہیں گی اور میں اس کے آس پاس کی آوازیں سن کر معلوم کرنے کی کوشش کروں گا کہ وہ کہاں ہے؟"

"تمہاری یہ ترکیب بھی اچھی ہے۔ پتا نہیں وہ کس دن اور کس وقت نقلوں کے سامنے دکھائی دے۔ ہمیں اس کا موجودہ پتا ٹھکانا معلوم کرنا چاہئے۔ تم میرے دماغ میں چلے آؤ۔"

داؤد منڈولا نے خیال خوانی کی پرواز کی اور پہلی بار اس دیوی کے اندر پہنچ گیا۔ دیوی نے پارس کے دماغ میں پہنچ کر خاموشی اختیار کی۔ وہ بولا "کیا چپ کا روزہ رکھ کر آئی ہو؟ یا کوئی نئی چال تمہارے دماغ میں کھلبلی پیدا کر رہی ہے؟"

وہ بولی "کوئی نئی چال نہیں ہے۔ میں آزما رہی تھی کہ تم مجھے اپنے اندر پہلے کی طرح محسوس کرتے ہو یا نہیں؟"

"میں تو کچھ زیادہ ہی محسوس کر رہا ہوں۔ کیا تمہارا وزن بڑھ گیا ہے؟"

"یہ کیسی بے تکی سی بات ہے۔ کیا سوچ کی لہروں کا وزن ہوتا ہے؟"

"اس دنیا میں ہر شے وزن رکھتی ہے۔ کیا تم نے اخبارات میں نہیں پڑھا کہ ماہرین اب ایک خیالے کا وزن بھی معلوم کر سکتے ہیں۔ میں بھی کچھ ایسا ہی محسوس کر رہا ہوں کہ تم تنہا نہیں آئی ہو۔ کیا تم نے شادی کر لی ہے؟ شوہر کو ساتھ لائی ہو؟"

"تم فضول باتیں کیوں کرتے ہو؟"

"یہ باتیں فضول نہیں ہیں۔ عورت کا وزن دو صورتوں میں بڑھتا ہے۔ ایک تو اس وقت جب وہ شوہر کو گود میں بٹھاتی ہے۔ دوسرا اس وقت جب وہ حاملہ ہوتی ہے۔"

"کام کی بات کرو۔ کیا تم گوشت پوست کے جسم میں ظاہر ہو گئے ہو۔ میں تمہارے خیالات سے معلوم کر رہی ہوں کہ اس وقت تم ایک کار ڈرائیو کر رہے ہو اور سمندر کی ساحلی سڑک پر ہو۔"

"میں ایک دشمن کے تعاقب میں ہوں۔ بہتر ہے ابھی تم چلی جاؤ۔"

ایسا کہتے ہوئے اس نے کار روک دی کیونکہ آگے اور پیچھے سے دو کاروں نے آکر راستہ روک دیا تھا۔ وہ فوراً ہی دروازہ کھول کر باہر نکلا۔ کار سے نہیں جا سکتا تھا اس لئے دوڑتے ہوئے دشمنوں سے دور جانے لگا۔ اسی وقت دونوں کاروں سے آنے والوں نے اپنی اپنی گنوں سے فائرنگ کی۔ کئی گولیاں چلیں۔ آخر کوئی تو گولی اسے لگتی۔ اس کے حلق سے ایک چیخ نکلی اور وہ اچھل کر ساحلی ریت پر گر پڑا۔ اس کے ساتھ ہی صرف اس کا جسم ہی نہیں، دماغ بھی ساکت ہو گیا۔ دیوی اس کے دماغ سے نکل آئی۔ اب اسے مردہ دماغ میں جگہ نہیں مل سکتی تھی۔

اس نے دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہوتے ہی سانس روک لی تاکہ منڈولا اس کے اندر سے نکل جائے۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ منڈولا جیسے وفادار کو بھی اس کا پتا ٹھکانا معلوم ہو۔ پھر وہ دھڑکتے ہوئے دل سے ذرا خوش ہو کر سوچنے لگی۔ کہیں یہ خواب تو نہیں ہے؟ کیا واقعی نامعلوم دشمنوں نے برادر کبیر کو گولی مار دی ہے؟ اس چالاک اور ناقابلِ شکست سربراہ خلافِ توقع اچانک ہی مارا جائے گا اس بات پر یقین نہیں آرہا تھا۔

اس نے پھر خیال خوانی کی پرواز کی۔ برادر کبیر کی آواز اور لہجے کو اچھی طرح گرفت میں لیا۔ اس کے باوجود اس کے اندر نہ پہنچ سکی۔ اس کا دماغ مردہ ہو چکا تھا۔

وہ منڈولا کے پاس آکر بولی "تم اس کے دماغ میں جاؤ۔ میں ناکام ہو گئی ہوں پھر بھی یقین نہیں آرہا ہے۔ وہ نہیں مر سکتا!"

"کیوں نہیں مر سکتا دیوی جی؟ کیا اس نے قیامت تک جینے کا ٹھیکا لے رکھا ہے؟"

"یہ بات نہیں ہے۔ اب سے پہلے بھی وہ دماغی طور پر مر چکا تھا۔ پھر پتا نہیں بعد میں کیسے زندہ ہو گیا؟"

"آپ کی یہ بات ناقابلِ فہم ہے۔ جب ایک بار دماغ مر جائے اور ہماری سوچ کی لہریں بھی اس دماغ کو چھو نہ سکیں تو موت کی تصدیق ہو جاتی ہے۔"

"میرا دل کہتا ہے کہ وہ پھر ایک بار زندہ ہو گا اور مجھے نقصان پہنچایا کرے گا۔"

"پلیز آپ اسے میری گستاخی نہ سمجھیں۔ آپ ایب نارمل ہو کر بول رہی ہیں۔ ویسے آپ میری مالکن ہیں۔ آپ جو کہیں گی مان لوں گا۔ ہم نے جو دیکھا، وہ یہ تھا کہ وہ سوٹ پہنے ہوئے تھا لیکن جن دشمنوں نے اسے گولی ماری وہ عربی لباس میں تھے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ کسی ایسے اسلامی ملک میں تھا جہاں عربی لباس پہنے جاتے ہیں، پتا نہیں وہ کون سا شہر اور علاقہ تھا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی موت کی تصدیق یوں بھی ہو گی کہ اس کے خیال خوانی کرنے والوں سے آپ رابطہ کریں گی تو وہ بھی یہی بتائیں گے جو ابھی ہم نے دیکھا ہے۔"

وہ بولی "اوہ! میں تو بھول ہی گئی تھی کہ سپر ماسٹر کے دفتر میں اس کا ایک خیال خوانی کرنے والا دو گھنٹے بعد آئے گا اور اب دو گھنٹے سے زیادہ وقت گزر چکا ہے۔"

وہ فوراً ہی خیال خوانی کے ذریعے ایک فوجی جوان کے اندر پہنچی۔ پھر اسے لے کر سپر ماسٹر کے دفتر کے اندر آگئی۔ وہاں تینوں فوجی اعلیٰ افسران بھی تھے۔ وہ بولی "مجھے یہاں آنے میں دیر ہو گئی، ایک جگہ مصروف تھی۔ کیا وہ ہمارا مخالف خیال خوانی کرنے والا نہیں آیا ہے؟"

سپر ماسٹر نے کہا "ہم آپ دونوں کا بڑی دیر سے انتظار کر رہے ہیں اور ہم نے آپ کی ہدایت کے مطابق پورے ہیڈ کوارٹر کے افراد کو الرٹ کر دیا ہے اور حکم دیا ہے کہ جیسے ہی وہ نظر آئے اسے دوسری گولی استعمال کرنے کا موقع نہیں دیا جائے۔ فوراً گرفتار کیا جائے اور اگر وہ فرار ہونا چاہے تو اسے گولی مار دی جائے۔"

دیوی کو اپنے اندر کچھ عجیب سا لگ رہا تھا۔ ایک بہت زبردست دشمن مارا گیا تھا، اس بات کی خوشی تھی مگر ایک نامعلوم سا دکھ بھی تھا۔ وہ بہت یاد آرہا تھا۔ یاد وہی آتے ہیں جن سے کوئی لگاؤ ہوتا ہے۔ یوں تو دشمن بھی یاد آتے ہیں لیکن دکھ کا احساس کیوں ہو رہا تھا؟

شاید اس لئے کہ وہ اس زبردست چالباز سے متاثر ہو گئی تھی۔ اس سے دشمنی بھی تھی اور اس کی چالبازیوں سے وہ ایسی رہنمائی حاصل کرتی تھی جیسے اس کی انگلی پکڑ کر چل رہی ہو۔

اب اصل قصہ یوں تھا کہ اسپتال کے اسپیشل کمرے میں رکھا ہوا ٹی وی آن تھا۔ پربھارانی آنکھیں بند کئے لیٹی ہوئی تھی اور پارس کا سایہ اس بند کمرے میں ایک کرسی پر بیٹھا ٹی وی کا ایک پلے دیکھ رہا تھا۔ اس نے جب سے ٹیلی پیتھی کا علم حاصل کیا تھا تب سے اس علم کو مختلف طریقوں سے آزما رہا تھا۔ ٹی وی اسکرین پر ایک شخص سوٹ پہنے کار تیز رفتاری سے ڈرائیو کر رہا تھا۔

وہ ایک جاسوسی پلے تھا۔ پارس نے سوچا کہ کیا وہ اس سوٹ والے کے دماغ میں پہنچ سکتا ہے؟

بھلا کیوں نہیں پہنچ سکتا تھا۔ اس نے دیکھا، وہ سوٹ والا جاسوس ایک موبائل فون کے ذریعے اپنے ماتحتوں سے کہہ رہا تھا۔ "مجھے شبہ ہے کہ ایک کار میرا تعاقب کر رہی ہے۔ فوراً اس کار کا راستہ روکو۔ میں اگلی کار کا تعاقب کر رہا ہوں۔"

یہ باتیں سنتے ہی پارس نے خیال خوانی کی پرواز کی۔ پھر اس اداکار کے اندر پہنچ گیا جس نے جاسوس کا کردار کیا تھا۔ وہ اپنے گھر میں بیٹھا یہی پلے دیکھ رہا تھا۔ پارس نے اس کے اندر پہنچ کر معلوم کیا کہ وہ جاسوسی پلے تو چار ماہ پہلے تیار ہو گیا تھا۔ اب وہ ٹی وی پر دکھایا جا رہا تھا۔

پارس نیا تجربہ کرنا چاہتا تھا۔ اس نے جاسوس کا کردار ادا کرنے والے کو چھوڑ کر اسکرین پر نظر آنے والے جاسوس کے اندر پہنچنا چاہا۔ دراصل وہ اداکار اور پلے کا جاسوس ایک ہی شخص تھے اس لئے پارس تھوڑی سی کوشش کے بعد اس پلے والے جاسوس کے اندر کار کے ماحول میں پہنچ گیا۔ اب ایسا ہی لگ رہا تھا کہ وہ خود کار چلا رہا ہے۔ ایسے ہی وقت دیوی اپنے ساتھ منڈولا کو لے کر اس کے اندر پہنچی تو یہی دیکھا کہ برادر کبیر کار چلا رہا ہے۔ اس نے تھوڑی دیر دیوی سے باتیں کرنے کے بعد کہا "تم ابھی جاؤ۔ میں ایک دشمن کا پیچھا کر رہا ہوں۔"

پھر دیوی نے دیکھا کہ دو کاروں نے اسے آگے پیچھے سے گھیر لیا ہے۔ جاسوسی پلے کے مطابق جاسوس اپنی کار سے نکل کر بھاگ رہا تھا مگر دیوی جاسوس کے نہیں، برادر کبیر کے دماغ میں تھی۔ گولی کھا کر جاسوس نے آخری چیخ ماری تو پارس نے سانس ایسے روک لی جیسے دم نکل گیا ہو۔

یوں اس مکار نے ثابت کر دیا کہ برادر کبیر گولی کا نشانہ بن کر مر چکا ہے۔ داؤد منڈولا کو پوری طرح یقین ہو چکا تھا کہ ایک بہت بڑا دشمن مر چکا ہے لیکن دیوی تذبذب میں تھی۔ وہ پہلے بھی اسے کئی بار مرتے اور پھر زندہ ہوتے دیکھ چکی تھی۔

اس وقت ایک مسلح فوجی جوان دفتر کے اندر آیا۔ اس کا سر جھکا ہوا تھا اور وہ صدمے سے نڈھال لگ رہا تھا۔ جب وہ بولا تو پتا چلا کہ وہی ایم آئی ایم کا خیال خوانی کرنے والا ہے، جس نے دو گھنٹے بعد وہاں کسی سمجھوتے کے لئے آنے کو کہا تھا۔

اس نے کہا "ہم اپنی زبان کے پابند ہوتے ہیں۔ میں دیر سے آیا ہوں مگر وعدے کے مطابق آیا ہوں۔ مجھے افسوس ہے کہ اب میں تین دن تک یہاں نہ آسکوں گا اور نہ ہی کوئی ذمے دارانہ گفتگو کر سکوں گا۔"

دیوی نے اپنے آلۂ کار فوجی جوان کی زبان سے پوچھا "یہ کیا بات ہے کہ تم نے ہمیں زبردست نقصان پہنچایا ہے اور اب اس سلسلے میں گفتگو سے کترا رہے ہو؟ اس کی کوئی معقول وجہ تو ہو گی؟"

"مجھے افسوس ہے۔ میں ابھی وجہ نہیں بتاؤں گا۔"

"تمہاری اداسی اور سنجیدگی بتا رہی ہے کہ تمہارا ایک اہم شخص مارا گیا ہے۔ اس کا سوم ہو گا۔ تب تین دن کے بعد تم گفتگو کرو گے۔"

اس فوجی جوان نے چونک کر دوسرے فوجی جوان کو دیکھا جس کے اندر دیوی تھی۔ وہ بولی "تم ذمے دارانہ گفتگو نہیں کرنا چاہتے کیونکہ سربراہ کے مشورے کے بغیر اہم گفتگو نہیں کی جاتی ہے اور

تمہارا وہ برادر کبیر مر چکا ہے۔"

"کیا؟" سپر ماسٹر اور تینوں افواج کے اعلیٰ افسران نے چونک کر پوچھا "کیا واقعی وہ ایم آئی ایم کا سربراہ مر چکا ہے؟؟"

دیوی نے کہا "جی ہاں۔ میں نے اس کے دماغ میں رہ کر موت کا تماشا دیکھا ہے۔ اس نے میرے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو مار ڈالا۔ بڑا موت کا فرشتہ بن رہا تھا۔ خود موت کے منہ میں چلا گیا۔"

جسے وہ مردہ کہہ رہی تھی وہ برادر کبیر اس کے پاس ہی فوجی جوان کے اندر ایک خیال خوانی کرنے والے مجاہد کی حیثیت سے موجود تھا۔ اس نے سخت لہجے میں کہا "ہم پر غموں کا پہاڑ ٹوٹ پڑا ہے۔ اگر تم ہمارے برادر کبیر کی ہلاکت پر طنزیہ گفتگو کرو گی تو ہم سے برا کوئی نہ ہوگا۔"

وہ بولی "اسی طرح مجھ پر بھی غموں کا پہاڑ ٹوٹ پڑا تھا۔ بہر حال میرا کلیجا ٹھنڈا ہو گیا ہے۔ اب جب تک تم لوگوں کا نیا سربراہ منتخب نہیں ہوگا' چالیس دن تک یا کم از کم تین دن تک تمہاری تمام سرگرمیاں ملتوی رہیں گی۔ اب جاؤ اور ماتم کرتے رہو۔"

پارس اس فوجی جوان کو سپر ماسٹر کے دفتر سے باہر لے گیا۔ اس کے جاتے ہی سپر ماسٹر اور فوج کے اعلیٰ افسران نے خوش ہو کر تالیاں بجائیں۔ ایک افسر نے کہا "آج ہمارے لئے بہت بڑی خوشی کا دن ہے۔ وہ دردِ سر بن کر رہنے والا جہنم میں پہنچ گیا۔"

سپر ماسٹر نے کہا "کیا یہ کسی طرح معلوم نہیں ہو سکتا کہ اس کی موت کہاں ہوئی ہے۔ دراصل انسان کو سایہ بنانے والی گولیاں اس کے پاس تھیں۔ پتا نہیں' وہ گولیاں کہاں چھپا کر رکھتا ہوگا۔ ہو سکتا ہے کہ اس کے مجاہدین بھی ان گولیوں تک نہ پہنچ سکیں۔ ہمیں کسی طرح پہنچنا چاہئے۔"

دیوی نے کہا "اس کی موت سے ایسا اطمینان ہوا تھا کہ میرا دھیان ان گولیوں کی طرف نہیں گیا۔ واقعی انہیں حاصل کرنے کے لئے کوئی ترکیب آزمانا چاہئے۔ آپ لوگ ترکیب سوچیں' میں ابھی آتی ہوں۔"

وہ منڈولا کے پاس آئی پھر بولی "اس کے خیال خوانی کرنے والے نے اپنے سربراہ کی موت کی تصدیق کر دی ہے۔"

"میں نے پہلے ہی کہا تھا۔ یہ اچھا ہوا کہ تصدیق ہو گئی۔ اب آپ کسی روک ٹوک کے بغیر بھارت کے قابل جوانوں کو ٹیلی پیتھی سکھا سکتی ہیں۔"

"پتا نہیں ایم آئی ایم کا نیا سربراہ کون ہوگا۔ وہ کسی طرح ہمارے قابو میں آ گیا۔ ... تو پھر میرے راستے کی تمام رکاوٹیں دور ہو جائیں گی۔ ویسے ہم ایک اہم بات بھول گئے تھے۔ برادر کبیر نہ جانے وہ غیر معمولی گولیاں کہاں چھپا کر رکھتا تھا۔ شاید وہ گولیاں مجاہدین کے ہاتھ نہ لگیں۔ ہمیں کسی ترکیب سے وہاں تک پہنچنا چاہئے۔ منڈولا! تم بہت چالاک اور بہت بڑے شاطر ہو۔ اس سے پہلے کہ سپر ماسٹر وغیرہ ان گولیوں تک پہنچیں' ہمیں پہنچ کر انہیں حاصل کر لینا چاہئے۔"

"واقعی وہ غیر معمولی گولیاں' ٹیلی پیتھی سے زیادہ باکمال ہیں۔ اگر برادر کبیر بدستور سایہ بنا رہتا تو ان دشمنوں کی فائرنگ سے ہلاک نہ ہوتا۔ آپ کسی طرح یہ معلوم کریں کہ اس کی موت کہاں ہوئی ہے۔ میں بھی معلوم کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ اس جگہ کا علم ہوتے ہی ہم وہاں کسی کو اپنا آلۂ کار بنا کر ان گولیوں تک پہنچ سکیں گے۔"

انہوں نے دماغی رابطہ ختم کر دیا اور اپنی اپنی جگہ سوچنے لگے۔ ان کے ذہنوں میں یہ بات تھی کہ ایم آئی ایم کے تمام مجاہدین کو اس جگہ کا علم ہوگا جہاں اسے ہلاک کیا گیا ہے اور وہ لوگ اس کی لاش اٹھا کر وہاں سے لے گئے ہوں گے۔ اس جگہ کے بارے میں کسی مجاہد سے ہی کچھ معلوم ہو سکتا تھا۔ لیکن مشکل یہ تھی کہ کبھی کسی مجاہد سے یا ان کے سربراہ سے رابطہ کرنے کے لئے نہ ہی ان کی تنظیم کے کسی دفتر کا پتا معلوم تھا اور نہ ہی انہوں نے اپنا فون نمبر وغیرہ کبھی بتایا تھا۔

سپر ماسٹر نے فوراً ہی حکم دیا کہ سیٹلائٹ کے ذریعے تمام دنیا کے ٹی وی اسکرین پر ایک اناؤنسر کو کہنا چاہئے کہ سپر ماسٹر اور اس کے ملک کے تمام حکام کو ایم آئی ایم کے سربراہ کی ناگہانی موت کا دلی صدمہ ہے۔ ان کے مجاہدین سے درخواست ہے کہ برادر کبیر کی آخری رسومات میں انہیں شریک ہونے کا موقع دیں۔ بیشتر ممالک کے سربراہ ان کے جنازے میں شریک ہونا چاہیں گے۔ مرحوم بڑی خوبیوں کے مالک تھے۔ پلیز ان سے فون پر یا فیکس وغیرہ کے ذریعے رابطہ کریں۔

دیوی نے اسکرین پر یہ اناؤنسمنٹ سنی۔ پھر سپر ماسٹر کے پاس آ کر بولی "یہ تم نے اچھا کیا۔ ان روپوش رہنے والوں کو اسی طرح مخاطب کر کے ان سے ہمدردی کے بہانے کسی اڈے کا سراغ لگایا جا سکتا ہے۔"

تھوڑی دیر بعد ایک فوجی جوان دفتر میں داخل ہوا۔ یوں کہنا چاہئے کہ پارس اسے اندر لایا۔ پھر پہلے والی آواز اور لہجہ بنا کر بولا "ہم نے آپ لوگوں کی تعزیت سے بھرپور اناؤنسمنٹ سنی ہے۔ یہ نئی بات ہے کہ ایک بہت بڑے دشمن کی موت کا صدمہ آپ کو ہو رہا ہے۔ ہم نے کبھی مگرمچھ کے آنسو نہیں دیکھے۔ کیونکہ دیکھنے کے لئے اس کے قریب جانا ہوگا یا اس روتے ہوئے مگرمچھ کو قریب بلانا ہوگا جو ہماری جان کے لئے عذاب بن سکتا ہے۔ باقی دیے گئے آنسو جھوٹے ہوں یا سچے' آپ حضرات کا شکریہ۔ یہ اناؤنسمنٹ بند کرا دیں یا اعلان کرا دیں کہ زندگی میں پراسرار اور روپوش رہنے والے موت کے بعد بھی کبھی ظاہر نہیں ہوتے۔ اس لئے ان کی آخری رسومات میں کسی کو شریک نہیں کیا جائے گا۔"

ان باتوں نے ان سب کو مایوس کر دیا۔ پارس اس فوجی جوان

کے اندر رہ کر دفتر سے باہر آیا۔ پھر ایک طرف چلنے لگا۔ ایک ملٹری انٹیلی جنس کی گاڑی اس جوان کے قریب آکر رکی۔ اس میں ڈرائیور کے علاوہ ان کا چیف اور تین ماتحت بیٹھے ہوئے تھے۔ چیف نے اس جوان سے کہا "سپرماسٹر کے پاس جاؤ اور اسے بتادو کہ اس ملک میں ہر جگہ سپاہیوں' فوجیوں اور جاسوسوں کو یہ حکم پہنچادیا گیا ہے کہ جتنے گھروں میں مردوں کی موت واقع ہوئی ہے ان تمام مردوں کے متعلق تصدیق کی جائے کہ وہ کون ہیں اور زندگی میں کیا کرتے رہے ہیں۔ اگر برادر کبیر اس ملک کے کسی حصے میں بھی مردہ پڑا ہوگا تو ہماری نظروں میں آجائے گا۔"

وہ فوجی جوان حکم کی تعمیل کے لئے جانا چاہتا تھا۔ پارس نے اس کے قدموں کو لڑکھڑایا۔ وہ زمین پر گر پڑا۔ ڈرائیور نے فوراً گاڑی سے اتر کر اسے اٹھنے کا سہارا دیا۔ ایسے وقت دونوں بہت قریب ہوئے تو پارس کا سایہ ڈرائیور کے جسم میں منتقل ہوگیا۔

اس فوجی جوان نے اس کے سہارے اٹھتے ہوئے شکریہ ادا کیا پھر سپرماسٹر کی طرف جانے لگا۔ ڈرائیور نے آکر گاڑی اسٹارٹ کی۔ چیف نے کہا "کیا فوجی ایسے ہوتے ہیں؟ یہ جوان ایک چھوٹی گن اٹھاکر چلتے چلتے لڑکھڑا گیا۔ جو لوگ سفارشوں کے ذریعے فوجی بننے آتے ہیں وہ ایسے ہی عورتوں جیسی چال چلتے ہیں۔"

اس کی بات پر دوسرے ماتحت مسکرانے لگے۔ وہ لوگ ہیڈکوارٹر سے نکل کر واشنگٹن ڈی سی کی سمت جارہے تھے۔ انٹیلی جنس کا چیف یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ اس کے تمام جاسوس اور شہر کے تمام پولیس والے پارکوں' تھیٹروں' سینما گھروں اور دیگر تفریحی مقامات پر مستعدی سے ڈیوٹی دے رہے ہیں یا نہیں؟ ان تمام قانون کے محافظوں کو سمجھا دیا گیا تھا کہ کوئی بھی شخص اچانک گوشت پوست کے جسم میں نمودار ہو تو اسے فوراً اس طرح گرفت میں لیا جائے کہ وہ اپنے ہاتھوں سے کوئی بھی کھانے کی چیز منہ تک نہ لے جائے اور اس کی جیبوں میں جتنی چیزیں ہوں انہیں اپنی تحویل میں لے لیا جائے۔

شام کا وقت تھا۔ دریا کے کنارے بڑی چہل پہل تھی۔ مرد عورتیں اور بچے ریستوران اور ریلے لینڈ وغیرہ میں نظر آرہے تھے۔ پارس بھی ہیڈکوارٹر کے ماحول کی گھٹن سے نکل کر ذرا تفریح اور تازہ ہوا کے لئے نکلا تھا۔ کسی کے جسم میں رہ کر بھی بے زاری سی ہونے لگی تھی۔ جب شام کی تاریکی پھیلنے لگی اور وہ گاڑی ایک پولیس اسٹیشن کے سامنے پہنچ کر رکی تو وہ ڈرائیور کے جسم سے نکل کر گاڑی کی چھت پر چلا گیا۔

وہاں روشنی بھی تھی اور تاریکی بھی۔ جہاں روشنی ہوتی تھی وہاں وہ چھت پر لیٹ جاتا تھا۔ اس طرح گاڑی کے آس پاس سے گزرنے والوں کی نظروں میں اس کا سایہ نظر نہیں آتا تھا۔ نیم تاریکی میں اس کا سایہ گڈمڈ ہوجاتا تھا۔ پھر وہ قریب سے گزرنے والے کو بھی نظر نہیں آتا تھا۔

رات کے دس بجے وہ گاڑی شہر سے ہیڈکوارٹر کی طرف جانے لگی۔ ایک پل پر سے گزرتے وقت ایک جوان لڑکی دکھائی دی۔ اس نے ایک ننھے سے بچے کو سینے سے لگا رکھا تھا اور ایک ہاتھ میں ایک باسکٹ پکڑی ہوئی تھی۔ وہ گاڑی کو اپنی طرف آتے دیکھ کر شہر کی سمت چلنے لگی۔ انٹیلی جنس کے چیف نے اس کے قریب گاڑی رکوائی۔ پھر اس سے پوچھا "تم یہاں کیا کررہی ہو؟ یہ پل کوئی تفریح گاہ نہیں ہے۔ پھر تم تنہا بھی ہو۔"

وہ بولی "میں ایک ٹیکسی میں اپنے گھر جارہی تھی لیکن پل کے ادھر ٹیکسی میں خرابی پیدا ہوگئی۔ میں اس خیال سے پیدل جارہی ہوں کہ شاید دوسری ٹیکسی مل جائے۔ یا کوئی اپنی گاڑی میں لفٹ دے دے۔"

چیف نے کہا "ہوسکتا ہے' تمہیں آگے لفٹ مل جائے۔ تمہیں شہر جانا ہے اور ہم شہر سے واپس جارہے ہیں ورنہ تمہیں گھر پہنچادیتے۔"

لڑکی نے کہا "آپ کا شکریہ۔ مجھے یقیناً آگے لفٹ مل جائے گی۔"

وہ گاڑی آگے بڑھ گئی۔ ہیڈکوارٹر کی طرف جانے لگی۔ پارس نے اس گاڑی کو چھوڑ دیا تھا۔ وہ ان لوگوں کی گفتگو کے دوران چھت سے اتر کر پل کے ایک ستون کی آڑ میں چلا آیا تھا۔ اس نے لڑکی کے چور خیالات پڑھ کر معلوم کیا تھا کہ وہ جھوٹ بول رہی ہے اور سچ کو چھپا رہی ہے۔

اور سچ یہ تھا کہ مغربی تہذیب نے' مردوں اور عورتوں کی بے لگام آزادی نے اسے شادی سے پہلے ایک بچے کی ماں بنادیا تھا۔ اس کا بوائے فرینڈ جو دن رات اس پر مرتا تھا اس نے ایک بہت ہی دولت مند لڑکی سے شادی کرلی تھی اور اس کے ساتھ ہنی مون منانے سوئٹزرلینڈ چلا گیا تھا۔

اگر اسے پہلے معلوم ہوتا کہ وہ دغا دے گا تو وہ حمل ضائع کرادیتی۔ محبوب کی بے وفائی اس وقت معلوم ہوئی جب ساتواں مہینہ شروع ہورہا تھا۔ ایسے وقت اسقاطِ حمل ممکن نہیں تھا۔ ماں بننے والی کی جان جاسکتی تھی۔ اس نامراد لڑکی کا نام ڈولی تھا۔ اس کے ماں باپ اسے شکاگو سے واشنگٹن اس کی آنٹی کے پاس چھوڑ گئے تھے تاکہ شکاگو کی سوسائٹی میں ڈولی پر کنواری ماں بننے کا داغ نہ لگے۔

انہوں نے بیٹی کو سمجھایا تھا کہ ماں بننے کے بعد بچے کو عیسائی مشن کے ایک ادارے میں دے دے اور پھر سے ایک کنواری لڑکی بن کر شکاگو واپس چلی آئے۔ خود کو' اپنے والدین کو اور اپنے خاندان کو بدنامی سے بچانے کا یہی ایک راستہ تھا۔ وہ والدین کی ہدایات پر عمل کرنے کے لئے راضی ہوگئی تھی لیکن اپنے وجود کے اندر حرکت کرنے والا بچہ اس کی ممتا کو ابھارتا رہتا تھا۔ تکالیف برداشت کرکے ماں بننے کے بعد تو اس بچے سے محبت بڑھ گئی تھی اور دل کسی طرح اسے کسی یتیم خانے یا کسی عیسائی مشن میں دینے کے لئے آمادہ نہیں ہورہا تھا۔

اس کی آنٹی نے اسے سمجھایا "ڈولی! تم ایک ماہ سے ٹال رہی ہو اور بچے کو کلیجے سے لگائے رکھتی ہو۔ ایسے میں تو اس کے لئے ممتا بڑھتی رہے گی۔ اس سے پہلے ہی مجھے دے دو۔ میں نے ایک مشن میں فادر سے بات کرلی ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ میں بچے کو لے آؤں۔ وہاں تمہارے بیٹے کو کسی چیز کی کمی نہیں ہوگی۔"

ڈولی نے کہا "آنٹی! جب آپ نے کسی فادر سے بات طے کرلی ہے تو پھر جلدی کیا ہے؟ میرے لاڈلے کو کچھ روز اور میرے پاس رہنے دیں۔"

وہ اسی طرح اپنی آنٹی کو ٹالتی رہی۔ بچہ تین ماہ کا ہوگیا۔ آنٹی نے اس کے والدین کو فون پر بتایا کہ ڈولی جذباتی طور پر بچے سے وابستہ ہوگئی ہے۔ اس سے الگ ہونا نہیں چاہتی اور وہ ملکی قانون کے مطابق اسے بچے سے جدا ہونے پر مجبور نہیں کرسکتے۔ اب وہ والدین کی حیثیت سے ہی اسے سمجھائیں۔

قانون یہی تھا کہ بچے کو ماں سے جدا نہیں کیا جاسکتا۔ خواہ اس نے جائز بچے کو جنم دیا ہو یا ناجائز کو۔ پھر کوئی ناجائز ہو تو اس پر کوئی انگلی نہیں اٹھاتا تھا۔ اس کا فیصلہ ماں بننے والی کرتی تھی کہ وہ بچے کو پیدا ہونے سے پہلے ضائع کرے گی یا اسے پیدا کرکے کنواری ماں کہلانے میں فخر کرے گی۔

اب بچہ چار ماہ کا ہورہا تھا۔ ماں باپ نے اسے سمجھایا تھا کہ دنیا کی ہر عورت کنواری مریم نہیں بن سکتی۔ وہ خدا کی قدرت تھی کہ حضرت عیسیٰؑ مسیح کو ایک کنواری نے نہایت پاکباز رہ کر جنم دیا تھا۔ وہ بچے کو کلیجے سے لگائے رکھے گی تو کبھی پاکباز نہیں کہلائے گی لہٰذا اس ننھے کو عیسائی مشن میں دے دیا جائے۔

ڈولی نے کہا "اب میں نادان بھٹکنے والی لڑکی نہیں ہوں۔ اب میں ایک ماں بن کر سوچتی ہوں کہ ہماری ماڈرن تہذیب ہمیں کنواری ماں بننے کی راہ پر کیوں چلا رہی ہے۔ جب جوان لڑکیوں کو یہ قانونی رعایت ملے گی کہ وہ کسی بھی بوائے فرینڈ کو ڈیٹس دے سکتی ہیں اور ماں بننے کے آثار ہوں تو قانون کے سائے میں رہ کر ہونے والے بچے کو قتل کرسکتی ہیں تو پھر یہی تماشے ہوتے رہیں گے جو میرے ساتھ ہورہے ہیں۔"

ڈولی کی یہ ضد دیکھ کر اس کے والدین شکاگو سے آنے والے تھے اور اسے سمجھا بجھا کر اپنی محبتوں اور نیک نامیوں کا واسطہ دے کر اس بچے کو لے جاکر ایک عیسائی مشن کے فادر کے حوالے کرنے کا ارادہ رکھتے تھے۔ اس سے پہلے ہی وہ ایک باسکٹ میں بچے کا ضروری سامان لے کر آنٹی کے گھر سے نکل آئی تھی۔ یہ فیصلہ کرچکی تھی کہ جب اسے بچے کے ساتھ جینے نہیں دیا جائے گا تو پھر وہ بھی اپنے لاڈلے کے ساتھ جان دے دے گی۔

اب وہ دریا کے پل پر آکر کشمکش میں مبتلا ہوگئی تھی کہ بچے کے ساتھ زندہ رہنے کے ذرائع نہیں تھے۔ بس اتنی رقم تھی کہ دو چار روز بچے کو اوپری دودھ پلاسکتی تھی۔ اس کے بعد عزت سے کھانے پینے اور زندہ رہنے کا کوئی ذریعہ نہیں تھا۔

وہ ایک بے وفا کی باتوں میں آکر بہت تلخ تجربہ حاصل کرچکی تھی۔ اب ایسا کوئی کام نہیں کرنا چاہتی تھی کہ اس کا اپنا بیٹا ہی بڑا ہوکر اس سے نفرت کرے۔ جب زندگی کے سارے راستے بند ہوجاتے ہیں تو پھر ایک موت کا ہی راستہ رہ جاتا ہے۔

کیا وہ دریا میں چھلانگ لگا کر اپنی بدقسمتی کا خاتمہ کرلے؟ یہ تو بہت آسان ہے۔ پل کی ریلنگ پر چڑھ کر صرف چھلانگ لگانا تھی۔ اس کے بعد وہاں کوئی بچانے والا نہ ہوتا اور وہ بچے کے ساتھ ڈوب مرتی۔

اس نے نیم تاریکی میں بڑی ممتا سے بچے کو دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ پارس نے اس کی سوچ میں کہا "میں کیسی ماں ہوں۔ غلطی میں نے کی ہے اور اپنے بچے کو سزائے موت دے رہی ہوں۔ میرے بچے کا کیا قصور ہے؟"

وہ بیٹے کو سینے سے لگا کر سوچنے لگی "ہاں یہ میرا ننھا معصوم اور بے گناہ ہے۔ اگر میں اس کے ساتھ دریا میں چھلانگ لگاؤں گی تو یہ ممتا نہیں' درندگی ہوگی۔ او گاڈ! میں کیا کروں؟"

ایک ستون کے پیچھے سے پارس نے کہا "ماں کا فرض ادا کرو۔"

وہ چونک کر ادھر ادھر دیکھنے لگی۔ پارس ستون کے پیچھے سے


جاسوسی ڈائجسٹ کا تہلکہ خیز سلسلہ
ایک ایسے نوجوان کی داستان عبرت
جو حالات کے جال میں پھنس کر جرائم
کی دلدل میں پھنستا چلا گیا۔
انعام یافتہ مشہور مصنف جبار توقیر کا منفرد انداز تحریر
۸ حصے
قیمت فی حصہ ۴۰ روپے
ڈاک خرچ فی حصہ ۱۴ روپے
کتابی شکل میں تیار ہے
اپنے قریبی بک اسٹال سے طلب فرمائیں یا براہ راست خط لکھ کر طلب کریں
کتابیات پبلی کیشنز ◎ پوسٹ بکس ۲۳- کراچی

ہٹ کر ایک تاریک حصے میں چلا گیا۔ ڈولی نے ستون کی طرف آکر پوچھا "یہاں کون ہے؟"

پارس نے تاریکی سے کہا "ابھی تم نے اپنے گاڈ سے پوچھا تھا کہ تمہیں کیا کرنا چاہئے تو یوں سمجھو کہ گاڈ نے تمہارے اور بچے کی بھلائی کے لئے ایک فرشتہ بھیجا ہے۔"

"اے نیکی کے فرشتے! تم کہاں ہو؟ کیا میں تمہیں دیکھ سکتی ہوں؟"

"فرشتے کسی انسان کو نظر نہیں آتے۔ البتہ تم میرا سایہ دیکھ سکتی ہو۔"

"میں ضرور دیکھوں گی۔ پلیز میرے سامنے آؤ۔"

وہ تاریکی سے نکل کر اس جگہ آیا جہاں ہلکی سی روشنی تھی۔ ڈولی نے اپنے قریبی ستون پر ایک سائے کو دیکھا۔ پھر چاروں طرف گھوم کر نظریں دوڑائیں۔ کوئی انسان نظر نہیں آرہا تھا مگر ستون پر انسانی سایہ تھا۔

پارس نے کہا "اچھی طرح اپنے قریب اور دور تک دیکھ لو۔ کوئی انسان نظر نہیں آئے گا۔ صرف یہ فرشتہ دکھائی دے گا جو سائے جیسا لگ رہا ہے۔"

"مجھے یقین نہیں آرہا ہے کہ خدا نے اتنی جلدی میری دعا سن لی ہے اور تمہیں میری مدد کے لئے بھیجا ہے۔"

"تم نے بچے کے ساتھ اپنی زندگی ختم کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ یوں سمجھو کہ تم نے دریا میں چھلانگ لگادی ہے۔ تم اپنے بچے کے ساتھ دنیا سے فنا ہوگئی ہو اور اب ایک ایسی نئی دنیا میں آئی ہو' جہاں فرشتے سے ملاقات ہو رہی ہے اب تم اس فرشتے کی مرضی کے مطابق زندگی گزارو گی۔"

"تم درست کہتے ہو۔ اگر تم نہ آتے تو میں بچے کے ساتھ مرچکی ہوتی۔ اب یہ نئی زندگی تمہارے دم سے ہے۔ جس طرح کہو گے اسی طرح زندگی گزاروں گی۔"

وہ بولا "بی بی مریم کی پاکبازی کی گواہی آسمانی کتابوں نے دی ہے۔ تمہاری محبت اور وفاداری کی گواہی بھی لازمی ہے۔ ماں وہ ہوتی ہے جو حالات سے لڑکر اپنے بچے کو اس کے باپ کا نام دلاتی ہے اور محبت وہ ہوتی ہے جو اپنے محبوب سے اپنا حق حاصل ضرور کرتی ہے۔"

"میں ایک تنہا اور بے بس لڑکی ہوں۔ مجھے فریب دینے والا بہت بڑا رئیس بن چکا ہے۔ میں اس سے اپنے اور بچے کے حقوق حاصل نہیں کرسکوں گی۔"

"یہ فرشتہ تمہاری رہنمائی کرے گا تو تم سب کچھ حاصل کرلو گی۔"

"میں تمہارا یہ احسان کبھی فراموش نہیں کروں گی۔"

"فرشتے کسی پر احسان نہیں کرتے۔ وہ کاتبِ تقدیر کا لکھا ہوا پورا کرتے ہیں۔ تمہیں اپنے حقوق حاصل کرنے کے لئے کچھ دنوں تک اپنے بچے سے الگ رہنا ہوگا۔"

وہ بچے کو سینے سے بھینچ کر بولی "یہ تو ظلم ہوگا۔ یہ ظلم میرے والدین اور رشتے دار بھی کرنے والے تھے۔"

"ان کا ظلم بچے کو ہمیشہ کے لئے تم سے جدا کردیتا۔ وہ پچھلی زندگی بھول جاؤ۔ میں چاہتا ہوں تم کچھ عرصے تک کنواری کہلاؤ' جو کہوں گا وہ کرتی جاؤ۔ وہ بے وفا تمہیں ایک نئے رنگ و روپ میں اور ایک بے انتہا دولت مند حسینہ کی حیثیت سے دیکھے گا تو پھر سے تمہارا دیوانہ ہوجائے گا۔"

"مجھے اس کے ہرجائی پن سے نفرت ہے۔"

"یہ نہ بھولو کہ وہ تمہارے بچے کا باپ ہے اور بچے کو اپنے باپ کا نام عزت سے ملنا چاہئے۔"

"تم بہت اچھی باتیں کررہے ہو لیکن میں تو غریب ہوں' بے انتہا دولت مند کیسے بن جاؤں گی؟"

"اس کے لئے ذرا صبر کرو۔ وہ بے وفا جس دولت مند کے پیچھے گیا ہے اس کی تمام دولت تمہارے پاس چلی آئے گی۔ یہ بتاؤ وہ کہاں گیا ہے؟"

"میں نے سنا ہے' بالٹی مور کے ساحلی علاقے میں ایک بہت بڑا قمار خانہ ہے۔ اس کیسینو میں ہر رات لاکھوں ڈالرز کا جوا کھیلا جاتا ہے۔ اس کیسینو کی مالکہ کا نام کرسٹینا وائٹ ہے۔ ہنری ورتھ نے مجھے چھوڑ کر اس سے شادی کرلی ہے۔"

"اب یہ بازی الٹ جائے گی۔ فی الحال تم اپنی آنٹی کے گھر واپس جاؤ اور اپنے بچے کو میرے حوالے کردو۔ کیا مجھ پر بھروسا کرو گی؟"

"ضرور کروں گی۔ میں تو یہی سمجھ رہی ہوں کہ پہلے والی ڈولی اپنے بچے کے ساتھ ڈوب کر مرگئی ہے۔ یہ میری اور میرے بچے کی نئی زندگی تمہارے رحم و کرم پر ہے۔ تم جو کہو گے میں اس پر عمل کروں گی۔"

"شاباش۔ کل شام تک تم بالٹی مور کے اس کیسینو میں ایک دولت مند کنواری لڑکی کی حیثیت سے پہنچ جاؤ۔ کل شام سے پہلے تمہاری آنٹی کے گھر کے لان میں جو سب سے اونچا درخت ہوگا اس کے پیچھے تمہیں ڈالرز سے بھرا ہوا بریف کیس ملے گا اور احاطے کے باہر ایک نئے ماڈل کی کار کھڑی ہوگی۔ اس میں کار کی چابی ہوگی اور ڈیش بورڈ میں کار کے جو کاغذات ہوں گے وہ تمہارے نام ہوں گے۔"

وہ حیرت اور مسرت سے بولی "او گاڈ! مجھے یقین نہیں آتا ہے کہ خودکشی کی حد تک مایوس ہونے کے بعد مجھے ایسی بے انتہا مسرتیں اور کامیابیاں حاصل ہوجائیں گی۔"

پارس نے تاریکی میں جاکر کہا "تمہیں جلد ہی یقین آجائے گا آئندہ کسی ضرورت کے وقت میرا سایہ تمہیں نظر آئے گا ورنہ میں ہمیشہ تمہارے دماغ میں آکر گفتگو کروں گا۔"

"اس قسم کی گفتگو کو ٹیلی پیتھی کہتے ہیں۔"

پارس تاریکی سے گزرتا ہوا ڈولی کے جسم میں سما گیا پھر خیال خوانی کے ذریعے بولا "ہاں۔ یہ دیکھو میں تمہارے اندر بول رہا ہوں۔ کئی لوگ ٹیلی پیتھی جانتے ہیں پھر مجھ جیسا فرشتہ اس علم سے کیسے محروم رہ سکتا ہے۔"

وہ شہر کی سمت چلتے ہوئے بولی "میں گھر جاکر بچے کے بارے میں کیا کہوں گی؟"

"کہہ دینا' تم نے بیٹے کو عیسائی مشن میں دینے کے بجائے ایک ضرورت مند رئیس کو کروڑوں ڈالرز کے عوض دے دیا۔ اس رقم کی پہلی قسط تمہیں کل ملنے والی ہے۔ اب تم کسی کے دباؤ میں نہیں رہو گی۔ میری مرضی کے مطابق عمل کرتی رہو گی۔"

بچہ رونے لگا۔ وہ رک گئی۔ باسکٹ کے ایک فیڈر میں دودھ تیار تھا۔ وہ ایک کنارے کھڑی ہوکر اسے دودھ پلانے لگی۔ پارس نے کہا "آگے چل کر تم ایک ٹیکسی کی پچھلی سیٹ پر بیٹھ کر آنٹی کے گھر تک جاؤ گی لیکن بچے اور دودھ سے بھرے ہوئے فیڈر کو پچھلی سیٹ پر چھوڑ جاؤ گی۔"

وہ پریشان ہوکر بولی "میں اپنے بیٹے کو تنہا چھوڑ دوں؟"

"میں تمہارے بیٹے کے ساتھ رہوں گا۔ صرف نظر نہیں آؤں گا۔ اپنے سینے میں ماں کے دل کو کمزور نہ بناؤ۔ اولاد کے مستقبل اور اس کے باپ کا نام اسے دینے کے لئے حوصلے سے کام لو۔"

بچہ دودھ پی کر سو گیا۔ وہ پھر آگے بڑھنے لگی۔ کچھ دور جانے کے بعد پل پار کرتے ہی ایک ٹیکسی مل گئی۔ وہ پچھلی سیٹ پر بیٹھ کر جانے لگی۔ اس کے چور خیالات بتا رہے تھے کہ بچے سے جدا نہیں ہونا چاہتی ہے مگر حوصلہ کررہی ہے اور سوچ رہی ہے کہ یوں بھی اس کے ساتھ بچہ دریا میں ڈوب جاتا۔ اب کوئی فرشتہ اسے نئی زندگی دے رہا ہے تو اسے صبر و تحمل سے اپنے حالات کے بدلنے کا انتظار کرنا چاہئے۔

جب وہ آنٹی کے گھر کے سامنے بچے اور فیڈر کو چھوڑ کر جانے لگی تو پارس اس کے دماغ میں رہ کر اسے اور زیادہ حوصلہ دیتا رہا۔ اس طرح وہ بچے کو چھوڑ کر چلی گئی۔ ڈرائیور نے پچھلی سیٹ پر بچے کو دیکھ کر کچھ کہنا چاہا لیکن پارس نے اس کے دماغ پر قبضہ جمالیا۔ وہ کچھ کہنا بھول گیا اور اپنے عامل کی مرضی کے مطابق ٹیکسی واپس موڑ کر جانے لگا۔

بچہ سیٹ پر آرام سے سو رہا تھا... اور پارس نے ڈرائیور کے اندر رہ کر اسے غائب دماغ رکھا ہوا تھا۔ وہ اس کی مرضی کے مطابق ڈرائیو کرتا ہوا آرمی ہیڈ کوارٹر کی طرف جارہا تھا۔ اس کی مرضی کے خلاف پچھلی سیٹ کی طرف مڑ کر نہیں دیکھ سکتا تھا۔ اگر دیکھتا تو اسے صرف بچہ اور فیڈر نظر آتا۔ پارس دکھائی نہ دیتا۔

پھر اس نے ایک ریستوران سے کچھ فاصلے پر ٹیکسی روک دی۔ بدستور سحرزدہ سا ہوکر ریستوران میں گیا اور وہاں سے ایک چائے کا چمچہ لے کر آگیا۔ پارس کے سائے نے وہ چمچہ لے لیا۔ ڈرائیور پھر اپنی سیٹ پر آکر ٹیکسی اسٹارٹ کرکے ڈرائیو کرنے لگا۔ پارس کے سائے نے جیب سے ایک چھوٹی سی ڈبیا نکالی۔ اس میں سے ایک گولی نکال کر اس کے ٹکڑے کئے۔ ایک ٹکڑا نہایت چھوٹا سوئی کی نوک کے برابر کیا۔ اسے چمچے میں رکھا۔ پھر چمچے میں فیڈر کا دودھ ڈال کر اس سوئی کی نوک کے برابر گولی کو گھول دیا۔ اس کے بعد سونے والے بچے کا منہ کھول کر چمچے کا سارا دودھ اس کے حلق سے اتار دیا۔

بچہ نیند میں تھا۔ اس نے دودھ پی لیا۔ ایسے وقت گولی نے اثر دکھایا۔ اسے پیتے ہی اس ننھے کے گوشت پوست کا جسم فیڈ آؤٹ ہوتے ہوئے سائے میں تبدیل ہوگیا۔ اب پچھلی سیٹ پر وہ بچہ بھی نظر نہیں آرہا تھا۔ صرف دودھ سے بھرا ہوا ایک فیڈر رکھا ہوا تھا۔ پارس نے اس فیڈر کو اٹھا کر اپنے لباس کے اندر رکھا تو وہ بھی بود سے نابود ہوگیا۔

آرمی ہیڈ کوارٹر سے ذرا دور ٹیکسی رک گئی۔ پارس نے بچے کو گود میں لیا۔ دروازہ کھول کر باہر آیا۔ پھر دروازے کو بند کردیا۔ ایسے وقت وہ ڈرائیور کے دماغ پر چھایا ہوا تھا تاکہ اسے یہ نہ معلوم ہو کہ وہ ٹیکسی ڈرائیو کرتا ہوا آرمی ہیڈ کوارٹر تک آیا تھا۔ وہ پوری طرح غائب دماغ تھا۔ اس کا دماغ اتنا ہی سمجھ رہا تھا جتنا پارس سمجھا رہا تھا۔ وہ ٹیکسی کو موڑ کر تیز رفتاری سے ڈرائیو کرتا ہوا جانے لگا۔

پارس تاریکی میں کھڑا اس ڈرائیور کے اندر موجود رہا۔ جب وہ تقریباً دس کلومیٹر کا فاصلہ طے کرکے اسی پُل پر پہنچا جہاں پارس کو ڈولی ملی تھی تو اس نے ڈرائیور کے دماغ کو آزاد چھوڑ دیا۔

وہ ڈرائیور چونک کر کھڑکی کے باہر پُل اور دریا کو دیکھ رہا تھا اور سوچ رہا تھا کہ ٹیکسی یہاں کیوں رکی ہے؟ وہ یہاں کیسے آگیا؟ پھر کچھ یاد کرتے ہی اس نے پچھلی سیٹ کی طرف دیکھا تو اسے بچہ بھی نظر نہیں آیا۔ وہ دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر سوچنے لگا۔ "میں جاگ رہا ہوں یا خواب دیکھ رہا ہوں؟"


محی الدین نواب
جن کی کہانیاں آنکھوں سے نہیں دلوں سے پڑھی جاتی ہیں اُن کی بہترین کہانیوں کا دوسرا مجموعہ
سحر آگہی
شائع ہوگیا ہے
محی الدین نواب کی کہانیوں کا پہلا مجموعہ "ایمان کا سفر" بھی دستیاب ہے
قیمت ۱۰۰ روپے
ڈاک خرچ ۱۷ روپے
کتابیات پبلی کیشنز، پوسٹ بکس ۲۳، کراچی ۱

اسے اپنے کسی سوال کا جواب نہیں مل سکتا تھا۔ پارس دماغی طور پر حاضر ہو کر آرمی ہیڈ کوارٹر کے بڑے گیٹ کے قریب آیا پھر بچے کے سائے سمیت ایک مسلح فوجی پہریدار کے جسم میں سما گیا۔ اس کے بعد اس کے دماغ پر غالب آیا تو اس فوجی نے اپنے ساتھی پہریدار سے کہا "میں ابھی ٹائلٹ سے آتا ہوں۔"

وہ گیٹ کے اندر آگیا۔ ٹائلٹ قریب تھا لیکن پارس اسے ایک دوسرے فوجی جوان کے پاس لے گیا۔ اسے چھوڑ کر اس دوسرے کے جسم میں سما گیا اور اسے لے کر اسپتال پہنچ گیا۔ ایک نرس ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے اسپیشل وارڈ کی طرف جارہی تھی۔ پارس بچے کے سائے سمیت اس کے اندر منتقل ہوگیا۔ پربھارانی کے کمرے کے دروازے پر کھڑے ہوئے مسلح پہریدار نے نرس کی تلاشی لی۔ جب سے چھ ٹیلی پیتھی جاننے والے مارے گئے تھے تب سے نرسوں اور ڈاکٹروں کو بھی چیک کیا جاتا تھا۔ وہ نرس کمرے میں آئی پھر اسے ایک دوا پلانے لگی۔ ایسے وقت پارس اس بچے کے ساتھ پربھارانی کے اندر سما گیا۔

وہ پارس کی مرضی کے مطابق بے چینی ظاہر کرتے ہوئے بولی۔ "نرس! فوراً ڈاکٹر کو بلاؤ۔ میں ماں بننے والی ہوں۔"

نرس نے کہا "پتا نہیں آپ کو یہ وہم کیوں ہوگیا ہے۔ ہماری تجربہ کار لیڈی ڈاکٹر نے آپ کو اچھی طرح چیک کیا تھا۔ آپ کے دماغ میں خواہ مخواہ یہ بات بیٹھ گئی ہے کہ آپ ماں بننے والی ہیں۔"

اس کی بات ختم ہوتے ہی پارس نے اس کے اندر آکر بچے کے رونے کی آواز نکالی۔ نرس نے حیران ہو کر کہا "یہ بچے کے رونے کی آواز کہاں سے آرہی ہے؟"

پارس پھر پربھارانی کے پاس آگیا۔ وہ بولی "یہ میرے ہونے والے بچے کی آواز ہے۔ پلیز لیڈی ڈاکٹر کو بلاؤ۔ مجھے فوراً لیبر روم لے چلو۔"

پارس کبھی اس کے اور کبھی نرس کے اندر جارہا تھا۔ اس نے پھر بچے کے رونے کی آواز نکالی۔ نرس بوکھلا گئی۔ دوڑتی ہوئی لیڈی ڈاکٹر کے پاس آئی پھر بولی "وہ جو پربھارانی ہے وہ درست کہہ رہی ہے۔ اسے فوراً لیبر روم لے جانا ہوگا۔ وہ ماں بننے والی ہے۔"

لیڈی ڈاکٹر نے ناگواری سے کہا "کیا بکواس کر رہی ہو۔ نہ اس کا پیٹ نکلا ہے۔ نہ پیٹ میں کسی ننھے سے وجود کے آثار ہیں۔ کیا تم بھی اس کی طرح ایب نارمل ہوگئی ہو۔"

"میں سچ کہتی ہوں۔ اس کے پیٹ میں بچہ رو رہا ہے۔"

"شٹ اپ! کیا آج تک کبھی ایسا ہوا ہے کہ پیدائش سے پہلے بچے کے رونے کی آواز ماں کے پیٹ سے آئی ہو۔"

لیڈی ڈاکٹر کبھی نہ مانتی اور کبھی پربھارانی کے پاس نہ جاتی لیکن پارس کی ٹیلی پیتھی کے زیرِ اثر تیزی سے چلتی ہوئی اس کمرے میں آئی۔ اس نے پربھارانی کے پیٹ پر ہاتھ رکھ کر دیکھا۔ پارس نے خیال خوانی کے ذریعے اسے کچھ محسوس کرایا۔ لیڈی ڈاکٹر نے جھک کر اس کے پیٹ سے کان لگایا۔ پارس نے لیڈی ڈاکٹر کے دماغ میں بچے کے رونے کی آواز پیدا کی۔ وہ چونک کر سیدھی کھڑی ہوگئی پھر بولی "او مائی گاڈ! یہ میری میڈیکل لائف میں پہلا تجربہ ہے۔ واقعی بچہ پیدائش سے پہلے ماں کے پیٹ میں رو رہا ہے۔ اسے فوراً لیبر روم لے چلو۔"

ذرا سی دیر میں جیسے ہلچل سی مچ گئی۔ کئی نرسیں اور وارڈ بوائز آگئے تھے۔ پربھارانی کو اسٹریچر پر ڈال کر لے جارہے تھے۔ لیڈی ڈاکٹر نے سپر ماسٹر کو فون پر یہ اطلاع دی۔ اسے بھی یقین نہیں آیا۔ اس نے یوبی بیکر سے رابطہ کر کے کہا "فوراً دیوی جی کو مخاطب کرو اور انہیں بتاؤ کہ پربھارانی کو لیبر روم پہنچایا جارہا ہے۔ وہ ابھی ماں بننے والی ہے۔"

یہ ایسا عجیب اور ناقابلِ یقین کیس تھا جس پر یقین نہیں آرہا تھا اس لئے سپر ماسٹر کے ساتھ تینوں افواج کے اعلیٰ افسران بھی اپنی نیند چھوڑ کر اسپتال چلے آئے۔ اتنی دیر میں دیوی بھی آگئی تھی۔ وہ لیڈی ڈاکٹر کے دماغ میں پہنچی ہوئی تھی۔ پارس نے اسے لیڈی ڈاکٹر کے اندر بولتے سنا تو وہاں سے نکل آیا کیونکہ اب وہ لیڈی ڈاکٹر کے دماغ میں بچے کے رونے کی آواز نکالتا تو دیوی سمجھ لیتی کہ یہ ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے کی شرارت ہے۔

ادھر جیسے ہی دیوی نے لیڈی ڈاکٹر سے کہا کہ وہ پربھارانی کے پیٹ سے کان لگائے تو ادھر پارس کے سائے نے پربھارانی کے اندر بچے کے سائے کی ہلکی سی چٹکی لی۔ وہ نیند سے چونک کر رونے لگا۔ اس بار سچ مچ بچہ رو رہا تھا اور اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا تھا اس لئے دیوی حیران رہ گئی۔

پربھارانی کے آدھے جسم پر چادر ڈال دی گئی تھی۔ لیڈی ڈاکٹر نے چادر کے اندر ہاتھ ڈالا پھر ایک دم سے حیران ہو کر بولی۔ "ہوگیا۔"

دیوی نے پوچھا "کیا ہوگیا؟"

"بیٹا ہوا ہے۔"

یہ یقین کرنے والی بات نہیں تھی۔ وہاں سب عورتیں تھیں۔ پربھارانی کی چادر ہٹا دی گئی پھر کتنی ہی نرسیں حیرانی سے چیخ پڑیں۔ ایک بچہ تھا مگر سایہ تھا۔ وہ سایہ ننھے ننھے ہاتھ پاؤں جھٹک کر رو رہا تھا۔

دیوی کا سر چکرا گیا۔ وہ ایک سائے والا بھرپور جوان دشمن برادر کبیر مارا گیا تھا۔ چونکہ پربھارانی ایک سائے کے ساتھ وقت گزارتی رہی تھی اس لئے مرحوم سائے کا بچہ بھی سایہ بن کر دنیا میں آیا تھا۔

دیوی چند لمحات کے لئے خیال خوانی بھول گئی، اپنی جگہ دماغی طور پر حاضر ہوگئی اور دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر بیٹھ گئی۔ ازل سے اب تک انسانی زندگی میں اور میڈیکل ہسٹری میں ایسا منظر دیکھنے میں نہیں آیا تھا جیسا کہ وہ شیطان ابنِ شیطان دکھا رہا تھا۔

فوج کے سپاہی اور افسران کھانے پینے اور سونے جاگنے کے اوقات کے پابند ہوتے ہیں۔ جاگنے کا وقت ہو تو کبھی نہیں سوتے اور سونے کا وقت ہو تو کبھی نہیں جاگتے۔ لیکن اس رات دو بجے آرمی ہیڈ کوارٹر کا پورا عملہ بیدار ہوگیا تھا۔ بات ایسی ناقابلِ یقین اور اتنی دلچسپ تھی کہ سب اپنا بستر چھوڑ کر اسپتال کی طرف آرہے تھے۔ وہ سب ایک ایسے بچے کو دیکھنا چاہتے تھے جو سایہ بن کر پیدا ہوا تھا۔

سپر ماسٹر واشنگٹن کے طبی ماہرین، علم الابدان سے تعلق رکھنے والے ڈاکٹروں اور سائنس دانوں سے رابطہ کر رہا تھا اور اس نوزائیدہ عجوبے کے متعلق انہیں بتا کر کہہ رہا تھا کہ وہ فوراً ہیڈ کوارٹر آئیں اور زچہ اور بچہ کا معائنہ کریں۔ یہ عجیب بات معلوم کریں کہ پربھارانی بظاہر حاملہ نظر نہیں آتی تھی کیا اس لئے کہ اس کے پیٹ میں گوشت پوست کا انسان نہیں، محض سایہ تھا؟

اور کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ ایک عورت محض ایک انسانی سائے سے تعلق رکھے تو اس کی اولاد بھی سایہ بن کر پیدا ہو؟ اگر ایسا ممکن نہیں ہے تو پھر یہ کیسے ممکن ہوگیا؟ یہ ننھا سا سایہ جسے وجود بھی نہیں کہا جاسکتا اور غیر موجود بھی نہیں کہا جاسکتا، آخر یہ ہے کیا چیز؟ کیا واقعی مرحوم برادر کبیر کی اولاد ہے؟

برادر کبیر کا نام ایسا تھا جسے سن کر دیوی کو بخار سا محسوس ہونے لگا تھا۔ وہ تو سمجھ رہی تھی کہ اس کی موت سے بہت سی پریشانیاں اور ناکامیاں دور ہو چکی ہیں لیکن ایک کی موت کے بعد جونیئر برادر کبیر پیدا ہوگیا تھا۔

ایک ہاتھ بھر کے بچے کی اوقات ہی کیا تھی۔ وہ چاہتی تو اسے چیونٹی کی طرح مسل دیتی لیکن سپر ماسٹر نے کہا کہ اس بچے کو زندہ رکھنا ہوگا۔ بڑے بڑے ماہرین اس کا معائنہ اور مشاہدہ کرنے آرہے ہیں۔

پھر ایم آئی ایم کے اسی خیال خوانی کرنے والے (پارس) نے ایک فوجی جوان کے اندر رہ کر سپر ماسٹر کے دفتر میں آکر کہا "ہم برادر کبیر کی تجہیز و تکفین سے فارغ ہوئے تو یہ خوش خبری ملی کہ ہمارے سربراہ کے ایک بیٹے نے جنم لیا ہے۔ ہم چاہیں تو اسے ابھی یہاں سے لے جائیں لیکن آپ کے ماہرین اس کا معائنہ کرنے والے ہیں۔ ہم ان کی میڈیکل رپورٹ سننا پسند کریں گے اور یہ معلوم کرنا چاہیں گے کہ وہ بچہ اپنے باپ کی طرح کبھی گوشت پوست کے جسم میں ظاہر ہوگا یا نہیں؟"

فوج کے ایک اعلیٰ افسر نے کہا "ہم بھی یہ تمام باتیں معلوم کرنا چاہتے ہیں اسی لئے اسے یہاں ہیڈ کوارٹر میں رکھا ہے۔"

"آپ ضرور اسے رکھیں مگر یہ نہ بھولیں کہ وہ ایم آئی ایم والوں کی امانت ہے۔ اگر آپ کی دیوی جی یا اور کوئی دشمن بچے کو ذرا بھی نقصان پہنچائے گا تو یہودی، عیسائی اور بھارتی ٹیلی پیتھی جاننے والوں میں سے ایک بھی زندہ نہیں رہ سکے گا اور آئندہ کوئی ٹرانسفارمر مشین سے گزرنے نہیں پائے گا۔"

یہ دھمکی زبردست بھی تھی اور مؤثر بھی۔ دیوی اور سپر ماسٹر اسے گیدڑ بھبکی نہیں کہہ سکتے تھے کیونکہ ایک رات پہلے چھ بھارتی روبوٹ قسم کے ٹیلی پیتھی جاننے والے موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے تھے۔ آئندہ سپر ماسٹر کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو بھی ہیڈ کوارٹر کے اسپتال سے قبرستان پہنچایا جاسکتا تھا۔ اس کے بعد یہودی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی بھی شامت آسکتی تھی۔

سپر پاور کہلانے والے امریکا، اسلامی دنیا پر آسیب بن کر چھا جانے والے اسرائیل اور ایشیا میں فوجی طاقت بن کر ابھرنے والے بھارت کے لئے یہ بات توہین آمیز تھی کہ ایم آئی ایم جیسی نئی تنظیم جو کچھ عرصہ قبل ابھری تھی اس نے تین بڑے ممالک کو بے بس اور مجبور کر دیا تھا۔ ایک اعلیٰ فوجی افسر نے کہا "یہ ہماری انسلٹ ہے کہ ہم ایک نئی تنظیم کو سیاسی شکنجے میں جکڑ نہیں سکتے ہیں۔ ان کا ایک مجاہد بھی ہاتھ نہیں آتا ہے۔"

سپر ماسٹر نے کہا "اب اس تنظیم کے مجاہدین ہمارے ہاتھ آسکتے ہیں۔ ان سے سمجھوتا بھی ہو سکتا ہے اور انہیں مختلف ہتھکنڈوں سے دباؤ میں لایا بھی جاسکتا ہے کیونکہ ان کا سب سے چالاک اور مکار ترین ماسٹر برادر کبیر مارا گیا ہے۔"

دیوی نے کہا "میں بھی یہی سوچ رہی ہوں۔ اب تنظیم کا جو نیا سربراہ آئے گا وہ ضروری نہیں ہے کہ برادر کبیر کی طرح زبردست ہو۔ پھر میرے لئے بڑی آسانیاں ہوں گی۔ اس مرنے والے برادر کبیر کا دماغ غیر معمولی تھا۔ میں اس کے چور خیالات نہیں پڑھ سکتی تھی۔ اس کے دماغ میں پہنچتے ہی وہ میری سوچ کی لہروں کو سمجھ لیا کرتا تھا۔"

ایک اعلیٰ افسر نے کہا "اب دیکھنا یہ ہے کہ ان کا سربراہ ہم سے رابطہ کر کے ہمیں اپنی آواز سنائے گا یا نہیں؟ اگر وہ خاموشی اختیار کرے گا تو ہماری دیوی بھی اس کے دماغ میں پہنچنے کا راستہ نہیں بنا سکیں گی۔"

"دو دن بعد وہ نئے سربراہ کا انتخاب کریں گے اور دو دن بہت ہوتے ہیں۔ ہمیں ٹرانسفارمر مشین کی حفاظت اور نئے ٹیلی پیتھی سیکھنے والوں کی سلامتی کے لئے ایسی ٹھوس پلاننگ کرنا چاہئے کہ ہمارے کسی قابل فرد کو ان دشمنوں سے کبھی ایک ذرا نقصان نہ پہنچے۔"

"ہمیں اس پہلو پر بھی غور کرنا چاہئے کہ دشمنوں کو ہمارے نئے ٹیلی پیتھی سیکھنے والوں کا علم کیسے ہو جاتا ہے۔ وہ کیسے جان لیتے ہیں کہ ہم کتنی تعداد میں امریکی اور کتنی تعداد میں بھارتی جوانوں کو ٹرانسفارمر مشین سے گزار رہے ہیں۔"

"یہ تو سیدھی سی سمجھ میں آنے والی بات ہے کہ وہ سایہ بن کر ہم میں سے کسی کے اندر سما جاتا تھا اور ہمارے تمام منصوبے معلوم کر لیتا تھا۔"

"وہ سایہ بنانے والی گولیاں اب بھی کہیں ہیں۔ وہ مجاہدین کے پاس ہوں گی یا پھر برادر کبیر نے اپنی موت سے پہلے کہیں چھپا کر رکھی ہوں گی یا اس کا کوئی بہت زیادہ قابلِ اعتماد ماتحت ہوگا جو ان گولیوں کا راز جانتا ہوگا۔"

دیوی نے کہا "میرا خیال ہے ایم آئی ایم کا جو مجاہد خیال خوانی کے ذریعے اکثر یہاں آتا ہے اور اب بھی آکر وہ دھمکی دے گیا ہے' وہی برادر کبیر کا خاص ماتحت ہوگا۔ یہ اندازہ اس طرح بھی ہوتا ہے کہ اس نے برادر کبیر کی طرح آوازیں بدل کر بولنا سیکھا ہے۔ میں نے کئی بار اس کی آواز اور لہجے کو گرفت میں لے کر اس کے اندر پہنچنا چاہا لیکن ناکام رہی۔ وہ یہاں آکر جس طرح بولتا ہے اس آواز اور لہجے والے کا دماغ مجھے کبھی نہیں ملا۔"

ایک اعلیٰ افسر نے کہا "دیوی جی! ایک اور بات ہے۔ وہ یہ کہ آپ سپر ماسٹر کے اندر آکر بولتی ہیں تو وہ ایسے وقت بھی چلا آتا ہے اس طرح سپر ماسٹر اس کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرتا ہے اور وہ دشمن اس طرح ہماری تمام باتیں سن لیتا ہے۔"

دیوی نے کہا "ہماری اتنی گفتگو سے دو باتیں سمجھ میں آئی ہیں۔ ایک تو یہ کہ وہ سایہ بنانے والی گولیاں اگر مجاہدین کے پاس موجود ہیں تو ان میں سے کوئی پھر سایہ بن کر آپ میں سے کسی کے اندر آسکتا ہے۔ دوسری بات یہ کہ مجھے بہت محتاط رہ کر سپر ماسٹر کے دماغ میں آنا چاہئے بلکہ دوسرا طریقہ یہ اختیار کرنا چاہئے کہ میں آئندہ کسی فوجی جوان کو آلۂ کار بنا کر اس دفتر میں آتے ہی دروازے کو اندر سے بند کرلوں تاکہ مخالف خیال خوانی کرنے والا کسی دوسرے فوجی جوان کو آلۂ کار بنا کر بے دھڑک اندر نہ آسکے۔ دروازہ بند رہے گا تو وہ باہر ہی رہ جائے گا پھر ہم یہاں جو بھی منصوبے بنائیں گے اس کا علم ان دشمنوں کو نہیں ہوسکے گا۔"

سب نے تائید کی کہ یہ طریقۂ کار مناسب رہے گا۔ مخالف خیال خوانی کرنے والے کا راستہ روکنے کی ایک صورت نکل آئی تھی صرف ان غیر معمولی گولیوں کا مسئلہ رہ گیا تھا۔ یہ معلوم کرنا ضروری تھا کہ برادر کبیر کی موت کے ساتھ ہی وہ گولیاں بھی کسی خفیہ جگہ رہ گئی ہیں یا اس نے اپنی زندگی میں کسی خاص ماتحت اور قابلِ اعتماد مجاہد کو وہ غیر معمولی ہتھیار دے دیا تھا' جس ہتھیار کے مقابلے میں دیوی جیسی آتما شکتی والی بھی بے بس ہوجاتی تھی۔

انٹر کام سے اشارہ موصول ہوا۔ سپر ماسٹر نے ایک بٹن دبایا۔ اسپیکر سے ایک ڈاکٹر کی آواز سنائی دی "سر! ڈاکٹرز' سائنس داں اور ماہرین کی میٹنگ شروع ہونے والی ہے۔ آپ حضرات تشریف لے آئیں۔"

"ہم ابھی آرہے ہیں۔" یہ کہہ کر اس نے انٹر کام کو آف کردیا۔ اس کے ساتھ فوج کے تینوں افسران اٹھ گئے۔ دیوی نے کہا "میں میٹنگ ہال میں پہنچ کر کسی ڈاکٹر یا ماہرِ علم الابدان کے دماغ میں رہوں گی اور ان کی رپورٹ سنتی رہوں گی۔"

اسپتال کے پچھلے حصے میں ایک بڑا سا ہال تھا۔ وہاں ایک بڑی سی میز کے اطراف ڈاکٹرز' علم الابدان کے ماہرین اور سائنس داں بیٹھے ہوئے تھے۔ اس بڑی سی میز پر ایک چھوٹا سا آرام دہ بستر بچھا ہوا تھا۔ اس پر بچے کا سایہ لیٹا ہوا تھا۔ ایک بوڑھا ڈاکٹر فیڈر کے ذریعے اس ننھے سائے کو دودھ پلا رہا تھا۔ دوسرے ماہرین اسے غور سے دیکھ رہے تھے۔ فیڈر کی نپل کا جتنا حصہ ننھے سائے کے ہونٹوں کے اندر گیا تھا' اتنا حصہ نظر نہیں آرہا تھا اور فیڈر کا جو دودھ بچے کے منہ میں جارہا تھا' وہ ہونٹوں کے اندر جاتے ہی نظروں سے اوجھل ہوجاتا تھا۔ یوں سمجھ میں آرہا تھا کہ بچہ شکم سیر ہو کر دودھ پی رہا ہے۔

سپر ماسٹر اور فوج کے افسران نے بھی آکر یہ سب کچھ دیکھا دیوی علم الابدان کے ایک ماہر کے دماغ میں آگئی۔ وہ ماہر کہہ رہا تھا "ہم تمام ماہرین' سائنس داں اور ڈاکٹرز اس بات پر متفق ہیں کہ یہ بچہ محض سایہ نہیں ہے۔ ہم نے اسے اٹھا کر دیکھا ہے اور ایک گوشت پوست کے جسم کو محسوس کیا ہے۔ اس کے دل کی دھڑکنیں مناسب رفتار پر ہیں اور اس کا وزن بارہ پونڈ ہے۔ یہ ایک نوزائیدہ بچے کے وزن سے بہت زیادہ ہے۔ یوں لگتا ہے کہ یہ تین یا چار ماہ کا بچہ ہے اور اس کے دودھ کی خوراک بھی نوزائیدہ بچے سے زیادہ ہے۔"

سپر ماسٹر نے کہا "ہم سمجھ رہے تھے کہ یہ محض سایہ ہے اسی لئے اس کی ماں کا حمل ظاہر نہیں ہوا تھا۔ آپ کے بیان کے مطابق یہ گوشت پوست کا ہے تو پھر اس کی ماں میں مخصوص نشانیاں نظر کیوں نہیں آئیں؟"

ایک سائنس داں نے کہا "ابھی آپ کے سوال کا معقول اور مکمل جواب نہیں دیا جاسکتا لیکن ہمیں جو نظر آرہا ہے اس کے مطابق عقل کہتی ہے کہ جس طرح فیڈر کی نپل اس کے ہونٹوں کے درمیان جا کر نظروں سے اوجھل ہوجاتی ہے اور دودھ اس کے اندر پہنچ کر دکھائی نہیں دیتا ہے اسی طرح یہ سایہ بچہ اپنی ماں کے پیٹ میں اپنی ماں کو تو محسوس ہوتا تھا لیکن باہر سے نہ حمل ظاہر ہوتا اور نہ ہی ڈاکٹروں کو چیک اپ کے ذریعے اس کا علم ہوتا تھا۔"

ایک فوجی افسر نے پوچھا "کیا اسے ایکسرے مشین کے ذریعے دیکھا جاسکتا ہے؟"

"جی ہاں۔ ہم نے اس کے کئی ایکسرے فوٹوز لئے ہیں۔ آپ اس لفافے میں ایک ننھے بچے کا دل' گردے' پھیپھڑے' ہڈیاں اور پسلیاں دیکھ سکتے ہیں۔"

وہ افسران لفافے سے ایکسرے رپورٹ دیکھنے لگے۔ وہ صرف ایک بچے کی ایسی رپورٹ تھی جو ہر طرح سے صحت مند تھا۔ سپر ماسٹر نے پوچھا "کیا یہ بچہ اپنے باپ کی طرح کبھی گوشت پوست کے جسم میں سب کی نگاہوں کے سامنے دکھائی دے گا۔"

"ہم یقین سے تو نہیں کہہ سکتے لیکن جو خصوصیات باپ میں تھیں' وہ بیٹے سے بھی ظاہر ہوسکتی ہیں۔ یہ آئندہ معلوم ہوسکے گا۔"

سپر ماسٹر نے دیوی کی مرضی سے کہا "ایک اہم اور ناقابلِ فہم بات یہ ہے کہ برادر کبیر اور پربھارانی کے تعلقات ایک ماہ پہلے ہوئے تھے۔ اس سے پہلے ٹیلی پیتھی کے ذریعے معلوم کیا گیا تھا کہ پربھارانی ایک انگریز سے شادی کرنے والی تھی لیکن اس انگریز یا کسی سے بھی اس کے جسمانی تعلقات نہیں رہے تھے پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک ماہ کے تعلقات میں وہ برادر کبیر کے بچے کی ماں بن جائے اور اسی ایک ماہ کے بعد اسے جنم بھی دے؟"

ایک ماہر نے کہا "یہ بڑی حیران کن اور سمجھ میں نہ آنے والی بات ہے۔ فی الوقت تو میں یہی کہوں گا کہ آپ کے ٹیلی پیتھی کے علم نے آپ کو بھٹکایا ہے یعنی اس علم کے ذریعے صحیح معلومات حاصل کرنے میں کہیں خامی رہ گئی ہے۔ ہوسکتا ہے' برادر کبیر کا سایہ بہت پہلے سے پربھارانی سے تعلق رکھتا رہا ہو اور یہ بات پربھارانی کے ذہن سے بھلا دی گئی ہو اور آپ کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو یہ حقیقت معلوم نہ ہوسکی ہو۔"

دوسرے ماہر نے کہا "مختصر یہ کہ ہم انسانوں سے غلطیاں ہوتی رہتی ہیں' آپ حضرات بھی کوئی بات اس طرح غلط سمجھ رہے ہیں کہ وہ ٹیلی پیتھی کے حوالے سے درست نظر آرہی ہو اور دشمن چاہتا ہو کہ آپ اسی طرح غلط سمجھتے رہیں۔"

کوئی بات ناقابلِ فہم ہو تو انسان اس پر مغز ماری کرتے کرتے عاجز آکر کسی ایک رائے سے متفق ہوجاتا ہے یا پھر بعد میں اس پر غور کرنے کے لئے وقتی طور پر اس سے کترانے لگتا ہے۔

یہ عجیب و غریب تماشا پارس کر رہا تھا اس لئے وہ بھی موجود تھا۔ اس نے ایک ڈاکٹر کی زبان سے کہا "میں ایم آئی ایم کا مجاہد ہوں' آپ حضرات سے پوچھنے آیا ہوں کہ بچے کے متعلق تحقیقات مکمل ہوچکی ہوں تو میں اسے لے جاؤں۔"

سپر ماسٹر نے کہا "ایسی بھی کیا جلدی ہے' ابھی تو تحقیقات جاری ہیں۔ ہم جانتے ہیں یہ تمہارے سربراہ کی امانت ہے لیکن ماہرین کو تھوڑا وقت دو۔ یہ اس عجوبے کو اچھی طرح سمجھنا چاہتے ہیں۔"

"میں بڑی دیر سے ان ماہرین کی رپورٹ سن رہا تھا۔ یہ معلوم کرچکے ہیں کہ یہ انسان کا بچہ ہے گوشت پوست کا جسم رکھتا ہے۔ اس کا وزن ہے' یہ سائے کی طرح ناقابلِ گرفت نہیں ہے۔ آپ اسے چھو رہے ہیں' پکڑ رہے ہیں' ہاتھوں میں اٹھا رہے ہیں اور اسے دودھ بھی پلا رہے ہیں اس کے بعد سمجھنے کے لئے کیا رہ گیا ہے؟"

دوسرے ڈاکٹر نے کہا "یہ ایسی چیز ہے کہ اسے آبزرویشن میں رکھ کر اس کے مختلف طبی ٹیسٹ کرنا چاہئیں۔ ابھی اسے اسپتال میں رہنا چاہئے۔"

"ہم تمام مجاہدین نے فیصلہ کیا ہے' اسے زیادہ سے زیادہ کل رات بارہ بجے تک یہاں رہنے دیا جائے گا۔ کل آدھی رات کو ٹھیک بارہ بجے ایک گاڑی ہیڈ کوارٹر کے سامنے آئے گی۔ اگر پربھارانی اپنے بچے کے ساتھ آنا چاہے تو ہمیں اعتراض نہیں ہوگا ورنہ بچے کو مذکورہ گاڑی کی پچھلی سیٹ پر لٹا دیا جائے۔ پھر وہ بچہ اپنی منزل تک پہنچ جائے گا۔"

ایک ڈاکٹر نے کہا "بچے کو آبزرویشن میں رکھنے کے لئے کل آدھی رات تک کا وقت کافی نہیں ہے۔ اسے کم از کم تین دن تک یہاں رہنے دیا جائے۔"

پارس نے کہا "میں نے جو کہہ دیا ہے' وہ پتھر کی لکیر ہے۔ بچے کی دیکھ بھال کے لئے ہمارے پاس بھی دنیا کے بہترین ڈاکٹرز اور نرس وغیرہ ہیں۔ سپر ماسٹر یہ سمجھ لے کہ بچہ جیسے ہی ہیڈ کوارٹر سے باہر جائے گا ویسے ہی اس کے تینوں نئے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے سروں پر ننگی تلواریں لٹکتی رہیں گی۔ اگر بچے اور گاڑی کا تعاقب کیا جائے گا تو یہ ننگی تلواریں تینوں ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی کھوپڑیوں میں پیوست ہوجائیں گی۔ اچھا میں جارہا ہوں' کل اپنی امانت لینے آؤں گا۔"

اس کے بعد خاموشی چھا گئی۔ رات کے تین بج رہے تھے۔ تمام ماہرین نے کہا "بچہ نارمل اور صحت مند ہے۔ ہمیں اب آرام کرنے کی اجازت دی جائے۔ ہم کل صبح دس بجے حاضر ہوجائیں گے۔"

دوسرے نے کہا "اس بچے کے لئے دو نرسوں کے علاوہ ایک ڈاکٹر کی بھی ڈیوٹی لگائی جائے۔ کل آدھی رات تک ڈیوٹی بدلتی رہے لیکن بچے کو بالکل تنہا نہ چھوڑا جائے۔"

وہ لوگ ضروری ہدایات دے کر چلے گئے۔ دیوی نے سپر ماسٹر سے کہا "آپ لوگ بھی جا کر نیند پوری کریں۔ میں ابھی مصروف رہوں گی۔"

"دیوی جی! آپ کو بھی نیند پوری کرکے تازہ دم ہو کر کچھ ایسی تدبیروں پر عمل کرنا چاہئے کہ ہم اس بچے سے کوئی بہت بڑا فائدہ اٹھا سکیں۔"

"ہماری یہی کوشش ہوگی۔ اب آپ آرام کریں۔ میں جارہی ہوں۔"

وہ سپر ماسٹر سے رخصت ہو کر پربھارانی کے پاس آئی اور خاموشی سے اس کی سوچ میں سوالات کرکے ان کے جواب معلوم کرنے لگی۔

اس نے سوال کیا "جب بچہ جنم لے رہا تھا تو کیا میں دردِ زہ میں مبتلا تھی اور اس کا جنم ہوتے ہوئے محسوس کر رہی تھی؟"

پربھارانی کی سوچ نے کہا "میری کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے۔ میں کیا جانوں کہ ماں بنتے وقت کیا ہوتا ہے؟ صرف سنا ہے کہ عورت بڑے درد و کرب سے گزرتی ہے۔ جب بچہ

میرے وجود کے اندر رو رہا تھا تو مجھ پر عجیب سی بے خودی طاری ہوگئی تھی جیسے میں خود کہیں نہیں ہوں۔ بے خود ہوں۔ بے حس ہوں۔ بچہ نہیں رو رہا تھا جیسے میں رو رہی تھی۔ میں ایک ایسے عالم میں تھی کہ مجھے اپنے ہونے یا نہ ہونے کا کوئی علم نہیں تھا۔ جب یہ شور بلند ہوا کہ ایک بیٹا پیدا ہوا ہے تو مجھے ہوش آیا اور میں اس سرد موسم میں بھی پسینہ پسینہ ہوگئی تھی۔"

دیوی اس کی سوچ کی لہروں کو سن رہی تھی اور اپنی اس غلطی کو بھی سمجھ رہی تھی کہ زچگی کے وقت اسے پربھارانی کے دماغ میں رہنا چاہئے تھا لیکن پیٹ کے اندر سے بچے کے رونے کی آواز آرہی تھی اور یہ ایسی عجیب و غریب بات تھی کہ وہ پربھارانی کو بھول کر بچے کی طرف توجہ دیتی رہی تھی۔

پھر اس نے دوسرا سوال کیا "کیا میں اپنے بچے کے لئے ممتا محسوس کررہی ہوں؟"

"ہاں۔ وہ میری زندگی میں آنے والے پہلے مرد کا بچہ ہے۔ میں اس بچے کو سینے سے لگا کر برادر کبیر کو یاد کرتی رہوں گی۔"

"لیکن برادر کبیر کے مجاہدین بچے کو ساتھ لے جائیں گے تو کیا میں اپنی دیوی جی کو چھوڑ کر بچے کے ساتھ چلی جاؤں گی؟"

"کوئی ماں اپنے بچے کو چھوڑ کر دیوی دیوتا کے چرنوں میں نہیں رہتی۔ دیوی سے پرارتھنا کرتی ہے کہ اس کے بچے کو لمبی اور خوش حال زندگی دے اور ماں کا سایہ اس کے سر پر رکھے۔"

تب دیوی نے اسے مخاطب کیا "ہیلو پربھا! کیسی ہو؟"

"آپ کی مہربانی ہے' خیریت سے ہوں۔ ابھی میں آپ ہی کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ یہ خیال آرہا تھا کہ ایم آئی ایم والے میرے بچے کو لے جائیں گے تو میں کیا کروں گی؟"

"تم صبر کرو گی۔ دیوی پر بھروسا کرو گی۔ میں تمہارے بچے کے ذریعے دشمنوں کی شہ رگ تک پہنچ جاؤں گی۔"

"اگر میں بھی بچے کے ساتھ جاؤں گی تو آپ میرے ذریعے بھی دشمنوں کے بہت سے راز معلوم کرسکیں گی۔"

"نہیں۔ میرا تجربہ تم سے زیادہ ہے۔ تم بچے کے ساتھ ان کے پاس جاؤ گی تو وہ تمہارا برین واش کریں گے۔ تمہیں میری آلۂ کار بن کر رہنے نہیں دیں گے۔ تمہاری شخصیت بدل کر تمہارے ذہن سے بچے کو اور ممتا کو بھی بھلا دیں گے۔"

"ہاں۔ وہ ایسا کرسکتے ہیں۔ کیا آپ بچے کو مجھ سے جدا ہونے سے نہیں روک سکتیں؟"

"بچہ صرف کچھ دنوں کے لئے جدا ہوگا پھر میں اسے تمہارے پاس لے آؤں گی۔ تم نہیں جانتی ہو' تم سے پہلے انہوں نے ذی شی تارا اور پوجا کو مجھ سے چھین لیا۔ پھر برین واشنگ کے ذریعے ان کی شخصیت ایسے بدل دی کہ وہ دونوں مجھ سے اجنبی ہوگئی ہیں۔ ان کی آوازیں اور لہجے ایسے بدل گئے ہیں کہ میں ان دونوں کو کہیں بولتے ہوئے بھی سن نہیں سکتی۔ ایک بار سن لوں تو پھر ان کے اندر کسی رکاوٹ کے بغیر پہنچ جاؤں گی۔"

"جب وہ برین واشنگ کے ذریعے میری ممتا کو ہی بھلا دیں گے تو میں نہیں جاؤں گی۔ آپ پر بھروسا کرتی رہوں گی کہ آپ جلد ہی میرے بچے کو میرے پاس لے آئیں گی۔"

"میں ضرور لاؤں گی۔ باپ کے مرنے کے بعد بچے پر صرف ماں کا حق ہوتا ہے۔ تم اب سو جاؤ۔ میں جارہی ہوں۔ بچے کی فکر نہ کرو اسے یہاں خصوصی توجہ کے ساتھ رکھا گیا ہے۔"

وہ دماغی طور پر حاضر ہوگئی۔ وہ جس ملک میں تھی وہاں ابھی رات کے دس بجے تھے۔ ایک تو وہ جلدی سونے کی عادی نہیں تھی دوسرے اس عجیب و غریب بچے اور ایم آئی ایم والوں کے چیلنج نے اس کی نیند اڑا دی تھی۔ ابھی اس کے لئے دو باتیں اہم تھیں۔ ایک تو یہ کہ وہ بچے کے ذریعے کسی طرح ایم آئی ایم والوں کے خفیہ اڈوں تک پہنچ سکتی ہے دوسری یہ کہ وہ غیر معمولی گولیاں کہاں ہیں؟ ان مجاہدین کے پاس ہیں یا نہیں؟ اگر نہیں ہیں تو برادر کبیر نے اپنی ہلاکت سے پہلے اسے کہاں چھپایا ہوگا؟

دوسری طرف پارس جماہیاں لے رہا تھا' اب آرام سے سو[نا] چاہتا تھا۔ اس نے خیال خوانی کے ذریعے ثانی سے رابطہ کرکے ک[ہا] "میری پیاری بھابی جان!"

وہ بولی "کیا بات ہے؟ اتنی محبت اور شرافت سے مخاطب کررہے ہو؟"

"وہ بات یہ ہے کہ آج ہی مجھے تمہاری شرافت کا پتا چلا ورنہ میں تمہیں چھچھوری' بدمزاج اور آوارہ......."

وہ بات کاٹ کر بولی "اے خبردار آگے نہ بولنا' ورنہ سالم روک کر بھگا دوں گی۔"

"تم لڑکیوں کے نخرے اور مزاج سمجھ میں نہیں آتے۔ عزت سے مخاطب کررہا تھا مگر عزت تمہیں راس نہیں آئی۔"

"بکواس کروگے یا کام کی باتیں بھی کروگے؟"

"میں بہت تھک گیا ہوں' سونا چاہتا ہوں۔ پلیز میرے کچھ نمٹا دو۔"

"وہ تو نمٹا دوں گی مگر یاد رکھو۔ سات گھنٹے بعد شہناز (سابقہ شی تارا) سے تمہارا نکاح ہوگا' تمہیں مما کے پاس حاضر ہے۔"

"مجھے چھ گھنٹے سونے کا موقع دو۔ میں ساتویں گھنٹے میں حا[ضر] ہوجاؤں گا۔"

پھر وہ ثانی کو ڈولی اور اس کے بچے کے بارے میں بتانے پھر یہ بھی بتایا کہ وہ اس بچے کے ذریعے کس طرح دیوی اور سپرا وغیرہ کی نیندیں اڑا رہا ہے۔ ثانی نے تمام واقعات سن کر کہا بکے بدمعاش ہو۔ بیچاری پربھارانی کو خواہ مخواہ ماں بنا دیا جبکہ نے کسی بچے کو جنم نہیں دیا ہے۔ تمہیں یہ تماشا کرتے ہوئے نہیں آئی؟"

"اگر شرم کسی حسینہ کا نام ہے تو ابھی تک میری زندگی میں نہیں آئی ہے۔ اب تم میری اماں بن کر نصیحتیں نہ کرو۔ بس میرا کام کردو۔"

"بولو' مجھے کیا کرنا ہے؟"

"میں تمہیں ابھی ڈولی کے دماغ میں پہنچا دوں گا۔ اس پر عمل کرکے اس کا دماغ لاک کردو تاکہ میرے سوا کوئی اور خیال خوانی کرنے والا اس کے اندر نہ آسکے۔"

"کسی وقت دیوی آسکتی ہے۔ وہ تنویمی عمل کے تالے توڑ کر بھی دماغوں میں گھس جاتی ہے۔"

"اس سلسلے میں جناب تبریزی سے پوچھو۔ میں چاہتا ہوں کہ دیوی بچے کی اصلی ماں تک نہ پہنچے۔"

"ٹھیک ہے۔ میں اس سلسلے میں محترم بزرگ سے بات کروں گی۔ آگے بولو۔"

"بالٹی مور میں ایک بہت بڑا کیسینو (قمار خانہ) ہے۔ ڈولی کے بے وفا محبوب ہنری ورتھ نے اس کیسینو کی دولت مند مالکہ سے شادی کی ہے۔ تم ڈولی کے ذریعے اس بے وفا کو فون کراؤ۔ اس کی آواز سنو۔ اس کی دولت مند جوئے کا دھندا کرنے والی بیوی کے پاس پہنچ کر اسے سحرزدہ کرو۔ میں نے ڈولی سے کہا ہے کہ یہاں کے وقت کے مطابق کل دوپہر تک اس کے لان میں جو سب سے اونچا درخت ہے اس کے پیچھے اسے بے شمار ڈالروں سے بھرا ہوا بریف کیس ملے گا اور ایک نئے ماڈل کی قیمتی کار اس کی آنٹی کے مکان کے سامنے کھڑی ہوگی۔ اس کے ڈیش بورڈ میں گاڑی کے جو کاغذات ہوں گے وہ ڈولی کے نام ہوں گے۔ اب یہ سب کچھ کیسے ہوگا اور تم کیا کروگی؟ یہ تم سمجھو۔ کیا میں سونے کے لئے جاؤں؟"

"پہلے مجھے ڈولی کے پاس پہنچاؤ۔"

وہ پارس کے دماغ میں آگئی۔ اس نے ثانی کو ڈولی کے اندر پہنچایا۔ وہ گہری نیند میں تھی۔ ثانی نے اس کی آواز اور لہجے کو یاد کرلیا پھر کہا "اب مجھے پربھارانی اور اس بچے تک لے جاؤ۔"

پارس اسے پہلے پربھارانی کے پاس لے گیا۔ یہ وہی وقت تھا جب دیوی پربھارانی کے اندر آکر اس سے باتیں کررہی تھی۔ ان دونوں کی گفتگو سننے کے بعد ثانی نے کہا "یہ دیوی ایم آئی ایم والوں تک پہنچنے کی دھن میں ہے اور فی الوقت اس کے پاس وہی ایک بچہ ہے جس کو ذریعہ بنا سکتی ہے۔ اگر وہ بچے کے دماغ میں رہے گی تو [اس] دنیا کو نہ سمجھنے والا بچہ اس کی رہنمائی نہیں کرسکے گا لیکن وہ [اس] کے اندر رہ کر تمہاری باتیں سن سکتی ہے اور اس طرح معلوم [ک]رسکتی ہے کہ تم اس ننھے کو کہاں لے جارہے ہو۔"

"لیکن وہ بچے کے دماغ میں کیسے پہنچے گی۔ ابھی اس کی کوئی [مخص]وص آواز اور لہجہ نہیں ہے۔ اگر وہ نظر آتا تو وہ اپنے معمول [خی]ال خوانی کرنے والوں کے ذریعے اس ننھے کی ننھی آنکھوں میں جھانکتی اور دماغ میں پہنچ جاتی لیکن وہ نظر نہیں آرہا ہے ابھی صرف ایک سایہ ہے۔"

"بعض چار ماہ کے بچے اوں آں یا ایسی ہی بے تکی آوازیں نکالتے ہیں۔ ہوسکتا ہے ایسی ہی آوازوں کو وہ گرفت میں لے کر اس کے اندر پہنچ جائے۔"

پارس ثانی کے ساتھ اس ڈاکٹر کے پاس آیا جو دو نرسوں کے ساتھ ایک کمرے میں بچے کی نگرانی کررہا تھا۔ اس کے ذریعے پتا چلا کہ بچہ ایک پالنے میں ہے۔ اس سائے کے ہاتھ پاؤں ہلنے سے پتا چل رہا تھا کہ وہ جاگ رہا ہے۔

اسی وقت ڈاکٹر کے اندر دیوی کی سوچ کی لہریں سنائی دیں۔ وہ کہہ رہی تھی "میں دیوی بول رہی ہوں۔ اس سائے کو گدگدی کرو یا کچھ اس طرح چھیڑو کہ وہ ہنسے اور منہ سے کچھ آوازیں نکالنے لگے۔"

ڈاکٹر نے اس کی ہدایات پر عمل کیا۔ گدگدی کرنے سے بچہ کھلکھلا کر ہنسنے لگا۔ پھر آں آں' پاپا' پاپا کی آوازیں نکالنے لگا۔ ثانی اور پارس نے بڑی توجہ سے ان تمام آوازوں کو سنا۔ پھر خیال خوانی کی پرواز کرتے ہی اس کے اندر پہنچ گئے مگر خاموش رہے۔ انہیں یقین تھا کہ اس ننھے سے دماغ میں دیوی بھی پہنچی ہوئی ہے اور ننھے سے خاموش دماغ کا مشاہدہ کررہی ہے۔ وہاں جیسے سفید نورانی دھند چھائی ہوئی تھی۔ نہ وہ بچہ کچھ سمجھ سکتا تھا اور نہ اپنے اندر آنے والی تین تین سوچوں کی لہروں کو محسوس کرسکتا تھا۔

پھر انہیں چمکارنے کی آوازیں آئیں۔ دیوی اسے چومنے کے انداز میں آوازیں نکال رہی تھی۔ ہاتھ پاؤں ہلانے والا بچہ ساکت ہوگیا تھا۔ اس کے ذہن سے تجسس کا اظہار ہورہا تھا جیسے وہ سوچ رہا ہو کہ ایسی آوازیں کہاں سے آرہی ہیں؟

ایسے وقت اس کمرے میں ڈاکٹر نرسوں سے باتیں کررہا تھا۔ اس بچے کے ذہن اور قوتِ سماعت سے ان تینوں کو یعنی ثانی' پارس اور دیوی کو اس ڈاکٹر کے بولنے کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ وہ بچہ انسانی بولی اور الفاظ وغیرہ کو سمجھ نہیں سکتا تھا لیکن وہ تینوں سمجھ رہے تھے۔

ثانی اور پارس اس کے اندر سے نکل آئے۔ ثانی نے کہا۔ "دیکھا تم نے' میرا شبہ درست نکلا۔ دیوی آئندہ اس بچے کے اندر رہ کر تمہاری بہت سی مصروفیات کو سمجھنے لگے گی۔"

پارس نے کہا "میں نے اس پہلو سے سوچا نہیں تھا۔ اچھا ہوا کہ تمہیں بلالیا۔ ویسے بلانے سے پہلے یہ نہیں معلوم تھا کہ تم بھی ایک آدھ بچے کی ماں ہو اور بچوں کے خالی دماغوں میں جھانکنے کا تجربہ رکھتی ہو۔"

"میں تمہاری بے تکی باتوں میں الجھ کر اپنا دماغ خراب کرنا نہیں چاہتی۔ جاؤ اور اطمینان سے سو جاؤ۔ میں تمام معاملات سے نمٹ لوں گی۔"

پارس دماغی طور سے حاضر ہوگیا۔ وہ ہیڈ کوارٹر کے اسپتال میں

تھا۔ اس نے پربھارانی کے اندر سما کر دماغ کو خاص ہدایات دیں پھر آنکھیں بند کرکے گہری نیند میں ڈوبتا چلا گیا۔

اس نے چھ گھنٹے تک سونے کے لئے دماغ کو ہدایات دی تھیں لیکن پانچ گھنٹے کے بعد ہی چھٹے گھنٹے کے دوران اچانک اس کی آنکھ کھل گئی۔ اس غیر معمولی گولی کا اثر ختم ہوچکا تھا۔ اس سے پہلے ہدایت پانے والے دماغ نے اسے خطرے سے آگاہ کردیا تھا۔ وہ فوراً ہی پربھارانی کے اندر سے نکل کر بستر پر لڑھکتا ہوا پلنگ کے نیچے آگیا۔ اسی لمحے میں اس نے اپنے ہاتھوں اور بدن کے دوسرے حصوں کو چھو کر دیکھا۔ وہ اپنے مخصوص وزن رکھنے والے گوشت پوست کے وجود میں ظاہر ہوچکا تھا۔

اس وقت شام کی روشنی مدھم پڑ رہی تھی۔ تھوڑی دیر میں رات ہونے والی تھی لیکن ہیڈ کوارٹر میں رات کو بھی خاص اور اہم مقامات میں بلب وغیرہ روشن رہتے تھے۔ اب وہ نیم تاریکی میں سائے کی طرح چھپ نہیں سکتا تھا۔ یوں بھی وہ تقریباً ڈیڑھ ماہ تک سایہ بن کر رہتے رہتے بے زار ہوگیا تھا۔ اب وہ غیر معمولی گولی استعمال نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن ہنگامی حالات سے نمٹنے کے لئے اس نے باریک سے باریک ذرے کے برابر اس گولی کا ایک ذرہ اپنی داڑھ میں دبالیا۔ وہاں ہزاروں کی تعداد میں فوجی اور لاکھوں کی تعداد میں اسلحہ تھا۔ ان کی طرف سے ایک بھی گولی آتی تو وہ بچ نہیں سکتا تھا۔ ایسے وقت صرف سایہ بن کر ہی محفوظ رہ سکتا تھا۔

اس وقت ایک ڈاکٹر نرس کے ساتھ آیا پھر پربھارانی کا معائنہ کرتے ہوئے بولا "تم دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی طرح بالکل نارمل ہو۔ ان تینوں امریکی خیال خوانی کرنے والوں کی اسپتال سے چھٹی ہوگئی ہے۔"

پربھارانی نے کہا "پھر میری بھی چھٹی ہونی چاہئے؟"

"جی ہاں لیکن دیوی جی کا حکم ہے کہ تمہیں کل صبح تک یہاں رکھا جائے۔ آج آدھی رات کو ایم آئی ایم والے تمہارے بچے کو یہاں سے لے جائیں گے۔ پتا نہیں کیا ہونے والا ہے۔ دیوی جی نے کچھ سوچا سمجھا ہوگا کہ تمہارے بیٹے کو تمہارے ہی پاس رہنا چاہئے۔ شاید وہ دشمنوں کو بچہ لے جانے کے سلسلے میں ناکام بنادیں۔"

"میرا بیٹا میرے ہی پاس رہے، اس سے بڑی میرے لئے خوشی نہیں ہوسکتی۔ دیوی جی مجھ پر بڑی مہربان ہیں۔ میں ان کا احسان کبھی نہیں بھولوں گی۔"

ڈاکٹر اس سے باتیں کرکے نرس کے ساتھ چلا گیا۔ پارس یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ اس کی نیند کے دوران ثانی نے اس کے تمام کاموں کی تکمیل کی ہے یا نہیں؟ لیکن وہاں پلنگ کے نیچے لیٹ کر خیال خوانی کے ذریعے ثانی سے گفتگو کرنا مناسب نہیں تھا۔ یہ بات دیوی بھی جانتی تھی کہ برادر کبیر کا سایہ بھی کسی وقت گوشت پوست کے جسم میں ظاہر ہوسکتا ہے۔ حالانکہ وہ یقین دلا چکا تھا کہ برادر کبیر مرچکا ہے۔ دیوی، سپر ماسٹر اور داؤد منڈولا کو اس کی موت کا بالکل یقین ہوچکا تھا۔ اس کے باوجود شبہے کی گنجائش کہیں نہ کہیں رہ جاتی ہے۔

پھر یہ کہ وہ سب ان غیر معمولی گولیوں تک پہنچنے کی تدابیر کر رہے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ برادر کبیر کی اچانک موت نے اسے اتنی مہلت نہیں دی ہوگی کہ وہ اپنے کسی قابلِ اعتماد مجاہد کو ان گولیوں کا راز بتاسکے۔ اس نے وہ گولیاں اور ان کے تحریری فارمولے کہیں چھپائے ہیں اور وہ جگہ نہ دشمنوں کو معلوم ہے اور نہ ہی دوست مجاہدین اس سلسلے میں کچھ جانتے ہیں۔

ان کے اس خیال کو اس طرح بھی تقویت مل رہی تھی کہ برادر کبیر کی موت کے بعد دوسرا کوئی مجاہد سایہ بن کر اس ہیڈ کوارٹر میں نہیں آیا تھا۔ صرف ایک خیال خوانی کرنے والا مجاہد آیا کرتا تھا۔

پارس اس مسلح پہریدار فوجی کے دماغ میں جاسکتا تھا۔ پہلے خیال آیا کہ اسے غائب دماغ بنا کر اس کمرے کے ٹائلٹ میں پہنچادے۔ پھر خود وہاں جا کر اس آلۂ کار فوجی کی وردی پہن کر اس اسپتال سے نکل کر ہیڈ کوارٹر سے باہر چلا جائے لیکن ایسا کرنے سے راستے میں کئی طرح کی رکاوٹیں آسکتی تھیں صرف وردی پہننے سے کچھ نہ ہوتا۔ وہاں کئی جگہ شناختی کارڈز وغیرہ دیکھے جاتے تھے۔ دوسروں کو شبہے میں مبتلا کرکے دیوی کو یہ سوچنے پر مجبور نہیں کرنا تھا کہ برادر کبیر کا سایہ گوشت پوست کے جسم میں ظاہر ہوکر ایک فوجی کے بھیس میں ہیڈ کوارٹر سے فرار ہونا چاہتا تھا۔

تحفظ اور سہولت اسی میں تھی کہ وہ کسی کی نظروں میں آ بغیر وہاں سے چلا جائے اور کسی کو برادر کبیر کے زندہ رہنے کے شبہ میں مبتلا نہ کرے۔ یہ سوچ کر اس نے وہ ذرہ برابر گولی اپنے حلق سے اتارلی۔

اس کا اثر زیادہ دیر تک قائم نہ رہتا۔ وہ فوراً ہی پلنگ کے نیچے سے نکل کر پربھارانی کے اندر آیا پھر اس کے دماغ پر مسلط ہوگیا وہ بستر پر اٹھ کر بیٹھ گئی۔ پھر پلنگ سے اتر کر چلتی ہوئی دروازے پر آئی اور مسلح پہریدار سے بولی "میں بستر پر لیٹے لیٹے بور ہوگئی ہوں مجھے ڈاکٹر کے پاس لے چلو۔"

وہ اپنی نگرانی میں پربھارانی کو ڈاکٹر کے پاس لے آیا۔ وہاں "ڈاکٹر میں تازہ کھلی ہوا چاہتی ہوں۔ آپ نے کہا تھا کہ میں بالکل نارمل ہوں اور کل صبح چھٹی ہوجائے گی لیکن میں اسپتال کے باہر کچھ دیر ٹہلنا چاہتی ہوں۔"

ڈاکٹر نے کہا "آپ یہاں کچھ دیر تشریف رکھیں۔ ایک تو میری ڈیوٹی بدلنے کا وقت ہوگیا ہے دوسرے میں چھٹی لے کر شہر جا رہا ہوں۔ ابھی دوسرا ڈاکٹر آپ کو باہر ٹہلنے کی اجازت ضرور دے گا۔"

وہ ایک کرسی پر بیٹھ گئی۔ پارس اس کے اندر سے نکل کر آ اور میز کے نیچے سے گزر کر اس ڈاکٹر کے اندر سما گیا۔ وہاں اس نے تمام اندیشوں سے نجات پا کر ثانی کو مخاطب کیا۔ اس نے پوچھا "کیا تم نے نیند پوری کرلی؟"

"پورے چھ گھنٹے نہ سوسکا۔ گولی کا اثر ختم ہوگیا تھا۔ میرے دماغ نے بروقت خبردار کیا اور میں نے پربھارانی کے اندر سے نکل کر پلنگ کے نیچے پناہ لے لی۔ وہاں پہنچتے ہی میرا وجود ظاہر ہوگیا تھا۔"

"کیا پہلے سے پلنگ کے نیچے چھپ کر سو نہیں سکتے تھے۔ یہ تم ہمیشہ پربھا کے اندر کیوں چلے جاتے ہو؟ دیکھو بدتمیزی والا جواب نہ دینا۔"

"نہایت شریفانہ اور گھریلو قسم کا جواب دے رہا ہوں۔ جو محبت کرنے والے وفادار ہوتے ہیں وہ اپنی محبوبہ یا اپنے بچے کی ماں کے پاس گھسے رہتے ہیں۔ ایک دن علی بھی اپنے بچے کو گود میں لئے تمہارے پاس گھسا بیٹھا رہے گا۔"

"نہایت شریفانہ جواب دیتے دیتے آخر اپنی اوقات پر آگئے۔"

وہ ڈاکٹر اٹھ کر پربھارانی سے رخصت ہو رہا تھا۔ پارس نے کہا "میں اسے وہاں لے جا رہا ہوں جہاں بچے کو انتہائی نگہداشت میں رکھا گیا ہے۔ وہاں بچہ سخت نگرانی میں ہوگا۔ وہ ڈاکٹر کو سپر ماسٹر کی اجازت کے بغیر بچے کو لے جانے نہیں دیں گے۔"

"کیا ابھی اسے لے جانا چاہتے ہو؟"

"ہاں۔ میں شاید ایک آدھ گھنٹے کے لئے سایہ بن کر رہوں گا۔ اس دوران اسے لے جانا چاہتا ہوں۔ وہاں کے پہریدار اعتراض کریں تو تم ان سے نمٹ لینا۔ میں اس ڈاکٹر کے دماغ پر حاوی رہوں گا۔"

وہ ڈاکٹر پارس کی مرضی کے مطابق اپنے چیمبر سے چلتا ہوا اس کمرے میں آیا جو صرف سایہ نما بچے کے لئے مخصوص تھا۔ اس کمرے کے دروازے پر جو مسلح فوجی تھا اس نے ڈاکٹر کو اندر جانے دیا۔ اندر دوسرا ڈاکٹر ڈیوٹی پر تھا۔ ایک نرس بھی تھی۔ پارس کے معمول ڈاکٹر نے بچے پر جھک کر پوچھا "بچہ تو آرام سے سو رہا ہے، کیا اسے دودھ پلایا گیا ہے؟"

ڈاکٹر جھکا ہوا تھا۔ پارس کا سایہ اس کے اندر سے ہاتھ نکال کر بچے کو اٹھا کر اپنے پاس ڈاکٹر کے جسم کے اندر لے آیا۔ نرس نے چونک کر کہا "یہ... یہ کیا ہوگیا۔ بچے کا سایہ ڈاکٹر صاحب کے اندر چلا گیا۔"

دوسرا نگرانی کرنے والا ڈاکٹر نرس کے پاس آیا۔ پھر ثانی کی مرضی کے مطابق دونوں ہاتھوں سے اس کی گردن دبوچ کر بولا "تمہاری زبان کو ہمیشہ کے لئے بند ہوجانا چاہئے ورنہ دیوی تمہارے دماغ سے بہت کچھ معلوم کرلے گی۔"

پارس اس معمول ڈاکٹر کو لے کر کمرے کا دروازہ کھول کر باہر آیا۔ باہر کھڑے ہوئے مسلح پہریدار کو پارس اور وہ بچہ نظر نہیں آسکتا تھا صرف ڈاکٹر دکھائی دے رہا تھا۔ اس نے ڈاکٹر کو نہ اندر جانے سے روکا تھا اور نہ باہر آنے پر اسے چیک کیا تھا۔ اس اسپتال کے تمام ڈاکٹر شبہے سے بالاتر تھے۔

اور شبہے سے بالاتر رہنے والے ڈاکٹر نے کمرے کے اندر نرس کا گلا گھونٹ کر مار ڈالا تھا۔ پھر ایک کرسی پر آکر بیٹھ گیا تھا۔ ثانی اسے دیر تک بٹھا کر رکھنا چاہتی تھی تاکہ پارس بچے کو ہیڈ کوارٹر سے باہر لے جائے۔

اس ڈاکٹر کے لئے ایک گاڑی تیار تھی۔ اس گاڑی میں اس کا سامان رکھا ہوا تھا کیونکہ وہ چھٹی لے کر شہر جا رہا تھا۔ پارس بچے کو ساتھ لئے ڈاکٹر کے اندر تھا اور ڈاکٹر گاڑی کے اندر۔ اس طرح وہ ہیڈ کوارٹر سے باہر آگیا۔ گاڑی تیز رفتاری سے جا رہی تھی۔ ڈاکٹر اگلی سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔ پچھلی سیٹ پر اس کا سامان رکھا ہوا تھا۔ پارس کا سایہ اس کے اندر سے نکل کر پچھلی سیٹ پر سامان کے درمیان بیٹھ گیا۔ اس نے سمجھ لیا تھا کہ ذرہ برابر گولی کا اثر کسی بھی لمحے میں ختم ہوسکتا تھا اور اس کا اندازہ درست نکلا۔ تھوڑی دیر بعد ہی وہ گوشت پوست کے جسم میں تبدیل ہوگیا۔ اس کے دونوں بازوؤں میں بچے کا سایہ تھا۔ اگرچہ بچے کو گولی کا ایک ذرے سے بھی چھوٹا ٹکڑا کھلایا گیا تھا تاہم وہ خوراک بھی ننھے سے بچے کے لئے بہت تھی اس لئے وہ سایہ بنا ہوا تھا۔

اس نے خیال خوانی کے ذریعے ثانی کو بتایا کہ اس نے گولی کا جو ایک ذرہ کھایا تھا اس کا اثر ختم ہوچکا ہے لیکن بچہ بدستور سایہ بنا ہوا ہے۔ اس سائے کا ایک وزن ہے اور اسے چھونے سے یہ گوشت پوست کا محسوس ہوتا ہے۔ پتا نہیں یہ کب مکمل طور پر ظاہر ہوگا۔

ثانی نے کہا "جب تک وہ ظاہر نہیں ہوگا تمہارے لئے مسئلہ بنا رہے گا۔ تم اسے اٹھائے ہوئے کسی کے سامنے جاؤ گے تو وہ ایک سایہ نما بچے کو دیکھ کر حیران ہوگا۔ پھر اس عجیب و غریب بچے کا تذکرہ پھیلتے پھیلتے ہیڈ کوارٹر تک پہنچ جائے گا۔ بہتر ہے کہ اس کے ظاہر ہونے تک تم کسی خالی اپارٹمنٹ میں چھپ کر رہو۔ یا ایسا مکان دیکھو جہاں کوئی ایک ہی فرد رہتا ہو۔ اسے تم خیال خوانی کے ذریعے ٹریپ کرکے رہ سکتے ہو۔"

"میں ابھی یہی کروں گا لیکن تم سے بہت سی باتیں پوچھنا چاہتا ہوں۔ تم نے میری نیند کے دوران میرا کتنا کام کیا ہے؟"

"سارے کام ہوچکے ہیں۔ ڈولی کے پاس لاکھوں ڈالر اور ایک نئے ماڈل کی کار پہنچ گئی ہے۔ وہ ابھی بالٹی مور کے کیسینو میں گئی ہے۔ اب میں اسپتال کے اس ڈاکٹر کو چھوڑ کر ڈولی کے پاس جا رہی ہوں۔"

جیسا کہ پہلے بیان ہوچکا ہے، پارس نے وہ بچہ ڈولی جیسی کنواری ماں سے حاصل کیا تھا۔ ہنری ورتھ نامی ایک جوان نے

اسے محبت کا فریب دیا تھا۔ جب وہ اس کے بچے کی ماں بننے لگی تو ہنری ورتھ نے ایک کیسینو (جوا خانہ) کی مالکہ کرسٹینا وائٹ سے شادی کرلی۔ ان حالات میں ڈولی دل برداشتہ ہوکر اپنے بچے کے ساتھ خودکشی کرنا چاہتی تھی۔ ایسے وقت پارس نے اسے جینے کا نیا حوصلہ دیا۔ اس نے ڈولی کو سمجھایا کہ بچے کو اس کے باپ کا نام ملنا چاہئے۔ وہ اسے مال و دولت کے لحاظ سے اتنے اونچے مقام پر پہنچادے گا کہ ہنری ورتھ پچھتا کر اس کے پاس آئے گا اور اسے ہمیشہ کے لئے اپنا بنالے گا۔

لیکن ڈولی کو اپنی منزل تک پہنچنے کے لئے کچھ عرصے تک بچے سے جدا رہنا ہوگا اور وہ اس بچے کو اپنے پاس حفاظت سے رکھے گا۔ ایک ماں اپنے بچے کے ساتھ مر سکتی ہے مگر اس سے جدا نہیں ہوسکتی تھی لیکن وہ دو طرح سے قائل ہوگئی۔ ایک تو یہ کہ پارس نے خیال خوانی کے ذریعے مائل کیا۔ دوسرے یہ کہ وہ اپنے بچے کو اس کے صحیح باپ کا نام دینا چاہتی تھی۔ پھر اس عورت کی انتقامی کارروائی نے بھڑکایا کہ وہ کرسٹینا وائٹ سے اپنے بچے کے باپ کو چھین کر رہے گی۔

ثانی اسپتال کے اس ڈاکٹر کو چھوڑ کر ڈولی کے پاس پہنچی۔ وہ ایک نئے ماڈل کی کار ڈرائیو کرتی ہوئی کیسینو پہنچ گئی تھی۔ وہ ایک روز پہلے اتنی غریب تھی کہ سستی سی کار خریدنے کا تصور نہیں کرسکتی تھی۔ وہ اچھی خاصی حسین لڑکی تھی لیکن زندگی کے مسائل نے اس کے حسن کو گہنا دیا تھا۔ اب دولت ملتے ہی اس نے سب سے پہلے خود کو بنایا سنوارا۔ ایک بیوٹی پارلر میں گئی تو اس کے حسن کو چار چاند لگ گئے۔ قیمتی ملبوسات زیب تن کرنے کے بعد وہ کسی ملک کی شہزادی نظر آنے لگی۔ اس نے کیسینو کے پارکنگ ایریا میں اپنی کار پارک کی۔ پھر نوٹوں سے بھرا ہوا ایک بریف کیس ہاتھ میں لے کر کیسینو میں داخل ہوئی تو کتنی ہی نگاہیں اس پر اٹھنے لگیں۔ اس میں بلا کی کشش پیدا ہوگئی تھی۔ ان اٹھنے والی نگاہوں میں اس کے بے وفا محبوب ہنری ورتھ کی نگاہیں بھی شامل تھیں۔

وہ کرسٹینا وائٹ سے شادی کرنے کے بعد اس کیسینو کا انچارج بن گیا تھا۔ وہاں طرح طرح کے جوئے کھیلے جاتے تھے۔ ہنری ورتھ ان سب کی نگرانی کرتا تھا۔ جب اس نے ڈولی کو ایک شہزادی کے روپ میں دیکھا تو اسے یقین نہیں آیا۔ وہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ جسے ذرہ سمجھ کر چھوڑ آیا ہے وہ ایک دن آفتاب کی طرح جگمگاتی ہوئی آئے گی۔

وہ اسے حیرانی سے دیکھتا ہوا کاؤنٹر کے پاس آیا۔ ڈولی منیجر سے پوچھ رہی تھی "یہاں جوا کھیلنے کی حد کیا ہے؟"

منیجر نے جواب دیا "کوئی حد نہیں ہے۔ آپ لاکھوں ڈالر ہار بھی سکتی ہیں اور جیت بھی سکتی ہیں۔"

ڈولی نے بریف کیس کھولا تو وہ بڑے نوٹوں کی گڈیوں سے بھرا ہوا تھا۔ ہنری ورتھ کی اوپر کی سانس اوپر ہی رہ گئی۔ ڈولی ایک لاکھ ڈالر کاؤنٹر پر رکھتے ہوئے بولی "مجھے ایک لاکھ ڈالر کے ٹوکن دو۔ مجھے تاش کھیلنے سے دلچسپی ہے پھر یہ کہ مجھے ایک ملازم کی ضرورت ہے جو میرا بریف کیس اور ٹوکن وغیرہ کو میرے ساتھ لے کر چلے۔ بائی دی وے یہ جو ملازم کھڑا ہوا ہے' مجھے بڑی دیر سے کیوں تک رہا ہے؟"

منیجر نے جلدی سے کہا "مس! آپ غلط سمجھ رہی ہیں۔ یہ ملازم نہیں کیسینو کے مالک ہیں' یہاں تمام دھندوں کی نگرانی کرتے ہیں۔"

وہ بولی "میں نے سنا ہے کہ اس کیسینو کی کوئی مالکہ ہے۔"

"جی ہاں یہ ہماری مالکہ کے شوہر ہیں۔"

"یعنی اصل مالک نہیں ہیں۔ بیوی کی کمائی کھاتے ہیں؟"

ہنری نے جھینپ کر ذرا غصہ دکھاتے ہوئے کہا "تم حد سے بڑھ رہی ہو۔ یہاں ہار جیت کے لئے آئی ہو۔ ہارو یا جیتو پھر چلی جاؤ۔"

"تم مجھے جانے کو کہہ رہے ہو۔ اگر میں یہاں کی مالکہ تک رپورٹ پہنچا دوں کہ تم ایک لاکھ ڈالر داؤ پر لگانے والی اسامی کو یہاں سے جانے کو کہہ رہے ہو تو وہ پھر تمہاری بیوی کی زبان بولے گی یا ایک مالکہ کی حیثیت سے گندی زبان استعمال کرے گی۔"

پھر وہ منیجر سے بولی "میں ابھی یہاں کی مالکہ سے بات کرنا چاہتی ہوں۔ فون پر رابطہ کراؤ۔ میں اسے بتانا چاہتی ہوں کہ ایک لاکھ ڈالر کی اسامی کس شخص کی وجہ سے واپس جارہی ہے۔"

منیجر سوالیہ نظروں سے ہنری کو دیکھنے لگا۔ ہنری نے ڈولی سے کہا "مس' میری زبان سے آپ کی شان میں جو گستاخی ہوئی ہے اس کے لئے معافی چاہتا ہوں۔ آیئے میں آپ کا بریف کیس اور ٹوکن کی ٹرے لے چلتا ہوں۔"

اس نے بریف کیس اور ٹوکن کی ٹرے اٹھالی۔ اس کے ساتھ قمار خانے کے اس حصے میں جانے لگا جہاں تاش کے پتّوں سے کھیلا جاتا تھا۔ اس نے ساتھ چلتے ہوئے پوچھا "تم ڈولی ہو نا؟"

"تم یہ سوال کیوں کررہے ہو؟"

"میں کشمکش میں ہوں۔ تم بالکل ڈولی جیسی ہو مگر اس کا رنگ ایسا نہ تھا۔ وہ چراغ تھی تم چاند ہو۔"

"وہ غریب تھی میں امیر ہوں۔"

"ہاں ہاں۔ میں ابھی یہی کہنے والا تھا۔ کیا وہ تم ہی ہو؟"

"امیر ہو یا غریب' ڈولی صرف ڈولی ہے۔ اس ڈولی کے ساتھ سامان اٹھائے ایک ملازم کی طرح چلتے ہوئے کیسا لگ رہا ہے؟"

"میں ملازم نہیں ہوں۔ تم نے تجسس پیدا کردیا تھا' اس میں حقیقت معلوم کرنے کے لئے ملازم بن کر چل رہا ہوں۔"

"نہیں مسٹر! میں ایک کیسینو کی مالکہ کے شوہر کو نوکر بنا کر اپنے ساتھ لے جارہی ہوں۔ تمہاری اوقات یہی ہے۔ اپنی اوقات سے انکار کروگے تو میں تمہاری بیوی نما مالکہ تک شکایت پہنچادوں گی۔"

وہ چپ رہا لیکن اندر ہی اندر پیچ و تاب کھاتا رہا۔ حیران بھی ہوتا رہا کہ ڈولی چند ماہ میں اتنی امیر و کبیر کیسے بن گئی ہے کہ بریف کیس میں بڑے نوٹوں کی گڈیاں لے کر کیسینو میں لٹانے کے لئے آئی ہے۔

ہنری نے سوچ لیا کہ اسے جیت کر جانے نہیں دے گا۔ اس کے بریف کیس میں جتنی رقم ہے وہ سب یہاں سے ہار کر خالی ہاتھ جائے گی۔

ہر قمار خانے کی طرح اس کیسینو میں بھی بڑے چالاک اور دغاباز جواری تھے جو اپنی مالکہ کے اشارے پر بڑے بڑے رئیسوں کو کنگال بنادیتے تھے۔ ہنری نے ڈولی کو ایسی ہی ایک میز پر بٹھایا جہاں ہنری اور کرسٹینا وائٹ کا ایک شاطر پتے باز بیٹھا ایک رئیس کے ساتھ کھیل رہا تھا۔ ہنری نے اس شاطر سے کہا "مسٹر رائل! یہ مس ڈولی ہیں۔ تم دونوں کے ساتھ لمبا کھیل جاری رکھ سکتی ہیں۔ انہیں اپنے کھیل میں شریک کرلو۔"

رائل نے ڈولی کو خوش آمدید کہا۔ وہاں بیٹھے ہوئے رئیس نے اٹھ کر کہا "میں تو بالکل خالی ہوچکا ہوں' کوئی بات نہیں' کل پھر آؤں گا۔"

وہ چلا گیا۔ رائل نے تاش کی گڈی پھینٹ کر ڈولی کو دی۔ پھر کہا "تم بھی اسے پھینٹ لو اور اپنے ہاتھوں سے پتے بانٹو۔ میں خاتون کھلاڑی کو پہلا موقع دیتا ہوں۔"

ڈولی پتے پھینٹ کر بانٹنے لگی۔ ہنری ورتھ وہاں سے چلا گیا۔ رائل نے کہا "پہلے دو چالیں بلائنڈ ہوں گی۔ ہم اپنے اپنے پتے بعد میں دیکھیں گے' بولو کتنے کی چال؟"

ڈولی نے ٹوکن آگے رکھتے ہوئے کہا "پچیس ہزار ڈالر کی چال۔"

رائل نے اسے حیرانی سے دیکھا پھر کہا "سوری مس! کیا تم ہار کھیلنے آئی ہو۔ پتے دیکھے بغیر پچیس ہزار کی چال چل رہی ہو۔"

"مسٹر رائل! تمہیں اعتراض ہے تو میں چلی جاؤں گی۔"

"نہیں بھلا مجھے کیا اعتراض ہوسکتا ہے۔ یہ لو میں پچیس ہزار دے رہا ہوں۔"

اس طرح دوسری بلائنڈ چال میں پچیس پچیس ہزار آئے۔ ان کے درمیان ایک لاکھ کے ٹوکن پہنچ گئے۔ ڈولی نے اپنے پتے اٹھا کر دیکھے۔ تین بیگم کے پتے آئے تھے۔ رائل کے پاس دو بادشاہ اور ایک نہلا تھا۔ یعنی وہ ہارنے والا تھا۔ لیکن چالبازی سے جیت جاتا تھا۔ جس طرح مسمریزم جاننے والے نظربندی کے حیرت انگیز جادوئی تماشے دکھاتے ہیں اسی طرح رائل اپنے مخالف کھلاڑی کی نظربندی کرتا تھا اور چشم زدن میں پتے بدل لیتا تھا۔

وہ اس بار بھی ڈولی کی نظربندی کرکے بادشاہ کا تیسرا پتا لے آتا اور اپنے پاس آنے والے نہلے کو چھپا دیتا تو یقیناً جیت جاتا لیکن اس کے اندر ثانی بیٹھی ہوئی تھی۔ رائل نے اپنی دانست میں مسمریزم کا عمل کیا' ڈولی کی نظربندی کی پھر اپنے نہلے کے پتے کو گڈی میں رکھ کر اس میں سے ایک بادشاہ کا پتا اٹھانا چاہا۔ ثانی نے اس پر غالب آکر اسے گڑبڑا دیا۔ اس نے بادشاہ کے بجائے غلام کا ایک پتا لے کر اپنے باقی دو پتوں میں شامل کیا اور مطمئن ہوگیا کہ اب اس کے پاس تین بادشاہ ہوگئے ہیں۔

وہ مسکرا کر بولا "مس ڈولی! تم بڑی مال دار ہو کیوں نہ بڑی رقم لگائی جائے۔ ہم اپنے اپنے پتے دیکھ چکے ہیں۔ میں پچاس ہزار ڈالر کی چال دے رہا ہوں۔"

ڈولی نے بھی پچاس ہزار کے ٹوکن دیئے۔ پھر انٹرکام کے ذریعے منیجر سے کہا "میرے ٹوکن ختم ہوچکے ہیں' دو لاکھ ڈالر کے ٹوکن فوراً لے آئیں۔"

منیجر کے اسسٹنٹ نے ٹوکن پہنچائے اور ڈولی سے نقد دو لاکھ ڈالر لے گیا۔ وہ ایک لاکھ کے ٹوکن آگے بڑھاتے ہوئے بولی "مجھے کچھوے کی چال پسند نہیں ہے۔ یہ رہی ایک لاکھ کی چال۔"

وہ بھی جواباً ایک لاکھ کی چال چلتے ہوئے بولا "معلوم ہوتا ہے تمہارے پاس تین اکے آگئے ہیں۔"

"میں قسم کھا کر کہتی ہوں کہ میرے پاس تین اکے نہیں ہیں۔ میرے کھیلنے کا انداز ایسا ہے کہ مخالف کھلاڑی پریشانی میں کوئی غلطی کر بیٹھتا ہے۔"

وہ ہنستے ہوئے بولا "میں پریشان ہونے اور غلطی کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔"

وہ مزید ایک لاکھ کے ٹوکن آگے بڑھا کر بولی "شو کراؤ گے یا اور ٹوکن منگواؤں۔"

"میں ہار ماننے والا نہیں ہوں اور ٹوکن منگوالو۔"

ڈولی نے مزید سات لاکھ ڈالر کے ٹوکن منگوائے۔ اس طرح وہ اب تک دس لاکھ ڈالر داؤ پر لگارہی تھی۔ رائل مطمئن تھا کہ ڈولی کے پاس تین اکے نہیں ہیں لہٰذا اس کے تین بادشاہ بازی جیت جائیں گے۔ دونوں اپنی اپنی جگہ مطمئن تھے اور ایک ایک لاکھ کی چال چل رہے تھے۔ رائل کے ٹوکن بھی ختم ہوگئے تھے۔ وہ بھی انٹرکام کے ذریعے رابطہ کرکے ٹوکن منگوا رہا تھا۔

ہنری ورتھ کیسینو کی چوتھی منزل میں اپنی بیوی کرسٹینا وائٹ کے ایک خاص کمرے میں آگیا تھا۔ وہاں کئی بڑے بڑے ٹی وی سیٹ تھے۔ کرسٹینا ایک صوفے پر آرام سے بیٹھی تمام ٹی وی کے اسکرین پر کیسینو کے مختلف حصوں میں جوا کھیلنے والوں کو دیکھ رہی تھی۔ اس نے ہنری کو دیکھ کر پوچھا "کیا تمہیں میری عزت کا خیال

نہیں ہے۔ تم ایک ملازم کی طرح اس لڑکی کا بریف کیس اور ٹوکن ٹرے اٹھا کر لے جا رہے تھے؟"

"میں نے مصلحتاً ایسا کیا ہے۔ یہ وہی لڑکی ہے جو میرے پیچھے پڑ گئی تھی۔ میں نے بڑی مشکلوں سے جان چھڑا کر تم سے شادی کی ہے۔ وہ بہت غریب تھی لیکن چند ماہ بعد بے انتہا دولت مند بن کر یہاں رقم لٹانے آئی ہے۔ میں نے اسے رائل کے ساتھ لگا دیا ہے تاکہ بالکل کنگال ہو کر یہاں سے جائے۔"

کرسٹینا نے کہا "شاباش! یہ تم نے اچھا کیا۔ رائل اس لڑکی کو نچوڑ کر رکھ دے گا۔"

ادھر رائل مزید پانچ لاکھ کے ٹوکن منگوانا چاہتا تھا۔ کرسٹینا نے انٹرکام کے ذریعے منیجر سے کہا "رائل سے کہو۔ پہلی بازی اتنی لمبی نہ کھیلے۔ دو لاکھ کے ٹوکن دے کر شو کرائے۔ دوسری بازی میں اس لڑکی کا بریف کیس خالی کرایا جائے۔"

منیجر نے مالکہ کے حکم کے مطابق رائل کو دو لاکھ کے ٹوکن لا کر دیئے پھر کہا "یہ آخری ٹوکن ہیں، آپ شو کرائیں۔"

رائل سمجھ گیا کہ یہ مالکہ کا حکم ہے لہٰذا اس نے وہ تمام ٹوکن ڈولی کی طرف بڑھا کر کہا "اپنے پتّے شو کرو۔"

ڈولی نے اپنے پتّے دکھاتے ہوئے کہا "میرے پاس تین بیگم ہیں۔"

رائل نے ہنستے ہوئے کہا "تمہاری تین بیگموں سے شادی کرنے کے لئے میرے پاس تین بادشاہ ہیں۔ میں بادشاہوں کے چہرے دکھاؤں گا تو تمہاری بیگمات شرما جائیں گی۔"

وہ میز کے وسط میں رکھے ہوئے بائیس لاکھ ڈالر کے ٹوکن دونوں ہاتھوں سے اپنی طرف سمیٹنا چاہتا تھا کہ ڈولی نے اس کا ہاتھ پکڑ کر کہا "اصول کے مطابق پہلے پتّے دکھاؤ۔ ہو سکتا ہے میری بیگمات کو دیکھتے ہی تم اپنے تمام بادشاہوں کے ساتھ بھاگ جاؤ۔"

وہ مسکراتے ہوئے سیدھا بیٹھ گیا۔ اس نے پہلے ایک پتّا الٹ کر دکھایا۔ پہلا بادشاہ نظر آیا۔ اس نے دوسرا سیدھا کیا۔ دوسرا بادشاہ دکھائی دیا۔ وہ ہنستے ہوئے بولا "میں نے کھیل کے ... ان باتوں ہی باتوں میں تم سے پوچھا تو تم نے قسم کھا کر کہا کہ تمہارے پاس تین اکّے نہیں ہیں۔ میں سمجھ گیا کہ تمہارے پاس جو بھی پتّے ہیں وہ بادشاہ سے نیچے ہیں کیونکہ تین بادشاہ میرے پاس ہیں۔ یہ دیکھو تیسرا......"

وہ تیسرے پتّے کو سیدھا کرتے کرتے ایک دم سے بوکھلا گیا۔ ٹی وی اسکرین پر کرسٹینا اور ہنری دیکھ رہے تھے کہ رائل کے ہاتھ میں تیسرا پتّا بادشاہ کا نہیں، غلام کا ہے۔ ڈولی بائیس لاکھ ڈالر کے ٹوکن اپنی طرف سمیٹ رہی تھی۔ اس میں سے دس لاکھ اس کے اپنے تھے باقی بارہ لاکھ اس نے ایک ہی بازی میں جیت لئے تھے۔ وہ بولی "میں یہ بائیس لاکھ ڈالر ایک ہی چال میں لگا سکتی ہوں۔ کیا اتنا حوصلہ تمہاری کیسینو کی مالکہ میں ہے؟"

یہ کرسٹینا کے لئے ایک چیلنج تھا۔ وہ ہنری سے بولی "ا... کوڑی کی لڑکی نے پہلی بار دولت دیکھی ہے اور پہلی جیت نے ا... کا دماغ خراب کر دیا ہے، یہ مجھے چیلنج دے رہی ہے۔"

ہنری ورتھ نے کہا "میں حیران ہوں کہ رائل کیسے ہار گیا... مسمریزم جانتا ہے۔ ہم نے اسے پتّے بدلتے ہوئے دیکھا ہے... کے باوجود وہ ڈولی سے ہار گیا۔"

اسی وقت انٹرکام سے اشارہ موصول ہوا۔ کرسٹینا نے ا... بٹن آن کیا پھر رائل کی آواز سن کر بولی "گدھے کے بچّے! تم... اناڑی لڑکی سے ہار گئے؟ تم نے مجھے بارہ لاکھ ڈالر کا نقصان... ہے۔ کیا بارہ لاکھ ڈالر کم ہوتے ہیں۔"

وہ دوسری طرف سے بولا "سوری میڈم! میں ہر رات لا... ڈالر جیت کر تمہیں دیتا ہوں، آج ذرا سی چوک ہو گئی۔ مجھے... بادشاہ اٹھانا تھا۔ میں نے بے خیالی میں غلام کا پتّا اٹھا لیا۔"

"میں مانتی ہوں۔ تم کبھی ہارتے نہیں ہو اور مجھے لاکھو... فائدہ پہنچاتے رہے ہو لیکن میں صرف منافع دیکھتی ہوں، ایک... ہارنے کا بھی نقصان برداشت نہیں کر سکتی۔"

"میں ابھی نقصان کو فائدے میں بدل دوں گا۔ وہ لا... بازی کھیلنا چاہتی ہے لیکن پہلی ہی بلائنڈ چال میں بائیس لاکھ داؤ پر لگانا چاہتی ہے۔ میں اس کے پورے بائیس لاکھ ڈالر کے قدموں میں لا کر رکھ دوں گا۔"

ثانی کرسٹینا کے دماغ پر حاوی ہو گئی۔ وہ ثانی کی مرضی کے مطابق بولی "اس لڑکی سے کہو صرف بائیس لاکھ نہیں، ا... بریف کیس میں جتنی رقم ہے وہ سب ایک ہی چال میں... لگائے۔"

منیجر نے ڈولی کے پاس آ کر پوچھا کہ کیا وہ بائیس لاکھ کے علاوہ بریف کیس کی تمام رقم ایک ہی بلائنڈ چال میں لگا سکتی ہے؟ ڈولی نے کہا "میں اسّی لاکھ لے کر آئی تھی جس... دس لاکھ کھیل چکی ہوں اب ستّر لاکھ رہ گئے ہیں۔ جاؤ اس... بھی ٹوکن لے آؤ اور اپنی مالکہ کے سورما کھلاڑی کو یہاں بھیج...

منیجر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ڈولی اور رائل کے لئے... لاکھ کے الگ ٹوکن لے آیا۔ رائل نے کرسی پر بیٹھتے ہ... "اس بار میں پتّے پھینٹ کر بانٹوں گا۔"

ڈولی نے اعتراض نہیں کیا۔ ثانی رائل کے دماغ م... ہوئی تھی۔ رائل کے چور خیالات کہہ رہے تھے کہ اب... ہونے کا کمال دکھائے گا۔ یعنی پتّے بازی کرے گا۔ یہ ایسا ہنر ہوتا ہے کہ پتّے پھینٹنے والا یہ ماہرانہ حساب رکھتا ہے... بادشاہ، بیگم اور غلام اور دوسرے پتّے کس طرح اس کی مط... پر گڈی کے اندر پہنچ رہے ہیں۔ رائل نے طے کیا تھا کہ ا... تین اکّے رکھے گا پھر باقی جو بھی پتّے ڈولی کے پاس جائیں... کی ہار ہی ہار ہو گی۔

وہ تاش پھینٹ رہا تھا لیکن ثانی کی مرضی کے مطابق پتّے ...ٹ رہا تھا۔ پھر اس نے باقی گڈی کو ایک طرف رکھ کر کہا "بس ...ب چال، بلائنڈ چال (اندھی چال)۔ نہ میں نے پتّے دیکھے ہیں نہ ...نے دیکھے ہیں۔ اس طرح ستّر لاکھ ڈالر کی بازی ڈنگ والے ہی ...لیتے ہیں۔"

ڈولی نے مسکرا کر ایک پتّا الٹا۔ وہ ستّہ تھا۔ رائل فاتحانہ ...از میں مسکرایا۔ پھر اپنا ایک پتّا اٹھا کر بولا "میرا یہ پہلا پتّا ہی ...ارے لئے دھماکا ہے۔"

اس نے پتّے کو الٹ کر دکھایا۔ وہ بھی ستّہ تھا۔ اس نے گھبرا کر ...پتّے کو ایسے میز پر چھوڑ دیا جیسے بچھو کو پکڑ لیا تھا۔ اس کے ...اب سے اکّا نکلنا چاہئے تھا۔ ڈولی نے اپنا دوسرا پتّا دکھایا۔ وہ دہلا ...حساب میں غلطی کے باعث رائل بری طرح بدحواس ہو گیا ...اس نے دوسرا پتّا الٹایا۔ ڈولی کی طرح اس کے پاس بھی دہلا آیا ...اس کے پاس تین اکّے آنے چاہئے تھے۔ اس کے برعکس ڈولی ...برابر پتّے نکل رہے تھے۔ اس سے صبر نہ ہو سکا۔ اس نے تیسرا ...ی الٹ دیا۔ وہ نہلا تھا۔ اس کے جواب میں ڈولی نے تیسرا پتّا ...یا۔ وہ دہلا تھا۔ اسی کو نہلے پہ دہلا کہتے ہیں۔ ڈولی صرف ایک پتّے ...برتری سے ستّر لاکھ جیت گئی اور پہلے کے بارہ لاکھ ملا کر اس نے ...لاکھ ڈالر جیت لئے۔ رائل اپنی مالکہ کی ناراضگی کے خیال ...اتنی بڑی شکست تسلیم نہیں کرنا چاہتا تھا۔ وہ میز پر گھونسا مار کر ...چاہتا تھا "یہ لڑکی کوئی پراسرار عمل جانتی ہے۔ یہ فریب سے ...بڑی رقم جیت رہی ہے۔" لیکن ثانی نے ایسا کہنے نہیں دیا۔ وہ ...کی مرضی کے مطابق کرسی سے اچھل کر دیوار کی طرف گیا اور ...سے سر ٹکرا کر کہنے لگا "میں نے آج تک شکست نہیں کھائی۔ ایک لڑکی سے شکست تسلیم کرنے سے پہلے جان دے دوں..."

کرسٹینا کے حکم سے چند ملازموں نے رائل کو جکڑ لیا۔ اسے ...پر سر مارنے سے باز رکھا اور وہاں سے لے گئے۔ ثانی اب ...سٹینا کے اندر آ گئی۔ ہنری اس سے کہہ رہا تھا "وہ اتنی بڑی رقم ...سے نہیں لے جا سکتی۔ ہمارے کرائے کے غنڈے آخر کس ...ام آئیں گے۔"

وہ ثانی کی مرضی کے مطابق بولی "یو شٹ اپ۔ کرائے کے ...ے تمہیں جوتے ماریں گے کیونکہ وہ تمہاری سابقہ گرل فرینڈ ...تم سے انتقام لینے آئی تھی اور تمہاری وجہ سے اس نے مجھے ...ا نقصان پہنچایا ہے۔ جاؤ، میرے کمرے سے نکل جاؤ۔ جب ...یں نہ کہوں مجھے اپنی صورت نہ دکھانا۔"

وہ سر جھکا کر چلا گیا۔ کرسٹینا نے انٹرکام کے ذریعے منیجر سے کہا۔ ...یا ڈولی کو اس کی جیت پر مبارکباد دو۔ اس سے کہو جیت کی تمام ...قم میں خود اس کی کار کے پاس لا رہی ہوں۔ تم اس کے ساتھ ...ل جاؤ۔"

وہ انٹرکام کو آف کر کے الماری کے پاس آئی۔ اس میں سے دو بڑے چرمی بیگ نکالے۔ انہیں لے کر آئرن سیف کے پاس آئی اسے پہلے چابی سے پھر مخصوص نمبروں سے کھولا۔ وہاں بڑے نوٹوں کی گڈیاں ایک خانے میں بھری ہوئی تھیں۔ وہ رقم دو کروڑ ڈالر سے زیادہ ہو گی۔ اس نے وہ تمام رقم دونوں بیگوں میں بھر دی۔ کچھ بیش قیمت ہیرے اور موتی بھی تھے۔ وہ بھی اس نے بیگ میں ڈال دیئے۔ پھر سیف کو اور دونوں بیگوں کو بند کر کے دو ملازموں کو بلایا اور انہیں حکم دیا کہ وہ بیگ اٹھا کر پارکنگ ایریا میں چلیں۔

ڈولی وہاں منیجر کے ساتھ کھڑی ہوئی باتیں کر رہی تھی۔ ہنری ورتھ ایک جگہ چھپا ہوا ڈولی اور اس کی مہنگی کار کو دیکھ رہا تھا۔ وہ بیاسی لاکھ جیت کر جانے والی کے متعلق سوچ رہا تھا "میں نے اس سے بے وفائی کی۔ یہ زندگی کی سب سے بڑی بھول تھی۔ یہ مجھے دل میں بٹھاتی تھی اور کرسٹینا مجھے سینڈل کی طرح پہنتی ہے۔ کیا مجھے پھر پٹڑی بدلنا چاہئے؟"

اسی وقت کرسٹینا آ گئی تھی۔ ملازم اس کے حکم کے مطابق پچھلی سیٹ کا دروازہ کھول کر دونوں بیگ رکھ رہے تھے۔ پھر اس نے منیجر اور ملازموں کو جانے کا حکم دیا۔ جب وہ چلے گئے تو اس نے کہا "مس ڈولی! آج تم نے کمال کر دیا ہے۔ میں نے تم سے ایک مرد کو چھین لیا تھا۔ تم اس سے بھی زیادہ بہت کچھ چھین کر مجھ سے

لے جارہی ہو۔ مال و دولت سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں ہوتی۔ ہنری جیسے مرد تو بوائے فرینڈ بن کر آتے جاتے ہی رہتے ہیں۔ میں بھی اس پر تھوک دوں گی اور کہوں گی' جاؤ اب کسی تیسری کو پھانسنے کی کوشش کرو۔"

یہ کہہ کر اس نے الوداعی مصافحہ کیا پھر چلی گئی۔ ہنری چھپا ہوا حیرت سے اس کی قیمتی گاڑی کو دیکھ رہا تھا جسے ٹھکرا کر آیا تھا وہ بالکل شہزادی کی طرح آئی تھی اور شہزادی کی طرح مال و دولت کا نذرانہ لے کر جارہی تھی۔ جو ایک رات میں لاکھوں ڈالر جیت جائے یا ہار جانے کا حوصلہ رکھتی ہو وہ پتا نہیں کتنی دولت مند ہوگئی ہوگی۔ پتا نہیں اس نے کتنا بینک بیلنس رکھا ہوا اور کاروبار میں کتنے شیئرز خرید رکھے ہوں۔

کرشینا کے جاتے ہی وہ مختلف کاروں کے پیچھے سے گزرتا ہوا ڈولی کے پاس آیا۔ وہ اپنی کار کی اسٹیئرنگ سیٹ پر بیٹھ کر دروازہ بند کررہی تھی۔ وہ عاجزی اور محبت سے بولا "ڈولی! مجھے معاف کردو اور غصہ تھوک کر میری گزارش سن لو۔"

وہ بولی "کرشینا کے جاتے ہی تم آگئے۔ یعنی یہاں کہیں چھپے ہوئے اس کی باتیں سن رہے تھے۔ تم مجھے غصہ تھوکنے کو کہہ رہے ہو کیونکہ اب وہ تم پر تھوک کر اس کیسینو سے تمہیں ٹھوکر مار کر نکال دے گی۔ آئندہ تمہیں کسی اور دولت مند لڑکی کو پھانسنا ہوگا۔ ابھی تو مجھ سے دولت مند تمہیں کوئی نظر نہیں آرہی ہے پھر یہ کہ میں پہلے کی پھنسی پھنسائی ہوں۔ بڑی آسانی سے تمہارے فریب میں آجاؤں گی اسی لئے خاکسار بن کر آئے ہو۔"

"تم طعنے دینے کے بجائے یہ بھی تو سوچ سکتی ہو کہ انسان سے غلطیاں ہوتی ہیں۔ اگر وہ اپنی غلطیوں پر شرمندہ ہوجائے تو اسے معاف کردینا چاہئے اور میں دل کی گہرائیوں سے اپنی اس غلطی پر پچھتا رہا ہوں کہ میں نے تمہاری قدر نہیں کی۔ اب میں دن رات تمہاری قدر کرتا رہوں گا اور صرف تمہارا ہی وفادار بن کر رہوں گا۔"

"مجھے وفادار کی ضرورت نہیں' ایک قابلِ اعتماد جیون ساتھی کی ضرورت ہے اور یہ کوالٹی تم میں نہیں ہے۔ جاؤ بابا! معاف کرو۔ کوئی دوسرا دروازہ دیکھو۔"

اس نے جانے کے لئے کار اسٹارٹ کی۔ ہنری نے شکار کو ہاتھ سے جاتے دیکھ کر فوراً ریوالور نکال لیا۔ پھر اس کا نشانہ لے کر بولا "انجن بند کرو۔ گاڑی حرکت کرے گی تو میں تمہیں گولی ماردوں گا۔"

"آگئے اپنی اوقات پر۔ تمہارے جیسا لالچی اور دولت کا پجاری ایسی ہی حرکتیں کرتا ہے۔ اس کھلونے کو اسی طرح پکڑے رہو۔ میں جارہی ہوں۔"

اس نے کار کو ریورس گیئر پر چلا کر موڑا۔ پھر اس کا رخ بیرونی دروازے کی طرف کرکے اسے ڈرائیو کرتی ہوئی جانے لگی۔

ثانی ہنری کے اندر تھی اس لئے وہ دونوں ہاتھوں سے ریوالور پکڑے کھڑا رہا۔ جس گرل فرینڈ کو دوبارہ شکار کرنا چاہتا تھا اور نہ ہونے پر پچھلی سیٹ سے دونوں بیگ چھین کر لے جانا چاہتا تھا اس کے سامنے کار میں بیٹھ کر نظروں سے اوجھل ہوگئی تھی۔

چونکہ ثانی ہنری کو کنٹرول کررہی تھی اس لئے کرشینا اس کی گرفت سے نکل گیا تھا۔ وہ کیسینو کی لفٹ کے ذریعے اپنے کمرے میں پہنچ کر چونک گئی۔ اسے یاد آرہا تھا جیسے وہ خواب کے عالم میں عجیب و غریب حرکتیں کررہی تھی اور اپنے سیف سے ہیرے موتی اور تمام نقد رقومات دو بیگوں میں رکھ کر ڈولی کی کار تک پہنچا آئی تھی۔ یہ خواب جیسی بات تھی مگر دماغ کہہ رہا تھا کہ ایسی حرکتیں کرچکی ہے۔

وہ تیزی سے چلتی ہوئی سیف کے پاس آئی۔ اسے ایک اور نمبروں سے کھول کر دیکھا تو ہوش اڑ گئے۔ سیف خالی تھا۔ اس نے سیکیورٹی گارڈ سے انٹرکام پر کہا "فوراً پارکنگ آؤ۔ میں وہاں ملوں گی۔"

وہ انٹرکام آف کرکے دوڑتی ہوئی لفٹ کے ذریعے پارکنگ آئی۔ وہاں سے ڈولی کی کار جاچکی تھی اور ہنری ریوالور لئے کھڑا تھا۔ اس نے کرشینا کو دیکھتے ہی کہا "اچھا تو تم مجھ پر تھوک کر اس کیسینو اور اپنی زندگی سے نکال دو گی۔ میں دردر کا بھکاری بننے سے پہلے تمہیں جہنم میں پہنچا دوں گا۔"

وہ ہاتھ اٹھا کر بولی "ٹھہرو' فائر نہ کرنا۔ پہلے میری بات سنو۔ وہ ڈولی....."

اس کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی ہنری نے گولی چلائی۔ ٹھائیں کی آواز کے ساتھ وہ سینے پر گولی کھا کر لڑکھڑاتی گئی۔ پھر ایک کار سے ٹکرا کر گر پڑی۔ دوسری لفٹ سے گارڈ آگیا تھا۔ جب اس نے دیکھا کہ ہنری نے اس کی مالکن کو ہلاک کردیا ہے تو اس نے فوراً ہی ایک کار کے پیچھے پوزیشن لے کر فائر کیا۔ اس گولی نے اسے ہلاک نہیں کیا صرف زخمی کیا۔ وہ جوابی فائرنگ کرتا ہوا ایک کار کے پیچھے چھپنے جارہا تھا۔ دوسری گولی نے اس کی کھوپڑی میں سوراخ کردیا۔ ثانی اس کے دماغ سے نکل آئی۔ اب وہ مردہ دماغ میں نہیں رہ سکتی تھی۔

ڈولی کی انتقامی کارروائی پوری ہوچکی تھی۔ اپنے محبوب کو چھیننے والی کرشینا سے وہ کروڑوں ڈالر نقد اور ہیرے حاصل کرچکی تھی اور وہ اس بے وفا ہنری کے ساتھ یوں ہلاک ہوئی کہ آئندہ ڈولی پر یہ الزام نہیں آسکتا تھا کہ اس نے کرشینا کی تمام دولت پراسرار طریقے سے حاصل کی ہے۔

پہلے یہ سوچا گیا تھا کہ بچے کو اس کے اصلی باپ کے طور پر دلایا جائے گا لیکن ہنری کی بے وفائی اور لالچ نے ثابت کردیا تھا کہ وہ ڈولی کا محبوب شوہر اور بچے کا باپ بن کر نہیں رہ سکے گا لہٰذا اسے بھی ختم کردیا گیا۔ امریکی معاشرے میں ایک ناجائز بچے کی ماں بن کر رہنا کوئی شرمندگی کی بات نہیں تھی اور اب ڈولی اتنی دولت مند ہوگئی تھی کہ آئندہ کسی نئے آئیڈیل سے شادی کرکے بچے کو اس باپ کا نام دے سکتی تھی۔

پارس اس بچے کا کنوارا باپ بنا ہوا تھا۔ بچہ ابھی تک سایہ بنا ہوا تھا جبکہ پارس ظاہر ہوکر اس گاڑی کی پچھلی سیٹ پر آگیا تھا جس میں ڈاکٹر سفر کررہا تھا اور وہ اگلی سیٹ پر فوجی ڈرائیور کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ اب اس گاڑی سے باہر جانا ضروری ہوگیا تھا کیونکہ بچہ کسی وقت بھی بھوک سے رونا شروع کردیتا تو اگلی سیٹ والوں کو ان کی موجودگی کا علم ہوسکتا تھا۔

اس نے ڈاکٹر کے اندر آکر اس کے دماغ کو لوری دینے کے انداز میں تھپکنا شروع کردیا۔ وہ ایک منٹ کے اندر ہی سیٹ کی پشت سے ٹیک لگا کر سوگیا۔ پھر اس نے ایک نیم تاریک راستے سے گزرتے ہوئے ڈرائیور کے دماغ پر قبضہ جمایا۔ اس نے گاڑی روک دی۔ پارس بچے کو دونوں بازوؤں میں اٹھائے دروازہ کھول کر فٹ پاتھ پر آگیا۔ پھر اس نے دروازے کو بند کرکے ڈرائیور کو آگے جانے پر مجبور کردیا۔ وہ ڈرائیو کرتا ہوا چلا گیا۔

اب اسے نیم تاریک راستوں سے گزرنا تھا۔ روشنی میں بچے کا سایہ دکھائی دے سکتا تھا۔ وہ دائیں بائیں دیکھ رہا تھا تاکہ کسی اپارٹمنٹ یا کسی بنگلے میں اتنے گھنٹوں کے لیے چھپنے کی جگہ مل جائے کہ بچہ جسمانی طور پر ظاہر ہوجائے۔ تب وہ اسے ڈولی کے پاس لے جائے گا۔

فی الوقت اس کے پاس بچے کو نہ لے جانے کی وجوہات یہ تھیں کہ وہ بچے کو سائے کی صورت میں ڈولی کے حوالے نہیں کرنا چاہتا تھا۔ پھر وہ اپنی آنٹی کے پاس تھی اور وہاں اس کے والدین اور دوسرے رشتے دار آئے ہوئے تھے' وہ ان سب کو تنویمی عمل کے زیرِ اثر لاکر خود وہاں رہنا نہیں چاہتا تھا۔

ہاں یہ سوچا تھا کہ کہیں پناہ نہیں ملے گی تو پھر ڈولی اس کی اور ثانی کی معمول تھی۔ وہ اسے اس بات پر مائل کرسکتے تھے کہ اپنے لئے ایک خوب صورت بنگلا خرید کر وہاں اپنے بچے کے ساتھ رہے۔ وہیں پارس بھی رہ سکے گا اور کوشش یہ ہوگی کہ ڈولی کسی اچھے شخص کے ساتھ شادی کرکے ایسی ازدواجی زندگی گزارے کہ دیوی اور انٹیلی جنس والوں کو یہ شبہ نہ ہو کہ یہ وہی بچہ ہے جو کبھی سایہ بن کر ہیڈ کوارٹر پہنچا تھا۔

وہ مختلف بنگلوں کے پاس سے گزرتا جارہا تھا پھر ذرا سا پریشان ہوکر رک گیا۔ بچے کا سایہ رو رہا تھا۔ یہ ایک مسئلہ تھا۔ اگر قریب سے گزرنے والے بچے کے رونے کی آواز سنتے تو حیرانی سے دیکھتے کہ اس کے پاس بچہ نظر نہیں آرہا ہے پھر رونے کی آواز کہاں سے آرہی ہے؟

پارس نے کبھی تین چار ماہ کے بچے کو گود میں لے کر اس کی ناز برداری نہیں کی تھی۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ رونے والے بچے کو کیسے چپ کرایا جاتا ہے پھر بھی وہ اسے تھپکنے لگا۔ دونوں بازوؤں میں اسے جھولے کی طرح جھلانے لگا۔ وہ ایک رہائشی علاقے میں تھا اس لئے اسٹریٹ میں دور تک کوئی نظر نہیں آرہا تھا۔ سردی کے باعث رات کے دس بجے ہی سب اپنے مکانوں میں آتش دانوں کے پاس تھے یا کمبلوں میں دبک کر سو رہے تھے۔

بچہ خاموش نہیں ہورہا تھا۔ وہ بھوکا تھا۔ یا پھر ماں کی گود کی گرمی چاہتا تھا۔ وہ پریشان ہوکر بولا "کیا مصیبت ہے۔ ارے چپ ہوجا میرے باپ! میں تجھے لے کر کسی اسٹور میں دودھ اور فیڈر وغیرہ خریدنے جاؤں گا تو تماشا بن جاؤں گا۔ لوگوں کی بھیڑ لگ جائے گی پھر ہیڈ کوارٹر تک ہماری خبر پہنچ جائے گی۔"

اچانک ایک نسوانی آواز سنائی دی "عجیب احمق آدمی ہے' بچہ پیدا کرلیا مگر اسے آرام اور حفاظت سے رکھنا نہیں جانتا۔"

پارس نے گھوم کر دیکھا۔ ایک دوشیزہ ایک گھنے درخت کے سائے سے نکل کر اس کے پاس آرہی تھی۔ اس نے پارس کے دونوں ہاتھوں کو دیکھ کر پوچھا "تم تو بالکل اناڑی باما پ ہو۔"

"یہ باماپ کیا ہوتا ہے؟"

"وہ ہوتا ہے جو ماں کے بغیر بچہ پیدا کرتا ہے۔ یہ جو بچہ رو رہا ہے اسے تم نے پیدا کیا ہے نا؟"

"کیا تم پاگل خانے سے آئی ہو؟ کیا مرد بھی بچے پیدا کرتے ہیں؟"

وہ خالی ہاتھوں کو دیکھ کر بولی "مرد کرتے ہیں اور اپنے بچوں کے لئے مصیبت بن جاتے ہیں۔ تمہیں یہ بھی نہیں معلوم کہ بچے کو اپنے آگے دونوں بازوؤں میں لینا چاہئے۔ مگر وہ یہاں آگے نہیں ہے۔ تم نے اس ننھے کو اپنے پیچھے شاید جھولی میں لٹکایا ہے۔"

اس نے پارس کے پیچھے جاکر دیکھا۔ نہ جھولی نظر آئی' نہ بچہ۔ وہ پارس کے سامنے آکر حیرانی سے بولی "کیا ابھی پیدا نہیں ہوا ہے؟ تمہارے پیٹ میں رو رہا ہے؟"

پارس نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اسے دیکھا۔ بظاہر وہ پاگل نہیں لگ رہی تھی مگر پاگلوں جیسی باتیں کررہی تھی۔ اس نے دوشیزہ کا ہاتھ پکڑ کر بچے کے سائے پر رکھ دیا۔ وہ خوش ہوکر دونوں ہاتھوں سے بچے کو ٹٹولتے ہوئے بولی "ارے یہ تو بچہ ہے۔ کمال ہے تم نے کھڑے کھڑے پیدا کرلیا؟"

وہ گہری سانس لے کر آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے بولا "یا خدا! کیا یہ بچہ کم تھا کہ اس کے ساتھ یہ دوسری پگلی بھیج دی۔"

"میرا نام پگلی نہیں لکی سیون ہے۔ بہت اچھا نام ہے نا؟ یہ نام میرے پاپا نے رکھا تھا۔"

"یہ نام رکھ کر تمہیں کھلا کیوں چھوڑ دیا؟ کون ہیں تمہارے پاپا؟"

"وہ بہت اچھے ہیں۔ ان کا نام فرہاد علی تیمور ہے۔"

پارس نے ایک دم سے چونک کر اسے بے یقینی سے دیکھا۔ وہ

اس کے ہاتھوں سے بچے کے سائے کو لے کر بولی "لاؤ اسے مجھے دو۔ تم تو اسے رلا رلا کر مار ڈالو گے۔"

وہ بچے کو لے کر ایک ہاتھ سے اس کے چہرے کو ٹٹول کر اس پر جھک گئی۔ دوسرے ہی لمحے میں بچہ چپ ہوگیا۔ لکی سیون اپنی زبان ننھے سائے کے منہ میں دے رہی تھی اور بچہ اس کی زبان کو چوس رہا تھا۔

پارس نے مجھے مخاطب کیا "پاپا! ابھی میرے سامنے ایک جوان لڑکی ہے۔ یہ مجھے پاگل لگتی ہے لیکن آپ کو پاپا کہتی ہے۔ کیا آپ نے ایسی کسی لڑکی کا نام لکی سیون رکھا تھا؟"

"ہاں بیٹے! وہ مجھے ازبکستان میں ملی تھی۔ اس کی یادداشت اتنی کمزور تھی کہ وہ کوئی سی بھی اہم بات ذرا سی دیر میں بھول جاتی تھی' اسے اپنی پچھلی زندگی کبھی یاد نہیں آتی تھی۔ وہ قدرتی طور پر حیرت انگیز ہے۔ نہ اسے سردی لگتی ہے نہ گرمی۔ ہماری دنیا کا کوئی موسم اسے بیمار نہیں بناتا ہے۔ وہ اتنی بڑی دنیا میں نہ جانے کتنے لوگوں سے مل چکی ہوگی لیکن وہ ملنے والے اسے یاد نہیں رہے ہوں گے' وہ سب سے مل کر بھی تنہا رہتی ہے۔"

"پاپا! اس نے آپ کو کیسے یاد رکھا ہے؟"

"میں نے جناب تبریزی سے درخواست کی تھی کہ وہ اپنی دعاؤں اور روحانی عمل سے اسے نارمل بنادیں تاکہ کوئی اس کی معصومیت سے غلط فائدہ نہ اٹھائے۔ معلوم ہوتا ہے جناب تبریزی کی اس پر خاص عنایت ہوچکی ہے۔ اس کی یادداشت پہلے کی طرح کمزور نہیں ہے۔ اس نے میرا نام یاد رکھا ہے۔"

میری بات ختم ہوتے ہی وہ حیرت سے چیخ کر بولی "مائی گاڈ! یہ دیکھو۔ یہ نظر آرہا ہے۔ ہائے کتنا خوب صورت بچہ ہے۔ تم تو بہت پیارے بچے کے باپ ہو۔ جس طرح تم نے اسے پیدا کیا ہے اسی طرح ایک اور کھڑے کھڑے پیدا کردو اور اسے اپنے پاس رکھ لو۔ یہ میری گود میں ہے۔ اسے میں اپنے پاس رکھ لوں گی۔"

میں نے ہنستے ہوئے کہا "بیٹے! تمہیں جوڑ کا توڑ ملی ہے۔ تم دوسروں کی ناک میں دم کردیتے تھے یہ تمہاری ناک میں دم کردے گی۔ اسے بھٹکنے کے لئے نہ چھوڑنا۔ اس کی یادداشت اب کمزور نہیں رہی۔ تم اسے مزید نارمل بنانے اور اس کی زندگی سنوارنے کی کوشش کرو۔"

پارس میرے پاس سے چلا گیا۔ لکی سیون آگے بڑھتے ہوئے کہہ رہی تھی "اس گلی کے بعد مین روڈ ہے۔ وہاں بڑے بڑے جنرل اسٹور ہیں۔ تم بچے کے لئے چوسنی اور چوسنا لے لو۔"

"چوسنی تو سمجھ میں آگئی۔ بچے بھوکے نہ ہونے کے باوجود منہ میں لئے رہتے ہیں لیکن یہ چوسنا کیا ہوتا ہے؟"

"بڑے شرم کی بات ہے' باماپ ہوکر نہیں جانتے۔ ارے جس میں دودھ بھرا ہوتا ہے اور بچہ نپل سے دودھ پیتا ہے۔"

"اسے فیڈر کہتے ہیں۔"

"تمہارے کہنے سے کیا ہوتا ہے؟ میرا نام لکی سیون ہے۔ مجھے لکی ون' ٹو' تھری کہو گے تو میں نہیں مانوں گی کیونکہ میں مقدر والی لکی سیون ہوں۔ اسی طرح جو خالی ہوتی ہے وہ چوسنی اور جو دودھ سے بھرا ہو وہ چوسنا کہلاتا ہے۔"

"سمجھ گیا۔ تمہارے ساتھ رہوں گا تو ایک نئی زبان سیکھ لو گا۔"

وہ خیال خوانی کی پرواز کرکے اس کے دماغ میں پہنچا۔ وہ لگی پھر اس نے سانس روک لی۔ پارس نے پوچھا "کیا ہوا؟ کیوں ہنس رہی تھیں؟"

"میرے دماغ میں گدگدی ہورہی تھی۔ جب بھی گدگدی ہوتی ہے میں سانس روک لیتی ہوں۔ اس طرح گدگدی ختم ہو جاتی ہے۔"

"کیا تم اپنے دماغ میں پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتی ہو؟"

"یہ کیا ہوتی ہیں؟"

"ٹیلی پیتھی جاننے والے اپنی سوچ کی لہروں کو دوسرے دماغ تک پہنچاتے ہیں پھر دوسرے کے اندر چھپے ہوئے خیالات پڑھ لیتے ہیں۔"

"ارے ہاں' یاد آیا۔ میرے پاپا ایسا کرتے تھے۔ بیچارے اچھے ہیں' خدا انہیں جنت نصیب کرے۔"

پارس سٹپٹا کر رہ گیا۔ وہ اس کے باپ کو جیتے جی جنت نصیب کروا رہی تھی۔

وہ بولا "کیا بکواس کررہی ہو۔ کیا تمہیں پتا ہے کہ جنہیں کہتی ہو وہ زندہ ہیں؟"

"جانتی ہوں' زندہ ہیں کہیں نہ کہیں ہوں گے۔ میں ا تلاش کررہی ہوں۔ بات یہ ہے کہ میں امریکا آنے سے پہلے گئی تھی۔ وہاں میں نے ایک حسین بوڑھی خاتون کو دیکھا اس جنت بی بی ہے' بس میں نے فیصلہ کرلیا کہ جس دن پاپا ملیں جنت سے ان کا نکاح پڑھا دوں گی۔ اس طرح انہیں جنت ہوجائے گی۔"

وہ جنرل اسٹور میں پہنچ گئے اور بچے کے لئے ضروری خریدنے لگے۔ ایسے وقت اسے پھر ہنسی آئی۔ پارس نے ا انکھیوں سے دیکھا پھر مجھے مخاطب کیا "پاپا! کیا آپ ابھی لکی کے دماغ میں آئے تھے۔"

"نہیں۔ میں تو تمہاری چھوٹی بہن اعلیٰ بی بی (ثانی) او فرہاد سے کھیل رہا ہوں اور ان کی ذہانت بھری شرارتیں د ہوں۔ ویسے کیا وہ اپنے دماغ میں سوچ کی لہروں کو محسوس ہے۔"

"جی ہاں۔ عجوبہ ہے۔ دوسرے تو محسوس کرتے ہیں گدگدی لگتی ہے اور وہ سانس روک لیتی ہے۔"

"اس کا مطلب ہے جناب تبریزی نے اس عجیب لڑکی کے ...غ کو بھی عجوبہ بنادیا ہے۔ کوئی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والا دشمن ...ے نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ معلوم کرو' کون اس کے اندر آتا ...تا تھا؟ بچے کو اسپتال سے لایا گیا ہے اور دیوی بچے کے ذریعے ...اری اور لکی سیون کی باتیں سن سکتی ہے۔"

"یقیناً وہی ہماری تلاش میں ہوگی۔"

"دیوی وغیرہ سے زیادہ دیر نہ الجھنا۔ تین گھنٹے بعد یہاں تمہارا ...ر شہناز (سابقہ ڈی شی تارا) کا نکاح پڑھایا جائے گا۔ تمہیں ...ل خوانی کے ذریعے یہاں حاضر رہنا ہے۔"

"میں ٹھیک تیسرے گھنٹے کے اختتام تک پہنچ جاؤں گا۔"

یہ کہتے ہی اس نے سانس روک لی۔ اس نے اپنے دماغ میں ...ں دیوی کی سوچ کی لہروں کو محسوس کیا تھا۔ پہلے وہ سانس نہیں ...کا کرتا تھا۔ برادر کبیر کی حیثیت سے کہتا تھا "اچھا تو دیوی جی ...ریف لائی ہیں۔"

لیکن اس وقت وہ برادر کبیر نہیں پارس تھا۔ دوسری بار پھر ...ی کی سوچ کی لہریں محسوس ہوئیں۔ اس نے پھر سانس روک لی۔ ...ند لمحوں کے بعد لکی سیون کو ہنسی آئی۔ اس نے بھی سانس روک ...پھر بولی "پتا نہیں کون میرے دماغ کو گدگدا رہا ہے۔"

پارس نے کہا "گدگدا رہی ہے۔"

"تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ وہ عورت ہے؟"

"میں اسے جانتا ہوں۔ وہ ایک بانجھ عورت ہے' کبھی ماں ...یں بن سکے گی اس لئے ہمارا بچہ چھین کر اپنی ممتا کی محرومی دور کرنا ...چاہتی ہے۔ جس نے ہمارا گمشدہ بچہ لاکر ہمیں دیا تھا اس نے مجھے ...بتایا تھا کہ ایک بانجھ عورت ہمارے پیچھے پڑجائے گی' اس سے ...ہوشیار رہنا۔"

لکی سیون نے کہا "بڑی آئی ہمارا بچہ لینے والی' کمینی بدنصیب ...بانجھ عورت۔ میرے پاس آکر بچے کو ہاتھ بھی لگائے گی تو صرف ...اس کے ہاتھ نہیں' پاؤں بھی توڑ دوں گی۔"

دیوی نے اسٹور کے سیلز مین کے دماغ میں آکر کہا "اے ...ذلیل! تو نے مجھے کمینی کہا ہے اب میں تیرا جینا حرام کردوں گی۔"

لکی سیون نے حیرانی سے سیلز مین کو دیکھا پھر پارس سے پوچھا "یہ سیلز مین مرد ہوکر عورت کی زبان اور لہجے میں کیوں بول رہا ہے۔ کیا اس کی جنس تبدیل ہورہی ہے؟"

"ایسی بات نہیں ہے۔ وہ ٹیلی پیتھی جاننے والی بلا اس کی زبان سے بول رہی ہے۔ ابھی اس نے میرے دماغ میں آنے کی دو بار کوششیں کی تھیں۔ اب میں سیلز مین کے ذریعے پوچھتا ہوں کہ یہ صرف ہمارے بچے کے پیچھے کیوں پڑگئی ہے؟"

سیلز مین نے دیوی کی مرضی کے مطابق پوچھا "اگر یہ تم دونوں کا بچہ ہے تو کسی تیسرے نے اسے سایہ بناکر آرمی ہیڈکوارٹر کے اسپتال میں کیسے پہنچادیا تھا؟"

پارس نے حیرانی ظاہر کرتے ہوئے پوچھا "سایہ بناکر؟ یہ بچے کو سایہ کیسے بنایا جاتا ہے؟ وہ تو جس طرح ہم سے بچے کو لے گیا تھا اسی طرح واپس کرگیا ہے۔"

"میں تفصیل سے بتانا ضروری نہیں سمجھتی کہ کسی انسان کو سایہ کیسے بنایا جاتا ہے۔ تم اتنا بتاؤ کہ اپنا بچہ کسی اجنبی کو کیوں دیا تھا؟"

"اس نے ہمیں پچاس ہزار ڈالر دیے تھے اور کہا تھا چوبیس گھنٹے کے بعد بچے کو واپس کردے گا۔ پہلے ہم راضی نہیں ہوئے تو اس نے ٹیلی پیتھی کے ذریعے میری بیوی کو ایب نارمل بنادیا اور دھمکی دی کہ مجھے بھی غائب دماغ بناکر بچے کو لے جائے گا۔ میں نے مجبور ہوکر دے دیا۔ وہ وعدے کا پکا نکلا۔ اس نے بچہ بھی واپس کردیا اور پچاس ہزار ڈالر بھی دیے۔"

"کہانی تو اچھی بنائی ہے۔ کیا ایک ایب نارمل عورت سوچ کی لہروں کو محسوس کرسکتی ہے۔ کمال تو یہ ہے کہ تم بھی یوگا کے ماہر ہو۔ پھر وہ تیسرا شخص تمہارے دماغوں میں کیسے آگیا تھا۔"

"اس نے دھوکے سے ہمیں بیمار بنادیا تھا ورنہ ہم میاں بیوی جمناسٹک کے ماہر ہیں۔ کبھی کسی سرکس میں اور کبھی تفریح گاہوں میں جمناسٹک کے حیرت انگیز تماشے دکھا کر اچھی خاصی رقم کماتے ہیں لیکن یہ پچاس ہزار ڈالر ہم نے پہلی بار ایک ساتھ اپنے ہاتھوں میں دیکھے ہیں۔"

"میں تمہیں ہر ہفتے ایک لاکھ ڈالر دوں گی۔ میرے کام آؤ۔ مجھ پر اعتماد کرو اور مجھے اپنے دماغ میں آنے دو۔"

"اب ہم ایسے نادان بھی نہیں ہیں کہ تمہیں دماغ میں آنے دیں اور ہمیشہ کے لئے تمہارے معمول اور تابعدار بن جائیں۔ ہمیں پتا ہے تمہارے آدمی اس جنرل اسٹور میں ہمیں گرفتار کرنے کے لئے آرہے ہوں گے لیکن انہیں مایوسی ہوگی۔"

یہ کہتے ہی پارس نے لکی سیون کو چلنے کا اشارہ کیا۔ سیلز مین نے انہیں روکنے کی کوشش کی لیکن وہ دکان سے باہر آگئے۔ وہ سیلز مین دیوی کی مرضی کے مطابق دکان کے باہر آیا۔ وہ معلوم کرنا چاہتی تھی کہ وہ دونوں اس بچے کو کہاں لے جارہے ہیں۔ اگر کسی ٹیکسی میں جارہے ہیں تو اس ٹیکسی کا نمبر یا ان کی اپنی کار کا نمبر کیا ہے۔

پارس نے پلٹ کر اس سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا "میں نے پہلا سیلز مین دیکھا ہے جو اپنے گاہکوں کو رخصت کرنے دکانداری چھوڑ کر باہر آتا ہے' آئندہ میں اسی دکان میں آؤں گا۔"

اس نے مصافحہ کرتے ہوئے اس کے ہاتھ کو اتنی سختی سے دبایا کہ ہاتھ اور انگلیوں کی ہڈیاں ٹوٹتی ہوئی سی لگیں۔ اس نے ایک چیخ ماری۔ دیوی اس کے اندر توانائی پیدا کرنے کی کوشش کررہی تھی تاکہ وہ اپنا ہاتھ چھڑا سکے۔ ادھر وہ کوشش کرنے لگی ادھر پارس نے اس کے اندر پہنچتے ہی زلزلہ پیدا کرکے ہاتھ چھوڑ دیا۔

سیلز مین چیخیں مارتا ہوا زمین پر گر کر تڑپنے لگا۔

وہ ایسے درد و کرب میں مبتلا ہو گیا تھا کہ دیوی اس کے ذریعے پارس کا تعاقب نہیں کر سکتی تھی۔ جب تک وہ دکان کے کسی دوسرے فرد کو آلۂ کار بنا کر لاتی' اس وقت تک پارس نے ایک ٹیکسی کو روکا پھر لکی سیون اور بچے کے ساتھ بیٹھ کر وہاں سے دور نکلتا چلا گیا۔ کچھ دور جانے کے بعد اس نے ثانی سے رابطہ کیا اور کہا "یہ بچہ بھی گوشت پوست کے جسم میں ظاہر ہو گیا ہے۔ دیوی اس کے ذریعے میری آواز سن رہی تھی۔ میرے ساتھ ایک نیم پاگل لڑکی ہے۔ اسے بہت پہلے پاپا نے ازبکستان میں اپنی بیٹی بنایا تھا۔ اس کا نام لکی سیون ہے۔ اس پر جناب تبریزی کی کچھ خاص عنایات ہیں۔ دیوی جیسی آتما شکتی والی بھی اس کے دماغ کے اندر نہ پہنچ سکی۔"

ثانی نے کہا "جناب تبریزی نے مجھے اور علی کو لکی سیون کے مختصر حالات بتائے ہیں اور کہا ہے کہ وہ ہمیں واشنگٹن میں ملے گی۔"

"کیا تم اور علی یہاں میرے پاس آ رہے ہو؟"

"ہاں۔ ہم نیویارک پہنچنے والے ہیں۔ ہمیں افسوس ہے کہ تمہاری شادی میں خیال خوانی کے ذریعے میں تو شریک ہو جاؤں گی لیکن علی شریک نہیں ہو سکیں گے۔"

"میں ابھی علی سے بات کروں گا مگر بچے کا پرابلم ہے۔ میں اسے اس کی ماں ڈولی تک پہنچاؤں گا تو دیوی اس کے ذریعے ڈولی تک پہنچ جائے گی۔"

"ایسا نہیں ہو گا۔ بچہ اپنی ماں کی گود میں پہنچے گا تو جناب تبریزی نے فرمایا ہے کہ اس کے اوں آں جیسے بے ربط اور بے معنی الفاظ کی ادائیگی کا انداز بدل جائے گا۔ ایسے میں دیوی کی سوچ کی لہریں بھٹک جایا کریں گی۔"

"پھر تو میں ابھی اسے ڈولی کے پاس لے جا رہا ہوں۔"

وہ دماغی طور پر حاضر ہو کر لکی سیون سے بولا "میری ایک بات مانو گی؟"

"ہزار باتیں مانوں گی۔ میں نے زندگی میں تمہارے جیسا پہلا باباپ دیکھا ہے۔ تم بہت اچھے ہو۔ باباپ بن کر ماں بننے والیوں کی آدھی تکلیف دور کر دیتے ہو۔ اگر یہ بچہ کسی ماں......"

پارس نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ کر کہا "میں تم سے یہی بات ماننے کی التجا کر رہا تھا کہ جب تک یہ بچہ ہے تم زبان سے کچھ نہ بولو۔ وہ دشمن عورت اس بچے کے ذریعے ہماری باتیں سن لے گی اور ہماری منزل کا پتا معلوم کر لے گی۔"

"ہاں۔ اس اُلو کی پٹھی کو تو میں بھول ہی گئی تھی۔ ٹھیک ہے اب میں گونگی بن کر رہوں گی۔ زبان سے کچھ نہیں بولوں گی۔"

پارس ٹیکسی ڈرائیور کے دماغ میں گیا۔ وہ اسے سوچ کے ذریعے ڈولی کے بنگلے کا پتا بتانے والا تھا کہ اسی وقت ثانی نے آ کر کہا۔

"میں یہ بتانا بھول گئی تھی کہ ڈولی بالٹی مور کے ایک کیسینو میں کبھی میں اور کبھی باربرا اس کے دماغ میں رہ کر اس کے کام آ رہے ہیں۔ تم بھی وہیں جاؤ۔"

پارس نے کہا "تم میرے ذریعے ٹیکسی ڈرائیور کے دماغ پر پہنچی ہوئی ہو۔ اس کے ذہن میں کیسینو کا پتا اور یہ بات نقش کرو کہ وہ تمام راستے ہم سے گفتگو نہیں کرے گا۔ دیوی اس کے دماغ میں پہنچنے کی تدبیر کر رہی ہو گی۔"

ثانی اس ڈرائیور کے اندر گئی۔ پارس نے علی کے پاس پہنچ کر کہا "ہائے علی! میں وہ ہوں جو کبھی کوڈ ورڈز ادا نہیں کرتا۔"

علی نے مسکرا کر کہا "تم نے اپنی طرح عجیب کوڈ ورڈز مقرر کر رکھے ہیں۔ ایسے کوڈ ادا بھی کرتے ہو اور انکار بھی کرتے ہو کہ کبھی کوڈ ورڈز ادا نہیں کرتے ہو۔"

"یہ بتاؤ اچانک امریکا آنے کا پروگرام کیسے بنا لیا؟ تم یونہی وقت ضائع نہیں کرتے ہو۔"

"ہاں کوئی مقصد' کوئی بڑا مشن نہ ہو تو وقت تفریح میں ضائع ہو جاتا ہے۔ اس بار جناب تبریزی نے ہدایت کی ہے کہ مجھے ثانی اور لکی سیون کے ساتھ واشنگٹن میں کچھ عرصے رہنا ہے۔ دیوی اور سپر ماسٹر کے آئندہ منصوبوں کو سمجھ کر ہمیں اپنے طور پر کچھ کرنا ہے۔"

"محترم تبریزی نے یہ نہیں بتایا ہو گا کہ یہاں آ کر کیا کرنا ہے۔ یہ ہمارے لئے فخر کی بات ہے کہ انہیں ہماری ذہانت پر بھروسا ہے۔ وہ مختصر سی ہدایات دیتے ہیں پھر ہماری صوابدید پر ہمیں چھوڑ دیتے ہیں لیکن پیش گوئی کے طور پر خوب سمجھتے ہیں کہ ہم جو کریں گے ان کی عین مرضی کے مطابق ہو گا اور جو کریں گے' وہ قدرت کے منشا کے مطابق منظور ہو گا۔"

علی نے کہا "میں ثانی کے ساتھ بڑے دشوار گزار مراحل سے گزر جاتا ہوں لیکن اس بار ہدایت کی گئی ہے کہ میں لکی سیون کو بھی اپنے ساتھ رکھوں۔ سنا ہے کہ بڑی عجیب و غریب لڑکی ہے۔"

"ابھی سنا ہے جب دیکھو گے تو کہو گے' ہے دیکھنے کی چیز اسے بار بار دیکھو۔"

"میں تمہاری طرح حسن پرست اور عاشق مزاج نہیں ہوں۔"

"میں حسن و عشق کی نہیں اس کی عجیب و غریب شخصیت کی بات کر رہا ہوں۔ وہ دیکھنے میں معصوم ہے۔ اپنی باتوں سے نیم پاگل لگتی ہے اور حیرانی کی بات ہے کہ وہ دشمنوں سے مغلوب نہیں ہوتی ہے۔ آتما شکتی جاننے والی دیوی بھی اس کے دماغ تک نہ پہنچ سکی۔"

"جناب تبریزی نے کچھ سوچ سمجھ کر ہی اس عجوبے کو ساتھ رکھنے کا مشورہ دیا ہے۔ دیکھنا ہے کہ وہ میرے ساتھ رہ کر کیا گل کھلاتی ہے۔"



"تمہارے ساتھ رہ کر کیسے گل کھلائے گی؟ ابھی تو تم پارسا بن کر کہہ رہے تھے کہ میری طرح حسن پرست نہیں ہو۔"

"شیطان کہیں کے۔ تم اپنی باتوں سے الجھانے کے ماہر ہو۔ خدا کا شکر ہے کہ ثانی خیال خوانی میں مصروف ہے۔ ابھی تمہاری باتیں سن لیتی تو مجھ پر شبہ کرنے لگتی۔"

"علی! اب تم بالغ ہو گئے ہو' فرشتہ نہ بنو صرف انسان ہی رہو۔ میرے چند مشوروں پر عمل کرو گے تو ثانی کو پتا بھی نہیں چلے گا اور......"

اچانک ثانی کی آواز سنائی دی "میں سب سن رہی ہوں۔ میں اپنے علی کے مزاج کو دل اور دماغ کی گہرائیوں سے جانتی ہوں۔ علی! اس شیطان کو بھگاؤ یہاں سے۔"

علی نے کہا "تم جانتی ہو کہ شیطان کو بھگانے کے لئے کیا پڑھتے ہیں؟"

ثانی نے کہا "لاحول ولا قوۃ......"

ثانی نے آگے بھی پڑھا ہو گا مگر اتنا سنتے ہی پارس دماغی طور پر حاضر ہو کر مسکرانے لگا۔ لکی سیون نے اسے غور سے دیکھا پھر کہا۔ "مجھے بھی سناؤ۔"

"تمہیں کیا سناؤں؟"

"وہی لطیفہ جسے یاد کر کے تم مسکرا رہے ہو۔ مجھے ہنستے رہنا اور مسکراتے رہنا اچھا لگتا ہے۔"

"تم نے وعدہ کیا تھا کہ گونگی بنی رہو گی۔"

"میں نے تو اس چڑیل کی وجہ سے کہا تھا۔ اب وہ ہماری باتیں نہیں سن رہی ہے۔"

"یہ تم نے کیسے سمجھ لیا کہ اس خیال خوانی کرنے والی نے ہمارا پیچھا چھوڑ دیا ہے۔"

"اس دشمن عورت سے کہو کہ ہم اپنے اندر اسے آنے دیں گے' وہ سن رہی ہو گی تو ضرور آئے گی۔"

بات معقول تھی۔ پارس نے بھی یہی کہا کہ وہ دیوی کو اپنے اندر آنے دے گا پھر انتظار کرنے لگا لیکن وہ نہیں آئی۔ اس نے لکی سیون کو حیرت سے دیکھ کر پوچھا "تم کیا چیز ہو؟ اسے ہمارے دماغ میں جگہ ملنے والی ہے۔ اس کے باوجود وہ نہیں آ رہی ہے۔ کیا تم کوئی پراسرار عمل جانتی ہو؟"

"تم مجھے پاگل کہہ رہے تھے مگر اتنی سی بات نہیں سمجھ رہے ہو کہ وہ بچے کے ذریعے ہماری آواز سن کر آئے گی لہٰذا میں نے اس ذریعے کو یعنی بچے کو ختم کر دیا۔"

وہ حیرت اور غصے سے اچھل پڑا "کیا؟ تم نے...... تم نے بچے کو......"

اس نے فوراً ہی بچے کو اس کی گود سے لے کر دیکھا۔ اس کی سانس چل رہی تھی۔ دل اور نبض کی رفتار مناسب تھی۔ وہ گہری نیند میں تھا۔ اس نے کہا "یہ تو زندہ ہے۔"

"میں نے کب کہا کہ مر گیا ہے؟"

"تم نے ابھی کہا تھا کہ اسے ختم کر دیا ہے۔"

"کیا ختم کرنے کا مطلب ہوتا ہے مر جانا؟ میں ابھی بولنا ختم کر دوں تو کیا مر جاؤں گی۔ تم ابھی سوچنا ختم کر دو گے تو کیا مر جاؤ گے۔ فلموں کے آخر میں لکھا ہوتا ہے دی اینڈ۔ یعنی اختتام جبکہ وہ ختم نہیں ہوتی' دوسرے شو میں پھر شروع ہو جاتی ہے۔"

پارس نے اس کی گود میں بچے کو رکھا پھر دونوں ہاتھ جوڑ کر بولا۔ "مانتا ہوں' تم میرا جواب ہو۔ جوڑ کا توڑ ہو۔ یا خدا! ثانی اور علی کب یہاں پہنچیں گے۔"

"یہ کون لوگ ہیں؟"

"یہ نجات دہندہ ہیں۔ مجھے ایک بہت بڑی مصیبت سے نجات دلائیں گے۔"

"مجھے نجات دلانے والے لوگ اچھے لگتے ہیں جیسا کہ میں اچھی ہوں۔ میں نے تمہیں بچے سے نجات دلا دی ہے۔"

"خدا کے لئے ایسے الفاظ استعمال نہ کرو۔ میں تمہیں کیسے سمجھاؤں کہ موقع محل کے لحاظ سے الفاظ کے مفہوم بدل جاتے ہیں۔"

"سمجھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم نفسیاتی مریض ہو۔ تمہارے دماغ میں موت بسی ہوئی ہے۔ میں نہ آتی تو تم بچے کو دودھ کے بغیر رلا رلا کر مار ڈالتے۔ میں نے بچے کی جان بچائی اور میرے ہی لفظوں اور فقروں سے سمجھ رہے ہو کہ میں بچے کو مار رہی ہوں۔ عجیب احمق ہو۔"

وہ ایک گہری سانس لے کر بولا "مانتا ہوں تم پہلی عجوبہ ہو' جو عجیب و غریب انداز سے مجھے احمق بنا رہی ہو مگر اتنا تو سمجھ لو کہ ٹیلی پیتھی جاننے والے خوابیدہ دماغ میں رہ کر بھی مخالفین کی گفتگو سن لیتے ہیں۔ وہ اس بچے کے خوابیدہ دماغ میں ہو گی۔"

"نہیں ہو گی۔ دماغ صرف خوابیدہ ہوتا تو ضرور ہوتی مگر یہ تو مدہوش ہے۔ میں نے اسے تھوڑا سا نشہ پلایا ہے۔"

پارس پھر اچھل پڑا "کیا؟ کیا تم بچے کو مار ڈالو گی؟"

وہ اپنی پیشانی پر ہاتھ مار کر بولی "پھر وہی مار ڈالنے والی بات۔ یہ تمہارے دماغ میں موت کیوں سمائی رہتی ہے؟ ابھی تم نے دیکھا ہے کہ اس کے دل کی دھڑکنوں اور نبض کی رفتار مناسب اور معتدل ہے۔ میری یہ بات درست ہے کہ تم ایک نفسیاتی مریض ہو۔"

"خدا کے لئے پہلے یہ بتاؤ' تم نے اس کے دودھ میں کون سا نشہ ملایا ہے؟"

"میں نے کب کہا ہے کہ دودھ میں نشہ ملا کر پلایا ہے۔"

"تم کسی کو بھی پاگل بنا دینے کی صلاحیت رکھتی ہو۔ بھئی تم نے یہ تو کہا تھا کہ اسے تھوڑا سا نشہ پلایا ہے۔"

"ہاں یہ کہا تھا۔ جب یہ رو رہا تھا تو میں نے اسے اپنی گود میں

لے کر اس کے منہ میں زبان دے دی تھی۔ اس کے بعد یہ آہستہ آہستہ مدہوش ہوتا رہا۔ وہ خیال خوانی کرنے والی آئی اور بکواس کرکے چلی گئی۔ تب بھی یہ کسی قدر ہوش میں تھا لیکن جب یہاں بیٹھ کر فیڈر سے دودھ پلایا تو میری زبان کے نشے نے کام دکھادیا۔ یہ صبح تک آرام سے سوتا رہے گا۔"

پارس اسے حیرانی اور سوالیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا "کیا تم اس قدر نشہ کرتی ہو کہ سراپا نشہ بن گئی ہو؟ کیا تمہارے لعابِ دہن کا نشہ دوسروں میں منتقل ہوجاتا ہے۔"

"میں نے کبھی دانستہ نشہ نہیں کیا ہے۔ میں کہہ نہیں سکتی کہ ایسا کیوں ہوتا ہے؟ مجھے یاد ہے' ایک بار پہلے بھی کسی بچے کے منہ میں میں نے اپنی زبان دی تھی۔ اسے نیند نہیں آرہی تھی۔ میں نے اسے سلادیا۔ پھر ایک بار ایک بدمعاش میری مرضی کے خلاف مجھے ہاتھ لگا رہا تھا۔ میں نے بچنے کی کوشش کی تو اس نے دونوں بازوؤں میں مجھے جکڑلیا۔ تب میں نے اپنے بچاؤ کے لئے اسے دانتوں سے کاٹا تو وہ چیخ مار کر الگ ہوگیا' زمین پر گر کر تڑپتے تڑپتے مرگیا۔ عجیب احمق تھا جب مرنا ہی تھا تو مجھے ہاتھ لگانے سے پہلے مرجاتا۔"

پارس نے اسے نظر بھر کر دیکھا' ایک گہری سانس لی پھر کہا۔ "میرا معاملہ بھی کچھ ایسا ہی ہے۔ معلوم ہوتا ہے ہم دونوں کی تاریخِ پیدائش ایک ہے۔"

وہ اپنے طور پر درست کہہ رہا تھا کیونکہ وہ بھی زہریلا تھا۔ لیکن لکی سیون اس لحاظ سے مختلف تھی کہ جب وہ محبت سے کسی کو منہ لگاتی تھی تو زہریلی نہیں' نشیلی ہوتی تھی اور کسی مصیبت زدہ کے لئے زندگی برقرار رکھنے کا سبب بن جاتی تھی اور جب نفرت اور غصے سے کسی کو منہ مارتی تھی تو گویا ناگن ڈس لیتی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ اتنی بڑی دنیا میں تنہا رہنے کے باوجود ناگہانی طور پر مسلط ہونے والے دشمنوں سے محفوظ رہتی تھی۔

وہ ازبکستان میں میرے ساتھ کچھ عرصے تک رہی۔ ان دنوں اس کے دماغ میں جانے سے اسے گدگدی نہیں ہوتی تھی۔ کوئی بھی خیال خوانی کرنے والا اس کے چور خیالات اس لئے نہیں پڑھ سکتا تھا کہ اس کی یادداشت کمزور تھی۔ جو باتیں وہ بھول جاتی تھی' وہ بھلا ان کے چور خیالات کے خانے میں کیسے محفوظ رہتیں البتہ اس کے دماغ میں زلزلہ پیدا کیا جاسکتا تھا۔

ایسا دیوی شی تارا نے اپنی ڈمی شی تارا (موجودہ شہناز) کے ذریعے کیا تھا اور میں نے اسے وارننگ دی تھی کہ آئندہ وہ لکی سیون کے دماغ میں آئے گی تو میں اس کے سگے بھائی کو مار ڈالوں گا جو میری قید میں تھا۔

فی الحال لکی سیون کے ذکر کا مقصد یہ ہے کہ قارئین کو معلوم ہوجائے کہ بہت گہری اور اندرونی معلومات حاصل کرنے کا ذریعہ ٹیلی پیتھی نہیں' روحانیت ہے۔ یہ محترم تبریزی جانتے تھے کہ وہ اندر سے کیا بلا ہے' جب میں نے اس معصوم لکی سیون کے حق میں محترم تبریزی سے التجا کی تو اب رفتہ رفتہ اس کے اندر کی صلاحیتیں اجاگر ہورہی تھیں۔

وہ اپنے وقت پر سونے کی عادی تھی' بالٹی مور پہنچنے سے پہلے سیٹ پر بیٹھے ہی بیٹھے سوگئی۔ پارس نے خیال خوانی کے ذریعے ڈولی کے اندر جاکر معلوم کیا کہ وہ کہاں ہے؟

یہ وہ وقت تھا جب ڈولی جیت چکی تھی۔ کرسٹینا وائٹ نے خود اپنے سیف کا تمام مال دو بیگوں میں بھر کر اس کی کار کی پچھلی سیٹ پر رکھوادیا تھا۔ ڈولی ہنری کو ٹھکرا کر وہاں سے نکل گئی تھی اور وہاں بیسمنٹ پارکنگ میں ہنری نے کرسٹینا کو گولی ماری تھی اور کرسٹینا کے گارڈ نے ہنری کا کام تمام کردیا تھا۔

ڈولی کار ڈرائیو کرتے ہوئے جس راستے سے گزر رہی تھی پارس نے اس راستے پر ٹیکسی ڈرائیور کو چلنے پر مجبور کیا۔ ڈولی اس کی اور ثانی کی معمولہ تھی۔ پارس نے اس راستے پر اسے ایک جگہ روک دیا۔ پھر ٹیکسی کو بھی وہاں پہنچا کر اسے روکنے کے بعد بچے کو لکی سیون کی گود سے لیا۔ لکی سیون نے آنکھیں کھول کر دیکھا۔ پارس نے کہا "آرام سے سوتی رہو' بچہ میرے پاس رہے گا۔"

اس نے پھر آنکھیں بند کرلیں۔ پارس بچے کو لے کر ڈولی کی کار کے پاس آیا پھر اس کا اگلا دروازہ کھول کر بولا "ڈولی! آج تم نے بڑی دولت حاصل کی ہے' سب سے بڑی دولت یہ تمہارا بیٹا ہے۔ اسے دیکھو' پہچانو اور ممتا کے سائے میں رکھ لو۔"

اس نے بچے کو دونوں ہاتھوں میں لے کر دیکھا' کار کی اندرونی روشنی میں بیٹے کو پہچانا پھر اسے کئی بار چوم کر سینے سے لگا کر بولی "کیا تم وہی فرشتہ ہو جس نے ہم ماں بیٹے کو خودکشی سے بچایا تھا اور اب ہمیں ایک نئی خوش حال زندگی دے رہے ہو؟"

"میں وہ نہیں ہوں لیکن ایک شخص نے مجھے یہ ذمے داری سونپی تھی اور میں نے پوری کردی ہے۔ یہ صبح دیر تک سوتا رہے تو پریشان نہ ہونا۔ یہ خود ہی نیند سے بیدار ہوجائے گا۔ اب جاؤ اور کسی ایسے شخص کے ساتھ ازدواجی زندگی گزارو جو تمہارے بیٹے کو ایک سگے باپ کا پیار دیتا رہے' خدا حافظ۔"

ڈولی اس کا اور فرشتے کا شکریہ ادا کرکے کار ڈرائیو کرتے ہوئے چلی گئی۔ وہ واپس آکر ٹیکسی کی پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ ڈرائیور کو سوچ کے ذریعے حکم دیا "کسی فائیو اسٹار ہوٹل میں چلو۔"

وہ گاڑی اسٹارٹ کرکے ڈرائیو کرنے لگا۔ اس کے چور خیالات بتارہے تھے کہ وہ سحر زدہ سا ہے۔ یہ نہیں جانتا ہے کہ واشنگٹن سے بالٹی مور آگیا ہے۔ باربرا نے ثانی کے ذریعے اس کے اندر آکر مختصر سا عمل کیا تھا۔ اسے معمول اور تابعدار نہیں بنایا تھا صرف عارضی طور پر سحر زدہ کیا تھا تاکہ وہ میرے احکامات پر عمل کرتا رہے۔

اس نے انہیں ایک فائیو اسٹار ہوٹل کے احاطے میں پہنچا دیا۔ پارس نے لکی سیون کا شانہ ہلا کر بیدار کیا۔ اس نے آنکھیں کھول کر پوچھا "مال جمع کرادیا؟"

وہ بولا "تمہاری زبان سمجھنے کے لئے مجھے پھر ایک بار پیدا ہونا پڑے گا۔ گاڑی سے اترو۔ ہم اس ہوٹل میں قیام کریں گے۔"

وہ دونوں ٹیکسی سے باہر آئے۔ پارس نے ڈرائیور کو ایک ہزار ڈالر دیے پھر کہا "تم یہاں سے سیدھے واشنگٹن جاؤ گے۔ اس شہر میں پہنچنے کے بعد ٹیلی پیتھی کے طلسم سے آزاد ہوجاؤ گے۔"

وہ چلا گیا۔ پارس لکی سیون کے ساتھ ہوٹل کے اندر آیا۔ کاؤنٹر سے ایک ڈبل بیڈ کا کمرا لیا پھر اس کمرے میں آنے کے بعد بولا "تم بچے کے بارے میں نہیں پوچھ رہی ہو؟"

"میں نے پوچھا تھا' کیا مال جمع کرادیا؟ لیکن تم نے جواب نہیں دیا تھا۔"

پارس سر کھجانے لگا۔ واقعی جس کا بچہ تھا اسے دے دیا تھا یعنی جہاں کا مال تھا وہاں جمع کرادیا تھا۔ اس نے پوچھا "تم سیدھی طرح یہ سوال نہیں کرسکتی تھیں؟"

"تم سیدھی طرح نہیں بتاسکتے تھے کہ اس بچے کی ماں کوئی اور ہے اور تم باباپ نہیں ہو۔"

"باباپ نہیں' ماں باپ کہو۔"

"اگر بچہ دونوں کے ساتھ رہے تو وہ ماں باپ کہلاتے ہیں اور ماں نہ ہو صرف باپ کے ساتھ رہے تو وہ تکلیفیں اٹھا کر پیدا کرنے والا تنہا باباپ کہلاتا ہے۔ آج تم نے میرا دل توڑ دیا ہے۔ میں زندگی میں پہلا باباپ دیکھ کر خوش ہورہی تھی۔ اب یہ سوچ کر مایوس ہورہی ہوں کہ تم بانجھ ہو۔"

"ایسی کوئی بات نہیں ہے' تم غلط سمجھ رہی ہو۔"

"اگر میں غلط کہہ رہی ہوں اور تم بانجھ نہیں ہو تو صبح تک ایک بچہ پیدا کرو۔ تم بہت ہینڈسم ہو۔ تمہارا بچہ بھی خوب صورت ہوگا۔ میں بڑی محبت سے اس کی پرورش کروں گی۔"

"ہم دونوں زہریلے ہیں شاید کبھی تمہاری یہ خواہش پوری ہوجائے۔ خدا کے لئے اب سوجاؤ' صبح ہونے والی ہے۔"

وہ بستر پر جاکر لیٹ گئی۔ پارس غسل کرنے چلا گیا۔ خیال خوانی کے ذریعے سونیا سے بولا "مما! محترم تبریزی نے میری مصروفیات کے بارے میں بتایا ہوگا۔ اب فرصت ہے' میں ابھی غسل سے فارغ ہوکر آرہا ہوں۔"

"تم اپنے باپ پر گئے ہو۔ وہ بھی جوانی میں دن رات مصروف رہا کرتے تھے۔ آج یہاں اعلیٰ بی بی (ثانی) اور کبریا فرہاد کے ساتھ بڑی ہنسی خوشی سے فرصت کے دن گزار رہے ہیں۔ بس اب جلدی چلے آؤ' ہم سب انتظار کررہے ہیں۔"

وہ غسل وغیرہ سے فارغ ہوکر کمرے میں آیا تو لکی سیون سوچکی تھی۔ اس نے جناب تبریزی کو مخاطب کرکے کہا "محترم! میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوں۔ آپ کی تمام ہدایات اور تمام احکامات سر آنکھوں پر۔ میں آپ کی منظوری کے مطابق شہناز بیگم سے نکاح پڑھوانے آیا ہوں۔"

انہوں نے فرمایا "خوش رہو۔ سلامت رہو۔ تمہاری ہونے والی دلہن پیرس کے ہوٹل میں ہے لیکن تمہاری طرح ابھی میرے اندر موجود ہے۔ میں نکاح خوانی کی ابتدا کررہا ہوں۔"

انہوں نے کلام پاک کی آیات پڑھنے کے بعد پارس اور شہناز کا نکاح پڑھایا۔ ان کے حجرے میں' میں' سونیا' آمنہ' سلطانہ اور سلمان وغیرہ تھے۔ سونیا کے علاوہ سب ہی نے خیال خوانی کے ذریعے دونوں کو نکاح قبول کرتے ہوئے سنا پھر سب نے سونیا کو مبارکباد دی۔ آمنہ نے کہا "سونیا! میں پارس کو جنم دینے والی کہلاتی ہوں لیکن تربیت دینے والی اور اپنے مزاج کے مطابق ڈھالنے والی ماں تم ہو۔ تمہیں بہت بہت مبارک۔"

جناب تبریزی نے بھی اسے مبارکباد دی پھر پارس اور شہناز سے کہا "میری طرف سے اجازت ہے' تم دونوں جاسکتے ہو۔"

شہناز سہاگ کی سیج پر دماغی طور پر حاضر ہوگئی۔ دوسرے ہی لمحے میں پارس نے آکر کہا "میں وہ ہوں جو کبھی کوڈورڈز ادا نہیں کرتا۔"

وہ اس کی آمد پر شرمانے لگی۔ پارس نے کہا "تمہیں کہنا چاہئے' میں وہ دلہن ہوں جو سہاگ کی سیج پر اپنے دولہا کے ساتھ ہوتے ہوئے بھی تنہا ہے۔"

وہ سرد آہ بھر کر بولی "میں نے تمہارے بغیر ہمیشہ خود کو تنہا محسوس کیا ہے لیکن وہ ایک محبوبہ کے احساسات تھے لیکن آج

ایک دلہن ہوں اور اپنے جیون ساتھی کی کمی شدت سے محسوس کررہی ہوں۔"

"میں تمہارے جذبات اور احساسات کو سمجھ رہا ہوں لیکن ہزاروں میل دور رہنے کے باعث مجبور ہوں۔ کل ثانی اور علی یہاں پہنچ رہے ہیں۔ آن کی آمد کے بعد میری مصروفیت ختم ہوگی اور میں تیر کی طرح سیدھا تمہارے پاس آؤں گا۔"

"تم جلدی نہیں آسکو گے۔ محترم تبریزی نے بتایا ہے کہ پہلے تم ایران اور پاکستان جاؤ گے پھر ہندوستان میں ہماری ملاقات ہوگی۔"

"محترم تبریزی صاحب بدلتے ہوئے حالات کو خوب سمجھتے ہیں۔ ان کی ہدایات پر ہم سب عمل کرتے ہیں۔ ہمیں صبر کرنا ہوگا۔ انتظار میں کیسی لذت ہوتی ہے' ہم اس لذت سے بھی آشنا ہوتے رہیں گے۔"

"میں نے محترم کے حجرے میں بڑے ایمان افروز دن رات گزارے ہیں۔ میرے اندر کوئی کھوٹ رہا ہوگا تو وہ اب نہیں رہا ہے' انہوں نے ایک نصیحت خاص طور پر کی ہے کہ ایک لڑکی جسے عجوبہ کہا جاسکتا ہے اور اس کا نام لکی سیون ہے' وہ کبھی ہماری زندگی میں آئے تو میں اس سے کبھی حسد اور دشمنی نہ کروں بلکہ پروین (پوجا) کی طرح اسے چھوٹی بہن سمجھ کر محبت کروں۔ محترم کا حکم سر آنکھوں پر۔ میں لکی سیون کو بھرپور محبت دیا کروں گی۔"

"محترم کی اس نصیحت کے پیچھے کئی اہم مقاصد ہیں۔ غیر مسلم اس بات کو جائز نہیں سمجھتے کہ ایک شخص دو یا چار شادیاں کرے۔ اسلام میں ایسی اجازت کسی ضرورت یا مجبوری کے تحت دی جاتی ہے مثلاً میری پہلی شادی جوجو سے ہوئی تھی۔ وہ ماں بننے والی تھی مگر میرے اندر کے زہر نے بچے کو کوکھ میں پنپنے نہیں دیا۔ جوجو زندگی اور موت کی کشمکش میں رہی۔ ڈاکٹروں نے کسی طرح اسے بچالیا لیکن میڈیکل رپورٹ کے مطابق وہ میرے ساتھ ازدواجی زندگی گزارنے کے قابل نہیں رہی ہے۔ ایسی حالت میں میرے جذبات کے پیش نظر دوسری شادی کی اجازت رہی لیکن ہمارا نکاح پڑھانے سے قبل محترم تبریزی نے اشارتاً یہ بھی کہہ دیا کہ تم میری شریکِ حیات رہو گی لیکن میرے بچوں کی ماں نہیں بن سکو گی۔"

"محترم مستقبل کی صحیح پیش گوئی کرتے ہیں۔ انہوں نے سمجھ لیا ہے کہ میں بانجھ ہوں اور تمہاری نسل آگے نہیں بڑھا سکوں گی۔"

"تم بانجھ نہیں ہو۔ میرے بچے کی ماں بننے کے مرحلے تک پہنچ سکتی ہو لیکن میرے زہریلے پن کے باعث تمہارا حال بھی جوجو کی طرح ہوگا۔ ہم نہیں چاہیں گے کہ تم ایسے خطرات سے گزرو۔"

"میں صرف تمہارے نام کے ساتھ اپنا نام جوڑ کر زندگی گزارنا چاہتی ہوں۔ دعا کروں گی کہ مجھ سے نہ سہی کسی اور سے تمہاری اولاد ہو لیکن ہر جگہ تمہارا زہریلا پن آڑے آسکتا ہے۔"

"محترم نے کچھ سوچ سمجھ کر ہی نکاح سے پہلے تمہیں لکی سیون کے لئے محبت کا درس دیا ہے کیونکہ وہ میری طرح زہریلی ہے۔ ناگ کی اولاد ایک ناگن سے ہی ہوسکتی ہے۔"

"اوہ خدایا! میں نہیں جانتی تھی کہ وہ زہریلی بھی ہے۔ واقعی محترم بہت دور تک دیکھتے اور حالات کا رخ سمجھتے ہیں لیکن ایک بات سمجھ میں نہیں آئی جب لکی سیون کہیں موجود ہے تو اس سے تمہارا نکاح پہلے پڑھایا جانا چاہئے تاکہ آئندہ نسل کا سلسلہ شروع ہوسکے۔ مجھ سے بعد میں بھی نکاح پڑھایا جاسکتا تھا۔"

"مصلحت اندیشی ہم سب کے حصے میں نہیں آتی۔ یہ محترم جانتے ہیں۔ میری سمجھ میں یہ آتا ہے کہ علم نجوم کے مطابق میری شادی اس سے ہونا چاہئے جو شی تارا بن کر زندگی گزارتی رہی ہے۔ دیوی کی جوتش ودیا بھی یہی کہتی ہے کہ یا تو میں مذہب بدل کر شی تارا کا دھرم پتی بنوں گا یا پھر شی تارا اپنا دھرم بدل کر میری مسلمان شریکِ حیات بنے گی لہٰذا تم شی تارا تھیں۔ تم اسلام قبول کرکے میری شریکِ حیات بن چکی ہو۔ اگرچہ تم پیدائشی مسلمان تھیں مگر دیوی کے عمل نے سب کچھ بھلا دیا تھا۔ محترم نے تمہیں کلمہ پڑھا کر تمام ماضی کی باتیں یاد دلائی ہیں اور وہ جو پیدائشی شی تارا ہے اس نے اپنے نام کو زیرِ زمین چھپا کر خود کو دیوی کی حیثیت سے اس قدر مشہور کیا ہے کہ اب اس کا انجام جنم کنڈلی کے حساب سے نہیں بلکہ شہرت حاصل کرنے والے نام سے ہوگا۔"

"میری سمجھ میں یہ بات آرہی ہے۔ مجھ سے نکاح پڑھوانے کے بعد دیوی کہلانے والی شی تارا تمہیں کبھی حاصل نہیں کرسکے گی۔"

"ہاں یہی بات ہے۔ تمہارا دوسرا سوال یہ ہے کہ میں نے جلد سے جلد نسل بڑھانے کے لئے لکی سیون سے شادی کیوں نہیں کی؟ میں تمہیں یہ بتادوں کہ ابھی میں ہوٹل کے ایک کمرے میں ہوں اور بستر پر لکی سیون سورہی ہے لیکن میرے اور اس کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا کہ شرافت کا تقاضا ہوتا ہے پھر یہ کہ میں اپنی دلہن شہناز کا دولہا ہوں۔ یہ رات اور آئندہ کی ساری راتیں تمہارے لئے ہیں۔"

"یہ تمہاری محبت ہے لیکن آج نہیں تو کل اس سے شادی ہوگی۔"

"خدا جانے کب ہوگی۔ محترم نے لکی سیون کو کسی خاص مقصد کے لئے یہاں بھیجا ہے۔ کل شام تک وہ ثانی اور شی تارا کے ساتھ چلی جائے گی۔ اس کے بعد یہاں سے میری واپسی ہوگی۔"

"اگر تم لکی سیون کو اپنے ساتھ لے آؤ گے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہوگا بلکہ بے حد خوشی ہوگی۔"

"محترم کی ہدایات ہمارے لئے پتھر کی لکیریں ہوتی ہیں۔ جب انہوں نے کہہ دیا ہے کہ وہ ثانی اور علی کے ساتھ رہے گی تو اس ہدایت کے پیچھے کوئی خاص اور اہم مقصد ہوگا۔ ہماری یہ دنیا قدرتی

مختلف حالات کی ترتیب سے چل رہی ہے۔ ہم تمام انسان [illegible] کاتبِ تقدیر کی بنائی ہوئی ترتیب سے زندگی گزار رہے ہیں۔ تمہاری زندگی میں کون آئے گا؟ کون جائے گا؟ کون کس کے [illegible] کتنی دور تک چلے گا؟ پھر ہوا اس کے ہم سفر کو کس طرح تنکے [illegible] طرح اڑا کر دوسرے راستے پر پہنچا دے اور اسے کتنے عرصے [illegible] جدا رکھے گی؟ کیا اسے حیات کے اختتام سے پہلے ملائے گی یا [illegible] قیامت کے بعد؟ اس لئے ہم صرف تدبیر کرسکتے ہیں' اس پر عمل کرسکتے ہیں لیکن ہوگا وہی جو ہونے والا ہے۔"

"ہاں ہماری مرضی سے شاید کبھی کچھ ہوتا ہے۔ اگر ہوتا ہے تو ہم خوش ہوکر کہتے ہیں کہ ہم اپنی مرضی کے مالک ہیں مگر یہ محض خوش فہمی ہوتی ہے۔ دیکھ لو کہ آج ہم اپنی مرضی کے مالک نہیں ہیں۔ ہم دونوں ٹیلی پیتھی جانتے ہیں۔ منٹوں میں پاسپورٹ اور ویزا حاصل کرسکتے ہیں' کسی بھی فلائٹ میں سیٹ حاصل کرکے کہیں بھی ہنی مون منانے جاسکتے ہیں لیکن شاید ہم پہلے دولہا دلہن ہیں جو حالات کی ترتیب سے ہزاروں میل دور ہیں۔"

پھر وہ چونک کر بولی "اوہ! میں تو بھول گئی تھی' واشنگٹن میں صبح کے چار بج رہے ہوں گے اور تم ابھی تک جاگ رہے ہو۔"

"سہاگ رات جاگنے کے لئے ہوتی ہے۔"

"دور رہ کر تڑپانے اور بے چینی میں مبتلا کرنے کے لئے نہیں ہوتی۔ جب صبر کرنا اور انتظار کرنا ہی ٹھہرا تو کیوں نہ تم سو جاؤ۔"

"تم سو جاؤ گی تو پھر میں بھی سو جاؤں گا۔"

"یہاں تو ابھی رات کی ابتدا ہے اور وہاں رات تمام ہورہی ہے۔ پہلے تم سو جاؤ۔"

"آج سے تمہیں آرام پہنچانے کی ذمے داری میری ہے اور ایک بیوی کا فرض ہے کہ وہ اپنے شوہر کے مشوروں پر عمل کرے چلو آنکھیں بند کرو۔"

"تمہاری زبان سے یہ سن کر خوشی ہورہی ہے کہ میں تمہاری بیوی بن چکی ہوں۔ میں نے زندگی کا سب سے بڑا انعام حاصل کیا ہے۔ میں تمہارے ہر حکم کی تعمیل کروں گی۔"

اس نے آنکھیں بند کرلیں۔ وہ اپنے دماغ کو ہدایات دے کر سوجایا کرتی تھی۔ اس رات اس کے دولہا نے اس کے دماغ کو ہدایات دیں۔ اسے آدھے منٹ میں سلادیا پھر اپنی جگہ دماغی طور پر حاضر ہوگیا۔ اسے عجیب سا محسوس ہورہا تھا۔ جس شی تارا کے ساتھ محبت بھرے لمحات گزارتا رہا تھا اس کا مذہب' اس کا نام بدل گیا تھا اور اتنی بڑی تبدیلیوں نے اسے شہناز بنا کر اس کے لئے نئی آرزوئیں پیدا کردی تھیں۔ اسے بالکل نئی نویلی دلہن بنادیا تھا۔ اور وہ اپنی حسین دلہن سے دور ہوٹل کے ایک کمرے میں ایک صوفے پر بیٹھا ہوا تھا۔

اس سے کچھ فاصلے پر ایک ڈبل بیڈ پر لکی سیون سورہی تھی۔ خوابیدہ حسن و شباب اور زیادہ پُرکشش ہوتا ہے' دیکھنے والی آنکھوں کو ترغیب دیتا ہے۔ پتا نہیں وہ حسین و جمیل دوشیزہ دنیا کے کتنے ممالک سے بھٹکتی ہوئی آئی تھی' بے شمار ہوس پرستوں نے اسے تر نوالہ سمجھ کر حاصل کرنے کی کوششیں کی ہوں گی اور اپنی جان سے گئے ہوں گے۔ پارس جان سے نہیں جاسکتا تھا۔ وہ تو شاید اسی کے لئے زہریلی بن کر پیدا ہوئی تھی۔

کوئی ضروری تو نہیں کہ نگاہوں کے سامنے پھول کھلا ہو تو اسے توڑ لیا جائے۔ دور سے بھی اس کے حسن کا نظارہ کیا جاسکتا ہے۔ پھر ابھی اس نے قدرتی حالات کی ترتیب کی باتیں کی تھیں۔ پھول وہی اپنا ہوتا ہے جو حالات کی ترتیب کے مطابق شاخ سے خود بخود اپنے دامن میں آجاتا ہے۔

وہ کوئی بہکنے والی بات نہیں سوچ رہا تھا۔ اس رات وہ اپنی شہناز کا ایک ایسا محبت کرنے والا وفادار دولہا تھا جو صرف اس کے لئے مخصوص تھا۔ وہ موجود نہیں تھی لیکن اخلاقی تقاضے تو تھے' دلہن اس کے بغیر ہزاروں میل دور سو رہی تھی۔ وہ بھی دلہن کے بغیر نیند پوری کرسکتا تھا۔

اس نے آنکھیں بند کرلیں۔ وہ اپنے دماغ کو ہدایات دینا چاہتا تھا کہ اسی وقت ہنسی کی آواز سنائی دی۔ اس نے فوراً ہی آنکھیں کھول کر دیکھا۔ اس کے سامنے بستر پر لکی سیون نیند میں ہنس رہی تھی اور کہہ رہی تھی "تو بہت ہی خراب نسل کی کتیا ہے۔ میری نیند کے وقت بھونکنے آگئی ہے۔ چل بھاگ یہاں سے....."

اتنا کہہ کر وہ پھر سوگئی۔ پارس نے سمجھ لیا کہ دیوی اس بچے کو تلاش کرتی پھر رہی ہے۔ جب وہ نہیں ملا تو اب لکی سیون کے پاس آئی تھی۔ ایسا سوچتے وقت پارس نے دیوی کی سوچ کی لہروں کو محسوس کیا پھر فوراً ہی سانس روک لی۔

وہ یقیناً حیران ہوگی کہ جس بچے کے دماغ میں وہ آسانی سے پہنچ جایا کرتی ہے وہ بچہ اس کی دسترس سے کیسے نکل گیا ہے؟ اور اس ننھے سے دماغ کو لاک کرنے کے لئے آخر کس طرح عمل کیا گیا ہوگا؟

بچے پر تنویمی عمل نہیں کیا جاسکتا تھا کیونکہ وہ ابھی انسانوں کی کسی زبان کو سمجھ نہیں سکتا تھا۔ ایسے میں وہ کسی ہپناٹزم کے عامل کے احکامات نہ سمجھ سکتا تھا اور نہ ہی کسی کا معمول بن سکتا تھا۔ دیوی نے بچے کی طرف سے مایوس ہوکر ایک بار پھر لکی سیون اور پارس کے پاس آکر... یہ معلوم کرنا چاہا ہوگا کہ وہ دونوں کہاں ہیں؟ لیکن وہ یہ بھی معلوم کرنے میں ناکام رہی۔ وہ چلی گئی تھی لیکن پارس جانتا تھا کہ وہ سکون سے نہیں رہے گی۔ اپنا کوئی مقصد حاصل کرنے کے لئے اِدھر اُدھر بھٹک رہی ہوگی۔

جیسا کہ اسے برادر کبیر کی موت کا یقین ہوچکا تھا۔ اس یقین کے بعد اسے ان غیر معمولی گولیوں کی فکر ہوگی کہ وہ سایہ بنانے والی گولیاں جہاں بھی چھپا کر رکھی گئی تھیں' وہاں سے انہیں حاصل کرلے۔

پھر اس سے کہا گیا تھا کہ جب تک کشمیر سے بھارتی فوج نہیں جائے گی اور کشمیری مسلمانوں کو ان کے جائز حقوق نہیں دیے جائیں گے، تب تک وہ اپنے کسی بھی بھارتی فرد کو ٹرانسفارمر مشین سے نہیں گزار سکے گی اور اگر فریب سے انہیں ٹیلی پیتھی سکھائے گی تو ان سب کا انجام سابقہ چھ بھارتی ٹیلی پیتھی جاننے والوں جیسا ہوگا۔ یعنی دیوی کے نئے خیال خوانی کرنے والوں کو بھی موت کے گھاٹ اتار دیا جائے گا۔

یہ چیلنج برادر کبیر نے کیا تھا اور وہ اب دنیا میں نہیں رہا تھا۔ ایم آئی ایم کے نئے سربراہ کے آنے تک وہ اپنے اہم اور چاق و چوبند تربیت یافتہ جوانوں کو ٹرانسفارمر مشین سے گزار سکتی تھی اور شاید وہ ایسے ہی مقاصد کے لیے اپنے دشمنوں کی خبر لے رہی تھی۔ یہ معلوم کرنا چاہتی ہوگی کہ بچہ اپنے مرحوم باپ برادر کبیر کے خاندان میں یا باپ کے خفیہ اڈے میں پہنچ گیا ہے تو وہ خفیہ جگہ کہاں ہے؟

لکی سیون اور پارس کے سانس روک لینے سے وہ معلوم نہ کر سکی کہ دونوں کسی ہوٹل کے کمرے میں ہیں اور وہ واشنگٹن چھوڑ کر بالٹی مور پہنچے ہوئے ہیں۔ پارس نے سوچا، دیوی یہاں آتی ہے تو سپر ماسٹر سے ضرور کوئی کام لیتی ہے۔ صبح کے ساڑھے چار بج گئے تھے۔ آرمی ہیڈ کوارٹر میں تمام فوجی جوان اور ان کے تمام افسران پی ٹی اور ورزش وغیرہ کے لیے بیدار ہو گئے ہوں گے۔ ایسے وقت سپر ماسٹر کے دماغ میں دیوی کی موجودگی لازمی ہوگی۔ وہ بچے وغیرہ کے سلسلے میں باتیں کر رہی ہوگی۔

یہ سوچ کر اس نے خیال خوانی کی پرواز کی۔ سپر ماسٹر کے دماغ میں پہنچا تو اس نے اسے محسوس نہیں کیا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ دیوی بڑی خاموشی سے موجود رہ کر اس کے خیالات پڑھ رہی ہے۔

سپر ماسٹر دانتوں کو برش کرتے ہوئے سوچ رہا تھا "کل رات دیوی نے درست کہا تھا۔ بچہ تو ہاتھ سے نکل گیا ہے۔ وہ جن کے پاس ہے وہ یوگا کے ماہر ہیں۔ لہٰذا اس کے ذریعے ایم آئی ایم کے کسی بھی اڈے کا پتا نہیں چلے گا۔ بہتر یہ ہے کہ ان کے نئے سربراہ کے مقرر ہونے تک ٹرانسفارمر مشین کے ذریعے آج ہی رات کو چند نئے ٹیلی پیتھی جاننے والے پیدا کر لیے جائیں۔"

اس کے خیالات بتا رہے تھے کہ دیوی نے اپنے سات بھارتی جوانوں کو مشین سے گزارنے کے لیے منتخب کیا ہے۔ اس فہرست میں اسرائیل کے دو یہودیوں کے بھی نام تھے۔ وہ اپنے وفادار داؤد منڈولا کی درخواست پر یہودی خیال خوانی کرنے والوں کا اضافہ کر رہی تھی۔ ایسا کرنے سے دیوی کا فائدہ ہی تھا کیونکہ اسرائیلی اور امریکی تمام خیال خوانی کرنے والے بظاہر محب وطن ہوتے تھے لیکن دیوی درپردہ انہیں اپنا مطیع و فرمانبردار بنا کر رکھتی تھی۔

سات بھارتیوں اور یہودیوں کے علاوہ امریکا کے بھی تین عدد جوانوں کے نام اس نئی فہرست میں شامل تھے۔ تین امریکی پہلے ہی یہ علم حاصل کر چکے تھے۔ بوبی بیکر اور ڈی لنکاسٹر بھی پہلے سے موجود تھے۔ اس طرح نئے سیکھنے والوں کی تعداد کل بارہ ہو گئی تھی اور ان تمام رنگروٹوں کو رات کے آٹھ بجے ٹرانسفارمر مشین کے خفیہ اڈوں میں پہنچایا جانے والا تھا۔

یہ معلومات حاصل کرنے کے بعد پارس نے ثانی کو مخاطب کر کے کہا "میں ابھی سپر ماسٹر کے چور خیالات پڑھ رہا تھا لیکن اس نے مجھے محسوس نہیں کیا کیونکہ ابھی اس کے اندر دیوی موجود ہے۔"

وہ مسکرا کر بولی "میں موجود تھی۔ میں نے دیوی کی آواز اور لہجہ اختیار کیا تھا اور خاموشی سے اس کے خیالات پڑھ رہی تھی۔"

"میں نے اس پہلو پر توجہ نہیں دی تھی کہ تم کئی بار دیوی کی آواز سن چکی ہو اور اس کے لہجے کو آسانی سے اپنا کر سپر ماسٹر اور اعلیٰ فوجی افسران کے دماغوں میں پہنچ سکتی ہو۔"

"صرف اتنا ہی نہیں، میں ان تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے بھی اندر پہنچ سکتی ہوں، جنہیں دیوی نے اپنا معمول اور تابعدار بنا کر رکھا ہوا ہے۔ کیا تم ابھی تک جاگ رہے ہو؟"

"ہاں۔ مجھے سونے کا موقع ہی نہیں مل رہا ہے۔"

"ایسی بے ترتیبی سے زندگی گزارو گے تو بیمار پڑ جاؤ گے۔ چلو فوراً سو جاؤ۔ پھر شام سے پہلے بیدار ہو کر مجھ سے رابطہ کرو۔ کیا لکی سیون سو رہی ہے؟"

"ہاں۔ میں وہ دولہا ہوں جو سہاگ کے دسترخوان پر بھوکا بیٹھا ہے۔"

"اب تم بیہودہ باتیں شروع کرنے والے ہو، بہتر ہے کہ جاؤ اور سو جاؤ۔"

اس نے سانس روک لی۔ پارس نے واپس آکر خوابیدہ لکی سیون کو دیکھا۔ وہ ابھی مزید چند گھنٹوں تک سونے والی تھی۔ وہ ایک صوفے پر آکر لیٹ گیا۔ اس نے اپنے دماغ کو ہدایات دیں۔ پھر گہری نیند میں ڈوبتا چلا گیا۔

پربھارانی آرمی ہیڈ کوارٹر سے نکل کر کسی ہوٹل میں رہائش اختیار کرنے والی تھی۔ وہ ٹیکسی میں بیٹھ کر جا رہی تھی۔ حالانکہ اسے ہیڈ کوارٹر سے گاڑی مل سکتی تھی لیکن دیوی کی مرضی تھی کہ وہ واشنگٹن کے کسی ہوٹل کے کمرے میں رہنے کا ارادہ کر کے نکلے۔ پھر راستے میں ارادہ بدل دے۔ سپر ماسٹر وغیرہ یہی سمجھتے رہیں کہ وہ واشنگٹن میں ہے۔

ہیڈ کوارٹر سے نکلنے کے بعد اس نے پربھارانی کے دماغ پر مسلط ہو کر اس کا راستہ بدل دیا۔ اس نے واشنگٹن کے ایک مضافاتی علاقے میں، دو بیڈ روم کا ایک بنگلا ایک شخص کو آلۂ کار بنا کر خرید لیا تھا۔ پھر اس آلۂ کار پر عمل کر کے اسے اپنا معمول اور تابعدار بنا لیا تھا اور اس کے ذہن میں یہ نقش کر دیا تھا کہ وہ ایک پراسرار دیوی جی کا باڈی گارڈ بھی ہے اور اس بنگلے کی نگرانی بھی کرتا ہے۔ اس کی



لکہ دیوی جی بہت جلد اس بنگلے میں پہنچنے والی ہے۔

وہ پربھارانی کو پہلے ہی اپنی معمولہ بنا چکی تھی۔ اس نے کہا۔ "سنو پربھا، میں نے سپر ماسٹر وغیرہ کے سامنے تمہاری یہ موجودہ شخصیت رکھی ہے۔ اب تم پہلے کی طرح دیوی جی کہلاؤ گی۔ ابھی اس بنگلے میں جا رہی ہو، وہاں تمہارا ایک باڈی گارڈ اور تابعدار رہے گا۔ تم وہاں پہنچ کر میک اپ کے ذریعے اپنا چہرہ بدلو گی تاکہ ہمارا کوئی دوست یا دشمن تمہیں پربھارانی کی حیثیت سے نہ پہچانے۔ میں عمل کر کے تمہاری آواز اور لہجہ بھی بدل دوں گی۔"

"میں سمجھ رہی ہوں، میرے ساتھ جن امریکی فوجی جوانوں نے مشین کے ذریعے ٹیلی پیتھی کا علم اور غیر معمولی سماعت اور بصارت حاصل کی ہے وہ غیر معمولی سماعت کے ذریعے دور رہ کر بھی میری گفتگو سنتے رہیں گے اس طرح پہچان لیں گے کہ میں دیوی جی نہیں، پربھارانی ہوں۔"

"شاباش! تم حالات کو خوب سمجھتی ہو۔ ویسے تو میں امریکی اور اسرائیلی ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے نمٹ لوں گی لیکن ایم آئی ایم کا وہ خیال خوانی کرنے والا جو کئی بار ہیڈ کوارٹر میں آچکا ہے اس سے محتاط رہنا ضروری ہے۔ وہ کسی بھی طرح تمہیں نہ پہچان سکے۔ میں اپنے بھارتی جوانوں کو ٹیلی پیتھی کا علم سکھانے والی ہوں۔ یہ بات ایم آئی ایم والوں کو معلوم نہ ہو تو بہتر ہوگا۔"

"آپ میری آواز اور لہجے کو بدل دیں گی تو میک اپ کے بعد نہ کوئی مجھے پہچان سکے گا اور نہ ہی آپ کے ارادوں کو سمجھ سکے گا۔ ویسے میں اس موضوع سے ہٹ کر بول رہی ہوں کہ مجھے وہ بچہ بہت یاد آرہا ہے۔"

"میں کہہ چکی ہوں، وہ تمہارا بچہ نہیں تھا، دشمن کا فراڈ تھا۔ وہ اسے لے گیا ہے۔ تمہیں بچے سے اتنا ہی لگاؤ ہے تو معلوم کرنے کی کوشش کرو کہ اسے کون لے گیا ہے اور کہاں لے گیا ہے؟ میں تمہیں ایک لڑکی کی آواز سناتی ہوں۔ تم اس آواز پر توجہ دیتی رہو۔ وہ جتنی بھی دور ہوگی، تم اس کی گفتگو سن کر شاید معلوم کر سکو گی کہ وہ کہاں ہے؟"

دیوی نے لکی سیون کی آواز اور لہجے کو ذرا یاد کیا پھر اسی آواز اور لہجے میں بولنے لگی "پربھا! غور سے سنو۔ میں اسی لڑکی کی طرح بول رہی ہوں۔ اس کے ساتھ ایک مرد بھی ہے۔ وہ دونوں اسی شہر میں ہوں گے۔"

وہ بولی "اب میں اس آواز پر توجہ دیتی رہوں گی۔"

وہ نئے بنگلے میں پہنچنے تک اسی آواز پر توجہ دیتی رہی۔ اگر لکی سیون جاگتی رہتی اور پارس سے گفتگو کرتی رہتی تو پربھارانی ان کی تمام گفتگو سے سمجھ سکتی تھی کہ وہ بالٹی مور کے ایک ہوٹل میں ہیں۔ لیکن لکی سیون اور پارس سو رہے تھے۔ وہ کچھ نہ سن سکی۔ پھر بنگلے میں پہنچنے کے بعد وہ میک اپ کے ذریعے چہرہ بدلنے میں مصروف ہو گئی۔ پھر دیوی اس کی آواز بدلتی رہی۔ اسے سکھاتی رہی کہ آئندہ دیوی جی بن کر لہجہ کس طرح تبدیل کرنا چاہیے۔

صبح سات بجے لکی سیون بیدار ہوئی۔ آنکھیں کھولتے ہی اسے انجانی سی جگہ محسوس ہوئی۔ وہ سوچنے لگی 'میں کہاں ہوں؟ یہ کس کے بستر پر لیٹی ہوئی ہوں؟'

یہ سوچتے ہی وہ فوراً اٹھ کر بیٹھ گئی۔ ہوٹل کے کمرے کو دیکھ کر کچھ یاد آیا پھر پارس پر نظر گئی۔ وہ ایک صوفے پر سو رہا تھا۔ اسے پچھلی رات کی تمام باتیں یاد آگئیں۔ اسے پارس کی یہ دوری بہت اچھی لگی۔ اب تک جتنے بھی مرد ملے تھے انہوں نے ایک ہی بستر پر ہونے کی ضد اور زبردستی کی تھی پھر بستر پر پہنچنے سے پہلے جہنم میں پہنچ گئے تھے۔ پارس کی یہ پارسائی اسے متاثر کر رہی تھی۔ ویسے پچھلی رات سے ہی دل کو وہ اچھا لگ رہا تھا۔ وہ بستر سے اتر کر قریب آکر ایک صوفے پر بیٹھ گئی اور اسے سوچتی ہوئی نظروں سے دیکھنے لگی۔

وہ سوچ رہی تھی 'یہ اچھی بات نہیں ہے کہ میں آرام سے بستر پر سوتی رہی اور یہ اجنبی ساتھی میری خاطر صوفے پر بے آرامی سے سو رہا ہے۔ اسے جگا کر کہنا چاہیے کہ بستر پر جا کر آرام کرے۔'

وہ ہاتھ بڑھا کر اسے جگانا چاہتی تھی۔ پھر رک گئی۔ دماغ نے سمجھایا 'یہ گہری نیند میں ہے۔ نیند ٹوٹے گی تو شاید یہ دوبارہ اتنے سکون سے نہ سو سکے۔'

وہ صوفے کی پشت سے ٹیک لگا کر سوچنے لگی 'میں کسی ملنے والے سے جلد ہی کترا جاتی ہوں مگر اس میں ایسی کیا بات ہے کہ میں ایک انجانی سی کشش محسوس کر رہی ہوں؟'

وہ اس کشش کو فی الحال نہیں سمجھ رہی تھی۔ یہ نہیں جانتی تھی کہ وہ بھی اس کی طرح زہریلا ہے اور ایک کا زہر دوسرے کے زہر کو اپنی طرف کھینچ رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اس سے بڑی اپنائیت سی محسوس کر رہی تھی۔

وہ صوفے سے اٹھ کر غسل کرنے کے لیے باتھ روم میں چلی گئی۔ یہ اچھا ہی ہوا کہ پارس سوتا رہا اور وہ خاموشی سے صرف سوچتی رہی۔ اگر اسے بیدار کر کے گفتگو کرتی تو دوسری طرف پربھارانی اور دیوی کو ان دونوں کا سراغ مل جاتا۔ پربھارانی میک اپ مکمل ہونے تک اپنی نئی آواز اور لہجے کو ذہن نشین کرتی رہی اور وقتاً فوقتاً لکی سیون کی آواز پر توجہ دیتی رہی۔

دیوی نے کہا "تم تمام رات جاگتی رہی ہو، میک اپ مکمل ہو چکا ہے، چھ گھنٹے کے لیے سو جاؤ۔ میں بعد میں تم سے رابطہ کروں گی۔"

دیوی بھی آرام کرنے چلی گئی۔ پربھارانی نے اپنی خواب گاہ میں آکر بستر پر لیٹ کر برادر کبیر کو یاد کیا۔ اس کے ساتھ گزارے ہوئے خوبصورت لمحات نے اسے بے چین کیا تو اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ دماغ کو نیند کے مرکز پر لا کر ہدایات دیں پھر چھ گھنٹے کے لیے سو گئی۔

لکی سیون غسل وغیرہ سے فارغ ہو کر باتھ روم سے باہر آئی تو

وہ بڑا صوفہ خالی تھا۔ پارس بیڈ پر سو رہا تھا۔ اس کی آنکھیں پہلے کی طرح بند تھیں۔ وہ قریب آکر بولی "اے تم جاگ رہے تھے اور مجھے فلسفی بنا رہے تھے؟"

وہ آنکھیں کھول کر بولا "میں دماغ کو ہدایات دے کر سوتا ہوں کہ کوئی غیر معمولی بات ہو یا کوئی میرے قریب آئے تو آنکھ کھل جائے۔ جب تم صوفے کے پاس آئیں تو میں بیدار ہو گیا تھا۔"

"تو پھر مجھے فلسفی کیوں بنا رہے تھے؟"

"تمہاری زبان سمجھنے کے لیے ایک عمر لگے گی۔ یہ فلسفی بنانا کیا ہوتا ہے؟"

اس نے پوچھا "وہ کون سا پرندہ ہے جو تمام رات آنکھیں پھاڑ کر خلا میں کسی فلسفی کی طرح دیکھتا اور سوچتا رہتا ہے؟"

"اس پرندے کو اُلّو کہتے ہیں۔"

وہ بولی "یہی میں کہہ رہی تھی۔ خود کو اُلّو نہیں کہہ سکتی ہوں اس لیے پوچھ رہی ہوں کہ جاگ رہے تھے تو سونے کا بہانہ کر کے مجھے فلسفی کیوں بنا رہے تھے۔"

"آئندہ نہیں بناؤں گا۔ اتنا بتا دو' کس سیارے کی مخلوق ہو؟ تمہارے الفاظ سن کر پیٹ میں درد ہونے لگتا ہے۔"

"تم کس سیارے کی مخلوق ہو۔ سیدھی سی بات ہضم نہیں کر پاتے اور پیٹ میں درد لے بیٹھتے ہو۔ بائی دی وے تم بستر چھوڑ کر صوفے پر کیوں سو رہے تھے؟"

"کل رات میری شادی ہوئی تھی۔ میں صوفے پر اپنی دلہن کے ساتھ سو رہا تھا۔"

"کہاں ہے وہ دلہن؟ مجھے تو نظر نہیں آ رہی ہے۔"

"جس بچے کو پہلی بار تم نے ہاتھوں میں لیا تھا' کیا وہ بچہ نظر آیا تھا؟"

"نہیں۔ بعد میں نظر آیا تھا۔"

"میرے ساتھ جو بھی رہتا ہے یا رہتی ہے' وہ اکثر نظر نہیں آتی۔"

"دیکھو۔ پھر مجھے فلسفی نہ بناؤ۔"

پارس نے فون کا ریسیور اٹھا کر روم سروس کے لیے ملازم کو بلایا پھر ریسیور رکھ کر بولا "میں ابھی ثابت کروں گا کہ میرے ساتھ رہنے والے کبھی کبھی نظر نہیں آتے۔"

دروازے پر دستک ہوئی۔ پارس نے اٹھ کر دروازے کے قریب آکر پوچھا "کون ہے؟"

باہر سے ہوٹل کے ملازم نے کہا "روم سروس۔"

اس کی آواز سنتے ہی پارس اس کے اندر پہنچ گیا۔ اس کے دماغ پر مسلط ہو کر دروازہ کھول کر پیچھے ہٹ گیا۔ ملازم نے اندر آکر پوچھا "فرمایئے جناب۔"

پارس نے کہا "گرما گرم ناشتا اور چائے لے آؤ اور یہ بتاؤ کتنے افراد کا ناشتا لاؤ گے؟"

وہ بولا "جناب! آپ یہاں تنہا ہیں۔ ایک ہی کا ناشتا لاؤں گا۔"

لکی سیون نے آگے بڑھ کر ویٹر سے پوچھا "اے کیا تم اندھے ہو۔ یہ تمہیں تنہا نظر آ رہا ہے' میں دکھائی نہیں دے رہی ہوں؟"

ویٹر نے پارس کی مرضی کے مطابق کہا "جناب! یہاں کسی لڑکی کی آواز سنائی دے رہی ہے۔"

پارس نے کہا "پھر تو اس لڑکی کے لیے بھی ناشتا لے آؤ۔ شاید وہ غیر موجود رہ کر ناشتا کرے۔"

وہ جانے لگا تو لکی سیون نے تیزی سے چل کر اس کے سامنے آکر پوچھا "ارے' میں موجود ہوں اور تمہیں نظر نہیں آ رہی ہوں۔ ذرا غور سے دیکھو۔"

ویٹر کمرے سے جانے کے لیے آگے بڑھتے ہوئے اس سے ٹکرا گیا پھر بولا "جناب! مجھے یوں لگتا ہے جیسے میں کسی لڑکی سے ٹکرا گیا ہوں۔"

پارس نے لکی سیون کا بازو پکڑ کر اپنی طرف کھینچ کر کہا "اب جاؤ۔ تم کسی سے نہیں ٹکراؤ گے۔"

ویٹر باہر چلا گیا۔ پارس نے اس کے دماغ پر سے اپنا تسلط ختم کیا صرف اتنا یاد رہنے دیا کہ اسے دو افراد کے لیے ناشتا لانا ہے۔ لکی سیون حیران پارس کے پاس کھڑی تھی۔ وہ بولا "کیا یقین آیا؟ میرے قریب رہنے والے افراد کبھی کبھی نظر نہیں آتے۔ جب ناشتا لے کر آئے گا تو تم نظر آنے لگو گی۔ بالکل اس بچے کی طرح جسے تم نے کل رات خود اپنی آنکھوں سے پہلے غیر موجود پھر موجود دیکھا تھا۔"

وہ حیرانی سے بولی "واقعی یہ تو بڑی حریف بات ہے۔"

"میرے پیٹ میں درد ہو رہا ہے۔ تم شاید کہنا چاہتی ہو کہ بڑی عجیب بات ہے۔"

"عجیب نہیں' حریف کہہ رہی ہوں۔ تمہاری سمجھ میں اتنی بات نہیں آتی کہ میری موجودگی میں یہاں کسی نادیدہ دلہن کو لے آؤ گے تو وہ میری حریف ہو گی۔"

پارس نے اپنا سر پکڑ لیا۔ وہ بولی "کہاں ہے وہ؟ اس سے اب نظر آ جائے۔"

"وہ جا چکی ہے۔ پھر کبھی آئے گی تو تمہیں دکھائی دے گی۔"

"جب تک تم میرے ساتھ رہو گے یہاں کوئی نہیں آئے گی۔"

"ٹھیک ہے۔ تم تو شام کو مجھ سے بچھڑ جاؤ گی۔"

"تم کون ہوتے ہو' مجھے خود سے جدا کرنے والے؟"

"صرف دو چار دن کی جدائی ہو گی پھر ہم ملیں گے۔ تم شام میرے بھائی اور ہونے والی بھابی کے ساتھ کہیں جاؤ گی۔"

"یہ تمہارے رشتے دار کہاں ہیں؟"

"وہ دوپہر تک واشنگٹن پہنچنے والے ہیں۔ ہم ناشتا کرنے کے بعد وہیں جائیں گے۔"

"میں نہیں جاؤں گی۔ تم کل سے بہت اچھے لگ رہے تھے۔ اب بہت خراب لگ رہے ہو۔ میں تم سے بات نہیں کروں گی۔"

پارس نے مجھے مخاطب کیا پھر کہا "پاپا! یہ لکی سیون پرابلم بن جائے گی۔ یہ ثانی اور علی کے ساتھ جانا نہیں چاہتی ہے۔ آپ اسے سمجھائیں۔"

"اچھی بات ہے۔ ابھی سمجھاتا ہوں۔"

میں نے خیال خوانی کی پرواز کی اور لکی سیون کے دماغ میں پہنچا تو وہ پہلے ہنسی پھر اس نے سانس روک لی۔ میری سوچ کی لہریں واپس آ گئیں۔ میں بھول گیا تھا کہ جناب تبریزی نے اس کے دماغ کو لاک کر دیا ہے۔ میں دوبارہ جاؤں گا تو وہ پھر گدگدی محسوس کرے گی۔ میں نے خیال خوانی کے ذریعے جناب تبریزی کی خدمت میں پہنچ کر سلام کیا۔ انہوں نے سلام کا جواب دے کر کہا۔ "ٹھیک ہے جاؤ۔ میں اسے سمجھا دوں گا۔"

میں نے پارس کے پاس آکر کہا "یہ لڑکی ہمارے بس کی نہیں ہے۔ اسے محترم تبریزی ابھی ہماری موجودہ مہم کے لیے قائل کریں گے۔"

پھر میں نے اور پارس نے دیکھا۔ وہ ایک صوفے پر جا کر بیٹھ گئی تھی اور گم صم سی ہو کر خلا میں تک رہی تھی۔ ہم نے سمجھ لیا کہ اسے بزرگ محترم سے ہدایات مل رہی ہیں اور ان لمحات میں وہ روحانی ٹیلی پیتھی کے زیر اثر ہے۔

پارس نے پوچھا "آپ شہناز اور پروین (پوجا) کے ساتھ ہندوستان کب جا رہے ہیں؟"

"اب سے بیس گھنٹے بعد ایک فلائٹ میں سیٹیں ریزرو ہو چکی ہیں۔ مہاراشٹر کے انتہا پسند ہندو بمبئی سے ہزاروں مسلمانوں کو غیر ملکی کہہ کر اس شہر سے نکالنا چاہتے ہیں۔ میں ٹیلی پیتھی کے ذریعے ایسے کاغذات تیار کرا رہا ہوں کہ وہاں ہمیں کوئی غیر ملکی مسلمان نہیں کہہ سکے گا۔ وہ کاغذات ثابت کریں گے کہ ہم بمبئی میں اپنے آباؤ اجداد کے زمانے سے رہتے آ رہے ہیں۔ اس سلسلے میں کچھ کام رہ گیا ہے۔ میں جا رہا ہوں۔"

میں وہاں سے چلا آیا۔ لکی سیون اسی طرح گم صم بیٹھی ہوئی تھی۔ آدھے گھنٹے بعد ویٹر ناشتے کی ٹرالی لے کر آیا پھر چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد لکی سیون نے چونک کر پوچھا "ناشتا آ گیا؟"

"ہاں آ جاؤ۔ کل رات سے بھوکا ہوں۔ تم شاید کچھ سوچ رہی تھیں؟"

وہ سینٹر ٹیبل کے اطراف بیٹھ گئے۔ وہ ناشتا شروع کرتے ہوئے بولی "میں تمہاری باتیں مان لیا کروں گی۔ تم میری باتیں جان لیا کرو۔"

پارس نے پوچھا "یہ تمہاری آواز اور لہجہ کیوں بدل گیا ہے؟"

"ابھی میرے دماغ میں یہ بات آئی کہ میرے ساتھ تمہیں بھی اپنی آواز اور لہجے کو بدلنا چاہیے۔ میری بات مانو گے نا؟"

پارس نے ہاں کے انداز میں سر ہلا کر اسے سوچتی ہوئی نظروں سے دیکھا۔ یہ سمجھ میں آ گیا کہ آواز اور لہجہ بدلنے کی ہدایت محترم تبریزی کی طرف سے ملی ہے۔ اس کے ساتھ ہی اسے اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ وہ یہ بات بھلا چکا تھا کہ دیوی کے پاس غیر معمولی سماعت رکھنے والے آلۂ کار بھی ہیں۔ وہ ان کے ذریعے اس کا اور لکی سیون کا سراغ لگا سکتی ہے۔ لکی سیون نے پوچھا "کیا سوچ رہے ہو؟"

وہ دوسری آواز اور لہجے میں بولا "تم سن رہی ہو' میں نے تمہاری بات مان کر آواز بدل لی ہے مگر تم میری بات ماننے سے انکار کر رہی ہو۔"

"اب انکار نہیں کروں گی۔ تمہارے بھائی اور ہونے والی بھابی کے ساتھ جہاں کہو گے' جاؤں گی اور جو کہو گے' اس پر عمل کروں گی۔ پھر جب بھی بلاؤ گے سینڈل کے بل آؤں گی۔"

پارس نے کراہتے ہوئے کہا "کھاتے وقت پیٹ میں درد پیدا کر رہی ہو۔ دیکھو جب کوئی اپنا بلائے تو بڑی اپنائیت سے آنے کو سر کے بل آنا کہتے ہیں۔"

"آج تک کسی فلسفی (اُلّو) نے بھی کسی انسان کو سر کے بل آتے جاتے نہیں دیکھا ہو گا' پیروں سے آتے جاتے ہیں۔ چونکہ پیروں میں سینڈلیں ہوتی ہیں اس لیے سینڈل کے بل آؤں گی۔"

پارس نے ناشتا ختم کرنے تک پھر کوئی بات نہیں کی۔ لڑکیاں پھول لے کر آتی ہیں وہ واحد حسینہ تھی جو پھول پر سینڈل کو ترجیح دے رہی تھی۔ انہوں نے ناشتا کرنے کے بعد ہوٹل چھوڑ دیا۔ پھر ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر واشنگٹن روانہ ہو گئے۔ وہ کرائے کی کار بھی حاصل کر سکتے تھے لیکن لانگ ڈرائیو کا موڈ نہیں تھا۔ پچھلی سیٹ پر آرام سے بیٹھ کر سفر کرتے رہے۔ خیال خوانی کے ذریعے ثانی اور علی سے رابطہ رہا اور پلاننگ ہوتی رہی کہ آئندہ انہیں کیا کچھ کرنا ہے۔

وہ دوپہر کو واشنگٹن پہنچ گئے۔ ایک گھنٹے بعد ثانی اور علی بھی وہاں آ گئے۔ پارس نے لکی سیون کا ان سے تعارف کرایا پھر وہ ایک کرائے کی کار لے کر اس میں بیٹھ گئے۔ آہستہ آہستہ ڈرائیو کرتے ہوئے پورے شہر میں گھومتے ہوئے ضروری باتیں بھی کرتے رہے اور وقت بھی گزارتے رہے۔

پارس خاص طور پر لکی سیون کو سمجھا رہا تھا کہ اسے علی کے ساتھ رہ کر کتنا اہم رول پلے کرنا ہے۔ محترم تبریزی کی آمد نے اس کے دماغ میں انقلابی تبدیلی کی تھی۔ وہ منصوبے کے ایک ایک پہلو کو سمجھتی جا رہی تھی۔ پارس نے اسے ان غیر معمولی گولیوں کے متعلق بھی اچھی طرح سمجھا دیا تھا۔ اس طرح وہ وقت گزارتے ہوئے شام کے چھ بجے آرمی ہیڈ کوارٹر کے قریب پہنچ گئے۔

اس دوران ثانی خیال خوانی کے ذریعے دیوی کا لہجہ اختیار

کر کے سپر ماسٹر وغیرہ کی مصروفیات معلوم کرتی رہی تھی۔ اس نے کہا "دیوی کے سات بھارتی جوانوں' داؤد منڈولا کے دو یہودی جوانوں اور سپر ماسٹر کے تین فوجی افسران کو مشین کے خفیہ اڈے تک پہنچانے کے لیے یہاں ہیڈ کوارٹر میں لایا گیا ہے۔ یہ تمام افراد آرمی کی سخت نگرانی میں آدھے گھنٹے کے بعد یہاں سے روانہ ہونے والے ہیں۔ اب لکی سیون اور علی کو بھی جانا چاہیے۔"

علی نے جیب سے ایک چھوٹی سی ڈبیا نکالی۔ پارس نے سایہ بنانے والی چند گولیاں اسے بھی دی تھیں۔ اس نے ایک گولی کا ایک اتنا چھوٹا سا ٹکڑا لیا جس کے اثر سے وہ زیادہ سے زیادہ ایک ہفتے تک سایہ بن کر رہے۔ اس نے وہ ٹکڑا لکی سیون کو دکھا کر کہا "یہ دیکھو' میں اسے نگل رہا ہوں۔ یہی تمہیں بھی کرنا ہے۔"

اس نے گولی کے اس ٹکڑے کو منہ میں ڈال کر نگل لیا پھر دیکھتے ہی دیکھتے گوشت پوست کا جسم تحلیل ہو کر ایک سائے میں تبدیل ہو گیا۔

لکی سیون نے بڑے افسوس کے ساتھ اسے دیکھا پھر ثانی کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا "بہن صبر کرو۔ بیچارہ بڑی خوبیوں کا مالک تھا۔ تمہارے سہرے کے پھول کھلنے سے پہلے مرجھا کر سایہ بن گئے۔"

ثانی اور پارس بے اختیار ہنسنے لگے۔ ثانی نے کہا "اب تم بھی یہی عمل کرو لیکن میں یہ نہیں کہوں گی کہ تم بھی پارس کو جدائی کا صدمہ دے گئی ہو۔"

پارس نے اپنی ڈبیا میں سے گولی کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا اسے دیا۔ اس نے منہ میں اسے ڈال کر نگل لیا۔ پھر دوسرے ہی لمحے میں تحلیل ہوتے ہوئے سایہ بن گئی۔ علی کے سائے نے اس سے کہا "میرے ساتھ چلو ہم زیادہ سے زیادہ تاریکی میں رہیں گے۔ اگر دیکھ لیے جانے کا خدشہ ہو گا تو کسی کے بھی جسم میں سما جانا۔"

وہ دونوں سائے کار سے باہر چلے آئے۔ علی اسے گائیڈ کرتا رہا اور سمجھاتا رہا کہ جب دیوی اور سپر ماسٹر کے رنگروٹ ٹرانسفارمر مشین کے پاس پہنچ جائیں تو وہ مشین سے گزرنے والے کسی رنگروٹ کے جسم میں سما کر اس وقت تک اس کے اندر رہے جب تک علی اسے باہر آنے کو نہیں کہے۔

ثانی اور پارس کار میں رہ گئے تھے۔ وہ کار اسٹارٹ کر کے آگے بڑھاتے ہوئے بولی "تم سایہ بن کر آرمی ہیڈ کوارٹر میں کافی دنوں تک رہ چکے ہو اس لیے علی کے پاس رہو۔ اسے اور لکی سیون کو سپر ماسٹر کے دفتر یا ایسے کوارٹر میں پہنچا دو جہاں ٹیلی پیتھی سیکھنے والے رنگروٹوں کو بٹھایا گیا ہے۔"

پارس خیال خوانی میں مصروف رہا۔ ادھر پارس اور ثانی' ادھر لکی سیون اور علی بڑے مصروف رہے۔ اپنے منصوبے پر عمل کرتے رہے۔ دیوی اور سپر ماسٹر اس ٹرانسفارمر مشین کے خفیہ اڈے میں پہنچنے کے بعد اسی خوش فہمی میں رہے کہ امریکا' اسرائیل اور بھارت کے کل بارہ ذہین افراد اس مشین سے گزر رہے ہیں' جب کہ رات دو بجے تک ۱۲ افراد مشین سے استفادہ کر چکے تھے۔ صبح سے پہلے ان سب کو ہیڈ کوارٹر کے اسپتال میں لایا گیا تھا۔ ڈاکٹر ان کا طبی معائنہ کر کے مطمئن ہو گئے تھے کہ وہ سب نارمل ہیں۔ ٹرانسفارمر مشین سے گزرنے کے دوران بے ہوشی طاری رہتی ہے۔ پھر یہ بے ہوشی کم از کم بارہ گھنٹے تک قائم رہتی ہے۔ ہوش میں آنے کے بعد بھی وہ ذہنی اور جسمانی طور پر کمزور رہتے ہیں پھر رفتہ رفتہ پہلے دماغی توانائی حاصل ہوتی ہے۔ جیسے جیسے دماغ صحت مند ہوتا جاتا ہے ویسے ویسے جسمانی توانائی بھی بحال ہوتی رہتی ہے۔

ثانی خیال خوانی کے ذریعے علی کی خیریت معلوم کرتی رہتی تھی لیکن لکی سیون ایک پرابلم تھی۔ اگر اس کی خیریت معلوم کرنے کے لیے دماغی رابطہ کیا جاتا تو اسے گدگدی ہونے لگتی۔ وہ بے اختیار ہنسنے لگتی پھر اس کا سایہ جس کے اندر ہوتا وہ بوکھلا جاتا کہ اس کے اندر سے کسی لڑکی کی ہنسی کی آواز کیسے آ رہی ہے۔

اسے صرف محترم تبریزی کی آمد سے گدگدی نہیں ہوتی تھی۔ وہ یقیناً اس عجوبے کی خیریت سے واقف ہوں گے۔ اگر اسے کوئی مسئلہ درپیش ہوتا تو بزرگِ محترم ہمیں ضرور اس کے بارے میں کوئی ہدایت دیتے۔

پھر بھی ہم چاہتے تھے کہ اس سے ہمارا رابطہ رہے۔ کچھ تو معلوم ہو کہ وہ کبھی سکون سے ایک جگہ نہ رہنے والی کسی کے اندر سایہ بن کر سکون اور خاموشی سے کیسے وقت گزار رہی ہے؟ ثانی نے علی سے کہا "وہ کبھی نارمل رہتی ہے کبھی ایب نارمل ہو جاتی ہے پلیز معلوم کرو' وہ اتنی خاموشی سے ایک ہی جگہ کیسے رہ رہی ہے؟"

جب دوسری رات آدھی گزر گئی تو علی ایک امریکی فوجی افسر کے جسم سے باہر آیا۔ اس افسر نے ٹیلی پیتھی کا علم تنہا نہیں حاصل کیا تھا' اپنے اندر علی کو بھی لے کر اس مشین سے گزرا تھا۔ اس وقت وہ افسر سو رہا تھا۔ علی اس کمرے کے دروازے پر آیا۔ وہاں ایک مسلح فوجی کھڑا ہوا تھا۔ اسپتال میں نیم تاریکی تھی۔ علی کا سایہ ان دیواروں پر سے گزرنے لگا جہاں جہاں تاریکی یا نیم تاریکی تھی۔

اسے معلوم تھا کہ لکی سیون ایک بھارتی جوان کے اندر سمائی ہوئی تھی۔ وہ اس ٹیلی پیتھی سیکھنے والے جوان کے کمرے میں آیا۔ لیکن اس کا بستر خالی تھا۔ باتھ روم کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ وہاں وہ جوان نظر آیا۔ اس کی حالت سے اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ تکلیف میں مبتلا ہے۔ بڑی مشکلوں سے لڑکھڑاتا ہوا کمرے کے دروازے پر آ رہا تھا۔ پھر اس نے مسلح فوجی سے کہا "مجھے سہارا دو اور ڈاکٹر کے پاس لے چلو۔ ہماری دیوی جی کو بلاؤ.... جلدی بلاؤ۔"

مسلح فوجی نے اسے سہارا دے کر واپس بستر پر لا کر لٹایا پھر ڈاکٹر کو بلانے کے لیے دوڑتا ہوا چلا گیا۔ علی نے اس کے اندر آ کر لکی سیون کے سائے سے ملنا چاہا لیکن وہاں اس کا سایہ نہیں تھا۔

اس وقت ثانی اور پارس' علی کے اندر تھے۔ اب علی بھی خیال خوانی کر سکتا تھا۔ وہ تینوں اس بیمار بھارتی ٹیلی پیتھی جاننے والے کے اندر پہنچے۔ وہ کمزوری کے سبب ان کے خیالات کی لہروں کو محسوس نہیں کر سکتا تھا۔ اسے یوں لگ رہا تھا جیسے کوئی مہلک چیز اس کے جسم کے اندر پھیلتی جا رہی ہے اور اس سے زندگی دور ہوتی جا رہی ہے۔ وہ بار بار دیوی کو پکار رہا تھا۔

ڈاکٹر ایک اسسٹنٹ اور نرس کے ساتھ تیزی سے چلتا ہوا آیا پھر اس کا معائنہ کرتے ہوئے پوچھنے لگا "آپ کو اچانک کیا ہو گیا ہے؟"

"میں کچھ نہیں جانتا۔ ہماری دیوی جی کو بلاؤ.... جلدی بلاؤ۔"

"فکر نہ کرو ہمارے سپر ماسٹر تک خبر پہنچ گئی ہے۔ وہ دیوی جی...."

ڈاکٹر کہتے کہتے رک گیا۔ ٹیلی پیتھی جاننے والے مریض نے ایک ہچکی لی تھی پھر اس کے دیدے پھیل گئے۔ ڈاکٹر نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھا۔ دل کی دھڑکنیں تمام ہو چکی تھیں۔

وہ اسسٹنٹ سے بولا "یہ تو مر چکا ہے۔ فوراً سپر ماسٹر کو اطلاع دو۔"

پھر اس نے کہا کہ لاش کو پوسٹ مارٹم کے لیے ڈاکٹر لیوز کے پاس پہنچا دیا جائے۔ اسی وقت دیوی نے ڈاکٹر کے اندر آ کر پوچھا۔ "یہ کیسے ہو گیا؟ مجھے دو گھنٹے پہلے بتایا گیا تھا کہ یہ بالکل نارمل ہے۔"

"یس میڈم! میں نے خود اسے چیک کیا تھا۔ یہ بہت جی دار تھا۔ دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے مقابلے میں تیزی سے صحت یاب ہو رہا تھا۔"

وہ غصے سے گرج کر بولی "تو پھر یہ کیسے مر گیا؟ اس کی موت کی وجہ کیسے معلوم ہو گی؟"

"آپ ناراض نہ ہوں۔ ابھی پوسٹ مارٹم کی رپورٹ سے وجہ معلوم ہو جائے گی۔"

علی اس لاش کے اندر سے نکل کر برابر کمرے میں دوسرے بھارتی ٹیلی پیتھی جاننے والے رنگروٹ کے اندر آ گیا۔ لکی سیون کو تلاش کر رہا تھا مگر وہ نہیں مل رہی تھی۔ وہ بھی سمجھ رہا تھا کہ خیال خوانی کے ذریعے مخاطب کرے گا تو وہ بے اختیار ہنسنے لگے گی۔ یوں ظاہر ہو جائے گا کہ کوئی لڑکی سایہ بن کر وہاں موجود ہے۔ علی اور پارس نہیں چاہتے تھے کہ سایہ بننے والی بات پھر ظاہر ہو۔ وہ دیوی کو خوش فہمی میں رکھنا چاہتے تھے کہ سایہ بنانے والی غیر معمولی گولیاں کسی جگہ چھپی ہوئی ہیں اور ایم آئی ایم والے بھی ان گولیوں سے محروم ہو گئے ہیں۔

وہ اسے تلاش کرتا ہوا ڈاکٹر لیوز کے اندر آیا۔ وہ رپورٹ لکھ رہا تھا کہ اس بھارتی ٹیلی پیتھی جاننے والے کی موت زہر سے ہوئی ہے۔ پارس' ثانی اور علی سمجھ گئے کہ لکی سیون کے زہر نے کام دکھایا ہے۔ وہ جس کے اندر تھی اس کے اندر تھوک کر چلی گئی ہو گی تو وہ زہریلا تھوک اس کے جسم میں پھیل کر اس کی ہلاکت کا سبب بن گیا ہو گا۔

دیوی کو پوسٹ مارٹم کی رپورٹ معلوم ہوئی تو وہ ایک ایک ڈاکٹر کے چور خیالات پڑھنے لگی۔ پہلی بار جب پارس نے سایہ بن کر اس کے چھ بھارتی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو ہلاک کرنے کا جو طریقہ اختیار کیا تھا' وہ یہ تھا کہ اس نے ایک ڈاکٹر کو آلۂ کار بنا کر اس کے ذریعے ان چھ دیوی کے پجاریوں کو زہریلے انجکشن سے ختم کیا تھا۔

دیوی کا خیال تھا کہ اس بار بھی ایسی ہی کوئی حرکت کی گئی ہے لیکن تمام ڈاکٹروں کے چور خیالات نے بتایا کہ وہ کسی کے آلۂ کار نہیں تھے۔ پھر مرنے والے کے جسم میں کسی انجکشن کی سوئی کا نشان بھی نہیں تھا۔ یہ سوچا نہیں جا سکتا تھا کہ کسی سانپ نے آ کر ڈس لیا ہو گا کیونکہ اس لاش کے جسم کے کسی حصے میں بھی ڈسنے کا نشان نظر نہیں آ رہا تھا۔ اس طرح یہ ہلاکت ایک معما بن گئی تھی کہ مرنے والے کے اندر کس طرح زہر پہنچا تھا یا پہنچایا گیا تھا؟

رات کے دو بج گئے تھے۔ سپر ماسٹر اور تینوں افواج کے اعلیٰ افسران کی نیندیں اڑی ہوئی تھیں۔ دیوی ان پر برس رہی تھی اور کہہ رہی تھی کہ اس کے ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے کو کھانے یا پینے کی کسی چیز میں زہر دیا گیا ہے اور جس نے بھی یہ حرکت کی تھی' وہ اس کے دماغ میں ابھی تک نہیں پہنچ پائی ہے۔ اتنے بڑے آرمی ہیڈ کوارٹر میں ایک سازش ہوئی ہے اور سازش کا پتا چلانے اور مجرم تک پہنچنے میں اتنی دیر ہو رہی ہے۔ اگر یہی ہوتا رہا تو یہ ہیڈ کوارٹر دشمنوں کے لیے ایک کھیل کا میدان بن جائے گا۔ وہ جب چاہیں گے' موت کا کھیل کھیلیں گے اور روپوش ہو جایا کریں گے۔

وہ برس رہی تھی اور تمام فوجی اکابرین سر جھکائے سن رہے تھے اور تشویش میں مبتلا ہو رہے تھے کہ ان کا ہیڈ کوارٹر محفوظ نہیں ہے۔ ایسے وقت فون کی گھنٹی بجی۔ سپر ماسٹر نے ریسیور اٹھایا۔ دوسری طرف سے ایک ڈاکٹر نے کہا "سر! بہت بری خبر ہے۔ دیوی جی کا ایک اور ٹیلی پیتھی جاننے والا ہلاک ہو گیا ہے۔ پوسٹ مارٹم کی رپورٹ کے مطابق اس کی موت بھی ایک ہی طرح کے زہر سے ہوئی ہے۔"

دیوی کو اور زیادہ برسنا چاہیے تھا لیکن اسے چپ سی لگ گئی۔ اسے یاد آ گیا۔ ایم آئی ایم کے ایک خیال خوانی کرنے والے نے پہلے چھ بھارتی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی ہلاکت کے بعد ایک رقعہ لکھ کر سپر ماسٹر کی میز پر رکھا تھا کہ جب تک کشمیر سے بھارتی فوج کی واپسی نہیں ہو گی اور کشمیریوں کو اپنے مستقبل کا فیصلہ کرنے کی آزادی نہیں دی جائے گی تب تک دیوی اپنے بھارت کے لیے ایک بھی ٹیلی پیتھی جاننے والا پیدا نہیں کر سکے گی۔

وہ پہلے چھ مارے گئے تھے۔ دیوی نے اتنے زبردست عملی چیلنج کے باوجود پھر سات عدد بھارتی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا اضافہ کر لیا

تھا۔ ان سات میں سے ابھی دو مارے گئے تھے۔ پانچ رہ گئے تھے۔ چیلنج کرنے والے زبردست تھے۔ باقی پانچوں کی موت بھی ہو سکتی تھی۔

اس نے سپر ماسٹر سے کہا "فوراً پانچ گاڑیاں منگواؤ۔ میں اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو یہاں نہیں رہنے دوں گی۔ یہاں موت ہے۔ فوراً میرے پانچ آدمیوں کو الگ الگ گاڑیوں میں بٹھاؤ۔ ان گاڑی کے ڈرائیوروں کو یوگا کا ماہر ہونا چاہیے تاکہ دشمن ان کے خیالات نہ پڑھ سکیں۔ یہ نہ معلوم کر سکیں کہ میں اپنے آدمیوں کو کس جگہ پہنچا رہی ہوں۔"

اس کے حکم کی فوراً تعمیل ہونے لگی۔ دیوی حفاظتی تدابیر کر رہی تھی مگر یہ پریشانی تھی کہ اگر ایم آئی ایم کا خیال خوانی کرنے والا ایسی واردات کر رہا ہے تو وہ پانچوں ٹیلی پیتھی سیکھ جانے والے بھارتیوں کے دماغوں میں پہنچے گا کیونکہ وہ پانچوں ابھی مکمل دماغی توانائی سے محروم تھے اور کسی دشمن کو اپنے اندر آنے سے نہیں روک سکتے تھے۔

اس نے تین امریکی اور دو یہودی خیال خوانی کرنے والوں کے اندر جا کر حکم دیا کہ وہ ان پانچوں کے دماغوں میں مستقل موجود رہیں۔ دشمن اگر کوئی چال چلے تو اس چال کا توڑ کریں۔ ان پانچوں کو فی الحال دوا اور دوسری کھانے کی چیزیں استعمال نہ کرنے دیں۔ حتیٰ کہ ایک گھونٹ پانی پینے کی بھی اجازت نہ دیں۔

اسپتال کے سامنے گاڑیاں آگئی تھیں۔ ان پانچوں کو پانچ الگ الگ گاڑیوں میں بٹھایا جا رہا تھا۔ دو گاڑیوں کے ڈرائیوروں نے سپر ماسٹر سے کہا "سر! تھوڑی دیر پہلے ہم نے پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کیا تھا اور فوراً سانس روک لی تھی۔"

سپر ماسٹر اور فوجی افسران نے پانچوں گاڑیوں کے پاس جا کر دیوی کے ایک ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے کے سامنے کہا "اگر ایم آئی ایم یا کسی مخالف پارٹی کا خیال خوانی کرنے والا موجود ہے تو وہ ہمارے کسی فوجی ماتحت کو آلۂ کار بنا کر ہم سے گفتگو کرے۔ ہم دشمنی نہیں، دوستی چاہتے ہیں۔ پلیز کوئی سمجھوتا کریں۔"

پارس نے دیوی کے ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے کی زبان سے کہا "میں آپ لوگوں کے لیے بالکل اجنبی نہیں ہوں۔ پہلے بھی آتا رہا ہوں۔ ہمارے مرحوم سربراہ برادر کبیر نے کہا تھا کہ جب تک کشمیر سے بھارتی فوجیں واپس نہیں جائیں گی اور کشمیریوں کو ان کے جائز حقوق نہیں دیے جائیں گے تب تک دیوی اپنا کوئی نیا ٹیلی پیتھی جاننے والا پیدا نہ کرے ورنہ وہ یہاں سے زندہ سلامت نہیں جائیں گے۔"

دیوی نے پوچھا "کیا تم یہاں اکیلے ہو؟"

"جب تک تم سے رشتہ نہیں ہوگا، اکیلا ہی رہوں گا۔"

وہ ناگواری سے بولی "مجھ سے گستاخی نہ کرو ورنہ تنہا ہی دنیا سے چلے جاؤ گے۔"

"تمہارے سامنے میرا وجود ہوگا تب دنیا سے رخصت کرو گی۔ اور رخصتی اس وقت ہوتی ہے، جب شادی ہو جاتی ہے۔ ابھی تو ہمیں ایک دوسرے کے گھر کا پتا بھی معلوم نہیں ہے۔"

"کیا تم سنجیدگی سے نہیں بولو گے؟"

"پہلے تو تم نے یہ کہہ کر سنجیدگی ختم کر دی کہ میں یہاں اکیلا ہوں یا نہیں؟ ایک عورت یہ سوال کرے تو دل میں گدگدی ہوتی ہے اور سنجیدگی بھاگ جاتی ہے۔"

"کیا تم ہمیں باتوں میں لگا کر میرے دوسرے آدمیوں کو بھی مارنا چاہتے ہو؟"

پارس نے پوچھا "تمہارے دوسرے آدمی؟ یعنی کتنے آدمی رکھتی ہو؟ میں نے تو یہی دیکھا ہے کہ ایک شریف عورت کا ایک ہی آدمی ہوتا ہے۔"

وہ جھنجلا کر سپر ماسٹر سے بولی "اس نامعقول سے تم ہی بات کرو۔"

"یعنی اتنے بڑے ملک کا سپر ماسٹر اتنا نامعقول ہے کہ وہ صرف نامعقول افراد سے گفتگو کرتا ہے۔ نامعقول، بدچلن عورت! شادی سے پہلے چھ ٹیلی پیتھی جاننے والے پیدا کیے۔ ان کی چتائیں ٹھنڈی بھی نہیں ہوئی تھیں کہ مزید سات پیدا کر کے اپنی بے حیائی کا ثبوت دے دیا۔"

وہ اپنے آلۂ کار کے ذریعے چیخ کر بولی "بکواس مت کرو۔ مرد کے بچے ہو تو سامنے آؤ۔ میں تمہیں خاک میں ملا دوں گی۔"

علی نے ایک فوجی آلۂ کار کے ذریعے کہا "دیوی جی! شانت ہو جاؤ۔ میں ایم آئی ایم کا نیا سربراہ بول رہا ہوں۔ ابھی جو باتیں کر رہا ہے، وہ یقیناً ہمارا خیال خوانی کرنے والا ہے لیکن یہ برادر کبیر سے اتنی محبت اور عقیدت رکھتا ہے کہ مرحوم کے فیصلے کے مطابق تمہارے کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے کو زندہ نہیں چھوڑنا چاہتا۔ جب کہ میں نئے سربراہ کی حیثیت سے اپنی تنظیم کی پالیسیاں بدل رہا ہوں۔ میں نے اس جنونی مجاہد کو سمجھایا ہے کہ ہم دیوی سے دوستی کر کے کشمیر کا مسئلہ حل کریں گے۔"

دیوی نے خوش ہو کر کہا "میں نئے سربراہ کو خوش آمدید کہتی ہوں۔ آپ امن و امان کا راستہ اختیار کرنا چاہتے ہیں۔ میں اس راستے پر آپ کے ساتھ قدم سے قدم ملا کر چلوں گی۔"

پارس نے کہا "ہمارے سربراہ برادر منیر کی گھر والی ان کے سر پر سوار رہتی ہے۔ وہ تمہیں قدم سے قدم ملا کر چلنے نہیں دے گی۔"

علی نے کہا "میں دیوی جی کے سامنے تمہیں سمجھاتا ہوں، فضول باتوں سے پرہیز کرو۔ میں تمہارے طریقۂ کار کو اچھی طرح سمجھتا ہوں۔ یہاں تم نے دیوی جی کے دو آدمیوں کو مار کر انہیں یہ فیصلہ کرنے پر مجبور کر دیا ہے کہ یہ اپنے باقی آدمیوں کو یہاں سے لے جائیں۔ ہیڈ کوارٹر سے دور واشنگٹن شہر میں تم ان پانچوں کو اس



طرح ہلاک کرو گے کہ شہر میں دہشت پھیل جائے گی۔ پریس والے الزام دیں گے کہ اتنے بڑے آرمی ہیڈ کوارٹر کی گاڑیوں میں آنے والے اس لیے شہر میں مارے گئے کہ امریکی فوج اپنے ہیڈ کوارٹر میں ان کی حفاظت نہیں کر سکتی تھی۔"

فوج کے ایک اعلیٰ افسر نے کہا "واقعی ہم نے اس پہلو پر غور نہیں کیا تھا کہ یہ پانچوں شہر میں مارے جائیں گے تو فوج کی بدنامی ہوگی۔"

سپر ماسٹر نے کہا "مسٹر برادر منیر! یہ جو ٹیلی پیتھی جاننے والا آپ کا مجاہد ہے اس کا نام کیا ہے؟ آپ سربراہ ہیں اسے آپ کے احکامات کی تعمیل کرنا چاہیے۔ پلیز اسے سمجھائیں۔"

علی نے کہا "ہمارے مجاہدین ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے نام نہیں نمبر ہوتے ہیں۔ یہ جو ابھی موجود ہے اسے زیرو فور کہتے ہیں۔ یہ تمام معاملات میں میرے احکامات کی تعمیل کرتا ہے لیکن کشمیر کے معاملے میں مجھ سے باغی ہو جاتا ہے۔ میں اور میرے دوسرے مجاہدین اسے گرفتار نہیں کر سکتے۔ یہ ہمارے ہاتھ نہیں آتا ہے۔ برادر کبیر کے پاس سایہ بنانے والی جتنی گولیاں اور فارمولے تھے، وہ سب زیرو فور کے پاس ہیں۔"

"کیا؟" دیوی نے ایسی مایوسی سے کہا جیسے ایک بڑی بازی ہار گئی ہو "کیا واقعی اتنا زبردست ہتھیار زیرو فور کے پاس ہے؟"

علی نے کہا "اسی ہتھیار سے وہ آپ کے دو آدمیوں کو ہلاک کر چکا ہے۔ آپ اور ڈاکٹروں کی سمجھ میں نہیں آیا کہ ہلاک ہونے والوں کے اندر زہر کیسے پہنچ گیا تھا۔ اب آپ سمجھ سکتی ہیں کہ وہ زیرو فور سایہ بنا ہوا ہے۔ وہ کسی کے بھی اندر جاتا ہے، زہر کا ایک قطرہ اس کے جسم کے اندر ٹپکاتا ہے اور وہاں سے نکل آتا ہے۔"

سپر ماسٹر نے کہا "او گاڈ! اب سمجھ میں آیا کہ مرنے والوں کے جسم میں سائے کے ذریعے زہر پھیل گیا تھا۔"

دیوی نے کہا "مسٹر برادر منیر! آپ کسی طرح اسے انتقامی کارروائی سے باز رکھیں۔"

"دیوی جی! آپ نے ابھی اس کی باتیں سنی ہیں۔ وہ غیر معمولی گولیاں حاصل کر کے گویا اپنی ذات میں ایک الگ سربراہ بن گیا ہے۔ بظاہر ہمارا وفادار ہے لیکن اس کا عمل اسے باغی ثابت کرتا ہے اور وہ بڑی چالبازی سے مجھے بھی بے بس اور مجبور کر دیتا ہے۔"

"آپ جیسے سربراہ کو کیسے مجبور کر دیتا ہے۔"

"بات یہ ہے کہ میری گھر والی ذرا بدمزاج ہے۔ اس کم بخت زیرو فور نے اسے ایک ننھی سی گولی کھلا کر اسے سایہ بنا کر تمہارے ایک رنگروٹ کے اندر بھیج دیا تھا۔ جب وہ رنگروٹ ٹرانسفارمر مشین سے گزرا تو اس کے اندر رہنے والی میری بیوی بھی مشین سے گزری اور اس طرح اس نے ٹیلی پیتھی سیکھ لی۔"

سپر ماسٹر اور تمام فوجی افسران ایک دوسرے کو تشویش بھری نظروں سے دیکھنے لگے۔ یہ تشویش دیوی کو بھی تھی کہ جب تک زیرو فور (پارس) کے پاس وہ گولیاں رہیں گی وہ کسی کو بھی سایہ بنا کر ٹرانسفارمر مشین سے گزارتا رہے گا اور بھارت کے جو افراد ٹیلی پیتھی کا علم حاصل کریں گے، ان کے اندر پہنچ کر زہر سے انہیں ہلاک کرتا رہے گا۔

وہ شکست خوردہ لہجے میں بولی "یہ زیرو فور بہت خطرناک ہو گیا ہے۔ جب تک وہ ان گولیوں سے محروم نہیں ہوگا تب تک ہماری لاعلمی میں ہماری مشین سے اپنے وفادار ٹیلی پیتھی جاننے والے پیدا کرتا رہے گا۔"

ایک فوجی افسر نے کہا "اس بار ہم نے اپنے بارہ افراد کو مشین سے گزارا تھا۔ ہو سکتا ہے اس نے بھی اپنے بارہ وفاداروں کو سایہ بنا کر ہمارے افراد کے اندر پہنچا کر ان سب کو ٹیلی پیتھی سکھائی ہو۔ جب انسان کو آسانی سے بے انتہا طاقت حاصل ہونے لگے تو وہ ضرور آخری حد تک قوتیں حاصل کرتا رہتا ہے۔"

دیوی نے پوچھا "مسٹر برادر منیر! کیا وہ اس طرح تمہارے خلاف بھی محاذ نہیں بنا رہا ہے؟ بلکہ وہ تم سے زیادہ مستحکم ہوتا جائے گا۔ اس کے پاس صرف ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی فوج رہے گی۔"

علی نے کہا "میں اس خطرے سے نمٹنے کے لیے آپ کا اور سپر ماسٹر کا تعاون چاہتا ہوں۔ جب تک زیرو فور ہمارے قابو میں نہ آئے آپ لوگ نئے ٹیلی پیتھی جاننے والے پیدا نہ کریں۔ اگر کریں گے تو آپ کے تمام رنگروٹوں کے اندر زیرو فور کے دوسرے وفادار پہنچ کر یہ علم حاصل کرتے رہیں گے۔ پھر جیسا کہ ابھی ہو رہا ہے۔ وہ آپ کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو ہلاک کر کے ان کی تعداد کم اور اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی تعداد زیادہ سے زیادہ بڑھاتا جا رہا ہے۔"

ایک اعلیٰ افسر نے کہا "یہ نکتہ بہت اہم ہے۔ وہ ٹرانسفارمر مشین ہماری ہے اور فائدہ دشمن اٹھا رہا ہے۔ ہم خوش فہمی میں ہیں کہ وہ صرف دیوی کے آدمیوں کو ہلاک کر رہا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ دوسرے ہتھکنڈوں سے ہمارے اور اسرائیل کے خیال خوانی کرنے والوں کو درپردہ اپنا معمول اور تابعدار بنا رہا ہو۔"

دیوی نے کہا "سمجھ میں نہیں آتا، کیا کیا جائے۔ وہ زیرو فور بہت بڑی مصیبت بنتا جا رہا ہے۔ برادر کبیر نے اپنی زندگی میں ان گولیوں کا استعمال ایسی چالاکی سے نہیں کیا تھا، جیسے یہ کر رہا ہے۔"

اسی وقت اطلاع ملی کہ دیوی کے مزید دو آدمی تکلیف سے تڑپ رہے ہیں۔ ڈاکٹر اب سمجھ گئے تھے کہ ان کے اندر زہر پہنچایا جا رہا ہے۔ لہٰذا وہ زہر کا توڑ کرنے کی کوششیں کر رہے تھے۔ انہیں اسٹریچر پر ڈال کر واپس اسپتال لے جایا جا رہا تھا لیکن تھوڑی دیر بعد ہی اطلاع ملی کہ وہ مر چکے ہیں۔ اس طرح دیوی کے چار ٹیلی پیتھی جاننے والے ختم ہو چکے تھے۔ اب صرف تین رہ گئے تھے۔

وہ تینوں گاڑیوں سے نکل کر آگئے تھے اور چیخ چیخ کر کہہ رہے

تھے "دیوی جی! آپ کو بھگوان کا واسطہ دیتے ہیں۔ ہم سے ٹیلی پیتھی کا علم چھین لیں۔ ہم مرنا نہیں چاہتے۔ ہم مرنا نہیں چاہتے۔"

ایک نے کہا "اگر آپ ہم سے علم واپس نہیں لیں گی تو ہم غدار بن جائیں گے۔ اس کے غلام بن جائیں گے جو ہمارے ساتھیوں کو ہلاک کرچکا ہے۔"

دوسرے نے کہا "دنیا والے طاقت کے سامنے جھکتے ہیں۔ دیوی جی! آپ ثابت کریں کہ آپ انجانے دشمن سے زیادہ طاقت ور ہیں۔ اگر نہیں ہیں تو پھر ہم آپ کو دیوی ماننے سے انکار کرتے ہیں۔ آپ کو غصہ آئے گا تو ہمیں مار ڈالیں گی لیکن کیا فرق پڑے گا۔ ویسے بھی ہم موت کا تماشا دیکھ رہے ہیں۔"

تیسرے نے کہا "ہوسکتا ہے آپ ہمیں مارنا چاہیں اور وہ ہلاک کرنے والا ہمیں بچالے اور ہمیں نئی زندگی دے کر اپنا تابعدار بنالے۔ ہم دیوی کے علاوہ اس انجانے طاقت ور سے کہتے ہیں کہ فار گاڈ سیک ہماری موت کا نہیں' زندگی کا فیصلہ کرے۔"

ہیڈ کوارٹر کے اس حصے میں دور تک فوجی جوان اور افسران کی بھیڑ لگی تھی۔ ڈاکٹر' لیڈی ڈاکٹر اور نرسیں وغیرہ بھی تھیں۔ وہ سب ان تینوں کو ہمدردی سے دیکھ رہے تھے۔ انہیں جیسے سزائے موت سنادی گئی تھی اور وہاں کھڑی ہوئی پوری فوج انہیں موت سے نہیں بچاسکتی تھی۔ ان لمحات میں آتما شکتی والی دیوی بھی لاچار اور بے بس ہوگئی تھی۔

علی نے کہا "دیوی جی! میرا مشورہ ہے کہ آپ ان تینوں سے دستبردار ہوجائیں۔ ان کی زندگیاں بچائیں' انہیں زیرو فور کی ماتحتی میں چلے جانے دیں۔ میدانِ جنگ میں دشمن شہ زور ہو تو ذرا پیچھے ہٹ کر حکمتِ عملی تبدیل کرکے میدان مارنے کے نئے منصوبے بنائے جاتے ہیں۔"

فوج کے اعلیٰ افسر نے کہا "مسٹر برادر منیر بہت عمدہ مشورہ دے رہے ہیں۔ یہ آپ کے بھارتی جوان ہیں۔ انہیں زندہ رہنے کا موقع دیں۔"

"لیکن یہ زیرو فور کہاں ہے؟ بہت دیر سے اپنے خلاف بہت کچھ سن رہا ہے مگر جواباً کچھ نہیں کہہ رہا ہے۔"

علی نے کہا "ابھی دیوی جی کے دو آدمی ہلاک ہوئے ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ہمیں مختلف مسائل میں الجھا کر انتقامی کارروائی کررہا ہے۔ ہم اس سے کہتے ہیں کہ یہ کارروائی بند کرکے ان تین بھارتی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اپنی ماتحتی میں رکھ لے مگر اب موت کا کھیل نہ کھیلے۔"

اس کی بات ختم ہوتے ہی ثانی نے ایک لیڈی ڈاکٹر کے ذریعے علی سے کہا "اے منیر! یہاں کیا ہورہا ہے؟ ابھی زیرو فور نے مجھے بتایا ہے کہ ایک دیوی تمہارے ساتھ قدم سے قدم ملا کر چلنے والی ہے۔"

علی نے کہا "یہ زیرو فور اب میری مخالفت پر اتر آیا ہے۔ تمہیں بہکا کر یہاں لے آیا ہے۔ بھئی قدم سے قدم ملا کر چلنے کے معنی یہ ہیں کہ ہم آپس میں دوست بن کر رہیں گے۔"

ثانی نے کہا "یہی تو پوچھنے آئی ہوں۔ دیوی ایک عورت ہوکر تمہاری دوست بنے گی۔ عورت سے دوستی کا مطلب کیا میں نہیں جانتی۔"

"میں تمہیں کیسے سمجھاؤں کہ دوستی کا مطلب وہ نہیں ہے جو تم سمجھ رہی ہو۔"

"میں خوب سمجھتی ہوں۔ پہلے تم نے زبیدہ سے شادی کی دو سال بعد حمیدہ سے نکاح پڑھایا۔ پھر چھ ماہ بعد ہی مجھے پھانس کر تیسری بیوی بنالیا۔ ہمارے ہاں چار شادیوں کی اجازت ہے۔ اب چوتھی شادی دیوی سے کرنا چاہتے ہو؟"

"تم غلط سمجھ رہی ہو۔ میں تم سے سچی محبت کرتا ہوں۔ چوتھی شادی نہیں کروں گا۔"

"اگر تم سچے ہو تو مجھے اپنے دماغ میں آنے دو۔ میں تمہارے چور خیالات پڑھ کر حقیقت معلوم کرلوں گی۔"

"تم نامناسب باتیں کررہی ہو۔ میں کسی کو چور خیالات پڑھنے کی اجازت نہیں دے سکتا کیونکہ میرے اندر ایم آئی ایم تنظیم کے بہت سے اہم راز پوشیدہ ہیں۔"

"میاں اور بیوی کے درمیان کوئی راز نہیں ہوتا ہے۔ جو اپنی بیوی سے اپنے چور خیالات چھپاتا ہے' اس کے دل میں چور ہوتا ہے۔"

"یہ تم زیرو فور کے بہکانے سے کہہ رہی ہو۔ تمہاری سمجھ میں یہ کیوں نہیں آتا کہ وہ مجھ پر ہر طرف سے دباؤ ڈال کر ایم آئی ایم کا سربراہ بننا چاہتا ہے۔ یہی دیکھ لو کہ یہاں بڑے اہم اور تشویشناک معاملات پر گفتگو ہورہی تھی لیکن وہ تمہیں یہاں لاکر میاں بیوی کا جھگڑا پیدا کررہا ہے۔"

پارس اپنے منصوبے کے مطابق چالیں چل رہا تھا۔ اس چال کے مطابق اس بار بار برا ایک نرس کے اندر آئی پھر علی سے پوچھا "ارے او منیر! میں حمیدہ بول رہی ہوں۔ کیا تم دیوی سے شادی کرنے والے ہو؟ کیا اس کے ساتھ قدم سے قدم ملا کر شادی کا چوتھا راؤنڈ شروع کروگے؟"

علی نے پریشانی ظاہر کرتے ہوئے کہا "آہ! حمیدہ وہ کم بخت تمہیں بھی بہکا کر یہاں لے آیا۔ دیکھو یہ گھریلو معاملات ہیں۔ بین الاقوامی معاملات دانشمندی سے طے کرنے کے لیے دیوی کی سپر ماسٹر سے کچھ دوستانہ سمجھوتے کرنا چاہتا ہوں لیکن زیرو فور ٹرانسفارمر مشین سے ٹیلی پیتھی سیکھ کر تم سب کو اپنا معمول تابعدار بنالیا ہے۔ تم سب میری بیویاں ہو مگر اس کم بخت کے اشاروں پر چلتی ہو۔ وہ نفسیات کا ماہر ہے اور جانتا ہے کہ مرد سے زیادہ اپنی بیوی کے دباؤ میں رہتا ہے۔"



پارس نے کہا "برادر منیر! تم لاکھ میرے خلاف زہر اگلتے رہو۔ میں ابھی زبیدہ کو بھی یہاں لاؤں گا۔ یہ تینوں بیویاں تمہیں دیوی سے دوستی نہیں کرنے دیں گی۔ میرے دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والے ماتحت بھی ایک لمبا کھیل شروع کرچکے ہیں۔ میں دیوی اور سپر ماسٹر کے سامنے ثابت کرنے آیا ہوں کہ میرے مقابلے میں تمہاری پوزیشن کمزور ہے۔ تم زیادہ دن تک سربراہ بن کر نہیں رہ سکوگے۔"

علی نے اپنے آلۂ کار کے ذریعے قہقہہ لگا کر کہا "سربراہ بننے کے لیے عقل کی ضرورت ہے جو تمہارے پاس نہیں ہے۔ تم صرف غیر معمولی گولیوں کے بل پر خود کو شہ زور سمجھ رہے ہو۔ ایم آئی ایم کے تمام مجاہدین تمہاری اس حرکت کے خلاف ہیں پھر دیوی اور سپر ماسٹر نے میری یہ تجویز مان لی ہے کہ اب کسی کو ٹرانسفارمر مشین سے نہیں گزارا جائے گا۔ اس طرح تم آئندہ اپنے لیے نئے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا اضافہ نہیں کرسکوگے۔"

سپر ماسٹر نے کہا "بے شک زیرو فور! آئندہ تم ہمیں دھوکا دے کر اپنے نئے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا اضافہ نہیں کرسکوگے۔"

دیوی نے کہا "زیرو فور! تمہارے پاس صرف غیر معمولی گولیوں کا ہتھیار ہے ورنہ تم برادر منیر کے مقابلے میں بہت کمزور ہو۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ جو کمزور ہوتا ہے وہی عورتوں کا سہارا لیتا ہے۔ میں بھی دیکھوں گی کہ یہ عورتیں میرا کیا بگاڑلیں گی۔ میں ڈنکے کی چوٹ پر برادر منیر سے دوستی کروں گی۔ اس کے دل میں میرے لیے جگہ ہے تو میں اس سے محبت کروں گی۔ اگر یہ مجھ سے شادی کرنا چاہے گا تو میں امن اور سلامتی کی خاطر اور مسلمانوں کو عزیز ترین دوست بنانے کی خاطر اس سے شادی کروں گی۔ جب یہودیوں اور مسلمانوں کو آپس میں دوست بنانے کی خاطر جمائما' حائقہ بن کر عمران خان سے شادی کرسکتی ہے تو کیا میں برادر منیر سے شادی نہیں کرسکتی؟ کون ہے مجھے روکنے والا؟"

ایسے وقت لکی سیون کی آواز سنائی دی۔ سب نے آواز کی سمت دیکھا۔ ایک لڑکی کا سایہ نظر آرہا تھا۔ علی' ثانی اور پارس نے بھی حیرانی سے دیکھا۔ وہ اس عجوبہ کو آدھی رات سے تلاش کررہے تھے مگر وہ بھارتی جوانوں کے اندر زہر تھوک کر کہیں چلی جاتی تھی۔

یہ ظاہر کیا جاچکا تھا کہ سایہ بنانے والی گولیاں زیرو فور کے پاس ہیں اس لیے لکی سیون سایہ بن کر آگئی تھی۔ وہ کہہ رہی تھی۔ "میرے سامنے یہ دیوی کیا بیچتی ہے؟ موجودہ عالمی سیاست کا تقاضا ہے کہ یہودی قوم اسلامی ملکوں میں سرنگ بنا کر گھستی چلی جائے۔ میں یہودی ہوں لہٰذا میں برادر منیر سے شادی کرکے بڑے بڑے اسلامی ممالک کو ایک انگوٹھی بنا کر اس میں اسرائیل کا نگینہ جڑواؤں گی۔ دنیا کے نقشے میں اسرائیل نگینے کی طرح ننھا سا ہے لیکن یہ اسلامی ممالک کی انگوٹھی میں خوب جگمگائے گا۔"

دیوی نے کہا "تم سایہ ہو۔ اس کا مطلب ہے زیرو فور سے تمہاری جان پہچان ہے۔ تمہارا نام کیا ہے۔ اگر یہودی ہو تو زیرو فور سے کیا تعلق ہے؟"

"نام ابھی نہیں بتاسکتی۔ جب اسلام قبول کرکے نیا نام رکھوں گی اور برادر منیر سے شادی کروں گی تو ساری دنیا کے اخبارات میں میرا نام پڑھ لینا۔ مجھے شبہ تھا کہ شاید برادر منیر مجھ سے شادی نہ کرے۔ زیرو فور نے بھی کہا کہ وہ دیوی سے شادی کرے گا۔ برادر منیر کو مجبور کرنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ میں سایہ بن جاؤں اور اس کے اندر گھس کر رہوں۔ دیوی دلہن بن کر آئے گی تو اس کے اندر گھس کر پریشان کروں گی اس طرح دیوی میدان چھوڑ کر بھاگ جائے گی۔"

علی نے انجان بن کر لکی سیون سے پوچھا "تم کون ہو؟ کیوں مجھ پر عاشق ہوگئی ہو؟"

"میں کہہ چکی ہوں' عالمی سیاست اور خصوصاً امریکا اسرائیل کے مفادات کا تقاضا ہے کہ جتنی مالدار یہودی حسینائیں ہیں' وہ مسلمان سربراہوں سے شادیاں کریں اور تم ایم آئی ایم کے سربراہ ہو۔"

علی نے کہا "میں اب تک چوتھی شادی کی بات زبان پر نہیں لارہا تھا لیکن اب دیوی کی طرح کھل کر کہتا ہوں کہ بھارت اور امریکا سے گہرے تعلقات رکھنے کے لیے دیوی سے ضرور شادی کروں گا۔"

لکی سیون نے کہا "مجھ سے بھی شادی کرلوگے تو یہ بین الاقوامی شادی ہوجائے گی۔"

علی نے کہا "دیوی میری چوتھی بیوی ہوگی۔ اس کے بعد پانچویں شادی کی اجازت نہیں ہے۔"

پارس نے کہا "گنجائش نکالی جاسکتی ہے۔ پہلی بیوی زبیدہ سیکنڈ ہینڈ ہوچکی ہے۔ اسے طلاق دے کر اس یہودی لڑکی سے شادی کرلو۔"

ثانی نے پوچھا "یہاں کیا ہورہا ہے؟ یہ امریکا کا آرمی ہیڈ کوارٹر ہے یا شادی دفتر؟"

علی نے کہا "جب دو ملکوں' دو قوموں اور دو مذاہب کے درمیان صلح اور دوستی کی کوئی صورت نظر نہیں آتی تو پھر ایک دوسرے کی عورتوں سے شادیاں کرکے آپس کی رنجشیں دور کرلی جاتی ہیں۔"

سپر ماسٹر نے کہا "بنیادی بات یہی ہے کہ آپس کی رنجشیں دور کی جائیں۔ خواہ وہ کسی طرح بھی دور کی جاسکیں۔"

ایک اعلیٰ افسر نے کہا "یہی دیکھ لیں کہ پہلے اس ہیڈ کوارٹر میں انتقامی کارروائی ہورہی تھی۔ دیوی جی کے چار ٹیلی پیتھی جاننے والے ہلاک ہوگئے لیکن جب سے دیوی جی اور برادر منیر کے دل

مل رہے ہیں تب سے موت کا اندیشہ نہیں رہا ہے۔ دیوی جی کے تینوں ٹیلی پیتھی جاننے والے ابھی تک محفوظ ہیں۔ ہماری دنیا میں عورت بہت بڑی طاقت ہے۔ وہ شادی کے ذریعے فولاد کی طرح مضبوط دشمنیوں کو بھی پگھلا دیتی ہے۔"

لکی سیون کے سائے نے کہا "یہ میرا احسان مانو کہ میں نے ابھی تک ان تینوں کو زندہ رکھا ہے۔ ابھی چاہوں تو ان کے اندر سما کر....."

اس کی بات پوری ہونے سے پہلے وہ تینوں چیخیں مار کر دوڑتے ہوئے سائے کے پاس آئے اور اس کے قدموں میں بیٹھ گئے۔ ایک نے کہا "ہمیں معاف کردو۔ تمہارا پاؤں چھونے سے صرف سایہ لگ رہا ہے۔ ہم کس طرح تمہارے پاؤں پکڑ کر اپنی زندگی کی بھیک مانگیں۔"

وہ بولی "مجھ سے نہ مانگو' میرا راہنما یہ زیرو فور ہے۔ میں اسی کے احکامات پر عمل کرتی ہوں لیکن زیرو فور کے بھی پاؤں تمہیں نظر نہیں آئیں گے۔ وہ تو خیال خوانی کے ذریعے بول رہا ہے۔"

پارس نے کہا "میں ان تینوں کو اس شرط پر معاف کر سکتا ہوں کہ برادر منیر تمہاری عزت کرے اور عزت سے گھر والی بنائے۔ مجھے دیوی سے نفرت ہے۔ برادر منیر اس سے شادی کرے یا نہ کرے' مجھے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔"

آدھی رات سے یہ دہشت پھیلی ہوئی تھی کہ دیوی کے آدمی مارے جارہے ہیں۔ اب یہ دہشت ختم ہو سکتی تھی۔ تین آدمیوں کی جان بخشی جا سکتی تھی۔ علی نے کہا "میں دیوی کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو مرنے نہیں دوں گا۔ فی الحال مجبور ہو کر اس یہودی لڑکی سے شادی کروں گا لیکن میں دل سے مجبور ہوں' دیوی کو بھی چھوڑنا نہیں چاہتا۔ عالمی سیاست میں ایک مضبوط رشتہ چاہتا ہوں۔ آپ حضرات مشورہ دیں' مجھے کیا کرنا چاہیے؟"

سپر ماسٹر نے کہا "آپ چار سے زیادہ شادیاں نہیں کر سکتے اور یہاں پانچویں ایک یہودن آگئی ہے۔ ایسے میں ایک راستہ ہے۔ اپنی پہلی اور پرانی بیوی کو طلاق دے دو۔"

ایک اعلیٰ افسر نے کہا "بہت کچھ پانے کے لیے کچھ کھونا پڑتا ہے۔ میرا بھی یہی مشورہ ہے۔ پہلی کو طلاق دے کر چار بیویوں کا کوٹا پورا کرلیں۔ اس طرح ہمارے درمیان صرف دوستی نہیں' رشتے داری بھی ہو جائے گی۔"

دیوی نے کہا "ایک بات یہ سمجھ میں آتی ہے کہ زیرو فور اپنی دانست میں گہری چال چل رہا ہے۔ مجھ سے اور ایک یہودی لڑکی سے برادر منیر کی شادیاں کرانے کے بعد مسلمانوں کے دلوں میں برادر منیر کے خلاف نفرت پیدا کرنا چاہتا ہے لیکن میرے پاس بھی ذہانت ہے۔ میں زیرو فور کو شرمناک شکست دوں گی۔"

لکی سیون نے کہا "اے خبردار! زیرو فور میرا راہنما ہے۔ اس کے خلاف کوئی چال چلو گی تو تمہارے اندر گھس کر ایسی پھونک ماروں گی کہ تم غبارے کی طرح پھول کر پھٹ جاؤ گی۔"

پارس نے کہا "اے یہودی حسینہ! میں راہنما کی حیثیت سے کہتا ہوں کہ شادی کے بعد برادر منیر اور دیوی سے دشمنی نہ کرنا۔ دشمنی کے لیے میں تنہا کافی ہوں۔ فی الحال انتقامی کارروائی ملتوی ہو چکی ہے اس لیے میں جارہا ہوں۔ برادر منیر کی دونوں بیگمات سے بھی کہوں گا کہ اب وہ خیال خوانی کے ذریعے یہاں نہ رہیں' اپنے گھروں میں دماغی طور پر حاضر ہو کر آرام کریں۔ اب صبح ہو رہی ہے لہٰذا صبح بخیر۔"

پھر خاموشی چھا گئی۔ لکی سیون کے سائے نے کہا "وہ جا چکا ہے۔ میں بھی جارہی ہوں۔ مسٹر منیر سے کہتی ہوں کہ شادی کے سلسلے میں دھوکا نہ دینا ورنہ میں یہاں آکر سپر ماسٹر اور اعلیٰ فوجی افسران کا جینا دوبھر کردوں گی۔"

یہ کہہ کر وہ جانے لگی۔ دور تک اتنی بھیڑ تھی کہ پتا نہیں چلا' وہ جاتے جاتے کس کے جسم میں سما کر روپوش ہو گئی ہے۔

علی نے کہا "میری دونوں بیویاں بھی جا چکی ہیں۔ میں دوستی کی ابتدا میں چاہوں گا کہ پہلے میرے اور دیوی کے درمیان کچھ ضروری گفتگو ہو جائے۔"

دیوی نے کہا "میں بھی یہی چاہتی ہوں۔ جیسا کہ سب جانتے ہیں' میں کبھی کسی کے روبرو نہیں آتی اس لیے ہماری شادی خیال خوانی کے ذریعے ہو گی تاکہ سپر ماسٹر اور اعلیٰ فوجی افسران گواہ رہیں۔ شادی کے بعد صرف منیر مجھے تنہائی میں دیکھ سکے گا۔ میں نے برسوں سے یہی سوچا ہوا تھا کہ میں صرف اپنے جیون ساتھی کے سامنے آؤں گی۔ کوئی اور مجھے نہیں دیکھ پائے گا۔"

علی نے کہا "تم ابھی جس فوجی افسر کی زبان سے بول رہی ہو' میں اس کے دماغ میں آرہا ہوں۔ اسے سحر زدہ رکھو تاکہ وہ ہماری ذاتی گفتگو نہ سن سکے۔"

یہ کہہ کر وہ اس فوجی افسر کے اندر آیا پھر بولا "میں موجود ہوں۔ کیا یہ تمہارا آلۂ کار افسر غائب دماغ ہے؟"

"میں نے پوری طرح اس پر قبضہ جما رکھا ہے۔ ہم آزادی سے گفتگو کر سکتے ہیں۔ ایسی گفتگو جس سے ایک دوسرے کا اعتماد حاصل ہو سکے۔"

"میں ایسی ہی باتیں کرنے جارہا ہوں۔ جو میرے اعتماد پر پورا اترتا ہے میں اسے دشمنوں پر غالب آنے کے مواقع فراہم کرتا رہتا ہوں اور جو میرے اعتماد کو ٹھیس پہنچاتا ہے' اسے میں ایسی ٹھیس پہنچاتا ہوں کہ وہ اپنے ہی ہاتھوں خودکشی پر مجبور ہو جاتا ہے۔"

"میں اسے دھمکی نہیں' تمہارا تعارف سمجھ رہی ہوں۔ مجھے تمہارے ہی جیسا زبردست جیون ساتھی چاہیے۔"

"میں تمہیں بتاتا ہوں کہ کیسا زبردست ہوں۔ میں تمہاری طرح اپنی اصلیت کسی پر ظاہر نہیں کرتا۔ لہٰذا اچھی طرح سمجھ لو کہ میں ایم آئی ایم کا سربراہ برادر منیر نہیں ہوں۔"

وہ چونک کر بولی "کیا سچ کہہ رہے ہو؟ لیکن..... لیکن وہ زیرو فور تو تمہیں....."

"صرف زیرو فور ہی نہیں' ایم آئی ایم کے تمام مجاہدین میری آواز اور لہجے سے دھوکا کھاتے ہیں۔ ان کا اصل سربراہ برادر منیر میرا معمول اور تابعدار ہے۔ وہ اس وقت اپنے بیڈ روم میں سو رہا ہے۔ وہ میرے حکم پر سوتا جاگتا' کھاتا پیتا ہے اور میری ہی مرضی کے مطابق مجاہدین کے لیے طرح طرح کے احکامات جاری کرتا ہے۔"

"پھر تم زبردست ہی نہیں' پراسرار بھی ہو۔"

"وہ زیرو فور صرف غیر معمولی گولیوں کے باعث مجھ سے مخالفانہ رویّہ اختیار کرتا ہے لیکن یہ نہیں جانتا کہ میں کون ہوں۔ ابھی وہ یہی سمجھ رہا تھا کہ برادر منیر کو اپنے سامنے کمتر بنا رہا ہے۔ جب کہ وہ برادر منیر بیچارہ سو رہا ہے۔ اس کی بیویاں بھی دھوکا کھا کر خیال خوانی کے ذریعے یہاں آئی تھیں ورنہ میں نے تو ابھی تک کسی سے شادی نہیں کی ہے۔ صرف تم میری دلہن بنو گی۔"

وہ خوش ہو کر بولی "میں کتنی خوش نصیب ہوں کہ مجھے کنوارا دولہا ملے گا۔ میری کوئی سوکن نہیں ہو گی مگر..... مگر وہ یہودی لڑکی؟ وہ تو تمہارے پیچھے پڑی رہے گی۔"

"تم بھول رہی ہو۔ میرے پیچھے نہیں' سربراہ برادر منیر کے پیچھے پڑی رہے گی۔ وہ اصلی برادر منیر میرے حکم کے مطابق اس یہودی لڑکی سے شادی کرے گا۔ یوں سمجھو کہ جس طرح دوست اور دشمن تمہیں صرف خیال خوانی کے ذریعے پہچانتے ہیں اسی طرح میری صورت بھی کسی نے نہیں دیکھی ہے۔ دنیا والوں سے چھپنے والے ہم دونوں پہلی بار دولہا دلہن کے روپ میں ایک دوسرے کو دیکھیں گے۔"

"تم ایم آئی ایم سے کس حد تک دلچسپی رکھتے ہو اور تمہارا مقصد کیا ہے؟"

"میں ابھی ان کی جڑوں تک پہنچ رہا ہوں۔ ان کا ایک ایک راز معلوم کر رہا ہوں۔ دشواری یہ ہو رہی ہے۔ سربراہ برادر منیر کے پس پردہ بھی کوئی پراسرار شخص ہے۔ میں اس شخص تک پہنچنے کی کوشش کر رہا ہوں۔"

"میری آتما شکتی اور میری صلاحیتیں تمہارے کام آئیں گی۔ ہم دونوں ٹھوس منصوبہ بنا کر پوری ایم آئی ایم تنظیم پر چھا جائیں گے لیکن تم نے ابھی تک اپنا نام اور مذہب نہیں بتایا؟"

"میرا مذہب کیا ہو سکتا ہے؟ ذرا سی عقل استعمال کرو کہ میں نے ابھی تین بھارتی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو ہلاک ہونے سے بچایا ہے اور اب سے پہلے بھی زیرو فور سے میرا یہی اختلاف رہا میں اس سے بحث کرتا رہا کہ دیوی کے خلاف انتقامی کارروائی نہیں کرنا چاہیے بلکہ دوستی کی راہ ہموار کرنا چاہیے لیکن وہ غیر معمولی گولیوں کے باعث شہ زور بن گیا ہے۔"

"اس کا مطلب ہے کہ تم مسلمان نہیں ہو۔ ہم بھارتیوں کے حامی ہو۔ ہمارے دھرم سے تعلق رکھتے ہو۔ نام بھی بتادو۔"

"ابھی تو تم نے میرا نام لیا ہے کہ تمہارے دھرم سے تعلق رکھتا ہوں یعنی میرا نام دھرم ویر ہے۔ بائی دی وے اتنی دیر سے صرف میرے بارے میں باتیں کر رہی ہو۔ اب اپنے بارے میں بتاؤ۔ اگر کامیابی اور تمام دشمنوں پر برتری حاصل کرنا چاہتی ہو تو مجھ سے کچھ نہ چھپانا۔ جس طرح میں نے ایک ایک بات سچ کہہ دی ہے تم بھی کہہ دو مگر کہنے سے پہلے یاد رکھو کہ میں جھوٹ پکڑنے کا ہنر جانتا ہوں۔"

وہ ذرا سوچ میں پڑ گئی۔ اب تک اس نے یہی سوچ رکھا تھا کہ پربھارانی کو ڈمی دیوی بنا کر جس بنگلے میں چھپا رکھا ہے وہیں برادر منیر کو پہنچا دے گی اور وہ اسے اسی طرح دیوی سمجھتا رہے گا' جس طرح پارس چار برس تک ڈمی شی تارا کو اصلی شی تارا سمجھتا رہا تھا لیکن جس سے سابقہ پڑا تھا' وہ برادر منیر نہیں تھا۔ اس کے ہندو دھرم سے تعلق رکھنے والا دھرم ویر تھا۔

پھر ایسا شاطر اور چالباز تھا کہ جس ایم آئی ایم نے بڑے بڑے ممالک پر اپنی دہشت طاری کردی تھی' اسی ایم آئی ایم کے ایک سربراہ برادر منیر کو اپنا معمول اور تابعدار بنا چکا تھا۔ ان کے کتنے ہی راز معلوم کر چکا تھا اور اس تنظیم کے پیچھے اس پراسرار شخص کا سراغ لگا رہا تھا جو پوری تنظیم کا اصل سربراہ تھا۔ زیرو فور کچھ کم مکار نہیں تھا' دھرم ویر نے اس مکار کو بھی خوش فہمی اور فریب میں مبتلا کر رکھا تھا۔

علی نے کہا "تمہاری خاموشی بتا رہی ہے کہ تم کسی پر بھروسا نہیں کرتی ہو۔ میں نے مسلمانوں کے خلاف ایک بہت بڑا جال بچھانے کے لیے تمہارے سامنے اپنی اصلیت بیان کردی' تمہیں اپنا رازدار بنا لیا لیکن تم کشمکش میں مبتلا ہو۔"

"یہ تم نے درست کہا۔ میں کشمکش میں ہوں۔ تم نے مجھے بہت متاثر کیا ہے۔ میں تمہیں دھوکا نہیں دینا چاہتی۔ کیا تم مجھے تھوڑی سی مہلت دو گے۔ دراصل میں پہلے جوتش ودیا سے ضروری معلومات حاصل کرنا چاہتی ہوں۔"

"مجھے یہ سن کر خوشی ہوئی کہ تم مجھے دھوکا نہیں دینا چاہتیں۔ تم چاہے جتنی مہلت لو۔ میں تمہارا انتظار کروں گا۔ اگر تمہارا دل نہ مانے اور جوتش ودیا میرے خلاف ہو تو بے شک صاف صاف کہہ دینا کہ ہماری راہیں الگ ہیں۔ اچھا اب میں چلتا ہوں۔ تم جب بھی آؤ گی' میرے دماغ کا دروازہ کھلا رہے گا۔"

"ذرا ایک منٹ۔ کیا تم فرہاد اور اس کی فیملی کے خاص افراد سے واقف ہو؟"

"کسی حد تک واقف ہوں۔ مجھے اپنی کتنی ہی صلاحیتوں پر بڑا اعتماد ہے اور ان صلاحیتوں کے متعلق تم ابھی نہیں جانتی ہو۔ میں ان کے بل پر فرہاد اور اس کی فیملی سے ٹکرا سکتا ہوں لیکن ان سے

کتراتا ہوں۔"

"ان سے کترانے کی وجہ؟"

"میں نے کئی برسوں تک اسٹڈی کی ہے۔ وہ مات کھانے والے لوگ نہیں ہیں۔ اکثر ایسی چالیں چلتے ہیں جو پہلے سمجھ میں نہیں آتیں۔ جب پانی سر سے اونچا ہو جاتا ہے تو پتا چلتا ہے پھر ڈوبنے والے کو تیرنا اور ساحل تک پہنچنا نصیب نہیں ہوتا۔ میں نے طے کیا ہے کہ فرہاد اور اس کی فیملی کے ایک بچے سے بھی دور رہوں گا۔"

"تم بالکل میرے انداز میں سوچتے ہو۔ میں غیر معمولی صلاحیتوں کی حامل ہو کر ان سے دور رہنے میں ہی دانشمندی سمجھتی ہوں۔"

"میں تمہاری بات سے متفق نہیں ہوں۔ تم ان سب سے دور رہنے کے باوجود قریب رہتی ہو۔ میں بددعا تو نہیں دیتا، سمجھاتا ہوں کہ پارس کو ہندو بنا کر حاصل کرنے کی ضد تمہیں لے ڈوبے گی۔"

"تمہیں پتا ہے کہ میں اس سنگدل کی دیوانی ہوں۔ اس کے باوجود مجھ سے شادی کرنا چاہتے ہو؟"

"تم خود سوچو۔ کیا ایک ہندو ہونے کے ناتے میرا یہ فرض نہیں ہے کہ تمہیں گمراہی سے راستی پر لے آؤں؟ جب سونیا نے ایک بیٹی اور ایک بیٹے کو جنم دیا تو اس ادارے کے بزرگ کی پیش گوئی اعلانیہ ہوئی تھی کہ دیوی شی تارا کی اصلیت سات برس تک چھپی رہے گی پھر سونیا کی بیٹی سات سال بعد تمہیں بے نقاب کرے گی۔ اب بتاؤ کہ اس پیش گوئی کے جواب میں تمہاری جوتش ودیا کیا کہتی ہے؟"

"یہی کہ ایسا ہو سکتا ہے لیکن میں سات برس سے پہلے سونیا کی بیٹی کو ختم کردوں تو اس ادارے کے بزرگ کی پیش گوئی کا رخ بدل جائے گا اور پارس میرا ہو جائے گا۔"

"کیا تم نے سونیا کی بیٹی کو ختم کرنے کی کوشش کی ہے؟"

وہ ہچکچاتے ہوئے بولی "ایک بار کی تھی مگر اس کی ماں شیرنی ہے۔ شاطر ایسی ہے کہ میری چال مجھ پر ہی الٹ دی تھی۔ میری قسمت اچھی تھی کہ بال بال بچ گئی۔"

"اب ذرا غور کرو۔ کیا تم کسی نہ کسی وجہ سے ان سے دور رہ کر بھی ان کے قریب نہیں ہوتی ہو اور اپنے لیے خطرات پیدا کرتی رہتی ہو؟"

"ہاں۔ ایسا نہ چاہنے کے باوجود ہو جاتا ہے۔ کیا اس سلسلے میں تم میری مدد کر سکتے ہو؟"

"کیسی مدد چاہتی ہو؟ کیا پارس کو لا کر تمہاری جھولی میں ڈال دوں؟"

"یہ تو رقابت والی بات ہو جائے گی کیونکہ تم بھی مجھ سے شادی کرنا چاہتے ہو۔"

"رقابت تو دور کی بات ہے۔ ایک حسینہ کے دو عاشقوں میں سے ایک زندہ رہتا ہے۔ دوسرا لازماً مرتا ہے اور میں مرنا نہیں چاہتا۔ میری عقل نے برسوں پہلے سمجھا دیا کہ مجھے مرتے دم تک اس فیملی سے دور رہنا چاہیے۔"

"وہ میرے حواس پر چھایا ہوا ہے۔ ٹھیک ہے اس فیملی سے دور رہو مگر کوئی ایسی تدبیر کرو کہ وہ ہمارا دھرم اختیار کر لے۔ یا پھر میرے دل و دماغ سے نکل جائے۔ یا اسے موت ہی آجائے تاکہ صبر آجائے۔ جو پھانس ذہن میں چبھی ہوئی ہے وہ ہمیشہ کے لیے نکل جائے۔"

"ہوں۔ یہ تم نے خوب کہا۔ بانس نہیں رہے گا تو بانسری کیسے بجے گی۔ محبوب خواہ کتنا ہی دل و دماغ پر چھا جائے، اس کی موت کے بعد محبوبہ کو رفتہ رفتہ صبر آہی جاتا ہے۔"

"میری جوتش ودیا کے مطابق وہ ایک لمبی عمر تک جیئے گا زندگی میں کئی حادثے اور خطرات ہیں۔ شاید ان میں مبتلا ہو کر اپنی زندگی کی مدت پوری نہ کر سکے۔"

علی نے کہا "ہاں کاتب تقدیر ہم سب کے لیے زندگی کی ایک حد مقرر کرتا ہے مگر حرام موت بھی کوئی چیز ہے۔ اپنی کسی غلطی سے مر جائے تو اسے بے موت مرنا یا حرام موت مرنا کہتے ہیں۔"

وہ بولی "یہی وجہ ہے کہ جوتش ودیا یا علم نجوم سے حاصل ہوئی معلومات کبھی غلط بھی ہو جاتی ہیں۔ کسی کے ہاتھ کی لکیر ہے کہ بہت دولت ملے گی جب دولت ملتی ہے تو گھر پہنچنے سے اس کو ڈاکو لوٹ لیتے ہیں۔ یا کوئی طرح دار طوائف ساری دولت اپنے قدموں میں رکھوا کر اسے پھر سے کنگال بنا دیتی ہے۔ کسی ہاتھ کی لکیر کہتی ہے کہ اس کی عمر بڑی لمبی ہے لیکن شہر میں ہو رہا ہو تو ایک گولی اس لمبی عمر والے کو بھی لگ جاتی ہے اور تمام ہو جاتی ہے۔"

"میں تو یہی کوشش کروں گا کہ میرے راستے کا کانٹا نکل جب وہ دنیا میں نہیں رہے گا تو تم میری دنیا میں آجاؤ گی۔"

"تو پھر تم کوئی تدبیر کرو گے؟"

وہ تھوڑی دیر سوچنے کے بعد بولا "ابھی تم نے اپنے متعلق بولنے کے سلسلے میں مجھ سے مہلت مانگی تھی۔ اب میں تم سے مہلت مانگتا ہوں۔ شام تک چند تدابیر پر غور کروں گا۔ تمہیں تدابیر بتاؤں گا پھر جو تدبیر قابل عمل ہو گی میں اس پر عمل کر کے اسے ختم کر کے تمہیں اپنی دلہن ضرور بناؤں گا۔ اچھا اب پھر رابطہ کروں گا۔"

وہ رابطہ ختم کر کے ثانی کے پاس آگیا۔ وہ اور پارس ا سے علی کے اندر تھے اور کرائے کی کار میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اسٹیئرنگ سیٹ پر تھی اور پارس پچھلی سیٹ پر۔ ایسے میں علی کا ثانی کے پاس اگلی سیٹ پر آگیا۔ پارس نے کہا "علی! میں سو نہیں سکتا تھا کہ تم اتنی اچھی رومانی گفتگو کر لیتے ہو۔ تم تو دیو ہزار جان سے عاشق ہو رہے تھے۔"

علی کے سائے نے پچھلی سیٹ کی طرف گھوم کر کہا "گدھے کہیں کے! یہ تمہاری الٹی سیدھی پلاننگ تھی۔ تم باقی تین بھارتی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو ہلاک کرنے سے پہلے دیوی کی ڈی پربھارانی تک پہنچنا چاہتے تھے تاکہ وہ خیال خوانی کرنے والی پربھا رانی بھی دیوی سے چھین لی جائے۔"

ثانی نے کہا "پارس کی پلاننگ ایسی ہی بے تکی ہوتی ہے۔ پربھا رانی کا کوئی پتا نہ چلا اور پلاننگ کا رخ دوسری طرف ہو گیا۔ اب وہ دیوی پارس کو اپنے دل و دماغ سے نکال کر علی کے لیے دل کے دروازے کھول رہی ہے۔"

پارس نے کہا "دل سے دل کو راہ ہوتی ہے۔ علی نے دستک دی ہے تب ہی وہ دروازہ کھول رہی ہے۔"

"علی نے دھرم ویر بن کر اسے مختلف پہلوؤں سے متاثر کیا ہے۔ یہ دھماکا خیز خبر سنائی ہے کہ یہ دھرم ویر ایم آئی ایم کی تنظیم پر چھا رہا ہے۔ ایسی باتوں نے خود غرض دیوی کو قائل کیا ہے۔"

علی نے کہا "دیکھو پارس، تمہاری خواہش کے مطابق میں نے اس حد تک برادر منیر اور دھرم ویر کا رول ادا کیا ہے۔ تمہاری عادت ہے کہ دشمنوں کو چھیڑتے رہتے ہو۔ ایک لمبا گیم کھیلتے ہو اور میں وقت ضائع نہیں کرتا۔ دشمنوں پر سیدھا وار کرتا ہوں اور گزر جاتا ہوں۔"

"میں جانتا ہوں، تم دشمنوں کے ساتھ وقت ضائع نہیں کرتے۔ سارا وقت تو ثانی کے ساتھ ضائع ہوتا رہتا ہے۔"

ثانی بولی "علی! اس شیطان کے منہ نہ لگو۔ ہم محترم تبریزی کی ہدایت پر آئے تھے۔ ان کی ہدایت پر عمل کرنے سے تمہیں اور لکی سیون کو صرف ٹیلی پیتھی کا علم ہی نہیں، بلکہ غیر معمولی سماعت و بصارت حاصل ہو گئی ہے۔ حیرت انگیز جسمانی قوتیں بھی حاصل ہو چکی ہیں۔"

پھر وہ چونک کر بولی "ارے یہ لکی سیون پھر کہاں غائب ہو گئی ہے؟"

علی نے کہا "اس نے تو آدھی رات سے پریشان کر رکھا ہے۔ ہم اسے ڈھونڈتے رہے اور وہ دشمنوں کو ہلاک کرتی رہی۔ کم از کم ہم سے مشورہ تو کر سکتی تھی۔"

پارس نے کہا "محترم بزرگ نے اس پر روحانی عمل کیا ہو گا۔ اسی لیے وہ ہمارے دشمنوں کو ہلاک کرتی رہی جب کہ وہ ذاتی طور پر ہمارے دشمنوں کو یا دیوی کے خیال خوانی کرنے والوں کو نہیں پہچانتی تھی۔ ان کے ناموں سے یا کاموں سے قطعی واقف نہیں تھی۔"

"لیکن اسے ہم سے رابطہ رکھنا چاہیے۔ کیا وہ نہیں سمجھ سکتی کہ ہم اسے کتنا چاہتے ہیں؟"

اسی وقت پارس کے ساتھ والی سیٹ پر اس کا سایہ آگیا۔ وہ بولی "تم سب سے مجھے جتنا پیار مل رہا ہے اسے سمجھتی ہوں اس لیے رابطہ رکھتی ہوں۔ میں اس کار میں ابھی تک پارس کے جسم میں سمائی ہوئی تھی۔"

پارس نے کہا "اچھا تو تم نے میرے وجود کو اپنا گھر بنا لیا ہے۔"

"ہاں۔ تمہارے اندر رہنے سے پتا چلا کہ تم میرے مذکر ہو۔"

پارس نے کراہ کر کہا "آہ ثانی! علی! کیا تمہارے پیٹ میں درد ہو رہا ہے؟ یہ ایسے الفاظ استعمال کرتی ہے کہ میں چکرا کر رہ جاتا ہوں۔"

علی اور ثانی ہنسنے لگے۔ پھر علی نے کہا "لکی سیون! کیا پارس تمہیں پہلے مذکر یعنی مرد نظر نہیں آتا تھا؟"

وہ بولی "مرد نظر آتا تھا مگر میں نہیں جانتی تھی کہ یہ میرا مذکر ہے۔ اس کے اندر رہنے سے پتا چلا کہ جیسے میں زہریلی ہوں ویسے ہی یہ زہریلا ہے۔ کیا اس طرح یہ میرا مذکر نہیں ہوا؟"

ثانی قہقہہ لگا کر بولی "پارس! اللہ تعالیٰ نے میری سن لی ہے۔ تم سے ایسی چیز ٹکرائی ہے کہ اب تمہیں دن میں تارے نظر آئیں گے۔"

وہ بولا "زیادہ کھلکھلا کر نہ ہنسو ورنہ آٹھ آٹھ آنسو رلاؤں گا۔"

"کیا تم مجھے نادان لڑکی سمجھتے ہو کہ ذرا دھمکا کر رلانا شروع کردو گے۔"

"تو پھر چیلنج قبول کرو۔ میں جلد ہی علی کی تین شادیاں کراؤں گا، چوتھی تم رہو گی۔"

"اے بکواس نہ کرو۔ میں ایسا بیہودہ چیلنج قبول نہیں کروں گی۔"

علی نے پوچھا "ثانی! تم اس کے ایک چیلنج سے کترا رہی ہو؟ کیا مجھ پر بھروسا نہیں ہے؟ کیا میں اس کے کہنے سے بہک جاؤں گا؟"

"میں اپنے فرشتے پر بھروسا کرتی ہوں لیکن شیطان پر نہیں کر سکتی۔ میں یقین سے کہتی ہوں کہ اس کی اور شیطان کی تاریخ پیدائش ایک ہے۔"

علی نے کہا "ہم کام کی باتیں کرتے کرتے دوسرے موضوع کی طرف بھٹک جاتے ہیں۔ میں یہ کہہ رہا تھا کہ آئندہ دیوی سے رابطہ نہیں کروں گا۔ بہتر ہے کہ پارس میری آواز اور لہجہ اختیار کرے اور دھرم ویر بن کر دیوی کے ساتھ اپنا سر کھپائے۔"

ثانی نے تائید کی "واقعی پارس! تم اس ڈی دیوی پربھارانی کا سراغ لگانا چاہتے ہو تو اپنے طور پر دیوی سے نمٹتے رہو۔ ہم دوسرے معاملات میں مصروف رہیں گے۔"

لکی سیون نے کہا "تم سب نے میری مصروفیات ختم کردیں۔ وہ تین شکار رہ گئے ہیں۔ اگر انہیں بھی ہلاک کر دیتی تو کیا فرق پڑتا؟"

"تمہارا طریقۂ کار رفتہ رفتہ تمہاری سمجھ میں آجائے گا۔ دیوی کے لیے وہ تینوں ٹیلی پیتھی جاننے والے اہم ہیں۔ وہ زندہ رہیں گے تو وہ ان تینوں کے دماغوں کو لاک کرکے انہیں بھی پربھارانی کے پاس کسی خفیہ پناہ گاہ میں پہنچا سکتی ہے۔"

لکی سیون نے پوچھا "ہم اس خفیہ پناہ گاہ تک کیسے پہنچیں گے؟"

"وہ ان کے دماغوں کو لاک کرسکتی ہے' جسموں کو نہیں۔ ہم سایہ بن کر ان کے اندر رہیں گے اور ان کے ساتھ اس کی کسی خفیہ پناہ گاہ تک پہنچیں گے۔"

دیوی اپنی جگہ دماغی طور پر حاضر ہوکر دھرم ویر کے متعلق سوچنے لگی۔ اس نے یہ کہہ کر اسے متاثر کیا تھا کہ وہ ایم آئی ایم کی جڑوں میں گھس رہا ہے اور اس کے ظاہری سربراہ برادر منیر کو اپنا معمول اور تابعدار بنا چکا ہے۔ یہ اتنی بڑی کامیابی تھی کہ تنظیم کے اصل سربراہ پر قابو پانے کے بعد وہ مجاہدین کی اس اسلامی تنظیم ایم آئی ایم کو قائم رکھ کر اور فرضی مسلمان بن کر دوسری کئی اسلامی تنظیموں کو اندر ہی اندر کھوکھلا کرکے ختم کرسکتی تھی۔

دھرم ویر اس کے لیے بڑے کام کا آدمی تھا۔ دیوی کے لیے اصل مسئلہ یہ تھا کہ کس طرح دھرم ویر کو اپنا بنا کر اس پر پوری طرح مسلط ہوجائے۔ اپنا بنانے سے مراد یہ نہیں تھی کہ وہ اسے پارس کی جگہ دے دیتی۔ وہ تو اس کے عاشقانہ جذبات کا پاس رکھتے ہوئے کہہ رہی تھی کہ وہ پارس کو ہلاک کردے گا تو پھر وہ اپنے دھرم کے مطابق دھرم ویر کی ہوجائے گی۔

جس پارس کے لیے وہ برسوں سے زیرِ زمین رہ کر تپسیا کررہی تھی اور آئندہ بھی اسے حاصل کرنے کے لیے بڑی بڑی قربانیاں دے سکتی تھی' اس محبوب کے لیے کسی دھرم ویر سے موت کی پلاننگ نہیں کرسکتی تھی۔ اس کے پیشِ نظر ایک ہی بات تھی کہ کس طرح دھرم ویر کو اپنا معمول اور تابعدار بنالے۔ اس کے بعد وہ پارس کے لیے کبھی موت کی پلاننگ نہیں کرسکے گا۔

اس نے ایک بار آتما شکتی کے ذریعے دھرم ویر کے اندر جانے کی کوشش کی تھی۔ ایسے وقت اس کی سوچ کی لہریں بھٹک گئی تھیں۔ یوں پتا چلا کہ دھرم ویر بہت چالاک ہے' اپنے اصلی لب و لہجے میں نہیں بول رہا ہے۔ ایسے چالاک شخص کو اپنے قابو میں کرنا بچوں کا کھیل نہیں تھا۔

جب اپنا ذہن کام نہیں کرتا تھا تو وہ داؤد منڈولا جیسے شاطر کی ذہانت سے کام لیتی تھی۔ اس نے خیال خوانی کی پرواز کی پھر اسے مخاطب کیا۔ وہ بڑی خاکساری سے بولا "دیوی جی! آپ کا بڑا احسان ہے۔ آپ نے میرے دو یہودیوں کو ٹرانسفارمر مشین سے گزار کر ثابت کردیا ہے کہ آپ اپنے وفاداروں کو ہمیشہ منہ مانگا انعام دیتی ہیں۔ جہاں مجھے یہ انعام پاکر خوشی ہورہی ہے وہاں یہ دیکھ کر افسوس بھی ہورہا ہے کہ دشمن آپ کے بھارتی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو ہلاک کررہے ہیں۔"

"کیا تم نے میرے آدمیوں کو بچانے کی کوئی ترکیب سوچی ہے؟"

"پچھلی رات ہیڈ کوارٹر میں کسی نے یہ کہا تھا کہ دشمن شہ زور ہو تو عارضی طور پر میدانِ جنگ میں پیچھے ہٹ جانا چاہیے۔ پھر نئی حکمتِ عملی سے نئے انداز سے حملے کرنے چاہئیں۔ میں اس طریقہ کار سے متفق ہوں۔ میں آپ سے رابطہ کرکے کہنے والا تھا کہ آپ فی الحال کشمیر کے معاملے میں ان کی بات مان لیں۔ یہ وعدہ کریں کہ بھارتی حکومت اور فوج کے اعلیٰ افسران سے مذاکرات کرکے کشمیر سے فوجیں واپس بلالی جائیں گی لیکن اس میں تھوڑا وقت لگے گا۔"

دیوی نے کہا "اس کی نوبت نہیں آئی۔ ایم آئی ایم والوں نے میرے تین ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو زندہ چھوڑ دیا ہے۔"

"دیوی جی! میں خیال خوانی کے ذریعے وہاں موجود تھا۔ وہاں ایم آئی ایم کے نئے سربراہ برادر منیر اور زیرو فور سے مکالمے بازی ہوتی رہی پھر برادر منیر کی دو بیویاں خیال خوانی کے ذریعے وہاں آ گئیں جو معاملہ اصل تھا اس کی نوعیت بدلتی رہی۔ ایسے میں سونے پر سہاگا یہ ہوا کہ ایک یہودی لڑکی کا سایہ بھی وہاں پہنچ گیا۔ یہ سب زیرو فور کی شرارتیں تھیں لیکن میرا یہودی ذہن کہتا ہے کہ وہاں برادر منیر اور زیرو فور کے درمیان جو لڑائی ہورہی تھی' وہ محض نورا کشتی تھی۔ وہ کوئی ایسا ڈراما پلے کررہے ہیں جس کے آخری سین میں آپ کو نقصان پہنچے گا۔"

"شاباش منڈولا! تم واقعی شاطر ہو۔ تم نے دشمنوں کی چال خوب سمجھا ہے لیکن ایک چونکانے والی بات تم نہیں جانتے۔ برادر منیر اصلی نہیں تھا۔ وہ میرے دھرم کا بہت ہی چالباز شخص دھرم ویر تھا۔ اس نے برادر منیر کو اپنا معمول اور تابعدار بنا لیا ہے اور بڑی حکمتِ عملی سے ایم آئی ایم کے اہم راز معلوم کر رہا ہے۔ سب سے اہم راز یہ ہے کہ برادر منیر کے پیچھے ایک پراسرار شخص ہے۔ وہی اصل سربراہ ہے۔ دھرم ویر اس اصلی سربراہ تک پہنچنے کے لیے منصوبہ بندی کررہا ہے۔"

داؤد منڈولا اپنا سر کھجانے لگا۔ دیوی نے پوچھا "کیا تم دھرم ویر سے مطمئن نہیں ہو؟"

"دیوی جی! آپ خوش ہیں کہ وہ آپ کے ہندو دھرم سے تعلق رکھتا ہے اور اس نے بڑی خوش اسلوبی سے آپ کے آخری ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو بھی ہلاکت سے بچالیا مگر آپ دوسرے پہلو سے غور کریں۔ یہ آپ جیسی ہندو دھرم والی پر دھرم ویر بن کر نفسیاتی حملہ کیا گیا ہے۔ آپ کو ایک سبز باغ دکھایا گیا ہے۔ کیا آپ نے دھرم ویر کے چور خیالات پڑھے تھے؟"

"میں نے کوشش کی تھی۔ وہ اپنی اصلی آواز اور لہجے میں نہیں بولتا ہے اس لیے میری سوچ کی لہریں بھٹک گئیں۔"

"یعنی وہ خود کو آپ سے چھپا رہا ہے؟"

"ہاں۔ اس کی شرط ہے کہ جس حد تک وہ سچ بول چکا ہے اسی حد تک میں بھی اس پر اعتماد کرکے سچ بولوں۔ تم جانتے ہو۔ میں کبھی کسی کے سامنے نہیں آتی۔ میں نے سوچ رکھا تھا کہ وہ مجھ سے شادی کرے گا تو میں اپنی ڈمی کو دلہن بنا کر پیش کردوں گی۔ لیکن اس نے دعویٰ کیا ہے کہ وہ جھوٹ پکڑنے کا ہنر جانتا ہے۔ میں نے سچ کہنے کے لیے اس سے مہلت لی ہے۔"

"یہ آپ نے بڑی دانشمندی کا ثبوت دیا ہے۔"

وہ بولی "صرف اتنا ہی نہیں' میں نے پارس کو اس کا رقیب بنادیا ہے۔ یہ ظاہر کیا ہے کہ پارس اس دنیا میں نہیں رہے گا تو مجھے صبر آجائے گا اور میں اس کی محبت بھلا کر دھرم ویر کی ہوجاؤں گی۔"

"واہ آپ نے تو کمال کردیا۔ اب جلد ہی ثابت ہوجائے گا کہ دھرم ویر کتنے پانی میں ہے۔ اگر وہ اس قدر ذہین بلکہ مکار ہے کہ کسی کے قابو میں نہ آنے والی ایم آئی ایم کی جڑوں میں گھس رہا ہے تو پھر وہ اپنی مکارانہ صلاحیتوں سے پارس کو بھی ٹھکانے لگا دے گا۔"

"ایسی بات نہ کرو منڈولا! میں اپنے جیتے جی پارس پر آنچ نہیں آنے دوں گی۔ وہ میرا ہے اور میں اسے حاصل کرکے رہوں گی۔ مشکل یہ ہے کہ میں پارس کو بچانے کے لیے دھرم ویر کو نقصان نہیں پہنچانا چاہتی۔ اگر وہ مجھ سے فراڈ نہیں کررہا ہے تو پھر میرے بہت کام کا آدمی ہے۔"

"ہاں۔ اگر واقعی وہ ایم آئی ایم کے رازوں تک پہنچ رہا ہے اور آئندہ اپنے ساتھ آپ کو اس اسلامی تنظیم کی مالکہ بنائے گا تو پھر سچ مچ کام کا آدمی ہے۔ اس کام کے آدمی کے سچ اور جھوٹ کو پہچاننا بے حد ضروری ہے۔"

"میں اسی لیے تمہارے پاس آئی ہوں۔ کوئی ایسی تدبیر کرو کہ پارس پر آنچ نہ آئے اور دھرم ویر بھی اس طرح اپنا ہوجائے کہ میرا معمول اور تابعدار بن کر رہے۔"

وہ تھوڑی دیر سوچنے کے بعد بولا "اصل معنوں میں پارس پتھر ہے۔ یہ پتھر جس چیز کو چھولے' وہ چیز سونا بن جاتی ہے مگر آپ کا پارس پتھر نہیں' فولاد ہے۔ وہ جس دشمن کو چھولیتا ہے' اسے زندگی سے موت کی طرف ٹرانسفر کردیتا ہے۔ کیا آپ سمجھتی ہیں کہ دھرم ویر کی کسی تدبیر سے وہ مارا جائے گا؟"

"اندھیرے سے تیر چلے تو کوئی بھی مارا جاسکتا ہے۔"

"مگر یہ اندھیرے سے نہیں چلے گا۔ دھرم ویر آپ کو بتائے گا کہ پارس کو ختم کرنے کے لیے وہ کس تدبیر پر عمل کررہا ہے۔ آپ پارس سے رابطہ کرکے اسے پہلے سے بتاسکتی ہیں کہ وہ دشمن کی اس چال سے محتاط رہے۔"

"تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ میں اس سلسلے میں پارس سے رابطہ کروں؟"

"جی ہاں۔ اس میں حرج کیا ہے؟"

"جب سے ڈی شی تارا کا بھید کھلا ہے وہ مجھے دشمن سمجھنے لگا ہے۔ ایک عرصہ گزر چکا ہے' میں نے اس سے بات نہیں کی ہے۔ پہلے ہمیشہ اپنی ڈمی کی زبان سے گفتگو کیا کرتی تھی۔"

"آپ ایک نہ ایک دن اسے حاصل کریں گی اس لیے پھر سے اس کے دل میں جگہ بنایئے اور اپنی غلطیوں پر ندامت ظاہر کریں۔ پھر یہ کہ آپ اسے دھرم ویر کے حملوں سے باخبر رکھیں گی تو وہ آپ کی محبت کا قائل ہوجائے گا۔"

"تم بہت اچھا مشورہ دے رہے ہو۔ میں ایک طرف سے حملے کراؤں گی اور دوسری طرف پارس کو ان حملوں سے باخبر رکھوں گی تو وہ قائل ہوجائے گا کہ میں اسے دل و جان سے چاہتی ہوں۔"

"آپ یہ بھی یقین دلائیں کہ آپ نے مسلمان اور ہندو کی تفریق دل سے نکال دی ہے اور آئندہ کبھی یہ نہیں چاہیں گی کہ پارس اپنا مذہب تبدیل کرے۔ آپ اسے ایک مسلمان کی ہی حیثیت سے قبول کریں گی۔"

داؤد منڈولا اسے بڑے ٹھوس دلائل کے ساتھ مشورے دیتا رہا پھر وہ دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہوگئی۔ اسے پارس کا وہ لب و لہجہ یاد تھا' جسے وہ اپنی ڈمی شی تارا کے ذریعے سنتی رہی تھی۔ اس نے اسی لب و لہجے کو گرفت میں لے کر اس کے پاس پہنچنا چاہا تو ناکامی ہوئی۔ اسے پارس نہیں ملا۔ یہ بات سمجھ میں آئی کہ اس نے دوسرا لب و لہجہ اختیار کرلیا ہے۔

وہ تھوڑی دیر تک سوچتی رہی کہ اپنے محبوب تک کیسے پہنچا جائے؟ پھر وہ سپر ماسٹر کے پاس آئی۔ اس نے دیوی کی مرضی کے مطابق فون کے ذریعے بابا صاحب کے ادارے سے رابطہ کیا۔ رابطہ ہونے پر وہاں کے ایک انچارج نے کہا۔ "ہیلو فرمائیں۔ یہ بابا فرید واسطی مرحوم کا ادارہ ہے۔"

"میں سپر ماسٹر بول رہا ہوں۔ مسٹر پارس سے ضروری گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔"

"مسٹر پارس اس ادارے میں موجود نہیں ہیں۔"

"لیکن ادارے میں یہ معلومات موجود رہتی ہیں کہ مسٹر فرہاد کی فیملی کے افراد کن نمبروں پر مل سکتے ہیں۔"

"آپ ہولڈ آن کریں۔"

انچارج نے فون پر مجھ سے رابطہ کیا پھر کہا "سپر ماسٹر آپ کے صاحبزادے پارس سے ضروری گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔ میں لائن کنکٹ کررہا ہوں۔"

تھوڑی دیر بعد سپر ماسٹر کی آواز آئی۔ "ہیلو مسٹر فرہاد علی تیمور! میں آپ کا خادم سپر ماسٹر' آپ سے مخاطب ہوں۔"

میں نے کہا "آپ خادم کیسے ہوگئے؟ ہم تو اپنے گھروں میں کوئی خادم نہیں رکھتے۔ اپنا کام خود کرتے ہیں۔"

"میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ میرے لائق کوئی بھی خدمت ہو تو میں حاضر ہوں۔ ابھی آپ کو زحمت دے رہا ہوں۔ آپ کے صاحبزادے پارس سے رابطہ کرنا چاہتا ہوں۔ کیا آپ ان کا فون نمبر بتانا پسند کریں گے؟"

"سوری۔ فون نمبر سے پتا چل جاتا ہے کہ میرا کوئی بھی رشتے دار کس ملک اور کس شہر میں ہے۔ البتہ خیال خوانی کے ذریعے پتا نہیں چلتا اور آپ ٹیلی پیتھی نہیں جانتے ہیں۔"

"میں اپنے ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے کو آپ کے پاس بھیج سکتا ہوں۔ اگر آپ کو اعتراض نہ ہو۔ پھر اسے مسٹر پارس کے دماغ میں پہنچادیں۔"

میں نے ہولڈ آن کرنے کو کہا پھر پارس کے پاس پہنچا۔ وہ گہری نیند میں تھا۔ میری سوچ کی لہروں نے اسے بیدار کردیا۔ میں نے کہا۔ "سوری بیٹے! مجھے معلوم نہیں تھا کہ تمہیں ابھی سونے کا موقع ملا ہے۔"

"اوہ پاپا! آپ رسمی بات کہہ رہے ہیں۔ میں بیٹا ہوں آپ باپ ہیں، مجھے نیند میں الٹا بھی لٹکا سکتے ہیں۔ ویسے بات کیا ہے؟"

"سپر ماسٹر تم سے بات کرنا چاہتا ہے۔ میں نے فون نمبر نہیں بتایا۔ یہ کہا کہ وہ اپنا کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا بھیج دے۔ یہ معاملہ کیا ہے؟"

"ابھی سمجھ میں آجائے گا۔ آپ کہہ دیں کہ میں سوتے وقت اپنے دماغ کو لاک کردیتا ہوں۔ ایسے میں صرف کوئی روحانی ٹیلی پیتھی یا آتما شکتی والا ہی میرے دماغ میں آسکتا ہے۔"

میں نے دماغی طور پر حاضر ہوکر فون پر سپر ماسٹر سے کہا "وہ سو رہا ہے اور سونے سے پہلے اپنے دماغ کو لاک کردیتا ہے۔ ایسے وقت ایک عام ٹیلی پیتھی جاننے والا اس کے اندر نہیں جاسکے گا۔"

سپر ماسٹر نے پوچھا "کیا آتما شکتی جاننے والا کوئی پہنچ سکتا ہے؟"

میں نے مسکرا کر کہا "تو پھر صاف طور سے کہو نا کہ دیوی شی تارا میرے بیٹے سے باتیں کرنا چاہتی ہیں۔"

"جی..... جی ہاں۔ آپ کو اعتراض نہ ہو تو دیوی جی آپ کے پاس آئیں گی۔ آپ انہیں مسٹر پارس کے پاس پہنچادیں۔"

"مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ شریمتی جی کو بھیج دیں۔"

میں نے ریسیور رکھ دیا۔ اسی وقت سوچ کی لہروں کو محسوس کیا۔ دیوی نے بڑی میٹھی اور ملائم آواز میں کہا "آداب!"

میں نے کہا "تسلیمات۔ کیا لکھنؤ سے بول رہی ہو؟ تمہیں تو "نمستے" یا "جے رام جی کی" کہنا چاہیے تھا۔"

وہ بولی "آپ میرے بزرگ ہیں۔ یہ جانتے ہیں کہ ہماری دنیا کی ہر چیز میں تبدیلیاں رونما ہوتی رہتی ہیں۔ انسانوں کے مزاج بھی بدلتے ہیں۔ اب میں دین و دھرم سے بالاتر ہوکر سوچنے لگی ہوں۔ اب میں کٹر ہندو برہمن نہیں ہوں۔ میں وہی بن کر رہوں گی جو پارس کی مرضی ہوگی۔"

"بڑی خوشی کی بات ہے۔ میں نے سنا تھا کہ اکیسویں شروع ہونے سے پہلے ایک بار سورج مشرق کے بجائے مغ طلوع ہوگا۔"

"پلیز آپ یقین کریں۔ میں بالکل بدل گئی ہوں۔"

"ابھی تم جس کے پاس جارہی ہو، وہ تمہیں اچھی طر رکھ دے گا۔"

میں نے خیال خوانی کی پرواز کی۔ وہ میرے دماغ میں اسے پارس کے دماغ میں پہنچا کر واپس آگیا۔ پارس نے پہنچنے سے پہلے اپنے دماغ کو ہدایات دی تھیں کہ اس کے کوئی آئے تو دماغ اسے یہی محسوس کرائے کہ وہ گہری نیند دیوی اس کے اندر آئی تو وہ خراٹے لے رہا تھا۔ وہ پارس!"

نیند سے مخمور دماغ نے کہا "ہیلو پارس!"

"پلیز نیند سے بیدار ہوجاؤ۔ میں آئی ہوں۔"

اس کے خوابیدہ ذہن نے پوچھا "کون آئی ہے؟"

"میں ہوں شی تارا۔ دیوی شی تارا۔ میں اصلی شی ت مخاطب ہوں۔"

"مجھے یقین ہے کہ تم اصلی ہو کیونکہ جس شہناز کو شی تارا بنایا تھا وہ اب میری دلہن بن گئی ہے۔"

دیوی کو یہ سن کر شاک پہنچا کہ پارس نے اس کی شادی کرلی ہے اور یہ بھید بھی کھل گیا ہے کہ وہ ڈمی شی نہیں، مسلمان شہناز ہے۔ وہ ذرا بے یقینی سے بولی "کیا ہو؟ تم نے شہناز سے باقاعدہ نکاح پڑھوالیا ہے۔ نہیں میں بول رہے ہو۔ پلیز آنکھیں کھولو۔ بیدار ہوکر باتیں کر

"میرا دماغ لاکڈ ہے۔ یہ ہدایت کے مطابق اپنے پر بیدار ہوگا اور جب تک نیند میں رہے گا، خواب گفتگو کرتا رہے گا۔"

"کیا ایسی حالت میں تم صحیح باتیں سن رہے ہو او ہو؟"

"عجیب خر دماغ دیوی ہو۔ جب تمہاری باتیں ہوں تو پھر یہ جوابات کیسے دے رہا ہوں۔"

"خر دماغ کہہ کر میری انسلٹ نہ کرو۔ میں بڑی محب ہوں۔"

"یہاں میرے ساتھ میری دلہن شہناز سو رہی ہے رہتی اور یہ سن لیتی کہ تم بڑی محبت سے میرے پاس آ سے لڑنے لگتی۔"

"وہ لڑنے کا حق نہیں رکھتی ہے۔ میں نے اس تمہیں اپنے من مندر کا دیوتا بنایا ہے۔"

"میں دیوتا کیسے ہو سکتا ہوں۔ دیوتا تو میرے پاپا ہ

ہیں۔"

"میں ٹیلی پیتھی کے دیوتا کی نہیں، محبت کے دیوتا کی بات کررہی ہوں۔ میں نے شہناز سے پہلے تم سے محبت کی ہے۔"

"مانتا ہوں۔ مگر شہناز نے تم سے پہلے شادی کی ہے۔ تم محبوبہ ہی رہیں اور اس نے بیوی کے تمام حقوق حاصل کرلیے۔ ایک بیوی کسی بھی آتی جاتی محبوبہ کو دھکے دے کر میری زندگی سے نکال سکتی ہے۔"

"تم اپنی بات کرو۔ کیا مجھے اپنی زندگی سے نکال دوگے؟"

"سوچ سمجھ کر سوال کرو۔ جب تم زندگی میں ابھی تک آئی نہیں ہو تو نکالنے کا سوال کہاں پیدا ہوتا ہے۔ میں نے تو تمہیں کبھی دیکھا تک نہیں ہے۔"

"میں اپنی یہ غلطی تسلیم کرتی ہوں۔ میں نے اپنی کوئی شناخت تمہارے پاس نہیں چھوڑی۔ اب میں نے قسم کھائی ہے کہ ساری دنیا سے چھپتی رہوں گی لیکن تم سے پردہ نہیں کروں گی۔ تمہارے روبرو آکر اتنی محبت دوں گی کہ تم شہناز کو بھول جاؤ گے۔"

"تم مجھے خوابوں میں خوش کررہی ہو یا سچ کہہ رہی ہو۔ کیا سچ مچ مجھے اپنا جلوہ دکھاؤ گی؟"

"میں محبت میں جھوٹ بولنا گناہ سمجھتی ہوں۔ میں ساری دنیا سے چھپ کر تم سے ملوں گی۔ تم وعدہ کرو کہ کسی کو میری خفیہ رہائش گاہ کا پتا نہیں بتاؤ گے۔"

"میں زبان کا دھنی ہوں۔ کسی کو تمہارے بارے میں نہیں بتاؤں گا لیکن یقین نہیں آرہا ہے کیونکہ علم نجوم کے مطابق میری چھوٹی بہن اعلیٰ بی بی پانچ سال بعد تمہیں میرے سامنے لائے گی۔"

"لیکن میری جوتش ودیا کہتی ہے کہ ستاروں کی چال میں زبردست تبدیلیاں آچکی ہیں۔ وقت سے پہلے ہمارے درمیان کی دیواریں گرچکی ہیں۔"

"تمہاری یہ باتیں میرے دل کی دھڑکنیں تیز کررہی ہیں۔ تمہارے جیسی غیر معمولی صلاحیتوں کی حامل دیوی میری آغوش کی زینت بنے گی، اس کے تصور سے ہی نیند اڑ جانا چاہیے لیکن دماغ لاکڈ ہے۔ لہٰذا اپنے وقت پر آنکھ کھلے گی۔"

"کیا تم یہ نہیں پوچھو گے کہ میں نے اچانک تم سے ملنے کا فیصلہ کیوں کیا ہے؟"

"دنیا کی آبادی بڑھانے کے لیے۔"

"صرف یہ بات نہیں ہے۔ میری جوتش ودیا نے بتایا ہے کہ تم چند خطرات سے دوچار ہونے والے ہو اور ان خطرات کو میں ہی ٹال سکتی ہوں۔"

"ایسی بات ہے تو میں آج ہی شام کو ملوں گا۔ تم کہاں ہو؟"

"میں واشنگٹن میں ہوں۔ کیا تم شام کو پہنچو گے؟"

"میں کینیڈا میں ہوں۔ مجھے جس فلائٹ میں بھی سیٹ ملے گی آجاؤں گا اور اگر سیٹ نہ ملی تو تم سے ملنے کے لیے ایک طیارہ چارٹر کراؤں گا۔ مجھے بتاؤ واشنگٹن میں کہاں ملو گی؟"

دیوی نے پربھارانی کو اپنی ڈمی بنا کر جہاں چھپایا تھا اس بنگلے کا پتا بتادیا۔ پھر کہا "یہاں میرا ایک باڈی گارڈ ہے۔ تم کوڈ ورڈز میں اسے بتاؤ گے تو وہ تمہیں بنگلے کے اندر آنے دے گا۔"

پارس نے کہا "کوڈ ورڈز یہ ہیں کہ پرانی بوتل میں نئی شراب کا مزہ چکھنے آیا ہوں۔"

"اس کا مطلب کیا ہوا؟"

"یہی کہ تم میرے لیے بہت پرانی ہو مگر پہلی بار مل رہی ہو، لیے نئی شراب کی طرح ہو۔ ویسے میں اس بنگلے میں جانے سے کسی شخص کو آلۂ کار بنا کر بھیجوں گا۔ اس کے دماغ میں رہ کر کے اندر آکر تم سے باتیں کروں گا۔ جب یقین ہوجائے گا کہ ہی ہو اور میرے ساتھ دھوکا نہیں ہورہا ہے تو پھر میں آؤں گا۔"

"ٹھیک ہے۔ تم اچھی طرح تسلی کرلینا۔ تمہاری یہ محبو ماری وہاں ہر حال میں تمہاری منتظر رہے گی۔"

"کیا تم ان خطرات کے متعلق بتا سکتی ہو جو مجھے پیش والے ہیں؟"

"یہ مختصر سی بات نہیں ہے۔ تم شام کو آؤ گے تو میں تفصیل سے بتاؤں گی اور ساتھ ہی ایسی خوشخبری سناؤں گی کہ خطرات کو بھول جاؤ گے۔"

"دیکھو مجھ سے صبر نہیں ہوگا۔ وہ خوشخبری ابھی سناؤ۔"

"ایسے ہی بے صبرے ہو تو سنو۔ میں نے دین و دھرم کی ختم کردی ہے۔ تم جب کہو گے میں اسلام قبول کرکے شریکِ حیات بن جاؤں گی۔"

"عائقہ خان اور عمران خان زندہ باد۔ مختلف مذاہ لڑکیاں اور لڑکے ان کی طرح اور ہماری طرح شادیاں کرتے آئندہ تاریخ میں لکھا جائے گا کہ اسلام نومسلم لڑکیوں کے پھیلا ہے اور اس سلسلے میں یہودی اور ہندو حسیناؤں نے صالح کردار ادا کیا ہے۔ ... ضرور آؤں گا۔ جیسے ہی نیند وقت ختم ہوگا، شہناز کو بستر پر نیند کی حالت میں چھوڑ کر آؤں گا۔"

"اچھا تو پھر نیند پوری کرو۔ میں تمہارا انتظار کرتی ر او کے سو فار۔"

وہ دماغی طور پر حاضر ہوگئی پھر اس نے داؤد منڈولا آکر اسے پارس کے متعلق بتایا۔ اس سے ہونے والی تفصیل سے سنائی۔ منڈولا نے کہا "مسلمانوں کے مذہبی عق پورا اترنے سے وہ بیوقوف بن جاتے ہیں اور کسی غیر مذہ کو مسلمان بنانا نیکی سمجھتے ہیں۔ اس حوالے سے پارس کی ڈمی کے پاس آئے گا۔"

"بھگوان کرے وہ آجائے۔ میں چاہتی ہوں، وہ ہمیشہ کے ذریعے میری نظروں میں رہے۔ یہ بات میں دھرم و



ی گی۔"

"ہاں۔ اسے پارس کا پتا معلوم نہیں ہونا چاہیے۔ اگر وہ غیر ل صلاحیتوں کا حامل ہے تو خود ہی پارس کو تلاش کرے گا۔ اہم بات یہ ہے کہ پارس پر بھی بھروسا نہ کریں۔ جس طرح اپنی ڈمی پیش کررہی ہیں اسی طرح پارس بھی اپنی ڈمی پر بھارانی اس پہنچا سکتا ہے۔ لہٰذا بڑے صبر و تحمل سے آپ اپنی ڈمی کے رہ کر پارس کے اصلی یا نقلی ہونے کی حقیقت معلوم کرتی رہیں آپ کبھی دھوکا نہیں کھائیں گی۔"

وہ منڈولا سے رخصت ہوکر اپنی ڈمی پربھارانی کے اندر آئی ماموشی سے یہ ذہن نشین کرادیا کہ اس کا وہ پارس اس سے آئے گا جسے حاصل کرنے کے لیے وہ برسوں تک زیرِ زمین تھی اور اب اس کی خاطر اپنا دھرم چھوڑ کر اس کی مسلمان حیات بنا چاہتی ہے۔ اس نے پارس کے کوڈ ورڈز بھی یاد ہے۔

پربھارانی تنویمی عمل کے ذریعے مکمل دیوی شی تارا بن چکی ور اصلی شی تارا کی پوری ہسٹری اس کے ذہن میں نقش کردی ی۔ اس لیے وہ بڑی عمدگی سے دیوی کا رول ادا کرسکتی تھی۔

دیوی کو اس بات کی خوشی تھی کہ وہ پارس اور دھرم ویر کے ڈبل گیم کھیل رہی تھی۔ دھرم ویر نے اس کے تین ٹیلی پیتھی والوں کو ہلاکت سے بچایا تھا۔ آئندہ وہ پارس کے ذریعے بھی ور کے خلاف محاذ بنا سکتی تھی۔ زیرو فور کے پاس سایہ بنا دینے لیاں تھیں۔ پارس اپنی چالاکی سے زیرو فور کو زیر کرکے وہ حاصل کرسکتا تھا اور دیوی اس کے بعد مزید نئے بھارتی ٹیلی جاننے والے پیدا کرسکتی تھی۔

پارس کی یہی چکر بازی دشمنوں کو گھن چکر بنادیتی تھی۔ بے دیوی نہیں جانتی تھی کہ برادر کبیر بھی پارس تھا۔ زیرو فور بھی تھا۔ برادر منیر اور دھرم ویر اگرچہ علی تھا لیکن اس نے بھی یہ بچھ پارس کی مدد کرنے کے لیے کیا تھا۔ مختصر یہ کہ ایک ہی ت مہرہ پارس تھا۔ مگر مختلف ناموں اور کرداروں سے دیوی کی پر پھیلا ہوا تھا اور وہ خوش تھی کہ ہر مہرے سے الگ الگ ب چالیں چل رہی ہے۔

نس بنگلے میں ڈمی دیوی (پربھارانی) تھی، اس کے برآمدے ب مسلح سیکورٹی گارڈ ٹہل رہا تھا۔ ڈمی نے اسے بتایا تھا کہ رس صاحب آکے مخصوص کوڈ ورڈز ادا کریں تو انہیں بنگلے ر لے آنا۔ وہ گارڈ انتظار کررہا تھا۔ ایسے وقت اسے آواز ی "کیا میرا انتظار کررہے ہو؟"

وہ چونک کر دائیں بائیں آگے پیچھے دیکھنے لگا۔ علی کا سایہ اس پوچھ کر اسی کے اندر سما گیا تھا۔ جب کوئی نظر نہیں آیا تو وہ میرے کان بج رہے ہیں، کوئی ہے نہیں اور انسانی آواز لی۔ تنہائی اور سناٹے میں ایسا ہوتا ہے۔ کبھی کسی کا تصور جھلکتا ہے، کبھی بھولی بسری آواز سنائی دیتی ہے۔

پھر آواز سنائی دی "تم باڈی گارڈ ہوکر شاعرانہ انداز میں سوچ رہے ہو؟ کیا تمہیں نہیں بتایا گیا ہے کہ میں یہاں آنے والا ہوں؟"

وہ حیرانی سے اِدھر اُدھر جاکر دیکھنے لگا۔ تب ایک دیوار کے قریب انسانی سایہ دکھائی دیا، وہ کہہ رہا تھا "میرے کوڈ ورڈز ہیں پرانی بوتل میں نئی شراب کا مزہ چکھنے آیا ہوں۔"

وہ اثبات میں سرہلا کر بولا "ہاں ہاں، بالکل یہی کوڈ ورڈز ہیں۔"

"تو پھر مجھے بنگلے کے اندر لے چلو۔"

"کیسے لے چلوں؟ آپ نظر نہیں آرہے ہیں۔"

"اگر تم ہوش سے بیگانہ نہ ہوگئے تو پہلے دن میں تارے نظر آئیں گے پھر شاید میں بھی نظر آجاؤں۔"

یہ کہتے ہی سائے کے اندر سے علی کی جسمانی قوت ابھری۔ اس نے ایک الٹا ہاتھ گارڈ کے منہ پر رسید کیا۔ علی اور پارس تو پہلے ہی فولادی تھے۔ ٹرانسفارمر مشین سے گزرنے کے بعد ان میں پاشا کی بھی حیرت انگیز جسمانی قوت سما گئی تھی۔ وہ مسلح گارڈ ایک ہی ہاتھ میں چکرا کر ایسا گرا کہ پھر زمین پر سے اٹھ نہ سکا۔

وہ بنگلے کے اندر آیا۔ ڈمی دیوی پربھارانی اس کا انتظار کررہی تھی۔ وہ ایک سائے کو دیکھ کر سوچنے کے انداز میں اٹھ کر کھڑی ہوگئی۔ علی نے کہا "تم سر سے پاؤں تک دیوی بن جاؤ۔ اس کے باوجود اس سائے کو نہیں بھلا سکو گی۔ اگر اصلی دیوی کے عمل سے بھول چکی ہو تو یاد کرو۔ عورت اپنی تنہائی میں آنے والے پہلے مرد کو کبھی نہیں بھولتی۔ خواہ وہ مرد سایہ بن کر ہی کیوں نہ آئے۔"

پربھارانی اگرچہ مکمل طور پر دیوی بنادی گئی تھی۔ اس کے باوجود اس کے اندر چھپی ہوئی عورت اپنے جسم و جان کے مالک ایک سائے کو ایسے دیکھ رہی تھی جیسے بھولے ہوئے خواب کو دیکھ رہی ہو۔

ثانی نے علی سے سوچ کے ذریعے کہا "میں بڑی دیر سے پربھارانی کے اندر ہوں۔ وہاں دیوی ابھی نہیں ہے۔ اگر ہوتی تو پربھا کو کشمکش میں مبتلا نہ ہونے دیتی۔ تمہارے سائے کو دیکھ کر اسے برادر کبیر کا سایہ یاد آتے آتے ذہن سے محو ہوجاتا ہے۔ اسے لے آؤ، میں کار میں انتظار کررہی ہوں۔"

علی پربھارانی کے اندر سما گیا۔ پھر اپنے سائے میں جسمانی توانائی پیدا کرکے پربھارانی کے ہاتھ سے ایک کاغذ پر بڑے حروف میں لکھا "بی۔ کے" پھر اس کاغذ کو سینٹر ٹیبل پر گلدان کے نیچے دبا کر وہاں سے جانے لگا۔ وہ ذہنی طور پر دیوی کی معمولہ اور تابعدار تھی لیکن جسمانی طور پر علی کے سائے کی حیاتی توانائی کے تابع ہوکر چل رہی تھی۔ وہ ڈرائنگ روم سے باہر برآمدے میں آئی۔ وہاں باڈی گارڈ بے ہوش پڑا تھا۔ وہ سحرزدہ سی چلتی ہوئی بنگلے کے احاطے کے باہر آئی۔ باہر کار کی اسٹیئرنگ سیٹ پر ثانی بیٹھی ہوئی تھی۔

پربھارانی پچھلی سیٹ کا دروازہ کھول کر بیٹھ گئی۔

علی کا سایہ اس کے اندر سے نکل آیا۔ ثانی نے اسے ایک چھوٹی سی سرنج دی اس نے پربھا کے بازو میں سرنج کی سوئی پیوست کی۔ بے ہوشی کی دوا انجکٹ کی تاکہ کسی بھی لمحے میں دیوی اس کے اندر آئے تو اسے بے ہوش پائے اور اسے معلوم نہ ہوسکے کہ اس کی ڈمی کو اغوا کرکے کہاں لے جایا گیا ہے۔

دیوی شام ہونے کا انتظار کررہی تھی اور انتظار کے دوران اپنی سابقہ ڈمی تارا (شہناز) کے متعلق حقارت سے سوچ رہی تھی کہ اس کے ماتحت رہنے اور خدمت گزاری کرنے والی اس کے محبوب پارس کی بیوی بن گئی ہے۔ دوسرے لفظوں میں اس نے دیوی کے تمام حقوق حاصل کرلیے تھے۔

اس نے شہناز کے دماغ تک پہنچنے کی کوششیں کیں لیکن شہناز کی شخصیت اور اس کا لب ولہجہ بدل گیا تھا۔ اگر وہ کسی طرح اس کے دماغ میں پہنچ جاتی تو اسے پھر سے اپنی معمولہ اور تابعدار بنا کر پارس کی زندگی سے دور کردیتی۔

اس نے سوچا۔ شاید وہ پوجا کے ذریعے شہناز تک پہنچ سکے۔ وہ دونوں ایک دوسرے سے سگی بہنوں کی طرح محبت کرتی تھیں۔ اس نے پوجا کے لب ولہجے کو گرفت میں لے کر خیال خوانی کی پرواز کی۔ اسے تلاش کیا پھر ناکامی نے سمجھایا کہ پوجا کی بھی آواز لہجہ اور شخصیت بدل چکی ہے۔

وہ خود کو سمجھانے لگی کہ ابھی سے بے چین کیوں ہورہی ہے؟ مقدر کی لکیروں نے کہہ دیا ہے کہ وہ پانچ برس بعد شاید ہمیشہ کے لیے پارس کو پالے گی۔ ابھی تو اسے اپنی ڈمی کے ذریعے بہلانا ہے اور اس کا تعاون حاصل کرکے زیرو فور کی انتقامی کارروائیوں سے نجات حاصل کرنا ہے۔ اپنے ذہین اور قابل بھارتی جوانوں کو ٹیلی پیتھی کا علم سکھانا ہے۔ اس مقصد کے لیے دھرم ویر بھی اس کے کام آتا رہے گا۔ شام ہوگئی۔ دھرم ویر نے اپنے وعدے کے مطابق رابطہ نہیں کیا۔ آج وہ اس کے ذریعے ایم آئی ایم کے چند مجاہدین کے دماغوں میں جگہ بنانا چاہتی تھی اس لیے بے چینی سے اس کا اتنا انتظار کررہی تھی۔ ایسے وقت بوبی بیکر نے سوچ کے ذریعے آکر کہا "سپر ماسٹر...."

اس کا مطلب تھا' سپر ماسٹر کسی اہم معاملے کے سلسلے میں اس سے گفتگو کرنا چاہتا ہے۔ وہ اس کے پاس آکر بولی "کیا بات ہے؟"

سپر ماسٹر نے کہا "یہ جو ہمارا فوجی جوان کھڑا ہوا ہے اس کے ذریعے زیرو فور بول رہا ہے کہ آپ نے ایم آئی ایم کے خلاف بہت بڑی سازش کی تھی۔"

دیوی نے کہا "یہ بکواس کرتا ہے۔ میں بھلا کیا سازش کروں گی۔"

پارس نے اس فوجی جوان کی زبان سے زیرو فور کی حیثیت سے کہا "دیوی! تمہارے انکار سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ یہ بھید کھل گیا ہے کہ تمہارا ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا ہندوستانی دھرم ویر ہمارے سربراہ برادر منیر کو تنویمی عمل کے ذریعے اپنا تابع بنا چکا تھا۔ میں نے سایہ بن کر برادر منیر اور دھرم ویر کے جسم میں سماکر حقیقت معلوم کرلی۔ اس کے بعد تمہیں یہ سن کر افسوس ہوگا کہ میں نے تمہارے دھرم ویر کو گولی مار کر نرک میں پہنچا دیا۔"

تھوڑی دیر کے لیے دیوی کو چپ سی لگ گئی۔ ایک وہی ایسا تھا جو اسے ایم آئی ایم تنظیم کے اندر پہنچا سکتا تھا۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ بہت بڑی کامیابی حاصل کرنے والا اچانک زیرو فور کے ہاتھوں ہلاک ہوجائے گا۔

وہ بولی "زیرو فور! جب غبارہ اپنی حد سے زیادہ پھولتا ہے تو پھٹ جاتا ہے۔ تم بھی اپنی حد سے تجاوز کرچکے ہو اور اب دھماکے سے پھٹنے والے ہو۔"

"تمہیں میری حد کا علم نہیں ہے۔ پھٹ پڑنے کی نوبت بہت دور ہے۔ میں نے تو پہلی پھونک ماری تھی کہ دھرم ویر کو اڑا دیا۔ دوسری پھونک میں تمہاری پربھارانی کو لے اڑا ہوں۔"

وہ ایک دم سے چونک کر بولی "یہ جھوٹ ہے۔ تم بکواس کررہے ہو۔ کوئی میری ڈمی تک نہیں پہنچ سکتا۔"

"سایہ پہنچ سکتا ہے۔ جب تم اسے بڑی رازداری سے خفیہ بنگلے میں پہنچا رہی تھیں تو میں سایہ بن کر اس کے اندر تھا۔ میں نے بہت پہلے ہی وہ خفیہ رہائش گاہ معلوم کرلی تھی لیکن اب تک انجان بنا ہوا تھا۔"

یہ سنتے ہی دیوی نے خیال خوانی کی پرواز کی پھر پربھا کے اندر پہنچی لیکن یہ نہ معلوم کرسکی کہ وہ کہاں ہے کیونکہ اغوا کرنے کے بعد کوما میں رکھا گیا تھا۔ فی الوقت یہ جاننا ممکن نہیں تھا کہ اسے کتنے عرصے تک کوما میں رکھا جائے گا۔

وہ خیال خوانی کے ذریعے بنگلے میں رہنے والے گارڈ کے پاس پہنچی پھر بولی "تمہاری مالکہ کہاں ہے؟ کون اسے لے گیا؟ تم کیا کررہے تھے؟"

اس گارڈ کی زبان سے زیرو فور کی آواز سنائی دی۔ وہ کہہ رہا تھا "مجھے معلوم تھا کہ پربھا رانی کو نہ پاکر تم اس گارڈ کے پاس آؤگی۔ میں نے اسے اغوا کرنے سے پہلے اس گارڈ کے خیالات پڑھے تو معلوم ہوا کہ یہاں ایک شخص آئے گا اور کوڈ ورڈز میں گارڈ سے کہے گا کہ پرانی بوتل میں نئی شراب کا مزہ چکھنے آیا ہوں۔ یہ کوڈ ورڈز سن کر گارڈ اس شخص کو دیوی جی کے پاس بنگلے میں پہنچائے گا۔ گارڈ اس شخص سے واقف نہیں تھا۔ اب مجھے بتادو۔ وہ عقل کا اندھا کون ہے جو پربھارانی کو دیوی سمجھ کر آنے والا تھا۔"

دیوی کی دانست میں وہ عقل کا اندھا پارس تھا، وہ پربھا کے ذریعے اسے فریب دینے والی تھی۔ اس سے پہلے زیرو فور نے اسے اغوا کرادیا تھا۔ اس کے نتیجے میں اب وہ پارس

دن حاصل نہیں کرسکتی تھی۔ دوسرا تعاون کرنے والا دھرم ویر مارا گیا تھا۔ اس نے جتنے منصوبے بنائے تھے' ان پر عمل کرنے سے پہلے ہی نقصانات کے سوا کچھ حاصل نہیں ہورہا تھا۔

باڈی گارڈ نے جیب سے ایک کاغذ نکال کر اسے کھولتے ہوئے کہا "ڈرائنگ روم کے سینٹر ٹیبل پر یہ رکھا ہوا تھا۔ اس میں بڑے حروف میں سے "بی کے" لکھا ہوا ہے۔"

دیوی کی سوچ نے بڑبڑانے کے انداز میں کہا "یہ بی کے کا مطلب کیا ہوسکتا ہے؟"

زیرو فور نے گارڈ کی زبان سے کہا "صاف ظاہر ہے "بی" سے برادر اور "کے" سے کافر یعنی تم بڑی کافر ہو۔"

"ہوشٹ اپ!" وہ گارڈ کے دماغ سے نکل کر پارس کے پاس آئی پھر بولی "سانس نہ روکنا۔ میں دیوی بول رہی ہوں۔"

وہ بولا "میں جانتا ہوں۔ تم بڑی بے چینی سے انتظار کررہی ہو۔ ابھی میں اپنے ایک خیال خوانی کرنے والے سے کہنے والا تھا کہ واشنگٹن کے اس مضافاتی بنگلے میں کسی کو آلۂ کار بنا کر بھیجے اور تم سے ملاقات...."

وہ بات کاٹ کر بولی "نہیں پارس! کسی کو وہاں نہ بھیجنا' گڑبڑ ہوگئی ہے۔"

پارس نے انجان بن کر پوچھا "کیسی گڑبڑ؟"

"ایک دشمن کو میری اس رہائش گاہ کا پتا معلوم ہوگیا ہے۔ اس سے پہلے کہ وہ مجھے کوئی نقصان پہنچائے' میں اس بنگلے سے دوسری جگہ چلی آئی ہوں۔"

"یہ تم نے اچھا کیا۔ میں دوسری جگہ آکر تم سے ملوں گا۔"

"نہیں۔ ادھر نہ آنا۔ میں نے اسی لیے تم سے رابطہ کیا ہے کہ تمہیں آنے سے روک دوں ورنہ میرے دشمن تمہارے پیچھے پڑ جائیں گے۔"

"تم مجھے ملن کی خوشیاں دے رہی تھیں۔ اب مایوس کررہی ہو۔"

"ہم ضرور ملیں گے۔ ہوسکا تو آج ورنہ کل' مگر ضرور ملیں گے۔ میں ایک دو گھنٹے بعد پھر تم سے رابطہ کروں گی۔"

وہ رابطہ ختم کرنا چاہتی تھی پھر کچھ یاد آیا تو بولی "کیا ڈمی شی تمہارے ساتھ ہے؟"

"پلیز اسے اب ڈمی نہ کہو۔ وہ میری شریکِ حیات شہناز ہے۔"

"تمہاری شریکِ حیات کے ساتھ کیا پوجا بھی ہے؟"

"اب وہ پوجا نہیں' میری چھوٹی بہن پروین ہے۔"

"کیا ان دونوں نے اپنی شخصیت' اپنا دھرم اور لب ولہجہ بدل لیا ہے؟"

"اس کا مطلب ہے تم نے ان دونوں کے دماغوں میں پہنچنے کی کوشش کی ہوگی۔"

"ہاں۔ میں یہ معلوم کرنا چاہتی تھی کہ وہ دونوں تو برادر کبیر کے پاس تھیں۔ تمہارے پاس کیسے پہنچ گئیں؟"

"برادر کبیر بڑا اصول پرست بندہ ہے۔ حقدار کو اس کا حق پہنچایا کرتا ہے۔ شہناز پر میرا حق تھا اس لیے اس نے پروین یعنی سابقہ پوجا کے ساتھ اسے بابا صاحب کے ادارے میں پہنچا دیا تھا اور ان کے ساتھ جو پرچہ لکھ کر بھیجا تھا اس کے نیچے نام کی جگہ "بی کے" لکھا تھا۔"

"بی کے؟" دیوی نے چونک کر پوچھا۔

پارس نے کہا "ہاں۔ وہ برادر کبیر کے بجائے بی کے لکھتا ہے۔ یعنی "بی" سے برادر اور "کے" سے کبیر...."

دیوی کے دماغ میں سنسناہٹ سی ہونے لگی۔ ابھی گارڈ نے بنگلے سے جو پرچی اٹھائی تھی اس میں بھی "بی کے" لکھا ہوا تھا۔ کیا اس بی کے سے یہ سمجھا جائے کہ پربھارانی کو برادر کبیر لے گیا ہے؟ نہیں.... وہ تو مرچکا ہے۔ زیرو فور نے اپنے بندوں کے ذریعے پربھا رانی کو اغوا کیا تھا۔ گارڈ کے بیان کے مطابق اس بنگلے میں ایک انسانی سایہ آیا تھا اور سایہ بنانے والی گولیاں فی الوقت زیرو فور کے پاس ہی تھیں۔ وہی پربھا رانی کو لے جاتے وقت کاغذ پر "بی کے" لکھ کر گیا ہوگا۔

پارس اسے اپنے اندر محسوس کررہا تھا۔ یہ اطمینان تھا کہ وہ اس کے چور خیالات کبھی نہیں پڑھ سکے گی۔ اس نے انجان بن کر

پوچھا "کیا تم موجود ہو؟"

وہ خیالات سے چونک کر بولی "ہاں۔ میں دراصل اپنے دشمن کے بارے میں سوچ رہی تھی۔"

"میرے ہوتے ہوئے تمہیں سوچنے اور فکر کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ مجھے بتاؤ' وہ کون ہے؟ میں اس سے نمٹ لوں گا۔ اسے تمہارے قدموں میں لے آؤں گا۔"

"اس کا تعلق ایم آئی ایم تنظیم سے ہے۔ وہ اپنے نام سے نہیں' نمبر سے مخاطب کیا جاتا ہے۔ اسے زیرو فور کہتے ہیں۔"

"ہمارا اور بابا صاحب کے ادارے کا تعلق ایم آئی ایم سے نہیں ہے۔ اس نے پہلی بار میرے پاپا سے فون پر کہا تھا کہ شہناز اور پروین بابا صاحب کے ادارے میں یا میرے پاس رہنا چاہتی ہیں۔ میرے پاپا نے ان دونوں کو اپنے پاس ادارے میں بلالیا۔ ہم نے اس کا شکریہ ادا کیا اور وعدہ کیا کہ کبھی ایم آئی ایم کے اس سربراہ کے بھی کام آئیں گے۔ ہم اس تنظیم کے کسی مجاہد کو نہیں جانتے اور نہ کسی زیرو فور سے واقف ہیں۔ ویسے اطمینان رکھو۔ میں پاپا سے کہوں گا کہ وہ برادر کبیر سے رابطہ کرکے....."

وہ بات کاٹ کر بولی "اب برادر کبیر سے رابطہ کیسے ہوگا؟ وہ تو مرچکا ہے۔"

پارس نے حیرانی سے پوچھا "مرچکا ہے؟ جیسا کہ میں کہہ چکا ہوں۔ ہمیں ایم آئی ایم تنظیم کی کوئی خبر نہیں ملتی۔ بائی دی وے اس کا انتقال کب ہوا ہے؟"

"آج سے چار دن پہلے کسی دشمن نے اسے گولی ماردی تھی۔"

وہ حیرانی سے بولا "چار دن پہلے؟ یہ کیا کہہ رہی ہو۔ اس نے تو پرسوں پاپا سے گفتگو کرکے شہناز اور پروین کو بابا صاحب کے ادارے میں بھیجا تھا۔ کل میری اور شہناز کی شادی ہوئی تھی اور برادر کبیر نے فون کے ذریعے ہمیں مبارکباد دی تھی۔"

پارس نے پھر اسے چکر میں ڈال دیا۔ دیوی اور داؤد منڈولا نے خیال خوانی کے ذریعے برادر کبیر کو گولی لگتے اور مرتے ہوئے دیکھا تھا۔ پھر ایم آئی ایم کے خیال خوانی کرنے والے اس زیرو فور نے تصدیق کرتے ہوئے کہا تھا کہ تنظیم کے مجاہدین تین دن سوگ منائیں گے۔ اس کے بعد نئے سربراہ کا انتخاب کیا جائے گا۔

دیوی نے کہا "برادر کبیر کی ہلاکت مصدقہ ہے۔ وہ اب اس دنیا میں نہیں ہے۔ ہوسکتا ہے زیرو فور نے یا کسی مجاہد نے پرسوں برادر کبیر بن کر فون پر تمہارے پاپا سے گفتگو کی ہو پھر شہناز اور پروین کو بابا صاحب کے ادارے میں بھیج دیا ہو۔"

ایسے ہی وقت بوبی بیکر نے آکر کہا "سپر ماسٹر....."

وہ سپر ماسٹر کے پاس آکر ناگواری سے بولی "کیا بات ہے؟"

"بہت افسوسناک خبر ہے۔ یہ دیکھیں یہاں ایک کرسی پر اس یہودی لڑکی کا سایہ بیٹھا ہوا ہے۔ اس نے آپ کے باقی تین ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو پہلے کی طرح زہر سے مارڈالا ہے۔"

دیوی کو پے درپے شکست اور ناکامی نے جیسے پاگل اور ... بنا ڈالا۔ وہ سپر ماسٹر کی زبان سے چیخ کر بولی "کتیا! کمینی! تو زیرو ... آلۂ کار ہے۔ یہودی بھارتی حکومت کے دوست ہیں اور تو ... کررہی ہے؟"

لکی سیون نے ہنستے ہوئے کہا "ارے سپر ماسٹر! تم عور... آواز میں چیخ کر بول رہے ہو۔ بالکل خسرے لگ رہے ہو۔"

دیوی نے کہا "پاگل کی بچی! یہ سپر ماسٹر نہیں' میں بول... ہوں۔ ایک بار میرے سامنے آجا۔ میں تجھے تڑپا تڑپا کر ماروں..."

"کیا میں تمہاری طرح پاگل ہوں کہ جان بوجھ کر تڑپ کر مرنے کے لیے تمہارے سامنے آؤں گی؟ ہاں اگر کبھی آجا... تو تمہارے جسم کے اندر بھی سما کر ذرا سا زہر ٹپکا دوں گی۔"

سپر ماسٹر کے سامنے میز کے دوسری طرف تینوں افواج ... افسران بیٹھے ہوئے تھے۔ دیوی نے انہیں مخاطب کرتے ہ...

"یہ آپ کے آرمی ہیڈ کوارٹر میں کیا ہورہا ہے؟ پہلے میرے ... اب سات ٹیلی پیتھی جاننے والے مارے گئے۔ لیکن قاتل ... میں نہیں آرہا ہے۔ آپ کہیں گے کہ قاتل کا وجود نہیں ... جو گرفت میں نہیں آتا۔ اگر وہ گوشت پوست کے جسم ... آجائے تو....."

دیوی کی بات ادھوری رہ گئی۔ سب نے چونک کر دیکھ... کی مرادیں پوری ہونے کا وقت آگیا تھا۔ گولی کا اثر زائل ... اور ان کے پاس کرسی پر بیٹھی ہوئی لکی سیون گوشت پوست میں نمودار ہوگئی تھی۔

ایک دم سے دیوی کا غصہ اور جنون ایسے ختم ہوگیا ... کی شہ رگ اس کی ایک چٹکی میں آگئی ہو۔ اس نے ایک قہقہہ لگایا پھر کہا "اسے ذرا سی بھی حرکت نہ کرنے د... دوسری گولی نگل کر سایہ بن جائے گی۔"

فوج کے تینوں اعلیٰ افسران نے بڑی پھرتی سے ا... سیون کے دونوں ہاتھوں کو جکڑ لیا۔ تیسرے افسر نے ... ہوئے ٹیپ رول کو اٹھا کر اس میں سے ٹیپ کا ایک ٹکڑ... اس کے ہونٹوں پر چپکا دیا تاکہ وہ کوئی چیز نہ نگل سکے۔ ... خیال خوانی کے ذریعے ایک ماتحت افسر کو ہتھکڑیاں لانے ... جب وہ ہتھکڑیاں آئیں تو انہوں نے کرسی کے دونوں ہتھ... ایک ہتھکڑی کے ذریعے اس کے ایک ایک ہاتھ کو جکڑ دیا ... اسے پوری طرح جکڑ دیا گیا تھا۔ وہ کسی طرح بھی ... ہوسکتی تھی پھر اس کے ہونٹوں پر سے ٹیپ ہٹا دیا گیا۔ ...

"تم زیرو فور کے اشاروں پر ناچ رہی تھیں۔ اب وہ نہیں بچاسکے گا۔ مقدر میرے ساتھ ہے۔ میری خوش ... بازی پلٹ گئی ہے۔"

لکی سیون نے کہا "یہ بازی بھی عجیب چیز ہے۔ کبھ... ہے اور کبھی الٹ جاتی ہے جیسے ابھی الٹ گئی ہے۔ ا...

...پر ماسٹر اور فوج کے اعلیٰ افسر مشکلات میں گرفتار ہوتے رہیں گے۔ ...ن کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں میں پہلے پاشا' ڈی لنکاسٹر اور بوبی بیکر ...ں۔ پھر تین نئے فوجیوں کو ٹیلی پیتھی سکھائی گئی۔ ان کے بعد اب ...ید تین نئے ٹیلی پیتھی جاننے والے یہاں اسپتال میں ہیں۔ ان ...ب کی کل تعداد نو ہے۔ یہودی ٹیلی پیتھی جاننے والے بھی موجود ...ں۔ یہاں مجھ پر آنچ آئے گی تو وہ تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے ...وت کے شعلوں میں جلیں گے۔"

سپر ماسٹر اور تینوں اعلیٰ افسران یہ بھول گئے تھے کہ سایہ بنانے ...الی گولیاں تو زیرو فور کے پاس ہیں۔ وہ سایہ بن کر ایک لڑکی کے ...لے میں ان کے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو فنا کردے گا۔

دیوی نے کہا "پاگل کی بچی! بکواس مت کر۔ تیری موت اٹل ...ہے۔ مجھے اس کی پروا نہیں ہے کہ تیرے بدلے تمام ٹیلی پیتھی ...اننے والے مارے جائیں گے۔ جب میرا ایک بھی خیال خوانی ...رنے والا زندہ نہ رہا تو پھر کوئی بھی زندہ نہیں رہے گا۔"

ایک اعلیٰ افسر نے کہا "دیوی جی! یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں۔ ...پ کو ایم آئی ایم کے زیرو فور سے انتقام لینا چاہیے۔ کیا آپ ...ارے خیال خوانی کرنے والوں کو ہلاک کرکے ہم سے انتقام لیں ...ں؟"

دیوی نے کہا "وہ تمہارے کتنے لوگوں کو ہلاک کرے گا۔ ہم پھر ...شین کے ذریعے درجنوں خیال خوانی کرنے والے پیدا کرلیں ...گے۔"

دوسرے اعلیٰ افسر نے کہا "اور زیرو فور اپنے درجنوں ...اداروں کو سایہ بنا کر ہمارے درجنوں رنگروٹوں کے اندر پہنچا کر ...نہیں ٹیلی پیتھی سکھائے گا۔ اس طرح اس کے خیال خوانی کرنے ...لوں کی تعداد بڑھتی جائے گی اور ہمارے خیال خوانی کرنے والے ...ن آپ کے اور اس کے جھگڑے میں ہلاک ہوتے رہیں گے۔"

لکی سیون نے ہنستے ہوئے کہا "یہ فیصلے کی گھڑی ہے کہ امریکا ...ر اسرائیل اپنے خیال خوانی کرنے والوں کی زندگیاں چاہتے ہیں ...دیوی کے غلام بن کر بھارتی ناکام پالیسیوں پر عمل کرنا چاہتے ...ہے۔"

وہ کرسی کی پشت سے ٹیک لگا کر بولی "میں آرام سے بیٹھی ...ں۔ کوئی جلدی نہیں ہے۔ آپس میں فیصلہ کرلو۔ آئندہ نئے محاذ ...لیں گے۔ بھارت کے خلاف یا دیوی کے خلاف امریکا اور ...رائیل کا مشترکہ محاذ' یا پھر لی کے سے قدم قدم پر مات کھانے ...ل کی مستقل غلامی تم سب کروگے۔"

دیوی نے چونک کر پوچھا "یہ لی کے کون ہے؟"

"تمہارا پرانا یار برادر کبیر۔ یقین نہ ہو تو اس کے پاس جاؤ۔"

دیوی نے فوراً خیال خوانی کی چھلانگ لگائی۔ دماغ میں جگہ مل ...یا۔ جبکہ اس کا دماغ مردہ تھا مگر اب زندہ ہو کر کہہ رہا تھا "چلبلی۔ ...لی۔ میری چلبلی....."

پہلے تو دیوی پر سکتہ سا طاری ہوگیا۔ یہ یقین کرنے والی بات نہیں تھی۔ جو دشمن کی فائرنگ سے ہلاک ہوگیا اور جس کا دماغ دنیا کے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے لئے مردہ ہوچکا تھا وہ پھر کبھی زندہ نہیں ہوسکتا تھا۔ دنیا کے ہر ذی روح کو صرف ایک بار زندگی ملتی ہے لہٰذا یہ ناممکن تھا کہ برادر کبیر مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہوجاتا۔ وہ اور منڈولا خیال خوانی کے ذریعے اس کی موت کے وقت موجود تھے۔ ٹیلی پیتھی کے علم نے بتایا تھا کہ وہ ایک دشمن کی گن سے چلنے والی گولی کھا کر مردہ ہوگیا تھا۔

"چلبلی۔ چلبلی۔ چلبلی....." کی آواز اور لہجہ کہہ رہا تھا کہ وہ برادر کبیر ہے۔ جب وہ پہلی بار اس کے دماغ میں گئی تھی تو اس نے اسے چلبلی کہا تھا۔ کسی اور نے اب تک اس کے لئے ایسا لفظ استعمال نہیں کیا تھا۔ اس لفظ کے حوالے سے بھی وہ برادر کبیر ہی تھا۔

وہ بے یقینی سے بولی "تم بہروپیے ہو۔ برادر کبیر نہیں زیرو فور ہو۔ برادر کبیر مرچکا ہے اور مرنے والے دوبارہ زندہ نہیں ہوتے۔"

وہ بولا "میرے متعلق عرض ہے کہ بی کے (برادر کبیر) زندہ ہوتا ہے ہر جوروجفا کے بعد۔ تم نے اب سے پہلے بھی کئی بار آزمایا ہے کہ میں مرتا رہا۔ تمہاری سوچ کی لہریں مجھے ڈھونڈتی رہیں۔ جب میری موت کا یقین ہوگیا تو میں پھر زندہ ہوگیا اور تمہاری سوچ کی لہروں نے مجھے اسی طرح پالیا جیسے ابھی پارہی ہیں۔"

"لیکن اب سے پہلے تم آپ ہی آپ مرتے تھے اور پھر کسی دن زندہ ہو کر مجھے حیران کردیتے تھے۔ اس بار میں نے اپنی آتما شکتی سے دیکھا تھا کہ دشمن نے تمہیں گولی ماری ہے۔"

"کیا تم نے دشمن کے دماغ میں جا کر تصدیق کی تھی کہ اس نے اصلی گن سے مجھے اصلی گولی ماری تھی؟ اور کیا تم نے مجھے گولی کھا کر لہولہان ہوتے دیکھا تھا؟"

وہ سوچ میں پڑگئی۔ چونکہ گولی مارنے والے دشمن کو جانتی نہیں تھی' اس کی آواز بھی نہیں سنی تھی اس لئے اس کے دماغ میں جا کر تصدیق نہیں کرسکتی تھی کہ گن اور گولی اصلی تھی یا نقلی؟ پھر پہلے بھی کئی بار برادر کبیر کا دماغ مردہ ہوچکا تھا۔ اس بار بھی مردہ ہوگیا تھا۔ اگر اس کی سوچ کی لہروں کو دماغ میں جگہ ملتی تو وہ معلوم کرسکتی تھی کہ گولی کھا کر وہ لہولہان ہوا ہے یا نہیں؟

وہ ہنستے ہوئے بولا "جب میری چالبازیوں سے دشمن چکراتے ہیں تو مجھے بڑی مسرت اور تسکین حاصل ہوتی ہے۔ تم نے میری موت کا منظر دیکھا تھا۔ میں پھر وہی منظر تمہیں دکھا سکتا ہوں۔ صرف ایک منٹ کے لئے جاؤ۔"

اس نے سانس روک لی۔ دیوی کی سوچ کی لہریں اس کے دماغ سے نکل گئیں۔ اس نے اپنی جگہ سے اٹھ کر وڈیو کیسٹ نکالا اسے وی سی آر میں لگایا پھر ٹی وی آن کرکے کیسٹ پلے کردیا۔ اسکرین پر

وہی منظر آنے لگا کہ ایک جاسوس تیزی سے کار ڈرائیو کر رہا ہے۔ دشمن کی گاڑی اس کا تعاقب کر رہی ہے جب اسکرین پر ایسا منظر چلنے لگا تو وہ صوفے پر بیٹھ کر وڈیو فلم کے جاسوس کے دماغ پر مسلط ہوگیا پھر اس نے دیوی کو کال کیا۔ اس نے دماغ میں آکر دیکھا۔ برادر کبیر اسی طرح ساحلی سڑک پر گاڑی چلا رہا تھا جسے وہ پہلے دیکھ چکی تھی۔

پارس اس وڈیو فلم کے جاسوس کے دماغ پر پوری طرح مسلط تھا اور دیوی پارس یعنی برادر کبیر کے دماغ میں تھی اس لئے یہی سمجھ میں آرہا تھا کہ اس وقت برادر کبیر تیزی سے کار ڈرائیو کر رہا ہے۔ آگے جاکر دو کاروں نے آگے اور پیچھے سے اس کا راستہ روک لیا۔ وہ اپنی کار سے نکل کر بھاگنے لگا۔ ایسے ہی وقت دونوں کاروں سے آنے والوں نے باہر آکر اپنی گنوں سے فائرنگ شروع کردی۔ برادر کبیر بھاگتے بھاگتے لڑکھڑایا اور کراہتے ہوئے گر پڑا پھر گرتے ہی ہمیشہ کے لئے ٹھنڈا ہوگیا۔ جیسے ہی اس کا دماغ مردہ ہوا، دیوی کی سوچ کی لہریں پھر باہر نکل گئیں۔

پارس نے فوراً ہی ٹی وی اور وی سی آر کو آف کردیا۔ ادھر دیوی چند لمحوں تک حیرانی سے سوچتی رہی۔ یہ تو بالکل وہی واقعہ ہے۔ آج برادر کبیر کو دوسری بار گولی لگی ہے۔ وہ پھر سے مردہ ہوگیا ہے۔ کیا پھر سے زندہ بھی ہو جائے گا؟

وہ پھر اس کے دماغ میں آئی تو حیرانی سے بولی "تم...... تم نے اپنے دماغ میں بالکل وہی واقعہ دہرایا ہے۔ مجھے ایسا لگ رہا ہے جیسے میں نے ایک فلم کو دوسری بار دیکھا ہو۔"

"میں تمہیں اپنے دماغ میں اور بھی دوسری کئی ایسی فلمیں دکھا سکتا ہوں جن میں مجھے صرف گولی نہیں لگتی۔ میں کسی حادثے میں پہاڑی سے گر کر یا کسی بم بلاسٹ میں مر جاتا ہوں یا کوئی مجھے دھوکے سے زہریلا انجکشن لگا دیتا ہے۔ میرے پاس موت کا اتنا اسٹاک ہے جتنا کہ مجھے جینے کا سلیقہ آتا ہے۔"

دیوی تھوڑی دیر کے لئے خیال خوانی بھول گئی۔ برادر کبیر کی زندگی کا یقین آنے کے بعد اس کا سر چکرا رہا تھا۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے سر کو تھام لیا تھا۔ بڑے عجیب اور خطرناک چکرباز سے پالا پڑا تھا۔ وہ کشمیر کے سلسلے میں یہ چیلنج کرکے اپنی موت کا ناٹک کھیل رہا تھا کہ جب تک بھارتی فوجیں کشمیر سے نہیں جائیں گی اور کشمیری باشندوں کو اپنے مستقبل کا فیصلہ کرنے کی آزادی نہیں دی جائے گی تب تک وہ اپنے ایک بھی بھارتی شخص کو مشین کے ذریعے ٹیلی پیتھی نہیں سکھائے گی اور اگر دھوکے سے اور رازداری سے سکھانا چاہے گی تو پچھلے چھ بھارتی خیال خوانی کرنے والوں کی طرح اس کے نئے خیال خوانی کرنے والے بھی حرام موت مارے جائیں گے۔

پھر برادر کبیر نے اپنی موت کا یقین دلا کر اسے خوش فہمی میں مبتلا کردیا کہ اب وہ کسی رکاوٹ کے بغیر اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والے پیدا کر سکتی ہے اور اس نے سات پیدا کئے۔ نتیجہ جلد سامنے آگیا۔ وہ ساتوں مارے گئے۔ حتیٰ کہ خیال خوانی کرنے پربھارانی بھی ہاتھ سے نکل گئی تھی۔

یہ بھی واضح ہوگیا کہ پربھارانی کو اغوا کرنے والے نے کاغذ پر "بی کے" لکھا تھا، وہ دراصل برادر کبیر کا مخفف تھا۔ وقت دیوی سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ اس کی ڈمی کو کسی مردہ اغوا کیا ہوگا۔

وہ پھر اس کے پاس آئی۔ وہ بولا "آؤ صنم، جاؤ صنم گم ہے۔"

اس نے کہا "تم نے میری پربھارانی کو اغوا کیا ہے۔"

"تم نے پرنس آئی لینڈ کے محل میں اسے دیوی بنا کر حوالے کیا تھا۔ میں اس کے جسم و جاں کا مالک بن چکا ہوں میری ملکیت ہے۔"

"تم نے میرے ایک بھی خیال خوانی کرنے والے کو زندہ چھوڑا۔ پربھا پسند آگئی ہے اس لئے اسے زندہ رکھا ہے۔"

"تمہیں جو کچھ بھی کہنا ہے سپرماسٹر کے دفتر میں کسی کو بنا کر کہو۔ وہاں میری ایک ساتھی سائے سے گوشت پوست میں ظاہر ہوگئی ہے۔ میں وہاں جا رہا ہوں۔"

وہ ہیڈ کوارٹر کے اسپتال کی ایک لیڈی ڈاکٹر کو آلۂ سپرماسٹر کے دفتر میں آئی۔ وہاں ایک میز کے اطراف سپر تینوں افواج کے اعلیٰ افسران تھے۔ لکی سیون ایک کرسی ہوئی تھی۔ کرسی کے دونوں ہتھوں سے اس کے دونو ہتھکڑیوں کے ذریعے جکڑے ہوئے تھے۔

پارس نے ایک فوجی جوان کو آلۂ کار بنایا پھر دفتر کے بولا "ہیلو ایوری باڈی! جیسا کہ تم سب نے میری ساتھی کی سنا ہے کہ برادر کبیر زندہ ہے تو پھر زندہ ہے اور میں یہاں کا ثبوت دے رہا ہوں۔"

دیوی نے لیڈی ڈاکٹر کے ذریعے کہا "یہ درست۔ برادر کبیر کی زندگی کی تصدیق کرچکی ہوں۔ یہ ہمارے درمیا ہے۔ اس نے میرے اب تک تیرہ ٹیلی پیتھی جاننے والوا کیا۔ آخری پربھارانی تھی جسے اغوا کرلیا ہے۔"

سپرماسٹر نے کہا "ہم برادر کبیر سے درخواست کر دشمنی بہت ہوچکی۔ اب ہمیں دوستی، امن اور سلا اختیار کرنا چاہئے۔"

"میری دشمنی تم سب کی اسلام دشمنی سے ہے سمجھاؤ کہ یہ اپنے بھارتی حکمرانوں کو سمجھائے۔ وہ کشمیر کرنے سے باز آجائیں۔"

دیوی نے کہا "یہ بھارتی حکمرانوں کے معاملات ہ سیاسی برتری چاہتا ہے۔ جغرافیائی سرحدوں کے اعتبار کے لئے کشمیر بہت اہم ہے۔ میں اپنے ولیس کے ایسے ا

مداخلت نہیں کروں گی۔"

"تو پھر نرانسفارمر مشین کے تمام پرزے کھول کر رکھ لو۔ اب ام نہیں آئے گی۔ اسے کام میں لانا چاہو گے تو میں اپنے مجاہدین سایہ بنا کر اس مشین سے گزارتا رہوں گا۔ اپنے خیال خوانی نے والوں کی تعداد بڑھاتا رہوں گا اور تمہارے خیال خوانی نے والوں کو جہنم میں پہنچاتا رہوں گا۔"

دیوی نے کہا "تمہارا خیال ہے کہ میرے ٹیلی پیتھی جاننے ں کو زندہ چھوڑا گیا تو وہ کشمیر میں جاکر وہاں کے مجاہدین کو تنویمی کے ذریعے اپنا غلام بنالیں گے۔ یہ کام تو میں بھی کرسکتی ہوں۔ کشمیر کے تمام جہاد کرنے والے اور دیگر اہم مسلمانوں کو اپنا ر بنا سکتی ہوں۔ کیا تم میرا کچھ بگاڑ سکو گے؟ کیا میرے سائے بھی پہنچ سکو گے؟"

"میں ابھی تمہاری بات کا جواب دیتا ہوں۔ پہلے تھوڑا سا زہر ایک گلاس پانی منگواؤ۔"

"کیا زہر پی کر مرنا چاہتے ہو؟"

"یہ ابھی معلوم ہوجائے گا۔"

دیوی کی ہدایت پر سپرماسٹر نے انٹرکام کے ذریعے ڈاکٹر سے کہا۔ ڑا سا ایسا زود اثر زہر لاؤ جو چشم زدن میں پینے والے کا کام کردے۔"

حکم کی تعمیل ہوئی۔ زہر بھی آگیا اور پانی کا جگ اور گلاس بھی لیا۔ فوجی جوان نے پارس کی مرضی کے مطابق آگے بڑھ کر ں میں پانی بھرا پھر زہر کی شیشی کھولی۔ ڈاکٹر نے کہا "ذرا احتیاط یہ بڑا مہلک ہے۔ اس کا ایک قطرہ حلق میں اترے گا تو مرنے سیاہ پڑ جائے گا۔"

پارس نے اس فوجی جوان کے ذریعے گلاس کے پانی میں ایک ڈالا پھر کہا "مائی ڈیئر لکی! اسے پی جاؤ۔"

دیوی نے کہا "تمہاری ایک ساتھی مرے گی تو میرا کلیجا ٹھنڈا مگر اس کے ہاتھ جکڑے ہوئے ہیں۔ تم اپنے ہاتھوں سے ۔"

پارس نے کہا "اسے دنیا کی کوئی زنجیر جکڑ نہیں سکتی۔ وہ ۔"

سب نے بڑی حیرت سے دیکھا۔ لکی سیون نے بڑی آہستگی اور اسے اپنا ایک ہاتھ کھینچ کر ہتھکڑی کے تنگ دائرے سے نکال ں کے بعد دوسرا ہاتھ بھی اسی طرح آسانی سے نکالا۔ پھر ہاتھوں سے گلاس کو تھام کر اسے ہونٹوں سے لگایا پھر ٹ زہریلا پانی پی کر گلاس خالی کردیا۔

وہ سب شدید حیرانی اور بے یقینی سے دیکھ رہے تھے۔ اس نے گلاس میز پر رکھا پھر اپنا ایک ایک ہاتھ ہتھکڑیوں کے دائرے بارہ ڈال کر پھر سے قیدی بن کر کرسی کی پشت سے ٹیک لگالیا۔ طرح آرام سے بیٹھی رہی۔


آپ چاہتے ہیں کہ لوگ آپ کی شخصیت کی اہمیت کو تسلیم کریں؟
آپ لوگوں سے اپنے احکامات کی تعمیل کروانا چاہتے ہیں؟

ہر انسان میں ایک مقناطیسی قوت ہوتی ہے جس کی مدد سے وہ بڑے سے بڑا کام کرسکتا ہے۔ اس قوت سے کام لینے کے لیئے ٹیلی پیتھی اور ہپناٹزم کی طرح مشقیں نہیں کرنا پڑتیں؛

آپ کی شخصیت میں انوکھا نکھار پیدا کردیگی
آپ خود میں ایک نمایاں تبدیلی محسوس کریں گے

::: اس کتاب کا مطالعہ کیجئے :::
اور اپنے وجود کو ایک بہتر ذات بنالیجئے!

قیمت -/۳۰ روپے

مکتبہ نفسیات
پوسٹ بکس ۹۴۴ کراچی ۱

سب اسے پلکیں جھپکائے بغیر ایسے دیکھ رہے تھے جیسے وہ اب تب میں زہر کے اثر سے مرنے والی ہو مگر وہ زیر لب مسکرا رہی تھی۔ پارس نے کہا "یہی لڑکی سایہ بن کر دیوی کے خیال خوانی کرنے والوں کے اندر جاتی تھی اور تھوک کر چلی آتی تھی۔ اس کا زہریلا لعاب دہن انہیں ہلاک کردیتا تھا۔ یہ بات ڈاکٹروں کی سمجھ میں نہیں آتی تھی کہ ہلاک ہونے والوں کے اندر زہر کیسے پہنچتا ہے۔"

وہاں کھڑے ہوئے ڈاکٹر نے کہا "یہ بلیک کوبرا کا زہر ہے۔ میں زندگی میں پہلی بار یہ ناقابل یقین منظر دیکھ رہا ہوں۔ یہ لڑکی ناگن سے بھی زیادہ زہریلی ہے۔"

پارس نے کہا "ابھی دیوی کہہ رہی تھی کہ وہ تنہا کشمیری مجاہدین کو اپنا غلام بنائے گی تو میں اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکوں گا۔ یہ لڑکی دیوی کی بات کا جواب ہے۔ کشمیر میں جتنے بھارتی فوجی ہیں یہ تمام فوجی جوانوں اور افسروں کے اندر سایہ بن کر جایا کرے گی اور تھوک کر آجایا کرے گی۔ ہاں تو دیوی جی! کیا تمہاری بات کا یہ جواب کافی ہے۔"

دیوی شدید حیرانی سے لکی سیون کو دیکھ رہی تھی۔ اس نے پوچھا "یہ اتنی زہریلی خطرناک لڑکی کون ہے؟"

"یہ ایک عجوبہ ہے۔ ایم آئی ایم کی ایک مجاہدہ ہے۔ اب تک تم میرے دماغ میں آکر چکراتی رہیں۔ اس کے دماغ میں جاؤ گی تو چودہ طبق روشن ہوجائیں گے۔"

دیوی نے ابھی تک اس کے دماغ میں جانا ضروری نہیں سمجھا تھا۔ برادر کبیر کے دوبارہ زندہ ہونے پر الجھ کر رہ گئی تھی۔ اس نے خیال خوانی کی پرواز کی۔ سامنے بیٹھی ہوئی لکی سیون کے دماغ میں پہنچی تو اس نے ہنستے ہوئے سانس روک لی اور کہا "کوئی مجھے گدگدا رہا ہے۔ مجھ سے گدگدی برداشت نہیں ہوتی۔"

دیوی نے کہا "ارے تم تو وہی لڑکی ہو جو سایہ بن کر پیدا ہونے والے بچے کو لے گئی تھیں۔ بچے کے لئے ایک جنرل اسٹور سے کچھ چیزیں خرید رہی تھیں۔ میں نے تمہارے . . غ میں پہنچنا چاہا تو تم نے گدگدی محسوس کرتے ہوئے سانس روک لی تھی۔"

"اس بیچاری کو تمہاری وہ آتما شکتی بھی گدگداتی ہے جس کے ذریعے تم یوگا جاننے والوں کے اندر بھی پہنچ جاتی ہو۔ اتنے بڑے ملک کا سپر ماسٹر، تینوں افواج کے اعلیٰ افسران، امریکی اور اسرائیلی ٹیلی پیتھی جاننے والے سب ہی تمہارے آگے بے بس ہیں۔ داؤد منڈولا جیسا شاطر چالباز بھی تمہیں اپنے اندر آنے سے نہیں روک سکتا۔"

سپر ماسٹر اور فوج کے اعلیٰ افسران اندر ہی اندر اپنی توہین محسوس کررہے تھے۔ کسی نے سر جھکالیا تھا۔ کوئی بے چینی سے کرسی پر پہلو بدل رہا تھا۔ سپر ماسٹر نے ذرا ڈھٹائی سے کہا "مسٹر کبیر! ہمیں دیوی جی کے خلاف بھڑکانے کی کوشش نہ کرو۔ بے شک انہوں نے اپنے مقابلے میں ہمیں کمتر بنا رکھا ہے لیکن انہو[ں نے] کبھی ہمیں اور ہمارے ملک و قوم کو نقصان نہیں پہنچایا۔"

"پھر تو آپ کا فرض ہے کہ آپ دیوی جی کے نقصانات [پورے] کریں۔ ان کے احسانات کا بدلہ چکائیں۔"

"ہم تو دیوی جی کے کام آنا چاہتے ہیں لیکن تم رکاو[ٹ بن] جاتے ہو۔"

"میں رکاوٹ کیسے بن سکتا ہوں جبکہ کہہ رہا ہوں کہ [امریکا] کے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے مارے گئے مگر تمہار[ے] اسرائیل کے ٹیلی پیتھی جاننے والے تو زندہ ہیں۔ جب ا[مریکا] دوسرے ممالک میں اپنی فوجیں اور اپنے ہتھیار بھیجتا [ہے تو] رضاکارانہ طور پر اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو دیوی جی [کے لئے] بھارت اور کشمیر میں بھیج سکتے ہو۔"

ایک اعلیٰ افسر نے کہا "یہ تم عجیب باتیں کررہے ہو۔ [امریکا] کے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو ہلاک کرنے کے بعد بڑ[ی چالاکی] سے ہمارے خیال خوانی کرنے والوں کو وہاں بھیجنے کا مشو[رہ دے] رہے ہو۔"

پارس نے کہا "سیدھی سی بات سمجھ لیا کرو۔ یہ م[یرا] اور دیوی کا جھگڑا ہے۔ میں نے کشمیر سے بھارتی فوج کو ہٹ[انے اور] کشمیریوں کو اپنے طور پر اپنے مستقبل کا فیصلہ کرنے کا ح[ق دینے کو] کہا ہے۔ یہ محترمہ بھارتی دیوی ہیں۔ میری شرائط پور[ی] نہیں کریں گی تو ان کے اپنے تمام ٹیلی پیتھی جا[ننے والے] زندہ نہیں رہیں گے۔ ہمارے آپس کے تنازعے کے ب[اوجود] دیوی کو امریکا اور اسرائیل سے ٹیلی پیتھی کی بارود ملتی ر[ہے تو میں] اعتراض نہیں کروں گا۔"

دیوی نے کہا "برادر کبیر! مسلمان دعویٰ کرتے ہیں [کہ] زبان سے نہیں پھرتے۔ کیا تم بھی یہ اجازت دے کرا[پنی زبان سے] نہیں پھرو گے؟"

پارس نے کہا "میرا خدا ایک، میری زبان ایک۔ تم [چاہو تو] اسرائیلی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی پوری فوج کشمیر م[یں لاسکتی] ہو۔"

"تم کشمیری مسلمانوں کا درد اپنے دل میں رکھتے [ہو۔ کیا] امریکی اور یہودی خیال خوانی کرنے والوں کو کشمیر میں ن[قصان نہیں] پہنچاؤ گے؟"

"میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر وعدہ کرتا ہوں کہ [ٹیلی] پیتھی جاننے والوں کی طرف رخ بھی نہیں کروں گا۔"

"اپنے خدا کا حوالہ دے کر بڑی چالاکی سے وعدہ [کررہے ہو کہ] ان خیال خوانی کرنے والوں کی طرف رخ نہیں کرو[گے۔ اس] وعدے کے پیچھے یہ گنجائش رکھ رہے ہو کہ یہ زہریلی لڑ[کی] انہیں ہلاک کرے گی تو تم زبان کے سچے بھی کہلاؤ[گے اور یہ] کارروائی بھی ہوتی رہے گی۔"

"یہ زہریلی لڑکی بھی امریکی اور یہودی خیال خوانی کرنے والوں [کے] اندر نہیں جائے گی۔ صرف یہی نہیں، میری ایم آئی ایم تنظیم کا [کوئ]ی بھی مجاہد، کوئی بھی خیال خوانی کرنے والا انہیں نقصان نہیں [پہ]نچائے گا۔"

دیوی نے کہا "ایک گنجائش اب بھی باقی ہے تم کسی دوسرے [کو] سایہ بنا کر سپر ماسٹر اور داؤد منڈولا کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو [ہلا]ک کرواسکتے ہو۔"

"شک کا علاج حکیم لقمان کے پاس بھی نہیں تھا۔ ہر مذہب [او]ر قوم میں جھوٹے اور سچے لوگ ہوتے ہیں۔ اگر یقین کرسکتی ہو تو [ک]رلو۔ میں نے خدا کو حاضر و ناظر جان کر کہہ دیا ہے کہ امریکی اور [یہو]دی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو میری کسی حرکت سے نقصان نہیں [پہ]نچے گا۔ میں یہ وعدہ بھی کرتا ہوں کہ ان کے خلاف اپنی غیر معمولی [صلاحیتیں] [ب]ولیاں بھی استعمال نہیں کروں گا اور کوئی شک و شبہ رہ گیا ہے تو [بو]لو۔"

وہ بولی "اب کوئی شبہ نہیں رہا۔ یہ بات صاف ہوگئی ہے کہ تم [اپ]نے چیلنج کے مطابق کسی بھارتی شخص کو ٹیلی پیتھی سیکھنے نہیں دو [گ]ے۔ میں اپنے کسی بھارتی خیال خوانی کرنے والے سے کوئی فائدہ [نہ]یں اٹھاسکوں گی۔ البتہ امریکی اور یہودی ٹیلی پیتھی جاننے والوں [س]ے جب چاہوں کام لے سکوں گی۔ حتیٰ کہ کشمیریوں کے خلاف بھی [انہ]یں استعمال کروں گی تو تم انتقامی کارروائی نہیں کرو گے۔"

"ہاں نہیں کروں گا۔ یہ ایک مردِ مومن کی زبان ہے۔"

سپر ماسٹر اور تمام اعلیٰ افسران خوش ہوکر ایک دوسرے کو [دیک]ھنے لگے۔ ایک اعلیٰ افسر نے کہا "مسٹر کبیر! تم واقعی ہمیں دیوی [جی] کے کام آنے اور اپنے فرائض ادا کرنے کی آزادی دے رہے [ہو]۔"

لکی سیون نے کہا "پھر تو ہماری آپس کی دشمنی ختم ہوچکی ہے [کی]ا میں ان ہتھکڑیوں سے اپنے پاؤں نکال لوں؟"

پارس نے کراہتے ہوئے کہا "آہ! پھر پیٹ میں درد ہورہا ہے۔ [ہتھ]کڑیاں ہاتھوں میں پہنی جاتی ہیں، پیروں میں نہیں۔"

وہ بولی "تم لوگ اتنی لمبی باتیں کررہے تھے اور میرے ہاتھوں [کو] تکلیف ہورہی تھی اس لئے میں نے ہتھکڑیوں سے ہاتھ نکال [لی]ے اور انہیں پیروں میں پہن لیا ہے۔ اگر سمجھوتا ہوگیا ہے تو بولو۔ [میں] رہائی حاصل کرلیتی ہوں۔"

سب نے اپنی کرسیوں پر سے اٹھ کر دیکھا۔ اب واقعی وہ [اپ]نے پیروں میں ہتھکڑیاں پہنے ہوئے تھی۔ دیوی نے اپنی آلۂ کار [کس]ی ڈاکٹر کے ذریعے دیکھا پھر پوچھا "مسٹر کبیر! تم خود ہی کچھ کم [نہ]یں ہو۔ اس پر یہ عجوبہ کہاں سے پکڑ لائے ہو؟ یہ کون ہے؟"

"میں بتاچکا ہوں کہ میری تنظیم کی مجاہدہ ہے۔ سب اسے لکی [سی]ون کہتے ہیں۔ اس کے آگے نہ پوچھو۔ یہ ایک ایسا سمندر ہے [جس] کی تہ سے حیرت انگیز اور عجیب و غریب موتی نکلتے رہتے ہیں۔

مائی ڈیئر لکی! ہتھکڑیوں کو پھینکو، ہم یہاں سے جائیں گے۔"

اس نے پیروں سے ہتھکڑیاں نکال کر پھینک دیں۔ سپر ماسٹر نے کہا "مسٹر کبیر! پلیز ابھی نہ جائیں۔ پہلے یہ یقین دلادیں کہ آپ کی دشمنی دیوی سے سہی مگر آپ ہمارے دوست ہیں اور ہمیشہ دوست رہیں گے۔"

"جب تک تم ٹرانسفارمر مشین سے کسی بھی بھارتی کو نہیں گزارو گے، میں دوست رہوں گا۔"

دیوی نے کہا "جب مجھے امریکا اور اسرائیل سے ٹیلی پیتھی جاننے والے ملتے رہیں گے اور میرے مقاصد پورے ہوتے رہیں گے تو میں اپنے دیس کے کسی بھی شخص کو مشین کے پاس نہیں لے جاؤں گی۔"

وہ بولا "بس یہ معاملات طے ہوگئے۔ اب میں لکی کے ساتھ جارہا ہوں۔"

دیوی نے کہا "ذرا ایک منٹ۔ مجھے ایک بات کھٹک رہی ہے۔"

"چلو۔ وہ کھٹکا بھی دل سے نکال لو۔ بتاؤ کیا بات ہے؟"

"تم مسلمان ہو۔ کشمیری مسلمانوں کے لئے دل میں درد رکھتے ہو۔ جب امریکی اور یہودی ٹیلی پیتھی جاننے والے ان کشمیریوں کے دماغوں میں گھس کر انہیں ہلاک کریں گے تو کیا تمہارا اسلامی جوش اور جذبہ تمہیں بے چین نہیں کرے گا؟"

"کوئی بھی دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والا کسی کشمیری مجاہد کے اندر پہنچے گا تو میں ضرور بے چین ہوجاؤں گا۔ میں نے یہ سوچ سمجھ کر وعدہ کیا ہے کہ کشمیر سے تمہارے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی لاشیں آتی رہیں گی۔"

وہ سب سوالیہ نظروں سے اس فوجی جوان کو دیکھنے لگے جس کی زبان سے پارس، برادر کبیر بن کر بول رہا تھا۔ دیوی نے پوچھا۔ "جب تم اور تمہاری تنظیم کا کوئی فرد بھارت اور کشمیر کا رخ نہیں کرے گا تو تم ایسی تشویش میں مبتلا کرنے والی پیش گوئی بڑے اعتماد سے کس بنا پر کررہے ہو؟"

"اس بنا پر کہ ایم آئی ایم کا سربراہ اور مجاہدین تمام ممالک کے متعلق معلومات رکھتے ہیں جب ہمیں معلوم ہوا کہ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا باپ فرہاد علی تیمور بھارت پہنچا ہوا ہے تو ہماری تنظیم نے کشمیر کا میدان چھوڑ دیا ہے۔"

سب کو جیسے سانپ سونگھ گیا ہو۔ وہاں موت کی سی خاموشی چھا گئی۔ سپر ماسٹر اور فوج کے اعلیٰ افسران ایک دوسرے کو تشویش بھری نظروں سے دیکھنے لگے۔ داؤد منڈولا بھی خیال خوانی کے ذریعے تمام باتیں سن رہا تھا۔ ان سب کی ایک ہی سوالیہ سوچ تھی، کیا وہ اپنے قیمتی خیال خوانی کرنے والوں کو کشمیر میں قربانی کا بکرا بناسکتے ہیں؟

O☆O

وہ دونوں آرام دہ بستر پر گہری نیند میں تھے۔ سوتے وقت بھی ان میاں بیوی کی محبت کا اظہار ہو رہا تھا۔ صائمہ کا ایک ہاتھ صابر خان کی گردن پر پھولوں کے ہار کی طرح پڑا ہوا تھا اور صابر خان کا ہاتھ صائمہ کی پتلی خمدار کمر پر رکھا ہوا تھا۔ دونوں کے چہرے ایک دوسرے کی طرف تھے لیکن آنکھیں بند تھیں۔ شاید وہ بند آنکھوں کے پیچھے خواب میں ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔

سرہانے رکھے ہوئے فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ رات کا پچھلا پہر تھا۔ اس کے بعد صبح ہونے والی تھی۔ ایسے وقت سب ہی گہری نیند میں ڈوبے رہتے ہیں پھر محبت کرنے والے جوڑے تو یوں بھی تھک ہار کر نیند کی گہرائی میں چلے جاتے ہیں مگر یہ ظالم زمانہ پیار بھرے انداز میں سونے نہیں دیتا۔ صابر خان نے نیند ٹوٹنے کے باعث ناگواری سے کروٹ لی۔ ہاتھ بڑھا کر ریسیور کان سے لگاتے ہوئے بولا "ہیلو۔ میں ہوں ڈاکٹر صابر خان۔ آپ فرمائیں؟"

دوسری طرف سے آواز آئی "پھر ہانا کیا ہے جی! بس پوچھنا ہے۔ جس طرح تم نے وصیت لکھی ہے کہ تمہاری موت کے بعد تمہارا دل اور آنکھیں کسی جرورت مند کو دے دی جائیں کیا اسی طرح تمہاری جوان بیوی صائمہ نے بھی اپنا دل اور اپنی آنکھیں دان کرنے والی وصیت لکھی ہے؟"

"جی ہاں لکھی ہے لیکن آپ اتنی رات کو نیند سے جگا کر کیوں پوچھ رہے ہیں؟"

"اجی اب رات کہاں رہی۔ تھوڑی دیر میں صبح ہونے والی ہے۔ تمہارے اسپتال کے کمرا نمبر چھ میں ایک دل کی مریجہ ہے۔ بیچاری کا دل اتنا بے کار ہو گیا ہے کہ وہ جندہ نہیں رہ سکے گی۔"

ڈاکٹر صابر خان نے کہا "میں جانتا ہوں۔ ہم نے پورے بھارت کے میڈیکل بورڈ کی طرف سے اپنے دیس کے تمام اسپتالوں میں اور دوسرے ملکوں میں بھی یہ اطلاع بھیجی ہے کہ کسی کی حادثاتی موت ہو اور وہ موت سے پہلے اپنے دل کا عطیہ دینے پر راضی ہو جائے تو ہم اپنے اسپتال کی مریضہ انجلی کو بچا لیں گے۔"

"اجی ڈاکٹر صاحب! کیوں اتنی دور دور تک بھاگ دوڑ کر رہے ہو۔ جب مال اپنے گھر میں مل سکتا ہے تو دور جا کر اس مریجہ انجلی کو انتجار کیوں کرا رہے ہو۔"

"میں آپ کا مطلب نہیں سمجھا؟"

"اس میں سمجھنے کی کیا بات ہے۔ اپنی جوان بیوی کا دل انجلی کو دان کر دو۔"

"یہ کیا بکواس ہے۔ کسی زندہ انسان کا دل دوسرے کو کیسے دیا جا سکتا ہے۔"

"کا مرنے کے بعد دیا جاتا ہے؟"

"ہاں جیسے ہی عطیہ دینے والے کی موت واقع ہوتی ہے ویسے ہی اسے آپریشن تھیٹر میں لے جا کر اس عطیہ دینے والے مردہ شخص کے دل کی پیوند کاری دوسرے ضرورت مند کے سینے میں کی جاتی ہے۔"

"تو پھر سمجھ لو' تمہاری بیوی مر چکی ہے۔ ہم اسے کتل کر رہے ہیں۔ تم اسے اسپتال لے جا کر اس کی وصیت پوری کر دو۔"

ڈاکٹر صابر نے کہا "کیا تم کوئی پاگل ہو؟ یاد رکھو تمہارے سر پھرے میرے بنگلے میں قدم بھی نہیں رکھ سکیں گے۔"

فون پر قہقہہ سنائی دیا پھر قہقہہ لگانے والے نے کہا "ہم تمہارے بنگلے کے اندر سے بول رہے ہیں۔ بھئی یہ موبائل پو ہے نا۔ یہ بڑے کام کی چیج ہے۔ میں تمہارے دوسرے کمرے بول رہا ہوں۔ یہ دیکھو۔"

بات ختم ہوتے ہی خواب گاہ کا دروازہ ایک زوردار آواز سے کھلا۔ اسے لات مار کر کھولا گیا تھا۔ صائمہ نیند سے ہڑبڑا کر بیٹھی۔ ڈاکٹر صابر خان کے ہاتھ سے ریسیور چھوٹ گیا۔ کھلے ہوئے دروازے پر دو افراد نظر آ رہے تھے۔ ایک کے ہاتھ میں چھرا تھا دوسرے کے ہاتھ میں ریوالور۔ اس ریوالور میں سائلنسر لگا ہوا تھا۔ آنے والوں نے نائلون کی ایک باریک جراب کو اپنے سر سے لے کر گردن تک نقاب کے طور پر پہن لیا تھا۔ یوں انہیں صورت شکل سے پہچانا نہیں جا سکتا تھا۔

وہ دونوں صائمہ کی طرف لپکے۔ وہ چیخ مار کر صابر سے لپٹ گئی۔ صابر نے کہا "رک جاؤ۔ ہم سے دشمنی کیوں کر رہے ہو؟"

ایک نے قریب آ کر ڈاکٹر صابر کو وہ چھرا دیتے ہوئے کہا "لو۔ اپنے ہاتھ سے چھرا اس کے ہلک (حلق) پر رکھو اور سانس کی نالی کاٹ دو۔"

"نہیں۔ یہ تم لوگ کیسی غیر انسانی حرکت کے لئے ایک ڈاکٹر کو کہہ رہے ہو۔"

ریوالور والے نے کہا "تم ڈاکٹر ہو۔ اسی لئے کہہ رہے ہیں۔ اسے ایسے کتل کرو گے تو اس کا دل ٹھیک ٹھاک رہے گا پھر تم اس دل کی دھڑکنوں کو انجلی کے سینے میں پہنچا دو گے۔ اگر انکار کرو گے شور مچاؤ گے تو سائلنسر لگے ہوئے ریوالور کی گولی تمہاری بیوی کی کھوپڑی میں اتر جائے گی۔"

دوسرے نے وہ چھرا صابر خان کے سامنے پھینک دیا۔ صابر نے اسے اٹھا کر کہا "اسے میں اپنے سینے میں گھونپ لوں گا مگر صائمہ کی جان نہیں لوں گا۔"

"تو پھر چھرا کاہے کو پکڑے ہو۔ لاؤ واپس کر دو۔ ہم سمجھتے ہیں کہ تم اپنی لگائی سے بہت پریم کرتے ہو۔"

ڈاکٹر صابر نے سمجھ لیا کہ موت کی گھڑی آ گئی ہے تو پھر جان بچانے کی کوشش کرتے ہوئے کیوں نہ جان دی جائے۔ اس نے اچانک بستر پر سے چھلانگ لگا کر چھرے سے حملہ کرنا چاہا۔ اس سے پہلے ریوالور والے نے ایک فلائنگ کک ماری۔ وہ دور جا کر فرش پر گرا۔ چھرا ہاتھ سے چھوٹ کر دوسرے شخص کے قدموں میں آ گیا۔ وہ بیچارہ انتقالِ قلب کا ڈاکٹر تھا۔ ہاتھا پائی کرنا نہیں جانتا تھا۔



[ف]رش پر سے اٹھنا چاہتا تھا۔ ریوالور والے نے اسے اٹھنے نہیں دیا۔ [ا]س کے سینے پر ایک پیر رکھ کر اس کا نشانہ لے کر بولا "اگر تم نے [ا]ب بھی حرکت کی تو تمہاری لگائی کو ہم گولی مار دیں گے۔"

صابر خان نے بے بسی سے سر گھما کر صائمہ کو دیکھا۔ اس [د]وسرے شخص نے صائمہ کی گردن پیچھے سے دبوچ لی تھی۔ اب [اس] کے ہاتھ میں چھرا نہیں دوسرا چاقو تھا۔ صابر خان نے تڑپ کر [چ]یختے ہوئے کہا "رک جاؤ۔ رک جاؤ۔"

وہ اپنی جان کی پروا کئے بغیر دشمن کا پیر پکڑ کر اپنے سینے پر سے [ہٹاتے] ہوئے اٹھنا چاہتا تھا۔ ایسے ہی وقت دوسرے ظالم نے [ص]ائمہ کے حلق پر چاقو پھیر دیا پھر اسے بستر پر گرا دیا۔ صابر خان چیختا [ہو]ا فرش پر سے اٹھ کر دوڑتا ہوا صائمہ کے پاس بستر پر آیا "صائمہ' [ص]ائمہ! میں تمہیں مرنے نہیں دوں گا۔"

[اس کی] سانس کی نالی کٹ چکی تھی۔ ڈاکٹر صابر خان اس کے دوپٹے کو [لے] کر اس کی گردن کے اطراف لپیٹنے لگا۔ قاتل نے خون آلود چاقو [ک]و ایک کپڑے میں لپیٹ کر اپنی جیب میں رکھ لیا۔ ریوالور والے [ن]ے فرش پر پڑے ہوئے چھرے کو دستانے پہنے ہوئے ہاتھ سے اس [ک]ے پھل کی طرف سے پکڑ کر اٹھا لیا کیونکہ اس کے دستے پر صابر [خ]ان کی انگلیوں کے نشانات تھے۔ وہ دونوں دروازے تک گئے پھر [ا]یک نے کہا "اگر تم سچے پتی دیو ہو تو فوراً اپنی پتنی کو اسپتال لے [جا] کر اس کی وصیت کو پورا کرو۔ اس کا دل انجلی کو دان کرو اور یہ [ا]یک ڈاکٹر کا کرتو (فرض) بھی ہے۔"

وہ دونوں چلے گئے۔ ڈاکٹر ان قاتلوں کا کچھ بگاڑ نہیں سکتا تھا [مگ]ر صائمہ کے کٹے ہوئے نرخرے کو سانس لینے کے قابل بنا سکتا [تھ]ا۔ اس نے کہا "صائمہ اسی طرح دونوں ہاتھوں سے دوپٹے اور [حل]ق کو دبائے رکھو۔ میں ابھی تمہیں اسپتال لیے جا رہا ہوں۔"

اس نے فوراً ہی اسپتال فون کر کے کہا "میرے آپریشن تھیٹر [ک]ے اسٹاف کو الرٹ رکھو۔ میری وائف کا نرخرہ کٹ گیا ہے۔ میں [اب]ھی اسے لے کر آ رہا ہوں۔"

اس نے ریسیور رکھا۔ صائمہ کو دونوں بازوؤں میں اٹھایا پھر [تی]زی سے چلتا ہوا بنگلے کے باہر اپنی کار کے پاس آیا۔ اس کی پچھلی [سی]ٹ کا دروازہ کھول کر اس میں اسے لٹایا۔ وہ اٹکتی ہوئی سانس بڑی [م]شکل سے لیتے ہوئے بولی "مم۔ میری وصیت ضرور۔۔۔ ہاں [ضر]ور۔۔۔"

وہ پچھلی سیٹ کا دروازہ بند کر کے اگلی سیٹ پر بیٹھتے ہوئے بولا۔ [و]صیت پر مرنے کے بعد عمل ہوتا ہے اور میں تمہیں مرنے نہیں [دو]ں گا۔"

اس نے کار اسٹارٹ کی پھر اسے تیزی سے ڈرائیو کرتا ہوا [بنگ]لے کے احاطے سے نکل کر جانے لگا۔ اسپتال زیادہ دور نہیں تھا۔ [ج]ب اس نے ایمرجنسی وارڈ کے سامنے گاڑی روکی تو وارڈ بوائے اسٹریچر ٹرالی کے ساتھ موجود تھے۔ انہوں نے پچھلی سیٹ کا دروازہ کھولا۔ وہاں سے صائمہ کو اٹھایا تو پتا چلا' وہ اپنی سانسیں پوری کر چکی ہے۔ اسے اسٹریچر پر لا کر لٹایا گیا۔ ڈاکٹر صابر نے اپنی تسلی کے لئے اسے چیک کیا پھر غم سے نڈھال ہو کر اس سے لپٹ گیا۔

ڈاکٹر کیدار ناتھ نے آ کر اسے صائمہ کی لاش سے الگ کیا۔ پھر کہا "سر! آپ خود کو سنبھالیں۔ آپ مضبوط اعصاب کے سرجن ہیں۔ دل کو ایک سینے سے دوسرے سینے میں منتقل کرنے میں جو مہارت آپ کو حاصل ہے اس کے باعث پورے بھارت میں آپ کی شہرت ہے۔ آپ مقتولہ کے پتی ہیں لیکن ایک ذمے دار سرجن بھی ہیں۔"

دوسرے ڈاکٹر گپتا رائے نے وارڈ بوائے اور دوسرے ماتحت ڈاکٹروں سے کہا "لاش کو فوراً آپریشن تھیٹر میں لے جاؤ اور مس انجلی کو بھی وہاں پہنچاؤ۔"

پھر ڈاکٹر گپتا رائے نے ڈاکٹر صابر کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا "یہ آپ کی دھرم پتنی تھیں۔ یہ پوچھنے کا وقت نہیں ہے کہ یہ سب کچھ کیسے ہوا؟ آپ وصیت کے مطابق فوراً آپریشن کرنے کے لئے خود کو مستعد رکھیں۔"

ڈاکٹر صابر نے خالی خالی نظروں سے ڈاکٹر گپتا رائے اور ڈاکٹر کیدار ناتھ کو دیکھا۔ کیدار ناتھ نے کہا "یہ امتحان کی گھڑی ہے۔ آپریشن آپ ہی کو کرنا ہو گا۔ آپ ہمارے سینئر ہیں۔ آپ کی موجودگی میں ہم کوئی رسک نہیں لیں گے۔"

وہ دونوں ڈاکٹروں کے درمیان چلتا ہوا آپریشن تھیٹر کی طرف جانے لگا۔ وہ پینتالیس برس کا تھا۔ اس نے پندرہ برس تک یورپ اور امریکا کے نہایت تجربہ کار نامی گرامی ہارٹ سرجنز کے ساتھ کام کیا تھا۔ اسے اپنے پیشے سے اتنا لگاؤ تھا کہ اس نے کبھی کسی حسینہ سے دل نہیں لگایا تھا۔ ایک برس پہلے صائمہ اچانک اس کی زندگی میں آئی تھی۔ یوں اس نے صرف ایک برس تک اس کے ساتھ پیار بھری ازدواجی زندگی گزاری تھی اور اب ہمیشہ کے لئے پھر اسے تنہا چھوڑ دیا تھا۔

وہ آپریشن تھیٹر میں آیا۔ وہاں دو بیڈ تھے۔ ان کے درمیان ایک بڑی ٹرالی تھی جس میں سرجری کے تمام ضروری آلات تھے۔ ایک بیڈ پر صائمہ کی لاش پڑی ہوئی تھی۔ دوسرے بیڈ پر انجلی بے ہوش پڑی ہوئی تھی۔

انجلی پچھلے چھ ماہ سے علاج کے لئے ڈاکٹر صابر کے پاس آتی رہی تھی۔ اس کا چچا دین دیال وزیر صحت تھا اس لئے علاج کے سلسلے میں انجلی پر خاص توجہ دی جا رہی تھی۔ پچھلے دو ہفتوں سے وہ باقاعدہ اسپتال میں داخل ہو گئی تھی۔ ڈاکٹر صابر نے تمام رپورٹوں کے پیش نظر کہہ دیا تھا کہ اس کے دل کی کارکردگی مایوس کن ہے۔ کوئی اپنا دل اسے دان کرے گا تو اسے نئی زندگی مل سکے گی۔

آپریشن تھیٹر میں ڈاکٹر صابر کے ماتحت اسے ایپرن اور چہرے کا ماسک وغیرہ پہنا رہے تھے پھر وہ دستانے پہن کر صائمہ کے پاس

آیا۔ اپنا ہاتھ اسسٹنٹ لیڈی ڈاکٹر کی طرف بڑھایا۔ لیڈی ڈاکٹر نے اسے تیز دھار کے پھل کا چاقو دیا۔

کبھی ایسی گھڑی بھی آتی ہے کہ آدمی جس سے پیار کرتا ہے اس کا سینہ چاک کرتا ہے۔ شادی کے بعد صائمہ نے کہا تھا "آپ نے اپنے دل کا عطیہ دینے کی وصیت لکھی ہے۔ میں بھی لکھوں گی۔ میری دعا ہے کہ میں آپ سے پہلے اس دنیا سے جاؤں اور آپ میری وصیت پر عمل کریں۔"

صائمہ کا سینہ چیرتے وقت اس کے کانوں میں آواز آرہی تھی۔ "میرے محبوب! یہ دل آپ کی امانت ہے۔ جب چاہیں لے سکتے ہیں۔ یہ کسی کے بھی سینے میں دھڑکے گا تو اس کی تمام دھڑکنیں آپ کے لئے ہوں گی۔"

وہ اپنا فرض ادا کررہا تھا۔ اس اسپتال میں اس کے بعد ڈاکٹر کیدار ناتھ ایک تجربہ کار سرجن سمجھا جاتا تھا۔ اس نے انجلی کے سینے سے دل نکال کر اس کی سانسوں کو اور خون کی روانی کو ہارٹ لنگ مشین سے منسلک کردیا تھا۔ ایک طرف پھولنے اور پچکنے والا بریدنگ بیگ یہ ظاہر کررہا تھا کہ انجلی کا دل نکالنے کے باوجود وہ زندہ ہے۔ ایک ڈاکٹر مانیٹرنگ ٹی وی اسکرین پر دیکھ رہا تھا۔ گراف پر بننے والی اونچی نیچی لکیروں کو دیکھ کر انجلی کی زندگی سے مطمئن ہورہا تھا۔

صائمہ کا دل سینے سے نکالا جاچکا تھا۔ وہ دل ایک میڈیکیٹڈ باؤل میں رکھا ہوا تھا۔ ڈاکٹر صابر نے اپنی صائمہ کی لاش کو اپنے ہاتھوں سے ایک چادر سے ڈھانپ دیا پھر پلٹ کر دوسرے بیڈ پر انجلی کے پاس آیا۔ اس کے آنے سے ڈاکٹر کیدار ناتھ ایک طرف ہٹ گیا کیونکہ ڈاکٹر صابر اس کا سینئر تھا۔ سینئر بھی تھا اور خوبرو بھی۔ انجلی پہلے اس سے متاثر ہوئی تھی پھر اسے چاہنے لگی تھی۔ وہ بڑی بے باک اور اسمارٹ لڑکی تھی۔ کروڑپتی باپ کی بیٹی تھی۔ باپ مرگیا تھا۔ اب وہ باپ کی برآمدی تجارت کو سنبھالتی تھی۔

دل کی بیماری اسے اسپتال لائی تھی۔ ڈاکٹر صابر سے علاج کے سلسلے میں ملاقات کرتے کرتے اور زیادہ دل کی مریضہ بن گئی تھی۔ اس نے ایک دن صاف طور سے کہہ دیا تھا "میری زندگی کا کوئی بھروسا نہیں ہے لیکن جب تک یہ بیمار اور کمزور دل دھڑکتا رہے گا اس کی دھڑکنیں تمہارے ہی لئے ہوں گی۔"

ڈاکٹر صابر نے سمجھایا تھا "میرا خیال دل سے نکال دو۔ میں شادی شدہ ہوں اور اپنی صائمہ سے بہت محبت کرتا ہوں۔"

"کیا ایسا نہیں ہوسکتا کہ جس طرح تم صائمہ کے دل کی دھڑکنیں سنتے ہو اسی طرح میرے دل کی بیمار دھڑکنیں بھی سنتے رہو۔ دیکھو ڈاکٹر انکار نہ کرنا۔ سزائے موت پانے والے سے اس کی آخری خواہش پوچھی جاتی ہے۔ میری آخری خواہش تم ہو۔"

اس آپریشن تھیٹر میں اس کی آخری خواہش پوری ہوگئی۔ صائمہ کا جو دل صابر کے لئے دھڑکتا تھا وہی دل انجلی کے سینے میں آگیا تھا۔

آپریشن کامیاب ہوا تھا۔ ڈاکٹر صابر کے لئے اس دیس کے بڑے بڑے ڈاکٹر پیش گوئی کرتے تھے کہ وہ جس کا ہارٹ پلانٹ کرے گا اس میں کامیاب رہے گا۔ صائمہ کی موت سے انجلی ایک نئی زندگی مل گئی تھی۔

صابر اپنا فرض مکمل کرنے کے بعد کٹے ہوئے شہتیر کی طرح ایک کرسی پر گرنے کے انداز میں بیٹھ گیا تھا۔ ایک لیڈی ڈاکٹر کہا "سر! ہم ہمیشہ آپ کو کامیاب آپریشن کی مبارکباد دیتے ہیں آج سمجھ میں نہیں آرہا ہے کہ ہمیں کیا کہنا چاہئے۔"

ایک عمر رسیدہ ڈاکٹر نے کہا "میں نے اپنی زندگی میں بڑے بڑے آپریشن دیکھے ہیں لیکن ایک ڈاکٹر کو اپنی بیوی کے سینے سے دل نکالتے پہلی بار دیکھا ہے۔"

ڈاکٹر صابر نے ایک سرد آہ بھر کر کہا "ہم سب مسیحا ہیں۔ مریضوں کو نئی زندگی دینے کے لئے انہیں چیرتے پھاڑتے ہیں۔ صرف مسیحا نہیں، قصائی بھی ہیں۔"

آپریشن تھیٹر کے باہر وزیرِ صحت دین دیال شاہانہ انداز میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے سیکیورٹی گارڈز کے علاوہ پولیس افسر اور کئی سپاہی بھی تھے۔ ایک نرس نے آپریشن تھیٹر سے باہر آکر کہا "منتری جی مبارک ہو۔ آپریشن کامیاب ہوا ہے۔ آپ کی مس انجلی کو ایک نئی زندگی مل گئی ہے۔"

منتری دین دیال نے خوش ہوکر نرس کو پانچ سو روپے کا نوٹ دیا پھر کہا "یہ ڈاکٹر صابر خان بہت باکمال ہے۔ اس سے آج تک کسی آپریشن میں غلطی نہیں ہوتی اور آج تو ہو ہی نہیں سکتی تھی۔ میری بھتیجی کا آپریشن کررہا تھا۔ اسے ڈر تھا کہ ناکام ہوگا تو میں اسے پھانسی پر چڑھادوں گا۔"

آپریشن تھیٹر سے ڈاکٹر وغیرہ باہر آنے لگے۔ ایک پولیس افسر نے ڈاکٹر صابر خان کو روک کر پوچھا "ڈاکٹر! آپ کی وائف کا قتل کیسے ہوا؟"

وہ ایک گہری سانس لے کر بولا "دو قاتل ہمارے بیڈروم میں آئے تھے۔ ایک کے ہاتھ میں چھرا تھا اور دوسرے کے ہاتھ میں ریوالور۔ وہ کہہ رہے تھے کہ میری بیوی کو قتل کیا جارہا ہے۔ فوراً اپنی بیوی کا دل سینے سے نکال کر انجلی کے سینے میں لگانا ہوگا۔"

منتری دین دیال نے کہا "اے ڈاکٹر! ذرا سوچ سمجھ کر میری بھتیجی کا نام لو۔ وہ قاتل کون تھے؟ انہیں میری انجلی سے اتنی ہمدردی کیوں تھی کہ اسے نئی زندگی دینے کے لئے انہوں نے تمہاری بیوی والی کو قتل کردیا۔ کیا میری بھتیجی کو بدنام کرنا چاہتے ہو؟"

صابر نے کہا "شریمان! میں سچ کہہ رہا ہوں۔ آپ کی بھتیجی کو بدنام کیوں کروں گا جبکہ اسے ایک نئی زندگی دے کر آرہا ہوں۔"

پولیس افسر نے کہا "ڈاکٹر! ابھی ہم نے آپ کے گھر کی تلاشی لی ہے۔ وہاں ایک خون آلود چھرا پڑا ہوا تھا۔ ہم نے اسے فنگر پرنٹس کے ماہر کے پاس بھیج دیا ہے۔ انٹیلی جنس والوں نے بھی وہاں کی تصویریں اتاری ہیں اور محدب شیشے سے معائنہ کرکے کہا ہے کہ وہاں صرف دو افراد کی انگلیوں کے نشانات ہیں۔ کسی تیسرے چوتھے کا نشان نہیں ہے۔"

"وہ قاتل دستانے پہنے ہوئے تھے اور ان کے چہروں پر جرابوں کے ماسک تھے پھر وہ چھرا خون آلود نہیں ہوسکتا کیونکہ ایک قاتل نے ایک چاقو سے میری وائف کو ہلاک کیا تھا۔"

"کیا اپنی ان باتوں کا آپ کے پاس ثبوت ہے؟"

"قاتل چالاک تھے۔ کوئی ثبوت چھوڑ کر نہیں گئے۔ آپ خود سمجھ سکتے ہیں کہ میری وائف کو بھلا اور کون قتل کرے گا؟"

"وہاں صرف دو افراد تھے۔ دو میں سے ایک قاتل ہے۔"

"کیا آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ میں نے اپنی محبت کرنے والی وفادار بیوی کو قتل کیا ہے؟"

"ہم کچھ نہیں کہیں گے۔ فنگر پرنٹس کی جو رپورٹ آئے گی وہی درست تسلیم کی جائے گی۔ آپ ہمارے ساتھ تھانے چلیں۔"

افسر نے ایک سپاہی سے کہا کہ صابر کو ہتھکڑی لگائی جائے۔ کئی ڈاکٹر اور لیڈی ڈاکٹر وغیرہ نے اعتراض کیا۔ ایک نے کہا "ہمارے سر اس دیس کے نامی گرامی معزز ڈاکٹر ہیں۔ آپ انہیں ہتھکڑی لگا کر تمام ڈاکٹروں کی توہین کریں گے۔"

دین دیال نے کہا "آفیسر! میں ایک منتری ہوں۔ قانون کو سمجھتا ہوں۔ قاتل کوئی بھی ہو اسے ہتھکڑی لگائی جاتی ہے لیکن اس ڈاکٹر نے میری بھتیجی کو نئی زندگی دی ہے اس لئے آپ انہیں ہتھکڑی کے بغیر لے جائیں۔"

ایک عمر رسیدہ ڈاکٹر نے کہا "منتری جی! ڈاکٹر صابر کے کارنامے سے خوش ہوکر آپ کو ان کی ضمانت لینی چاہئے مگر آپ انہیں تھانے لے جانے کی اجازت دے رہے ہیں۔"

"میں پولیس اور قانون کے معاملے میں ابھی کچھ نہیں کرسکتا مگر وعدہ کرتا ہوں اگر ڈاکٹر صابر کے خلاف ثبوت کھوکھلے ہوں گے تو میں ان کی ضمانت بھی لوں گا اور ان کا مقدمہ بھی لڑوں گا۔"

اسپتال کا تمام عملہ ڈاکٹر صابر کو چاہتا بھی تھا اور اس کا احترام بھی کرتا تھا۔ انہوں نے ایسی پولیس کارروائی پر اعتراضات کئے لیکن پولیس والے اسے اپنی گاڑی میں بٹھا کر لے گئے۔

شام کو ڈاکٹروں کی ٹیم صابر سے ملاقات کرنے تھانے گئی تو وہاں کے انچارج نے کہا "ڈاکٹر صابر یہاں نہیں ہیں۔ اسے انٹیلی جنس والے لے گئے ہیں۔"

ایک نے پوچھا "کہاں لے گئے ہیں؟"

"ہم نہیں جانتے۔ یہ تو انٹیلی جنس والوں کا معاملہ ہے۔"

ڈاکٹروں کی ٹیم انٹیلی جنس کے دفتر گئی تو وہاں کے چیف نے کہا "ڈاکٹر صابر کو ہم لائے تھے لیکن اسے "را" والے لے گئے ہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ جو مجرم "را" کی کسٹڈی میں جاتا ہے اس کے خلاف جرم ثابت ہونے تک کسی کو اس سے ملنے نہیں دیا جاتا ہے۔"

"لیکن ہمارے سر نے کوئی جرم نہیں کیا ہے۔"

"جرم نہیں کیا ہے تو رہائی مل جائے گی۔ آپ حضرات خواہ مخواہ پریشان نہ ہوں۔ گھر جاکر آرام کریں یا اسپتال جاکر اپنے فرائض ادا کریں۔"

وہ سب مایوس ہوکر واپس آگئے۔ مایوسی کے باوجود یقین تھا کہ ڈاکٹر صابر بے گناہ ہے۔ دوسرے دن تک رہا ہوکر آجائے گا۔ دوسرے دن کے تمام اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی کہ ہارٹ سرجری کا بین الاقوامی شہرت رکھنے والا ڈاکٹر صابر خان اپنی بیوی کے قتل کے الزام میں گرفتار ہوگیا ہے اور اس قتل کے پیچھے ایک بہت بڑی سازش ہے جس کا انکشاف جلد ہی کیا جائے گا۔

بھارت کی تمام ریاستوں کے میڈیکل بورڈ کے اہم عہدیداران نے اس سلسلے میں میٹنگ کی اور ان حقائق پر متفق ہوئے کہ ڈاکٹر صابر خان آباواجداد کے زمانے سے ہندوستانی ہے۔ اس نے ملک کے باہر بھی بڑے پیچیدہ آپریشن کرے اور کامیابیاں حاصل کرکے بھارت کا نام روشن کیا ہے۔ لہٰذا بورڈ کے چند اہم عہدیدار بمبئی جاکر "را" کے اعلیٰ افسران سے ملاقات کریں گے اور ڈاکٹر صابر کے حق میں بیانات دے کر اسے رہائی دلائیں گے یا اس کی ضمانت لیں گے۔

ڈاکٹر صابر کو ایک خفیہ سیل میں رکھا گیا تھا۔ اسے بیوی کی تجہیز و تکفین کی اجازت بھی نہیں دی گئی تھی۔ اس کی رہائی کے انتظار میں صائمہ کی لاش کو سرد خانے میں رکھا گیا تھا۔ صابر کو ایک سیل میں قید کرنے کے بعد چوبیں گھنٹوں تک کوئی اس سے بازپرس کے لئے نہیں آیا۔ اسے بیں گھنٹے کے بعد تھوڑا سا کچھ کھانے اور پینے کے لئے دیا گیا تھا پھر اس سیل میں "را" کے تین افسران آئے۔ وہ سب ایک میز کے اطراف کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ صابر کو کھڑا رہنے دیا۔ ایک افسر نے پوچھا "کیا تم نے ایک برس پہلے صائمہ سے شادی کی تھی؟"

اس نے مختصر سا جواب دیا "جی ہاں۔"

"تمہارے اسپتال کے ریکارڈ کے مطابق تمہاری عمر پینتالیس سال ہے۔ تم نے اتنی لمبی عمر شادی کے بغیر گزار دی لیکن صائمہ سے ملتے ہی شادی کرلی۔ اس کی ایک خاص وجہ ہے۔ وجہ ہم جانتے ہیں لیکن تمہاری زبان سے سننا چاہتے ہیں۔"

"وہ ایک بے یارومددگار لڑکی تھی۔ اسے پناہ کی ضرورت تھی اس لئے میں نے شادی کرلی۔"

"وضاحت سے بولو۔ بے یارومددگار کیسے تھی؟ کیا اس کے ماں باپ اور دوسرے رشتے دار نہیں تھے؟ وہ تمہارے پاس رشتے داروں کے ساتھ آئی تھی یا بالکل تنہا؟"

"اس کا ایک بوڑھا باپ اور جوان بھائی تھا۔ انہوں نے اس کا نکاح میرے ساتھ پڑھایا پھر چلے گئے۔ اس کے بعد ان کی کوئی خبر نہیں ملی۔"

ایک افسر نے کہا "اس لئے نہیں ملی کہ وہ چھپتے پھر رہے تھے۔ کشمیری باغی تھے۔ اپنی بیٹی کے ساتھ آئے تھے۔ تمہارے پاس بیٹی کا ٹھکانا بنا کر روپوش ہو گئے۔"

صابر نے کہا "آپ انہیں باغی کہتے ہیں اور وہ خود کو مجاہد کہتے ہیں۔ وہ کشمیر کے جس علاقے میں رہتے تھے وہاں بہنوں اور بیٹیوں کی آبرو سلامت نہیں رہتی تھی۔ وہ عزت و آبرو سے صائمہ کا گھر بسانا چاہتے تھے۔ اسی طرح میں نے صائمہ کو شریکِ حیات بنالیا۔"

دوسرے افسر نے کہا "اور اس طرح ان باغی باپ بیٹے کو ایک بہت بڑی فکر سے نجات دلا کر انہیں کشمیر واپس جا کر بھارتی فوج کے خلاف لڑنے مرنے کا حوصلہ دے دیا۔ تم ایک بہت ہی کامیاب اور معزز ڈاکٹر ہو۔ سچ بتادو کہ صائمہ کے باپ اور بھائی سے پہلے تم نے اور کتنے کشمیری مسلمانوں کو پناہ دی تھی اور کتنے کشمیریوں کی مشکلات آسان کی ہیں۔"

"پلیز میرے متعلق غلط رائے قائم نہ کریں۔ میں کشمیریوں، مسلمانوں اور ہندوؤں میں کوئی تفریق نہیں سمجھتا ہوں کیونکہ میں سیاستداں نہیں ایک ڈاکٹر ہوں۔ ایک ڈاکٹر کے پاس علاج کے لئے پردھان منتری آئے یا کوئی بھنگی آئے وہ سب کا علاج کرتا ہے۔"

"علاج کرنے اور مشکل آسان کرنے میں بڑا فرق ہے۔ تم بھارتی فوج سے لڑنے کے لئے انہیں اسلحہ خریدنے کی رقم دیتے ہو۔"

"یہ آپ کیا فرما رہے ہیں۔ میں انتقالِ قلب کا ایک ڈاکٹر ہوں۔ جنگجو سپاہی اور سیاستداں نہیں ہوں۔ کیا ایسا کوئی ثبوت ہے کہ میں نے کسی کو اسلحہ خریدنے کے لئے رقم دی ہو؟"

"تم نے منتری جی کی بھتیجی سے سودا کیا کہ وہ تمہیں ڈیڑھ کروڑ روپے دے گی تو تم اسے ایک نیا دل اور نئی زندگی دو گے اور وہ اس سودے بازی کے بارے میں کسی کو نہیں بتائے گی۔"

وہ حیرانی اور پریشانی سے بولا "آپ ڈاکٹر کے معزز پیشے کو جرائم میں ملوث کر رہے ہیں۔ میں ہارٹ سرجری کی وہ مقررہ فیس لیتا ہوں، جو اسپتال والوں سے طے ہو چکی ہے۔ میں نے کبھی منتری جی کی بھتیجی انجلی سے ایک پیسہ بھی نہیں لیا ہے۔"

ایک افسر نے ایک فائل کھول کر اس میں سے ایک چیک نکالا پھر صابر کو دکھاتے ہوئے کہا "یہ چیک مس انجلی نے لکھا ہے اور تمہارے نام لکھا ہے۔ رقم ایک کروڑ پچاس لاکھ روپے لکھی ہے۔ اتنی بڑی رقم کسی معشوقہ نے نہیں، ایک مریضہ نے نیا دل حاصل کرنے کے لئے تمہیں دی ہے۔ وہ نئی زندگی حاصل کرنا چاہتی تھی اور تم اتنی بڑی رقم سے کشمیری مجاہدین کے لئے جدید اسلحے کا ڈھیر لگا دینا چاہتے تھے۔"

"میں باپ دادا کے زمانے سے بھارت کا محبِ وطن شہری ہوں لیکن آپ کسی ثبوت کے بغیر مجھے دیس کا دشمن کہہ رہے ہیں۔ میں نے مس انجلی سے کہا تھا کہ وہ چاہیں تو غریب مریضوں کے لئے اسپتال کے فنڈ میں کچھ رقم عطیے کے طور پر دے سکتی ہیں۔ میرا خیال تھا وہ رئیس زادی زیادہ سے زیادہ پچاس ہزار یا ایک لاکھ روپے دے گی لیکن اس نے عطیے کے طور پر ڈیڑھ کروڑ روپے کا چیک لکھ کر حیرت زدہ کر دیا۔"

"عطیہ اسپتال کے نام پر دیا جاتا ہے۔ اس نے یہ چیک تمہارے نام لکھا ہے۔"

"میں اسپتال کا سینئر ڈاکٹر بھی ہوں اور وہاں کی انتظامیہ کا انچارج بھی۔ مس انجلی نے یہ چیک میرے نام جاری کیا تو میں نے اسے بینک سے کیش کراتے ہی تمام رقم اسپتال کے فنڈ میں دے دی۔ اسپتال کی انتظامیہ اور تمام ڈاکٹر میرے اس بیان کی تصدیق کریں گے۔ بہتر ہوتا کہ پہلے آپ تصدیق کراتے لیکن آپ نے بینک کے ریکارڈ سے یہ چیک نکلوایا اور مجھ پر الزام دھرنے کے لئے سیدھے میرے پاس چلے آئے۔ مس انجلی بھی گواہی دیں گی کہ یہ رقم مجھے نہیں اسپتال کو دی گئی ہے۔"

"انجلی کو تم نے نئی زندگی دی ہے۔ وہ اپنے محسن کے خلاف کبھی یہ نہیں کہے گی کہ تمہاری بیوی کا دل حاصل کرنے کے لئے اس نے تمہیں اتنی بڑی رقم رشوت کے طور پر دی تھی۔"

"کیا اسپتال کی انتظامیہ اور تمام ڈاکٹر بھی میری جھوٹی حمایت کریں گے۔ کیا آپ ڈاکٹروں کو سچا اور فرض شناس نہیں سمجھتے ہیں۔"

"تمہارے سمجھنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ عدالت میں تو یہی ثبوت دیکھا جائے گا کہ چیک پر تمہارا نام ہے اور اسے تم نے بینک سے کیش کرایا ہے۔"

پھر اس نے فائل سے دوسرا کاغذ نکال کر دکھاتے ہوئے کہا "یہ فنگر پرنٹس کے ماہر کی رپورٹ ہے۔ اس آلۂ قتل پر یعنی چھرے کے دستے پر تمہاری انگلیوں کے نشانات ہیں۔"

"ان قاتلوں نے بڑی چالاکی سے وہ چھرا میرے ہاتھوں میں دیا تھا لیکن قتل اس چھرے سے نہیں ایک دوسرے چاقو سے کیا تھا۔"

"جس بے تکے پن سے تم آلۂ قتل اور انگلیوں کے نشانات سے انکار کر رہے ہو اسے عدالت تسلیم نہیں کرے گی۔"

"کیا عدالت یہ نامعقول بات تسلیم کرے گی کہ میں نے وفادار بیوی کو صرف اس لئے قتل کیا ہے کہ اس کے عوض کشمیری مجاہدین کے لئے بے انتہا اسلحہ خریدنے کی رقم ملے گی؟"

ایک افسر نے کہا "اس کیس کے دو پہلو ہیں۔ اگر تم یہ تسلیم کر لو کہ تم نے اپنی بیوی کو اس لئے قتل کیا ہے کہ وہ کشمیری تم سے بڑی بڑی رقمیں لے کر کشمیری باغیوں کو اسلحہ کے لئے چھپا کر وہ رقمیں دیتی تھی پھر جب تمہیں پتا چلا کہ وہ بھارت دیس کی غدار ہے تو تم نے اسے قتل کر دیا۔ اس طرح تم قاتل نہیں دیس بھگت کہلاؤ گے۔ تمہاری عزت اور شہرت میں اضافہ ہو جائے گا۔"

صابر نے کہا "میں دیس بھگت ہوں۔ دل سے اور ایمان سے بھارت کا ایک ذمے دار اور قانون کا احترام کرنے والا شہری ہوں۔ میری وائف نے کبھی وہ جرائم نہیں کئے جن کا تذکرہ آپ کر رہے ہیں اور نہ ہی میں نے اپنی وائف کو قتل کیا ہے۔"

"پھر تو اس کیس کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ ایک کشمیری بیوی کے حوالے سے تمہارے خفیہ تعلقات کشمیری باغیوں سے ہیں اور تم انہیں اسلحہ بھی سپلائی کرتے ہو اور تخریب کار کشمیریوں کو اپنے ہاں پناہ بھی دیتے رہتے ہو۔ یہ دیس سے غداری کا جرم ایسا ہے کہ تمہیں فائرنگ اسکواڈ کے سامنے گولیوں سے چھلنی کر دیا جائے گا۔ لیکن ایک کشمیری بیوی کو قتل کرنا جرم نہیں کہلائے گا۔ ہم ثابت کر دیں گے کہ تم نے بھارت دیس کی محبت میں ایک غدار بیوی کو سزائے موت دی ہے۔ پولیس اور فوج بھی دیس کے دشمنوں کو گولی مارتی ہے۔ تم نے بھی دیس کی خاطر ایسا کیا ہے۔"

"آپ لوگ ایسے الٹے سیدھے مشورے مجھے کیوں دے رہے ہیں۔ مجھے تو ایسا لگتا ہے کہ کسی خاص اور بڑے مقصد کے لئے میری وائف کو قتل کرایا گیا ہے۔"

"تمہاری بیوی کو تو ایسی ہی موت مرنا تھا۔ وہ کشمیرن بھارتی حکومت سے چھپ کر تمہارے گھر میں زندگی گزار رہی تھی اور تمہاری گرفتاری کا مقصد یہی ہے کہ تم اپنی وائف کے باپ اور بھائی کا خفیہ ٹھکانا بتاؤ۔ ہماری معلومات کے مطابق بمبئی سے دور ویران ساحل پر باہر سے اسلحہ آتا ہے۔ وہ یہاں سے مشرقی پنجاب جاتا ہے پھر پنجابی سکھوں کی مدد سے کشمیری مجاہدین کو تمام ضروریات کا سامان پہنچایا جاتا ہے۔ اتنی لمبی سپلائی لائن میں کئی کشمیریوں کے علاوہ تمہارا سسر اور سالا بھی ہے جن سے تمہارا رابطہ رہتا ہے۔"

"آپ حضرات قیاس اور اندازے سے میرے متعلق ہزار طرح کے غلط الزامات لگا کر بیانات جاری کر سکتے ہیں مگر جو کچھ آپ کہہ رہے ہیں اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ میں ایک سچا بھارتی ہوں۔ مجھے کوئی بھی بھارت کا دشمن نظر آئے گا تو میں اس کے خلاف قانون کے محافظوں سے تعاون کروں گا اور جو دشمن نہیں ہو گا اسے جبراً دشمن ثابت کرنے کے لئے آپ کی آنکھوں کی عینک سے نہیں دیکھوں گا۔"

ان تینوں افسران نے ایک دوسرے کو دیکھا پھر ایک نے کہا۔ "آؤ چلیں۔ ڈاکٹر اپنی کشمیرن کے پاس جانا چاہتا ہے۔ کشمیرن تو ایک عام سی عورت تھی لیکن ڈاکٹر ملک دشمنی کا الزام اپنے سر لے کر اپنی بین الاقوامی شہرت کو خاک میں ملا کر بے موت مرے گا۔"

وہ تینوں سیل سے باہر آئے پھر ایک کاریڈور سے گزر کر اس عمارت کے گراؤنڈ فلور والے دفتر میں پہنچے۔ گویا ڈاکٹر صابر خان کو تہ خانے کے ایک سیل میں رکھا گیا تھا۔ ڈائریکٹر را کے دفتر میں وزیرِ صحت دین دیال بیٹھا ہوا تھا اور ڈائریکٹر شیام سندر سے باتیں کر رہا تھا۔ اس کے تینوں ماتحت افسران نے آکر منتری دین دیال کو دیکھ کر مصافحہ کیا پھر ایک نے اپنے ڈائریکٹر سے کہا "سر! وہ بڑا ڈھیٹ ہے۔ اسے ہر طرح سے قانونی شکنجے میں کسا جا رہا ہے لیکن وہ اقرار نہیں کر رہا ہے کہ کشمیری باغیوں کو اسلحہ پہنچانے والوں سے اس کا رابطہ ہے۔"

ڈائریکٹر نے کہا "فولاد پہلی چوٹ پر نہیں مڑتا اس پر بار بار ضربیں لگانی پڑتی ہیں۔ وہ فولاد مڑے گا یا ٹوٹ جائے گا۔ اگر ٹوٹ جائے گا یا مر جائے گا تو ہمارے لئے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔"

منتری دین دیال نے کہا "مرنے دو کمبخت کو۔ میرا کام تو بن گیا۔ اس کشمیرن کو آپ لوگ قانونی شکنجے میں جکڑ کر سزائے موت دینا چاہتے تھے۔ پتا نہیں اس قانونی ہیرا پھیری میں کتنے مہینے لگ جاتے۔ میری بھتیجی کی حالت روز بہ روز خراب ہوتی جا رہی تھی اس لئے میں نے ایک ہی جھٹکے میں اسے سزائے موت بھی دلا دی اور اپنی بھتیجی کو نئی زندگی بھی دے دی۔"

ایک ماتحت افسر نے کہا "منتری جی! آپ کا کام تو بن گیا لیکن وہ ڈاکٹر بین الاقوامی شہرت کا حامل ہے۔ وہ ہمارے گلے میں ہڈی کی طرح اٹک جائے گا۔ ہمارے ملکی اور غیر ملکی تمام ڈاکٹرز اس کی رہائی کے لئے فائٹ کریں گے۔ ہم بڑے بڑے سورماؤں کو ٹارچر سیل میں لے جا کر ہمیشہ کے لئے غائب کر دیتے ہیں لیکن یہ لوہے کا چنا ثابت ہو گا۔"

انٹرکام کی گھنٹی بجی۔ ڈائریکٹر نے اپنی سیکریٹری کی باتیں سنیں پھر کہا "انہیں بٹھاؤ میں ابھی بلاتا ہوں۔"

اس نے انٹرکام کا بٹن آف کر کے کہا "ڈاکٹروں کا ذکر ہو رہا تھا اور وہ سب ایک وفد کی صورت میں آپہنچے ہیں۔ مجھ سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں۔ صاف ظاہر ہے کہ وہ ڈاکٹر صابر کے سلسلے میں آئے ہیں۔"

منتری دین دیال نے فوراً ہی اپنی جگہ سے اٹھ کر کہا "میں نہیں چاہتا کہ وہ لوگ مجھے یہاں دیکھیں۔ میں دوسرے دروازے سے جا رہا ہوں۔"

وہ اپنی دھوتی سنبھالتا ہوا دوسرے دروازے سے چلا گیا۔ ڈائریکٹر نے انٹرکام کے ذریعے سیکریٹری سے کہا "انہیں اندر بھیج دو۔"

تھوڑی دیر میں دس ڈاکٹر وہاں آگئے۔ ڈائریکٹر اور دوسرے ماتحت افسران نے ان سے مصافحہ کیا اور کہا "ایسا لگتا ہے ڈاکٹروں کی پوری فوج آگئی ہے۔"

ایک ڈاکٹر نے کہا "ہم تو صرف آٹھ صوبوں کے میڈیکل بورڈ سے آئے ہیں۔ ہم نے سوچا۔ شاید ہماری جائز بات آپ تسلیم

کرلیں۔ اگر ایک عام سا ڈاکٹر کسی کیس میں پکڑا جاتا تو کوئی بات نہ تھی۔ ڈاکٹروں میں بھی مجرمانہ ذہن رکھنے والے ہوتے ہیں لیکن پچھلے پندرہ برس سے ڈاکٹر صابر خان کا ریکارڈ آئینے کی طرف صاف ہے پھر ہمارے دیس کے لئے یہ قابلِ فخریات ہے کہ وہ بین الاقوامی شہرت کا حامل ہے۔ یورپ اور امریکا سے بڑے بڑے ایوارڈز حاصل کئے ہیں۔ ایسے ڈاکٹر کو حراست میں بلکہ حبس بے جا میں رکھا جائے تو یہ تمام معزز ڈاکٹروں کے لئے بڑے شرم کی بات ہے۔ یقین کریں ہم تمام ڈاکٹرز اپنی بڑی توہین محسوس کررہے ہیں۔"

ڈائریکٹر نے کہا "میں خود توہین محسوس کررہا ہوں۔ پتا نہیں اس کی حراست میں رہنے کی بات اخبارات والوں تک کیسے پہنچ گئی۔ میں تو اندر ہی اندر بڑی خاموشی سے یہ معاملہ ختم کردینا چاہتا تھا لیکن ڈاکٹر صابر ہم سے تعاون نہیں کررہے ہیں۔"

ایک ڈاکٹر نے پوچھا "آپ کیسا تعاون چاہتے ہیں؟"

"آپ حضرات سمجھ رہے ہیں کہ ہم نے اتنے معزز ڈاکٹر کو اپنی بیوی کے قتل کے جرم میں پکڑا ہے۔ یہ تو بالکل نامعقول سی بات ہے۔ جو ڈاکٹر آج تک مریضوں کو زندگی دیتا آیا ہے وہ کبھی اپنی بیوی کی جان نہیں لے سکتا۔"

"پھر ڈاکٹر کو کس لئے حراست میں رکھا گیا ہے؟"

"اس کا دوغلا کردار سامنے آیا ہے۔ اس نے پندرہ برسوں میں ہم سب کا اعتماد ایسا حاصل کیا ہے کہ ہم اس پر اندھا اعتماد کرنے لگے پھر اس کے خلاف کتنے ہی ثبوت حاصل ہوگئے کہ وہ دیس کا غدار ہے اور درپردہ کشمیری باغیوں کو اسلحہ پہنچاتا رہتا ہے۔"

تمام ڈاکٹروں نے حیرانی اور بے یقینی سے "را" کے ڈائریکٹر کو دیکھا۔ "را" کے دوسرے افسر نے کہا "ہمیں اس وقت شبہ ہوا تھا جب اس نے ایک کشمیری لڑکی سے شادی کی تھی۔ ہمارے جاسوس بڑی خاموشی سے معلومات حاصل کرتے رہے۔ اس کا سسر اور سالا دونوں ہی بمبئی کے ایک ویران ساحل سے مشرقی پنجاب تک کسی جگہ چھپے رہتے ہیں۔ ان کے ساتھ اور بھی کئی کشمیری باغی ہیں۔ وہ لوگ بمبئی کے ساحل سے اسلحہ حاصل کرتے ہیں اور باغی سکھوں کی مدد سے وہ اسلحہ کشمیری باغیوں کو پہنچاتے ہیں۔ اس سپلائی لائن میں ڈاکٹر صابر کا سسر اور سالا بھی ہے۔ ہمارا یہ معزز ڈاکٹر ان سب کے خفیہ اڈوں کو جانتا ہے۔ ہم اس سے صرف اتنا ہی تعاون چاہتے ہیں مگر وہ خفیہ اڈوں کا پتا بتانے سے انکار کررہا ہے۔"

دوسرے افسر نے کہا "یہ انکار تو کیا اقرار بھی نہیں کررہا ہے کہ باغیوں سے اس کا رابطہ ہے۔"

ایک معمر ڈاکٹر نے کہا "یہ بات ہمارے لئے بڑی شاک پہنچانے والی ہے۔ پندرہ برسوں سے نیک نامی حاصل کرنے والا ڈاکٹر دیس بھگت بن کر دیس سے غداری کررہا ہے۔ سچ پوچھیں تو ہمیں یقین نہیں آرہا ہے۔"

ڈائریکٹر نے کہا "ہمیں بھی یقین نہیں آرہا ہے۔ ہم تو اس بات کو بھی تسلیم نہیں کرنا چاہتے کہ اس نے اپنی بیوی کو قتل کیا ہے لیکن آلۂ قتل پر ڈاکٹر صابر کی انگلیوں کے نشان ہیں۔ فنگر پرنٹ کے ماہر کی رپورٹ ہمارے پاس ہے۔ اس کے علاوہ انٹیلی جنس والوں کی انکوائری رپورٹ کے مطابق جائے واردات پر صرف میاں بیوی تھے۔ کسی تیسرے کی انگلیوں کے یا قدموں کے نشانات نہیں ہیں۔"

ایک ڈاکٹر نے کہا "ہم تو خواب میں بھی نہیں سوچ سکتے تھے کہ ڈاکٹر صابر اپنی بیوی کا قاتل اور دیس کا غدار ہوسکتا ہے۔ یہ تو بڑے پیچیدہ معاملات ہیں۔"

ایک اور ڈاکٹر نے کہا "اگر ہم سب مل کر سمجھائیں تو شاید ڈاکٹران غدار کشمیریوں کا خفیہ ٹھکانا بتادے۔ شاید وہ ہماری بات مان لے۔"

"اگر وہ ہماری طرح ہندو ہوتا تو اپنی دھرتی ماتا کی محبت میں بتادیتا مگر یہ مسلمان کسی طرح بھی سانپ سے کم نہیں ہوتے انہیں محبت سے دودھ پلاؤ تب بھی یہ ڈس لیتے ہیں۔ آپ حضرات فکر نہ کریں۔ ہم ڈاکٹر صابر سے غداروں کے خفیہ اڈوں کا پتا اگلوالیں گے۔"

ایک ڈاکٹر نے پوچھا "کیا ہم ڈاکٹر صابر سے ملاقات کرسکتے ہیں؟"

"آپ پھر کسی دن تشریف لائیں۔ ابھی ہم اسے بڑی راز داری میں رکھ رہے ہیں اور اسے سمجھا رہے ہیں۔ اس کی کمزوری تلاش کررہے ہیں جس کی وجہ سے وہ زبان کھولنے پر مجبور ہوجائے۔"

معمر ڈاکٹر نے کہا "ایک ہفتے کے بعد انتقال قلب کا آپریشن ہے۔ یہ سوچا گیا ہے کہ کشمیر میں جو فوجی یا کشمیری باغی ایک دوسرے سے لڑرہے ہیں ان میں سے جو بھی مارا جائے گا اسے فوراً ہی طیارے کے ذریعے یہاں اسپتال میں پہنچائیں گے پھر اس مردہ کا دل اپنے ایک مریض کے سینے میں لگادیں گے لیکن یہ پیچیدہ آپریشن صرف ڈاکٹر صابر ہی کرسکتا ہے۔"

"یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔ کیا ہمارا پورا ملک ماہر ڈاکٹروں سے خالی ہے؟ کیا ہمیں ڈاکٹر صابر کا محتاج رہنا ہوگا؟"

ایک ڈاکٹر نے کہا "ہمارے دیس میں ایسے چند ماہرین ہیں۔ ہمارے اسپتال میں ڈاکٹر کیدار ناتھ نے ڈاکٹر صابر کا برسوں اسسٹنٹ رہ کر بہت کچھ سیکھا ہے۔ پرسوں وہ ایک آپریشن کرنے والا ہے۔ اگر وہ کامیاب رہے گا تو بمبئی شہر میں پھر ڈاکٹر صابر کی محتاجی نہیں رہے گی لیکن ہمیں ناکامی کا پہلو بھی سامنے رکھنا چاہئے۔"

"جو انتہائی ضرورت کی چیز اپنے ملک میں نہیں ہوتی وہ باہر سے منگوائی جاتی ہے۔ میں ابھی حکومت سے بات کرتا ہوں۔ ہارٹ سرجری کے کسی ماہر تجربہ کار کو ہر قیمت پر یہاں بلایا جائے گا۔ آپ لوگ اطمینان سے جائیں۔ آپ کے اسپتال میں دل کے مریضوں کے جو کامیاب آپریشن ہوتے رہے ہیں ان کے باعث آپ کی نیک نامی اور شہرت برقرار رہے گی۔"

ایک افسر نے کہا "ہوسکتا ہے ڈاکٹر صابر اپنی جان بچانے اور عدالت میں سزا سے بچنے کے لئے کشمیری باغیوں کی اسلحہ سپلائی لائن کے بارے میں سب کچھ بتادے اور آئندہ محب وطن رہنے کا وعدہ کرے لیکن مسلمانوں کو ہم خوب جانتے ہیں لہٰذا آئندہ ہم ڈاکٹر صابر کی صلاحیتوں سے فائدہ تو اٹھائیں گے لیکن اسے سخت پابندیوں میں اور سخت نگرانی میں رکھیں گے۔"

دوسرے افسر نے کہا "وہ بھی اس شرط پر کہ وہ باغیوں کی نشاندہی کرے ورنہ وہ ہماری قید سے کبھی باہر نہیں آسکے گا۔"

ڈائریکٹر نے کہا "آپ تمام ڈاکٹر ہمارے دیس کے مسیحا ہیں۔ آپ کے اسپتال کو ڈاکٹر صابر سے بھی اچھا مسیحا ملے گا۔ ہم ایک ماہ کے اندر بیرون ملک سے ہارٹ سرجری کے ماہر کو بلائیں گے اور دو چار دنوں میں آپ کو اطلاع دیں گے کہ بمبئی کے اتنے بڑے اسپتال میں کس ملک سے ڈاکٹر آرہا ہے۔"

ڈاکٹروں کا وہ وفد مطمئن ہوکر چلا گیا۔ "را" کے ڈائریکٹر نے اس سلسلے میں پردھان منتری سے رابطہ کیا اور باغیوں کے بارے میں مختصر طور سے بتانے کے بعد صاف طور سے کہہ دیا کہ ڈاکٹر صابر کو کسی طرح چھوڑا نہیں جائے گا۔ منتری دین دیال نے اس کی کشمیرن بیوی کو ٹھکانے لگادیا۔ ڈاکٹر صابر کے خلاف بھی یہ ٹھوس ثبوت نہیں ہیں کہ وہ باغیوں کی مدد کرتا رہتا ہے۔ اسے قانون اور عدالت کے سامنے میں لائیں گے تو اسے سزا نہیں ہوگی۔ اس کی بیوی کی طرح اسے بھی ایسے ختم کرنا ہوگا جیسے دشمنوں نے قتل کیا ہو یا وہ کسی حادثے کا شکار ہوگیا ہو۔ اس کی جگہ بیرون ملک سے دوسرا ہارٹ سرجری کا ڈاکٹر لایا جائے گا۔

پردھان منتری نے دوسرے ملک سے کسی ماہر سرجن کو بلانے کی اجازت دے دی پھر وزارت خارجہ کے ذریعے لندن کے میڈیکل بورڈ سے معاملات طے ہونے لگے۔ وہاں سے جواب ملا کہ ایک ہفتے بعد کسی ماہر ہارٹ سرجن کا انتخاب کرنے کے بعد اس سرجن کی مکمل ریکارڈ کاپی ارسال کریں گے تاکہ بھارتی حکمرانوں کو معلوم ہوسکے کہ ان کے دیس کے لئے منتخب ہونے والے ڈاکٹر نے مریضِ قلب کے کتنے کامیاب آپریشن کئے ہیں۔

اسپتال میں انجلی کو ہوش آنے کے بعد یہ خوش خبری سنائی گئی کہ اس کے سینے میں اب ایک صحت مند دل دھڑک رہا ہے اور اسے ایک نئی زندگی مل گئی ہے۔

وہ خوش ہوکر بولی "میں ڈاکٹر صابر کا شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں ان سے ڈھیر ساری باتیں کرنا چاہتی ہوں۔ پلیز! انہیں بلائیں۔"

اس کے منتری چاچا دین دیال نے کہا "بیٹی! وہ تو ایک لمبی چھٹی پر ملک سے باہر گیا ہے۔ میں نے تمہاری نئی زندگی کی خوشی میں اسے چھٹی منانے کے لئے دس لاکھ روپے دیئے ہیں۔ وہ اپنی گھر والی کے ساتھ چلا گیا ہے۔"

یہ تمام ڈاکٹروں کا متفقہ فیصلہ تھا کہ انجلی کو صدمہ پہنچانے والی بات نہ بتائی جائے۔ جب تک اس سے صائمہ کے قتل اور ڈاکٹر صابر کی گرفتاری کو چھپایا جاسکتا ہے اس سے چھپاتے ہی رہنا چاہئے ورنہ وہ جذباتی ہوگی اور صدمہ اٹھائے گی تو نئے دل کی کارکردگی پر منفی اثر پڑے گا اور دل کے فنکشنز کو نارمل رکھنے کے لئے بڑے قلبی مسائل پیدا ہوجائیں گے۔

لیکن جو سچائی اس سے چھپائی جارہی تھی وہ اس لئے نہ چھپ سکی کہ یہ راز دو چار لوگوں کے درمیان نہیں تھا۔ اسپتال کا پورا عملہ جانتا تھا اس لئے یہ بھید چھپ نہیں سکتا تھا۔ پچھلے تین ہفتوں سے ایک نرس خاص طور پر اس کی تیمارداری کرتی رہی تھی وہ جانتی تھی کہ انجلی ڈاکٹر صابر سے محبت کرنے لگی ہے۔ وہ نرس کو روزانہ سو روپے بخشش دیا کرتی تھی۔ نرس نے کہا "مس انجلی! اگر میں آپ کو ایک خوش خبری سناؤں تو کیا انعام دیں گی؟"

انجلی نے کہا "کوئی خوش خبری سنانا ہے تو اسی ڈاکٹر کی بات کرو جو میرے بیمار دل میں بھی دھڑکتا رہا ہے اور اب نئے تازہ دل میں بھی دھڑک رہا ہے۔"

"میں وہی خوش خبری سنانا چاہتی ہوں۔ وہ اپنی بیوی صائمہ کو دل سے پیار کرتا تھا۔ اسی صائمہ کا دل اب آپ کے سینے میں دھڑک رہا ہے۔"

وہ چونک کر حیرانی سے بولی "ڈاکٹر صابر کی دھرم پتنی صائمہ کا دل؟ کیا صائمہ کا دیہانت (انتقال) ہوچکا ہے؟"

"مس انجلی! آپ یہ بات منتری جی، ڈاکٹروں یا اور کسی سے کہیں گی تو میری نوکری بھی جائے گی اور منتری جی مجھے حوالات میں پہنچادیں گے۔"

"میں کسی کو نہیں بتاؤں گی لیکن مجھ سے حقیقت کیوں چھپائی جارہی ہے؟"

"وہ سب سمجھتے ہیں کہ آپ کو صدمہ پہنچے گا تو اس کا برا اثر دل پر پڑے گا۔ یہ کوئی نہیں جانتا کہ آپ ڈاکٹر سے محبت کرتی ہیں اور اب وہ اپنی بیوی کے دل کی دھڑکنیں آپ کے سینے میں سنے گا۔"

"تمہاری یہ باتیں سن کر یقین ہورہا ہے کہ اب وہ صائمہ کے دل کو پانے کے لئے مجھے اپنا بنائے گا۔ ویسے بیچاری صائمہ کی موت پر افسوس ہورہا ہے۔ وہ تو اچھی خاصی صحت مند تھی، اچانک کیسے مرگئی؟"

"کسی نے اسے قتل کردیا ہے؟"

"ہے بھگوان! اس بیچاری سے کس نے دشمنی کی ہے؟"

"یہ تو کوئی نہیں جانتا مگر ڈاکٹر صابر کو اپنی بیوی کا قاتل سمجھا

بارہا ہے۔"

"یہ کیا بکواس ہے؟ صابر زندگیوں کو سلامت رکھنے والا ڈاکٹر ہے۔ وہ اپنی ہی بیوی کو بھلا کیسے قتل کرے گا؟ کیوں قتل کرے گا؟"
"آپ نے مجھے انعام دینے کا وعدہ کیا ہے۔"

انجلی نے سرہانے رکھے ہوئے پرس میں سے پانچ ہزار روپے نکال کر دیئے۔ وہ انعام لے کر بولی "اگر آپ ڈاکٹر صابر سے واقعی محبت کرتی ہیں اور اس کے کسی کام آنا چاہتی ہیں تو اپنا دل مضبوط کرکے میری ایک بات سنیں۔ اگر آپ صدمہ اٹھائیں گی اور آپ کے دل پر برا اثر پڑے گا تو یہاں کے ڈاکٹر آپ کے اس دھڑکنیں کھونے والے دل کو بچا نہیں سکیں گے۔ آپ حوصلہ ہار کر دم توڑیں گی تو پھر ڈاکٹر صابر کو کوئی نہیں بچا سکے گا۔"

وہ پریشان ہو کر نرس کا منہ تکتی رہی پھر بولی "میں احسان فراموش نہیں ہوں۔ صابر نے مجھے نئی زندگی دی ہے۔ اگر وہ کسی مصیبت میں ہے تو صاف صاف بتاؤ۔ میں اپنے ڈاکٹر کے کام آنے کی خاطر اس کے عطا کیے ہوئے دل کو فولاد بنا کر رکھوں گی۔"

نرس آگے کہتے ہوئے ہچکچا رہی تھی۔ انجلی نے پرس سے مزید دو ہزار روپے نکال کر اسے دیئے۔ وہ تمام نوٹ اپنے گریبان کے اندر ٹھونس کر بولی "آپ اپنے دل کو فولاد بنالیں۔ ڈاکٹر صابر کی جان بچانے کی قسم کھالیں۔ انہیں اپنی بیوی کے قتل کے الزام میں گرفتار کرکے نہ معلوم کس جیل خانے میں پہنچا دیا گیا ہے۔ اگر ان کا مقدمہ نہ لڑا گیا تو انہیں سزائے موت ہو سکتی ہے اور مقدمہ صرف آپ لڑ سکتی ہیں۔"

انجلی نے دونوں مٹھیاں بھینچ لی تھیں۔ چہرے پر سختی آگئی تھی اور وہ چھت کو گھور کر دیکھ رہی تھی۔ نرس نے پریشان ہو کر کہا "آپ غصے اور جذبات سے کانپ رہی ہیں۔ پلیز خود کو سنبھالیں۔"

وہ دانت پیستے ہوئے... بولی "میں سنبھل رہی ہوں۔ میرے کانپنے سے نہ گھبراؤ۔ میں صابر کے دیے ہوئے دل کو اپنے سینے میں مرنے نہیں دوں گی۔ بھگوان کی سوگند کوئی صدمہ نہیں کروں گی کیونکہ عزم کر رہی ہوں۔ جب ایک محبت کرنے والی عزم کرتی ہے تو وہ اپنے محبوب کو زندگی کی طرف لاتی ہے ورنہ اس کے ساتھ مرجاتی ہے۔ تم جاؤ۔ مجھے تنہا چھوڑ دو۔"

نرس سر جھکا کر کمرے سے چلی گئی۔ انجلی بڑی دیر تک ساکت پڑی چھت کو تکتی رہی پھر اس نے بیل بجا کر وارڈ بوائے کو بلایا اور کہا "ابھی منتری چاچا کو فون کرو اور کہو میں نے فوراً انہیں بلایا ہے۔"

وارڈ بوائے فون کرنے کے لئے استقبالیہ کاؤنٹر کی طرف چلا گیا۔ پندرہ منٹ کے بعد واپس آکر بولا "منتری جی کے سیکریٹری نے کہا ہے کہ راجدھانی سے بلاوا آیا تھا' وہ دلی چلے گئے ہیں۔"

انجلی نے ہونٹوں کو سختی سے بھینچ لیا تھا۔ ابھی اسے صبر کرنا تھا۔ اسے یقین تھا کہ اپنے چاچا وزیرِ صحت دین دیال کے ذریعے صابر کو رہائی دلا سکے گی اور اس کا چاچا اس کی اس فرمائش کو نہیں ٹھکرائے گا۔ اگرچہ اس نے بھتیجی سے جھوٹ کہا تھا کہ ڈاکٹر صابر لمبی چھٹی پر ملک سے باہر گیا ہے مگر اب وہ سچ بولنے پر مجبور ہو جائے گا۔

چاچا دین دیال بڑا لالچی تھا۔ الیکشن میں جیتنے اور منتری بننے سے پہلے وہ انجلی کے باپ یعنی اپنے بھائی کی طرح کروڑ پتی بزنس مین نہیں تھا۔ بھائی نے موت سے پہلے تمام دولت انجلی کے نام کردی تھی۔ کاروباری ذمے داریاں بھی انجلی پوری کرتی تھی۔ اس نے پچھلی بار الیکشن لڑنے کے لئے چاچا کو دو کروڑ روپے دیے تھے۔ اس نے منتری بن کر خوب مال کمایا ہوگا مگر تمام کالا دھن چھپا کر رکھتا تھا اور خود کو بھتیجی کا محتاج ظاہر کرتا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ آئندہ الیکشن میں بھی اس کا ایک پیسہ خرچ نہ ہو اور اگلے برس ہونے والے الیکشن میں اس کی بھتیجی کے بینک اکاؤنٹ سے رقم نکلتی رہے۔

انجلی نے سوچ لیا تھا' چاچا کو ضرور منہ مانگی رقم دے گی لیکن شرط یہی ہوگی کہ وہ اپنے وزیر ہونے کے اختیارات استعمال کرے اور فوراً ڈاکٹر صابر کو رہائی دلائے اور اس پر عائد کیے جانے والے جھوٹے الزامات کو ختم کرا دے۔

اسپتال میں ڈاکٹر صابر کے بعد اب ڈاکٹر کیدار ناتھ سینئر ڈاکٹر بن گیا تھا۔ اس نے اپنی سنیارٹی برقرار رکھنے کے لئے تبدیلی قلب کا ایک آپریشن کیا مگر ناکام رہا۔ جس مریض کے سینے میں نئے دل کی پیوند کاری کی تھی وہ چھ گھنٹے تک زندہ رہا پھر مرگیا۔ قلب کی پیوند کاری میں کوئی خامی رہ گئی تھی۔

پہلی بار اسپتال کی نیک نامی کو ٹھیس پہنچی۔ ڈاکٹروں نے "را" کے ڈائریکٹر سے ملاقات کی اور کہا "پانچ دن کے اندر اندر توقع ہے کہ کشمیر میں جو باغی مارا جائے گا اسے فوراً طیارے کے ذریعے ہمارے اسپتال پہنچایا جائے گا۔ ایک کرنل کے سالے کا آپریشن ہے۔ اس کا دل ناکارہ ہو چکا ہے۔ اسے بھی ایک نئے صحت مند دھڑکتے ہوئے دل کی ضرورت ہے۔ اگر آپریشن ناکام ہوگا تو کرنل صاحب غضب ناک ہو جائیں گے۔ ایسی صورت میں ڈاکٹر صابر کو آپ کم از کم چوبیس گھنٹوں کے لئے رہا کردیں۔ ہمارے اسپتال کی ساکھ کا کچھ خیال کرلیں۔"

ڈائریکٹر نے کہا "بہت جلد ایک نہایت ہی تجربہ کار ہارٹ سرجن لندن سے آرہا ہے۔ اگر اس کے آنے میں تاخیر ہوگی تو چوبیس گھنٹوں کے لئے ڈاکٹر صابر کو آپ لوگوں کی ضمانت پر کردیں گے۔"

وہ تمام ڈاکٹر مطمئن ہو کر وہاں سے چلے گئے۔ ڈائریکٹر نے دوسرے ماتحت افسران کو بلا کر کہا "جب بھی اسپتال سے اس ضروری آپریشن کے لئے ڈاکٹر صابر کو طلب کیا جائے گا ہم فراخ دلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے صابر کو ان ڈاکٹروں کے حوالے کردیں گے۔ چوبیس گھنٹے کے بعد جس گاڑی میں ڈاکٹر صابر واپس آئے گا اس گاڑی کو ایک ایسا حادثہ پیش آئے گا کہ وہ زندہ یہاں تک نہیں پہنچ سکے گا۔"

ایک افسر نے پوچھا "ایسے وقت ہماری ڈیوٹی کیا ہوگی؟"
"پہلے آپ لوگ سر جوڑ کر سوچیں کہ گاڑی کو کس طرح حادثہ پیش آنا چاہیے۔ ایسی ٹھوس اور جامع پلاننگ ہو کہ وہ ہر طرح سے ایک غیر متوقع حادثہ ثابت ہو اور کسی کو کسی طرح کا شبہ نہ ہو۔"

آپریشن میں ابھی نہ جانے اور کتنے دن لگتے۔ کشمیر میں مجاہدین شہید ہوتے تھے لیکن ان کے ساتھی ان کی لاشیں لے جاتے تھے۔ اس بات کا انتظار تھا کہ کوئی تازہ لاش ہاتھ آئے تو اسے طیارے کے ذریعے فوراً بمبئی کے اسپتال پہنچایا جائے۔ وہ مرنے والے بھارتی فوجیوں میں سے کسی کا دل کرنل کے سالے کے سینے میں منتقل کرسکتے تھے لیکن مجاہدین کے حملے ایسے ہوتے تھے کہ وہ جسم کو اور انہیں دلوں کو بھی چھلنی کردیتے تھے۔ ایک فوجی کا دل اسپتال پہنچایا گیا لیکن اس دل کی ہیئت' سائز اور وزن کرنل کے سالے کے دل سے بہت مختلف تھا۔

بہرحال انتظار ہو رہا تھا۔ ایسے وقت لندن سے ایک تبدیلی قلب کے ماہر ڈاکٹر کی تصویریں اور اس کے تجربات کی تفصیلی رپورٹ آگئی لیکن رپورٹ کی فائل کھولتے ہی "را" کے تمام افسران چونک گئے۔ فائل کے پہلے صفحے پر ہی ڈاکٹر صابر کی تصویر نظر آرہی تھی۔

چونکانے اور حیران کرنے والی بات یہ تھی کہ وہ ڈاکٹر صابر کی تصویر تھی مگر وہ ڈاکٹر صابر نہیں تھا۔ تصویر کے نیچے اس کا نام موس مین اسمتھ لکھا ہوا تھا۔ وہ یہودی تھا۔ اس نے اب تک ہارٹ ٹرانسپلانٹیشن کے بارہ آپریشن کیے تھے۔ عین وقت پر بجلی کا بریک ڈاؤن ہونے کے باعث ایک آپریشن ناکام رہا تھا۔ باقی گیارہ آپریشن میں اس نے کامیاب ہو کر اپنی صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا تھا۔

اس کی تمام میڈیکل ہسٹری پڑھنے کے دوران "را" کے افسران بڑی حیرانی سے بار بار موس مین اسمتھ کی تصویر کو دیکھتے رہے تھے۔ وہ ایسا ہم شکل تھا جیسے ڈاکٹر صابر کا جڑواں بھائی ہو مگر دونوں کے مذہب اور میڈیکل ہسٹری میں زمین آسمان کا فرق تھا۔ صابر مسلمان تھا اور موس مین یہودی۔ وہ یہودی لندن میں تھا اور صابر بمبئی کے ایک قید خانے میں۔

اس رپورٹ کے ساتھ جو خط آیا تھا اس میں لکھا تھا۔ "اسرائیل اور بھارت کے درمیان گہرے تعلقات ہیں لہٰذا آپ کے ساتھ کام کرنے کے لئے ڈاکٹر موس مین اسمتھ کا انتخاب کیا گیا ہے۔ یہ ڈاکٹر پیرس کے ایک اسپتال میں اپنے فرائض انجام دے رہا ہے۔ اس کا پتا اور ٹیلی فون نمبر درج ہے۔ آپ اپنے دو آدمی بھیج دیں۔ وہ اسے پیرس سے بھارت لے جائیں گے۔ اسے منتخب کرنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ یہ ہندوستانی زبان اچھی طرح جانتا ہے۔"

خط میں اور بھی بہت کچھ لکھا تھا۔ "را" کے ڈائریکٹر نے ماتحت افسران سے کہا "اسرائیلی حکام اور یہودی موساد تنظیم سے رابطہ کرو۔ ڈاکٹر موس مین اسمتھ کے بارے میں تصدیق کرو۔ یہ بڑی حیرانی کی بات ہے کہ ہم جسے یہاں بلا رہے ہیں وہ ڈاکٹر صابر کا ہم شکل ہے۔ یہ قدرتی اتفاق ہو سکتا ہے لیکن دشمنوں کی کوئی چال بھی ہو سکتی ہے۔ آپ لوگ حقیقت جاننے میں کوئی کسر نہ چھوڑیں۔"

وہ سب اپنے فرائض کی ادائیگی میں مصروف ہوگئے۔ انہوں نے موساد تنظیم سے اور اسرائیلی حکام سے رابطہ کیا۔ ڈاکٹر موس مین اسمتھ کی بلیک اینڈ وھائٹ تصویر کا اسکیچ فیکس کے ذریعے ان کے پاس پہنچایا۔ اسرائیلی حکام نے وہ تصویر برین آدم تک پہنچائی۔ برین آدم نے الپا کو وہ تصویر دی اور کہا "ہمارا ایک یہودی ڈاکٹر موس مین اسمتھ ہارٹ سرجری میں بہت نام پیدا کر رہا ہے لیکن میں نے کبھی اسے دیکھا نہیں ہے۔ تم اس تصویر کی آنکھوں میں جھانک کر اس کے اندر پہنچو اور حقیقت معلوم کرو۔"

الپا نے تصویر کی آنکھوں میں جھانک کر خیال خوانی کی پرواز کی پھر میرے دماغ میں پہنچ گئی اس لئے پہنچ گئی کہ اصل ڈاکٹر موس مین یوگا کا ماہر نہیں تھا۔ وہ میرے چور خیالات پڑھنے لگی۔ اسے یہی معلوم ہوتا رہا کہ میں یہودی ڈاکٹر موس مین ہوں اور پچھلے تین برس سے پیرس کے اسپتال میں اوپن ہارٹ سرجری اور ہارٹ ٹرانسپلانٹیشن کے فرائض انجام دے رہا ہوں۔

پھر وہ میرے ذریعے اسپتال کے انچارج کے پاس پہنچی۔ اس انچارج کے اندر آمنہ (رسونتی) تھی۔ لہٰذا انچارج کے چور خیالات نے بھی میرے خیالات کی اور میرے موس مین ہونے کی تائید کی۔ اس نے مطمئن ہو کر برین آدم کے پاس آکر تصدیق کی کہ ڈاکٹر موس مین کی تصویر اور فیکس کے ذریعے بھیجا ہوا ریکارڈ درست ہے۔

میں پیرس کے جس اسپتال میں تھا وہاں موساد کے دو ایجنٹ آئے۔ انہوں نے اسپتال کی انتظامیہ سے میرے موس مین ہونے کی تصدیق کی۔ اس اسپتال میں واقعی ڈاکٹر موس مین اسمتھ تھا لیکن وہ ڈاکٹر صابر کا ہم شکل نہیں تھا۔ صابر کا ہم شکل میں بنا ہوا تھا۔ ہم نے اصل موس مین کو اغوا کرانے کے بعد اس کا برین واش کردیا تھا۔ چونکہ فرانسیسی حکومت بابا صاحب کے ادارے سے تعاون کرتی ہے اس لئے اسپتال کے عملے اور وہاں کے انچارج نے بھی ہم سے تعاون کیا اور موساد کے ایجنٹوں سے کہا کہ میں ہی موس مین اسمتھ ہوں۔

اس طرح بھارت میں "را" تنظیم کو تمام یہودی ذرائع سے یقین دلایا گیا کہ ڈاکٹر موس مین اسمتھ کی جو تصویر اور ریکارڈز بھیجے

گئے ہیں وہ درست ہیں۔ ان حالات میں انہیں یقین کرنا پڑا کہ ڈاکٹر موس مین ڈاکٹر صابر کا ہم شکل ہے اور یہ قدرتی امر ہے۔ ہزاروں میل دور رہنے والے دو افراد ایک دوسرے کے ہم شکل ہو سکتے ہیں۔

اس دوران میں نے دن رات ڈاکٹر صابر سے رابطہ رکھا۔ پہلے خاموشی سے اس کے خیالات پڑھ کر اس کے مزاج اور اس کی لائف ہسٹری کو سمجھتا رہا پھر اسے مخاطب کیا "ہیلو ڈاکٹر صابر!"

وہ نیم تاریک سیل میں تنہا بیٹھا ہوا تھا۔ چونک کر اپنے سر کو تھام کر سوچنے لگا "ابھی یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے مجھے مخاطب کیا ہو؟"

میں نے کہا "ہاں۔ تمہیں مخاطب کیا جارہا ہے۔ کیا تم نہیں جانتے کہ ٹیلی پیتھی کے علم میں سوچ کی لہروں کو دوسرے کے دماغ تک پہنچایا جاتا ہے۔"

"ہاں۔ میں اس علم کے متعلق بہت کچھ پڑھ چکا ہوں۔ آج پہلی بار کسی اجنبی سوچ کی لہروں کو سن رہا ہوں۔ تم کون ہو؟"

"فی الحال اتنا ہی سمجھ لو کہ میں تمہارا دوست ہوں۔ تم نے کوئی جرم نہیں کیا ہے۔ میں تمہاری مدد کے لئے آیا ہوں۔ "را" کے اہم افسران کو پورا یقین ہے کہ تم اپنی مقتولہ کشمیری شریکِ حیات کے ساتھ مل کر درپردہ کشمیری مجاہدین کو اسلحہ پہنچاتے رہے ہو اور تم بھارت میں ان مجاہدین کے خفیہ اڈوں سے واقف ہو۔"

"یہ جھوٹ ہے۔ وہ کبھی کشمیری مجاہدین سے میرا رابطہ ثابت نہیں کرسکیں گے۔"

"یہ تمہاری خوش فہمی ہے۔ وہ ناکافی ثبوت کے باعث تمہیں عدالت تک نہیں پہنچائیں گے۔ عدالت میں پیشی سے پہلے تمہیں ہلاک کردیں گے اور یہ بیان دیں گے کہ کشمیری مجاہدین کو اندیشہ تھا کہ تم ان کے خفیہ اڈوں کا پتا بتادو گے لہٰذا تمہیں عدالت میں پہنچنے سے پہلے ان مجاہدین نے گولی ماردی ہے۔"

صابر نے قائل ہو کر کہا "ہاں۔ وہ مجھے میری شریکِ حیات کا قاتل بنا رہے ہیں۔ میری صائمہ کشمیری تھی۔ ان کی نظروں میں ایک کشمیری عورت سے شادی کرنا جرم ہے۔ یہ مجھے ہلاک کرنا چاہتے ہیں۔ اتنا نہیں سوچتے کہ میں بھارتی ہوں۔ یہاں پندرہ برس سے ایک ڈاکٹر کی حیثیت سے اس ملک اور قوم کی خدمت کررہا ہوں۔ میرے علم اور تجربات سے بے شمار مریض موت کی دہلیز تک جاتے جاتے زندگی کی طرف لوٹ آتے ہیں۔"

"تم جتنے بھی متاثر کرنے والے فقرے بولتے رہو، کتنے ہی فرض شناس ڈاکٹر اور دیس بھگت بن جاؤ لیکن ان کی نظروں میں ایک مسلمان ہی رہو گے۔"

"میری سمجھ میں نہیں آتا۔ ان حالات میں کیا کروں؟"

"تمہارے چور خیالات بتا رہے ہیں کہ تم ڈاکٹری کے پیشے سے دیوانگی کی حد تک لگاؤ رکھتے ہو اسی لئے تبدیلیِ قلب کے ایک نہایت کامیاب ڈاکٹر ہو۔ تم چاہتے ہو کہ دشمنوں کی سازشوں سے محفوظ رہ کر دکھی انسانیت کی خدمت کرتے رہو۔"

"میرے بھائی! تم درست کہہ رہے ہو۔ میں آخری سانس تک انسانی دلوں کی دھڑکنوں کو نارمل اور صحت مند رکھنا چاہتا ہوں۔"

"میں تمہیں کسی بھی اسلامی ملک میں پہنچا کر تمہاری یہ خواہش پوری کرسکتا ہوں۔"

"میں صدیوں سے آباؤ اجداد کے زمانے سے اس دیس کی مٹی سے وابستہ ہوں۔ اگر اس کا نام ہندوستان ہے تو کیا یہاں صرف ہندو رہیں گے۔ ہم مسلمانوں کی جڑیں یہاں کی زمین میں صدیوں سے پھیلی ہوئی ہیں۔ یہاں کی آب و ہوا ہمارے لئے ہے۔ یہاں میں تنہا نہیں ہوں۔ کروڑوں مسلمان ہیں۔ کیا باطل سے گھبرا کر کروڑوں مسلمان نقل مکانی کرسکتے ہیں۔ دوسرے ممالک میں جا کر بوجھ بننا گوارا کرسکتے ہیں؟"

"درست کہتے ہو۔ یہ ملک آج سے نہیں، صدیوں سے تمہارا ہے اور تمہارے جیسے ان تمام کروڑوں مسلمانوں کا ہے، جن کے ووٹوں کے ذریعے مختلف حکومتیں بنتی آئی ہیں۔ پھر بھی ان میں سیاسی دانائی پیدا نہیں ہوپائی ہے کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ مساوی سلوک کریں۔ ویسے بھارت میں رہ کر تم مسلمانوں کی دیس بھگتی قابلِ تعریف ہے اور عین ایمان کے مطابق ہے۔"

"سنا ہے ٹیلی پیتھی کے ذریعے بڑے بڑے مسائل حل ہوجاتے ہیں۔ کیا تم کوئی ایسی تدبیر نہیں کرسکتے کہ میں اسی اسپتال میں پہنچ جاؤں جہاں برسوں سے اپنے فرائض ادا کررہا ہوں۔"

"اللہ نے چاہا تو تمہاری یہ خواہش پوری ہوگی۔ بھارت سرکار نے پیرس کے ایک اسپتال سے ایک ہارٹ سرجن کے ماہر کو بلایا ہے اور وہ ماہر میں ہوں۔"

"تم؟" اس نے حیرانی سے پوچھا "کیا تم ڈاکٹر ہو؟"

"نہیں۔ ایک ڈاکٹر موس مین انتہائی یہودی تھا۔ میں نے اس کا برین واش کرکے ایک جگہ نظربند رکھا ہے اور اس کی جگہ میں نے لے لی ہے۔"

"اس کی جگہ لینے سے تم ڈاکٹر نہیں بن سکو گے پھر تم اس کی شکل و صورت کیسے بناؤ گے؟ کیا پلاسٹک سرجری کراؤ گے؟"

"ٹھیک سمجھ رہے ہو۔ میں پلاسٹک سرجری کے ذریعے اس کا ہم شکل بن گیا ہوں۔"

اس نے حیرانی سے پوچھا "تم میرے ہم شکل کیوں بن رہے ہو؟"

"یہ تمہیں جلد ہی معلوم ہوجائے گا۔ میں تمہارے پاس دیس میں پہنچنے والا ہوں۔ ابھی ذرا دشمنوں کے اندر جھانک کر ان کی سازشوں کو سمجھوں گا پھر آج رات تم پر تنویمی عمل کروں گا۔ تمہیں دشمنوں سے محفوظ رکھنے کے لئے یہ لازمی ہے۔"



میں اس کے دماغ سے نکل کر "را" کے چند افسران کے اندر ... وہ چاہتے تھے کہ یہودی ڈاکٹر موس مین کے پہنچنے سے پہلے ... صابر کو ٹھکانے لگادیں۔ ان کے ڈائریکٹر نے کہا "کل تک ... ار کرو۔ اس کے بعد ڈاکٹر صابر کو اس شرط پر رہا کرو کہ وہ بمبئی ... نہ رہے۔ کسی دوسرے بڑے شہر کے اسپتال میں جاکر اپنے ... ض ادا کرے۔ اسے کل رات دس بجے رہائی دی جائے۔ اپنی ... ی میں بٹھا کر شہر کے باہر پہنچایا جائے۔ اسے ایک ریوالور بھی ... ائے پھر تم میں سے کوئی اسے گولی ماردے۔ ہم بیان دیں گے کہ ... خانے سے نکل کر فرار ہورہا تھا اور تعاقب کرنے والوں پر ... ریوالور سے فائرنگ کررہا تھا۔ اس طرح وہ کاؤنٹر فائرنگ میں ... کیا۔"

ان کے اس منصوبے کے دوران فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ ... یکٹر نے ریسیور اٹھا کر کہا "ہیلو کون ہے؟"

دوسری طرف سے انجلی کی آواز آئی "میں منتری دین دیال کی ... ی انجلی بول رہی ہوں۔ مجھے معلوم ہوچکا ہے کہ میرا مسیحا آپ ... قید میں ہے۔ پلیز آپ میری بات کا یقین کریں۔ ڈاکٹر صابر زندگی ... ہے، زندگی لیتا نہیں ہے۔ اس نے اپنی وائف کو قتل نہیں کیا ... قتل کسی دوسرے نے کیا ہے۔"

"اگر دوسرے نے کیا ہے تو اسے پکڑ کر لے آؤ۔ ہم صابر کو رہا ... دیں گے۔"

"میں اسپتال میں ہوں۔ کسی قاتل کا سراغ کیسے لگا سکتی ... ہ۔ میرے منتری چاچا ہوتے تو وہ آپ کو قائل کردیتے اور کم از ... ضمانت پر رہا کروا لیتے مگر وہ تین دن سے راجدھانی میں ہیں۔ پتا ... کب واپس آئیں گے۔"

"کوئی بات نہیں۔ ان کی واپسی کا انتظار کرلو۔ ہم ابھی صابر کو ... سی پر نہیں چڑھا رہے ہیں۔"

"آپ ایسی بات نہ کریں۔ میں اسے کبھی پھانسی کے پھندے ... نہیں پہنچنے دوں گی۔"

ڈائریکٹر نے ہنستے ہوئے کہا "میں نے فلموں میں دل سے دل کو ... دیکھا تھا۔ آج حقیقت دیکھ رہا ہوں کہ تمہارے سینے میں اس ... میرن کا دل ہے اور وہ دل اپنے شوہر ڈاکٹر صابر کی حمایت میں بول ... ہے۔ کیا یہ درست ہے کہ تم وہ دل صابر سے لگا رہی ہو۔"

"یہ دل اس نے دیا ہے۔ اسی سے لگا رہے گا۔"

"پھر تو یہ بات بڑی تشویش ناک ہے۔ اگر وہ دل تمہارے سینے ... اگر ابھی تک کشمیری ہے تو ابھی تک مسلمان بھی ہوگا۔ ہماری ... لڑکی کے سینے میں ایک مسلمان دل کو نہیں ہونا چاہئے۔ جتنی ... ممکن ہو اس دل کو اپنے دھرم میں لے آؤ تاکہ تمہاری آتما ... کی ملاوٹ کے بغیر ہندو رہے۔"

فون بند ہوگیا۔ میں انجلی کے اندر آیا۔ اس نے اپنی کوٹھی ... سے موبائل فون منگوا لیا تھا اور ابھی اسی فون سے باتیں کررہی تھی۔ اس نے فون کو آف کرکے بستر پر ایک طرف پھینک دیا تھا اور پریشانی سے صابر کی رہائی کے متعلق سوچ رہی تھی۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ اس کے دل پر بوجھ پڑے اس لئے اس کے دماغ کو سکون پہنچانے لگا۔ اسے حوصلے سے یہ سوچنے پر مائل کرتا رہا کہ سچ کبھی نہیں مرتا۔ ڈاکٹر صابر سچا ہے اور اس سچے پر کوئی آنچ نہیں آئے گی۔

میں اس کی سوچ کے ذریعے بول رہا تھا اور اسے بڑا حوصلہ مل رہا تھا۔ اس نے موبائل اٹھا کر دہلی میں منتری چاچا کے موبائل نمبر ڈائل کئے۔ تھوڑی دیر میں رابطہ ہوگیا۔ اس نے کہا "چاچو! میں انجلی بول رہی ہوں۔"

"اری بٹیا! تم کیسی ہو؟ کیا اسپتال سے بول رہی ہو؟"

"جی ہاں۔ میں بہت غصے میں ہوں۔ جس ڈاکٹر نے مجھے نئی زندگی دی ہے اسے "را" والوں نے کہیں قید کر رکھا ہے اور آپ مجھے یہاں چھوڑ کر راجدھانی میں جاکر رہ گئے ہیں۔ آپ فوراً آئیں اور ڈاکٹر صابر کو رہائی دلائیں۔"

"میری پیاری بٹیا! میں یہاں ڈاکٹر صابر کے لئے تو آیا ہوں۔ تم نہیں جانتیں جب کسی کا کیس "را" والوں کے پاس جاتا ہے تو اس کی ضمانت عدالت سے بھی نہیں ہوسکتی۔ میں کوشش کررہا ہوں کہ پردھان منتری کی سفارش سے اسے رہائی مل جائے دراصل اس پر بیوی کے قتل کا الزام ہی نہیں بلکہ دیس سے غداری کا بھی الزام ہے اور یہ ایسا الزام ہے کہ......"

وہ بات کاٹ کر بولی "یہ جھوٹ ہے۔ جو ذات پات کا خیال کئے بغیر ہر مذہب اور ہر قوم کے مریضوں کو نئی زندگیاں دیتا رہا ہے اور جو اپنے پیشے کے سوا کبھی کسی معاملے میں دلچسپی نہیں لیتا تھا وہ بھلا دیس کا غدار کیسے ہوسکتا ہے؟"

"تم نہیں جانتیں۔ باغیوں کی پشت پناہی کرنے والے ایسے ہی چالباز ہوتے ہیں۔ اوپر سے کچھ دکھائی دیتے ہیں اندر سے کچھ اور ہوتے ہیں۔ کیا تمہیں پتا ہے کہ اس کی بیوی کشمیرن تھی اور اس کشمیرن کا باپ اور بھائی بھارتی فوجیوں کے قاتل اور مفرور ہیں۔ ڈاکٹر صابر ان کے خفیہ اڈوں کو جانتا ہے۔ اگر وہ خفیہ اڈے "را" والوں کو بتادے گا تو اسے رہائی مل جائے گی۔"

"میں نہیں مانتی کہ وہ باغیوں سے ملا ہوا ہے۔ آپ ایک بار اس سے میری بات کرائیں۔ میں اس کے منہ سے سچ سننا چاہتی ہوں۔"

"یہی تو مشکل ہے،... وہ سچ بولتا نہیں ہے۔ آخر مسلمان ہے۔ اپنے کشمیری مسلمانوں کو ہماری حکومت سے چھپا کر رکھتا ہے۔"

"میں کچھ نہیں جانتی۔ آپ نے منتری کی کرسی حاصل کی ہے۔ اگر آپ نے اس کرسی کا فائدہ مجھے نہ پہنچایا تو آپ بہت نقصان اٹھائیں گے۔"

"یہ تم کیا کہہ رہی ہو؟"

"وہی جو آپ سن رہے ہیں۔ آپ میری دولت کا حساب جانتے ہیں نا؟"

"اری بٹیا! مجھ سے زیادہ اور کون جان سکتا ہے۔ بھگوان تیری قسمت سے تجھے دے رہا ہے۔ میرے اندازے کے مطابق کم سے کم پچاس کروڑ روپے تیرے کاروبار میں گردش کررہے ہیں۔ باہر ملکوں کے بینکوں میں پچیس تیس کروڑ ضرور ہوں گے۔ تو کتنی ہی زمینوں اور کوٹھیوں کی مالکن ہے۔"

"میں ابھی اپنے وکیل کو بلا کر وصیت لکھ رہی ہوں کہ میری تمام دولت اور جائداد دھرم شالا' پاٹھ شالا اور اناتھ آشرم میں تقسیم کردی جائے۔"

"یہ کیسی نادانی کی باتیں کررہی ہو۔ تمہیں کیا ہوگیا ہے؟"

"وہ جو ایک انجلی تھی' وہ تو تبدیلی قلب کے آپریشن کے وقت مرچکی تھی۔ اس انجلی کے مردہ جسم میں ایک کشمیرن کے دل نے آکر اسے زندہ کیا۔ میرے چاچو! میرے اندر سے وہ کشمیرن بول رہی ہے کہ اگر اس کے خاوند ڈاکٹر صابر کو ذرا بھی نقصان پہنچا تو میں خود کو نقصان پہنچاؤں گی۔ ڈاکٹر کو کسی الزام میں ہلاک کیا گیا تو میں خودکشی کرلوں گی۔"

"دیکھو بٹیا! ایسی کوئی نادانی نہ کرنا۔ میں کسی پہلی فلائٹ سے آرہا ہوں۔"

"آپ کے آنے تک وصیت لکھی جاچکی ہوگی۔ آپ ضرور آئیں مگر ڈاکٹر صابر کو ساتھ لائیں۔ اکیلے آئیں گے تو آپ کو میری لاش ملے گی۔ میں جانتی ہوں کہ آپ نے ایک منتری کی کرسی پر بیٹھ کر کچھ دولت کمائی ہے پھر بھی میری طرح دولت مند کبھی نہیں بن سکیں گے۔ میں اگلے الیکشن میں اپوزیشن والوں کا ساتھ دوں گی۔ آپ کے مقابلے میں جو امیدوار ہوگا اس پر پانی کی طرح دولت خرچ کروں گی۔ اب فیصلہ کریں۔ میری خودکشی چاہتے ہیں یا میں زندہ رہ کر آپ کے نیچے سے منتری کی کرسی گھسیٹ لوں۔ دونوں صورتوں میں آپ کا نقصان ہوگا۔"

"نہیں..... نہیں۔ میں وہاں پہنچتے ہی ڈاکٹر صابر کی رہائی کی کوشش کروں گا۔ مجھے تھوڑا سا وقت دو۔ میں یہاں سے پردھان منتری کا سفارشی خط لے کر آرہا ہوں۔ ڈاکٹر صابر کو تمام الزامات سے بری کردیا جائے گا۔"

انجلی نے فون بند کردیا۔ میرے سفر کا آغاز ہوچکا تھا۔ "را" کے دو ایجنٹ ڈاکٹر موس مین اسمتھ کو پیرس کے اسپتال سے لینے آئے تھے۔ یعنی وہ مجھے ائر انڈیا کے ایک طیارے میں بھارت لے جارہے تھے۔ اس مسافر بردار طیارے میں شہناز (سابقہ شی تارا) اور پروین (پوجا) ہندو لڑکیوں کے روپ میں سفر کررہی تھیں۔ ہم ایک دوسرے سے بظاہر انجان تھے مگر آپس میں دماغی رابطے کا سلسلہ تھا۔

میں نے پروین کو انجلی کے دماغ میں پہنچایا اور اسے سمجھایا کہ انجلی پر تنویمی عمل کرے اور اس کے ذہن میں یہ نقش کرے وکیل سے وصیت ضرور لکھوائے لیکن کبھی حوصلہ نہ ہارے خودکشی کے متعلق کبھی نہ سوچے۔ اس کے سینے میں صائرہ کا دھڑک رہا ہے وہ دل ڈاکٹر صابر کو ضرور انجلی کے پاس لائے گا۔

پھر میں نے شہناز یعنی اپنی بہو کو "را" کے ڈائریکٹر دوسرے اہم افسران کے دماغوں تک پہنچا کر کہا "ان کے کو سمجھتی رہو۔ جب بھی یہ ڈاکٹر صابر کو کاؤنٹر فائرنگ کے ہلاک کرنے کے منصوبے پر عمل شروع کریں تو مجھے فوراً دو۔"

اس نے پوچھا "پاپا! آپ کیا کررہے ہیں؟"

"میں ڈاکٹر صابر پر تنویمی عمل کروں گا اور اس کے ذہن عبرانی زبان نقش کرتا رہوں گا تاکہ ہندوستان میں اسرائیلی سفار خانے کے جو یہودی ہیں وہ کبھی عبرانی زبان میں صابر سے گفتگو تو صابر کی زبان سے عبرانی سن کر اس کے ڈاکٹر موس مین ہونے کا یقین کرلیں۔"

ڈاکٹر صابر کو اپنے پیشے سے دیوانگی کی حد تک لگاؤ تھا۔ اسی اسپتال سے منسلک رہ کر تبدیلی قلب کے آپریشن کرنا چاہتا تھا۔ اس کی یہ خواہش میں ہی پوری کرسکتا تھا۔ "را" اسے زندہ نہ چھوڑتے۔ ایک میں ہی اسے ڈاکٹر موس مین دوبارہ اس اسپتال میں اپنے فرائض ادا کرنے کے مواقع تھا اور اس کی جگہ میں ملزم ڈاکٹر صابر بن کر "را" والوں سکتا تھا۔

منتری دین دیال نے دوسرے دن "را" کے ڈائریکٹر ملاقات کی اور اسے پردھان منتری کا ایک خط دیا۔ اس خط ہوا تھا کہ ڈاکٹر صابر کو رہا کرکے منتری دین دیال کے حوا جائے۔

ڈائریکٹر نے خط پڑھ کر کہا "آپ نے پہنچنے میں دیر کردی وہ دوپہر کو ہماری قید سے نکل بھاگا ہے۔ اب شام ہورہی ہمارے لوگ رات کا اندھیرا ہونے سے پہلے اسے ڈھونڈ لیں ہیں تاکہ وہ تاریکی سے فائدہ اٹھا کر کہیں دور جاکر رو ہوجائے۔"

منتری نے پریشان ہوکر کہا "یہ تو بہت برا ہوا۔ اگر وہ آیا یا پولیس مقابلے میں مارا گیا تو میں تباہ ہو جاؤں گا۔ میری بھتیجی میرے خلاف ہوجائے گی۔ نہ اس کی موت کے بعد میرے ہاتھ آئے گی اور نہ ہی اس کی زندگی میں میں اگلا جیت سکوں گا۔"

"منتری جی! آپ کی بھتیجی اس مسلمان پر عاشق ہو اس کی خاطر آپ جیسے محبت کرنے والے چاچا کو بھی کنگال چاہتی ہے۔"

"افسر! اب آپ ہی میری ڈوبتی نیا کو بچا سکتے ہیں۔ کریں۔"

"آپ فکر نہ کریں۔ وہ ڈاکٹر صابر پولیس مقابلے میں ہلاک ہونے کے بعد بھی زندہ رہے گا۔ ذرا آپ یہ تصویر دیکھیں۔"

اس نے دراز میں سے ڈاکٹر موس مین کی تصویر نکال کر دکھاتے ہوئے پوچھا "یہ کس کی تصویر ہے؟"

منتری دین دیال نے کہا "کیا بچوں جیسی بات پوچھ رہے ہیں۔ میں نے درجنوں بار ڈاکٹر صابر کو دیکھا ہے۔ کیا میں اس کی یہ تصویر نہیں پہچانوں گا۔"

"آپ نہیں پہچان رہے ہیں۔ یہ ڈاکٹر صابر نہیں اس کا ہم شکل ڈاکٹر موس مین ہے۔ تبدیلی قلب کا ایک ماہر یہودی ڈاکٹر ہے۔ آج شام کو پیرس سے یہاں آرہا ہے۔"

دین دیال نے حیرانی ظاہر کی۔ ڈائریکٹر نے کہا "آپ کی طرح انجلی بھی دھوکا کھائے گی۔ اس یہودی ڈاکٹر کو مسلمان ڈاکٹر صابر سمجھ کر خوش ہوجائے گی کہ آپ نے اس کے محبوب کو تمام الزامات سے بری کراکے اس کے پاس اسپتال میں پہنچادیا ہے۔"

دین دیال نے خوش ہوکر کہا "یہ تو چمتکار (معجزہ) ہوگیا۔ اب تو ڈاکٹر صابر کتے کی موت مرجائے' کوئی پروا نہیں۔ اپنی بھتیجی کو بہلانے کے لئے یہ کھلونا مل گیا ہے۔"

"اب آپ انجلی کے پاس جائیں اور اسے یقین دلائیں کہ آپ راجدھانی سے ڈاکٹر صابر کی رہائی کا پروانہ لے آئے ہیں۔ آج ضروری کارروائیاں مکمل کرنے کے بعد کل صابر کو اسپتال پہنچادیا جائے گا۔"

دین دیال نے کہا "میں خود یہاں کل صبح آؤں گا اور اس کے ہم شکل یہودی ڈاکٹر کو یہاں سے لے جاکر انجلی کے سامنے پیش کروں گا۔"

وہ خوش ہوکر چلا گیا۔ ڈائریکٹر اس منتری کو اُلّو بنا کر مسکرا رہا تھا۔ میں ایک یہودی ڈاکٹر کی حیثیت سے "را" کے دو ایجنٹوں کے ساتھ بمبئی پہنچ گیا۔ میرے لئے ایک پُرآسائش بنگلے کا انتظام کیا گیا تھا۔ میری خدمت کے لئے ایک ملازمہ اور ایک ملازم رکھے گئے تھے۔ "را" کے ڈائریکٹر اور اہم افسران نے مجھ سے ملاقات کی۔ مجھے سمجھایا کہ کل صبح میں "را" کے دفتر جاؤں گا۔ وہاں سے منتری کے ساتھ اسپتال جاکر اپنی ڈیوٹی کا چارج لوں گا۔ اسپتال کا عملہ مجھے یہودی ڈاکٹر کی حیثیت سے جانتا رہے گا لیکن مجھے انجلی کے سامنے ڈاکٹر صابر بن کر رہنا ہوگا۔

میں نے کہا "میں نے آپ کی تمام پلاننگ سمجھ لی ہے۔ اگر کچھ باقی رہ گیا ہو تو کل صبح سمجھ لوں گا۔ ابھی سفر کی تھکن سے بدن ٹوٹ رہا ہے۔ میں آرام کرنا چاہتا ہوں۔"

وہ سب مجھے آرام کرنے کے لئے چھوڑ کر چلے گئے۔ ہم نے پیرس میں رہنے کے دوران بمبئی کے ایک ارب پتی فلم پروڈیوسر اور انڈسٹری یہو نرست نرائن کو ٹریپ کیا تھا۔ اس کی دو بیٹیاں سادھنا اور سمترا لندن میں مستقل رہتی تھیں۔ ہندوستان اور ایشیا کا کوئی ملک انہیں پسند نہیں تھا۔ ہم نے ان پر تنویمی عمل کرکے یہ بات ذہن نشین کردی تھی کہ وہ اپنے ہندوستانی باپ ست نرائن کو بھول جائیں گی اور کبھی ٹیلی فون وغیرہ سے کسی بھی رشتے دار سے رابطہ نہیں کریں گی اور ست نرائن کو یہ ذہن نشین کرایا کہ وہ اس بات سے خوش رہے گا کہ دونوں بیٹیوں نے اس کے ساتھ بمبئی میں رہنا منظور کرلیا ہے۔

رات کے دس بجے سے پہلے شہناز نے مجھے مخاطب کیا "پاپا! "را" کا ڈائریکٹر اپنے دو ماتحت افسروں اور چند مسلح سپاہیوں کے ساتھ ڈاکٹر صابر کے سیل کی طرف جارہا ہے۔"

میں نے کہا "تم اور پروین ان افسروں اور سپاہیوں کے دماغوں میں جگہ بناتی رہو۔ میں بھی موجود رہوں گا۔"

ڈائریکٹر اپنے ماتحتوں کے ساتھ اس سیل میں پہنچ گیا تھا اور ڈاکٹر صابر سے کہہ رہا تھا "تم بہت خوش نصیب ہو۔ تمہاری رہائی کا پروانہ راجدھانی سے آیا ہے۔"

اس نے پردھان منتری کا وہ خط صابر کو پڑھنے دیا پھر کہا "میں نے ابھی فون پر پردھان منتری سے بات کی تھی۔ ان سے کہا ہے کہ تمہیں اس سیل کے باہر ایک منٹ کے لئے بھی بمبئی میں رہنے نہیں دیا جائے گا۔ شیوسینا کے مسلم دشمن بال ٹھاکرے کو معلوم ہوچکا ہے کہ تم کشمیری مسلمانوں کی پشت پناہی کرتے ہو۔ ہم تمہیں رہا کریں گے تو وہ تمہیں زندہ نہیں چھوڑے گا اس لئے میرے یہ افسر اور سپاہی تمہیں بند گاڑی میں لے جاکر بمبئی کے باہر کسی ریلوے اسٹیشن تک پہنچادیں گے۔ وہاں سے تم مدھیہ پردیش یا اتر پردیش جاسکتے ہو۔"

ڈاکٹر صابر کہنا چاہتا تھا کہ وہ بمبئی کے اسی اسپتال میں اپنے فرائض ادا کرنا چاہتا ہے لیکن میں نے ایسا کہنے نہیں دیا۔ وہ میری مرضی کے مطابق بولا "خدا کا شکر ہے۔ مجھ پر دیس سے غداری کا الزام نہیں رہا۔ میں کسی دوسرے صوبے میں جاکر دکھی انسانوں کی خدمت کروں گا۔"

وہ ان کے ساتھ تہ خانے سے باہر آیا۔ عمارت کے باہر ایک گاڑی کھڑی ہوئی تھی جس کا پچھلا حصہ چاروں طرف سے بند تھا۔ وہاں ڈاکٹر صابر چند مسلح سپاہیوں کے ساتھ بیٹھ گیا پھر وہ گاڑی وہاں سے چل پڑی۔

گاڑی کے اگلے حصے میں "را" کے دو افسر ایک ڈرائیور کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ پچھلے بند حصے میں صابر چار مسلح سپاہیوں کے ساتھ تھا۔ میں نے شہناز اور پروین سے کہا "گاڑی اب ہائی وے کے ویران علاقے سے گزر رہی ہے۔ ایکشن کے لئے تیار رہو جاؤ۔ ہم تین سپاہیوں کے دماغوں پر مسلط رہیں گے۔ میں ایک سپاہی کو ختم کردوں گا۔ گاڑی رکے گی اور دونوں افسر پچھلے حصے کی طرف آئیں گے تو انہیں زندہ نہ چھوڑنا۔"

میں نے ایک سپاہی پر مسلط ہو کر اس کی رائفل دوسرے سپاہی کی طرف سیدھی کی۔ دوسرے نے گھور کر پوچھا "ارے نتھو رام! تو نے بندوق کیوں اٹھائی۔ اسے نیچے کر۔ نہیں تو غلطی سے گولی چل جائے گی۔"

میں نے کہا "میں اس کا وزن دیکھ رہا ہوں۔ ہمارے افسر لوگ چھوٹا چھوٹا ریوالور لے کر گھومتے ہیں اور ہم سپاہیوں کو اتنی بھاری رائفلیں صبح سے شام تک اٹھائے رکھنے کو کہتے ہیں۔ یہ دیکھو میری ایک انگلی ٹریگر پر ہے۔ یہ ٹریگر بھی اتنا سخت ہوتا ہے کہ اسے دبانے کے لئے ذرا طاقت کی ضرورت ہوتی ہے۔ میں آہستگی سے دبا رہا ہوں۔ یہ نہیں دب رہا ہے۔ اب ذرا طاقت سے....."

میں نے بات پوری ہونے سے پہلے ٹریگر کو دبایا۔ یکبارگی ٹھائیں کی آواز کے ساتھ گولی چلی اور سامنے بیٹھے ہوئے سپاہی کے سینے میں پیوست ہو گئی۔ وہ تڑپ کر ہاتھ پاؤں مارتا ہوا سیٹ کے اوپر سے نیچے گر پڑا۔

گاڑی اچانک رک گئی۔ صابر حیرانی سے دیکھ رہا تھا اور سوچ رہا تھا کہ ایک سپاہی نے اپنے ہی ساتھی کی جان کیوں لے لی؟ میرے آلۂ کار سپاہی اور اس کے دو ساتھی سپاہیوں نے صابر کو دونوں طرف سے جکڑ لیا تھا۔ ایک نے صابر کے سینے پر رائفل کی نال رکھ دی تھی۔ اگلی اور پچھلی سیٹوں کے درمیان جو آہنی دیوار تھی اس کی چھوٹی سی جالی ہٹا کر ایک افسر نے پچھلے حصے کی طرف دیکھ کر پوچھا "یہ گولی کس نے چلائی؟"

میں ڈاکٹر صابر کو جکڑے ہوئے تھا۔ جواب میں بولا "سر! اس ڈاکٹر نے اچانک رائفل چھین کر ہمارے ساتھی کو گولی ماردی ہے۔ اب ہم نے اسے جکڑ لیا ہے۔"

ڈاکٹر صابر حیرانی سے اپنی صفائی میں کچھ کہنا چاہتا تھا مگر میں نے کہنے نہیں دیا۔ جالی کی دوسری طرف سے دوسرا افسر بھی دیکھ رہا تھا کہ باقی تین سپاہیوں نے ڈاکٹر صابر کو اچھی طرح جکڑ رکھا ہے۔ ایک افسر نے کہا "چیونٹی کے پر نکل آئے ہیں۔ اسے تو ختم کرنا ہی تھا۔ یہ بھی ویرانہ ہے۔ اس کمبخت کو یہیں ختم کردو۔"

وہ دونوں افسر اگلی سیٹ سے اتر کر باہر آئے۔ ایک نے پچھلے حصے کا لاک کھولا پھر دروازے کے دونوں پٹ کھول کر صابر سے بولا "یہ تم نے اچھا کیا کہ ہمارے ایک سپاہی کو مار ڈالا۔ اب ہم ثبوت کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ تم پولیس مقابلے میں مارے گئے۔"

میں نے آلۂ کار سپاہی کی زبان سے کہا "زندہ رہو گے تو ایسا بیان دے سکو گے۔ کم آن شہناز اینڈ پروین....."

شہناز اور پروین کو مخاطب کرتے ہی دونوں نے اپنے اپنے آلۂ کار سپاہیوں کے ذریعے تڑا تڑ فائرنگ شروع کردی۔ میں تماشائی بنا رہا۔ سوچا کہ ان کا نشانہ خطا ہو گا تو میں دونوں افسران کو ٹھنڈا کروں گا مگر شہناز اور پروین نے ان افسران کو ریوالور نکالنے اور وہاں سے بھاگ کر اور چھپ کر فائر کرنے کا موقع ہی نہیں دیا۔ دو چار گولیاں چلا کر ہی دونوں کو کولتار کی پکی سڑک پر لٹا دیا۔

پھر شہناز کا آلۂ کار سپاہی پچھلے حصے سے کود کر اسٹیئرنگ سیٹ کے پاس آیا۔ وہ وائرلیس کے ذریعے "را" کے ڈائریکٹر سے کہہ رہا تھا "سر! یہاں گڑبڑ ہو گئی ہے۔ ملزم کے ساتھ کاؤنٹر فائرنگ شروع ہو چکی ہے۔ ہمارے افسران بھی گاڑی کے پیچھے اس سے مقابلہ کرنے گئے ہیں۔"

ڈائریکٹر نے کہا "تم نہیں جانتے۔ یہی ہماری پلاننگ تھی۔ اپنے افسر سے کہو۔ مجھ سے وائرلیس پر بات کرے۔"

وہ ڈرائیونگ سیٹ سے اتر کر جیسے ہی گاڑی سے باہر نکلا شہناز نے اپنے آلۂ کار کے ذریعے اسے گولی ماردی۔ شہناز کے پیچھے پروین نے آکر کہا "سسٹر! آؤ اب ہم گولی گولی کھیلیں اور ایک دوسرے پر نشانہ آزمائیں۔"

دونوں نے ایک دوسرے کا نشانہ لیا پھر ایک دو تین کہہ کر گولی چلادی۔ اس کے ساتھ ہی دونوں کے آلۂ کار اچھل کر زمین پر گرے پھر تڑپ تڑپ کر ساکت ہو گئے۔ ڈاکٹر صابر میرے آلۂ کار سپاہی کے ساتھ گاڑی سے نکل کر یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ اس نے حیرانی سے پوچھا "یہ سب کیا ہو رہا ہے؟"

میں نے کہا "کیا تم نے سنا نہیں تھا۔ وہ افسر کہہ رہا تھا کہ پولیس مقابلے کے بہانے تمہیں قتل کیا جائے گا۔ اپنے خلاف ہونے والی سازش کو سمجھو۔"

"مگر تم ان کے سپاہی ہو کر میری مدد کررہے ہو؟"

"یہ سپاہی تمہارے لئے کچھ نہیں کررہا ہے۔ میں تمہارا ہم شکل ڈاکٹر موس مین اس کے دماغ پر قبضہ جما کر اسے تمہارے آگے دُم ہلانے پر مجبور کررہا ہوں۔ اب تو سب ہی مارے گئے ہیں صرف یہی ایک سپاہی رہ گیا ہے۔ تم اسے گولی ماردو۔"

میں نے آلۂ کار سپاہی کے ذریعے اس کی طرف رائفل بڑھائی۔ وہ پیچھے ہٹ کر بولا "نہیں۔ میں ایک ڈاکٹر ہوں۔ زندگی دیتا ہوں، زندگی چھینتا نہیں ہوں۔"

"آج خدا نے ہمیں تمہاری سلامتی کا ذریعہ نہ بنایا ہوتا تو دشمن تمہاری زندگی چھین لیتے۔ بہرحال یہ بھی درست ہے کہ ڈاکٹر کو ہمیشہ مسیحا ہی رہنا چاہئے۔"

اس سپاہی نے میری مرضی کے مطابق رائفل کے بٹ کو زمین پر رکھا۔ اس کی نال پر اپنے حلق کو رکھا پھر ایک انگوٹھے سے ٹریگر کو دبادیا۔ ڈاکٹر صابر گھبرا کر پیچھے ہٹ گیا۔ میں نے کہا "میں تمہارے اندر ہوں کیونکہ تم ہی یہاں زندہ رہ گئے ہو۔"

وہ بولا "میں آپ کا احسان کبھی نہیں بھولوں گا۔"

"میرا مشورہ ہے کہ ہندو ذہنیت کو نہ بھولو۔ یہ تمہارے جیسے مسلمان کو جینے نہیں دیں گے۔"

وہ بولا "ایمان یہ ہے کہ میں ایک مسلمان ڈاکٹر کے فرائض یاد رکھوں اور کسی مذہب کو کمتر یا برتر سمجھے بغیر سب کا علاج کروں۔"

"اچھا اب ڈرائیونگ سیٹ پر جاؤ۔ گاڑی کو شہر کی طرف موڑ کر وہاں تک جاؤ جہاں تمہیں کسی دوسری گاڑی میں لفٹ مل جائے۔"

"اپنے قتل ہونے کے بعد میں واپس جاؤں گا تو گرفتار کرلیا جاؤں گا۔"

"تمہیں کوئی ہاتھ نہیں لگا سکے گا۔ تم واپس آؤ۔ میں اپنے بنگلے میں تمہارا انتظار کررہا ہوں۔"

وہ ڈرائیونگ سیٹ پر آکر بیٹھتے ہوئے بولا "مجھے کس علاقے میں آنا ہو گا۔ تم کس بنگلے میں ہو؟"

"بس تم چلے آؤ۔ آپ ہی آپ میرے پاس پہنچ جاؤ گے۔"

اس نے گاڑی کو اسٹارٹ کر کے ایک یوٹرن دیا پھر شہر کی طرف جانے لگا۔

میں نے کہا "وائرلیس پر "را" کے ڈائریکٹر سے باتیں کرو۔ وہ بڑی بے چینی سے تمہاری موت کی خوش خبری سننے کا منتظر ہے۔"

اس نے ایک ہاتھ سے اسٹیئرنگ سنبھال کر دوسرے ہاتھ سے وائرلیس کے ذریعے رابطہ کیا "ہیلو..... ہیلو میں ڈائریکٹر "را" سے مخاطب ہوں۔"

دوسری طرف سے ڈائریکٹر کی حیرت بھری آواز سنائی دی "تم؟ کیا تم ڈاکٹر صابر بول رہے ہو؟"

"ہاں بولنے کے لئے صرف میں رہ گیا ہوں۔ تمہارے تمام افسر اور سپاہی نرک (جہنم) میں پہنچ گئے ہیں۔"

وہ غصے اور بے یقینی سے بولا "کیا بکواس کررہے ہو؟ کیا یہ کہنا چاہتے ہو کہ تم نے تمام دو افسروں، چار سپاہیوں اور ایک ڈرائیور کو مار ڈالا ہے۔ کیا تم مجھے کوئی فلمی سین سنانا چاہتے ہو؟"

"فلمی سین تم نے شروع کیا تھا۔ اب اس فلم کا دی اینڈ تمہاری موت سے ہو گا۔ میں واپس بمبئی آرہا ہوں۔ اگر ماں زندہ ہو تو اس کی گود میں چھپنے کی جگہ ڈھونڈ لو۔"

یہ کہتے ہی اس نے وائرلیس کا رابطہ ختم کردیا۔ میں نے کہا۔ "تم دیکھ رہے اور سمجھ رہے ہو کہ "را" کا ڈائریکٹر تم سے کیسی دشمنی کررہا ہے؟"

"میں سمجھ رہا ہوں۔ آدمی اگر سانپ بن کر ڈسنا چاہے تو اسے لاٹھی سے مار دینا چاہئے۔ اگر میرے ہاتھ میں ہتھیار ہو گا اور وہ "را" کا ڈائریکٹر میرے سامنے آئے گا تو میں اسے ہلاک کردوں گا۔ لیکن....."

وہ کہتے کہتے ذرا رک گیا پھر بولا "لیکن وہ کبھی مریض بن کر میرے سامنے آپریشن تھیٹر میں آئے گا تو میں اپنے پیشے کے تقدس پر حرف آنے نہیں دوں گا۔ اس دشمن مریض کو نئی زندگی دینے کی ہر ممکن کوشش کروں گا۔"

"صابر! تم ایک عظیم اور معزز مسیحا ہو۔ چلو اب گاڑی یہاں چھوڑ دو۔ یہ مین روڈ چھوڑ کر گلی ... دوسری سڑک پر پہنچو اور کسی گاڑی سے لفٹ لینے کی کوشش کرو۔"

اس نے میری ہدایت پر عمل کیا۔ گاڑی کو مین روڈ پر چھوڑ کر مختلف گلیوں سے گزرنے لگا۔ میں نے شہناز اور پروین سے کہا "یہاں میرے بنگلے میں یعنی یہودی ڈاکٹر موس مین کے بنگلے میں ایک ملازمہ اور ملازم ہیں۔ وہ سونے کے لئے سرونٹ کوارٹر میں چلے گئے ہیں۔ جب ڈاکٹر صابر یہاں پہنچے تو تم دونوں ان ملازموں کی نگرانی کرو گی۔ وہ سوتے رہیں تو بہتر ہے اگر جاگ جائیں تو انہیں بنگلے کے اندر نہیں آنے دو گی۔"

ڈاکٹر صابر نے دوسری سڑک پر پہنچ کر کئی کار والوں سے لفٹ لینے کی کوشش کی لیکن آدھی رات کے بعد کسی نے کار نہیں روکی۔ وہ ایک چوراہے پر ٹریفک سگنل کے پاس آیا۔ وہاں سرخ روشنی کے باعث ایک کار آکر رکی۔ ایک بوڑھا اسے ڈرائیو کررہا تھا۔ ڈاکٹر صابر نے پوچھا "جنٹلمین! کیا آپ مجھے لفٹ دینا پسند کریں گے۔"

وہ بولا "سوری۔ میں اس گلی میں جارہا ہوں۔ وہیں میرا مکان ہے۔"

میں اس بوڑھے کے اندر آگیا۔ وہ جھک کر دوسری طرف کا دروازہ کھول کر بولا "ویسے کوئی بات نہیں، آپ کو منزل تک پہنچانا میرا فرض ہے۔"

صابر اس کے پاس والی سیٹ پر شکریہ ادا کرتے ہوئے بیٹھ گیا۔ اس بوڑھے نے ایک لمبی ڈرائیو کے بعد اسے میرے موجودہ رہائشی بنگلے تک پہنچادیا۔ شہناز نے میری ہدایت کے مطابق اس بوڑھے کو غائب دماغ بنا رکھا تھا۔ جب وہ واپس اسی چوراہے کے ٹریفک سگنل کے پاس پہنچا تو شہناز نے اس کے دماغ کو آزاد چھوڑ دیا۔

ڈاکٹر صابر دروازہ کھول کر بنگلے کے اندر آیا اور ایک کاریڈور سے گزر کر ڈرائنگ روم میں پہنچا پھر مجھے دیکھتے ہی ٹھٹک گیا کیونکہ اپنے سامنے وہ خود کھڑا ہوا تھا۔ یا پھر جیسے سامنے آئینہ تھا جس میں وہ اپنا عکس دیکھ رہا ہو۔

میں نے مسکرا کر کہا "میں نے تمہیں بتایا تھا کہ تمہارا ہم شکل ہوں۔ کیا اب یقین آرہا ہے۔ یہ پلاسٹک سرجری کا کمال ہے۔"

وہ میرے قریب آتے ہوئے بولا "واقعی ہم دونوں میں کوئی فرق نظر نہیں آرہا ہے۔"

"ایک فرق ہے۔ ہمارے لباس مختلف ہیں۔ اگر اپنا لباس تبدیل کرلو تو "را" کا کوئی دشمن تمہیں پہچان نہیں سکے گا۔ لباس کے ساتھ نام بھی تبدیل کرلو۔ اسی لمحے سے تم یہودی ڈاکٹر موس مین اسمتھ ہو اور میرا نام ڈاکٹر صابر ہے۔"

"یہ آپ میری حفاظت کے لئے کررہے ہیں لیکن اتنا بڑا خطرہ کیوں مول لے رہے ہیں۔ ایک ملزم ڈاکٹر صابر بن کر رہیں گے تو "را" والے آپ کو زندہ نہیں چھوڑیں گے۔"

"اصل بات یہ ہے ڈاکٹر کہ تم ایک سیدھے سادے انسان ہو۔ اپنے پیشے سے عبادت کی حد تک لگاؤ رکھتے ہو۔ اسپتال میں آنے والا کوئی مریض تمہارا دشمن نہیں ہوتا' تمہارا محتاج ہوتا ہے۔ تمہارے برعکس میری ساری زندگی دشمنوں سے کھیلتے گزری ہے اس لئے میں را' موساد اور کے جی بی جیسی بدنام زمانہ تنظیموں سے کھیلتے رہنے کو ایک مشغلہ سمجھتا ہوں۔"

"لیکن میں یہاں ڈاکٹر موس مین بن کر رہوں گا تو آپ کہاں پناہ لیں گے؟"

"میری فکر نہ کرو۔ میں نے تنویمی عمل کے ذریعے تمہارے ذہن میں ڈاکٹر موس مین اسمتھ کی آواز اور لہجہ نقش کردیا تھا۔ میں تمہارا عامل ہوں۔ میرا حکم ہے کہ اسی لمحے سے تم میری یعنی ڈاکٹر موس مین کی آواز اور لہجے میں بولو گے۔"

"کیا یہ ممکن ہے کہ آپ ہی آپ میرا لب و لہجہ بھی بدل جائے؟" وہ بولتے بولتے چونک گیا پھر حیرانی سے بولا "واقعی میں تو آپ کی آواز اور لہجے میں بول رہا ہوں۔"

"اور میرا حکم ہے کہ تم بہ وقتِ ضرورت کسی بھی یہودی سے عبرانی زبان میں گفتگو کرو گے۔"

وہ عبرانی زبان میں بولا "کبھی میں نے یہ زبان سنی بھی نہیں ہے۔ اس کا ایک حرف تک نہیں جانتا ہوں۔ پھر یہ زبان....." وہ کہتے کہتے رک گیا۔ حیرانی سے اپنے منہ پر ہاتھ رکھ کر سوچنے لگا "یہ تو معجزہ ہوگیا۔ میں تو ایک اجنبی زبان بول رہا ہوں۔"

میں نے کہا "یہ زبان اجنبی نہیں' عبرانی ہے۔ تم بنا سپتی یہودی ہو۔ یہ تمہاری مذہبی اور مادری زبان ہے۔"

وہ بولا "ڈاکٹر موس مین! آپ واقعی باکمال ہیں۔ آپ نے مجھے کیا سے کیا بنادیا ہے۔ میں آپ کو ڈاکٹر موس مین کہہ رہا ہوں جبکہ جانتا ہوں کہ آپ کوئی اور ہیں۔ کیا اپنے متعلق کچھ بتائیں گے؟"

"نام نہ پوچھو۔ میں اپنے دادا اور پردادا کے حوالے سے کشمیری ہوں۔ میرے والد پاکستان آگئے تھے۔ میں شاہ کوٹ میں پیدا ہوا۔ یوں میں پاکستانی بھی ہوں اور کشمیری بھی۔ تم ذات پات' مذہب' ملک اور ملت سے بالاتر ہوکر دکھی انسانوں کی خدمت کرتے رہے ہو اس کے باوجود تم پر الزام عائد کیا گیا کہ تم کشمیری مجاہدین کو اسلحہ اور دیگر ضروریات کا سامان سپلائی کرتے ہو لیکن اب یہ الزام عائد نہیں ہوگا کیونکہ تم یہودی ڈاکٹر سمجھے جاؤ گے اور اس اسپتال میں اپنے فرائض انجام دیتے رہنے کی جو تمہاری خواہش ہے وہ پوری ہوتی رہے گی۔"

اس نے دونوں ہاتھوں سے میرے ہاتھوں کو تھام کر کہا "آپ میرے لئے خدا کے بھیجے ہوئے فرشتے ہیں۔ پہلے مجھے اس اسپتال سے دلی لگاؤ تھا مگر وہاں کے آپریشن تھیٹر میں اپنی صائمہ کے سینے سے دل نکالتے وقت میرا وہاں سے روحانی رشتہ ہوگیا ہے۔ میں جب تک زندہ رہوں گا اپنی صائمہ کے نام سے اس آپریشن... میں دل کے مریضوں کو نئی زندگی دیتا رہوں گا۔"

"تو پھر جاؤ محترم مسیحا! دوسرے کمرے میں لباس تبدیل... اور یہ لباس اتار کر مجھے دے دو پھر میں یہاں سے چلا جاؤں گا۔"

اس نے میری ہدایت پر عمل کیا پھر واپس آکر اپنا اتارا... لباس مجھے دیتے ہوئے بولا "میں سوچتا ہوں کہ ڈاکٹر موس مین... رہنے کے دوران مجھ سے کوئی غلطی نہ ہوجائے۔"

"میں نے تم پر ایسا عمل کیا ہے کہ تم انجانے میں ب... اختیار ڈاکٹر موس مین کی طرح ہی حرکتیں کرو گے اور اسی کے لہجے میں بولتے رہو گے جیسا کہ ابھی تم بے اختیار مجھ سے... زبان میں گفتگو کرنے لگے تھے۔ جاؤ اب آرام سے سوجاؤ۔"

میں اسے پوری طرح مطمئن کرکے وہاں سے نکل آیا او... صابر کے اس بنگلے کی طرف جانے لگا جہاں اس کی بیوی... قتل ہوا تھا۔ اس بنگلے کو پولیس کی طرف سے سیل کردیا گ... بیرونی دروازے پر صرف دو مسلح سپاہی رات کو ڈیوٹی دیتے... کے وقت ایک سپاہی رہتا تھا۔

میں نے دور سے بنگلے کے سامنے دروازے کے پ... سپاہیوں کو دیکھا پھر ایک چکر کاٹ کر بنگلے کے پیچھے آیا۔ وہا... کے ذریعے چڑھتا ہوا چھت پر پہنچا۔ چھت سے بالکونی م... آسان تھا۔ بالکونی کا دروازہ بھی مقفل تھا۔ میں نے جیب... مڑا ہوا تار نکالا۔ مجھے لاک بریکنگ یا او پننگ میں... حاصل تھی۔ آدھے منٹ کے اندر دروازہ کھل گیا۔

میں نے اندر آکر دروازے کو بند کیا پھر ایک پنسل... روشنی میں ٹائلٹ کے اندر گیا۔ ڈاکٹر صابر کے خیالات... کہ اس نے بنگلے میں واردات سے پہلے اپنے میلے کپڑ... رکھے تھے۔

میں نے اس کے تمام میلے کپڑے' جرابیں اور رومال کر کے گٹھڑی بنالی۔ الماری سے اس کا ایک دھلا ہوا جوڑا خود پہن لیا اور اپنا اتارا ہوا لباس' جرابیں اور رومال کو... میں لے جاکر رکھ دیا۔ ان کاموں سے فارغ ہوکر جس را... آیا تھا اسی راستے سے میلے کپڑوں کی گٹھڑی لے کر اس... دور چلا آیا۔

جوہو ساحل کے ایک ویران سے حصے میں ویرانی... بڑی رونق رہتی تھی۔ بڑے بڑے دولت مندوں کی کاریں... کھڑی رہتی تھیں۔ ان کاروں کے اندر عیاشی ہوتی تھی... سوڈا اور تلے ہوئے جھینگے پکوڑے بیچنے والے گھومتے ر... پولیس والے بھتہ لے کر وہاں کے تھانے میں سوتے ر... ادھر بمبئی کے ساحل میں رات بڑی مستی بھری ہوا کرتی... ایک کار کے قریب آیا۔ اندر سے ایک عورت... کھلکھلانے کی آواز آرہی تھی پھر مجھے قریب دیکھ کر ایک...



ڈانٹ کر پوچھا "اے کون ہے؟ جاؤ ابھی ہمارے پاس شراب سوڈا سب کچھ ہے۔"

عورت کی نشے میں ڈوبی ہوئی آواز سنائی دی "ڈارلنگ! یہ بھی تو کہو کہ شراب کے ساتھ شباب بھی ہے۔"

وہ دونوں ہنسنے لگے۔ وہ پچھلی سیٹ پر تھے۔ میں نے چپکے سے کپڑوں کی گٹھڑی اگلی کھڑکی سے اندر ڈال دی پھر وہاں سے دور جاتے ہوئے سیٹھ کے دماغ پر مسلط ہوگیا۔ وہ میری مرضی کے مطابق بولا "بس اب مجھے گھر جانا ہوگا۔ نہیں تو سیٹھانی جوان اولاد کے سامنے جھگڑنے لگے گی۔ یہ لو ہزار روپے اب کوئی دوسرا گاہک ڈھونڈ لو۔"

وہ عورت رقم لے کر کار سے اتر گئی۔ سیٹھ اسٹیئرنگ سیٹ پر آیا پھر وہاں سے کار ڈرائیو کرکے جانے لگا۔ میں نے اسے تھوڑی دور پہنچانے کے بعد روک دیا۔ اس نے کار سے اتر کر ڈکی سے پیٹرول کا کین نکالا۔ اگلی سیٹ پر آیا پھر کین کو کھول کر میلے کپڑوں کی گٹھڑی پر پیٹرول کو انڈیلا۔ کچھ پیٹرول اپنے جسم پر اور کچھ کار کے اندر جگہ جگہ چھڑک دیا۔ اس کے بعد لائٹر نکال کر اسے سلگادیا۔

چشم زدن میں کار کے اندر آگ بھڑک گئی۔ سیٹھ کا آدھا لباس جل رہا تھا کیونکہ وہ آدھا ننگا تھا۔ میں نے اسے پاپ کے پرائشچت (گناہ کی تلافی) کے لئے وہیں بٹھائے رکھا۔ اسے بھاگنے نہیں دیا۔ ذرا سی دیر میں ایک زبردست دھماکا ہوا۔ کار کی پیٹرول کی ٹنکی پھٹ گئی تھی۔ اس کار کی آہنی باڈی کے ٹکڑے دھماکوں کے باعث فضا میں اڑتے ہوئے دور جاکر گر رہے تھے۔ دوسری کاروں والے خوف زدہ ہوکر اپنی کاروں کو وہاں سے دور لے جانے لگے۔

میں اس کے مردہ دماغ سے نکل آیا۔ وہ میلے کپڑوں کی گٹھڑی جل کر راکھ ہوچکی ہوگی۔ میں نے ڈاکٹر صابر کے وہ تمام کپڑے جلادیے تھے جن کے ذریعے اس کے بدن کی بُو کو شکاری بلڈ ہاؤنڈ کتے سونگھ سکتے تھے۔ ہاں وہ میرے ان کپڑوں کو سونگھ کر میری بُو کو پہچان سکتے تھے جنہیں میں اپنے بدن سے اتار کر صابر کے باتھ روم میں چھوڑ آیا تھا۔

اور جب کتے میرا تعاقب کرتے تو تصدیق ہوجاتی کہ میں ڈاکٹر صابر ہوں۔ اسپتال میں فرائض ادا کرنے والے صابر پر کوئی کبھی شبہ کر ہی نہیں سکتا تھا اور وہ اپنی دلی' دماغی اور روحانی مسرتیں حاصل کرنے کے لئے اسی اسپتال میں اپنے فرائض انجام دیتا رہتا۔

اس ساحلی علاقے میں ایسا دھماکا پہلے کبھی نہیں ہوا تھا۔ بمبئی کے آئی جی اور کمشنر کے پاس اطلاع پہنچی تو شہر کے تمام پولیس والے فوراً ہی جاگ گئے اور جائے واردات کی طرف گاڑیاں لے کر جانے لگے۔

شہناز اور پروین فلمی پروڈیوسر اور ڈسٹری بیوٹر ست نرائن کی بیٹیاں بنی ہوئی تھیں۔ اس ارب پتی سیٹھ کی کئی کوٹھیاں شہر میں تھیں۔ بیٹیوں نے کہا تھا کہ وہ دونوں بہنیں تنہا جوہو کے سامنے والی ایک کوٹھی میں قیام کریں گی۔ میں اس کوٹھی میں پہنچ گیا۔ وہ دونوں جاگ رہی تھیں۔ میں نے کہا "بیٹے! رات کے تین بج رہے ہیں۔ فوراً جاکر سوجاؤ۔ ہم میں سے جو جلدی بیدار ہوگا وہ ڈاکٹر صابر کے دماغ میں جاکر اس کی نگرانی کرے گا۔"

ہم الگ الگ کمروں میں سونے کے لئے گئے۔ میں نے "را" کے ڈائریکٹر کے بنگلے کا فون نمبر ڈائل کیا۔ ریسیور کان سے لگا کر سننے لگا۔ تھوڑی دیر تک گھنٹی بجتی رہی پھر ڈائریکٹر کی نیند بھری آواز سنائی دی "کون ہے؟"

"میں وہ ہوں جو دیس کا غدار نہیں تھا لیکن تم نے اپنی کم ظرفی اور اسلام دشمنی کے باعث مجھے ملک دشمن تخریب کار بنادیا ہے۔ اتنی بڑی غلطی کرنے کے بعد آرام سے سونے کی غلطی نہ کرو۔ میں تمہارے بہت قریب ہوں مگر نیند کے دوران تمہاری شہ رگ کاٹنا نہیں چاہتا اس لئے جاگتے رہو۔ میں آرہا ہوں۔"

یہ کہہ کر میں نے فون بند کردیا۔ اس نے کریڈل پر ہاتھ رکھا پھر "را" تنظیم کے ذاتی ٹیلی فون ایکسچینج کے انچارج سے رابطہ کرکے کہا "فوراً کمپیوٹر ریکارڈنگ دیکھو اور بتاؤ ابھی مجھے کس فون نمبر سے مخاطب کیا گیا تھا اور فون کس علاقے میں اور کس مکان میں ہے۔"

ایکسچینج کے انچارج نے فوراً کمپیوٹر کے پاس آکر وہاں کی ریکارڈنگ چیک کی۔ کمپیوٹر اسکرین پر وہی نمبر نظر آیا جو میرے موجودہ فون کا تھا۔ میں نے انچارج کے دماغ کو بہکادیا۔ اس نے نمبر نوٹ کیا تو میں نے نمبروں کو الٹ پلٹ کردیا۔ جوہو کے بجائے دادر بمبئی کے ایک فلیٹ کا پتا لکھوادیا پھر اس کے ذریعے صحیح ریکارڈ ہونے والے نمبروں کی ڈسک کو مٹادیا۔ اس کے بعد دشمن کبھی ہماری موجودہ رہائش گاہ تک نہیں پہنچ سکتے تھے۔

میں نے ڈائریکٹر کی نیند اڑا دی تھی۔ اب وہ میری گرفتاری تک سو نہیں سکتا تھا۔ میں آرام سے ہاتھ پاؤں پھیلا کر بستر پر لیٹ گیا۔ دماغ کو ہدایات دیں پھر ڈائریکٹر کے حصے کی نیند اپنے نام کرکے سوگیا۔

"را" کے تحت کام کرنے والے اس شہر کے تمام جاسوس حرکت میں آگئے تھے۔ دادر پولیس اسٹیشن کے افسروں اور سپاہیوں نے مطلوبہ فلیٹ کا اور ٹیلی فون کا نمبر تلاش کیا لیکن ان نمبروں کا نہ کوئی فلیٹ تھا' نہ وہ ٹیلی فون نمبر تھا۔ انہوں نے "را" کے زونل افسر کو ان غلطیوں کی اطلاع دی۔ زونل افسر نے اپنے ڈائریکٹر کے ٹیلی فون ایکسچینج کے انچارج کے پاس آکر کہا "یہ تم نے غلط نمبر دیے ہیں۔ ان نمبروں کا نہ کوئی ٹیلی فون ہے نہ فلیٹ ہے۔"

وہ بولا "سر! میں نے وہی بتایا ہے جو کمپیوٹر سے نوٹ کیا ہے

آپ بھی دیکھ لیں۔"

انچارج نے وہ ڈسک کمپیوٹر میں لگائی جس میں سے میں نے اصل نمبروں کو مٹادیا تھا اور وہ تمام نمبر ڈسک میں ریکارڈ کرائے تھے جو داور کے علاقے سے تعلق رکھتے تھے۔ زونل افسر نے اسکرین پر انہی نمبروں کو دیکھا پھر حیرانی سے بولا "یقین نہیں آتا کہ کمپیوٹر سے غلطی ہو سکتی ہے۔"

انچارج نے کہا "سر! ایسی مثالیں ہیں' بعض اوقات کمپیوٹر سے ملنے والی اطلاعات غلط ہو جاتی ہیں۔ اس کی وجہ کمپیوٹر میں اچانک ہونے والی ٹیکنیکل خرابی ہے یا پھر کمپیوٹر ہینڈل کرنے والے سے انجانے میں بھول ہو جاتی ہے۔"

زونل افسر نے ڈائریکٹر سے فون پر رابطہ کیا پھر اسے بتایا کہ کس طرح کمپیوٹر سے غلط اطلاع ملی تھی۔ ادھر ڈائریکٹر غصے سے دہاڑتے ہوئے بولا "اس حرام خور انچارج کو لات مار کر وہاں سے نکالو۔ کسی ڈپلوما حاصل کرنے والے کمپیوٹر کے ماہر کو یہ ذمے داریاں دو۔"

"سر! ابھی آپ کے حکم کی تعمیل ہو رہی ہے لیکن یہ ڈاکٹر صابر جو سیدھا سادہ اور بے ضرر انسان دکھائی دیتا تھا اب فلمی ہیرو سے زیادہ ڈرامائی انداز اختیار کر رہا ہے۔ اس نے ہمارے سات مسلح افراد کو تنہا مار ڈالا ہے۔ اب آپ جیسی اہم ہستی کو چیلنج کر رہا ہے۔"

وہ غرا کر بولا "اس نے میری نیند حرام کی ہے۔ میں اس کی زندگی حرام کر دوں گا۔ وہ کہہ رہا تھا کہ میرے قریب ہے اور مجھے قتل کرنے آ رہا ہے۔ میں نے ایسے انتظامات کئے ہیں کہ وہ یہاں آتے ہی کتے کی موت مارا جائے گا۔"

"سر! ایسا ہی ہو گا۔ انتظامات مکمل ہیں۔ وہ مارا جائے گا۔ آپ اطمینان سے سو جائیں۔"

فون کا رابطہ ختم ہو گیا۔ ڈائریکٹر اٹھ کر ٹہلنے لگا۔ ہزار حفاظتی انتظامات کے باوجود وہ بے فکری سے سو نہیں سکتا تھا۔ جس نہتے قیدی نے اس کے سات مسلح افراد کو موت کے گھاٹ اتارا تھا اس نے کوئی ایسی چال چلی ہو گی کہ تمام ہتھیار والے اس کی چال میں آ کر مارے گئے ہوں گے۔ وہ ڈائریکٹر کی خواب گاہ میں بھی کسی چالبازی سے چھپ کر آ سکتا تھا اس لئے بے فکری سے سو جانا گویا موت کو دعوت دینا تھا۔

"را" کا ہیڈ کوارٹر دہلی میں تھا۔ ڈائریکٹر اپنے بیوی بچوں کے ساتھ دہلی میں مستقل رہتا تھا۔ ان دنوں ضروری مسائل سے نمٹنے کے لئے بمبئی آیا تھا۔ پہلے اس کے لئے یہ اہم تشویش ناک مسئلہ تھا کہ انتہا پسند ہندوؤں کی سیاسی پارٹی شیو سینا اور بی جے پی نے متحد ہو کر مہاراشٹر میں کانگریس کو شکست دی تھی۔ شیو سینا کے لیڈر بال ٹھاکرے نے اعلان کیا تھا کہ صدیوں پہلے بمبئی کا نام ممبئی تھا اس لئے دہلی مرکز سے مشورہ کئے بغیر بمبئی کے نام کی تختیاں شہر سے ہٹادی تھیں۔ بندرگاہ' ریلوے اسٹیشن اور ایئرپورٹ جیسے ا مقامات پر جلی حرفوں سے ممبئی لکھوادیا تھا۔

متعصب بال ٹھاکرے کا دوسرا عزم یہ تھا کہ وہ مہاراشٹر سب سے بڑے شہر میں مسلمانوں کو رہنے نہیں دے گا۔ پہلے ا مسلمانوں کو وہاں سے نکالے گا جو غیر قانونی طور پر دوسرے شہر سے یا دوسرے ملکوں سے آ کر روزی حاصل کر رہے تھے۔ جو بھ کے باقاعدہ مسلمان شہری تھے' انہیں زندگی گزارنے کے تمام ذرا سے محروم کرنا چاہتا تھا۔ ہندوستانی فلموں کی سب سے معروف ا اداکارہ مادھوری ڈکشٹ' دلیپ کمار اور نصیرالدین شاہ نے پردھا منتری نرسمہا راؤ کو شکایتی خطوط لکھے تھے۔

بال ٹھاکرے نے مادھوری ڈکشٹ کو دھمکی دی تھی کہ وہ آ کسی مسلمان ہیرو کے ساتھ فلموں میں کام نہ کرے ورنہ ا انجام بھی دیویا بھارتی جیسا ہو گا۔ دلیپ کمار اور نصیرالدین شاہ کہا جا رہا تھا کہ وہ ہندو دھرم اختیار کر لیں۔

ڈائریکٹر "را" نے بمبئی آنے کے بعد بال ٹھاکرے مذاکرات کئے تھے۔ اس سے کہا تھا "ہم بھی تمہاری طرح مسلما کا وجود پسند نہیں کرتے لیکن یہ مسلمان بھارت کی سب سے ب اقلیت ہیں۔ اتنی بڑی اقلیت کو پسماندہ اور جوتوں کی نوک پر ر کے لئے ایسی سیاسی چالیں چلنا چاہئیں کہ عالمی سطح پر بھارت بدنامی نہ ہو۔"

بال ٹھاکرے نے کہا "تمہاری کانگریسی سرکاری مشینری کہے گی کیونکہ ہندوستان کی آزادی سے اب تک کانگریس وا مسلمانوں کے ووٹوں سے جیتتے اور اپنی حکومتیں بناتے آئے ہ میں ابھی بمبئی سے مسلمانوں کو ختم کرنے کی پالیسی پر عمل آ ہوں۔ دھیرے دھیرے پورے ہندوستان سے ان مسلمانوں کو کر دوں گا یا پھر ہریجن (بھنگی) بنا کر رکھ دوں گا۔"

ڈائریکٹر نے کہا "اس صوبے مہاراشٹر میں جیتنے کے بع آسمان پر چڑھ گئے ہو بے شک اس صوبے میں کانگریس کو شک ہوئی ہے۔ لیکن "را" تنظیم کسی ملک' کسی صوبے اور کسی شہ شکست کھانا نہیں جانتی۔ میں آخری بار سمجھاتا ہوں کہ مسلمانو کچل کر رکھو لیکن طریقے سے۔ اگر انتہا پسند ہندو ازم کا مظ کر کے بھارت کو دنیا میں بدنام کرو گے تو میں بمبئی اور پو مہاراشٹر میں ایسی دہشت گردی اور تخریب کاری شروع کرا کہ تمہیں ووٹ دے کر کامیاب کرانے والے ہندو تم سے ن کرنے لگیں گے۔"

ڈائریکٹر "را" بال ٹھاکرے کو وارننگ دے کر مدراس چاہتا تھا کیونکہ تامل ناڈو کے باغی سری لنکا پر غالب آنے کے اسرائیل سے مدد طلب کر رہے تھے۔

بھارتی حکومت ایٹم بم اور میزائل وغیرہ کی تشہیر کر کے دنیا اور خصوصاً ایشیا میں خود کو سپر پاور ثابت کر رہی ہے لیکن



ہے اس کے اتنے ٹکڑے ہو رہے ہیں کہ وہ تمام ٹکڑوں کو سمیٹ کر رکھنے میں اپنی مدتِ حکومت پوری کرتی رہتی ہے۔ سکھوں کی آزادی کی تحریک ابھی ذرا سست پڑی ہوئی ہے تاہم اندیشہ ہے کہ یہ اوا پھٹ کر بہ نکلے گا۔ کشمیر کے مجاہدوں نے تو ہندو انتہا پسندی کا بھانڈا پھوڑ کر رکھ دیا تھا۔

کشمیر کا معاملہ تھا جس میں ایک سیدھے سادے غیر سیاسی ڈاکٹر صابر کو صرف اس لئے دیس کا غدار قرار دیا جا رہا تھا کہ اس کی شریکِ حیات ایک کشمیری خاتون تھی۔ ڈاکٹر صابر کے کیس نے ڈائریکٹر "را" کو ایسے الجھا دیا تھا کہ وہ بمبئی سے مدراس اور پھر سری لنکا نہیں جا سکتا تھا۔

دوسری صبح منتری دین دیال نے فون پر پوچھا "شریمان! میں منتری دین دیال بول رہا ہوں۔ مجھے امید ہے آپ نے اس دیس کے غدار کو ٹھکانے لگا دیا ہو گا۔ بھلا آپ سے کون بچ کر جا سکتا ہے۔"

ڈائریکٹر نے کہا "منتری جی! ہم جسے گیدڑ سمجھ رہے تھے وہ شیر ن رہا ہے۔ ہمارے ہاتھوں سے بچ کر نکل گیا ہے۔"

"وہ موم سے بنا ہوا ڈاکٹر آپ کے فولادی پنجوں سے نکل گیا ہے! نہیں شریمان! یہ یقین کرنے والی بات نہیں ہے۔"

"اگرچہ یہ سب کچھ میرے ساتھ ہو رہا ہے پھر بھی مجھے یقین نہیں آ رہا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ سپنا دیکھ رہا ہوں۔ اس معصوم ڈاکٹر نے ہمارے سات مسلح آدمیوں کو مار ڈالا ہے اور اب میری جان کے پیچھے پڑا ہوا ہے۔"

"ہے رام! یہ تو الٹی گنگا بہہ رہی ہے۔ کیا وہ بھاگ کر چھپ گیا ہے؟"

"جی ہاں۔ آپ فکر نہ کریں' وہ جلد ہی گرفتار ہو جائے گا۔"

"شریمان! کیسے فکر نہ کروں۔ وہ بچ نکلا ہے تو اسپتال میں میری بھتیجی کے پاس ضرور آئے گا۔"

"اسپتال کے اندر اور باہر سخت پہرا ہے۔ وہ ایسا احمق نہیں ہے کہ گرفتار ہونے کے لئے ادھر کا رخ کرے گا۔"

"ادھر کا رخ ضرور کرے گا۔ میری بھتیجی انجلی کے پاس ضرور آئے گا کیونکہ اس کی بیوی کا دل میری بھتیجی کے پاس ہے۔"

وہ قائل ہو کر بولا "ہوں۔ ہمیں یہ نکتہ یاد رکھنا چاہئے کہ انجلی کا نیا دل صابر کے لئے دھڑکتا ہے اور وہ اس کی حمایت میں لگی رہتی ہے۔ اسی طرح صابر قدرتی طور پر انجلی میں اس لئے دلچسپی لے گا کہ اس کی کشمیری بیوی کا دل آپ کی بھتیجی کے سینے میں فٹ ہو گیا ہے۔"

"ہم نے سوچا تھا کہ یہودی ڈاکٹر کو مسلمان ڈاکٹر صابر بنا کر انجلی کو بہلا دیں گے مگر اب تو یہ مشکل نظر آتا ہے۔"

"ایسی کوئی مشکل نہیں ہے۔ ہم اسے اسپتال کے قریب نہیں آنے دیں گے۔ میرا ایک ماتحت آپ کے پاس آ رہا ہے۔ آپ اس کے ساتھ یہودی ڈاکٹر کے بنگلے میں جائیں پھر اسے اپنے ساتھ لے کر اسپتال چلے جائیں۔ وہاں انجلی کے سامنے اسے پیش کر کے فخر سے کہہ سکتے ہیں کہ آپ ڈاکٹر صابر کو سزا سے بچا کر اس کے پاس لے آئے ہیں۔"

پروگرام کے مطابق وہ ڈائریکٹر کے ماتحت افسر کے ساتھ ڈاکٹر موس مین اسمتھ کے بنگلے میں پہنچا تو اسے حیرانی سے دیکھ کر بولا "او ڈاکٹر! تم تو بالکل ڈاکٹر صابر دکھائی دیتے ہو۔"

صابر نے ماتحت افسر سے پوچھا "یہ کون گدھا ہے جو کسی تعارف کے بغیر مجھے ڈاکٹر صابر کہہ رہا ہے؟"

ماتحت افسر نے کہا "سوری ڈاکٹر! میں تعارف کرانے والا تھا اس سے پہلے یہ بول پڑے۔ یہ وزیرِ صحت دین دیال صاحب ہیں۔"

صابر نے ہاتھ بڑھا کر مصافحہ کرتے ہوئے کہا "سوری میں نے آپ کو گدھا کہہ دیا تھا۔ ویسے کسی وزیر کو غیر ملکی مہمانوں سے تعارف کے بغیر بولنا نہیں چاہئے۔ ہمارے ہاں ایسے لوگوں کو گدھا کہتے ہیں۔ معافی چاہتا ہوں میں نے آپ کو تیسری بار گدھا کہا ہے۔"

منتری نے کہا "تیسری نہیں' یہ چوتھی بار کہہ چکے ہیں مگر میں بہت خوش ہوں۔ آپ نے ڈاکٹر صابر کا ہم شکل ہو کر میری مشکل آسان کر دی ہے۔ میری بھتیجی انجلی آپ کو صابر سمجھ کر بہل جائے گی۔"

ڈاکٹر صابر کو تعجب ہوا کہ انجلی اس کی شخصیت سے کیوں بہل جائے گی؟ صابر اس کے آپریشن سے پہلے اتنا جانتا تھا کہ وہ اسے چاہنے لگی ہے اور اب یہ فطری کشش سی پیدا ہو گئی تھی کہ اس کی صائمہ کا دل انجلی کے سینے میں دھڑک رہا ہے۔

اس نے پوچھا "منتری جی! میں یہ نہیں سمجھا کہ انجلی مجھے دیکھ کر کیوں بہل جائے گی؟"

"میں کیا بتاؤں ڈاکٹر! صابر کی بیوی کا دل اس کے سینے میں ہے اور وہ دل سے صابر کو چاہنے لگی ہے۔ اس نے مجھے دھمکی دی تھی کہ اگر صابر کو سزا ہو گی تو وہ اپنی کروڑوں کی جائداد دھرم شالا' پاٹھ شالا اور اناتھ آشرم وغیرہ میں دے کر خودکشی کر لے گی یعنی صابر کے بغیر زندہ نہیں رہے گی۔ مرتے مرتے مجھے کروڑوں روپے سے محروم کر دے گی۔ یعنی کہ اب ایسا نہیں ہو گا۔ آپ اس کے سامنے خود کو ڈاکٹر صابر کہتے رہیں گے تو وہ اگلے الیکشن میں میرے لئے کروڑوں روپے خرچ کرے گی۔"

ڈاکٹر صابر منتری اور ماتحت کے ساتھ اسپتال کی طرف جاتے ہوئے سوچ رہا تھا "پہلے میری زندگی میں صائمہ تھی۔ میں نے انجلی کو بارہا نظر انداز کیا لیکن اب کیسے کروں گا؟ میری صائمہ تو اس کے اندر ہر دھڑکن میں زندہ ہے اور اسے زندہ رہنا چاہئے۔ انجلی کو جذباتی انداز میں خودکشی کے بارے میں سوچنا نہیں چاہئے۔ وہ خودکشی کرے گی تو اس کے ساتھ میری صائمہ بھی مر جائے گی۔ قسمت کے کھیل بھی عجیب ہوتے ہیں۔ اب مجھے صائمہ کے دل کی

دھڑکنوں کو برقرار رکھنے کے لئے انجلی کی دلجوئی کرنی ہوگی۔"

ہم نیند سے بیدار ہو گئے تھے۔ میں نے ناشتے کی میز پر شہناز سے کہا "تم اور پارو ناشتا کرنے کے بعد صابر کے اندر رہو۔"

شہناز نے پوچھا "پارو؟"

میں نے پروین (پوجا) کو دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا "میں اسے پروین نہیں بلکہ پیار سے پارو کہوں گا۔"

وہ بولی "پاپا! آپ کا پارو کہنا مجھے بہت اچھا لگ رہا ہے۔"

شہناز نے کہا "ہم سب تمہیں پارو کہیں گے اور یاد رکھو تمہیں عملی میدان میں خود کو پاپا کی بیٹی ثابت کرنا ہے اس لئے تم صرف صابر کے پاس نہیں رہو گی بلکہ اس سے ملاقات کرنے والوں کے ذہنوں کو بھی پڑھتی رہو گی۔"

میں نے کہا "اور خاص طور پر ڈائریکٹر "را" اور منتری دین دیال کے خیالات بھی پڑھتی رہو گی۔ تمہیں دین دیال کے چور خیالات سے یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ صائمہ کے وہ دو قاتل کون ہیں' کہاں رہتے ہیں اور ان کے نام کیا ہیں؟"

شہناز نے پوچھا "اور پاپا! آپ کیا کرتے رہیں گے؟"

"میں شیو سینا کے لیڈر بال ٹھاکرے کی پوری ہسٹری اور اس کے خاندانی حالات معلوم کرتا رہوں گا۔"

ہم ناشتے سے فارغ ہو کر اپنے اپنے کمروں میں چلے آئے۔ میں اپنے معاملے میں خیال خوانی کے ذریعے مصروف ہو گیا۔ شہناز اور پارو اس وقت ڈاکٹر صابر کے اندر پہنچیں جب وہ بنگلے میں تھا اور منتری دین دیال کو گدھا کہہ رہا تھا پھر وہ ان کے ساتھ اسپتال پہنچ گئیں۔

اسپتال کے تمام عملے کو یہ سمجھا دیا گیا تھا کہ وہ انجلی کے سامنے ڈاکٹر موس مین اسمتھ کو ڈاکٹر صابر کہا کریں ورنہ اس کے دل پر برا اثر پڑے گا۔ اسے دوبارہ زندگی دینے کے لئے ڈاکٹر صابر نے بڑی محنت کی ہے اور ڈاکٹر کی اس محنت کو رائگاں نہیں جانا چاہئے۔

اسپتال کے تمام ڈاکٹروں اور لیڈی ڈاکٹروں نے ڈاکٹر صابر کو ایک یہودی غیر ملکی ڈاکٹر سمجھ کر اس کا بڑی گرمجوشی سے استقبال کیا۔ ایک نے کہا "اگر آپ کا مکمل ریکارڈ ہمارے پاس نہ آتا تو ہم آپ کو ڈاکٹر صابر ہی سمجھتے۔"

ایک لیڈی ڈاکٹر نے کہا "میں حیران ہوں کہ آپ ہماری ہندی زبان بھی بول رہے ہیں۔"

ڈاکٹر صابر نے کہا "اس میں حیرانی کی کیا بات ہے۔ آپ سب ہندوستانی ہیں لیکن انگریزی فر فر بولتے ہیں۔ ویسے میری ماں ہندوستانی اور باپ یہودی تھا۔ ماں کے حوالے سے مجھے انڈین کلچر اچھا لگتا ہے۔"

منتری دین دیال نے صابر کو زیادہ دیر ڈاکٹروں کے ہجوم میں رہنے نہیں دیا۔ وہ اپنی بھتیجی کو خوش کرنا چاہتا تھا اس لئے اسے انجلی کے کمرے کی طرف لے آیا۔ وہ اس کی آمد کی خبر سن چکی تھی



اس لیے اچھی طرح کنگھی چوٹی کر کے بستر پر بیٹھ گئی تھی۔

اس کے سینے میں دل تیزی سے دھڑک رہا تھا اور وہ بڑی مشکلوں سے دھڑکنوں کو سنبھال رہی تھی پھر کھلے ہوئے دروازے کے باہر سے صابر کی آواز آئی "انجلی! میں تمہارے سامنے آنے سے پہلے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔"

دروازہ کھلا ہوا تھا مگر وہ نظر نہیں آ رہا تھا۔ انجلی نے کہا "ڈاکٹر! تمہاری آواز پھر ایک بار مجھے زندگی دے رہی ہے۔ تم جو کہنا چاہتے ہو کہتے رہو۔ میں سنتی رہوں گی۔ ویسے تمہاری آواز کچھ بدل سی گئی ہے۔"

"ہاں۔ میرے گلے میں تکلیف تھی۔ میں نے ایک چھوٹا سا آپریشن کرایا تھا۔ اگر تمہارے منتری چاچا نہ ہوتے تو ان کی سفارش کے بغیر ایک قیدی کا آپریشن کرنے کی سہولتیں نہ دی جاتیں۔"

باہر اس کے ساتھ کھڑے ہوئے منتری نے خوش ہو کر ڈاکٹر صابر کے شانے کو تھپتھپایا۔ بھتیجی کی نظروں میں اس کی کارکردگی کا نمبر بڑھ گیا تھا۔

صابر نے کہا "میں سامنے آنے سے پہلے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ پہلے تم صرف ایک مریضہ تھیں مگر اب میری مرحومہ بیوی کے دل نے ہمارے درمیان ایک گہری رفاقت پیدا کر دی ہے۔ وعدہ کرو مجھے دیکھ کر خود کو بڑے حوصلے اور قوتِ ارادی سے نارمل رکھو گی۔"

وہ بولی "میرے سینے میں جو دل ہے وہ تمہاری امانت ہے۔ امانت میں خیانت نہیں کروں گی۔ میرے اور تمہارے درمیان صائمہ زندہ ہے۔ میں اسے زندہ رکھوں گی۔"

ڈاکٹر صابر کھلے ہوئے دروازے پر آ گیا۔ انجلی نے اسے مسرتوں سے دیکھا۔ اس کے پیچھے دین دیال تھا۔ وہ بولی "چاچو! آپ بہت اچھے ہیں۔ آپ نے ڈاکٹر صابر کو جھوٹے الزامات سے رہا کرایا ہے۔ پلیز آپ ابھی جائیں۔ میں ڈاکٹر سے تنہائی میں باتیں کرنا چاہتی ہوں۔"

دین دیال کو اپنی توہین کا احساس ہوا۔ بھتیجی تعریف بھی کر رہی تھی اور اسے وہاں سے بھگا بھی رہی تھی۔ اس نے خوش مزاجی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا "کوئی بات نہیں' ضرور تنہائی میں باتیں کرو۔ میں پھر آ جاؤں گا۔"

وہ چلا گیا۔ صابر نے کمرے میں آ کر ایک کرسی کھینچ کر بیٹھنا چاہا تو انجلی نے کہا "وہاں نہیں۔ وہ ڈاکٹر کی کرسی ہے۔"

وہ بولا "ہاں ڈاکٹر کی کرسی ہے اور میں ڈاکٹر ہوں۔"

"لیکن تم صائمہ کے لئے ڈاکٹر نہیں ہو۔ وہ بیمار ہوتی تو تم اس کے قریب یہاں بستر پر آ کر بیٹھ جاتے اور تمہاری صائمہ بیمار۔"

وہ ہچکچانے لگا۔ انجلی نے کہا "کیا تم اتنے بے مروت ہو گئے ہو گے کہ اپنی صائمہ کے دل پر ہاتھ نہیں رکھو گے؟"

اس نے کن انکھیوں سے انجلی کے سینے کے اس حصے کو دیکھا جہاں صائمہ کا دل دھڑک رہا تھا۔ صائمہ وہاں چھپی ہوئی تھی اور اس سے آنکھ مچولی کھیل رہی تھی۔

صابر کے دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئی تھیں۔ وہ ہچکچاتے ہوئے بولا "میں یہاں صائمہ کو محسوس کر رہا ہوں مگر قریب آؤں گا تو دنیا والے مجھے انجلی کے قریب دیکھیں گے۔"

"اس لئے دیکھیں گے کہ تم دروازہ بند کرنا بھول گئے ہو۔ دروازہ بند ہو گا تو نہ کوئی دیکھے گا اور نہ ہی کوئی اعتراض کرے گا کیونکہ دنیا کا ہر صابر اپنی صائمہ کے پاس بند دروازے کے پیچھے آتا ہے۔"

شہناز نے انجلی کے دماغ پر مسلط ہو کر صائمہ کی آواز اور لہجے میں پکارا "میرے صابر! میری آواز پہچان رہے ہو؟"

صابر نے چونک کر انجلی کو دیکھا۔ وہ صائمہ کے انداز میں بولی۔ "دیکھنے سے میں دکھائی نہیں دوں گی۔ میں انجلی کی پناہ گاہ میں ہوں۔ انجلی کے پاس آؤ گے تو مجھے پاؤ گے۔"

وہ تڑپ کر دروازے کے پاس آیا۔ اسے بند کر کے چٹخنی چڑھائی پھر تیزی سے چلتا ہوا انجلی کے بالکل قریب بیٹھ کر بولا "تم انجلی ہو مگر صائمہ کی زبان سے بول رہی ہو یا میرے اندر کا پیار ہے جو اپنی صائمہ کی آواز سن رہا ہے؟"

وہ بولی "اپنی صائمہ کے دل کو اپنے دل سے لگا کر دیکھ لو۔"

صابر نے دیوانہ وار انجلی کو دونوں بازوؤں میں سمیٹ لیا۔ دل سے دل مل گئے۔ صائمہ ان کے دل سے لگ کر دھڑکنے لگی۔ اس کی دھڑکنیں اپنے صابر سے کہہ رہی تھیں۔

میں تجھے کھو کے بھی زندہ ہوں یہ دیکھا تو نے<br>
کس قدر حوصلہ ہارے ہوئے انسان میں ہے

پارو' منتری دین دیال کے اندر تھی۔ وہ انجلی کے دروازے سے واپس آ کر ایک ڈاکٹر کے چیمبر میں بیٹھ گیا تھا اور سوچ رہا تھا۔ "یہ جھوٹ اور فریب کی گاڑی زیادہ دور نہیں چلے گی۔ آج نہیں تو کل یہ بھید کھلے گا کہ وہ صابر نہیں بلکہ ایک یہودی ڈاکٹر ہے۔ مانا کہ روپوش ہو جانے والا صابر اس اسپتال تک مرنے نہیں آئے گا لیکن فون کے ذریعے یا خط وغیرہ کے ذریعے اسے حقیقت بتا سکتا ہے۔"

منتری کرسی سے اٹھ کر ٹہلنے لگا۔ پریشان خیالات کہہ رہے تھے کہ انجلی کو حقیقت معلوم ہو گی تو وہ اپنے منتری چاچا سے نفرت کرے گی۔ اس کی نفرت سے کروڑوں روپے کا نقصان ہو گا۔

انجلی کو آپریشن سے پہلے اپنے زندہ رہنے کا یقین نہیں تھا لہٰذا اس نے اپنے وکیل سے کوئی وصیت لکھوائی تھی اور چاچا سے صاف کہہ دیا تھا "دیکھو چاچو! میں نے اپنی دولت سے آپ کو اسمبلی میں پہنچا دیا۔ اب آپ منتری بن گئے ہیں۔ وزارتِ صحت میں بھی خوب حرام کی کمائی ہوتی ہے۔ آپ جعلی دواؤں کا کاروبار کرنے والوں سے لاکھوں روپے حاصل کر سکتے ہیں لیکن میں مرنے سے پہلے نیکی کمانا چاہتی ہوں اس لئے آپ میری دولت اور جائداد پر نظر نہ رکھیں۔ میری وصیت کے مطابق آپ کو میرے مرنے کے بعد پھوٹی کوڑی بھی نہیں ملے گی البتہ جب تک زندہ رہوں گی آپ کے کام آتی رہوں گی۔"

لیکن اب حالات ایسے بدل گئے تھے کہ بھید کھلنے کے بعد انجلی اپنے چاچا سے نفرت کرتی' زندہ رہ کر بھی اس کے کام نہ آتی۔ اس نے تو دھمکی بھی دی تھی کہ اپوزیشن پارٹی سے مل جائے گی اور چاچا کے مقابلے میں جو امیدوار اگلے سال کھڑا ہو گا اس کے لئے اپنی دولت پانی کی طرح بہائے گی۔

ان حالات میں دین دیال کے لئے اپنی بھتیجی کی زندگی اور موت برابر ہی تھی بلکہ اس کی موت سے کچھ فائدہ پہنچ سکتا تھا۔ اس کے دماغ میں ایک شیطانی تدبیر پک رہی تھی۔ اس نے بھتیجی کو زندہ رکھنے کے لئے کرائے کے دو قاتلوں کے ذریعے صائمہ کو قتل کرایا تھا۔ صائمہ کے دل سے انجلی کو نئی زندگی ملی تو انجلی نے وعدہ کیا تھا کہ جب اسپتال سے مکمل طور پر صحت یاب ہو کر جائے گی تو اگلے الیکشن کے لئے ابھی سے بڑی بڑی رقمیں چاچا کو دیتی رہے گی۔

اب حالات کسی وقت بھی پلٹا کھا سکتے تھے۔ ایسے میں یہ تدبیر سوجھ رہی تھی کہ انجلی کو اغوا کرایا جائے' اس سے جبراً چاچا کے حق میں وصیت لکھوالی جائے اور اسے مجبور کیا جائے کہ وہ اپنے وکیل کو پہلی وصیت منسوخ کرنے کا حکم دے۔ اس دوران وہ مفرور ڈاکٹر صابر کے خلاف قانونی چارہ جوئی کرے گا کہ اس نے انجلی کو اغوا کیا ہے اور اپنی مرحومہ بیوی کے دل کو اپنے پاس رکھنے کے لئے انجلی کو کہیں حبسِ بے جا میں رکھا ہوا ہے۔

تدبیر اچھی تھی۔ کرائے کے غنڈوں اور قاتلوں کی مدد سے کامیاب ہو سکتی تھی۔ پارو اس کے یہ تمام چور خیالات پڑھ رہی تھی۔ وہ ڈاکٹر کے چیمبر میں تھا۔ فون کا ریسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے لگا۔ تھوڑی دیر میں رابطہ ہو گیا۔ کسی نے پوچھا "ہیلو کون ہے؟"

دین دیال نے کہا "میں فون پر نام نہیں بتا سکتا۔ میری آواز سے پہچانو۔"

"ارے آپ تو ہمارے بھگوان ہیں۔ میں نے پہلے ہی پہچان لیا تھا بس یقین کرنے کے لئے پوچھ رہا تھا۔ مالک! حکم کریں۔"

"پچھلی بار تم نے دو بندے دیے تھے۔ انہوں نے بڑی صفائی سے کام کیا تھا۔ ان سے کہو آج سہ پہر تین بجے وہیں ملاقات کریں جہاں پچھلی بار کی تھی۔"

"مالک کا حکم سر آنکھوں پر۔ وہ دونوں ٹھیک وقت پر وہاں پہنچ جائیں گے۔"

دین دیال نے ریسیور رکھ دیا۔ جو شخص دوسری طرف سے باتیں کر رہا تھا' پارو اس کے اندر پہنچ گئی۔ وہ گاندھی نگر کے علاقے

کا دادا چمپک لال تھا۔ بڑی بڑی سیاسی اور کاروباری شخصیات کو ضرورت کے تحت غنڈے اور قاتل وغیرہ سپلائی کرتا تھا۔

چمپک لال نے فون کے ذریعے کسی سے کہا "چندو اور راما سے کہو میں نے ابھی انہیں بلایا ہے۔ فوراً چلے آئیں۔"

اتنا کہہ کر اس نے ریسیور رکھ دیا۔ پارو نے میرے اندر آ کر کہا "پاپا! آپ زیادہ مصروف نہ ہوں تو میں رپورٹ پیش کروں؟"

"ہاں بیٹے! ضرور بولو' کیا بات ہے؟"

وہ مجھے دین دیال کے شیطانی ارادوں کے بارے میں بتانے لگی۔ میں نے کہا "شاباش! اسی طرح خاموشی سے معلومات حاصل کرتی رہو۔ میں تین بجے منتری دین دیال کے اندر پہنچ جاؤں گا۔ تم بھی وہاں موجود رہو گی۔"

وہ چلی گئی۔ میں بال ٹھاکرے کے متعلق معلومات حاصل کر رہا تھا۔ وہ اٹھائیس برس پہلے ایک اخبار میں کارٹونسٹ کی حیثیت سے ملازمت کرتا تھا۔ اس وقت سے وہ مسلمانوں کا مخالف تھا بلکہ یوں لگتا تھا کہ وہ ماں کے پیٹ سے اپنے ذہن میں اسلام دشمنی لے کر پیدا ہوا تھا۔ امریکا کی ایک ہندو تنظیم نے اس انتہا پسند ہندو بال ٹھاکرے کو "ہندو آف دی ائیر" کا خطاب دیا ہے۔ اس کا تعلق شیو سینا پارٹی سے ہے۔ اگر وہ بی جے پی سے اتحاد نہ کرتا تو مہاراشٹر میں کانگریس کو شکست نہیں دے سکتا تھا۔

جس دوسری پارٹی بی جے پی سے اس نے اتحاد کیا وہ بھی متعصب ہے۔ اس پارٹی میں سدھوی رتھیارہ نامی ایک عورت ہے جو مسلمانوں اور عیسائیوں کو نقصان پہنچاتی رہتی ہے۔ اگر سدھوی کو عورتوں کی بال ٹھاکرے یا لیڈی ٹھاکرے کہا جائے تو بے جا نہ ہو گا۔ ان دنوں ٹھاکرے اور سدھوی صوبے کی حد تک اختیارات حاصل کرنے کے بعد بمبئی پولیس کو مسلمانوں کے خلاف استعمال کر رہے تھے۔ انہوں نے دوسرے شہروں سے آ کر بمبئی میں آباد ہونے والے مسلمانوں کو بھگانے کی مہم شروع کر رکھی تھی۔

ایسی مہم میں پولیس والوں کی بھی چاندی تھی۔ وہ مسلمانوں کے محلوں اور گھروں میں چھاپے مارتے تھے' ان کی نقدی' زیورات اور دوسرا سامان چھین کر لے جاتے تھے۔ حتیٰ کہ جو مسلمان لڑکی پسند آ جاتی تھی اسے کسی جھوٹے الزام میں تھانے لے جاتے تھے پھر وہاں سے کئی دنوں کے لئے اسے غائب کر دیتے تھے۔ جب وہ واپس آتی تو کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہتی تھی۔

ویسے بہت کم لڑکیاں واپس ملتی تھیں۔ باقی ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ فروخت ہو کر ایک شہر سے دوسرے پھر دوسرے سے تیسرے شہر میں جا کر بازار میں بیٹھنے کے قابل رہ جاتی تھیں۔ اس صدی کے اختتام تک بوسنیا' چیچنیا' صومالیہ' ہندوستان اور کشمیر وغیرہ میں جتنی مسلمان عورتیں بے آبرو ہوئی ہیں اگر ان کا شمار کیا جائے تو عالمی اسلامی برادری کے سر شرم سے جھک جائیں گے۔ میرا خیال ہے ان مظلوم مسلمان عورتوں کی بے آبروئی کا حساب تمام اسلامی ممالک میں ہے لیکن حساب تو ہے' غیرت میں آنے والا اسلامی جذبہ نہیں ہے۔

بال ٹھاکرے کے گھر کی عورتیں پچھلی رات ایک شادی کی تقریب میں گئی تھیں۔ اس کی ایک جوان بیٹی رچنا ٹھاکرے بھی پچھلے رت جگے کے بعد آ کر سو گئی تھی۔ میں نے اس کے خوابیدہ دماغ میں جا کر اس پر تنویمی عمل کیا تھا۔ وہ پورا خاندان ہی مسلمانوں کا دشمن تھا۔ اس کی بیٹی رچنا بھی مسلمانوں کو کم ذات اور نیچ ذات کہتی تھی۔ میں نے اس کے خواب میں ڈاکٹر صابر کو پیش کیا اور اس کے ذہن میں یہ نقش کر دیا کہ وہ اس مسلمان ڈاکٹر کو دل و جان سے چاہتی ہے۔ اس سے ملتی بھی رہتی ہے۔ اگر اس کے باپ بال ٹھاکرے نے ڈاکٹر صابر سے اس کی شادی نہیں کی اور دشمنی کی تو وہ بھی اپنے پورے خاندان کی دشمن بن جائے گی۔ بال ٹھاکرے کو "ہندو آف دی ائیر" کا جو خطاب ملا ہے وہ خاک میں مل جائے گا۔ صرف مہاراشٹر میں نہیں بلکہ پورے بھارت میں اس کا سیاسی کیریئر تباہ ہو گا اور یہ جگ ہنسائی ہو گی کہ باپ مسلمانوں کا کٹر دشمن ہے اور بیٹی ایک مسلمان کی گرل فرینڈ ہے۔

میرے تنویمی عمل کے مطابق رچنا نے خواب میں ڈاکٹر صابر سے بڑی رومانوی ملاقات کی اور وعدہ کیا کہ آج شام چھ بجے گاندھی پارک میں صابر سے ملاقات کرے گی پھر آدھی رات تک وقت گزارنے کے بعد چلی جائے گی۔

میں نے دن کے وقت بمبئی کے مختلف علاقوں میں گھومنے کے دوران ریڈی میڈ میک اپ کے ذریعے چہرے پر ذرا سی تبدیلی کی تھی پھر ایک فوٹو گرافر کو ٹرپ کیا تھا۔ وہ ایک مکان میں تنہا تھا۔ میں نے اس پر بھی مختصر سا عارضی عمل کیا تاکہ وہ بھی چھ بجے شام کو گاندھی پارک آئے اور ہماری تصویریں اتارتا رہے۔

ان مصروفیات میں دوپہر کے دو بج گئے۔ منتری نے کرائے کے قاتلوں کو اپنی سرکاری کوٹھی میں بلایا تھا۔ میں بھی وہاں تین بجے پہنچا۔ وہ ایک وزیر تھا۔ سرکار کا ایک بہت اہم آدمی تھا۔ اس کی کوٹھی کے آس پاس پولیس کا پہرا لگا تھا۔ کوئی منتری کی اجازت کے بغیر اندر نہیں جا سکتا تھا۔

پارو نے منتری کے دماغ پر قبضہ جمایا۔ وہ انٹرکام کے ذریعے سیکیورٹی افسر سے بولا "میرا ایک مہمان گیٹ پر ہے۔ اسے اندر آنے دو۔"

اس نے یہ کہہ کر انٹرکام کا بٹن دبا کر آف کر دیا۔ اس کے سامنے کچھ فاصلے پر وہ دونوں کرائے کے قاتل چندو اور راما کھڑے ہوئے تھے۔ راما نے ادب سے ہاتھ باندھ کر کہا "سرکار! ابھی آپ بڑی راجداری (رازداری) کی باتیں کر رہے ہیں۔ ایسے میں مہمان کو یہاں بلا رہے ہیں۔ کیا وہ بھی آپ کا راجدار ہے؟"

دین دیال نے پارو کی مرضی کے مطابق کہا "میرے بہت رازدار ہیں۔ تم لوگ صرف اپنے کام کی باتیں کرو۔"

ایسے ہی وقت میں کمرے میں آ گیا۔ وہ تینوں مجھے دیکھتے ہی گھبرا گئے کیونکہ میں ڈاکٹر صابر کا ہم شکل تھا۔ منتری دین دیال نے مجھے دیکھ کر یہ سمجھا کہ میں "را" کی قید سے فرار ہونے والا اصلی ڈاکٹر صابر ہوں۔ وہ دونوں قاتل بھی صائمہ کو ہلاک کرتے وقت ڈاکٹر کو اچھی طرح دیکھ چکے تھے۔ منتری نے خوف زدہ ہو کر صوفے سے اٹھتے ہوئے پوچھا "تم۔۔۔۔ تم یہاں۔ مم۔۔۔۔ مگر انجلی تو اسپتال میں ہے۔ اسے تمہارے جیسے قابل ڈاکٹر کی توجہ کی ضرورت ہے۔"

میں نے کہا "اور مجھے تمہارے جیسے منتری کے دل کی ضرورت ہے۔ میں تمہارا دل نکال کر ایک مریض کو عطیے کے طور پر دوں گا۔"

وہ سہم کر بولا "نن۔۔۔۔ نہیں۔ میں تو ابھی زندہ ہوں اور زندہ انسان کا دل نہیں نکالا جاتا۔"

"میری شریک حیات بھی زندہ تھی لیکن تم نے ان ذلیل قاتلوں کے ذریعے اسے ہلاک کر کے اس کے دل کو اپنی بھتیجی کے سینے میں پہنچا دیا تھا۔ ٹھیک اسی طرح پہلے یہ دونوں تمہیں قتل کریں گے پھر تمہارے دل کو دوسرے کے سینے میں ٹرانسفر کیا جائے گا۔"

چندو نے ہنستے ہوئے کہا "منتری جی! آپ اس بزدل سے ڈر رہے ہیں جو ہمارے مقابلے میں اپنی بیوی کو نہ بچا سکا۔"

راما نے کہا "ہم نے آپ کو بتایا تھا کہ یہ ڈاکٹر لڑنا اور (فائٹ) کرنا نہیں جانتا ہے۔ جب یہ اپنی بیوی کو بچانے کے لئے میرے اوپر حملہ کرنے لگا تو میں نے ایک لات ماری۔ بس منتری جی! ایک ہی لات کھا کر جمین (زمین) پر گر پڑا تھا۔"

اس کی بات ختم ہوتے ہی میں نے گھوم کر اس کے منہ پر ایک لات ماری۔ وہ پیچھے جا کر ایسے گرا کہ فوراً اٹھ نہ سکا۔ ایک ہی ٹھوکر میں اس کا سر چکرا رہا تھا۔ ناک کے نتھنوں اور باچھوں سے خون کی پتلی دھار بہہ رہی تھی۔

اس کے ساتھی چندو نے مجھ پر چھلانگ لگائی۔ میں نے جھک کر اسے دونوں ہاتھوں میں اٹھا لیا پھر اسے اپنے سر سے بلند کر کے شیشے والی سینٹر ٹیبل پر دے مارا۔ اس کا پورا جسم شیشے توڑتا ہوا میز کے نیچے قالین پر گیا۔ شیشے کے کتنے ہی ٹکڑے اس کے جسم میں پیوست ہو گئے تھے۔

منتری دین دیال تھر تھر کانپ رہا تھا۔ راما نے چندو کو شیشے کے ٹکڑوں سے لہولہان ہوتے دیکھا تو فرش پر سے اٹھ کر ریوالور نکالا پھر کہا "خبردار! دونوں ہاتھ اوپر اٹھاؤ۔ یہاں منتری جی کا راجداری والا معاملہ ہے اس لئے میں نے ہتھیار استعمال نہیں کیا تھا۔ منتری جی نہیں چاہتے کہ اندر کی بات باہر پہرا دینے والوں کو معلوم ہو۔ اپنی جندگی چاہتے ہو تو جمین پر اوندھے منہ لیٹ جاؤ۔"

میں نے دیکھا' پارو اس کے دماغ میں تھی۔ اس نے مجھے نشانے پر رکھا تھا لیکن پارو کی مرضی کے خلاف گولی نہیں چلا سکتا تھا۔ میں نے ریوالور پر ایک ٹھوکر ماری۔ وہ اس کے ہاتھ سے نکل کر اچھلتا ہوا چھت کی طرف گیا پھر نیچے آنے لگا۔ اس نے ریوالور کو کیچ کرنے کے لئے چھلانگ لگائی لیکن پارو نے اسے اوندھے منہ گرا دیا۔ اس ریوالور کو میں نے کیچ کر کے کہا "اسی طرح اوندھے منہ لیٹے رہو۔ ہاں تو منتری دین دیال یہ دونوں تمہارے سورما قاتل فرش پر لیٹے ہوئے ہیں۔ یہ تمہیں بچانے کے قابل نہیں رہے۔ باہر جتنے مسلح سپاہی ہیں انہیں آواز دینے کے لئے منہ کھولو گے تو ریوالور کی گولی منہ میں چلی جائے گی۔"

چندو اپنے جسم سے شیشے کی کرچیاں نکال رہا تھا۔ میں نے اس سے کہا "تم بڑے چاقو باز ہو۔ تم نے میری بیوی صائمہ کو پیچھے سے جکڑ کر کیسے اس کے نرخرے پر چاقو چلایا تھا۔ یہ منظر میں پھر دیکھنا چاہتا ہوں۔ جاؤ منتری کو پیچھے سے جکڑ لو۔"

منتری دونوں ہاتھ جوڑ کر میرے قدموں میں گرنے آ رہا تھا۔ میں نے ایک ٹھوکر مارتے ہوئے کہا "رحم کی بھیک نہ مانگنا۔ میری کشمیری بیوی نے کسی ہندوستانی کا گھر نہیں اجاڑا تھا۔ وہ تمہارے جیسے کسی منتری کی کرسی نہیں چھین رہی تھی لیکن تم نے اس کی زندگی چھین لی۔"

میں نے چندو کا نشانہ لے کر کہا "تم نے فوراً میرے حکم کی تعمیل نہ کی تو میں تمہیں گولی مار دوں گا۔ بولو اپنی زندگی چاہتے ہو یا منتری کی؟"

دوسروں کی زندگیاں چھیننے والوں کو اپنی زندگی سے پیار ہوتا ہے۔ چندو نے فوراً ہی منتری کو پیچھے سے جکڑ لیا۔ دوسرے ہاتھ سے چاقو نکال کر کھولا۔ میں نے کہا "تم ان قاتلوں کے ذریعے انجلی سے اپنی وصیت لکھوا کر اسے بھی مار ڈالنا چاہتے تھے۔ انجلی کی موت سے میری صائمہ کی بھی موت ہوتی اور اس کے سینے میں وہ پیار بھرا دھڑکتا ہوا کشمیری دل ہمیشہ کے لئے خاموش ہو جاتا لیکن کشمیریوں کی آوازیں اب پوری دنیا میں گونج رہی ہیں لہٰذا تم خاموش ہو جاؤ۔"

میں نے چندو کے دماغ میں پہنچ کر اسے قتل کرنے پر مجبور کیا۔ اس نے جس طرح صائمہ کے حلق پر چاقو پھیرا تھا اسی طرح منتری دین دیال کے حلق پر پھیر کر اسے فرش پر چھوڑ دیا۔ وہ تھوڑی دیر تک مرغ بسمل کی طرح پھڑپھڑاتا رہا پھر ہمیشہ کے لئے ساکت ہو گیا۔

راما اوندھے منہ پڑا ہوا تھا۔ میں نے کہا "اٹھو اب تم دونوں میں سے کسی ایک کو دوسرے کا قتل کرنا ہے۔"

چندو نے کہا "ہم دونوں جگری یار ہیں' ایک دوسرے سے دشمنی نہیں کریں گے۔"

"جو جگری یار ہوتے ہیں وہ دوسروں کی زندگیوں کی بھی سلامتی چاہتے ہیں۔ صرف اپنے یار کی سلامتی نہیں چاہتے۔ تم لوگوں کو صائمہ کے قتل کا حساب دینا ہو گا۔"

میں نے پارو سے کہا کہ وہ راما کو اپنی جگہ سے ہلنے نہ دے۔ پھر میں نے چندو کے دماغ پر قبضہ جمایا۔ اس نے آگے بڑھ کر راما کے

گلے پر چاقو پھیر دیا۔ اس کے ساتھ ہی اپنے چاقو کی دھار کو اپنے حلق پر رکھا۔ میں نے پوری قوت سے اس کے ہاتھوں کا دباؤ ڈالا۔ سانس لینے کی نالی کٹ گئی۔ وہ فرش پر گر کر اپنے ساتھی راما کی طرح تڑپ تڑپ کر ٹھنڈا پڑ گیا۔

اب وہاں صرف میں رہ گیا تھا۔ پارو کی سوچ کی لہروں کو رہنے کے لئے میرے ہی دماغ میں جگہ ملی۔ اس نے پوچھا "پاپا! آپ یہاں سے کیسے جائیں گے؟"

میں نے انٹرکام کا بٹن آن کیا پھر منتری دین دیال کی آواز اور لہجے میں سیکیورٹی افسر سے بولا "ابھی جو مہمان آیا تھا وہ واپس جا رہا ہے۔ اس کے لئے دروازہ کھول دو۔"

دوسری طرف سے آواز آئی "آل رائٹ سر۔" میں نے انٹرکام کا بٹن آف کر دیا۔ پارو بولی "واہ پاپا! اتنی سی بات میری سمجھ میں نہیں آئی تھی۔"

میں نے کہا "میرے ساتھ رہ کر اسی طرح بہت کچھ سیکھتی رہو گی۔ اب تم جاکر ذرا ڈائریکٹر "را" کی خبر لو۔"

وہ چلی گئی۔ میں منتری دین دیال کے کمرے کا دروازہ بند کر کے وہاں سے چلا آیا۔ کسی پہرے دار نے مجھ پر شبہ نہیں کیا کیونکہ انہیں منتری جی کی آواز میں حکم مل چکا تھا کہ مجھے کسی رکاوٹ کے بغیر جانے دیا جائے۔

اس کارروائی میں ڈیڑھ گھنٹا لگا تھا۔ ساڑھے چار ہو چکے تھے۔ میں نے ضروری شاپنگ کی۔ اپنے لئے دو جوڑے اور پرفیوم کی کئی بڑی شیشیاں خریدیں پھر ٹھیک چھ بجے گاندھی پارک میں پہنچ گیا۔ وہاں رچنا میرا انتظار کر رہی تھی۔ میں نے اس کے خواب میں ڈاکٹر صابر کی جھلک پیش کی تھی۔ وہ مجھے دیکھتے ہی تیزی سے چلتی ہوئی میرے پاس آ گئی کیونکہ میں صابر کا ہم شکل تھا۔ وہ میری گردن میں پیار سے بانہیں ڈال کر بولی "تم نے چھ بجے ملنے کو کہا تھا۔ مجھ سے صبر نہیں ہو رہا تھا۔ میں بے چین ہو کر پانچ بجے ہی چلی آئی۔"

فوٹو گرافر ہم سے دور تھا اور میرے معمول اور تابعدار کی حیثیت سے خاص رومانوی انداز کی تصویریں اتارتا جا رہا تھا۔ ہم پارک میں ٹہلتے رہے۔ گھنی جھاڑیوں کے پیچھے جاکر وہ کچھ زیادہ جذباتی ہو گئی۔ وہ چند جذباتی مناظر کیمرے کی آنکھ کے ذریعے محفوظ کر لئے گئے۔

پھر ہم وہاں سے فوٹو گرافر کے گھر میں آئے۔ وہاں بیڈ روم کے مناظر کی بھی مختلف تصویریں اتاری گئیں۔ میں نے دس بجے رات کو غسل کر کے نیا خریدا ہوا لباس پہنا اور جو پہنا ہوا لباس اتارا اسے ایک پلاسٹک کی تھیلی میں لپیٹ کر رچنا کے بیگ میں رکھ دیا۔ وہ اپنی کار میں نہیں آئی تھی۔ میں نے اسے ایک ٹیکسی میں بٹھا کر رخصت کر دیا۔

میں اپنی موجودہ رہائش گاہ میں پہنچا تو شہناز اور پارو کھانے کے لئے میرا انتظار کر رہی تھیں۔ میں نے کھانے کے دوران پارو کی رپورٹ سنی۔ اس نے بتایا کہ وہ ڈاکٹر صابر کو گرفتار کرنے کے چار بجے تک کوششیں کر رہا تھا۔ چونکہ پچھلی رات نیند پوری نہ ہوئی تھی اس لئے وہ سونے جا رہا تھا کہ اسی وقت اطلاع ملی کہ منتری دین دیال کا قتل ہو گیا ہے اور اس کی لاش کے پاس تین غنڈوں کی بھی لاشیں پڑی ہوئی ہیں۔ اس اطلاع کے بعد ڈائریکٹر "را" کی نیند پھر اڑ گئی ہے۔

میں نے کہا "ابھی اس کی اور نیندیں اڑیں گی۔ میں اسے مشورہ دوں گا کہ وہ بلڈ ہاؤنڈ کتوں کے ذریعے ڈاکٹر صابر تک پہنچ سکتا ہے۔"

شہناز نے کہا "پاپا! پھر تو آپ کے لئے خطرہ پیدا ہو جائے گا۔ پھر وہ کتے اصلی ڈاکٹر صابر کے پاس اسپتال میں پہنچ جائیں گے۔"

"ایسا نہیں ہوگا۔ ہم احتیاطی تدابیر پر عمل کریں گے۔ میں اپنے بیڈ روم میں ائر کنڈیشنر آن رکھوں گا۔ کھڑکیاں اور دروازے بند رہیں گے پھر میں پرفیوم اسپرے کروں گا تو بند کمرے میں تین گھنٹے تک خوشبو مہکتی رہے گی۔ کتوں کو میری بو نہیں ملے گی اور پارو سونے سے پہلے اپنے دماغ کو ہدایات دو گی کہ تم دونوں باری باری ہر دو گھنٹے کے بعد بیدار ہو گی، میرے کمرے میں آؤ گی اور سرے سے خوشبودار اسپرے کر کے میرا کمرا بند کر کے چلی جاؤ گی۔ اس طرح صبح تک کتوں کو میری بو نہیں ملے گی۔"

"مگر پاپا! ڈاکٹر صابر کے لئے خطرہ پیدا ہوگا۔"

"نہیں بیٹے! میں نے اس کے تمام میلے کپڑے جلا دئے ہیں۔ اس کی فکر نہ کرو۔"

میں کھانے کے بعد اپنے بیڈ روم میں آیا پھر ڈائریکٹر "را" کے اندر پہنچ گیا۔ نیند پوری نہ ہونے اور ہر بار ناکامیوں کا سامنا کرنے کے باعث وہ چڑچڑا ہو گیا تھا۔ اپنے ماتحت افسران پر غصہ کر رہا تھا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ ایک نہایت شریف ڈاکٹر ایسی دہشت ناک وارداتیں کیسے کر رہا ہے؟ پہلے اس نے نہتا ہو کر مسلح افسران اور سپاہیوں کو ہلاک کیا۔ اب منتری دین دیال اور غنڈے بھی مسلح محافظوں کے درمیان رہنے کے باوجود موت کے گھاٹ اتار دیے گئے۔ چونکہ وہ تینوں ڈاکٹر کی بیوی صائمہ کے قاتل تھے اس لئے یقین تھا کہ منتری وغیرہ کو ہلاک کرنے والا ڈاکٹر صابر ہی ہے۔

میں نے اس کی سوچ کی لہروں میں کہا "غصے اور جھنجلاہٹ سے بات نہیں بنے گی۔ مجھے ٹھنڈے دماغ سے سوچنا چاہئے کہ اس کے شہر چھوڑ کر جانے سے پہلے کس طرح اسے گرفتار کیا جا سکتا ہے۔"

وہ دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر سوچنے لگا۔ میں نے اس کی سوچ میں کہا "او گاڈ! اتنی سی بات دماغ میں نہیں آئی کہ ڈاکٹر کی رہائش گاہ میں اس کے اتارے ہوئے کپڑے ہوں گے۔ اس کے کپڑوں سے اس کے بدن کی بو سونگھ لیں تو پھر وہ جہاں بھی ہوگا، کتے ہمیں اس کی بو سونگھتے ہوئے وہاں پہنچا دیں گے۔"

یہ آئیڈیا دماغ میں آتے ہی وہ کرسی سے اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اسی وقت اپنے ماتحتوں کے ساتھ صابر کی اس رہائش گاہ میں گیا جہاں صائمہ کا قتل ہوا تھا۔ ایک باتھ روم میں انہیں میرے اتارے ہوئے کپڑے مل گئے۔

ایسے ہی وقت میں نے پرفیوم کی ایک شیشی نکالی۔ پہلے اپنے لباس میں اسپرے کیا پھر ائر کنڈیشنر کے سامنے آکر بہت ساری خوشبو اسپرے کر دی۔ کھڑکیاں اور دروازے بند تھے۔ میرا پورا بیڈ روم خوشبو سے بھر گیا تھا۔

ادھر کتوں نے میرے اتارے ہوئے لباس کو سونگھا پھر فضا میں سر اٹھا کر ایک سمت بھونکنے لگے۔ وہ دو کتے تھے۔ ڈائریکٹر نے کہا "ان کتوں کو کھلی جیپ میں لے چلو۔ مسلح افراد کم از کم پچاس ہوں تاکہ وہ جس مکان یا کوٹھی میں ہو، اس کا چاروں طرف سے محاصرہ کیا جا سکے۔"

احکامات کی تعمیل کی گئی۔ کئی گاڑیوں میں پچاس سے زیادہ مسلح افراد وہاں سے روانہ ہوئے۔ اس قافلے میں سب سے آگے جیپ تھی جس میں ایک افسر اور دو سپاہی، دو کتوں اور کتوں کے ٹرینر کے ساتھ تھے۔ جیپ کے پیچھے والی گاڑی میں "را" کا ڈائریکٹر اپنے خاص ماتحتوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔

جب وہ قافلہ ڈاکٹر صابر کی رہائش گاہ سے چلا گیا اور وہاں پہرا دینے کے لئے صرف ایک سپاہی رہ گیا تو میں اس کے دماغ پر مسلط ہو گیا۔ وہ باتھ روم میں گیا پھر جن کپڑوں کو کتوں نے سونگھا تھا ان پر اس نے لائٹر کا تھوڑا سا پیٹرول چھڑک کر آگ لگا دی۔ وہ کپڑے جلنے لگے۔ پھر جل کر راکھ ہو گئے۔ اس نے وہ تمام راکھ اٹھا کر کموڈ میں ڈالی پھر فلش کر کے ساری راکھ گٹر میں بہا دی۔ اس کے بعد واپس بنگلے کے باہر آکر اپنی ڈیوٹی کی جگہ کھڑا ہو گیا۔

"را" کا قافلہ بال ٹھاکرے کی بڑی سی کوٹھی کے پاس پہنچ کر رک گیا تھا۔ دونوں کتے اسی کوٹھی کی طرف منہ اٹھائے بھونکتے جا رہے تھے۔

ڈائریکٹر نے ٹرینر سے پوچھا "تمہارے کتے ہمیں غلط گائیڈ تو نہیں کر رہے ہیں؟ کیا تم جانتے ہو کہ یہ بال ٹھاکرے کی کوٹھی ہے؟"

ٹرینر نے کہا "میں تو ٹھاکرے صاحب کا سیوک ہوں۔ لیکن پہلی بار ان کی کوٹھی دیکھ رہا ہوں۔ میں حیران ہوں کہ کتے یہاں کیوں آئے ہیں۔ ہمارے ٹھاکرے صاحب کو مسلمان ایک آنکھ نہیں بھاتے پھر وہ مسلمان ڈاکٹر یہاں آکر کیسے چھپ سکتا ہے؟"

ایک افسر نے کہا "ہو سکتا ہے ٹھاکرے صاحب کو خبر نہ ہو اور اس کوٹھی کے کسی ملازم وغیرہ نے اسے چھپا رکھا ہو۔"

بال ٹھاکرے کی کوٹھی کے باہر کھڑے ہوئے مسلح گارڈز نے اندر اطلاع دی کہ "را" والے ایک چھوٹی فوج کے ساتھ آئے ہیں اور انہوں نے کوٹھی کو چاروں طرف سے گھیر لیا ہے۔ بال ٹھاکرے نے باہر لان میں آکر "را" کے ڈائریکٹر اور چند اہم افسران سے ملاقات کی۔ ڈائریکٹر نے کہا "ڈاکٹر صابر ہماری قید سے فرار ہو گیا ہے۔ ہمارے کئی اہم افراد کے علاوہ وہ منتری دین دیال کو بھی قتل کر چکا ہے۔ ہم نے ان کتوں کو اس کی اترن سونگھائی ہے۔ یہ بلڈ ہاؤنڈ ہیں۔ کبھی غلطی نہیں کر سکتے۔ ہمیشہ اپنے شکار پر لپکتے ہیں۔ یہ ڈاکٹر صابر کی بو سونگھتے ہوئے آپ کی کوٹھی کے لان میں آئے ہیں۔ یہ دیکھیں اب بھی آپ کی کوٹھی کے اندرونی حصے کی طرف منہ کر کے بھونک رہے ہیں۔"

ٹھاکرے نے کہا "آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ میں نے ایک مفرور مسلمان قیدی کو پناہ دی ہے جبکہ میں مسلمانوں کے سائے پر تھوکنا بھی پسند نہیں کرتا۔"

مجھے اس کی یہ بات بہت بری لگی۔ میں نے ایک افسر کے ذریعے بمبئی کے چند مشہور اخبارات کے دفاتر میں فون کرائے کہ "را" والے بال ٹھاکرے کی کوٹھی پر چھاپا مار رہے ہیں۔ کل صبح کی تازہ خبر کے لئے اپنے رپورٹر اور فوٹو گرافرز کو بھیج دیں۔ ادھر ڈائریکٹر کہہ رہا تھا "ٹھاکرے صاحب ہم خود نہیں آئے ہیں یہ کتے ہمیں لائے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ آپ کو خبر نہ ہو اور یہاں کسی نے آپ کی بے خبری میں اسے چھپا رکھا ہو۔ آپ ایک سیاسی پارٹی کے ذمے دار لیڈر ہیں۔ آپ کو قانون سے تعاون کرنا چاہئے۔"

دوسرے افسر نے کہا "ہم بھی آپ کی طرح مسلمانوں کو دیس کا دشمن سمجھتے ہیں۔ اگر وہ یہاں سے پکڑا جائے گا تو آپ کو بھی معلوم ہو سکے گا کہ آپ کے سائے میں وہ کون دشمن ہندو ہے جس نے اس مسلمان کو پناہ دی ہے۔"

بال ٹھاکرے نے قائل ہو کر اپنے ملازم سے کہا "تمام عورتوں سے کہو کہ وہ کوٹھی کے پیچھے والے کمرے میں چلی جائیں۔ یہاں قانونی کارروائی ہونے والی ہے۔"

ملازم کوٹھی کے اندر گیا۔ ادھر پریس رپورٹرز اور فوٹو گرافرز ایک ایک کر کے پہنچنے لگے۔ ملازم نے اندر جاکر عورتوں کو بال ٹھاکرے کا حکم سنایا۔ میں رچنا کے دماغ پر مسلط ہو گیا۔ وہ گھر کی عورتوں کے ساتھ کوٹھی کے پچھلے حصے میں گئی پھر چپکے سے پچھلے گیٹ کی طرف آئی۔ وہاں بھی "را" کے مسلح افراد گاڑیوں میں موجود تھے۔ انہوں نے کوٹھی کو چاروں طرف سے گھیرا ہوا تھا۔ رچنا نے "را" کے ایک افسر سے کہا "میں ٹھاکرے صاحب کی بیٹی ہوں، تمہارے ڈائریکٹر سے ضروری بات کرنا چاہتی ہوں۔"

افسر نے موبائل فون کے ذریعے رابطہ کرایا۔ رچنا نے کہا۔ "میں ٹھاکرے صاحب کی بیٹی آپ سے رازداری چاہتی ہوں۔ اگر ٹھاکرے صاحب کو معلوم ہوگا تو وہ مجھے گولی مار دیں گے۔"

ڈائریکٹر نے کہا "انہیں معلوم نہیں ہوگا۔ تم کیا چاہتی ہو؟"

"اپنے افسر کو حکم دیں کہ مجھے اپنی گاڑی میں یہاں سے جیپ

چاپ آپ کے دفتر پہنچادیں۔ میں وہاں آپ سے ڈاکٹر صابر کے بارے میں بات کروں گی۔"

ڈائریکٹر نے اپنے ماتحت سے کہا "ٹھاکرے صاحب کی بیٹی کو بڑی رازداری سے میرے دفتر پہنچادو۔ میں ابھی وہاں آؤں گا۔"

ملازم نے کوٹھی سے باہر آکر کہا "مالک! کوٹھی خالی کردی ہے۔"

بال ٹھاکرے نے کہا "آپ لوگ کتوں کو لے آئیں۔ میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ یہ کیا تماشا ہے۔"

ٹرینران کتوں کی زنجیریں پکڑے ہوئے تھا۔ کتے بھونکتے ہوئے کوٹھی کے اندر آئے اور وہاں مختلف حصوں سے گزرتے ہوئے ایک کمرے میں داخل ہونے لگے۔ بال ٹھاکرے نے کہا "یہ میری بیٹی کا کمرا ہے۔ کتے یہاں کیوں آئے ہیں؟"

وہ کتے بستر کے پاس آئے اور اچھل کر پلنگ پر چڑھ گئے۔ ایک نے لپک کر تکیے کو منہ سے دبا کر ہٹایا۔ دوسرے کتے نے تکیے کے نیچے پڑے ہوئے مردانہ پتلون اور شرٹ کو دیکھا پھر ان پر پنجے مارنے لگا۔

ٹرینر نے کہا "یہ ڈاکٹر صابر کا لباس ہے۔ کتے اس کی بُو پہچان رہے ہیں۔"

بال ٹھاکرے نے گرج کر کہا "یہ کیا بکواس ہے۔ ایک مسلمان کا لباس میری بیٹی کے بستر پر نہیں آسکتا۔"

کئی فلیش لائٹیں یکے بعد دیگرے جل بجھ رہی تھیں۔ اس لباس کو کتوں کے ساتھ کیمروں کی آنکھوں میں محفوظ کیا جارہا تھا۔ کئی رپورٹر "را" کے اعلیٰ افسران اور کتوں کے ٹرینر سے طرح طرح کے سوالات کررہے تھے اور جواب منی کیسٹ ریکارڈر میں ریکارڈ کررہے تھے۔

بال ٹھاکرے نے گرج کر کہا "یہ میرے خلاف سازش ہورہی ہے۔ آپ لوگ مجھے بدنام کرنے کے لئے پریس والوں کو ساتھ لائے ہیں۔ اگر میری بیٹی یا کسی بھی فیملی ممبر کے بارے میں توہین آمیز خبر شائع ہوگی یا تصویر چھاپی جائے گی تو میں پورے بمبئی شہر میں آگ لگادوں گا۔"

ڈائریکٹر نے کہا "ٹھاکرے صاحب! دنیا کے تمام بلڈ ہاؤنڈ صحیح مجرم تک پہنچاتے ہیں۔ آپ کے گرجنے برسنے سے دنیا والے دھوکے میں نہیں آئیں گے۔ جو سچ ہے اسے تسلیم کیا جائے گا۔ اگر جھوٹ ہے تو اپنی بیٹی کو یہاں بلائیں اس سے پوچھیں کہ ایک مسلمان کا لباس ایک ہندو کنواری لڑکی کے بستر پر کیسے آیا ہے؟"

ٹھاکرے نے حکم دیا کہ رچنا کو بلایا جائے۔ رچنا ہوتی تو آتی۔ پتا چلا وہ تھوڑی دیر پہلے کوٹھی میں تھی پھر نہ جانے کہاں چلی گئی ہے۔

ٹھاکرے نے گرج کر پوچھا "کہاں چلی گئی؟ میری بیٹی مسلمانوں پر تھوکنا بھی پسند نہیں کرتی ہے۔ یہ کوئی بڑی سازش ہے۔ میری بیٹی کو یہاں سے کہیں لے جایا گیا ہے۔ میں "را" تنظیم کے ڈائریکٹر سے کہتا ہوں۔ میری بیٹی کی بدنامی تمام ہندو جاتی کی بدنامی ہوگی اس لئے "را" کے معزز افسران مجھ سے تعاون کریں۔ جب تک سازش کی نوعیت معلوم نہ ہو اور سازش کرنے والے گرفتار نہ ہوں تب تک میری بیٹی کے بارے میں کوئی خبر شائع نہ کی جائے۔"

پھر ٹھاکرے نے فون کے ذریعے مہاراشٹر کے صدر اور مکھ منتری سے رابطے کئے۔ انہیں بتایا کہ اس کی بیٹی کو ایک مسلمان کے ساتھ بدنام کرنے کی سازش کی جارہی ہے اور اس کی بیٹی رچنا کو اغوا کرلیا گیا ہے لہٰذا "را" والوں سے تعاون کی اپیل کی جائے۔

مکھ منتری نے ڈائریکٹر "را" سے فون پر کہا "یہ بہت نازک معاملہ ہے۔ ہم اور آپ مل کر ایک شریف ہندو لڑکی کو بدنامی سے بچا سکتے ہیں۔"

ڈائریکٹر نے کہا "ابھی آپ تعاون کی اپیل کررہے ہیں۔ دلی سے ہمارے پردھان منتری نے آپ لوگوں کو سمجھایا کہ بمبئی سے مسلمانوں کو نکالنے کی مہم بند کی جائے۔ ہم پہلے ہی کشمیر کے معاملے میں الجھے ہوئے ہیں لیکن آپ لوگوں نے اقتدار کے نشے میں ہمارے نیک مشوروں کو نظرانداز کردیا۔ ہم نے اپنے دیس کو بدنامی سے بچانے کے لئے آپ لوگوں کی اسلام دشمنی کو اپنے دیس کے اخبارات میں نہیں آنے دیا لیکن دنیا کے تمام اخبارات کے رپورٹر اندھے تو نہیں ہیں۔ میڈیا نے اتنی ترقی کرلی ہے کہ ہم یہاں چھینکتے ہیں تو آواز امریکا میں سنائی دیتی ہے ٹھیک ہے 'لگاؤ بمبئی میں آگ لگاؤ۔ تمام مہاراشٹر سے مسلمانوں کو نکال دو لیکن ایک مسلمان ڈاکٹر نے جو کھیل شروع کردیا ہے اس کھیل کو کسی بھی مرحلے میں روک سکتے ہو تو روک کر بتادو۔"

"آپ مہاراشٹر کے مکھ منتری سے چیلنج کے انداز میں گفتگو کررہے ہیں۔"

"ہم نے چیلنج کرنا آپ لوگوں سے سیکھا ہے۔ پہلے انتہا پسندوں کو بھڑکا کر بابری مسجد کو ختم کرایا اور مسلمانوں کی نظروں میں کانگریسی حکومت کی پوزیشن کمزور کی۔ وہ رام مندر بنانے والا مذہبی جذباتی مسئلہ تھا کہ کانگریسی حکومت کشمکش میں رہ گئی۔ مسلمانوں کے ووٹ سے اپنا پلڑا بھاری ہوتا تھا ان کے سامنے بے بس ہوگئی۔ اب بھارت کے تمام مسلمان حکومت کو الزام دے رہے ہیں کہ بمبئی میں مسلمانوں پر کیوں مظالم ڈھائے جارہے ہیں؟ اب تک حکومت دلاسے دے رہی تھی اب آپ لوگوں کی دکھتی رگ ہمارے ہاتھوں میں آئی ہے۔ ٹھاکرے صاحب کی بیٹی اور ایک مسلمان کی شرمناک داستان کو صرف کل کے اخبارات میں آنے سے روکا جائے گا۔ کل تک فیصلہ کرو کہ دلی راجدھانی کے زیر اثر رہو گے یا اپنی من مانی کرو گے؟ میرا خیال ہے میں نے بہت کچھ کہہ دیا ہے۔ باقی باتیں کل ٹھاکرے صاحب کو عقل آنے کے بعد ہوں گی۔"



ان کی باتوں کے دوران میں نے "را" کے ایک ماتحت افسر کو اپنا آلۂ کار بنایا۔ وہ میرا لباس وہاں سے اٹھا کرلے گیا۔ وہاں سب بحث میں الجھے ہوئے تھے۔ وہ افسر وہاں سے نکل کر کچن میں آیا۔ پھر اس نے گیس کا چولہا جلا کر اس کے بھڑکتے ہوئے شعلوں میں میرے لباس کو رکھ دیا۔ اس کوٹھی کی عورتیں اور نوکرانیاں وہاں نہیں تھیں اس لئے کچن کی طرف کوئی نہیں آیا۔ لباس جل کر راکھ ہوگیا۔ اس افسر نے چولہے کو بجھایا پھر وہاں سے چلتا ہوا وہیں رچنا کے بیڈروم میں تمام لوگوں کے درمیان آگیا۔

میں اسے چھوڑ کر بال ٹھاکرے کے اندر آیا۔ اس نے اپنے باڈی گارڈ سے ریوالور لیا۔ ڈائریکٹر نے پوچھا "کیا آپ قانون کو ہاتھ میں لیں گے؟ ہم میں سے کتنوں کی زبانیں بند کریں گے؟ آپ کی پوری کوٹھی کا محاصرہ کیا گیا ہے۔"

ٹھاکرے نے کہا "میں کسی انسان کو نقصان نہیں پہنچاؤں گا مگر جو دشمن آپ لوگوں کو یہاں لے کر آئے ہیں میں انہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔"

اس سے پہلے کہ اس کی بات سمجھ میں آتی اور اس کے ہاتھ سے ریوالور لیا جاتا اس نے ٹھائیں ٹھائیں کی زوردار آوازوں سے گولیاں چلائیں۔ وہ دونوں بلڈ ہاؤنڈ کتے آخر کتے ہی تھے اس لئے کتوں کی موت مرگئے۔

ڈائریکٹر نے ناگواری سے کہا "بیٹی اور خاندان کی عزت کے مسئلے نے آپ کا دماغ خراب کردیا ہے۔ آخر ان کتوں کو مار کر آپ نے کیا حاصل کیا ہے؟"

وہ ریوالور کو ایک طرف پھینک کر بولا "میرے گھر میں کبھی کتے نہیں آتے۔ یہ میری بدنامی لے کر آئے تھے۔ میرا کلیجا ٹھنڈا ہوگیا۔ کتوں کو مارنا کوئی ایسا جرم نہیں ہے کہ آپ بال ٹھاکرے جیسی شخصیت کو گرفتار کرسکیں گے۔ کوئی قانونی کارروائی کرنا ہو تو جائیں، کرتے رہیں۔"

وہ سب وہاں سے جانے لگے۔ میں نے اپنا دوسرا لباس اس لئے راکھ کروایا اور کتوں کو اس لئے ختم کرادیا کہ اب "را" والوں کے پاس مجھ تک پہنچنے کا کوئی ذریعہ نہیں رہ گیا تھا۔ انہوں نے وہاں سے جاتے وقت میرے اس لباس کو بھی تلاش کیا تھا لیکن انہیں صرف راکھ ملی تھی۔

ڈائریکٹر نے واپسی پر گاڑی میں بیٹھتے ہوئے کہا "اس خردماغ نے کتوں کو مار ڈالا ہے۔ ہماری گفتگو کے دوران شاید اسی کے کسی ملازم نے اس لباس کو جلادیا ہے۔ اب ہمارے پاس ڈاکٹر صابر تک پہنچنے کا ایک ہی ذریعہ ہے اور وہ ہے ٹھاکرے کی بیٹی رچنا..."

اس کے حکم کے مطابق اس کا ایک ماتحت افسر رچنا کو "را" کے دفتر کی طرف لے گیا تھا۔ دفتر بہت دور تھا لیکن اب وہ قریب پہنچ رہے تھے۔ ان سے پہلے میں رچنا کے پاس پہنچ گیا۔ اگلی سیٹ پر دو مسلح ماتحت تھے۔ ان میں سے ایک گاڑی ڈرائیو کررہا تھا۔ ماتحت افسر پچھلی سیٹ پر رچنا کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے ریوالور نکال کر حکم دیا "گاڑی روکو۔"

افسر کے حکم کے مطابق گاڑی رک گئی پھر افسر نے دروازہ کھول کر باہر نکلتے ہوئے حکم دیا "باہر آؤ۔"

وہ دونوں باہر آئے۔ افسر نے ایک لمحہ بھی ضائع کئے بغیر دونوں پر فائرنگ کی۔ انہیں کچھ سمجھنے اور سنبھلنے کا موقع ہی نہیں ملا۔ انہیں ختم کرنے کے بعد اس نے رچنا کو ریوالور دے کر کہا "فوراً مجھے گولی مارو اور یہاں سے بھاگو ورنہ "را" کے شکنجے میں رہو گی تو کبھی کھلا آسمان نہیں دیکھ سکو گی۔"

رچنا نے ریوالور لیا اور اس افسر کو ٹھکانے لگادیا پھر اسٹیئرنگ سیٹ پر آکر گاڑی ڈرائیو کرتے ہوئے جانے لگی۔ تھوڑی دیر بعد اس نے گاڑی روکی۔ ریوالور کو وہیں سیٹ پر پھینکا پھر گاڑی سے اتر کر ایک فٹ پاتھ پر پیدل چلنے لگی۔ اسے زیادہ دور تک چلنا نہیں پڑا۔ وہ نوجوان تھی، حسین تھی اس لئے ایک کار اس کے قریب آکر رک گئی۔ ایک ادھیڑ عمر کے شخص نے کھڑکی سے سر نکال کر پوچھا "کیا ہماری منزل ایک ہوسکتی ہے؟"

رچنا نے مسکرا کر اسے دیکھا پھر کار کے دوسری طرف سے گھوم کر اگلی سیٹ پر آکر بیٹھ گئی۔ میں نے لفٹ دینے والے کے دماغ پر قبضہ جمایا۔ اس نے رچنا کو ہماری موجودہ رہائش گاہ کے سامنے پہنچادیا۔ وہ کار سے اتر گئی اور میرے اگلے عمل تک وہاں کھڑی رہی۔ میں کار والے کو وہاں سے دور لے گیا۔ ایسے وقت پارو میرے کمرے میں پرفیوم اسپرے کرنے آئی تو میں نے کہا "پہلے باہر جاؤ۔ ایک نوجوان لڑکی کھڑی ہوئی ہے اسے اندر لے آؤ۔"

وہ چلی گئی۔ میں پھر کار والے کے دماغ میں آیا۔ اس نے کار روک دی تھی اور حیرانی سے سوچ رہا تھا۔ "یہ میں کس علاقے میں آگیا ہوں اور وہ حسینہ کہاں چلی گئی ہے؟"

میں نے پھر اسے غائب دماغ بنایا۔ وہ کار ڈرائیو کرتا ہوا اس کی رفتار بڑھاتا ہوا ایک علاقے سے دوسرے علاقے پھر تیسرے علاقے تک جاتا رہا پھر اس نے پوری تیز رفتاری سے ڈرائیو کرتے ہوئے ایک پیٹرول پمپ سے گاڑی ٹکرادی۔

یہ دیکھنے کی ضرورت نہیں تھی کہ اس کا انجام کیا ہوا۔ میں اپنے بیڈروم سے نکل کر ڈرائنگ روم میں آیا تو رچنا مجھے دیکھتے ہی دوڑ کر آئی۔ وہ مجھ سے لپٹ جانا چاہتی تھی مگر میں نے خیال خوانی کے ذریعے اسے روک دیا کیونکہ وہاں شہناز اور پارو بیٹھی ہوئی تھیں۔ میں نے اس کا ہاتھ تھام کر کہا "تم اب بالکل محفوظ ہو۔ ان سے ملو۔ یہ میری بہو شہناز ہے اور یہ میری بیٹی پارو۔ یہ دونوں پوری طرح تمہاری حفاظت کریں گی۔ شہناز! تم اس کا میک اپ کرو اور چہرہ تبدیل کرو تاکہ اسے بال ٹھاکرے کی بیٹی رچنا کی حیثیت سے کوئی پہچان نہ سکے۔"

میں نے شہناز اور پارو کو رچنا کے مختصر حالات بتائے پھر کہا۔

"مسلمان عورتوں کی عزت و آبرو کی دھجیاں اڑانے والے تمام انتہا پسند ہندو کل صبح سے اس ہندو لڑکی کو تلاش کریں گے۔ یہ ٹھاکر خاندان کی عزت ہے۔ یہ انہیں نہ ملی تو بال ٹھاکرے کی ناک کٹ جائے گی۔ شیو سینا اور بی جے پی انتہا پسند ہندوؤں کی جماعتیں ہیں۔ میں انہیں بتاؤں گا کہ مسلمان عورتوں کی آبرو بھی ایسی ہی سلامتی چاہتی ہے جیسی رچنا کی آبرو برقرار رکھنے کے لئے وہ اسے ڈھونڈتے اور ٹھوکریں کھاتے پھریں گے۔"

پھر یہ کہ شیو سینا اور کانگریس آئی کے درمیان رچنا ایک سیاسی مسئلہ بن گئی تھی۔ رچنا "را" والوں کی کسٹڈی میں رہتی تو کانگریسی حکام مہاراشٹر کی صوبائی حکومت کو اپنے زیرِ اثر رکھ سکتے تھے۔

رچنا میری بہو اور بیٹی کے ساتھ دوسرے کمرے میں چلی گئی۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ رچنا کو جس طرح میں نے مہرہ بنایا ہے اس کا علم شہناز اور پارو کو ہو لہٰذا میں نے سوچا جب رچنا میک اپ کے بعد سو جائے گی تو میں پھر اس پر تنویمی عمل کروں گا اور اس کے ذہن میں یہ بات نقش کروں گا کہ وہ کبھی کسی تیسری ہستی کے سامنے میرے قریب تر نہ ہوا کرے۔

میں نے رچنا کے ساتھ جو کچھ کیا وہ مناسب نہیں تھا لیکن اس کی بات بہت بری لگی تھی کہ وہ مسلمانوں پر تھوکنا بھی نہیں چاہتی تھی پھر یہ کہ بے شمار خاندانوں کی مسلمان لڑکیوں کو کھلونا بنایا جا رہا تھا۔ ہندوؤں کی ایسی شرمناک حرکتوں کو روکنے کے لئے مہاراشٹر میں رچنا سے بڑا اور زبردست مہرہ کوئی نہ تھا۔ میں اس کے ذریعے شیو سینا اور بی جے پی کے تمام انتہا پسند ہندوؤں کے دل و دماغ میں زلزلے پیدا کر سکتا تھا۔

میں اس فوٹو گرافر کے پاس پہنچا جس نے میری اور رچنا کی درجنوں تصاویر اتاری تھیں۔ وہ فوٹو گرافر سو رہا تھا۔ اس کے خوابیدہ دماغ نے بتایا کہ تمام تصویروں کے نگیٹو اور پرنٹس مختلف سائز میں تیار ہو چکے ہیں۔ وہ تمام تصاویر کو خشک کرنے کے بعد ان کے نگیٹو کے ساتھ کئی لفافوں میں بند کر چکا تھا۔ کئی بڑے لفافوں کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ اس نے درجنوں تصاویر کو مختلف سائز میں تیار کیا تھا اور ان کی چھوٹی بڑی تعداد تقریباً چار سو تھی۔ اتنے پرنٹس اس لئے تھے کہ بہ وقتِ ضرورت انہیں بھارت کے ہندی، انگریزی، بنگالی، تیلگو اور تامل زبانوں کے اخبارات میں بھیجا جا سکتا تھا۔

صبح کے پانچ بجنے والے تھے۔ میں نے اسے نیند ۔ ۔ گایا۔ اس نے بیدار ہو کر وہ تمام بڑے لفافے اٹھائے پھر انہیں لے کر ایک موٹر سائیکل میں میری رہائش گاہ کے سامنے آیا۔ اس نے وہ تمام لفافے مجھے دیے۔ ایسے وقت وہ غائب دماغ تھا۔ بعد میں یہ یاد نہیں کر سکتا تھا کہ کس علاقے کی کون سی کوٹھی کے سامنے آیا تھا۔ وہ تمام لفافے مجھے دے کر چلا گیا۔ اس نے اپنے مکان میں پہنچ کر آنگن میں موٹر سائیکل کھڑی کی۔ دروازے کو اندر سے بند کیا پھر کمرے میں آ کر پہلے کی طرح بستر پر سو گیا۔

میں نے کمرے میں آ کر ٹیلی فون کا ریسیور اٹھایا پھر یونہی نمبر ڈائل کرنے لگا۔ پہلی بار ڈائل کرنے کے نتیجے میں ایک عورت کی آواز سنائی دی۔ میں نے ریسیور رکھ کر اس کے خیالات پڑھے تو پتا چلا وہ اپنے گھر میں ایک بیٹی اور چھوٹے بیٹے کے ساتھ تھی۔ اس کا خاوند شہر سے باہر گیا ہوا تھا۔ مجھے آلۂ کار بنانے کے لئے ایک مرد کی ضرورت تھی۔ میں نے دوسرے نمبر ڈائل کئے۔ اس بار ایک مرد کی آواز سنائی دی۔ میں ریسیور رکھ کر اس کے اندر پہنچ گیا۔

وہ نیند سے بیدار ہوا تھا، جھنجلا کر سونا چاہتا تھا مگر میں نے سونے نہیں دیا۔ اپنے زیرِ اثر رکھ کر بال ٹھاکرے کے نمبر ڈائل کرائے۔ تھوڑی دیر بعد اس کے باڈی گارڈ کی آواز سنائی دی۔ میں نے آلۂ کار کی زبان سے کہا "ٹھاکرے صاحب سے بات کراؤ۔"

وہ بولا "آپ صبح نو بجے بات کر سکتے ہیں۔ وہ سو رہے ہیں۔"

"صرف اتنا کہہ دو کہ رچنا کا سراغ مل گیا ہے۔ اس کی نیند اڑ جائے گی۔"

"آپ کون ہیں؟"

"تمہارا باپ ہوں۔ اپنے مالک کی بیٹی واپس چاہتے ہو یا نہیں؟"

"ہاں ہاں، واپس چاہتے ہیں۔ ذرا ایک منٹ ہولڈ آن کریں۔"

ایک منٹ سے پہلے ہی بال ٹھاکرے کی آواز سنائی دی "ہیلو! میں بال ٹھاکرے بول رہا ہوں۔"

"اور میں ڈاکٹر صابر بول رہا ہوں۔ تمہاری بیٹی ایک مسلمان کے ساتھ بدنام ہو رہی ہے۔ تم کیسے بے غیرت باپ ہو کہ ایسے وقت سو رہے ہو؟"

وہ غصے سے دہاڑ کر بولا "یو شٹ اپ! میں پورے شہر کی ناکہ بندی کرانے کے بعد سو رہا تھا۔ تم اس شہر سے باہر نہیں نکل سکو گے۔ میری بیٹی کہاں ہے؟"

"یہی بتانے کے لئے فون کیا ہے۔ "را" کا ڈائریکٹر تمہارے ساتھ چالیں چل رہا ہے۔"

"کیسی چالیں؟"

"اصل بات یہ ہے کہ رات بارہ بجے تک تمہاری اونچی ذات کی ہندو دھرم کی بیٹی میری آغوش میں کھیلتی رہی۔ اس کے بعد......"

وہ حلق پھاڑ کر چیختے ہوئے بولا "ذلیل، کمینے، کتے! میری بیٹی کے لئے ایسے شبد (الفاظ) استعمال کرے گا تو میں شہر کے تمام مسلمانوں کو زندہ جلا دوں گا۔"

"یہاں کے مسلمان زندہ رہ کر غیرت کی آگ میں پہلے ہی جل رہے ہیں۔ تمام ہندو برے نہیں ہوتے لیکن تیری اسلام دشمنی



درندے غنڈوں کی ایسی درندگی نے جو ہماری بہنوں اور بیٹیوں کے ساتھ جاری رکھی ہے، ایسی بے شرمی نے صرف بھارت کو ہی نہیں ہندو دھرم کو بھی بدنام کیا ہے۔ دنیا کا ہر مذہب اور دھرم انسان کو سکھاتا ہے مگر تو نے اپنے دھرم کو شیطان بنا دیا ہے۔ بھارت کے تمام غیرت مند اور مہذب ہندوؤں کو چاہئے کہ وہ تجھے زندہ جلا دیں۔"

وہ گرج کر بولا "تو نے مسلمان عورتوں کے بے آبرو ہونے کا انتقام لینے کے لئے میری بیٹی کو مہرہ بنایا ہے۔ اب تجھے معلوم ہو گا کہ میری بیٹی کے مسلمانوں پر قیامت سے پہلے قیامت کیسے آئے گی۔"

"کوئی قدم اٹھانے سے پہلے ایک گھنٹے تک انتظار کر لے۔ میرے پاس چند تصویریں پہنچ رہی ہیں۔ وہ میری اور رچنا کی ایسی تصویریں ہیں کہ جنہیں تو دیکھ نہیں سکے گا۔ اس کے بعد بھی انتقامی کارروائی کرنا چاہے گا تو صرف بھارت کے ہی نہیں دنیا کے تمام فیشن میگزین یعنی پلے بوائے جیسے میگزین وغیرہ میں ہماری وہ تمام تصویریں پہنچا دی جائیں گی۔"

فون پر تھوڑی دیر تک خاموشی رہی۔ میں نے اپنے آلۂ کار کے ذریعے پوچھا "اگر دماغ کچھ ٹھنڈا ہوا ہے تو میں رچنا کے اغوا کے متعلق بتاؤں گا۔"

"اغوا تو تم نے کیا ہے؟"

"نہیں، یہ ڈائریکٹر "را" کی چال ہے۔ اس نے تمہاری کوٹھی کا محاصرہ کیا تو ایسے وقت رچنا کوٹھی کے پچھلے حصے کی طرف گئی۔ "را" کے افسر اور دو سپاہی اسے گن پوائنٹ پر اپنے ساتھ لے گئے۔ جب مجھے پتا چلا تو میں نے ڈائریکٹر سے رابطہ کیا اور اس سے رچنا کا مطالبہ کیا۔ اس نے بڑے غرور سے کہا 'را' کے شکنجے میں جو بھی آجاتا ہے وہ پھر کبھی رہائی نہیں پاتا۔ میں نے ڈائریکٹر کو دھمکی دی کہ وہ رچنا کو میرے حوالے نہیں کرے گا تو میں بال ٹھاکرے کو حقیقت بتا دوں گا۔ وہ تم سے اپنی بیٹی چھین کر لے جائے گا۔"

"میں "را" کے کسی کتے کو زندہ نہیں چھوڑوں گا۔"

"دو کتے تو تم نے مار دیئے۔ میں تو چاہتا ہوں کہ رچنا واپس مل جائے، پھر میں اس کا رشتہ تم سے مانگنے آؤں گا۔"

وہ حلق پھاڑ کر رشتے کی ماں بہن ایک کرنے لگا۔ میں نے فون بند کرا دیا پھر اس کے اندر پہنچ گیا۔ حلق پھاڑ کر گالیاں دیتے رہنے کے دوران میں اس کی زبان دانتوں کے درمیان لے آیا۔ وہ تکلیف سے تلملا گیا۔ ایسے وقت پتا چلا کہ فون بند ہو چکا ہے اور وہ دیواروں کو گالیاں دے رہا ہے۔

وہ اتنی دیر تک گرجتے رہنے کے باعث ہانپنے لگا۔ میں نے اسے ڈائریکٹر "را" سے رابطہ کرنے پر مائل کیا۔ اس نے ریسیور اٹھا کر اس کے موبائل نمبر ڈائل کئے۔ میں اس سے پہلے ڈائریکٹر کے پاس پہنچ گیا۔ وہ پہلے مطمئن تھا کہ رچنا اس کے ماتحت افسر کے ساتھ "را" کے دفتر میں پہنچ گئی ہو گی لیکن دفتر پہنچ کر معلوم ہوا کہ رچنا ان سپاہیوں اور افسر کے ساتھ کہیں گم ہو گئی ہے۔ انہیں بڑے پیمانے پر تلاش کیا گیا۔ دو گھنٹے بعد پتا چلا کہ ایک جگہ دو سپاہی اور ایک افسر فائرنگ کے نتیجے میں مردہ پڑے ہیں اور رچنا کا کوئی پتا نہیں ہے۔ اسے جس گاڑی میں لے جایا جا رہا تھا وہ تین میل کے فاصلے پر خالی ملی تھی۔

ڈائریکٹر نے گرج کر اپنے ماتحتوں سے پوچھا تھا۔ "یہ کیا ہو رہا ہے۔ ایک ڈاکٹر تم لوگوں کے قابو میں نہیں آ رہا ہے؟ اسی کمبخت نے ہمارے سپاہیوں اور افسر کو قتل کیا ہے اور رچنا کو اپنے ساتھ لے گیا ہے۔ اسے تلاش کرو، وہ اسی شہر میں ہو گا۔"

"را" کے ایڈیشنل ڈائریکٹر نے کہا۔ "آپ پرسوں رات سو نہ سکے۔ یہ رات بھی جاگتے ہوئے گزر گئی۔ پلیز آپ سو جائیں۔ ہم رچنا اور صابر دونوں کو پکڑ لائیں گے۔"

وہ تھکن سے نڈھال تھا۔ نیند سے بے حال ہو رہا تھا۔ اس نے ایک صوفے پر لیٹتے ہوئے کہا۔ "آج تک مجھے کسی مجرم نے اتنا نہیں دوڑایا جتنا وہ ڈاکٹر دوڑا رہا ہے اور کھانا، پینا، سونا، جاگنا حرام کر رہا ہے۔"

"سر! یہ بڑے تعجب کی بات ہے۔ ہم سب اچھی طرح جانتے ہیں کہ ڈاکٹر صابر کا جرائم سے کبھی کوئی تعلق نہیں رہا۔ اس کے باوجود وہ ایک گھاگ مجرم کی طرح صرف ہمیں ہی نہیں یہاں کی صوبائی حکومت بنانے والی سیاسی پارٹیوں شیو سینا اور بی جے پی کو بھی چیلنج کر رہا ہے۔ کوئی بڑے سے بڑا سورما بھی بال ٹھاکرے کی بیٹی کو چھونے کی جرأت نہیں کر سکتا تھا مگر صابر تو اسے اڑاتا پھر رہا ہے۔"

ڈائریکٹر دو راتیں جاگنے کے بعد تھکن سے چُور ہو گیا تھا۔ صوفے پر لیٹنے کے بعد ایڈیشنل ڈائریکٹر کی باتیں سنتے سنتے آنکھ لگ گئی۔ لیکن دوسرے ہی لمحے میں ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا۔ پاس ہی میز پر رکھے ہوئے موبائل فون کی گھنٹی بجی جو بہت دھیمی ہوتی ہے مگر صابر حواس پر چھا گیا تھا۔ وہ دھیمی سی آواز دھماکا سی لگی۔ وہ بڑبڑاتا ہوا اٹھا "کون ہے؟ کیا ہے؟"

ایڈیشنل ڈائریکٹر نے موبائل اٹھا کر کہا "سر! کوئی بات نہیں ہے۔ یہ آپ کا فون ہے۔ شاید کوئی اچھی خبر ہے۔"

اس نے فون لے کر اسے آن کر کے پوچھا "ہیلو کون ہے؟"

"میں ٹھاکرے بول رہا ہوں۔ تم نے میری کوٹھی کا محاصرہ کر کے ذلیل حرکت کی ہے۔ اپنے ایک افسر کے ذریعے میری بیٹی کو اغوا کرا لیا۔ میں جانتا ہوں "را" بہت خطرناک تنظیم ہے لیکن بال ٹھاکرے سے زیادہ خطرناک نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں، ابھی اور اسی وقت میری بیٹی کو واپس لاؤ۔"

ڈائریکٹر رچنا کے اغوا کا مرتکب ہونے سے انکار کرنا چاہتا تھا لیکن میری مرضی کے مطابق بولا "تمہاری بھلائی اور نیک نامی کے لیے میرے آدمی رچنا کو وہاں سے لے گئے تھے تاکہ وہ مسلمان

دوسری بار اس کے بیڈ روم میں آکر تمہارا منہ کالا نہ کرے۔"

وہ ذلت اور توہین کے احساس سے جھنجلا کر بولا "شٹ اپ۔"

"شٹ اپ کا مطلب ہے خاموش رہو۔ اگر خاموش رکھنا ہی تھا تو فون کیوں کیا؟"

"مجھے میری بیٹی چاہیے' ابھی اور اسی وقت۔"

"تم آگے بات سننے سے پہلے ہی گرجنا شروع کردیتے ہو۔ پہلے یہ سن لو کہ جو افسر اور سپاہی رچنا کو میرے دفتر لا رہے تھے' وہ راستے میں قتل کردئے گئے۔ رچنا لاپتا ہوگئی ہے یقیناً وہی ڈاکٹر صابر اسے لے گیا ہے۔"

"بکواس مت کرو۔ رچنا تمہارے پاس پہنچ گئی تھی۔ ڈاکٹر صابر نے تم سے اس کا مطالبہ کیا تو تم نے اس سے بڑے گھمنڈ سے کہا تھا کہ ایک بار جو "را" کے شکنجے میں آجاتا ہے پھر کبھی اسے رہائی نہیں ملتی۔"

"یہ جھوٹ ہے۔ ڈاکٹر صابر نے مجھ سے رابطہ نہیں کیا ہے اور نہ ہی رچنا کا مطالبہ مجھ سے کیا ہے۔"

"کیا وہ مطالبہ کرتا تو تم میری بیٹی کو اس کے حوالے کردیتے؟"

ڈائریکٹر نے میری مرضی کے مطابق بے اختیار کہا "ہاں کردیتا۔ جب اس نے مطالبہ ہی نہیں کیا ہے تو اس کے حوالے کیسے کروں؟"

"ابھی تو تم کہہ رہے تھے کہ وہ لاپتا ہوگئی ہے پھر کیسے اس مسلمان کے حوالے کردیتے؟"

وہ چونک کر ہچکچاتے ہوئے بولا "میں نے کہہ دیا' وہ لاپتا ہوگئی ہے۔ میں دو راتوں سے جاگ رہا ہوں۔ پتا نہیں ابھی تم سے کیسی بے تکی بات کہہ دی۔ مجھے پریشان نہ کرو میں سونے جارہا ہوں۔"

میں نے ان دونوں کو فون پر جھگڑا کرنے کے لیے چھوڑ دیا۔ بال ٹھاکرے کے دماغ سے ایک پولیس اسٹیشن کا فون نمبر معلوم کیا۔ اس کے بعد اس نمبر پر رابطہ قائم کرکے دوسری طرف کی آواز سنی پھر ریسیور رکھ دیا۔

وہ تھانے کا انچارج تھا۔ ریسیور رکھ کر اٹھا۔ تھانے سے باہر آکر ایک جیپ میں بیٹھا پھر میری طرف آنے لگا۔ میں نے چھ مختلف تصویریں ایک چھوٹے لفافے میں بند کردی تھیں۔ اس لفافے پر انگریزی میں لکھ دیا تھا "اسے ٹھاکر مہا ٹھاکر' بال ٹھاکرے کے پاس پہنچایا جائے اور اسے کھولا نہ جائے۔"

میں کوٹھی کے باہر آکر کھڑا ہوگیا تھا۔ تھانے کا انچارج جیپ ڈرائیو کرتا ہوا آیا۔ اس نے مجھ سے لفافہ لے کر جیب میں رکھا پھر واپس تھانے چلا گیا۔ وہاں اپنے دفتری کمرے میں پہنچ کر اس نے لفافے کو میز پر رکھا پھر کرسی پر بیٹھ گیا۔ ذرا دیر بعد فون کی گھنٹی نے اسے چونکادیا۔ میں نے بھی اس کے دماغ کو آزاد چھوڑ دیا۔ اس نے ریسیور اٹھا کر کہا "ہیلو' دادر پولیس اسٹیشن۔۔۔"

میں نے کہا "تمہاری میز پر شری مان بال ٹھاکرے کے لیے لفافہ رکھا ہے۔ اسے کھولے بغیر ان کی کوٹھی میں پہنچادو۔"

میں نے ریسیور رکھ دیا۔ اس نے میز پر رکھے ہوئے لفافے کو دیکھا اور اوپر لکھی ہوئی تحریر کو پڑھا۔ کسی اور کے لیے وہ لفافہ ہوتا تو وہ ضرور اسے کھول کر دیکھتا اور کسی کے گھر اسے پہنچانا ضروری سمجھتا لیکن بال ٹھاکرے کا نام ایک چابک کی طرح ان کے ذہن پر پڑتا تھا۔ وہ فوراً ہی اٹھ کر کھڑا ہوگیا۔ لفافے کو جیب میں رکھ کر سپاہیوں کے ساتھ وہاں سے ٹھاکرے صاحب کی جی حضوری کے لیے چل پڑا۔

اس کا خیال تھا کہ لفافے میں کوئی اچھی خبر ہوگی تو ٹھاکرے کی سفارش پر اس کی ترقی ہوجائے گی اور وہ بڑا پولیس افسر بن جائے گا۔ کوٹھی کے احاطے میں پہنچ کر اس نے مسلح گارڈ کے ذریعے پیغام بھیجا کہ دادر پولیس اسٹیشن کا تھانے دار ٹھاکر صاحب کے چرن (قدم) چھونے اور ایک لفافہ دینے آیا ہے۔

بال ٹھاکرے کو تھانے دار کا پیغام ملا تو میں نے اس کی سوچ میں کہا "کہیں یہ وہی لفافہ تو نہیں ہے جس میں وہ تصویریں ہیں جن کا ذکر اس ڈاکٹر نے کیا تھا۔"

اپنے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوتے ہی وہ تیزی سے چلتا ہوا باہر آیا۔ سپاہی سیلوٹ کیا کرتے ہیں لیکن تھانے دار ٹھاکر صاحب کے پاؤں چھونے کے لیے جھکا۔ بال ٹھاکرے نے ہیچھے ہٹ کر کہا "ٹھیک ہے' ٹھیک ہے۔ وہ لفافہ کہاں ہے؟"

اس نے جیب سے لفافہ نکال کر پیش کیا۔ بال ٹھاکرے نے لفافے کی تحریر پڑھی پھر پوچھا "تم نے اسے کھولا تو نہیں تھا؟"

وہ دونوں ہاتھ جوڑ کر بولا "میری کیا مجال ہے مہاراج! جس حالت میں میری میز پر رکھا ہوا تھا' اسی حالت میں' میں نے پیش کردیا ہے۔"

"یہ تمہاری میز پر کیسے آیا؟ اسے کون لایا تھا؟"

"حضور! میں ڈیوٹی پر باہر گیا تھا۔ واپس آیا تو یہ میز پر رکھا تھا۔ آپ کے پاس اسے جلدی پہنچانا تھا اس لیے میں نے اس سلسلے میں پوچھ گچھ نہیں کی' اب کروں گا۔"

"جاؤ۔ مجھے معلوم ہونا چاہیے کہ یہ کس نے میرے لیے بھیجا ہے؟"

وہ تیزی سے چلتا ہوا کوٹھی کے اندر اپنے کمرے میں آیا۔ اس نے دروازے کو اندر سے بند کیا پھر اس لفافے کو ایسے دیکھا جیسے گمشدہ بیٹی کو دیکھ رہا ہو۔ ایسے وقت بھی اس کے دل کے کسی گوشے میں یہ بات نہیں تھی کہ مسلمانوں کی بیٹیاں بھی اس کی انتہا پسندی کے باعث گمشدہ ہوجاتی ہیں۔

ایسے لوگ اپنے نام' اپنی عزت اور اپنی ذات برادری کے مقابلے میں دوسروں کو کمتر اور کم ذات سمجھتے ہیں۔ خود ٹھوکریں کھانے کے بعد بھی اپنے غرور اور غلطیوں کا احساس نہیں ہوتا۔

اس نے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے لفافہ کھولا پھر لفافے میں سے پہلی تصویر کے برآمد ہوتے ہی شرم اور غیرت سے چیخ پڑا۔ ہاتھوں سے لفافہ چھوٹ کر فرش پر آیا۔ اس کے اندر کی تمام تصویریں نکل کر بکھر گئیں۔ وہ دونوں آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر ڈگمگاتے ہوئے آگے بڑھا پھر ایک صوفے پر گر پڑا۔

میں اخلاقی مجرم ہوں۔ مجھے ایسی شرمناک حرکتوں سے پرہیز کرنا چاہیے تھا۔ ظالم کو آئینہ دکھانے کا کوئی دوسرا راستہ اختیار کرنا چاہیے تھا لیکن کون سا راستہ؟ وہ جن راستوں پر چل رہے تھے' ان راستوں پر بابری مسجد شہید ہوچکی تھی۔ کشمیر میں ایک کے بعد دوسری اور پھر تیسری درگاہیں اور مقدس مقامات کو تباہ کیا جارہا تھا۔ اور مسلمان شریف زادیوں کے ساتھ اجتماعی زیادتیاں کی جارہی تھیں۔ ادھر صرف چار برسوں میں دہلی' الٰہ آباد' بمبئی' پونا' ناگپور' کلکتہ اور مدراس و حیدر آباد کے تمام چکلوں میں اتنی زیادہ مسلمان عورتیں پہنچائی گئی تھیں کہ انہیں دیکھ کر ہر غیرت مند مسلمان بال ٹھاکرے کی طرح دونوں آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر ڈگمگا کر زمین پر گر پڑے گا اور دنیا کے امیر ترین اسلامی ممالک سے پوچھے گا کہ مسلمان لاوارث کیوں ہوگیا ہے؟

پتا نہیں اس سوال کا کیا جواب ملے گا۔ میں نے تو ان کے مقابلے میں بال ٹھاکرے کے گھر سے صرف ایک چکلہ کھولا ہے۔ ظالم کا کلیجا اندر سے کھینچنے کے لیے کچھ تو کرنا پڑتا ہے۔ وہ پنجہ لڑائے تو تم بھی پنجہ آزمائی کرو۔ وہ اینٹ مارے تو تم بھی پتھر مارو۔ اور ابھی تو میں نے پہلا پتھر مارا تھا۔

ہم اپنی سوجھ بوجھ کے مطابق اپنے معاملات میں مصروف رہتے ہیں اور اس بات سے بے خبر رہتے ہیں کہ دوسرے بھی اینٹ کا جواب پتھر سے دینے کے لیے کیا کررہے ہیں۔ میں بھی بے خبر تھا' میری لاعلمی میں دیوی شی تارا پہنچ گئی تھی۔

اسے معلوم ہوچکا تھا کہ میں بھارت میں ہوں۔ وہ فوج کے اعلیٰ افسران اور دہلی کے حکمرانوں کے اندر جھانکتی پھررہی تھی' ان کے خیالات پڑھ کر معلوم کررہی تھی کہ ان کے ساتھ ایسی کوئی غیر معمولی بات ہورہی ہے جس سے ٹیلی پیتھی کا شبہ ہو؟

بھارت کے چند اکابرین میں "را" کا ڈائریکٹر بھی تھا۔ اس کے چور خیالات پڑھنے سے شبہ ہوا کہ ڈاکٹر صابر کے سلسلے میں جو واقعات ہورہے ہیں وہ غیر معمولی نوعیت کے ہیں۔ ڈاکٹر صابر جرائم یا چالبازیوں سے کوسوں دور رہنے والا تبدیلیِ قلب کا ایک سیدھا سادہ سرجن تھا لیکن "را" کی قید سے فرار ہونے کے بعد اچانک اس قدر چالباز ہوگیا تھا کہ ڈائریکٹر "را" کو ہیرو جیسی حرکتوں سے دو راتوں تک جگاتا رہا تھا۔ وہ رچنا جیسی مسلمانوں سے نفرت کرنے والی لڑکی کو اس مقام پر لے آیا تھا کہ مہاراشٹر کا فولاد بال ٹھاکرے کا سر جھک گیا تھا۔

زبردست چالبازیوں کے نتیجے میں ایسا ہوتا ہے لہٰذا دیوی نے سمجھ لیا کہ فرہاد علی تیمور بمبئی میں ہے اور ڈاکٹر صابر کے دماغ میں رہ کر "را" اور شیوسینا والوں کو دن میں تارے دکھا رہا ہے۔

وہ آتما شکتی رکھتی تھی۔ یوگا جاننے والے بھی اسے اپنے دماغ میں آنے سے نہیں روک سکتے تھے۔ امریکی اور اسرائیلی ٹیلی پیتھی جاننے والے اس دیوی کے زیرِ اثر رہتے تھے لیکن وہ مجھ سے اور میرے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے دور رہتی تھی۔ اس کی جوتش ودیا نے کہا تھا کہ ہم سے دور رہنے میں ہی اس کی سلامتی ہے۔

وہ صرف پارس سے اس لیے رابطہ رکھتی تھی کہ اسے پارس نہیں بلکہ ایم آئی ایم کا سربراہ برادر کبیر سمجھتی تھی۔ اس برادر کبیر نے اس کے تمام بھارتی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو ہلاک کردیا تھا اور وارننگ دی تھی کہ جب تک کشمیر سے بھارتی فوج نہیں جائے گی اور کشمیری مسلمانوں کو خود اپنے مستقبل کا فیصلہ کرنے کی آزادی نہیں دی جائے گی تب تک وہ ٹرانسفارمر مشین کے ذریعے ایک بھی بھارتی ٹیلی پیتھی جاننے والا پیدا نہیں کرسکے گی۔

برادر کبیر نے دیوی کو ایک رعایت دی تھی کہ وہ کشمیر میں


موسیقی کی ا، ب، ت کا قاعدہ
گانا سیکھنے کے لیے نہایت موزوں کتاب

# ابجدِ موسیقی

برصغیر کے نامور گلوکار مہدی حسن کہتے ہیں کہ:

موسیقی کے استاد نظام الدین خان کہتے ہیں کہ:

امریکی اور اسرائیلی خیال خوانی کرنے والوں کو استعمال کرسکتی ہے مگر یہ رعایت دینے کے باوجود وہ امریکی اور یہودی ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے کام نہیں لے سکے گی۔

دیوی نے پوچھا تھا کہ جب ایم آئی ایم کا سربراہ اور اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والے رکاوٹ نہیں بنیں گے تو پھر وہ اپنے تمام تابعدار ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے کام کیوں نہیں لے سکے گی؟

تب براور کبیر نے کہا "اس لیے کہ بھارت میں تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا باپ فرہاد علی تیمور موجود ہے۔"

یہ سن کر دیوی کو چپ لگ گئی تھی۔ اس وقت خاموشی کا مطلب یہ نہیں تھا کہ وہ خوف زدہ ہوگئی ہے اور مقابلے پر آکر اپنے بھارت دیش کی حفاظت نہیں کرے گی۔ اس نے خاموشی سے یہ طے کیا تھا کہ جوتش ودیا کی ہدایت کے مطابق وہ مقابلے پر نہیں آئے گی لیکن اپنے تابعدار ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے چپ چاپ بڑی رازداری سے کام لے گی۔

اس مقصد کے لیے اس نے میرے مقابلے میں سب سے زیادہ چالباز داؤد منڈولا کا انتخاب کیا۔ منڈولا نے مشورہ دیا کہ انجلی کو مہرہ بنا کر ڈاکٹر صابر کو اس سے ملنے پر مجبور کیا جاسکتا ہے۔

دیوی نے پوچھا "ڈاکٹر صابر بھلا انجلی سے کیوں ملے گا؟"

"دیوی جی! آپ بھول رہی ہیں، صابر کی بیوی کا دل انجلی کے سینے میں دھڑک رہا ہے۔ وہ ایک پریس کانفرنس میں کہے گی کہ جب سے اس کے سینے میں نیا دل دھڑک رہا ہے تب سے وہ ڈاکٹر صابر کے لیے بے چین رہتی ہے۔ نہ ٹھیک طرح کھاتی ہے اور نہ ہی سوسکتی ہے۔ کبھی سوتی ہے تو خواب میں وہ عورت آکر کہتی ہے کہ مجھے اپنا شوہر چاہیے۔ میرے صابر کو بلاؤ ورنہ میں انجلی کو سکون سے رہنے نہیں دوں گی۔"

دیوی نے کہا "فرہاد نادان بچہ نہیں ہے۔ وہ سمجھ لے گا کہ اسے پھانسنے کے لیے پریس کانفرنس بلا کر انجلی سے جذباتی اور فلمی قسم کا بیان دلایا جارہا ہے۔"

"لیکن جب ماہر نفسیات بھی یہ بیان دیں گے کہ انجلی کے سینے میں جب سے صائمہ کا دل دھڑکنے لگا ہے تب سے وہ صائمہ نفسیاتی انداز میں انجلی کے حواس پر سوار ہوگئی ہے، پھر اس کا علاج کرنے والا ڈاکٹر موس مین اسمتھ ایک یہودی ہے۔ وہ مجھ جیسے یہودی کی ہدایات پر عمل کرے گا۔"

"پہلے تم اس یہودی ڈاکٹر کے خیالات پڑھو اور معلوم کرو کہ وہ کس حد تک ہمارے کام آسکتا ہے؟ ہمیں کسی طرح ڈاکٹر صابر کے دماغ میں خاموشی سے پہنچ کر یہ معلوم کرنا ہے کہ فرہاد اسے آلۂ کار بنا کر کن منصوبوں پر یہاں عمل کررہا ہے؟"

دیوی اور منڈولا پر میرا خوف ایسا طاری تھا کہ وہ خود بمبئی شہر میں نہیں آئے تھے۔ دیوی ہمالیہ کی وادی میں تھی، اور منڈولا اسرائیل میں رہ کر خیال خوانی کررہا تھا۔ چونکہ دن رات اپنے خیال خوانی کرنے والوں کی بمبئی میں ضرورت تھی اس لیے اسرائیل سے منڈولا نے اپنے دو ماتحت ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو بمبئی بھیجا تھا اور دیوی نے امریکا سے بوبی بیکر اور ڈی لنکاسٹر جیسے خیال خوانی کرنے والوں کو بلالیا تھا۔ یوں ان کے چار خیال خوانی کرنے والے وہاں موجود تھے۔

منڈولا اپنے ایک نئے یہودی ٹیلی پیتھی جاننے والے ڈان کارنل کے اندر آکر بولا "اسپتال میں ڈاکٹر موس مین اسمتھ ڈیوٹی پر ہوگا۔ اس سے فون پر رابطہ کرو لیکن کوئی بات نہ کرو۔ آواز سنتے ہی ریسیور رکھ کر اس کے اندر پہنچ جاؤ۔ میں تمہارے ساتھ رہوں گا۔"

ڈان کارنل نے ہدایات پر عمل کیا۔ دیوی اور منڈولا اس کے اندر تھے۔ رابطہ قائم ہونے پر استقبالیہ کاؤنٹر سے کسی نے کہا "ہیلو! یہ شیواجی اسپتال ہے۔"

ڈان کارنل نے کہا "ڈائریکٹر "را" ڈاکٹر موس مین اسمتھ سے بات کرنا چاہتے ہیں۔"

"پلیز ہولڈ آن کریں۔"

تھوڑی دیر انتظار کرنا پڑا پھر ڈاکٹر کی آواز آئی "ہیلو، میں ڈاکٹر موس مین اسمتھ بول رہا ہوں۔"

ڈان کارنل نے ریسیور رکھ دیا پھر اس کے ساتھ دیوی اور منڈولا نے خیال خوانی کی پرواز کی اور صابر کے دماغ میں پہنچے اس لمحے میں ڈاکٹر صابر نے سانس روک لی۔ میں نے ڈاکٹر صابر پر تنوی عمل کرنے کے بعد اس کے دماغ کو لاک کردیا تھا تاکہ کوئی دشمن اس کے اندر نہ پہنچے۔

منڈولا اور ڈان کارنل نہ پہنچ سکے لیکن دیوی آتما شکتی کے ذریعے اس کے اندر چلی آئی۔ اس کے چور خیالات پڑھنے کا آغاز کرتے ہی انکشاف ہوگیا کہ وہ یہودی ڈاکٹر نہیں ہے بلکہ اصلی ڈاکٹر صابر ہے۔

ڈاکٹر صابر کے خیالات نے بتایا کہ وہ اپنے ہم شکل یہودی ڈاکٹر موس مین اسمتھ کو زیادہ نہیں جانتا ہے۔ اس سے ملاقات کرنے پر پتا چلا کہ وہ کچھ غیر معمولی صلاحیتوں کا مالک ہے۔ اس نے حیرت انگیز طور پر صابر کو عبرانی زبان سکھا کر اسے ہر طرح کے شبہ سے بالاتر یہودی ڈاکٹر بنادیا ہے پھر اسے اپنی جگہ ڈاکٹر موس مین اسمتھ بنا کر خود ڈاکٹر صابر بن کر کہیں چلا گیا ہے۔

یہ تمام چور خیالات پڑھنے کے بعد ہر بات آئینے کی طرح صاف ہوگئی کہ میں "را" اور شیو سینا وغیرہ کے خلاف کیسی چالیں چل رہا ہوں۔ دیوی خوشی سے کِھل گئی۔ اس نے میری چال پکڑ لی تھی۔ وہ فاتحانہ انداز میں ہنستی ہوئی منڈولا کے پاس آئی پھر بولی "تم اور ڈان اس یہودی ڈاکٹر کے اندر نہ پہنچ سکے لیکن میں پہنچ گئی۔ میں نے اس کی اصلیت معلوم کرلی ہے۔ وہ یہودی نہیں، مسلمان ہے اور ڈاکٹر صابر ہے۔"

منڈولا نے حیرانی سے کہا "اس کا مطلب ہے کہ وہ فرہاد بڑی چالبازی سے سیاہ کو سفید اور سفید کو سیاہ بنا رہا ہے۔ اگر یہ ڈاکٹر صابر ہے تو پھر وہ یہودی ڈاکٹر کہاں گیا؟ اب میرا یہودی دماغ کہہ رہا ہے کہ وہ ڈاکٹر موس مین اسمتھ اصل میں فرہاد ہے۔"

دیوی نے کہا "تم بالکل درست سمجھ رہے ہو۔ ڈاکٹر صابر "را" کی نظروں میں مجرم ہے اور بال ٹھاکرے کی نظروں میں گناہ گار ہے۔ ہمیں پہلی فرصت میں ڈاکٹر صابر کو قانون کے شکنجے میں پہنچانا چاہیے۔"

دیوی اور منڈولا کو یہ اندیشہ نہیں تھا کہ میں اپنے خلاف ان چالبازیوں کو سمجھ سکوں گا کیونکہ وہ دونوں اس شہر میں نہیں تھے ورنہ میں دشمنوں کی شہ رگ تک پہنچتا تو زیادہ سے زیادہ ان کے ماتحت ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا ہی کام تمام کرسکتا تھا۔

اس سے پہلے کہ مجھے ان کی جوابی کارروائی کا علم ہوتا سپر ماسٹر کے ٹیلی پیتھی جاننے والے ڈی لنکاسٹر نے ڈائریکٹر "را" کے اندر آکر کہا "میں سپر ماسٹر کا نمائندہ ہوں اور فرہاد علی تیمور کا پیچھا کرتا ہوا یہاں تک آیا ہوں۔"

ڈائریکٹر نے پوچھا "میں کیسے یقین کروں کہ تم سچ بول رہے ہو؟"

"اگر آپ میرے مشورے پر عمل کریں گے تو سچ اور جھوٹ سامنے آجائے گا۔ یہاں آپ کو پریشان کرنے والا ڈاکٹر صابر نہیں بلکہ فرہاد علی تیمور ہے۔ وہ صابر کا ہم شکل بن کر پیرس کے اسپتال سے آیا ہے۔ اس نے پیرس میں ہی اصل ڈاکٹر موس مین اسمتھ کو غائب کردیا ہے۔ یہاں آکر اس نے ڈاکٹر صابر کو آپ کی قید سے نکالا پھر آپ کے مسلح سپاہیوں کو ہلاک کرکے اپنی جگہ اس نے ڈاکٹر صابر کو اسپتال میں ڈیوٹی ادا کرنے کے لئے چھوڑ دیا۔ اس کے بعد وہ مفرور ڈاکٹر صابر بن کر وارداتیں کرتا پھر رہا ہے۔"

"تمہاری باتوں میں کچھ وزن ہے لیکن اسپتال میں ڈیوٹی دینے والے کو ہم اصلی ڈاکٹر صابر کیسے ثابت کریں گے؟"

"یہ نہایت آسان ہے۔ ڈاکٹر موس مین کے بارے میں ہمیں یقین ہے کہ وہ ڈاکٹر صابر کا ہم شکل نہیں ہے۔ آپ اسرائیلی حکام اور موساد سے ڈاکٹر موس مین کا اصلی ریکارڈ طلب کریں اور اس کی اصل تصویر دیکھیں۔ اس سلسلے میں فرانس کی حکومت اور پیرس کے اسپتال سے رابطہ نہ کریں کیونکہ فرانسیسی حکومت فرہاد اور بابا صاحب کے ادارے کی پشت پناہی کرتی ہے۔"

"میں ابھی اسرائیلی حکام اور موساد کے سربراہ سے رابطہ کرتا ہوں۔"

"پہلے آپ فوراً شیواجی اسپتال کے ڈاکٹر صابر کو اس طرح حراست میں لیں کہ فرہاد ٹیلی پیتھی کے ذریعے دوبارہ صابر کو آپ کے شکنجے سے نہ نکال سکے۔ اسے حراست میں لینے سے پہلے آپ اسرائیلی حکام اور موساد والوں سے رابطہ کرتے رہیں گے تو فرہاد کو خبر ہوجائے گی پھر یہ بازی آپ کے ہاتھ سے نکل جائے گی۔"

ڈائریکٹر "را" نے فوراً کارروائی شروع کی۔ اس نے ایسے افسران اور سپاہیوں کا انتخاب کیا جو یوگا کے ماہر تھے اور جن کے دماغ میں، میں نہیں پہنچ سکتا تھا۔ انہوں نے بڑی خاموشی اور احتیاط سے اسپتال کا محاصرہ کیا پھر اسپتال میں داخل ہوکر ڈاکٹر صابر تک پہنچ گئے۔ وہ ڈیوٹی سے فارغ ہوکر انجلی کے کمرے میں آیا تھا اور اس سے کہہ رہا تھا "اب تمہیں بستر سے اٹھ کر اسپتال کے باغیچے میں ٹہلنا چاہیے۔ آؤ ہم باہر چلیں۔"

اسی وقت باہر والے اندر آگئے تھے اور انہوں نے چاروں طرف سے ڈاکٹر صابر کو گن پوائنٹ پر رکھ لیا تھا پھر ایک افسر نے آگے بڑھ کر اسے ایک تہ کیا ہوا کاغذ دیا۔ صابر نے اسے کھول کر پڑھا۔ لکھا تھا۔

"ڈاکٹر صابر! فرہاد علی تیمور جب بھی تمہارے دماغ میں آئے اسے یہ تحریر پڑھا دینا۔ اگر اس نے تمہیں بچانے کے لئے کوئی چال چلنے کی حماقت کی تو ہم ایک لمحہ بھی ضائع کئے بغیر تمہیں گولی ماردیں گے۔

"اگر فرہاد چاہتا ہے کہ تم پہلے کی طرح عزت اور وقار کے ساتھ آزاد رہ کر مسیحائی کرتے رہو اور تمہیں کبھی کوئی نقصان نہ پہنچے تو اس کی ایک ہی شرط ہے کہ وہ بھارت چھوڑ کر چلا جائے اور کبھی ہمارے دیش کا رخ نہ کرے۔"

ابھی میں بے خبر تھا مگر اس میں شبہ نہیں تھا کہ دیوی نے میری تمام بازیاں ایک ہی چال میں الٹا دی تھیں۔ وہ چاہتی تھی کہ کوئی دشمن خیال خوانی کرنے والا بھارت کی زمین پر قدم نہ رکھے اور کشمیریوں کی حمایت میں کوئی انتقامی کارروائی نہ کرے۔

دیوی اپنا یہ مقصد حاصل کرچکی تھی۔ مجھے کشمیر کی بیٹی صائمہ کے دل کی دھڑکنوں کو زندہ رکھنا ہوگا۔ اسے زندہ رکھنے کے لئے انجلی اور صابر کو بھی زندہ رکھنا ہوگا۔ بھارتی فوجی کشمیریوں کے جسم چھلنی کررہے تھے۔ میں عطیہ دینے والی کشمیرن کا دل چھلنی نہیں کرسکتا تھا۔

میری بے خبری میں دیوی قیامت کی چال چل گئی تھی۔ جوابی کارروائی کے لئے کوئی گنجائش نہیں چھوڑی تھی۔ شطرنج کا کوئی بھی عالمی چیمپئن شکست تسلیم کرتے ہوئے یہ اعتراف کرسکتا تھا کہ دیوی نے شہ کو مات دی ہے۔

O☆O

انجلی کبھی سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ اس کے محبوب ڈاکٹر صابر کو مسلح پولیس والے یوں اسپتال میں آکر گھیر لیں گے۔ وہ عجیب افسران اور پولیس والے تھے‘ کوئی اپنے منہ سے کچھ نہیں بول رہا تھا۔ انہوں نے اسپتال کے اس کمرے میں آتے ہی ڈاکٹر صابر کو گن پوائنٹ پر رکھ لیا تھا پھر گرفتاری کی وجہ بتائے بغیر صابر کے ہاتھوں میں ایک تہ کیا ہوا کاغذ تھما دیا تھا۔

اس کاغذ پر جو کچھ لکھا تھا اسے صابر نے پڑھ لیا تھا۔ انجلی پریشان تھی۔ اس نے جھپٹ کر اس کاغذ کو لیا پھر پڑھنے لگی۔ ایک افسر نے ریوالور سے اشارہ کرتے ہوئے صابر کو چلنے کے لیے کہا۔ وہ بولا "ذرا ٹھہریں۔ یہ میری مریضہ ہے۔ میں اسے کوئی شاک پہنچا کر نہیں جاؤں گا۔"

انجلی نے وہ تحریر پڑھ کر پوچھا "یہ فرہاد علی تیمور کون ہے؟"

"یہ وہ مہربان ہے جس نے مجھے "را" کی قید سے رہائی دلا کر یہاں پھر سے دکھی انسانوں کی خدمت کرنے کے لئے بھیج دیا تھا۔ تمہارے منتری چاچا اور دو غنڈوں کو اس لئے ہلاک کردیا تھا کہ انہوں نے تمہارے سینے میں ایک صحت مند دل پہنچانے کے لئے میری صائمہ کو قتل کردیا تھا۔"

"ہاں" انجلی نے اثبات میں سرہلا کر کہا "تم یہ سب کچھ مجھے بتا چکے ہو۔ میں اپنے چاچا کی ایسی درندگی پر شرمندہ ہوں لیکن تم نے اس فرشتے فرہاد کا ذکر کیوں نہیں کیا جس نے تمہیں میرے پاس پہنچایا ہے۔ یہ لوگ پھر تمہیں گرفتار کرنے آئے ہیں۔ مجھے اس فرشتے کا پتا بتاؤ۔ میں جا کر اس کے قدموں میں گر جاؤں گی۔ وہ تمہیں پھر رہائی دلائے گا۔"

صابر نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا "تم اس کا پتا پوچھ رہی ہو۔ پتا ٹھکانا تو انسانوں کا ہوتا ہے‘ خدا کے بھیجے ہوئے فرشتے لاپتا ہوتے ہیں۔ وہ صرف حکمِ خداوندی سے آتے ہیں۔ ہماری دستگیری کرتے ہیں پھر چلے جاتے ہیں۔"

انجلی نے کہا "لیکن اس کاغذ میں یہ لکھا ہے کہ وہ بھارت سے چلا جائے گا تب تمہیں رہائی ملے گی اور... تم یہاں ہمیشہ کی طرح عزت اور وقار سے مسیحائی کرتے رہو گے مگر یہ کیسے معلوم ہوگا کہ وہ فرشتہ بھارت سے جا چکا ہے؟"

"انجلی! کیا تم یہ چاہتی ہو کہ تمہارے مسیحا کو بچانے والا اس دیس سے چلا جائے؟ وہ ٹیلی پیتھی جاننے والا دوسروں کے بھی کام آتا ہوگا۔ مجھ جیسے بے قصور کو گرفتار کرنے والے یہ نہیں چاہتے کہ وہ دوسرے بے قصور مسلمانوں کے بھی کام آئے اسی لئے میری زندگی اور رہائی کی خیرات دے کر اسے بھارت سے جانے پر مجبور کرنا چاہتے ہیں۔"

وہ بولی "ہاں۔ اب یہ بات کچھ سمجھ میں آرہی ہے۔ وہ فرشتہ تم سے بڑا مسیحا اور نجات دہندہ ہے اسی لئے یہ بڑے بڑے ہتھیار رکھنے والے اس کے خوف سے گونگے بن گئے ہیں۔ بولیں گے تو وہ ان کی کھوپڑیوں پر سوار ہوجائے گا۔ اس نجات دہندہ کو ہمارے دیس میں رہنا چاہئے۔ تمہارے ساتھ تمہاری صائمہ کا یہ دل بھی قربانی دے گا لیکن ہم کبھی نہیں چاہیں گے کہ ہمارا وہ مہربان اس دیس کو چھوڑ کر جائے۔"

اس کی باتیں سن کر افسران کو غصہ آرہا تھا لیکن وہ جواباً بول نہیں سکتے تھے۔ دیوی‘ داؤد منڈولا اور منڈولا کا ماتحت ڈان کارنل ان افسران اور سپاہیوں کے اندر موجود تھے اور یہ سمجھ رہے تھے کہ صابر اور انجلی خواہ کتنے ہی جذباتی ہو کر قربانیاں پیش کرنا چاہیں فرہاد کبھی ان دونوں کو بے موت مرنے نہیں دے گا۔ انہیں زندہ رکھنے کے لئے ملک سے چلا جائے گا۔ اگر کوئی چال چلنا چاہے گا تو اسے کاغذ کی تحریر یاد رہے گی کہ ایک لمحہ بھی ضائع کئے بغیر صابر کو گولی مار دی جائے گی۔

ڈاکٹر صابر نے کہا "انجلی! مجھے فخر ہے کہ تم میرے ساتھ جان دینے کا سچا جذبہ رکھتی ہو لیکن میں بھی جانے سے پہلے تم سے وعدہ لینا چاہتا ہوں کہ میرے حراست میں رہنے کے دوران تم نارمل رہو گی اور میرے انتظار میں اپنی خوراک اور دواؤں کو وقت کے مطابق استعمال کرتی رہو گی۔"

انجلی نے وعدہ کیا۔ وہ تھوڑی دیر تک اسے اپنی دھڑکنوں کے ساتھ لگانے کے بعد ایک قیدی کی طرح وہاں سے چلا گیا۔

دیوی نے منڈولا سے کہا "فرہاد ابھی موجود نہیں ہے۔ اگر ہوتا تو ضرور کارروائی کرتا یا پھر صابر کی زبان سے پولیس کو بولتا۔"

منڈولا نے کہا "وہ بڑا گہرا ہے۔ دوسروں کی پتنگ کاٹنے کے لئے پہلے ڈھیل دیتا ہے پھر اچانک ڈوری کھینچ کر پیچ لڑاتا ہے اور مخالفین کی پتنگیں کاٹ دیتا ہے۔ یہ یقین سے نہیں کہا جاسکتا کہ وہ ڈاکٹر صابر کی گرفتاری سے بے خبر ہے۔"

"اسے معلوم ہونا چاہئے تاکہ وہ جلد سے جلد بھارت چھوڑ کر کسی دوسرے ملک میں چلا جائے۔"

منڈولا نے تھوڑی دیر سوچنے کے بعد کہا "بال ٹھاکرے کے ذریعے بات بن سکتی ہے۔ اس کی بیٹی فرہاد کے قبضے میں ہے۔ ہم اس کی بیٹی کی آواز سن کر یا میرا ماتحت ڈان کارنل اس لڑکی کی تصویر کی آنکھوں میں جھانک کر اس خفیہ اڈے تک پہنچ سکتا ہے جہاں وہ ہے۔ فرہاد وہاں ضرور آتا ہوگا۔"

دیوی نے خوش ہو کر کہا "تم نے بڑی اچھی ترکیب سوچی ہے۔ آؤ ہم بال ٹھاکرے کے پاس چلیں۔ ڈان کارنل تم بھی آؤ۔"

وہ تینوں بال ٹھاکرے کے پاس پہنچے۔ وہ فون کا ریسیور کان سے لگائے ہوئے تھا۔ دوسری طرف سے "را" کا ڈائریکٹر اسے بتا رہا تھا کہ وہ سب ابھی تک کس طرح فرہاد علی تیمور کی چالوں سے دھوکا کھاتے رہے۔ وہ پیرس سے ڈاکٹر صابر کا ہم شکل ڈاکٹر بن کر آیا تھا۔ اس شیطان نے سب کو بری طرح احمق بنایا ہے۔ وہ اپنی جگہ ڈاکٹر صابر کو اسپتال میں پہنچا کر خود ایک مفرور ملزم ڈاکٹر صابر بن کر وارادات کرتا رہا ہے۔

بال ٹھاکرے نے کہا "تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ میری بیٹی کو ڈاکٹر صابر نے نہیں بلکہ ٹیلی پیتھی جاننے والے فرہاد نے اغوا کیا ہے۔"

"ہاں۔ یہ بڑی تشویش کی بات ہے کہ فرہاد ہمارے دیس میں ہے۔ وہ ہم سب کے دماغوں میں زلزلے پیدا کرتا رہے گا۔ ہماری کھوپڑیاں الٹا کر ہمیں پاگل خانے بھیج دے گا۔"

"میں ڈاکٹر صابر کو تر نوالہ سمجھتا تھا۔ اس سے اپنی بے عزتی کا بدلہ لینے والا تھا۔ لیکن ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا تو وبالِ جان بن جائے گا۔"

"ہم نے ایک چال چلی ہے۔ ڈاکٹر صابر کو گرفتار کرلیا ہے۔ فرہاد سے سمجھوتا کریں گے کہ وہ ڈاکٹر صابر اور انجلی کے سینے میں صابر کی بیوی کے دل کو زندہ رکھنا چاہتا ہے تو بھارت چھوڑ کر چلا جائے۔"

"تم بھول رہے ہو کہ وہ میری بیٹی میں بھی دلچسپی لے رہا ہے کیا وہ ایک ڈاکٹر صابر کے لئے ہمارے دیس کو چھوڑ دے گا؟"

"اگر بمبئی میں اپنی دھاک جمائے رکھنا چاہتے ہو تو ایک بیٹی کی قربانی دو۔ ہم اسے اجازت دیں گے کہ وہ رچنا کو یہاں سے لے جاسکتا ہے۔"

"ڈائریکٹر! زبان سنبھال کر بات کرو۔ میری بیٹی اس مسلمان کے ساتھ جائے گی تو میں کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہوں گا۔"

"تو پھر وہ زبردستی تمہارا داماد بن کر بمبئی میں رہے گا اور ہم سب کے سینوں پر مونگ دلتا رہے گا۔"

"میں اس مسلمان کو داماد بننے سے پہلے گولی مار دوں گا۔"

"تمہاری بیٹی تقریباً چوبیس گھنٹے سے اس کے پاس ہے۔ کیا وہ ابھی تک اس کی پوجا کر رہا ہوگا؟"

اس نے غصے سے فون رکھ دیا۔ اسے وہ تصویریں یاد آگئیں جو ایک لفافے میں اس کے پاس پہنچائی گئی تھیں۔ اس کی نظر ایک ہی تصویر پر گئی تھی پھر وہ باپ باقی شرمناک تصویروں کو نہیں دیکھ سکا تھا۔ اس نے تمام تصویروں کو آگ لگادی تھی۔

بال ٹھاکرے کے یہ خیالات پڑھ کر دیوی اور منڈولا کو مایوسی ہوئی۔ انہوں نے سوچا تھا کہ اپنے خیال خوانی کرنے والے ڈان کارنل کو ٹھاکرے کے پاس بھیجیں گے۔ وہ رچنا کی تصویر کی آنکھوں میں جھانکتا پھر اس لڑکی کے دماغ میں پہنچ کر فرہاد کی موجودہ رہائش گاہ معلوم کرلیتا۔

ٹھاکرے خاندان میں شادی سے پہلے کنواری لڑکیوں کو تصاویر اتروانے کی اجازت نہیں دی جاتی تھی اس لئے گھر میں رچنا کی اور کوئی تصویر نہیں تھی اور نہ ہی ایسا کوئی کیسٹ تھا جس میں رچنا کی آواز محفوظ ہو۔

فی الحال بال ٹھاکرے ان تینوں کے کام نہیں آسکتا تھا۔ لہٰذا وہ تینوں "را" کے ڈائریکٹر کے پاس آئے۔ ڈاکٹر صابر کو ایک قیدی بنا کر وہاں پہنچا دیا گیا تھا۔ ڈائریکٹر اسے ناگواری سے دیکھ کر کہہ رہا تھا "ڈاکٹر صابر! تمہارے ہم شکل نے ہمیں خوب گمراہ کیا تھا مگر ہم "را" والے سمندر کی تہ سے اور پاتال کی گہرائیوں سے اصل مجرم کو پکڑ لاتے ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ وہ ٹیلی پیتھی جاننے والا فرہاد تم سے کس قدر لگاؤ رکھتا ہے۔"

ڈاکٹر صابر نے کہا "وہ ایک اچھا انسان ہے۔ اس نے میری مدد اس لئے کی ہوگی کہ میں تبدیلیِ قلب کے آپریشن کے ذریعے دل کے مریضوں کو نئی زندگی دیتا ہوں۔"

"اگر وہ چاہے گا کہ تم اسی طرح تبدیلیِ قلب کے آپریشن کرتے رہو تو وہ ہماری شرط کے مطابق ہمارے دیس سے چلا جائے گا۔"

"میں اسے جانے نہیں دوں گا۔ بڑے صبر آزما انتظار کے بعد بھارت میں مسلمانوں کا ایک نجات دہندہ آیا ہے۔ اسے یہیں رہنا چاہئے۔"

"جب تمہیں ٹارچر سیل میں پہنچایا جائے گا اور تمہارے جسم میں ڈرل مشین سے سوراخ کئے جائیں گے تو تم چیخ چیخ کر کہو گے۔ جاؤ..... فرہاد جاؤ..... تم نجات دہندہ نہیں ہو‘ عذابِ جان ہو۔ جاؤ.....یہاں سے جاؤ۔"

دیوی نے ڈائریکٹر کی سوچ میں کہا "مجھے صابر کو صرف حراست میں رکھنا چاہئے۔ یہ نہیں بھولنا چاہئے کہ وہ فرہاد خاموشی سے میرے دماغ میں آتا ہوگا۔ میں صابر کو ٹارچر سیل میں پہنچاؤں گا تو وہ مجھے نرک (جہنم) میں پہنچا دے گا۔"

ڈائریکٹر نے قائل ہو کر اپنے ماتحتوں سے کہا "اسے تہ خانے کے سیل میں لے جا کر بند کردو۔ اس ڈاکٹر کے پاس صرف وہی افراد جائیں گے جن کو پرائی سوچ کی لہریں محسوس ہوتی ہوں۔ اس طرح فرہاد کبھی ان کے دماغوں میں نہیں آسکے گا اور نہ ہی پہلے کی طرح ہمارے سپاہیوں اور افسران کو ہلاک کر کے اس ڈاکٹر کو یہاں سے لے جاسکے گا۔"

دیوی نے ڈاکٹر صابر کو پھر سے قیدی بنا کر میرے لئے مشکلات پیدا کی تھیں لیکن مشکل اسی کو کہتے ہیں کہ مشکل میں پڑنے والے کو معلوم ہو کہ وہ کسی مشکل سے گزر رہا ہے اور مجھے معلوم نہیں تھا اس لئے میں اس نئی فکر اور پریشانی سے آزاد تھا۔ مشکل تو دیوی اور منڈولا کے لئے تھی کہ وہ بے چینی میں مبتلا ہوگئے تھے۔ دیوی منڈولا کو اپنے دماغ میں بلا کر بار بار ڈاکٹر صابر کے اندر جاتی تھی۔ انجلی کے اندر بھی جھانک کر دیکھتی تھی پھر مایوس ہوجاتی تھی کہ میں صابر کی طرف سے بے فکر ہوں اس لئے اس کی خبر نہیں لے رہا ہوں۔

یوں دیکھا جائے تو وہ مجھے مشکل میں ڈال کر خود مشکل میں پڑ گئے تھے۔ ان کا سکون برباد ہو گیا تھا۔ رات کو یہ خیال آیا کہ شاید میں آدھی رات کے بعد بڑی رازداری سے صابر کے اندر آتا ہوں۔ یہ معلوم کرنے کے لئے ان کی رات کی نیند بھی اڑ گئی تھی۔

آخر دیوی نے ڈائریکٹر "را" کے اندر یہ سوچ پیدا کی کہ ریڈیو اور ٹی وی کے ذریعے یہ اعلان کیا جائے کہ پیرس سے آنے والے ڈاکٹر موس مین اسمتھ سات تاریخ کو تبدیلیٔ قلب کا ایک پیچیدہ آپریشن کرنے والے ہیں۔ وہ اس سلسلے میں ڈاکٹر صابر سے ایک ضروری ٹیکنیکل مشورہ لینا چاہتے ہیں۔ پلیز ڈاکٹر صابر رابطہ کریں۔

اس اعلان سے پہلے ہی مجھے معلوم ہو گیا تھا کہ ڈاکٹر صابر کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ میں نے صابر کے اندر جا کر خاموشی سے اس کے خیالات پڑھے اور اس خط کا مضمون معلوم کیا۔ اس طرح پتا چل گیا کہ اصل دیوی شی تارا میرے معاملات میں مداخلت کر رہی ہے اور یہ اس طرح معلوم ہوا کہ میں نے ڈاکٹر صابر کے دماغ کو لاک کیا تھا۔ اس کے اندر صرف آتما شکتی والی ہی پہنچ سکتی تھی۔

پہلے تو میں ڈاکٹر صابر سے بے خبر تھا اور یہ طے کر رہا تھا کہ رچنا کو اب اس کے باپ بال ٹھاکرے کے پاس پہنچا دینا چاہئے اور ٹھاکرے کو اس بات کا پابند کرنا چاہئے کہ وہ بمبئی کے مسلمانوں پر اور خصوصاً مسلمان ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کو بے آبرو کرنے سے اپنے غنڈوں کو باز رکھے گا۔

رچنا کی چند تصویریں میں نے ٹھاکرے کے پاس بھیج دی تھیں پھر چھ گھنٹے تک نیند پوری کرنے کے بعد ایک متعصب اور مغرور باپ کے خیالات پڑھنے گیا تو معلوم ہوا کہ فون پر ڈائریکٹر "را" سے گفتگو ہوئی تھی۔ اس نے ٹھاکرے کو بتایا ہے کہ اصلی ڈاکٹر صابر گرفتار ہو چکا ہے اور رچنا کو اغوا کرنے والا فرہاد علی تیمور ہے۔ لہٰذا ڈاکٹر صابر کو اسی شرط پر رہا کیا جائے گا کہ فرہاد بھارت سے چلا جائے پھر کبھی واپس نہ آئے۔

بال ٹھاکرے کو اس بات سے دلچسپی نہیں تھی کہ میں بھارت میں رہوں گا یا چلا جاؤں گا۔ وہ صرف بیٹی کی واپسی چاہتا تھا اور اس سے پہلے کہ اس کی شرمناک تصویریں اخباروں اور رسالوں میں شائع ہوں وہ بیٹی کو اپنے ہاتھوں سے گولی مار کر کسی ویرانے میں اس کی چتا جلا دینا چاہتا تھا۔

مجھے یہ منظور نہیں تھا کہ رچنا بے موت ماری جائے۔ میں نے فون پر اس سے رابطہ کیا۔ اس نے میری آواز سنتے ہی کہا "تم پکے فراڈ ہو۔ ڈاکٹر صابر نہیں، ٹیلی پیتھی جاننے والے فرہاد ہو۔ تمہارا بھید کھل گیا ہے اور ڈاکٹر صابر "را" والوں کے شکنجے میں چلا گیا ہے۔ اب "را" والے تمہیں اس دیس سے بھاگنے پر مجبور کر دیں گے۔"

میں نے کہا "تمہیں ڈاکٹر صابر اور "را" والوں سے کیا لینا ہے۔ تم صرف اپنے معاملے پر بولو۔ کیا بیٹی واپس نہیں چاہو گے۔"

"اگر تم شرافت سے واپس کر دو تو بہتر ہے۔"

"شریفوں کے ساتھ شرافت کے تقاضے پورے کئے جاتے ہیں اور تم اتنے کمینے ہو کہ بیٹی کو حاصل کر کے اسے کسی ویرانے میں لے جا کر زندہ جلا دو گے۔"

"ہم شیواجی کی نسل سے ہیں۔ غیرت مند مرہٹے ہیں۔ ہمارے گھر کی جو عورت عزت پر کیچڑ اچھالتی ہے، اسے زندہ جلا دیتے ہیں۔"

"تم مسلمانوں سے زیادہ غیرت مند اور منصف نہیں ہو۔ ہم عورت کے سر پر حیا کی چادر رکھتے ہیں۔ رچنا اسی شرط پر واپس ملے گی کہ تم ایک منصف مزاج باپ بن کر اس کے سر پر حیا کا آنچل رکھو گے۔"

وہ سوچنے لگا تو میں نے کہا "یہ نہ سمجھنا کہ میں فون پر گفتگو کر رہا ہوں۔ جب میرے ٹیلی پیتھی کے علم کو جانتے ہو تو یہ بھی جان لو کہ میں تمہارے خیالات پڑھ سکتا ہوں۔ تم ابھی سوچ رہے ہو کہ مجھ سے رچنا کے ساتھ انصاف کرنے کا وعدہ کرو گے مگر جب وہ تمہیں مل جائے گی تو اسے زندہ نہیں چھوڑو گے۔"

"بڑی مشکل ہے۔ تم لوگوں سے اپنے خفیہ خیالات چھپائے نہیں جا سکتے۔"

"ہاں۔ یہ بات اچھی طرح سمجھ لو۔ اگر تم نے رچنا کو ہلاک کیا تو میں تمہارے خاندان کی دوسری جوان لڑکیوں کو ٹریپ کر کے لے جاؤں گا۔"

"خبردار! میرے خاندان کی دوسری عزت دار لڑکیوں کا ذکر بھی اپنی زبان پر نہ لانا ورنہ... ورنہ....."

"ورنہ بمبئی کے مجبور اور بے یار و مددگار مسلمانوں کی طرح خود مجبور ہو جاؤ گے۔ وہ بے چارے تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ تم میرا کچھ نہیں بگاڑ سکو گے۔"

وہ بے بسی سے بولا "ٹھیک ہے۔ رچنا واپس آئے گی تو میں خاندان کی دوسری لڑکیوں سے اسے دور کسی مکان میں رکھوں گا پھر جو بھی لڑکا شادی کے لئے راضی ہو گا اس کی شادی کر دوں گا۔"

"یعنی اس طرح تم دنیا والوں پر ظاہر کرو گے کہ تمہاری بیٹی کسی سے بے آبرو ہو کر آئی ہے جبکہ ابھی تک یہ بات ظاہر نہیں ہوئی ہے۔ میں نے وہ تمام شرمناک تصویریں اس وقت جلا دیں جب تم بھی وہ تصویریں جلا رہے تھے۔"

وہ بڑی حد تک مطمئن ہو کر بولا "کیا سچ کہہ رہے ہو؟ کیا تم نے تمام تصویریں جلا دی ہیں؟"

"میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر کہتا ہوں کہ تصویروں کے ساتھ تمام نیگیٹو بھی جلا دیے ہیں۔ یہ بات باہر والے نہیں جانتے کہ وہ اغوا کی گئی ہے۔ تم کہہ سکتے ہو کہ وہ ننھیال گئی ہوئی تھی۔"

"میں ضرور ایسا کروں گا۔ تم اس کی عزت رکھ رہے ہو تو میں باپ ہو کر اسے عزت سے اپنے پاس رکھوں گا۔"



"میں اتنا کچھ کر رہا ہوں مگر تم میرے لئے کیا کرو گے؟"

"تم جو کہو گے وہ کروں گا۔"

"میں دو باتیں چاہتا ہوں۔ ایک تو یہ کہ بمبئی میں جو مسلمان دیش اور دوسرے ملکوں سے غیر قانونی طور پر آئے ہیں، انہیں ت سے ان کے ملک واپس بھیجنے کے قانونی تقاضے ضرور پورے لیکن بمبئی کے جو مسلمان برسوں اور صدیوں سے آباد ہیں، مکمل عزت اور شہری حقوق دو۔ آئندہ تم ان لوگوں پر غنڈے ڈو گے تو میں تم لوگوں پر کتے چھوڑوں گا۔"

"تمہاری باتوں سے بے عزتی کا احساس ہوتا ہے۔ بہرحال یہ شرط پوری کروں گا۔"

"دوسری بات یہ کہ ڈاکٹر صابر آبا و اجداد کے زمانے سے بمبئی شندہ ہے۔ اس نے اپنی صلاحیتوں سے تمہارے بھارت دیس کا روشن کیا ہے پھر یہ ثابت ہو چکا ہے کہ وہ مجرم نہیں ہے۔ تمام اتیں میں نے ڈاکٹر صابر بن کر کی تھیں۔ لہٰذا اسے تمام ات سے باعزت بری کرنا چاہئے۔"

"یہ کیس "را" کے پاس ہے۔ وہ صرف پردھان منتری کا حکم ہیں۔ ہمارے جیسے رہنماؤں کو خاطر میں نہیں لاتے ہیں۔"

"تو پھر ٹیڑھی انگلی سے گھی نکالو۔ میں تمہیں گائیڈ کروں گا کہ صابر کو کہاں قید کیا گیا ہے۔ تم اس عمارت کا اچانک محاصرہ ؤ اور صابر کو وہاں سے نکال کر انجلی کے ساتھ کسی بھی پہلی ٹ کے ذریعے ملک سے باہر بھیج دو۔"

"را کے بڑے افسران سے لے کر معمولی سپاہی تک اپنے یکٹر کے سامنے بڑے چاق و چوبند رہتے ہیں۔ اپنے قیدیوں تک پرندے کو بھی پر مارنے نہیں دیتے۔"

"تمہارے چور خیالات چغلی کھا رہے ہیں کہ تم ایک مسلمان کے ساتھ ایک ہندو لڑکی انجلی کو جانے نہیں دینا چاہتے۔"

وہ گڑبڑا گیا پھر جلدی سے بولا "نن... نہیں۔ ایسی بات نہیں میرے دماغ میں ایسی بات آئی تھی لیکن میں انجلی کو صابر کے جانے دوں گا۔"

"میں تمہاری مشکل اور آسان کر دوں گا۔ تم اس عمارت کا رہ کرانے کے لئے ابھی سے تیار ہو جاؤ۔ تمہارے مسلح افراد کا شن ایک گھنٹے کے اندر اندر ہونا چاہئے۔ میں تمہاری مشکل طرح آسان کروں گا کہ "را" کے ڈائریکٹر ہی کو غائب کر دوں۔"

"ایسا ہو جائے تو میں ڈاکٹر صابر کو چٹکی بجا کر لے آؤں گا۔ ے پاس مسلح وفاداروں کی ایک فوج ہے۔ وہ "را" کے لوگوں کو ولیوں سے بھون ڈالیں گے۔ جو زندہ بچے گا وہ کبھی میرے اروں کو پہچان نہیں سکے گا اور کوئی اس سلسلے میں مجھے الزام سکے گا۔"

میں نے اسے یہ نہیں بتایا کہ دیوی اور اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والے اس کے اندر آ کر تمام حقیقت معلوم کر لیں گے اسی لئے میں نے تاکید کی تھی کہ وہ ایک گھنٹے کے اندر اندر صابر کو "را" والوں کی قید سے نکال کر لے آئے۔

یوں تو میں بھی اسے رہائی دلا سکتا تھا لیکن دوسری طرف سے بھی جوابی کارروائی ہوتی اور میں فی الوقت ٹیلی پیتھی کی جنگ شروع نہیں کرنا چاہتا تھا۔ پہلے خاموشی سے یہ معلوم کرنا بہتر ہوتا کہ دیوی کی فوج میں کتنے ٹیلی پیتھی جاننے والے اس شہر میں موجود ہیں۔

میں نے شہناز اور پارو سے کہا "تم دونوں رچنا کے دماغ میں رہو اور اسے مائل کرو کہ وہ مختصر سا سامان لے کر ہوٹل تاج محل میں جا کر اپنے لئے ایک کمرا حاصل کر کے وہاں رہے۔"

وہ میری ہدایات پر عمل کرنے لگیں۔ رچنا کے چہرے کو میک اپ کے ذریعے ذرا بدل دیا گیا تھا۔ بال ٹھاکرے، شیو سینا اور بی جے پی کی پارٹیوں کا کوئی فرد اسے پہچان نہیں سکتا تھا۔ میں نے پھر ڈائریکٹر "را" کی طرف توجہ دی۔ اس کے خیالات پڑھے۔ وہ اپنے دفتر کے کمرے سے اٹھ کر ماتحتوں سے یہ کہہ کر دوسرے کمرے میں گیا تھا کہ وہ دو تین گھنٹے تک سوئے گا۔ کوئی اس کی نیند کے دوران مداخلت نہ کرے۔

وہ دوسرے کمرے میں آ کر ایک صوفے پر لیٹ گیا تھا۔ ایسے ہی وقت میں نے اس کے اندر پہنچ کر معلوم کیا۔ کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا اس پر تنویمی عمل کر رہا تھا۔ اس وقت میں نہیں جانتا تھا کہ وہ ڈان کارنل ہے اور اس کے ساتھ دیوی اور منڈولا خاموش تماشائی بنے ہوئے ہیں۔

ویسے یقین تھا کہ دیوی کے حکم سے اس پر تنویمی عمل کیا جا رہا ہے۔ میں نے اچانک اس کے دل میں درد کا احساس پیدا کیا۔ وہ کراہنے لگا۔ ایسے وقت جبکہ وہ تنویمی عمل کے زیرِ اثر آ رہا تھا، دل کی تکلیف نے مداخلت کر کے عمل کو ضائع کر دیا تھا۔

عامل ڈان کارنل نے ڈائریکٹر سے پوچھا "کیا تم دل کے مریض ہو؟"

"ہاں۔ کبھی کبھی تکلیف محسوس کرتا ہوں پھر ٹھیک ہو جاتا ہوں۔ آہ۔"

وہ پھر دل پر ہاتھ رکھ کر کراہنے لگا۔ دیوی خواہ کتنی ہی آتما شکتی جانتی ہو، وہ دل میں اتر کر اس کی اچھی یا بری کارکردگی کو نہیں سمجھ سکتی تھی۔ صرف اس کی سوچ کی لہروں سے سمجھ رہی تھی کہ دل کی تکلیف میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ ڈان کارنل نے ڈائریکٹر کی زبان سے ماتحت افسر کو آواز دی۔ افسر فوراً ہی آیا۔ ڈائریکٹر نے کہا "مجھے فوراً اسپتال لے چلو۔ میرے دل کی دھڑکنیں جیسے بند ہو رہی ہیں۔"

فوراً ہی دوسرے ماتحت اور سپاہی وغیرہ آ گئے۔ اسے اٹھا کر باہر لائے پھر ایک گاڑی کی سیٹ پر اسے لٹا کر اسپتال لے جانے لگے۔ دیوی نے منڈولا سے کہا "ہمیں تو یہی معلوم ہو رہا ہے کہ یہ

واقعی دل کی تکلیف میں مبتلا ہوگیا ہے لیکن یہ فرہاد کی چال بھی ہوسکتی ہے۔"

منڈولا نے کہا "بے شک ہوسکتی ہے۔ ہمیں کسی پہلو کو نظرانداز نہیں کرنا چاہئے۔ وہ ہمیں ڈائریکٹر کے ساتھ مصروف رکھ کر ادھر ڈاکٹر صابر کی رہائی کے لئے کچھ کرسکتا ہے۔ میں ابھی ڈی لنکاسٹر' بوبی بیکر اور اپنے دوسرے یہودی خیال خوانی کرنے والے بل کارٹر کو بلاتا ہوں۔"

دیوی نے کہا "ٹھیک ہے۔ ڈائریکٹر کے ساتھ صرف ڈی لنکاسٹر کو رہنے دو۔ باقی ہم سب ڈاکٹر صابر کے اندر رہ کر دیکھیں گے کہ فرہاد وہاں کیا کرنے والا ہے۔"

منڈولا اپنے دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو بلانے گیا۔ دیوی ڈاکٹر صابر کے پاس آئی مگر اس کے اندر نہ پہنچ سکی۔ میں نے صابر کے دماغ پر ایسا قبضہ جمایا تھا کہ وہ صابر نہیں رہا تھا۔ فرہاد بن گیا تھا۔ اس کا دماغ ایسا پتھر ہوگیا تھا جسے آتما شکتی نہیں توڑ سکتی تھی۔

اس نے دوسری بار آنے کی کوشش نہیں کی۔ سمجھ گئی کہ اب مجھ سے ٹکرانا ہوگا۔ ایسے وقت بال ٹھاکرے کے مسلح وفاداروں نے اس دفتر پر حملہ کردیا تھا اور تہہ خانے میں آکر اس سیل کا آہنی دروازہ توڑ رہے تھے جس کے پیچھے صابر قید تھا۔

منڈولا اپنے ماتحت ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے ساتھ آیا تو دیوی نے کہا "ہم جیتی ہوئی بازی ہارنے والے ہیں۔ فرہاد ڈاکٹر صابر کے دماغ پر قبضہ جمائے بیٹھا ہے۔ میں کوشش کروں تو صابر کے اندر پہنچ سکتی ہوں لیکن جوتش ودیا کے مطابق مجھے فرہاد اور اس کی فیملی سے دور رہنا چاہئے۔"

منڈولا نے اپنے ماتحت بل کارٹر سے کہا "تم "را" کے ایک سپاہی کے اندر رہو اور دیکھو کہ یہ نامعلوم حملہ آور ڈاکٹر صابر کو کہاں لے جانے والے ہیں۔"

میں نے ٹھاکرے سے کہا تھا کہ وہ صرف صابر کو رہائی دلائے اسے اپنے کسی اڈے میں نہ لے جائے لہٰذا اس کے وفاداروں نے صابر کو سیل اور تہہ خانے سے نکال کر آزاد چھوڑ دیا۔ میں نے صابر کو ایک گاڑی میں بٹھا کر تنہا تاج محل ہوٹل کی طرف جانے پر مائل کیا۔ وہ اسی طرف جانے لگا۔

بل کارٹر "را" کے دفتر کے باہر موجود تھا۔ اس نے اپنے آلۂ کار سپاہی کے ذریعے صابر کو ایک گاڑی میں جاتے دیکھا۔ بل کارٹر ہوٹل شیرٹن کی رینٹڈ کار میں آیا تھا۔ اسے تیزی سے ڈرائیو کرتا ہوا صابر کا تعاقب کرنے لگا۔

دیوی' منڈولا' بوبی بیکر' ڈی لنکاسٹر اور ڈان کارٹل سب ہی اپنے ساتھی بل کارٹر کے دماغ میں رہ کر صابر کو تیز رفتاری سے جاتا دیکھ رہے تھے۔ دیوی نے ان ماتحتوں سے کہا "تم لوگ وقفے وقفے سے صابر کے اندر پہنچنے کی کوشش کرتے رہو۔ فرہاد مسلسل صابر

[illegible] کے دماغ کو گرفت میں نہیں رکھ سکے گا۔ ہوسکتا ہے وہ اسی [illegible] میں کسی دوسری طرف بھی توجہ دے رہا ہو۔"

اس کا اندازہ درست تھا۔ میں نے صابر کے دماغ کو ڈ[illegible] دے دی تھی جبکہ میری کوئی دوسری مصروفیت نہیں تھی۔ میں [illegible] تھا کہ وہ نئے خیال خوانی کرنے والے رنگروٹ صابر کے اندر [illegible] معلوم کریں کہ وہ تاج محل ہوٹل جارہا ہے۔

اور انہیں یہی معلومات حاصل ہوئیں بلکہ اس سے بھی [illegible] یہ خوشی کی بات معلوم ہوئی کہ اسی ہوٹل تاج محل میں فرہاد [illegible] ٹھاکرے کی بیٹی رچنا کو چھپا کر رکھا ہے۔

انہیں صابر کے سلسلے میں یہ ناکامی ہوئی تھی کہ اب [illegible] میری کمزوری بنا کر مجھے بھارت سے چلے جانے پر مجبور نہیں کر[illegible] تھے لیکن بال ٹھاکرے کی بیٹی کے سلسلے میں کامیابی ہورہی [illegible] منڈولا نے کہا "دیوی جی! اگر رچنا اس ہوٹل میں ہے تو فرہاد [illegible] کسی بھیس میں وہیں اس کے قریب ہوگا۔ ہم کسی طرح رچنا [illegible] دماغ میں پہنچ کر فرہاد کا سراغ لگا سکتے ہیں۔"

میں نے شہناز اور پارو کو اپنے پاس بلا کر بال ٹھاکرے کے [illegible] وفاداروں کو اپنے زیر اثر رکھا تھا۔ شہناز اور پارو ان [illegible] وفاداروں کو ایک ویگن میں بٹھا کر ہوٹل تاج محل کے قریب [illegible] آئی تھیں۔

صابر ہوٹل کے اندر پہنچ کر تیزی سے چلتا ہوا لفٹ کے [illegible] آیا پھر تیسرے فلور پر پہنچ کر ایک کمرے کے دروازے پر دستک [illegible] دی۔ بل کارٹر بھی اس کے پیچھے چلا آیا تھا۔ صابر کو میں نے [illegible] حالت میں رکھا تھا جیسے وہ ان حالات میں بری طرح گھبرایا ہوا [illegible] اس کی سوچ کی لہریں مخالفین کو بتا رہی تھیں کہ وہ رچنا کے [illegible] محفوظ رہے گا کیونکہ فرہاد صاحب بھی اسی فلور کے کسی کمرے [illegible] ہیں۔

دستک دینے پر رچنا نے دروازے کو کھولا۔ اس کے ہا[illegible] میں شیشے کا ایک گلدان تھا۔ اس نے میری مرضی کے مطابق صا[illegible] اندر آنے دیا۔ وہ دروازے کی آڑ میں تھی۔ بل کارٹر بھی بڑی [illegible] سے اندر آکر رچنا کو قابو میں رکھنا چاہتا تھا۔ اس سے پہلے ہی [illegible] نے اس کے سر پر شیشے کا گلدان دے مارا۔

گلدان چکنا چور ہوا۔ بل کارٹر کے سر سے خون نکلا۔ اس [illegible] ساتھ ہی میں نے اس کے کمزور ہونے والے دماغ میں چھلانگ [illegible] اس کے چور خیالات پڑھے۔ میں نے فوراً شہناز سے کہا "[illegible] تیزی سے ڈرائیو کرکے ہوٹل شیرٹن کے چوتھے فلور کے چا[illegible] گیارہ' چار سو بارہ اور چار سو تیرہ نمبر کے کمروں میں جاؤ۔ وہاں [illegible] کمرے میں ڈی لنکاسٹر' دوسرے میں بوبی بیکر اور تیسرے میں [illegible] کارٹل ہیں اور وہ تینوں خیال خوانی کے ذریعے ابھی بل کار[ٹر کے] اندر موجود ہیں۔"

شہناز تیزی سے ڈرائیو کرتی جارہی تھی۔ رچنا کے کمر[ے] [illegible]



میں نے دیوی اور منڈولا وغیرہ کو باتوں میں الجھایا۔ صابر کی زبان سے کہا "میں فرہاد علی تیمور بول رہا ہوں اور یہ جانتا ہوں کہ یہ شخص جو صابر کا پیچھا کرتا آیا ہے یہ ٹیلی پیتھی کا ایک نیا رنگروٹ ہے چونکہ نیا ہے اس لئے اس کی رہنمائی کے لئے اس کے اندر کوئی پرانا گھاگ ٹیلی پیتھی جاننے والا چھپا ہوگا۔ کیا میں غلط کہہ رہا ہوں۔"

ڈان کارٹل نے زخمی بل کارٹر کی زبان سے کہا "مسٹر فرہاد! تم ٹیلی پیتھی کے دیوتا کہلاتے ہو مگر بھارت دیس میں آکر تم نے بہت بڑی غلطی کی ہے۔ ہم نے معلوم کیا ہے کہ تم اسی فلور کے ایک کمرے میں ہو۔ اب اس کمرے سے زندہ نہیں نکلو گے۔"

میں نے صابر کے ذریعے ہنستے ہوئے کہا "درست کہہ رہے ہو۔ میں اسی چوتھے فلور پر ہوں لیکن میرا کمرا خالی ہے۔ جیسے ہی ڈاکٹر صابر ہوٹل میں داخل ہوا میں دوسری لفٹ سے باہر چلا گیا۔ میں صابر کا ہم شکل ہوں اس لئے تم سب کو ایک سرپرائز دیتا ہوں۔ ایک معمّا ہے۔ اسے حل کرلو گے تو بڑی آسانی سے مجھے بھارت سے تو کیا' اس دنیا سے نکال سکو گے۔"

ڈان کارٹل نے پوچھا "تم کہنا کیا چاہتے ہو؟"

"یہی کہ دونوں ہم شکلوں میں فرہاد کون ہے اور صابر کون ہے؟ ہوسکتا ہے کہ ابھی "را" کے قید خانے سے نکل کر آنے والا ڈاکٹر صابر نہیں ہو' صابر وہ ہو جو ہوٹل سے باہر جاچکا ہے۔ میں نے نامعلوم حملہ آوروں کو "را" کی عمارت میں بلایا ورنہ ان کی ضرورت بھی نہیں تھی۔ میں تنہا قید سے نکل کر آجاتا لیکن میں تمہیں اور تمہارے پیچھے چھپے ہوئے استاد قسم کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اپنے تعاقب میں دوڑاتے ہوئے یہاں لے آیا ہوں۔ اس لحاظ سے میں فرہاد ہوسکتا ہوں لیکن یہ معمّا تم سب حل کرو کہ صابر یہاں ہے اور فرہاد ہوٹل سے جاچکا ہے۔ یا فرہاد یہاں ہے اور صابر جاچکا ہے۔"

زخمی بل کارٹر نے کہا "تم نے اس سے پہلے بھی "را" والوں کو دھوکا دیا تھا۔ صابر کی جگہ خود مفرور صابر بن گئے تھے اور اصلی ڈاکٹر صابر کو اس کے فرائض کی ادائیگی کے لئے اسپتال بھیج دیا تھا۔"

ڈان کارٹل نے زخمی بل کارٹر کی زبان سے کہا "آج بھی تم نے ڈاکٹر صابر کو ہم سے بچانے کے لئے اس ہوٹل سے باہر کہیں بھیج دیا ہے اور تم فرہاد ہو۔"

میں نے کہا "اگر یہی معمّے کا حل ہے تو اپنی دیوی سے کہو' میں یہاں کھڑا ہوا ہوں' ذرا وہ اپنی آتما شکتی سے میرے اندر آئے۔"

میں نے اتنی باتیں بنا کر دیوی پر نفسیاتی حملہ کیا تھا۔ اب وہ سوچ رہی تھی کہ جب وہ صابر کے اندر گئی تھی تو اس کا دماغ پتھر کا ہوگیا تھا اور وہ نہیں جاسکی تھی۔ تھوڑی دیر بعد سیل سے فرار ہوتے ہی اس پتھر دماغ صابر کے اندر صرف دیوی کو نہیں بلکہ ماتحتوں کو بھی جگہ مل گئی تھی۔ اس کا مطلب ہے فرہاد نے جان

بوجھ کر سب کو اپنے اندر آنے دیا اور انہیں دوڑاتا ہوا وہاں ہوٹل میں لے آیا۔

پھر بھی دیوی نے تصدیق کے لئے صابر کے دماغ میں آنا چاہا تو اس کا دماغ پھر جیسے پتھر کا ہوگیا۔ میں نے اتنی مضبوطی سے صابر کے دماغ پر قبضہ جمایا تھا کہ وہ اپنی آتما شکتی سے بھی اندر نہ آسکی۔ پھر یہ خوف طاری ہوا کہ وہ جوتش ودیا کی وارننگ کے خلاف فرہاد سے ٹکرا کر اپنا نقصان کرنے والی ہے۔

اس نے دوسری بار صابر کے اندر آنے کی جرأت نہیں کی لیکن جوتش ودیا کے خلاف حرکت کرنے کا کوئی تو نقصان اٹھانا تھا۔ اچانک زخمی بل کارٹر کے اندر سے ڈان کارٹل کی چیخ سنائی دی۔ دیوی اور منڈولا نے فوراً ڈان کارٹل کے اندر پہنچ کر چیخ کی وجہ معلوم کرنی چاہی مگر اس کا دماغ مردہ ہوچکا تھا۔ شہناز اور پارو' بال ٹھاکرے کے وفاداروں کے ساتھ ہوٹل شیرٹن کے ان تمام کمروں میں پہنچ گئی تھیں جہاں ڈی لنکاسٹر' بوبی بیکر اور ڈان کارٹل کا قیام تھا۔ شہناز اور پارو کی مرضی کے مطابق ٹھاکرے کے وفاداروں نے ان کمروں میں پہنچتے ہی سب ہی کو گولیوں سے بھون ڈالا تھا۔

دیوی اور منڈولا اپنی کامیابیوں کے سلسلے میں اتنے پُرامید تھے کہ اتنے بڑے نقصان کے متعلق سوچ بھی نہیں سکتے تھے۔ انہوں نے فوراً ہی زخمی بل کارٹر کے اندر آکر پوچھا "کیا تم ہمت کرسکتے ہو؟ پلیز کسی طرح یہاں سے بھاگو۔"

میں نے کہا "ہاں بھاگو۔ یہ تم سب کی دیوی جی ہے۔ جب مجھے بھارت سے بھگا نہ سکی تو تمہیں بھاگنے کو کہہ رہی ہے مگر یہ تو پوچھ لو کہ تم بھاگ کر کہاں جاؤ گے؟ جہاں موت لکھی ہوتی ہے' آدمی وہیں تک بھاگ سکتا ہے۔ دیوی سے بولو' تمہیں بچالے۔"

منڈولا کا ایک یہودی ڈان کارٹل مارا گیا تھا۔ اب بل کارٹر کی باری تھی۔ وہ غصے سے بولا "فرہاد! اگر تم نے بل کارٹر کو اب ذرا سا بھی نقصان پہنچایا تو میں تمہاری آلۂ کار رچنا کو زندہ نہیں چھوڑوں گا۔"

میں نے ہنستے ہوئے کہا "منڈولا! آخر تم بول پڑے۔ یعنی اپنی دیوی کے ساتھ تم بھی یہاں موجود ہو۔ چلو ایسا کرو پہلے تم رچنا کو مار ڈالو تاکہ تمہیں یقین ہوجائے کہ یہ ٹھاکرے کی بیٹی میری کوئی رشتے دار نہیں ہے۔ ہمارے تبریزی صاحب نے اصل شی تارا (دیوی) کے لئے ایک مخصوص مدت تک معافی دی ہوئی ہے اس لئے ہماری طرف سے اسے جانی نقصان نہیں پہنچایا جاتا ہے۔ اسے صرف اس کی کسی مہم جوئی کی سزا دی جاتی ہے مگر تم نے یہاں میرے خلاف جو چالیں چلی ہیں اس کی سزا موت ہے۔ دیوی سے کہو کہ تمہیں زیرِ زمین لے جائے ورنہ میرا کوئی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والا تمہارے پاس پہنچے گا۔ کسی آہنی پردے میں چھپ سکتے ہو تو چھپ جاؤ۔"

رچنا میری مرضی کے مطابق پھل کاٹنے والا چاقو اٹھا کر لے

آئی۔ میں نے منڈولا سے کہا "تم رچنا کو زندہ نہیں چھوڑنا چاہتے تھے۔ دیکھو یہ تمہارے یہودی ٹیلی پیتھی جاننے والے کی موت بن رہی ہے۔ تم میں دم خم ہے تو رچنا کی زندگی چھین کر خود کو دیوی جی کا چمچہ ثابت کرو۔"

میں رچنا کے اندر تھا۔ اس نے چاقو کے دستے کو دونوں ہاتھوں سے تھام کر پوری قوت سے اس کے تیز پھل کو بل کارٹر کے سینے میں اتار دیا۔ دیوی اور منڈولا کی طرف سے خاموشی تھی۔ میں رچنا کے اندر رہ کر ان کا انتظار کرتا رہا پھر شہناز کو مخاطب کرکے کہا۔ "میں نے بال ٹھاکرے سے وعدہ کیا تھا کہ اس کی بیٹی واپس مل جائے گی۔ رچنا کو اس کے باپ کے پاس پہنچا دو۔"

وہ رچنا کے دماغ پر مسلط ہو کر اسے وہاں سے لے گئی۔ پارو نے میری ہدایت کے مطابق صابر سے کہا "اس ہوٹل سے نکل چلو۔ تمہارے چہرے پر تھوڑی سی تبدیلی کی جائے گی تاکہ دشمن تمہیں پہچان نہ سکیں۔"

صابر بھی اس ہوٹل سے جانے لگا۔ ابھی مجھے یہ نہیں معلوم تھا کہ دیوی اور منڈولا مسلسل خاموشی اختیار کرکے اب کیا کرنے والے ہیں؟ ویسے وہ کر بھی کیا سکتے تھے؟ دیوی نے عبرت حاصل کی تھی کہ آئندہ خیال خوانی کے ذریعے بھی میرے سائے کے قریب تک نہیں آئے گی۔

پارس نے دوسری طرف برادر کبیر بن کر تیرہ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو جہنم میں پہنچایا تھا۔ اس کے بعد میں نے دو امریکی اور دو یہودیوں کو ختم کردیا اور میرے بیٹے نے برادر کبیر کی حیثیت سے کہہ دیا تھا کہ وہ امریکا اور اسرائیل سے ٹیلی پیتھی کے ہتھیار لے جاسکتی ہے۔ وہ راستے کی دیوار نہیں بنے گا لیکن بھارت میں فرہاد علی تیمور موجود ہے۔ پارس نے پہلے سے خطرے کی گھنٹی بجادی تھی۔ وہ گھنٹی اب سنائی دی جب چار خیال خوانی کرنے والے دنیا سے رخصت ہوگئے۔

منڈولا نے کہا "دیوی جی! میں آپ ہی کی مہربانی سے محفوظ رہ سکتا ہوں۔ آپ اپنی آتما شکتی سے میرے دماغ کو اس طرح لاک کردیں کہ وہ روحانی ٹیلی پیتھی جاننے والے بھی میرے اندر آکر میرا پتا ٹھکانا معلوم نہ کرسکیں۔"

"مجھے تمہارے جیسے ذہین اور مکار یہودی کی ضرورت رہتی ہے۔ میں تمہیں ہر طرح محفوظ رکھنے کی کوشش کروں گی لیکن میری آتما شکتی اس مقام پر نہیں ہے جہاں روحانی ٹیلی پیتھی کو ناکام بنا سکوں۔"

وہ ایک ذرا توقف سے بولی "حال ہی میں مشین کے ذریعے ٹیلی پیتھی سیکھنے والے سترہ افراد مارے گئے ہیں اور میں دیوی کہلانے والی کسی کو نہ بچا سکی۔ مجھے سپر ماسٹر اور تینوں افواج کے اعلیٰ افسران کے سامنے بڑی شرمندگی ہوگی۔"

"شرمندگی کیسی؟ آپ مالکہ ہیں اور وہ سب آپ کے غلام ہیں۔ وہ لوگ ناکامی کا افسوس تو کریں گے لیکن آپ کے خلاف کبھی کچھ نہیں سوچیں گے۔"

"ہاں مگر شرمندگی کے علاوہ یہ بڑا سخت صدمہ ہے کہ ہم دنیا جہان کی صلاحیتیں رکھتے ہوئے ایک طرف ایم آئی ایم سے مات کھاتے ہیں تو دوسری طرف فرہاد اور اس کی فیملی کے افراد ہماری ہر مہم کو ناکام بنادیتے ہیں۔ ایسا کب تک ہوگا؟"

"ایسا اب نہیں ہوگا۔ ہمیں اپنا طریقۂ کار بدلنا ہوگا۔ اگر ہم انہیں یقین دلادیں کہ ہم مسلسل ناکامیوں سے مایوس ہو کر ایم آئی ایم کے مجاہدین اور فرہاد کی مسلمان ٹیم کے خلاف کوئی قدم اٹھانے سے باز آچکے ہیں۔"

"کیا انہیں یقین آجائے گا کہ ہمارے ہاتھوں میں پتھر ہیں اور ہم مسلمانوں کو مارنے سے باز آچکے ہیں۔"

"فرہاد کو تو اس مہم میں بھی یقین آجاتا کہ آپ اس معاملے میں ملوث نہیں ہیں لیکن آپ نے آتما شکتی کے ذریعے ڈاکٹر صابر کے مقفل دماغ میں جاکر فرہاد کو یہ سمجھادیا کہ آپ اپنے آلۂ کار سے ان کے خلاف کام کررہی ہیں۔"

"واقعی' یہ مجھ سے غلطی ہوگئی۔ آئندہ محتاط رہوں گی۔ تمہارے جیسے عام خیال خوانی کرنے والوں کے اندر جاؤں گی اور کہیں بھی آتما شکتی کا مظاہرہ نہیں کروں گی۔"

"ہمیں اپنی ٹیلی پیتھی کے علم کو بہت محدود کرنا ہوگا۔"

"محدود کرنے سے تمہاری مراد کیا ہے؟"

"میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہم کسی کے بھی دماغ میں جاکر ا[س] کے چور خیالات پڑھیں مگر وہ ہمارے خلاف جو چال چل رہا ہو اس چال کا توڑ ایسا کریں جیسے ہم خیال خوانی نہیں جانتے ہیں ا[ور] عام دشمنوں کی طرح اس کا مقابلہ کررہے ہیں۔ واضح الفاظ میں آئندہ خیال خوانی کے ذریعے جوابی کارروائی نہیں کریں گے۔"

"ہم اپنی خیال خوانی سے فائدہ نہیں اٹھائیں گے تو پھر [ٹیلی] پیتھی کا علم رکھنے کا فائدہ کیا پہنچے گا؟"

"دیکھیے ہر انسان چاہتا ہے کہ اسے غیب کی باتیں معل[وم] ہوجائیں یا کم از کم دشمنوں کے ارادوں کا علم ہوجائے۔ ہمار[ے] پاس یہ سہولتیں ہیں۔ ہم چپ چاپ دشمنوں کے ارادوں کو مع[لوم] کرسکتے ہیں حتیٰ کہ دشمنوں کی کمزوریاں بھی معلوم کرسکتے ہیں۔ [ٹیلی] پیتھی کے ذریعے ایسے بہت سے فائدے پہنچیں گے۔ ہم صر[ف] ایک فائدہ نہ اٹھائیں کہ ٹیلی پیتھی کے ذریعے دشمنوں سے مقابلہ کریں تو انہیں کبھی یہ معلوم نہیں ہوسکے گا کہ ہم دشمنی کر ر[ہے] ہیں۔"

"ہوں۔ تمہارا طریقۂ کار کچھ سمجھ میں آرہا ہے اور وضا[حت] کرو۔"

"اور یہ کہ ہم ٹیلی پیتھی کے بغیر ایک آدھ چال چلیں گے جان بوجھ کر ناکام ہوں گے تو تمام مسلمان ٹیلی پیتھی جاننے وا[لے] دھوکا کھائیں گے کہ ان کے مقابلے میں خیال خوانی کرنے والے لوگ نہیں ہیں۔ یعنی ہم عام سے دشمن ہیں۔ اس طرح ہمارا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ آئندہ ہمارے ماتحت ٹیلی پیتھی جاننے والے ان کے ہاتھوں مارے نہیں جائیں گے۔"

"واقعی اس طرح ہمارے ماتحت خیال خوانی کرنے والے بے موت نہیں مارے جائیں گے۔ ویسے ان کی حفاظت تو ہوجائے گی لیکن ہمیں کامیابیاں کیسے حاصل ہوں گی؟"

"ذہانت اور مکاریوں سے۔ مثلاً اب ہم فرہاد کے تمام معاملات کو نظرانداز کردیں۔ وہ ڈاکٹر صابر کی حفاظت کررہا ہے' اسے حفاظت کرنے دیں۔ اس نے بال ٹھاکرے کی بیٹی کو اغوا کیا ہے' اسے اغوا کرکے اپنے پاس رکھنے دیں۔ اس کے کسی معاملے میں مداخلت نہ کریں اور نہ ہی یہ شبہ ہونے دیں کہ چھپ کر خیال خوانی کی جارہی ہے پھر آپ ایسے وقت خاموشی سے صابر کے مقفل دماغ میں جائیں گی جب یقین ہوجائے کہ فرہاد اور اس کے دوسرے خیال خوانی کرنے والے کسی دوسرے معاملے میں مصروف ہیں۔ اس کے بعد....."

اس نے ذرا خاموش رہ کر سوچا پھر کہا "اس کے بعد آپ جانتی ہیں کہ بال ٹھاکرے اور شیوسینا کے تمام ہندو ہمیشہ سے مسلمانوں کے دشمن رہے ہیں لہٰذا کسی انتہا پسند ہندو کو ہم اپنا آلۂ کار بنائیں گے۔ وہ انجلی کے سامنے جاکر صابر سے کہے گا کہ ہم کسی مسلمان مرد کو اپنی کسی ہندو عورت کے ساتھ برداشت نہیں کرسکتے اس لئے ایک ہندو عورت سے کھیلنے کی سزا موت ہے یوں ہمارا آلۂ کار صابر کو قتل کردے گا تو ہندو انتہا پسندی کا ٹھوس ثبوت موجود رہے گا۔ فرہاد یا کوئی بھی مسلمان خیال خوانی کرنے والا ہم پر کبھی شبہ نہیں کرے گا۔"

"میں یہی چاہتی ہوں کہ آئندہ ہم پر شبہ نہ ہو اور ہمارے باقی خیال خوانی کرنے والے مارے نہ جائیں۔ مجھے یقین ہے کہ میں تمہاری ذہانت اور مکاریوں سے کام لے کر تمام مسلمان خیال خوانی کرنے والوں کو فریب دیتی رہوں گی۔ ابھی تم میرے دماغ میں [رہو]۔ میں فرہاد سے دو باتیں کروں گی۔"

منڈولا اپنی دیوی کے دماغ میں آیا۔ وہ میرے پاس آئی پھر بولی۔ "آپ سانس نہ روکیں۔ میں شی تارا ہوں۔"

میں نے پوچھا "اب کیا چاہتی ہو؟ کیا کوئی نئی چال سوچ کر آئی ہو؟"

"نہیں' اپنی تمام ناکامیوں اور نقصانات کا جائزہ لے کر آئی ہوں۔ یہ حقیقت سمجھ میں آگئی ہے کہ میں جوتش ودیا کے خلاف [چ]ل رہی ہوں اور ہمیشہ مات کھاتی ہوں۔ یہ صاف لفظوں میں کہتی [ہوں] کہ ایک ہندو ہوں اور مرتے دم تک ہندو رہوں گی۔ اب کبھی [آپ] کو پاپا کہہ کر دھوکا نہیں دوں گی۔ پارس سے بہت دور جانے [کے] لئے اب پھر زیرِ زمین جارہی ہوں۔ اب کسی دوست یا دشمن سے مجھے کوئی دلچسپی نہیں رہے گی۔"

"یہ سب کچھ مجھ سے کہنے کی کیا ضرورت ہے۔ اچھائی کے راستے پر جارہی ہو تو جاؤ۔ برائی کے راستے پر جارہی ہو تو ہمیشہ کی طرح برا انجام ہی سامنے آئے گا۔"

"برائیوں کا انجام دیکھنے کے بعد ہی آپ سے کہنے آئی ہوں کہ آئندہ میری وجہ سے بیچارے ماتحت خیال خوانی کرنے والے مارے نہیں جائیں گے۔ سپر ماسٹر اور خفیہ یہودی تنظیم کے لوگ مجھے ڈھونڈتے رہیں گے لیکن اب مجھے دیوی کہنے والے کہیں نہیں پائیں گے اور نہ معلوم کرسکیں گے کہ میں زمین کے کس حصے کی تہ میں زندگی گزار رہی ہوں لیکن ایسا کرنے سے پہلے آپ سے ایک التجا کرنے آئی ہوں۔"

"التجا میں سچائی ہوئی تو میں اس پر غور کروں گا۔"

"داؤد منڈولا نے ایک عرصے تک میری خدمت کی ہے۔ زیرِ زمین جانے کے بعد اس سے بھی کوئی رابطہ نہیں رکھوں گی لیکن اس کی خدمات کا صلہ دینا چاہتی ہوں اور یہ صلہ آپ کی مہربانیوں سے ہی دے سکتی ہوں۔"

"سمجھ گیا۔ میں نے چیلنج کیا تھا کہ اب میرا کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا جلد ہی اسے ٹھکانے لگائے گا اور تم اپنے خدمت گار کی زندگی چاہتی ہو۔"

"جی ہاں۔ وہ آپ کے مقابلے میں آنے کی جرأت نہیں کرسکتا تھا۔ میں ہی اسے آپ کے معاملے میں گھسیٹ رہی تھی۔ آپ سے التجا ہے کہ مجھے سزا دے دیں لیکن اسے معاف کردیں۔"

"میں کسی کو سزا نہیں دوں گا نہ تمہیں' نہ اسے لیکن اسے سمجھا دینا کہ اپنی یہودی فطرت سے باز رہے۔ نام بدل کر' شخصیت بدل کر چالیں چلے گا تو دونوں پیروں سے چلنے کے قابل نہیں رہے گا۔ اب جاؤ۔"

میں نے سانس روک لی۔ اس کی سوچ کی لہریں میرے اندر سے نکل گئیں پھر منڈولا سے بولی "میں نے بڑی حد تک اسے یقین دلا دیا ہے کہ زیرِ زمین جارہی ہوں۔ تمہاری بھی جان بخشی کرادی ہے۔ میں اچھی طرح جانتی ہوں وہ باپ بیٹے زبان کے پکے ہیں۔ جب تک انہیں یقین نہیں ہوگا کہ چالبازی تمہاری طرف سے ہورہی ہے تب تک وہ کبھی تمہیں نقصان نہیں پہنچائیں گے۔"

"ان باپ بیٹوں کے فرشتوں کو بھی علم نہیں ہوگا کہ میں کیسی چالیں چل رہا ہوں۔ انہیں مجھ پر کبھی شبہ نہیں ہوگا۔"

"اور میں بھی سپر ماسٹر وغیرہ سے رابطہ نہیں رکھوں گی۔ وہ لوگ خیال خوانی کرنے والے ماتحتوں کے ذریعے مجھے تلاش کریں گے اور میں انہیں نہیں ملوں گی۔ کوئی میری آواز بھی نہیں سن سکے گا۔ رفتہ رفتہ سب ہی کے ذہن اور زبان سے دیوی کا نام مٹ جائے گا۔"

ان دونوں نے بظاہر شکست تسلیم کرلی۔ بگلا بھگت بن گئے۔ مجھے یقین دلانے کے لئے خود کو گمنامی کے پردے میں چھپالیا پھر بڑی رازداری سے ڈائریکٹر "را" کے اندر گئے۔ یہ معلوم کرتے رہے کہ ڈاکٹر صابر کے دوبارہ قید سے فرار کے بعد اب اسے پھر گرفتار کرنے کے لئے کیا اقدامات کئے جارہے ہیں۔

ڈائریکٹر "را" اس سلسلے میں انٹیلی جنس والوں کو ایک خط لکھ رہا تھا کہ وہ شہر کی ناکا بندی کرکے صابر کو دور نکل جانے کا موقع نہ دیں اور اس دوران انٹیلی جنس کے جتنے اہم جاسوس ہیں وہ گونگے بنے رہیں کیونکہ ڈاکٹر صابر کو ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی حمایت حاصل ہے۔ چونکہ "را" کا ڈائریکٹر ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے زیرِ اثر آچکا ہے اس لئے ڈاکٹر صابر کا کیس انٹیلی جنس والوں کے حوالے کیا جارہا ہے۔

دیوی نے منڈولا سے کہا "اگر فرہاد ڈاکٹر صابر کا حلیہ اور آواز بدل دے گا تو انٹیلی جنس والے صابر کو کبھی نہیں گرفتار کرسکیں گے۔ تم اس سلسلے میں کیا کہتے ہو؟"

منڈولا نے کہا "جیسا کہ ہم پہلے صابر کے خیالات پڑھ چکے ہیں وہ ایک ایسا فرض شناس ڈاکٹر ہے جسے اپنے پیشے سے عبادت کی حد تک لگاؤ ہے۔ وہ فرار ہوکر جہاں بھی جائے گا کسی دل کے مریض کو موت کے منہ میں جاتے نہیں دیکھے گا اور اگر بھارت کے کسی شہر میں بھی دل کا آپریشن کرے گا تو قانون کے محافظوں کی نظروں میں آجائے گا۔ میری عقل کہتی ہے کہ وہ دکھی انسانوں کی خدمت کے لئے بھارت سے باہر چلا جائے گا۔"

دیوی نے کہا "جیسا کہ اس کے چور خیالات نے بتایا تھا کہ وہ اپنی صائمہ کے دل سے دور نہیں رہے گا اسی لئے انجلی سے محبت کرتا ہے۔ کیا وہ انجلی اور صائمہ کے دل کو چھوڑ کر اس دیس سے چلا جائے گا؟"

"یہ معلوم کرنا ہوگا۔ فرہاد چوبیس گھنٹے صابر کے دماغ کو پتھر بنا کر نہیں رکھ سکے گا۔ آپ آدھی رات کے بعد صابر کی نیند کے دوران اس کے خیالات پڑھ سکتی ہیں اور انجلی کی محبت اور صائمہ کے دل کے بارے میں معلوم کرسکتی ہیں۔"

پھر وہ چونک کر بولا "ہم ایک آسان راستہ بھول رہے ہیں اور وہ یہ کہ انجلی کے اندر آسانی سے جاسکتے ہیں۔ یوں ہمیں معلوم ہوجائے گا کہ صابر اسے بھی ساتھ کہیں لے جائے گا یا نہیں؟"

وہ انجلی کے اندر پہنچ گئے۔ انجلی پہلے مجھے ایک فرشتہ سمجھتی تھی۔ صابر نے اسے بتایا کہ میں بھی ایک انسان ہوں اور ٹیلی پیتھی کے ذریعے ان دونوں کے کام آرہا ہوں۔ جب صابر کو دوبارہ گرفتار کیا گیا اور وہ بے چینی سے اس کا انتظار کرنے لگی تو میں نے اس کے اندر جاکر کہا تھا "میں فرہاد ہوں۔ تم اطمینان رکھو۔ صابر کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ اگر تم وقت پر کھانا اور دوائیں نہیں کھاؤ گی تو صحت مند نہیں رہ سکو گی۔ یوں سمجھو کہ تمہیں صابر کے ساتھ ایک دور دراز سفر کرنا ہے اور اس کے لئے تمہاری جسمانی اور دلی صحت مندی لازمی ہے۔"

انجلی نے پوچھا تھا "کیا میں ڈاکٹر صابر کے ساتھ کہیں دور پر جاؤں گی؟"

"ہاں۔ بھارت کی زمین تم دونوں کے لئے تنگ ہوگئی ہے۔ اگر اسے دل و جان سے چاہتی ہو تو بھارت سے باہر کسی ملک جانا ہوگا۔"

"میں ضرور جاؤں گی۔ صابر کے لئے بھارت تو کیا دنیا بھی چھوڑ دوں گی۔"

"تو پھر اچھی طرح کھاتی پیتی رہو۔ کوئی غم نہ کرو۔ میں کسی وقت بھی تمہیں اس اسپتال سے نکال کر لے جاؤں گا۔"

یہ گفتگو میں نے انجلی سے کی تھی۔ اب دیوی اور منڈولا نے اس کے دماغ کی تہ میں گھس کر یہ معلوم کرلیا تھا کہ صابر اس ملک سے تنہا نہیں جائے گا۔ انجلی بھی فرہاد کی مدد سے اس کے ساتھ جائے گی۔

منڈولا نے کہا "دیوی جی! کیا حرج ہے۔ دونوں کو جانے دیں۔ بھارت سے جانے کے بعد وہ دونوں ہمارے کسی کام کے نہیں رہیں گے۔"

وہ بولی "کیسی باتیں کرتے ہو؟ ایک ہندو دولت مند حسینہ مسلمان ڈاکٹر کے ساتھ رہے گی؟ ادھر فرہاد نے بھی بال ٹھاکرے جیسے کٹر ہندو کی بیٹی کا بھی دھرم نشٹ کیا ہے۔ میں جب فرہاد کے بیٹے پارس کا مذہب بدلنے کے لیے برسوں سے تپسیا کررہی ہوں تو کیسے برداشت کرلوں کہ انجلی اسی مسلمان کے ساتھ رہے۔"

"اور اگر ڈاکٹر صابر تمہارا ہندو دھرم اختیار کرلے تو؟"

"تو پھر مجھے کوئی اعتراض نہیں ہوگا لیکن فرہاد ایسا ہونے نہیں دے گا۔"

"فرہاد یہاں بھارت میں دوسرے معاملات میں مصروف رہے گا۔ صابر اور انجلی کو دوسرے کسی ملک میں بھیجنے کے بعد ادھر کی طرف سے مطمئن ہوجائے گا۔ اس کے پاس اتنا وقت نہیں ہوگا کہ اپنی بے پناہ مصروفیات سے نکل کر ایک محفوظ زندگی گزارنے والے صابر اور انجلی کی خبر لے۔ وہاں آپ صابر پر تنویمی عمل کرکے اسے انجلی کا ایک ہندو دھرم پتی بنا سکیں گی۔"

"یہ تمہیں بڑی دور کی سوجھی ہے۔ واقعی ان دونوں کے دوسرے کسی ملک میں پہنچنے کے بعد میں ڈاکٹر صابر کا مذہب تبدیل کرسکوں گی۔"

"اب آپ رچنا کے متعلق سوچیں۔ بال ٹھاکرے جیسے پسند ہندو نے اپنی بیٹی کو ایک مسلمان کے پاس کس طرح برداشت کیا ہوا ہے؟"

وہ دونوں بال ٹھاکرے کے اندر پہنچے۔ اس کے یہ خیالات پڑھ کر حیران ہوئے کہ رچنا اس کے پاس پہنچ گئی ہے اور اس غیرت مند ہندو نے مسلمان کے پاس سے آنے والی بیٹی کو اپنے گھر میں رکھنا قبول کرلیا ہے۔

مزید خیالات پڑھنے سے معلوم ہوا کہ میں نے بال ٹھاکرے کی عزت رکھنے کے لئے وعدہ کیا ہے کہ رچنا کی کوئی قابلِ اعتراض تصویر اخبارات اور رسائل میں شائع نہیں کراؤں گا للذا وہ اپنی بیٹی کو قبول کرے اور پہلے کی طرح عزت دے۔ ابھی رچنا کے اغوا ہونے کی بات عام نہیں ہوئی ہے۔ اگر ایسے میں باپ اپنی بیٹی کو پہلے کی طرح عزت سے نہیں رکھے گا تو دنیا والے طرح طرح کی باتیں بنائیں گے اور اگر باپ غصے اور جنون میں بیٹی سے نفرت کرے گا اور کسی ویرانے میں لے جاکر اسے زندہ جلائے گا تو میں اس کے خاندان کی دوسری بہو بیٹیوں کو بھی یکے بعد دیگرے ایسے اغوا کروں گا جیسے اس کے غنڈے مسلمانوں کی بہو بیٹیوں کو اغوا کرتے ہیں اور ان کی عزتوں سے کھیلتے ہیں۔ میری ایسی تمام باتیں سن کر بال ٹھاکرے نے حالات سے سمجھوتا کیا تھا اور رچنا کو اپنے گھر میں عزت سے رکھ لیا تھا۔

دیوی نے منڈولا سے کہا "دیکھو فرہاد کی چالبازیاں۔ اس نے کس طرح بال ٹھاکرے جیسے فولاد کو جھکا دیا ہے۔"

"دیوی جی! وہ فولاد مڑنے اور ٹیڑھا ہونے والا نہیں ہے صرف ایک بیٹی کے باعث اچھلنے والی بدنامی نے اسے مجبور کردیا ہے۔ اگر بیٹی مرجائے تو فرہاد کسی طرح بھی بال ٹھاکرے کو دباؤ میں نہیں رکھ سکے گا۔"

"بیٹی کیسے مرے گی؟ ہم خیال خوانی کے ذریعے اسے موت کے کسی راستے پر لے جائیں گے تو فرہاد ہماری چال بازی سمجھ لے گا۔"

"ڈائریکٹر "را" کو کسی طرح یہ معلوم ہونا چاہئے کہ صابر کو دوسری بار قید سے نکال کر لے جانے والے بال ٹھاکرے کے مسلح افراد تھے۔ جب یہ معلوم ہوگا تو ڈائریکٹر انتقاماً ٹھاکرے کی بیٹی رچنا کو اغوا کرائے گا۔ اس سے پہلے بھی "را" کا ایک افسر رچنا کو اس کی کوٹھی سے لے گیا تھا۔ اس طرح ڈائریکٹر اور بال ٹھاکرے میں ٹھن جائے گی۔ فرہاد ان میں سے کسی کے دماغ میں آئے گا تو وہ تسلیم کرے گا کہ حالات اور واقعات کے مطابق "را" اور شیو سینا والے ایک دوسرے کے دشمن ہوگئے ہیں اور اسی دشمنی کے باعث رچنا "را" کی قید میں رہ کر ماری گئی ہے۔"

"شاباش منڈولا! یہ تو ایسی تدبیر ہے کہ اس میں دور تک خیال خوانی کا گزر نہیں ہوتا۔ فرہاد کو کبھی ہم پر شبہ نہیں ہوگا۔"

"جیسا کہ میں نے کہا ہے کہ ڈائریکٹر "را" کو پہلے یہ معلوم ہونا چاہئے کہ صابر کو دوسری بار بال ٹھاکرے کے مسلح افراد لے گئے تھے۔ ہم ڈائریکٹر کے اندر نہیں جائیں گے۔ یہ احتیاط ضروری ہے۔ ڈائریکٹر کو یہ بات اپنے ماتحتوں سے معلوم ہونا چاہئے اور ثبوت کے ساتھ معلوم ہونا چاہئے کہ وہ ٹھاکرے کے مسلح افراد تھے۔"

"میرا خیال ہے "را" والوں کو ثبوت مل چکا ہوگا۔ بال ٹھاکرے کی جو پرائیویٹ مسلح فورس ہے اس فورس کا ہر سپاہی گیروے رنگ کا لباس پہنتا ہے۔ "را" کے جاسوس بہت دور کی خبر رکھتے ہیں۔ انہیں ٹھاکرے کی پرائیویٹ فورس کے بارے میں اور بہت سی معلومات ہوں گی۔"

"ہمیں خود کو ظاہر کئے بغیر ڈائریکٹر کے خیالات پڑھنے چاہئیں۔"

وہ بڑی خاموشی اور رازداری سے ڈائریکٹر کے اندر پہنچ گئے۔ پتا چلا کہ ٹھاکرے کی پرائیویٹ فورس کے متعلق بہت کچھ معلوم ہوچکا ہے۔ اب "را" والے بال ٹھاکرے کے خلاف جوابی کارروائی کرنا چاہتے تھے۔

منڈولا نے ڈائریکٹر کی سوچ میں کہا۔ "ٹھاکرے خود کو اور بیٹی کو بدنامی سے بچانے کے لئے دشمنی کی ابتدا کرچکا ہے۔ اس نے صابر کو رہا کراکے فرہاد کو خوش کیا ہے اور اپنی بیٹی واپس حاصل کی ہے اب صابر کی جگہ اس کی بیٹی رچنا کو تہ خانے کے سیل میں پہنچاؤں گا۔"

اگر ایسے وقت میں ڈائریکٹر کے دماغ میں ہوتا تو یہ سمجھ نہ پاتا کہ منڈولا یا اور کوئی خیال خوانی کرنے والا موجود ہے۔ منڈولا ڈائریکٹر کی سوچ کی لہروں کے ذریعے بول رہا تھا للذا وہ ڈائریکٹر کی ہی اپنی سوچ لگ رہی تھی۔

"را" کے کئی تجربہ کار جاسوس اور دہشت گرد بال ٹھاکرے کی کوٹھی کے اطراف چکر لگانے لگے۔ انہیں انتظار تھا کہ رچنا شاپنگ وغیرہ کے لئے نکلے گی تو اسے اغوا کرلیں گے۔

وہ باپ اب اپنی بیٹی کو تنہا کہیں جانے کی اجازت نہیں دیتا تھا لیکن رچنا کے واپس گھر آتے ہی ٹھاکرے نے اپنے ایک یتیم بھتیجے سے اس کی شادی طے کردی تھی۔ دوسرے دن شادی کی تاریخ مقرر ہوگئی تھی۔ گھر میں زیورات کی کمی نہیں تھی پھر بھی ماں نے کہا۔ "رچنا کی پسند سے بھی زیورات خریدوں گی۔ اسے اپنے ساتھ جوہری کی دکان پر لے جاؤں گی۔"

اس طرح وہ ماں کے ساتھ زیورات خریدنے نکلی تو آدھے گھنٹے بعد ٹھاکرے نے فون پر سنا کہ اس کی بیوی اور باڈی گارڈ کار میں زخمی پڑے ہیں۔ ڈرائیور مرچکا ہے اور رچنا غائب ہے۔

بال ٹھاکرے فون پر گرجنے کے سوا اور کر بھی کیا سکتا تھا۔ اس نے سوچا شاید میں نے پھر رچنا کو اغوا کیا ہے۔ وہ بند کمرے میں دیوانہ وار پکارنے لگا "تم کہاں ہو؟ میرے دماغ میں آنے والے دھوکے باز! مجھ سے باتیں کرو ورنہ میں اس شہر کے مسلمانوں کا قتلِ عام شروع کرادوں گا۔"

میں انجلی اور صابر کے حلیے بدل کر انہیں ملک سے باہر بھیجنے کے سلسلے میں مصروف تھا اور اس معاملے میں اب بال ٹھاکرے

سے بھی تعاون حاصل نہیں کرنا چاہتا تھا۔ مجھے دیوی پر کسی حد تک بھروسا تھا کہ وہ خوف کے باعث میرے خلاف قدم نہیں اٹھائے گی لیکن یہودی منڈولا پر میں اعتماد نہیں کر سکتا تھا اس لئے شہناز اور پارو کے تعاون سے انجلی اور صابر کو اس ملک سے روانہ کرنے میں مصروف تھا۔ مجھے یہ علم نہیں تھا کہ رچنا کو دوبارہ اغوا کیا گیا ہے۔

تھوڑی دیر بعد ڈائریکٹر "را" نے بال ٹھاکرے سے فون پر رابطہ کیا اور کہا "ٹھاکرے! تم نے "ہندو آف دی ایئر" کا خطاب حاصل کیا ہے لیکن تم نہایت ہی بے غیرت ہندو ہو۔ ایک مسلمان سے خراب ہو جانے والی بیٹی کو حاصل کرنے کے لئے تم نے اس مسلمان سے سمجھوتا کیا۔ دیس کے غدار ڈاکٹر صابر کو ہماری قید سے نکال کر اس مسلمان سے اپنی بیٹی کا تبادلہ کیا۔"

"بکواس مت کر کتے! تو "را" کا ڈائریکٹر نہیں کانگریسی حکومت کا کتا ہے۔ تو نے ہندو ہو کر میری بیٹی کو اغوا کیا۔ تجھ سے بہتر وہ مسلمان ہے جس نے میری بیٹی کو گھر پہنچایا۔"

"اب نہیں پہنچا سکے گا۔ تیری بیٹی ایسی جگہ قید کی گئی ہے کہ وہ مسلمان ٹیلی پیتھی جاننے والا بھی وہاں تک نہیں پہنچ سکے گا۔"

"کیا؟ تو یہ کہہ رہا ہے کہ میری بیٹی کو تو نے پھر اغوا کرایا ہے؟"

"ہاں۔ اس ہاتھ دے اور اس ہاتھ لے۔ تو نے اپنی پرائیویٹ فورس کے ذریعے صابر کو اغوا کرایا۔ اگر بیٹی کی واپسی چاہتا ہے تو صابر کو ہمارے حوالے کر دے۔"

"بس میرے لئے اتنی ہی معلومات کافی ہیں کہ تو نے دوبارہ میرے خاندان کی عزت پر ہاتھ ڈالا ہے۔ اب ذرا کان کھول کر سن لے۔ راون ایک بار سیتا کو اٹھا کر لے گیا تھا۔ جب رام جی اپنی پتنی سیتا کو راون کی قید سے چھڑا کر لائے تو دنیا والوں نے سیتا جیسی دیوی کی پاکیزگی پر شک کیا۔ میری بیٹی سیتا کی طرح ایک بار نہیں دو بار اغوا کی گئی ہے۔ اب کون رچنا کی پاکیزگی پر یقین کرے گا۔ وہ بیٹی تو جیتے جی میرے لئے مر چکی ہے اس لئے اب تمہارے جیسے راون کے مرنے کی باری ہے۔ میں اپنے مہاراشٹر کے صوبے سے "را" تنظیم کے قدم ہمیشہ کے لئے اکھاڑ دوں گا۔ گھڑی دیکھتے رہو۔ موت تمہارے دروازے پر آ رہی ہے۔"

دیوی اور منڈولا نے جو سوچا تھا وہی ہونے لگا تھا۔ "را" اور شیو سینا کے درمیان ٹھن گئی۔ بال ٹھاکرے نے اپنی پرائیویٹ فورس کو استعمال کرنے سے پہلے شیو سینا اور بی جے پی کے وزیروں مشیروں کا ہنگامی اجلاس طلب کیا اور انہیں صورتِ حال سے آگاہ کیا۔ یہ معاملہ بال ٹھاکرے کی بیٹی اور اس کے خاندان کی عزت کا تھا اس لئے چند اہم افراد نے ڈائریکٹر کے پاس جا کر کہا "ڈاکٹر صابر کے سلسلے میں بال ٹھاکرے سے جو بھی شکایت ہے اس پر بعد میں بات ہو گی۔ پہلے رچنا کو واپس کرو ورنہ ہم تمہارے جیسے کانگریسی حکومت کے اعلیٰ عہدیداروں کو صوبے سے نکال کر دلی راجدھانی کے خلاف محاذ آرائی شروع کر دیں گے۔"

ڈائریکٹر نے کہا "ٹھیک ہے۔ ہم ابھی رچنا کو یہاں بلاتے اور......"

ایک نے بات کاٹ کر کہا "ہم سب رچنا کے پاس جائیں گے اور دیکھیں گے کہ تم نے اسے کس حال میں رکھا ہے۔"

وہاں شیو سینا اور بی جے پی کا جو رعب اور دبدبہ تھا اسے کے حکمران بھی تسلیم کرتے تھے۔ ان دونوں پارٹیوں کا زور توڑ کی کوششیں کی جا رہی تھیں۔ فی الحال ڈائریکٹر "را" ان درمیان پھنس گیا تھا۔ ان سب کو ساتھ لے کر تہ خانے میں رچنا کو ایک سیل میں رکھا گیا تھا۔ وہاں پہنچ کر سب ٹھٹک گئے فرش پر بے لباس مردہ پڑی ہوئی تھی۔

اس فرش پر رچنا نے خون سے لکھا تھا "میں پہلے اپنے سے تھوڑا سا لہو نکال کر یہ لکھ رہی ہوں۔ ایک افسر نے کپڑے اتار دیے ہیں۔ اب میں کسی کو منہ دکھانے سے پہلے دے رہی ہوں۔"

سب نے دیکھا۔ رچنا کے سینے میں ایک چاقو پیوست تھا نے خودکشی کی تھی۔ لیکن خودکشی کا سبب کوئی افسر تھا اور اغوا تھا جو "را" کے ذریعے ہوا تھا۔

میں تقریباً چھ گھنٹے بعد بال ٹھاکرے کے اندر خاموشی سے تو ان حالات کا علم ہوا۔ ڈائریکٹر کے چور خیالات نے بھی کہا یہ ایسی واردات ہوئی تھی کہ میں نے کسی کی ٹیلی پیتھی پر شبہ کیا۔ ڈائریکٹر نے صابر کو واپس حاصل کرنے کے لئے رچنا کو تھا اور یوں بات بڑھ گئی تھی۔ رچنا کی موت کا بدلہ لینے کے شیو سینا کے مسلح لوگوں نے "را" کے کتنے ہی افسران کو مار ڈا ڈائریکٹر کو اپاہج بنا کر دہلی روانہ کر دیا تھا۔

مجھے رچنا کی موت کا بہت افسوس تھا۔ اگرچہ وہ اپنے با طرح مسلمانوں سے نفرت کرتی تھی تاہم میں نے بال ٹھاکر زندہ چھوڑا ہوا تھا۔ اسی طرح اسے زندہ رکھ کر انہیں یہ چاہتا تھا کہ وہ مسلمانوں سے خواہ مخواہ دشمنی کریں گے تو نقصان اسی کی ہندو برادری کو پہنچتا رہے گا۔

میں افسوس کرنے کے لئے ٹھاکرے کے اندر پہنچا لیکن مخاطب نہیں کیا۔ پہلے میں اس کے صدمات کو سمجھنا چاہ صدمات ان عزیزوں کے لئے ہوتے ہیں جو زندگی میں اور کے بعد بھی ماں باپ کو اور پورے خاندان کو نیک نامی اور دیتے ہیں۔ رچنا نے نیک نامی اور عزت نہیں دی تھی باپ کو صدمہ نہیں تھا۔ ایک ذرا بیٹی کے لئے افسوس تھا لیکن معنوں میں وہ اندر سے مطمئن تھا۔ جو آگے چل کر بہت بدنامیاں پیدا کرنے والی تھی، وہ مر چکی تھی۔ اس کے ساتھ ہوتا رہا، یہ دنیا کو معلوم نہیں تھا۔ وہ ہر طرح کی ذلت سے حاصل کر چکا تھا۔

اس کے خیالات پڑھ کر میں نے افسوس کرنا مناسب سمجھا۔ اس کے اندر ڈاکٹر صابر کا خیال پیدا کیا۔ وہ ناگواری سے سوچنے لگا۔ "صابر جائے جہنم میں۔ پتا نہیں اس ٹیلی پیتھی جاننے والے فرہاد نے انجلی اور صابر کو کہاں پہنچا دیا ہے۔ مجھ سے کہہ رہا تھا کہ میں انہیں ملک سے باہر پہنچا دوں لیکن اس نے اس سلسلے میں مدد نہیں لی ہے۔"

پھر ٹھاکرے کی سوچ نے کہا "یہ درست ہے کہ اس نے میری بیٹی کو گھر واپس پہنچا دیا تھا لیکن میں نے بھی ڈاکٹر صابر کو "را" کی قید سے نکال کر اس کے حوالے کر دیا تھا۔ اس طرح حساب برابر ہو گیا۔ اب اس مسلمان ٹیلی پیتھی جاننے والے کا مجھ پر کوئی احسان نہیں رہا ہے اور یہ بہت ہی اچھا ہوا۔ کسی مسلمان کا کبھی احسان نہیں اٹھانا چاہئے۔ ان لوگوں کو جوتوں تلے رکھ کر جو مسرتیں حاصل ہوتی ہیں ایسی مسرتیں دنیا جہان کی دولت حاصل کرنے سے بھی نہیں ملتیں۔"

مجھے یہ خیالات پڑھ کر دکھ ہوا۔ اس کے خاندان کی عزت مٹی میں ملنے والی تھی لیکن میں نے وہ تمام قابل اعتراض تصاویر جلا دی تھیں۔ رچنا کو بدنام ہونے سے پہلے گھر بھیج دیا تھا۔ میں نے سوچا تھا کہ ٹھاکرے کی بیٹی ایک مسلمان کے ساتھ بدنام ہو گی تو مہاراشٹر کے تمام مسلمانوں پر شیو سینا اور بی جے پی کے انتہا پسند ہندو بے حد مظالم ڈھائیں گے۔

لیکن بال ٹھاکرے کی عزت رکھنے کے باوجود وہ تسلیم نہیں کر رہا تھا کہ میں نے اس کے گھر کی عزت کو باہر نہیں اچھالا ہے۔ اگر میں ان تصاویر کو نہ جلاتا اور اسے بلیک میل کرتا تو وہ ہمیشہ میرے آگے سر جھکا کر رہتا۔ اب اس کے خیالات بتا رہے تھے کہ وہ پھر اسلام دشمنی کی روش اختیار کرنے والا ہے۔

میں نے جو سوچ کی لہریں پڑھیں دراصل وہ بال ٹھاکرے کی اپنی نہیں تھیں۔ منڈولا، ٹھاکرے کی سوچ میں اسے اسلام دشمنی پر مائل کر رہا تھا اور ٹھاکرے کی اپنی ذاتی سوچ جواباً اعتراض نہیں کر رہی تھی کیونکہ اس کا اپنا ذہن بھی صدیوں سے ایسا ہی تھا۔ مغل بادشاہ سے مرہٹہ شیواجی نے اپنی بھاری فوج کے ساتھ کئی بار شکست کھائی تھی۔ بال ٹھاکرے اسی نسل سے تھا۔ مسلمانوں سے شکست کا زخم صدیوں سے ہرا ہوتا آ رہا تھا۔ وہ جو آگ جلتی آ رہی تھی، منڈولا نے اس پر اور پیٹرول چھڑک دیا تھا۔

میری لاعلمی میں دیوی اور منڈولا نے جو چالیں چلی تھیں، اس میں ایک جگہ ان سے غلطی ہو گئی۔ مہاراشٹر کی حکومت نے "را" کے کئی افسران کو ہلاک کر کے اور اس تنظیم کے ڈائریکٹر کو اپاہج بنا کر عالمی شہرت رکھنے والی "را" تنظیم کی بہت بڑی توہین کی تھی۔ یہ توہین ناقابلِ برداشت تھی۔ بھارت میں حکومت قائم کرنے والی کانگریس پہلے ہی شیو سینا اور بال ٹھاکرے کو ناقابلِ برداشت سمجھ رہی تھی۔ ایسے میں دیوی اور منڈولا نے شیو سینا اور "را" کو ایک دوسرے سے ٹکرا کر بہت بڑی غلطی کی تھی۔ یہ غلطی میرے حق میں بہتر تھی۔ میں ان کی آپس کی لڑائی سے فائدہ اٹھا سکتا تھا۔

منڈولا کی چال یہ تھی کہ بال ٹھاکرے مسلمانوں کے خلاف مہم جاری رکھے گا تو میں مسلمانوں کی حفاظت کے لئے اس کے اور انتہا پسند ہندو سیاسی پارٹیوں کے خلاف کارروائیاں کرتا رہوں گا اس طرح دیوی کو میری مصروفیات کا علم ہوتا رہے گا پھر یہ کہ میں ان معاملات میں بمبئی شہر تک محدود رہوں گا۔ یوں انہیں کشمیری مجاہدین سے نمٹنے کا موقع ملے گا۔ اپنے باقی ٹیلی پیتھی جاننے والے ماتحتوں کو کشمیر میں استعمال کیا جا سکے گا۔ ضرورت پڑی تو دیوی اور منڈولا بھی وہاں کے مجاہدین کو جہاد کے قابل نہیں چھوڑیں گے۔

اگر ایک نہیں کئی محاذ ہوں تو پتا نہیں چلتا کہ کس محاذ سے کون سا حربہ آزمایا جا رہا ہے۔ میں بھی دیوی اور منڈولا کے محاذ سے ابھی بے خبر تھا۔ دیوی کے لئے تو جناب تبریزی کی ہدایت تھی کہ اسے نظرانداز کیا جائے۔ دیوی کے التجا کرنے سے میں نے منڈولا کو بھی ڈھیل دے دی تھی۔ مجھے اپنے لائحہ عمل پر بھروسا تھا کہ میں اپنی راہ پر چلتا رہوں گا۔ منڈولا یا اور کوئی کانٹے بچھانے آئے گا تو زیادہ عرصے مجھ سے روپوش نہیں رہ سکے گا۔

میں نے شہناز سے کہا "تم کئی برس تک دیوی شی تارا کی ڈمی بن کر اس کے کام آتی رہی ہو۔ اس کی ایک ایک ادا اور لب و لہجے کو سمجھتی ہو۔ اب تمہیں پھر وہی رول ادا کرنا ہے۔"

"یعنی میں دیوی بن کر کچھ کروں؟"

"ہاں۔ سپر ماسٹر اور وہاں کی افواج کے اعلیٰ افسران دیوی کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کر سکتے ہیں۔ تم دیوی کے لب و لہجے کو اپنا کر ان کے اندر جاؤ گی تو ان کے بہت سے خفیہ منصوبے معلوم کر سکو گی۔"

"اچھی بات ہے پاپا! میں ابھی جاتی ہوں۔"

"ذرا ٹھہرو۔ پہلے پارو کو بھی دیوی کی آواز اور لہجے کی مشق کراؤ۔ جب وہ اچھی طرح سیکھ لے تو تم سپر ماسٹر کے پاس چلی جانا۔ میں پارو سے دوسرا کام لوں گا۔"

میں دن رات میں دو چار بار بال ٹھاکرے کے پاس خاموشی سے جاتا تھا۔ اس کے خیالات پڑھنے سے مجھے معلوم ہوتا تھا کہ شیو سینا اور بی جے پی متحدہ حکومت کی ذمے داریاں سنبھالنے کے علاوہ مسلمانوں کے ساتھ کیسا امتیازی سلوک کر رہے ہیں۔ پہلی بار پتا چلا کہ ایک مسلمان خاندان کو سرکاری طور پر نوٹس دیا گیا ہے کہ وہ بمبئی چھوڑ کر مہاراشٹر سے نکل جائیں کیونکہ وہ لوگ بنگلہ دیش سے آنے والے وہ مہاجرین ہیں جو اردو بولتے ہیں۔ یعنی وہ بنگالی بھی نہیں ہیں بلکہ پاکستان اور بنگلہ دیش کے ٹھکرائے ہوئے بہاری ہیں۔

ایسا سرکاری نوٹس خطرے کی گھنٹی سمجھا جاتا تھا۔ جو خاندان اس نوٹس کے مطابق عمل نہیں کرتا تھا ان کے ہاں بال ٹھاکرے کے غنڈے پہنچ جاتے تھے۔ اس کے بعد اس خاندان کا نہ مال و

اسباب باقی رہتا تھا اور نہ ہی عورتوں کی عزت سلامت رہتی تھی۔

میں ان دنوں ٹھاکرے کے خاندان کی عورتوں کے دماغوں میں جگہ بنا چکا تھا۔ اس وقت میں نے اس کی ایک جوان بھانجی رتنا کو فون کے ذریعے رابطہ قائم کرنے پر مائل کیا۔ اس نے رابطہ ہونے کے بعد کہا "ماما ٹھاکرے! میں رتنا بول رہی ہوں۔"

"رتنا؟ تم تو ابھی اوپر والے کمرے میں تھیں۔ یہ فون کہاں سے کر رہی ہو۔"

"اسی اوپر والے کمرے سے کر رہی ہوں۔ میں نیچے آپ کے کمرے میں بھی آسکتی تھی مگر وہ مجھے آنے نہیں دے رہا ہے۔"

"کون نہیں آنے دے رہا ہے؟ کون ہے تمہارے کمرے میں؟"

"ماما! کمرے میں نہیں دماغ میں ہے۔ آپ میرے کمرے میں آئیں گے تب بھی نہ اسے دیکھ سکیں گے، نہ پکڑ سکیں گے اور نہ ہی اسے کوئی مار سکیں گے۔"

اس نے پریشان ہو کر پوچھا "کیا تمہارے دماغ میں فرہاد ہے؟"

"کون فرہاد؟ میں کسی فرہاد کو نہیں جانتی۔"

اسی وقت رتنا کی ماں یعنی بال ٹھاکرے کی بہن نے آکر کہا۔ "بھائی! پتا نہیں رتنا کو کیا ہو گیا ہے۔ اس نے کمرے کے دروازے کو اندر سے بند کر لیا ہے۔ میں دستک دیتی رہی۔ آوازیں دیتی رہی لیکن وہ ایک ہی بات کہتی ہے کہ ماما کو فون کرنے کے بعد شاید دروازہ کھول سکے گی۔"

ٹھاکرے نے بہن سے کہا "اچھا ذرا خاموش رہو۔ میں رتنا سے ہی باتیں کر رہا ہوں۔ ہاں تو رتنا! یہ تمہاری ماں جی کیا کہہ رہی ہیں؟ تم نے دروازے کو اندر سے کیوں بند کر لیا ہے؟"

"اور میں کیا کروں؟ ایسی حالت میں ماں جی کا سامنا نہیں کر سکتی تھی۔"

وہ پریشان ہو کر بولا "کیسی حالت؟ صاف صاف بولو، تم کس حال میں ہو؟"

"ماما! اس نے..... میں کیا کہوں، اس نے پتا نہیں کیا جادو کیا تھا۔ میں ایک منٹ کے لئے جیسے کہیں گم ہو گئی تھی۔ جب ہوش آیا تو شرم سے چیخ پڑی۔ میرے بدن پر ایک کپڑا بھی نہیں ہے۔ وہ میرے اندر کہہ رہا ہے پہلے اپنے ماما سے فون پر باتیں کرو۔ اپنی حالت بتاؤ۔"

"میں بات کر رہا ہوں۔ وہ تمہارے دماغ میں رہ کر سن رہا ہوگا۔ میں پوچھتا ہوں، وہ کیا چاہتا ہے؟ ہم سے کیا دشمنی ہے؟"

رتنا نے کہا "وہ پوچھ رہا ہے کہ تمہیں مسلمانوں سے کیا دشمنی ہے۔ ناگ پاڑہ کی ایک کچی بستی میں ایک مسلمان خاندان کو بمبئی چھوڑ دینے کا نوٹس دیا گیا ہے۔ اگر وہ نہیں جائیں گے تو آپ کے غنڈے ان کی بہو بیٹیوں کو کس طرح بے لباس کریں گے، اس کا نمونہ پیش کرنے کے لئے وہ مجھے بے لباس کر چکا ہے۔"

بال ٹھاکرے کو تھوڑی دیر کے لئے چپ سی لگ گئی۔ یہ بات فوراً ہی سمجھ میں آگئی کہ اس کے پاس صوبائی حکومت اور سارے اختیارات ہیں مگر وہ تمام اختیارات کو کام میں لا کر بھی اپنی بھانجی کو لباس نہیں پہنا سکے گا۔

وہ اپنی بیٹی رچنا کا انجام دیکھ چکا تھا۔ رچنا کے بعد رتنا کی باری آئی تھی۔ رتنا کے بعد اور بھی کئی لڑکیاں تھیں۔ شیو سینا کے کئی وزیروں کے گھرانوں میں بھی ہندو تہذیب ننگی ہو سکتی تھی۔ رتنا نے فون پر کہا "آپ خاموش کیوں ہیں۔ وہ کہہ رہا ہے کہ اس گھر کی کسی بھی لڑکی کو کوٹھی کی چھت پر لے جا کر اس کا لباس اتار کر اسے نچائے گا اور دنیا کو تماشا دکھائے گا۔"

وہ جلدی سے بولا "نن..... نہیں۔ اس سے بولو، کسی مسلمان خاندان کے ساتھ زیادتی نہیں ہوگی اور جس خاندان کو بمبئی چھوڑنے کا نوٹس دیا گیا ہے اسے منسوخ کیا جائے گا۔ وہ مسلمان بدستور ناگ پاڑہ میں رہیں گے۔"

"شکریہ ماما! وہ کہہ رہا ہے کہ میں ریسیور رکھ کر لباس پہن سکتی ہوں۔"

رابطہ ختم ہو گیا۔ بال ٹھاکرے شکست خوردہ انداز میں ریسیور رکھ کر سوچ میں پڑ گیا پھر دوبارہ ریسیور اٹھا کر متعلقہ حکام سے کہنے لگا کہ فی الحال کسی بھی مسلمان فیملی کو بمبئی چھوڑنے کا نوٹس نہ دیا جائے۔ ناگ پاڑہ کی فیملی کا نوٹس بھی منسوخ کیا جائے۔

وہ ریسیور رکھ کر صوفے کی پشت سے ٹیک لگا کر پریشانی سے سوچنے لگا "یہ ٹیلی پیتھی کی بلا عجیب ہے۔ میرے گلے پڑ گئی ہے۔ میں جھنجلا سکتا ہوں، پیچ و تاب کھا سکتا ہوں لیکن نظر نہ آنے والے دشمن کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ ہے بھگوان! ہے شیو شنکر! مجھے اس بلا سے نجات دلاؤ۔"

پریشانی میں سب ہی دعا کرتے ہیں۔ لیکن دعا نامناسب اور قابلِ قبول نہ ہو تو قبول نہیں ہوتی۔

میں دماغی طور پر اپنے کمرے میں حاضر ہوا۔ اب یہ معلوم کرنا تھا کہ "را" والے مہاراشٹر سے نکل کر دہلی راجدھانی آکر اپنی توہین کا انتقام شیو سینا اور بی جے پی سے کیسے لیں گے۔ اس اپاہج ہونے والے ڈائریکٹر کو "را" سے ریٹائر کر دیا گیا ہوگا۔ اس کی جگہ کوئی دوسرا آیا ہوگا۔ میں وہاں کے پردھان منتری کے اندر پہنچ کر "را" میں ہونے والی تبدیلی کے متعلق بہت کچھ معلوم کر سکتا تھا لیکن میرے وہاں جانے سے پہلے شہناز اور پارو میرے کمرے میں آگئیں۔ شہناز نے کہا "میں سپر ماسٹر اور تینوں افواج کے اہم افسران کے دماغ میں گئی تھی۔ وہ سب دیوی شی تارا کے معمول اور تابعدار ہیں۔ میں نے دیوی کا لب و لہجہ اختیار کیا تو وہ سب مجھے اپنے اندر محسوس نہ کر سکے۔ اب ان سب کو بے چارہ کہنا چاہئے کیونکہ وہ دیوی کا انتظار کر رہے ہیں اور دیوی پچھلے دس گھنٹوں سے



...ی دلجوئی کے لئے نہیں آئی ہے۔ سپر ماسٹر کو اپنے خیال خوانی ...ی والوں کی فکر تھی۔ اس نے اپنے ایک ٹیلی پیتھی جاننے ...ے کے ذریعے بوبی بیکر اور ڈی لنکاسٹر کی خیریت معلوم کرنا چاہی تو ...ا، دونوں کے دماغ مردہ ہو چکے ہیں۔"

...نے مسکرا کر کہا "سپر ماسٹر نے یہودی خیال خوانی کرنے ...میں ...ں کی بھی خیریت معلوم کر کے سر پکڑ لیا ہوگا۔"

شہناز نے کہا "جی ہاں۔ وہ اور فوج کے اعلیٰ افسران دل ...شتہ ہو کر سوچ رہے ہیں کہ دیوی کے تیرہ بھارتی ٹیلی پیتھی جاننے ...ں کی طرح دو امریکی اور دو یہودی ٹیلی پیتھی جاننے والے بھی ...ے گئے ہیں پھر بھی وہ دیوی سے ان چاروں کی موت کی تصدیق ...ا چاہتے ہیں لیکن دیوی نے ان سے رابطہ ہی ختم کر دیا ہے۔"

...میں نے کہا "وہ مجھ سے کہہ رہی تھی کہ اب دنیاوی معاملات ...دلچسپی نہیں لے گی اور زیرِ زمین چلی جائے گی۔ شاید وہ اسی لئے ...اسٹر وغیرہ سے بھی تعلقات ختم کر چکی ہے۔"

"خدا کرے ایسا ہی ہو مگر پاپا! میں اس مکار دیوی کی برسوں ...ڈی بن کر اس کی ایک ایک رگ کو سمجھنے لگی ہوں۔ جب ...ے کسی سے خطرہ لاحق ہوتا ہے تو وہ اس خطرے کو مٹائے بغیر ...ن سے نہیں رہتی اور اسے سب سے زیادہ خطرہ آپ کی چھوٹی ...ب زادی اعلیٰ بی بی (ثانی) سے ہے۔ جب تک اعلیٰ بی بی ...ی) زمین کے اوپر زندہ ہے تب تک دیوی زمین کے نیچے کبھی ...ں جائے گی۔"

"بیٹی! سانچ کو آنچ کیا ہے۔ ابھی ہم معلوم کرتے ہیں کہ دیوی ...ارادے کیا ہیں؟ کیا میری بیٹی پارو نے دیوی کا لب و لہجہ سیکھا ...؟"

پارو نے دیوی کے لب و لہجے میں کہا "پاپا! میں آپ کی رہنمائی ...باجی شہناز کی محنت اور محبت سے بہت کچھ سیکھتی رہوں گی۔ کیا ...ا کے اس لب و لہجے میں کوئی غلطی ہو رہی ہے؟"

میں نے پارو کے سر پر شفقت سے ہاتھ رکھ کر کہا "شاباش! تم ...ی میری بیٹی ہو۔ اب اسی لب و لہجے میں خیال خوانی کرو اور ...ولا کے اندر پہنچو۔ میں اور شہناز تمہارے دماغ میں رہیں ...۔"

اس نے میری ہدایت پر عمل کیا اور منڈولا کے اندر پہنچ گئی۔ ...بے خبر تھا کیونکہ دیوی کو اپنے اندر محسوس نہیں کرتا تھا۔ پارو ...ے کے چور خیالات پڑھنے لگی۔ جھوٹ اور فریب کھل کر سامنے ...نے لگا۔

یہ باتیں تفصیل سے معلوم ہوئیں کہ دیوی اور اس نے میری ...فت اور رحم دلی سے فائدہ اٹھایا تھا ورنہ وہ دونوں اب بھی ...رت میں خیال خوانی کے ذریعے رہ کر میری مصروفیات معلوم ...تے رہتے ہیں۔ یہ بھی پتا چلا کہ ڈاکٹر صابر جب انجلی کے ساتھ ...ا ملک میں ازدواجی زندگی گزارتا رہے گا تو دیوی ڈاکٹر صابر پر عمل کر کے اسے انجلی کا ہندو دھرم پتی بنا دے گی۔

پارو اس کے اندر دیوی بن کر پہنچی ہوئی تھی۔ اس کی موجودگی میں، میں بھی اس کے دماغ میں براہِ راست آیا پھر یکبارگی اس کے اندر زلزلہ پیدا کیا۔ وہ چیخیں مارتا ہوا اپنے بستر پر اچھلا اور تکلیف کی شدت سے تڑپنے لگا۔ یہ بات ہمارے علم میں نہیں تھی کہ زلزلہ پیدا کرتے وقت دیوی کسی کام سے اس کے اندر آئی تھی اور اس کی حالت دیکھ کر حیران رہ گئی تھی پھر اس نے میری آواز سنی۔ میں منڈولا سے کہہ رہا تھا "میں پہلے ہی جانتا تھا کہ یہودی مکار ہوتے ہیں مگر دیوی شی تارا کی التجا پر میں نے تجھے سزا نہیں دی تھی۔ اب میں تجھے زخمی کروں گا تاکہ آئندہ تو میرا راستہ نہ روک سکے اور میں تیرے چور خیالات سے یہودی خفیہ تنظیم کے بارے میں بھی بہت کچھ معلوم کر سکوں۔"

میں اسے کچن کی طرف لے گیا تاکہ وہ وہاں سے چاقو لے کر خود کو زخمی کر سکے یا چولہا جلا کر اپنا ایک ہاتھ بری طرح جلائے تاکہ وہ کچھ دنوں تک سانس روکنے والی دماغی توانائی دوبارہ حاصل نہ کر سکے۔

یہودی خفیہ تنظیم والے بڑے نصیب والے تھے۔ اب تک دیوی کے سوا کوئی ان کے اندرونی معاملات تک نہیں پہنچ پایا تھا۔ اب میں پہنچ سکتا تھا لیکن جب تک میں منڈولا کو زخمی کرتا تب تک دیوی خفیہ یہودی تنظیم کے تین خیال خوانی کرنے والوں الپا، مارکوس برٹن اور رابرٹ کلون کے اندر باری باری پہنچ گئی اور انہیں حکم دیا "یہ دیوی کا حکم ہے، آئندہ دیوی اور داؤد منڈولا کی آواز اور لہجوں کو محسوس کرو گے اور فوراً سانس روک لیا کرو گے۔ آئندہ میں تمہارے دماغوں میں سونیا کی آواز اور لہجہ اختیار کر کے آؤں گی اور نئے سرے سے تنویمی عمل کروں گی۔ سابقہ تنویمی عمل کو منسوخ کرتی ہوں لہٰذا ابھی دیوی تمہارے اندر ہے، سانس روک کر اسے بھگا دو۔"

الپا، مارکوس برٹن اور رابرٹ کلون نے باری باری یہی کیا۔ سانس روک کر دیوی کو اپنے دماغوں سے نکال دیا۔

خفیہ یہودی تنظیم میں سب سے پرانی الپا تھی۔ برین آوم اگرچہ ٹیلی پیتھی نہیں جانتا تھا تاہم ذہانت میں یکتا تھا۔ دیوی نے اس کے اندر بھی پہنچ کر وہی حکم دیا۔ اس نے بھی سانس روکی اور دیوی کی سوچ کی لہریں اس کے دماغ سے باہر نکل آئیں۔

ویسے پچھلے دنوں دیوی نے سپر ماسٹر کو بڑے فریب دیے تھے۔ مارکوس برٹن اور رابرٹ کلون پہلے امریکی تھے۔ سپر ماسٹر کے ماتحت تھے لیکن دیوی نے منڈولا کی وفاداری اور خدمات سے خوش ہو کر ان دونوں کو یہودی اور منڈولا کا ماتحت بنا دیا تھا۔ اس حساب سے اب سپر ماسٹر کے پاس صرف آندرے فوک اور پاشا رہ گئے تھے۔ تقدیر کے تماشے عجیب ہوتے ہیں۔ وہ ٹرانسفارمر مشین سپر ماسٹر کے پاس تھی لیکن اس سے ٹیلی پیتھی کا علم حاصل کرنے والے صرف

دو ہی افراد آندرے فوک اور پاشا امریکا میں رہ گئے تھے۔ یہودیوں کے پاس ان سے ایک زیادہ خیال خوانی کرنے والا تھا یعنی الپا' مارکوس برٹن اور رابرٹ کلون۔ ان میں منڈولا کو اب شامل نہیں کیا جاسکتا تھا۔

منڈولا نہیں رہا تھا۔ میں یہودی خفیہ تنظیم کے خیال خوانی کرنے والوں کے دماغوں میں منڈولا کا لب و لہجہ اپنا کر پہنچا تو الپا' مارکوس برٹن اور رابرٹ کلون نے سانسیں روک لیں۔ مجھے بڑی حیرانی ہوئی۔ شہناز اور پارو نے دیوی کا لب و لہجہ اختیار کیا تب بھی انہیں ان تینوں یہودیوں کے دماغوں میں جگہ نہ ملی۔ ہم پھر حقیقت معلوم کرنے کے لئے منڈولا کے پاس آئے تو اسی لمحے میں اس نے چاقو کو دونوں ہاتھوں سے تھام کر اس کے تیز پھل کو دل کی جگہ سینے میں اتار لیا۔ اس کے تڑپنے اور دم توڑنے تک میں نے اس کی سوچ سے معلوم کیا کہ اس نے دیوی کے حکم سے ایسا کیا ہے۔

تب بات واضح طور سے سمجھ میں آگئی کہ جب تک ہم منڈولا کے پاس مصروف رہے تھے تب تک دیوی نے خفیہ یہودی تنظیم کے تمام اہم افراد کو ہماری ٹیلی پیتھی کے ہتھیار سے محفوظ کرلیا تھا۔ اس کے بعد منڈولا کے پاس آکر اسے خودکشی پر مجبور کردیا تھا کیونکہ وہ وفادار اور خدمت گار اب اس کے کسی کام کا نہیں رہا تھا۔

انسانی زندگی میں اکثر غور و فکر کے مقام آتے ہیں' جہاں آدمی غور کرے تو قدرت تماشے دکھاتی ہوئی نظر آئے گی۔ یہ وہی دیوی تھی جس نے داؤد منڈولا کے لئے مجھ سے جان کی امان مانگی تھی لیکن اغراض و مقاصد بدلنے کے باعث اس امان مانگنے والی نے ہی منڈولا کی جان لے لی تھی۔ کیا عظمت ہے اور کیا کمینگی ہے۔ انسان اسی عظمت اور کمینگی کے درمیان رہ کر لوٹے کی طرح اِدھر سے اُدھر لڑھکتے لڑھکتے زندگی گزار دیتا ہے۔

ویسے دیوی اپنی شکست سے بہت کچھ سیکھ رہی تھی۔ محاذ آرائی کا اچھا خاصا تجربہ حاصل کرچکی تھی۔ اس نے بڑی حاضر دماغی سے کام لے کر ہمیں یہودی خفیہ تنظیم کے اندر پہنچنے سے روک دیا تھا۔ پچھلے دنوں اس کے اپنے تیرہ ٹیلی پیتھی جاننے والے اور بھارت میں دو امریکی اور دو اسرائیلی خیال خوانی کرنے والے مارے گئے تھے۔ وہ سب اس کے معمول اور تابعدار تھے۔ اتنے بڑے نقصان نے اسے حالات اور واقعات کو سمجھ کر فوراً جوابی کارروائی کا شدید تجربہ اور چالاکی پیدا کردی تھی۔

فی الوقت اس کے معمول اور تابعدار خیال خوانی کرنے والوں میں الپا' مارکوس برٹن اور رابرٹ کلون اسرائیل میں تھے۔ امریکا میں آندرے فوک اور پاشا رہ گئے تھے۔ وہ آئندہ مشین کے ذریعے خیال خوانی کرنے والوں کی تعداد نہیں بڑھا سکتی تھی اس لئے اس نے آندرے فوک اور پاشا کے پاس بھی باری باری جاکر کہا "دیوی تمہیں حکم دیتی ہے کہ آئندہ تم دیوی کے لب و لہجے کو اپنے اندر محسوس کروگے اور سانس روک کر اسے دماغ [illegible] کردوگے۔ میں نیا لب و لہجہ سنا رہی ہوں۔ جب اس لب [illegible] ساتھ آؤں تو مجھے محسوس نہیں کروگے اور اسی لہجے میں [illegible] دوں تو اس پر فوراً عمل کروگے اور جیسا کہ پہلے کہہ چکی [illegible] بظاہر سپر ماسٹر اور تینوں افواج کے اعلیٰ افسران کے احکا[م کی] تعمیل کرتے رہوگے۔"

اس نے ایسی تمام ضروری باتیں آندرے فوک اور [illegible] ذہن نشین کرنے کا حکم دیا پھر دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہوگئی [illegible] اس پر آرام حرام تھا۔ اس نے بہت دنوں سے ٹیلی پیتھی [illegible] بہت بڑے مہرے کو اپنی نظروں میں رکھا ہوا تھا۔ وہ داؤد منڈ[ولا سے] زیادہ ذہین اور شاطر تھا۔ شطرنج کا عالمی چیمپئن مائیک ہرارے [illegible]

وہ آتما شکتی سے اس کے اندر جاتی تھی۔ اس [illegible] خیالات نے بتایا تھا کہ وہ فرہاد علی تیمور سے اتنا متاثر ہے اور اتنا احسان مند ہے کہ کبھی اس پر اپنی جان بھی نچھاور کرسکتا [illegible] مائیک ہرارے میرا احسان مند کیوں تھا' یہ سب کچھ پچھلے [illegible] میں بیان ہوچکا ہے۔

دیوی کو یہ اطمینان تھا کہ میں مائیک ہرارے سے کو[ئی کام] نہیں لیتا ہوں اور ہرارے نے بھی صاف کہہ دیا تھا کہ [illegible] دوست رہے گا لیکن اپنے وطن امریکا اور اپنی امریکی قو[م کے] مفادات کے لئے کام کرتا رہے گا۔ میرے اور ہرار[ے کے] درمیان جو بے غرض اور بے لوث دوستی تھی' وہ دیوی [کے لئے] اطمینان بخش تھی۔ ان دنوں وہ ہرارے کو مجھ سے دور کر[کے] کھلا محاذ آرائی نہیں کرنا چاہتی تھی۔ محاذ آرائی کا صحیح وقت [نہیں] آیا تھا۔

ایک شاطر منڈولا مرچکا تھا لہٰذا دوسرے تابعدار شا[طر] ذہین مشیر کی ضرورت تھی۔ وہ آتما شکتی کے ذریعے اس [کے پاس] پہنچ گئی۔ مائیک ہرارے کینیڈا میں تھا۔ وہاں صبح ہونے وال[ی تھی] اب جاگنے کا وقت ہوگیا تھا۔ دیوی نے پھر اس کے [دماغ کو] غیر محسوس طریقے سے ٹیلی پیتھی کے ذریعے تھپک کر سلادیا [اس] کے بعد تنویمی عمل کرنے لگی۔

مائیک ہرارے ہر ہفتے دو ہفتے بعد مجھ سے رابطہ کرتا [تھا] ضروری باتیں کرتا تھا پھر چلا جاتا تھا۔ ہمارے درمیان مستق[ل رابطہ] نہ ہونے کے باعث دیوی نے اسے اپنا تابعدار بنانے [کا قدم] اٹھالیا۔

اگرچہ پارس نے برادر کبیر بن کر اس کے تیرہ خیال [خوانی] کرنے والوں کو ختم کردیا تھا' میں نے بھارت میں چار [ٹیلی پیتھی] جاننے والوں کو شہناز اور پارو کے تعاون سے ہلاک کردیا [تھا۔] حالات بتارہے تھے کہ دیوی اسی طرح رفتہ رفتہ اپنے تمام [ٹیلی پیتھی] جاننے والے تابعداروں سے محروم ہوجائے گی لیکن اس [نے] تیزی اور پھرتی دکھائی تھی۔ باقی جتنے ٹیلی پیتھی جاننے والے تھے انہیں مجھ سے دور کرکے نئے سرے سے اپنے شکنجے میں کس لیا تھا۔

یہودی خفیہ تنظیم جس کے اندر کوئی پہنچ نہیں پایا تھا اور منڈولا کی موت کے بعد میں پہنچ سکتا تھا لیکن دیوی نے پہنچنے نہیں دیا۔ میرے تمام راستے بند کردیئے۔ میں منڈولا کا لب و لہجہ اور شہناز' دیوی کا لب و لہجہ اختیار کرکے بھی یہودی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے اندر نہیں پہنچ سکتے تھے۔ وہ ایک بازی تو ہار چکی تھی مگر نئی بازی جیت رہی تھی۔ اب چھ تابعدار ٹیلی پیتھی جاننے والے اس کی پناہ میں محفوظ ہوگئے تھے۔ ان کے نام یہ تھے۔ الپا' مارکوس برٹن اور رابرٹ کلون اسرائیل میں' پاشا اور آندرے فوک امریکا میں تھے اور چھٹا شاطر مائیک ہرارے اس کا تابعدار ہوگیا تھا۔

دیوی نے اس حد تک کامیابیاں حاصل کرنے کے بعد سوچا کہ اب سپر ماسٹر کے دماغ میں چپکے سے جاکر معلوم کرنا چاہئے کہ اس کے دو ٹیلی پیتھی جاننے والے بوبی بیکر اور ڈی لنکاسٹر کی موت کے بعد وہاں کیا ردِ عمل ہے۔ شاید برادر کبیر نے بھی سپر ماسٹر وغیرہ سے رابطہ کرکے یہ ترغیب دی ہوگی کہ دو ٹیلی پیتھی جاننے والے مرگئے تو کیا ہوا' وہ مزید دس پیدا کرسکتے ہیں۔

یہ برادر کبیر ایک مسئلہ بن گیا تھا۔ انسانی جسم کو سائے میں تبدیل کرنے والی گولیوں سے فائدہ اٹھا رہا تھا۔ جن افراد کو ٹیلی پیتھی سکھانے کے لئے ٹرانسفارمر مشین سے گزارا جاتا تھا' برادر کبیر کے مجاہدین ان کے اندر سایہ بن کر جاتے تھے اور یوں وہ بھی ٹیلی پیتھی کا علم حاصل کرلیتے تھے۔

ان حالات میں اب ٹرانسفارمر مشین کو استعمال کرکے ایم آئی ایم کے زیادہ سے زیادہ مجاہدین کو یہ غیر معمولی علم نہیں سکھایا جاسکتا تھا لہٰذا وہ مشین فی الحال استعمال نہیں کی جارہی تھی۔

بہرحال دیوی نے کوئی بیس یا بائیس گھنٹوں کے بعد سپر ماسٹر کے اندر جانا چاہا۔ ایسے میں ایک نئی بات ہوئی۔ اس کی سوچ کی لہریں بھٹک کر واپس آگئیں۔ اس کا مطلب تھا کہ سپر ماسٹر اب اس دنیا میں نہیں رہا ہے۔ اس نے تینوں افواج بری' بحری اور فضائیہ کے اعلیٰ افسران کے دماغوں میں پہنچنا چاہا تو وہاں بھی ناکامی ہوئی۔

اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ وہ چاروں اچانک دنیائے فانی سے کوچ کرگئے ہیں۔ اس نے چند امریکی اعلیٰ حکام کے اندر پہنچ کر ان کے خیالات پڑھے۔ پتا چلا کہ امریکی فوج کے اندر تنازعہ پیدا ہوگیا تھا۔ چند اعلیٰ فوجی افسران نے بغاوت کی اور تینوں افواج کے اعلیٰ افسران کے ساتھ سپر ماسٹر کو بھی گولی ماردی ہے۔

اب فوجی ہیڈ کوارٹر میں نئے افسران اور نئی انتظامیہ ہے اور ایک ایسا نیا سپر ماسٹر اور تینوں افواج کے ایسے اعلیٰ افسران آئے ہیں جو یوگا کے ماہر ہیں۔ چونکہ دیوی یوگا جاننے والوں کے اندر بھی پہنچ جاتی ہے اس لئے وہ سپر ماسٹر اور اعلیٰ افسران گونگے بہرے بن گئے ہیں۔ کمپیوٹر کے ذریعے ایک دوسرے سے گفتگو کرتے ہیں اور ان چاروں کی خفیہ رہائش گاہ کا علم کسی کو نہیں ہے۔ ان کے نائب اور اہم ماتحت کمپیوٹر کے ذریعے ان سے احکامات حاصل کرکے ان پر عمل کرتے ہیں۔

دیوی اس خفیہ اڈے کے معتبر افسران کے پاس پہنچی جو ٹرانسفارمر مشین کی نگرانی کرتے تھے۔ ان کے خیالات نے بتایا کہ انہیں اچانک مشین کے خفیہ اڈے سے ٹرانسفر کرکے نیویارک کے انٹیلی جنس آفس میں بھیج دیا گیا ہے۔

ان افسران کے تبادلے سے یہ سمجھ میں آگیا کہ اس ٹرانسفارمر مشین کو بھی کسی دوسرے خفیہ اڈے میں منتقل کردیا گیا ہے۔ یہ اتنی بڑی تبدیلیاں اس لئے لائی گئی تھیں کہ ایک طویل عرصے سے امریکی اہم عہدیداران دیوی کے زیرِ اثر رہ کر صرف نقصان اٹھاتے رہے تھے۔ دیوی نے اپنے بھارتی ٹیلی پیتھی جاننے والے تیرہ افراد کی موت کے بعد دو امریکی اور دو یہودی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو بھی اپنی غلط پالیسی سے ہلاک کرادیا تھا۔ وہ سابقہ سپر ماسٹر وغیرہ کے ذہنوں پر مسلط رہ کر آئندہ بھی امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو ہلاک کراسکتی تھی۔

دیوی کے علاوہ ایم آئی ایم کے سایہ بننے والے مجاہدین سے بھی موجودہ تبدیلیوں کے باعث نجات مل گئی تھی۔ اب برادر کبیر (پارس) کو بھی یہ معلوم نہیں ہوسکتا تھا کہ نیا سپر ماسٹر' تینوں افواج کے نئے اعلیٰ افسران اور وہ ٹرانسفارمر مشین کون سے خفیہ اڈے میں پہنچائی گئی ہے۔

وہ بھارت میں مجھ سے مات کھانے کے بعد دوسری طرف اچھی خاصی بازی جیت کر اپنا پلڑا بھاری رکھنے میں کامیاب ہوئی تھی لیکن امریکا میں پھر اسے شکست ہورہی تھی۔ اب نیا سپر ماسٹر ٹرانسفارمر مشین کے ذریعے کئی ٹیلی پیتھی جاننے والے پیدا کرسکتا تھا اور یہ سوچ سکتا تھا کہ دیوی' پاشا اور آندرے فوک کے ذہنوں پر مسلط رہتی ہے لہٰذا ان دونوں کے دماغوں سے ٹیلی پیتھی کا علم مٹا دیا جائے یا دونوں کو ہلاک کردیا جائے۔ اب وہ دیوی کو کسی طرح کا فائدہ اٹھانے کا موقع نہیں دے سکتے تھے۔

اب دیوی بھارت میں اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو براہِ راست

استعمال کرنے کی غلطی نہیں کرنا چاہتی تھی۔ مائیک ہرارے جیسا شاطر اس کا تابعدار مشیر بن چکا تھا۔ آئندہ وہ اپنی ذہانت اور ہرارے کی چالبازیوں سے میرے خلاف نئے ہتھکنڈے استعمال کرنا چاہتی تھی۔

اس سے پہلے اس نے برادر کبیر سے رابطہ کیا۔ وہ بولا "اچھا تو تم ہو۔ بھارت سے کب آئیں؟"

"یہ تم سے کس نے کہہ دیا کہ میں بھارت میں تھی اور وہاں سے آئی ہوں؟"

"عقل استعمال کرنے سے ڈھکی چھپی باتیں معلوم ہو جاتی ہیں۔ میں کل شام سپرماسٹر کے اندر سایہ بن کر گیا تھا۔ وہ فوجی افسران سے اس الیے پر گفتگو کر رہا تھا کہ دیوی جی کے مقاصد پورے کرنے کے لئے ان کے دو امریکی اور دو اسرائیلی ٹیلی پیتھی جاننے والے مارے گئے ہیں۔"

"ہاں تم نے کہا تھا کہ تم کشمیریوں کی مدد کے لئے بھارت نہیں جاؤ گے لیکن وہاں فرہاد علی تیمور موجود ہے۔ میں بڑی احتیاط اور مکمل تیاریوں کے ساتھ گئی تھی۔"

"تیاریاں کبھی امریکی اور اسرائیلی ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے مکمل نہیں ہوتیں۔ بھارت میں تمہیں صرف اپنے خیال خوانی کرنے والوں کو لے جانا چاہئے تھا۔"

"میرے زخموں پر نمک نہ چھڑکو۔ تمہاری کشمیر دوستی کے باعث میں ان بھارتی خیال خوانی کرنے والوں کو نہ لے جا سکی جنہیں میں نے بڑی ہیرا پھیری سے مشین کے ذریعے پیدا کیا تھا۔"

"تم نے میری باتوں پر غور نہیں کیا۔ میں بھارتی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا دشمن ہوں لیکن تمہارے اپنے خیال خوانی کرنے والے ہوتے تو میں دشمنی نہ کرتا۔"

"کیسی باتیں کرتے ہو؟ کیا وہ بھارتی میرے نہیں تھے؟"

"ہرگز نہیں تھے۔ تم نے انہیں مشین کے ذریعے پیدا کیا تھا۔ اگر شادی کرکے ٹیلی پیتھی جاننے والے پیدا کرتیں تو میں دوست بن کر تمہاری تمام خیال خوانی کرنے والی اولاد کو گود میں کھلاتا۔"

"تم میری شکست خوردگی کا مذاق اڑا رہے ہو۔"

"کیا شادی کرنا اور ٹیلی پیتھی جاننے والی نسل پیدا کرنا مذاق ہے؟ میں تو تمہیں نیک مشورہ دے رہا ہوں۔"

"ایسے مشورے اپنے پاس رکھو۔ کیا سنجیدگی سے گفتگو نہیں کرو گے۔"

"بھارت میں تمہارے چار تابعدار مر گئے۔ یہ میرے لئے خوشی کی بات ہے۔ سنجیدہ مجھے نہیں تمہیں ہونا چاہئے۔ کیا میں نے تمہیں خطرے سے آگاہ نہیں کیا تھا کہ وہاں فرہاد علی تیمور موجود ہے؟"

"میں مانتی ہوں۔ تم صرف کشمیر کے معاملے میں دشمنی کرتے ہو ورنہ میرے لئے مخلص ہو اس لئے تم سے کچھ تعاون چاہتی ہوں۔"

"تمہارے تعاون حاصل کرنے کے پیچھے خطرناک ارادے چھپے ہو سکتے ہیں۔"

"تم نادان نہیں ہو۔ اتنے چالاک ہو کہ میرے ارادے تمہارے لئے نقصان دہ ہوں گے تو تم فوراً بھانپ لو گے۔"

"اپنی تعریف سن کر خوشی ہو رہی ہے۔ آگے بولو۔"

"پہلے تو میں یہ معلوم کرنا چاہتی ہوں کہ ہم دونوں کس حد تک دوست بن کر رہ سکتے ہیں؟"

"ہمارے اسلام میں عورتوں سے دوستی کی ممانعت ہے۔"

"کیا دقیانوسی باتوں میں وقت ضائع کر رہے ہو؟"

"یہ تمہارے لئے دقیانوسی بات ہے لیکن میں ماڈرن بن کر تم سے دوستی کروں گا تو میرے جذبات بھڑکیں گے۔ ہوس غالب آئے گی جیسا کہ تم نے پربھا کو ڈمی دیوی بنا کر اس کے ساتھ گناہگار بنا دیا۔ اب پھر دوستی کے نام پر اپنی جوانی کا چارا ڈال رہی ہو۔"

"بکواس مت کرو۔ میں نے یہ نہیں کہا ہے کہ دوستی کے نام پر میں خود کو تمہارے حوالے کروں گی۔ یہ بات گرہ میں باندھ لو کہ مجھے کوئی ہاتھ نہیں لگا سکتا۔ میں صرف پارس کی امانت ہوں۔"

"اچھا تو مجھ سے یہ تعاون چاہتی ہو کہ میں پارس کی امانت پارس کے پاس پہنچا دوں۔"

"میں کوئی اور بات کرنے آئی ہوں اور تم بات کو کہاں سے کہاں لے جا رہے ہو۔ تمہارے جیسا چالاک اور مکار سب سمجھ رہا ہے مگر انجان بن رہا ہے۔"

"اس لئے انجان بن کر تمہیں ٹال رہا ہوں کہ تم دوستی اور تعاون جیسے خلوص بھرے الفاظ استعمال کر رہی ہو جبکہ تمہارے پاس خلوص نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔"

"میں نے ایک بار پربھا کو ڈمی دیوی بنا کر تمہیں دھوکا دیا۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ میں مخلص دوستوں کو بھی دھوکا دیتی ہوں۔ مجھے ایک بار آزما کر دیکھو۔ کسی بھی معاملے میں مجھے دیانت دار پاؤ گے۔"

"اچھی بات ہے۔ ایک بار آزما لیتا ہوں۔ اپنا مطلب بیان کرو۔"

"مطلب صرف میرا نہیں، تمہارا بھی ہوگا۔ تمہیں تو معلوم ہوگا کہ سپرماسٹر اور تینوں افواج کے اعلیٰ افسران کو ہلاک کر دیا گیا ہے ان کی جگہ جو نیا سپرماسٹر اور فوج کے اعلیٰ افسران آئے ہیں وہ گونگے اور بہرے بنے ہوئے ہیں۔ کمپیوٹر کے ذریعے اپنے ماتحتوں سے گفتگو کرتے ہیں اور .... خفیہ رہائش گاہوں میں رہتے ہیں۔"

"ہاں۔ تھوڑی دیر پہلے معلوم ہوا ہے۔ تم یقیناً یہ چاہتی ہو کہ ان کا پتا معلوم ہو اور ان کی آوازیں سنی جائیں تاکہ تم ان کے دماغوں میں پہنچ سکو۔"

"ہاں ایسا کرنے سے تمہارا بھی فائدہ ہے۔ تم اپنے خلاف ہونے والے منصوبوں کو سن سکتے ہو۔"

"میں کیسے سن سکتا ہوں؟"

"انجان نہ بنو۔ سایہ بن کر ان کے جسموں میں داخل ہو کر بڑی اہم معلومات حاصل کر سکتے ہو۔ ابتدا میں دشواری ہوگی۔ تم ایک جسم سے دوسرے پھر تیسرے پھر چوتھے اور اسی طرح کئی اہم عہدیداروں کے اندر سے منتقل ہوتے ہوئے ان نئے سپرماسٹر اور فوجی اعلیٰ افسروں تک پہنچ سکو گے۔"

"تم کہتی ہو تو ایسا کروں گا۔ ان کے جو منصوبے ہوں گے وہ تمہیں بتاتا رہوں گا۔"

"مجھے ان کے منصوبے نہ بتانا صرف ان کی آوازیں سنا دینا۔"

"ایسی حماقت تو کبھی نہیں کروں گا۔ تم آوازیں سن کر ان کے دماغوں میں پہنچو گی اور یہ معلوم کرتی رہو گی کہ وہ ٹرانسفارمر مشین کہاں ہے اور وہ امریکی باصلاحیت افراد کو کب مشین سے گزارنے والے ہیں۔ تم پھر ان پر مسلط ہو کر اپنے بھارتی جوانوں کو بھی ٹیلی پیتھی سکھاؤ گی۔"

"ایسا کروں گی تو تم میرے بھارتی جوانوں کو زندہ نہیں چھوڑو گے۔"

"اب ایسا نہیں کر سکوں گا۔ جسم کو سایہ بنانے والی گولیاں استعمال ہوتے ہوتے ختم ہو چکی ہیں۔ صرف ایک گولی رہ گئی ہے۔ یہ بھی چوبیس گھنٹے تک سایہ بنا کر رکھنے والی گولی ہے۔ اس کے بعد میں کبھی سایہ نہیں بن سکوں گا اور نہ ہی تمہارے بھارتی جوانوں کے اندر چھپ کر انہیں ہلاک کر سکوں گا۔"

دیوی کو یہ سن کر خوشی ہو رہی تھی کہ برادر کبیر کے پاس صرف ایک گولی رہ گئی ہے۔ وہ بولی "میں بڑی سے بڑی قسم کھا کر کہتی ہوں کہ جو بھارتی خیال خوانی کرنے والے پیدا ہوں گے، میں انہیں کبھی کشمیری مجاہدین کے خلاف استعمال نہیں کروں گی۔"

"میں تمہاری قسم پر بھروسا نہیں کروں گا۔ یہ ہو سکتا ہے کہ میں اس چوبیس گھنٹے تک اثر دکھانے والی گولی کے دو برابر ٹکڑے کروں۔ اس طرح ہر ٹکڑا بارہ گھنٹے تک اثر دکھائے گا۔ میں ان بارہ گھنٹوں میں نئے سپرماسٹر وغیرہ کو تلاش کروں گا۔ ان میں سے کوئی مل گیا تو میں اس کی آواز تمہیں سناؤں گا اور اگر وہ نہ ملے تو پھر میں سایہ بن کر انہیں تلاش نہیں کروں گا۔"

"تم کر سکتے ہو۔ گولی کا وہ دوسرا ٹکڑا تمہیں پھر بارہ گھنٹے کے لئے سایہ بنا دے گا۔"

"یہ تو میں بھی جانتا ہوں لیکن وہ آخری ٹکڑا بچا کر رکھوں گا اگر کبھی تم سے دھوکا ہوگا تو جوابی کارروائی کے لئے اس آخری ٹکڑے کو استعمال کروں گا۔"

"تم مرد لوگ بڑے شکی اور ضدی ہوتے ہو۔ میری قسم کا بھی اعتبار نہیں کر رہے ہو۔ چلو ٹھیک ہے گولی کے دو ٹکڑے کرو۔ کہاں ہے وہ گولی؟"

پارس نے اپنی جگہ سے اٹھ کر ایک اٹیچی کھولی پھر اس میں سے ایک چھوٹی سی ڈبیا نکالی لیکن اس ڈبیا کو کھول کر دیکھا تو وہ خالی تھی۔ اس نے حیرانی سے کہا "ارے یہ..... یہ تو خالی ہے۔ گولی کہاں گئی؟"

دیوی نے پوچھا "کیا تم نے اسی ڈبیا میں رکھی تھی؟"

"ہاں۔ میری یادداشت کمزور نہیں ہے۔ او مائی گاڈ! کہیں وہ گولی لکی سیون نے تو نہیں نکال لی۔"

اس کی بات ختم ہوتے ہی لکی سیون کی ہنسی سنائی دی۔ وہ ہنستے ہوئے کہہ رہی تھی "کیسا اُلّو بنایا؟ میں نے کہا تھا کہ میں آنکھوں سے سرمہ چرا لیتی ہوں۔ دیکھ لو، تمہاری اٹیچی کھول کر وہ گولی چرا لی۔"

"لکی! ایسا مذاق نہ کرو۔ تم کہاں ہو۔ سامنے آؤ۔"

"سامنے تو ہوں۔ ذرا سر گھما کر دیکھو، دیوار پر میرا سایہ نظر آئے گا۔"

دیوی نے پارس کے ذریعے دیکھا۔ دیوار پر ایک سایہ تھا۔ پارس نے غصے سے کہا "تم پاگل ہو۔ پاگل رہو گی۔ میں نے تم سے کہا تھا کہ وہ آخری گولی ہے۔ جب کبھی بہت زیادہ ضرورت ہوگی تو اسے استعمال کریں گے اور اس کے چار ٹکڑے کریں گے تاکہ ہر ٹکڑے کے حساب سے چھ گھنٹے تک سایہ بن کر رہ سکیں۔ چلو کوئی بات نہیں۔ باقی ٹکڑے مجھے دو۔"

وہ بولی "کون سے باقی ٹکڑے؟ میں نے تو پوری گولی نگل لی ہے۔"

"کیا؟" پارس نے پوچھا "تمہیں گولی کھانے کی کیا ضرورت تھی؟"

"یہاں ایک بہت بڑا سرکس آیا ہے۔ میں شیروں کے پنجروں میں جاؤں گی اور ان سے کہوں گی، ارے او خونخوار درندے! میں تیرے سامنے کھڑی ہوں۔ اگر شیر کا بچہ ہے تو مجھے کھا کے دکھا۔ بڑا مزہ آئے گا۔ وہ میرے سائے کو چبانے کی کوشش کرے گا، جھنجلائے گا مگر مجھے کھا نہیں سکے گا۔"

پارس نے دونوں ہاتھوں سے سر کو تھام لیا۔ دیوی نے کہا۔ "لعنت ہے تمہاری اس لکی سیون پر۔ اس گولی کے ذریعے سپرماسٹر اور ٹرانسفارمر مشین تک پہنچا جا سکتا تھا۔ ذرا اپنے سامان کی تلاشی لو۔ شاید ایک آدھ گولی نکل آئے۔"

"میں گولیاں صرف اس ڈبیا میں رکھتا رہا ہوں۔ ڈبیا کا ڈھکن پیچ دار ہے۔ جب تک اسے ہاتھوں سے کھولا نہ جائے یہ نہیں کھلتا۔"

"اس کا مطلب ہے، تم میرے کسی کام نہیں آؤ گے۔"

"ہم آپس میں دوست بن گئے ہیں۔ ضرور ایک دوسرے کے کام آئیں گے۔ اب ان غیر معمولی گولیوں کو گولی مارو۔ مجھے بتاؤ،

میں اور کس طرح کام آسکتا ہوں۔"

"اب کیا خاک کام آؤ گے۔ تم سے زیادہ مجھ میں غیر معمولی صلاحیتیں ہیں۔ صرف ان گولیوں کی وجہ سے تمہاری اہمیت تھی۔"

"یہ کیا کہہ رہی ہو؟ کیا ہماری دوستی کی اہمیت نہیں ہے۔"

"دوستی برابر والوں سے کی جاتی ہے یا پھر اس سے کی جاتی ہے جس سے کوئی فائدہ پہنچتا ہے۔ تم تو اب کسی کام کے نہیں رہے۔"

"دیکھو تم نے قسم کھائی تھی کہ آئندہ کشمیری مجاہدین کے خلاف کوئی قدم نہیں اٹھاؤ گی۔"

"کیوں نہیں اٹھاؤں گی۔ وہ بھارت سے غداری کررہے ہیں۔ جب بھی میں ٹرانسفارمر مشین تک پہنچنے میں کامیابی حاصل کروں گی تو میرے بھارتی جوان ٹیلی پیتھی کا علم حاصل کریں گے اور سب سے پہلے کشمیری مسلمانوں اور مجاہدوں کی کھوپڑیوں میں زلزلہ پیدا کریں گے۔"

پارس نے چونک کر ٹائلٹ کی طرف دیکھا۔ دروازہ کھول کر لکی سیون آرہی تھی۔ وہ بولا "ارے لکی! تم تو نظر آرہی ہو۔ ابھی چند منٹ پہلے سایہ بنی ہوئی تھیں۔"

لکی نے کہا "ہاں سایہ تو تھی لیکن ٹائلٹ گئی تو گولی نکل آئی۔ یہ دیکھو وہی گولی ہے۔ میں پانی سے دھو کر لائی ہوں۔"

دیوی نے خوش ہو کر پوچھا "کیا واقعی یہ وہی گولی ہے؟"

پارس نے کہا "ہاں۔ یہ پگلی ہضم نہ کرسکی۔ دراصل کل سے اس کے پیٹ میں گڑبڑ ہے۔ یہ آخری گولی آخری نہیں رہی پھر مل گئی ہے۔ ویسے دیوی شی تارا! اب تم میرے دماغ سے جاؤ۔"

وہ بولی "ایسی بے مروّتی نہ دکھاؤ۔ اب ہم اس گولی سے ٹرانسفارمر مشین تک پہنچ سکیں گے اور اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والے پیدا کرسکیں گے۔"

"پھر وہ ٹیلی پیتھی جاننے والے کشمیری مجاہدین کے دماغوں میں زلزلے پیدا کریں گے۔"

"ارے نہیں، وہ تو میں غصے میں کہہ رہی تھی۔ جب ہم دوست ہیں تو کیا دوست کو دوست پر غصہ کرنے کا حق نہیں ہے؟"

"تم نے کہا تھا کہ میں تمہیں ایک بار آزما کر دیکھوں۔ تم سوچ بھی نہیں سکتی تھیں کہ تمہارے ایسا کہتے ہی میں تمہیں آزمانا شروع کردوں گا۔"

"پلیز مسٹر کبیر! میں بہت شرمندہ ہوں۔ دیکھو ابھی تو مسئلہ یہ ہے کہ وہ آخری گولی کون نگلے گا۔ وہ گولی ایسی جگہ سے آئی ہے کہ مجھے اس پگلی پر غصہ آرہا ہے۔"

"اس پر غصہ نہ کرو۔ تم بھارتی ٹیلی پیتھی جاننے والے پیدا کرنا چاہتی ہو تو اپنے بھارت دیس کی خاطر یہ گولی تم نگل لو۔"

اسے ابکائی سی آئی جیسے قے کرنے والی ہو۔ اوہ..... اونک..... اونک کرتی ہوئی پارس کے دماغ سے چلی گئی۔ وہ دونوں ہنسنے لگے۔ لکی سیون بہت دیر سے پارس کے دماغ میں رہ کر دیوی سے ہونے والی گفتگو سن رہی تھی۔ ان کی گفتگو کے مطابق لکی سیون نے ایک جگہ روشنی میں کھڑے رہ کر ایک دیوار کے سامنے اپنے سائے کو پیش کیا اور یہ ظاہر کیا جیسے وہ سچ مچ گولی نگلنے کے بعد سایہ بن گئی ہے پھر اس نے تھوڑی دیر بعد ٹائلٹ سے نکل کر ایک عام سی گولی پیش کردی۔ ایسے میں پارس نے بڑی فراخ دلی سے کہا کہ دیوی کو اپنے دیس میں ٹیلی پیتھی جاننے والی فوج پیدا کرنے رہنے کے لئے وہ گولی حلق سے اتار لینا چاہئے۔

اگرچہ وہ سائے میں تبدیل کرنے والی گولی نہیں تھی لیکن دیوی کو تو یہی یقین دلایا گیا تھا اور یہ بھی کہہ دیا گیا تھا کہ وہ آخری گولی ہے۔ سایہ بن کر نئے سپر ماسٹر اور ٹرانسفارمر مشین کو تلاش کرنے اور اس مشین سے اپنے بھارتی جوانوں کو ٹیلی پیتھی سکھانے کا وہی ایک آخری ذریعہ تھا۔

آنکھوں دیکھی مکھی نگلی نہیں جاتی لیکن دیس بھگتی یعنی حب الوطنی کے لئے کیا آنکھوں دیکھی مکھی نگلی جاسکتی ہے؟ پتا نہیں وطن سے محبت کرنے والوں نے کیسی کیسی گھناؤنی اور غلاظت بھری قربانیاں دی ہوں گی لیکن نفاست پسند دیوی ایسا نہیں کرسکتی تھی۔

وہ پھر پارس کے دماغ میں آئی۔ پارس نے سامنے بیٹھی ہوئی لکی سیون کو سنانے کے لئے کہا "دیوی! تم بھی خوب ہو میری کھوپڑی کو اپنا گھر سمجھ کر جب چاہتی ہو، چلی آتی ہو۔ بائی دی وے اب کیا کہنا چاہتی ہو؟"

"میں اپنا ایک تابعدار تمہارے پاس بھیجنا چاہتی ہوں۔ وہ غیر معمولی گولی لینے آئے گا اور اسے نگل کر سایہ بن جائے گا۔ میں اس آخری گولی کو ضائع نہیں ہونے دوں گی۔ اپنے سایہ بن جانے والے تابعدار کے ذریعے اپنی منزل تک پہنچوں گی۔"

"تابعدار اور غلام بھی بیچارے کیا ہوتے ہیں۔ جو کڑوی گولی مالکن کے حلق سے نہیں اترتی، وہ اپنے حلق میں اتار لیتے ہیں۔"

"کبیر! ہم بہت اچھے دوست بن کر رہیں گے اب تو یہ طے ہے کہ وہ غلیظ گولی ہم دونوں استعمال نہیں کریں گے لہٰذا میرا تابعدار سایہ بن کر رہے گا اس کے دماغ میں تم بھی رہ سکو گے۔"

پارس نے کہا "میں بڑے سے بڑا مقصد پورا کرنے کے لئے بڑی سے بڑی کمینگی پر عمل نہیں کرسکتا۔ تمہارا جو تابعدار ہے وہ بھی ہماری طرح انسان ہے۔ خدا نہ کرے، اگر میں تمہارا تابعدار ہوتا تو تم مجھ سے بھی ایسا ہی سلوک کرتیں۔"

"پلیز کبیر! یہ شرافت اور اخلاقیات پر لیکچر دینے کا وقت نہیں ہے۔"

پارس نے لکی سے کہا "ٹائلٹ میں جاؤ اور یہ گولی کموڈ میں ڈال کر فلش کرکے آجاؤ۔"

وہ گولی لے کر جانے لگی۔ دیوی نے چیخ کر کہا "نہیں کبیر! اسے روکو اس آخری گولی کو ضائع نہ ہونے دو۔"

"تم نے کہا تھا کہ تم پر ایک بار بھروسا کرکے تمہیں آزماؤں جب لکی سیون نے وہ آخری گولی نگل لی تھی تو تمہارے تیور بدل گئے تھے۔ تمہارے ہاتھ کچھ نہیں آنے والا تھا اس لئے تم نے کہہ دیا کہ ان غیر معمولی گولیوں کے بغیر میری کوئی اہمیت نہیں ہے اور میں تمہاری دوستی کے قابل نہیں ہوں۔"

"میں اس غلطی کی معافی چاہتی ہوں۔ لکی سیون باتھ روم میں جاچکی ہوگی۔ اسے فوراً آواز دو۔ واپس بلاؤ۔ اس گولی کو ضائع نہ ہونے دو۔"

ملحقہ باتھ روم میں جاکر آنے میں زیادہ وقت نہیں لگتا۔ لکی نے آکر کہا "میں نے گولی کو کموڈ میں ڈال کر فلش کے ذریعے بہادیا ہے۔"

دیوی نے غصے سے کہا "یو نان سنس! تم دنیا کے سب سے زیادہ احمق اور سب سے زیادہ ذلیل انسان ہو۔ انسان بھی نہیں کتے ہو۔"

"مجھے کتا کہہ رہی ہو اور خود بھونکتی جارہی ہو۔ تم سپر ماسٹر وغیرہ کے تبدیل ہوجانے سے اس قدر پریشان اور بدحواس ہوگئی ہو کہ غیر معمولی گولیوں کے سلسلے میں ایک اہم بات کو بھلا چکی ہو۔"

وہ جھنجلا کر بولی "گولیوں کے سلسلے میں اب کوئی اہم بات رہ گئی ہوگی تو کیا فائدہ؟ میں اب تم پر تھوکنے بھی نہیں آؤں گی۔"

"جانے سے پہلے سن لو کہ وہ آخری گولی نہیں تھی۔"

"تم جھوٹ بول رہے ہو پھر کوئی الٹ پھیر والی باتیں کررہے ہو۔"

"احمقوں کو احمق اور تابعدار بنا کر خوش رہنے والی احمق دیوی! تم یہ اہم بات بھول گئیں کہ ان غیر معمولی گولیوں کو حسبِ ضرورت تیار کرنے کا ایک مکمل فارمولا بھی میرے پاس ہے اور جب تک ہے تب تک میرے پاس کبھی آخری گولی نہیں رہے گی۔"

دیوی کو چپ سی لگ گئی۔ اسے یاد آگیا کہ جوڈی نارمن نے ایک ماہر سائنس داں سے صرف وہ غیر معمولی گولیاں حاصل نہیں کی تھیں، ان کا فارمولا بھی حاصل کیا تھا۔ اب یہ ناقابلِ تردید حقیقت تھی کہ برادر کبیر کے پاس کبھی وہ گولیاں ختم نہ ہوتیں۔ وہ آخری گولی سے پہلے مزید درجنوں گولیاں تیار کرسکتا تھا۔

وہ ہچکچاتے ہوئے بولی "کبیر! میں..... میں تم سے یعنی کہ تمہارے سامنے....."

پارس نے کہا "ذرا ٹھہرو۔ کچھ کہنے سے پہلے یاد کرو کہ تم نے مجھے کتا کہا تھا۔ پہلے خود کو کتیا کہو۔"

"تم جو کہو گے، وہ کہوں گی۔ میں تمہارے آگے کچھ بھی نہیں ہوں۔ ایک حقیر چیونٹی ہوں۔"

"باتیں نہ بناؤ۔ خود کو چیونٹی نہیں، کتیا کہو۔"

"ہاں، ہاں۔ دوستی میں دوست کی ہر بات کو ماننا چاہئے۔ تم کہتے ہو تو میں کتیا ہوں۔"

"اگر کتیا ہو تو مجھے سناؤ کتیا کیسے بھونکتی ہے؟"

"پلیز کبیر! میری توہین نہ کرو۔ ایک بار مجھے معاف کردو۔"

"معافی کی بات نہ کرو۔ دوستی برابری کی سطح پر ہوتی ہے۔ تم نے مجھے کتا کہا تھا لہٰذا جب تک خود کو کتیا ثابت کرکے برابری کی سطح پر نہیں آؤ گی تب تک دوستی نہیں ہوگی۔ چلو بھونکنا شروع کرو۔"

وہ اپنی توہین محسوس کررہی تھی لیکن پارس ایک دوست کی حیثیت سے سایہ بن کر اسے نئے سپر ماسٹر اور ٹرانسفارمر مشین تک پہنچا سکتا تھا۔ وہ ہچکچاتے ہوئے بولی "کیا میں تم پر بھروسا کروں کہ میرے بھونکنے کے بعد مجھے معاف کردو گے؟"

"میں وعدہ کرتا ہوں، تمہیں معاف کردوں گا۔"

وہ بہت جھجکتے ہوئے اور اپنی ذلت محسوس کرتے ہوئے بھونکنے لگی۔ پارس نے کہا "یہ تم مجھے ٹالنے کی کوشش کررہی ہو۔ تمہاری جیسی صحت مند کتیا ایسی مردہ سی آواز میں نہیں بھونکتی ہے۔ اگر تمہیں دوستی منظور نہیں ہے تو میں ابھی سانس روک کر تمہیں بھگادوں گا۔"

"نہیں پلیز سانس نہ روکنا۔ میں پھر سے بھونک رہی ہوں۔"

وہ ذرا جاندار طریقے سے بھونکنے لگی۔ پارس نے کہا "میں اپنے وعدے کے مطابق تمہیں معاف کرتا ہوں اور خدا سے دعا کرتا ہوں کہ تمہیں اتنی لمبی عمر دے کہ تم قیامت تک بھونکتی رہو۔"

یہ کہتے ہی اس نے سانس روک لی۔ اس کے دماغ سے صرف دیوی ہی نہیں، لکی سیون بھی نکل آئی۔ وہ اس کے سامنے بیٹھی ہوئی تھی اور ہنستے ہوئے کہہ رہی تھی "واہ کیا شاندار طریقے سے بھونک رہی تھی۔ تم بھی میری طرح کامیڈی کرنے کے معاملے میں بادشاہ معاشا ہو اور میں بدملکہ شن ہوں۔"

اس نے پیٹ پکڑ کر کہا "خدا کے لئے نارمل گفتگو کرو۔ یہ تم کس قسم کے الفاظ استعمال کرنے لگتی ہو؟"

ایسے وقت دیوی نے پھر آنا چاہا تھا۔ پارس نے آنے نہیں دیا۔ ظاہر تھا وہ اپنی ذلت اور توہین کے باعث غصے سے پاگل ہورہی ہوگی۔ لکی سیون نے پوچھا "تمہیں میرے الفاظ سمجھ میں کیوں نہیں آتے؟"

"اس لئے کہ وہ دنیا کی کسی زبان اور کسی ڈکشنری میں نہیں ہوتے۔ یہ بادشاہ معاشا اور بدملکہ شن کے معنی کیا ہوتے ہیں؟"

"تم سیدھی سی بات نہیں سمجھ سکتے۔ بھئی ہنسانے کے یعنی کامیڈی کرنے کے معاملے میں کامیڈی کے بدمعاش بادشاہ ہو اور میں بدمعاش ملکہ ہوں۔"

"کیا تم ایسی ہی وضاحت سے پہلے نہیں بول سکتی تھیں؟"

"توبہ کرو۔ میں تمہیں دل و جان سے چاہتی ہوں۔ تمہیں بدمعاش نہیں کہہ سکتی تھی اس لئے بادشاہ معاشا کہا تھا اور خود کو

بدمعاش نہیں کہہ سکتی تھی اس لئے بدملکہ شن کہا تھا۔"

دیوی پھر اس کے پاس آئی تو اس نے کہا "میں بار بار سانس روکنے کی زحمت نہیں کروں گا اس لئے پہلے کی طرح یہ برادر کبیر پھر عارضی طور پر مر رہا ہے۔ کبھی ضرورت ہوئی تو زندہ ہو کر واپس آؤں گا۔"

اس نے سانس روک کر اسے بھگایا پھر لکی سیون سے کہا "تم دوسرے کمرے میں جاؤ۔ جب تک نہ بلاؤں' میرے سامنے نہ آنا۔"

وہ اٹھ کر جانے لگی۔ اس نے صوفے پر لیٹ کر آنکھیں بند کرلیں۔ تبریزی صاحب نے اسے جو عمل سکھایا تھا اس کے مطابق وہ برادر کبیر کی آواز اور لہجے کو لاشعور کے تہ خانے میں بند کرکے اپنے ذہن پر پارس کی اصلی آواز اور لہجہ نقش کرنے لگا۔

دیوی اپنی جگہ غصے سے دانت پیس رہی تھی۔ مٹھیاں بھینچ رہی تھی۔ وہ ہمالیہ کی وادی میں پہاڑ کے ایک غار میں تنہا تھی۔ دور تک کوئی اس کی آواز سننے والا نہیں تھا اس لئے وہ غصے سے چیخ چیخ کر برادر کبیر کو گالیاں دے رہی تھی اور قسمیں کھا رہی تھی کہ اب نئے سپرماسٹر اور ٹرانسفارمر مشین تک پہنچنے کی دوسری تدابیر کرے گی لیکن غیر معمولی گولیوں کی محتاج بن کر برادر کبیر کی باتوں میں آکر کتیا نہیں بنے گی۔ اس نے اسے بھونکنے پر مجبور کیا تھا۔ وہ بھی جلد ہی اسے اپنا تابعدار بنا کر اپنے قدموں میں کتے کی طرح لوٹنے پر مجبور کردے گی۔

اس طرح کا چیلنج کرنے کے لئے وہ پھر ایک بار برادر کبیر کے پاس جانے لگی تو اس کی سوچ کی لہریں بھٹکتی رہ گئیں۔ اب وہ سمجھ گئی تھی کہ اس کا دماغ مردہ نہیں ہوتا ہے بلکہ وہ اپنی کسی غیر معمولی صلاحیت سے آواز' لہجہ اور شخصیت تبدیل کرلیتا ہے۔

وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر مہادیو شیو شنکر کی بڑی سی مورتی کے پاس آئی پھر مہادیو کے قدموں میں سر رکھ دیا۔ اپنے ذہن کو صرف بھگتی کی طرف مائل کرنے لگی۔ ایسا کرنے سے مایوسی' غصے اور توہین کے احساسات کم ہونے لگے۔ وہ پندرہ منٹ تک خود کو پُرسکون رکھنے اور کامیابیوں کی نئی راہیں تلاش کرنے کی کوشش کرنے لگی پھر اس نے پارس کے لب و لہجے کو گرفت میں لے کر خیال خوانی کی پرواز کی اور اس کے اندر پہنچتے ہی بولی "سانس نہ روکنا۔ میں ہوں تمہاری اصلی شی تارا....."

"اچھا تم ہو۔ پچھلی بار تم نے قسم کھا کر کہا تھا کہ خود مجھ سے واشنگٹن میں ملاقات کرو گی لیکن میرے واشنگٹن آنے سے پہلے ہی بہانہ کیا کہ تمہیں کسی نے اغوا کرلیا ہے۔ اس کے بعد تم نے رابطہ نہ کیا۔ آخر یہ چکر کیا ہے؟"

"میں تم سے محبت کرتی ہوں اس لیے جھوٹ نہیں بولوں گی۔ تمہیں دھوکا نہیں دوں گی۔ میری بات کا یقین کرو۔ ایم آئی ایم کا سربراہ برادر کبیر دہری چالیں چل رہا ہے۔ ایک طرف اسلامی تنظیم کا علمبردار بنا ہوا ہے۔ دوسری طرف بدترین حسن پرست اور عیاش ہے۔ اسی نے مجھے اغوا کیا تھا۔"

"اوہو۔ پھر تو اس عیاش نے تمہارے حسن و شباب کی دھجیاں اڑادی ہوں گی۔ جلدی بتاؤ میرا دل ڈوب رہا ہے۔ جو میری امانت تھی اس میں کیا خیانت ہوچکی ہے؟"

"میں موم کی مورت نہیں ہوں۔ مجھے تقدیر نے تمہارے نام لکھا ہے۔ وہ مجھے ہاتھ بھی نہ لگا سکا۔ میں اپنی آتما شکتی سے خود کو بچاتی رہی پھر اسے ہلاک کرکے اس کی قید سے نکل آئی۔"

"کیا واقعی تم نے ایم آئی ایم کے سربراہ کو ہلاک کردیا ہے؟"

"ہاں مگر ایک بات سمجھ میں نہیں آتی۔ اس سے پہلے بھی وہ کئی بار مرچکا ہے پھر عجیب بات ہے کہ زندہ ہوکر پھر اس دنیا میں چلا آتا ہے۔"

"یہ تو یقین کرنے والی بات نہیں ہے۔"

"ہاں۔ یہ کبھی نہیں ہوتا کہ مرنے والا کچھ عرصے بعد زندہ ہوجائے۔ مجھے یقین ہے کہ وہ غیر معمولی عمل جانتا ہے۔ اپنی آواز لہجہ اور شخصیت وغیرہ بدل کر زندہ رہتا ہے اور مجھے مرنے کا یقین دلا کر احمق بنانا چاہتا ہے۔"

"تمہیں احمق نہیں بننا چاہئے۔ تم دوسروں کو احمق بنانے کے لئے پیدا ہوئی ہو۔ یہ بتاؤ تم نے اس کی قید سے رہائی حاصل کرتے ہی مجھ سے رابطہ کیوں نہیں کیا تھا؟"

"کر تو رہی ہوں۔ ابھی ایک گھنٹے پہلے رہائی حاصل کرکے ایک خفیہ رہائش گاہ میں آکر تم سے باتیں کررہی ہوں۔"

"میں نے کہا تھا کہ تم دوسروں کو احمق بنانے کے لئے پیدا ہوئی ہو مگر مجھے تو احمق نہ بناؤ۔ پاپا کہہ رہے تھے کہ تم نے پچھلے چند دنوں سے بھارت میں ان کے خلاف محاذ بنا رکھا ہے۔ انہوں نے مجھے تاکید کی ہے کہ تمہیں اپنے دماغ میں نہ آنے دوں۔"

"او گاڈ! یہ تو میرے خلاف زبردست سازش ہورہی ہے۔"

"کیا تم یہ کہنا چاہتی ہو کہ پاپا جھوٹ بول رہے ہیں اور تمہارے خلاف سازشیں کررہے ہیں؟"

"ہرگز نہیں۔ تمہارے پاپا میرے لئے محترم ہیں۔ میری باتوں کو سمجھو۔ میں خود سازشوں کا شکار ہورہی ہوں۔ میرے مقابلے میں ایک نقلی دیوی شی تارا جانے کہاں سے پیدا ہوگئی ہے؟ اور کسی ملک یا کسی تنظیم کے لئے کام کررہی ہے۔ ویسے وہ نقلی دیوی اچھی طرح سمجھ گئی ہے کہ خود مجھ سے مقابلہ نہیں کرسکے گی اس لئے اس نے پہلے برادر کبیر کو میرے خلاف بھڑکایا پھر میرے نام سے تمہارے پاپا کے مقابلے میں آئی ہوگی۔"

پارس نے کہا "اگر ایسا ہے تو وہ نقلی دیوی تم سے زیادہ خطرناک ہے۔ ہم سب اپنے پاپا پر فخر کرتے ہیں اور اس نقلی سؤر کی بچی نے ہمارے پاپا کو بھی گمراہ کردیا اور وہ دھوکا کھا کر تمہارے خلاف ہوگئے۔"



"بالکل یہی بات ہے۔ میرا ایک بہت ہی اہم یہودی ٹیلی پیتھی جاننے والا داؤد منڈولا تھا۔ اس فراڈ دیوی نے اسے بھی ٹریپ کرلیا اس کا ایسا برین واش کرچکی ہے کہ میں آتما شکتی کے ذریعے بھی منڈولا کے اندر نہیں جاسکتی۔ پلیز اپنے پاپا کو اصل صورتِ حال سے آگاہ کرو۔ میں اس دیوی کے فراڈ کو ثابت کرنے کے لئے تمہارے پاپا کی مدد چاہتی ہوں۔ چونکہ میں تمہاری عزت ہوں اس لئے توقع کرتی ہوں کہ تم برادر کبیر سے میرے اغوا کا انتقام لوگے اور اپنے غیرت مند ہونے کا ثبوت دوگے۔"

"تم میری اصلی شی تارا! میری غیرت کو نہ للکارو۔ بس مجھے اتنی مہلت دو کہ وہ کم ظرف برادر کبیر دوبارہ زندہ ہوکر ہماری دنیا میں آئے پھر میں اسے ایسی موت ماروں گا کہ وہ پھر کبھی زندہ ہوکر واپس نہیں آسکے گا۔"

"کیا تم ایم آئی ایم کے مجاہدین سے رابطہ کرکے یہ معلوم نہیں کرسکتے کہ ان کا سربراہ کہاں ہے؟ وہ یقیناً نئے لب و لہجے اور نئی شخصیت کے ساتھ ایم آئی ایم کی تنظیم میں موجود ہوگا۔"

"تم میری مکارانہ چالوں سے واقف ہو۔ اسی طرح میں دشمنوں کی چالیں بھی خوب سمجھتا ہوں۔ جیسا کہ تم بھی جانتی ہو اس کے پاس غیر معمولی گولیاں ہیں۔ وہ اپنی تنظیم میں سایہ بن کر رہتا ہوگا تو اسے معلوم ہوجائے گا کہ میں اسے تلاش کررہا ہوں۔ ایسے میں وہ ہوشیار ہوجائے گا پھر مجھ سے دور رہنے کی راہیں اختیار کرتا رہے گا۔"

"تم درست کہتے ہو۔ ہمیں صبر کرنا چاہئے لیکن میں وہ غیر معمولی گولیاں حاصل کرنے کے لئے بے چین ہوں۔ کیا یہ سراغ لگایا نہیں جاسکتا کہ ان گولیوں کے تیار کرنے کا جو فارمولا ہے اسے کہاں چھپا کر رکھا ہے؟"

پارس نے کہا "ذرا سوچو! وہ فارمولا تمہارے پاس آتا تو تم اسے تحریری صورت میں رکھتیں یا ٹیلی پیتھی کے ذریعے اسے اپنے ذہن میں نقش کرلیتیں۔ اس کے بعد اس تحریری فارمولے کو جلا ڈالتیں تاکہ وہ کبھی کسی دشمن کے ہاتھ نہ لگے۔"

"میں تو اسے ذہن نشین کرتے ہی جلا ڈالتی۔"

"پھر یقین کرو کہ کسی خاص ماتحت مجاہد نے اس فارمولے کو تنویمی عمل کے ذریعے برادر کبیر کے ذہن میں نقش کردیا ہوگا پھر کبیر نے اسے جلا ڈالا ہوگا۔"

وہ قائل ہوکر بولی "واقعی وہ بڑا مکار ہے۔ اس نے بھی یہی کیا ہوگا۔ ہمیں صبر کرنا ہوگا۔"

"ہاں۔ اللہ تعالیٰ صبر کا پھل دیتا ہے۔ پھل میٹھا بھی ہوتا ہے اور کڑوا بھی۔ وہ اچھے کو اچھا صلہ دیتا ہے اور برے کو اس کے برے انجام تک پہنچاتا ہے۔ تم بھی صبر کرو۔ بہت اچھا صلہ ملنے والا ہے۔"

وہ تھوڑی دیر گفتگو کرنے کے بعد دماغی طور پر پھر اپنی جگہ حاضر ہوگئی۔ جس طرح وہ بات بنانا چاہتی تھی اس طرح بات نہیں بن رہی تھی۔ پہلے اس نے برادر کبیر سے متحد ہوکر نئے سپرماسٹر اور ٹرانسفارمر مشین تک پہنچنا چاہا مگر اس نے اسے کتیا بنا کر بھونکنے پر مجبور کردیا تھا۔

پھر یہ تدبیر ذہن میں آئی کہ وہ خود کو پارس کی عزت اور غیرت بنا کر اسے طیش دلائے پھر برادر کبیر سے لڑا دے۔ اسے یقین تھا کہ برادر کبیر کے مقابلے میں پارس زوردار اور نہایت ہی مکار ہے۔ وہ برادر کبیر کو فنا کرکے اس سے غیر معمولی گولیاں اور فارمولا بھی حاصل کرلے گا۔

اس کی دانست میں پارس ایک غیرت مند محبت کرنے والے کی حیثیت سے جوش میں آگیا تھا مگر صبر کی دیوار کھڑی ہوگئی تھی اور وہ صبر نہیں کرسکتی تھی۔ جلد سے جلد نئے سپرماسٹر اور تینوں افواج کے نئے اعلیٰ افسران کے اندر پہنچ کر سابقہ سپرماسٹر اور فوجی اعلیٰ افسران کی طرح انہیں بھی اپنا معمول اور تابعدار بنا لینا چاہتی تھی۔ اس کے بعد ٹرانسفارمر مشین تک پہنچ کر فائدہ اٹھاتے رہنے کا موقع ملتا رہتا۔

پھر یہ بھی گوارا نہیں تھا کہ برادر کبیر اپنے مزید مجاہدین کو سایہ بنا کر اس مشین سے گزار کر اپنی ایک ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی فوج بناتا رہے۔

جب اپنی تدابیر ناکام ہوتی رہیں تو ایسے وقت ذہین مشیروں کی ضرورت پیش آتی ہے اور شاطر مائیک ہرارے دس ذہین مشیروں پر بھاری تھا۔ دیوی نے اسے اپنا معمول اور تابعدار بناتے وقت سونیا کی آواز اور لہجہ اختیار کیا تھا۔ وہ جانتی تھی کہ کسی دن فرہاد کسی سلسلے میں مائیک ہرارے کے پاس آئے گا اور ہرارے سانس روک لے گا تو وہ سمجھ لے گا کہ دیوی نے اس پر عمل کیا ہے لہٰذا وہ اپنی کسی خیال خوانی کرنے والی کو دیوی بنا کر ہرارے کے اندر پہنچادے گا پھر دیوی کے تنویمی عمل کا توڑ کرلے گا۔

اس نے ذہانت سے سوچا کہ فرہاد کبھی یہ سمجھ نہیں پائے گا کہ دیوی نے اسی کی سونیا کے لب و لہجے میں ہرارے کو اپنا تابعدار بنایا ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں تھا کہ دیوی میرے خلاف نفسیاتی چالیں چل رہی تھی۔ میں آئندہ ایک عرصے تک اس کی اس چال کو سمجھ نہ سکا۔

وہ ہرارے کے اندر آکر سونیا کے لہجے میں اسے اپنے تمام حالات اور واقعات بتانے لگی۔ وہ سننے کے بعد بولا "دیوی جی! آپ کی ایک چال میں خامی ہے اور ایک چال میں خوبی ہے۔ خامی یہ ہے کہ آپ نے اپنے اغوا کی بات کرڈالی جبکہ آپ زیرِ زمین رہتی ہیں۔ آج تک کسی نے آپ کو روبرو نہیں دیکھا۔ برادر کبیر اب تک بہت ذہین اور مکار ثابت ہوتا آرہا ہے۔ وہ ٹیلی پیتھی نہیں جانتا لہٰذا کبھی آتما شکتی کی حامل ٹیلی پیتھی جاننے والی دیوی کو عیاشی کے لئے اغوا کرنے کی غلطی نہیں کرے گا۔"

"چلو میں مانتی ہوں' میری اس چال میں کچھ خامیاں ہیں لیکن پارس نے اسے درست تسلیم کیا ہے اور غیرت میں آکر برادر کبیر کو قتل کروینے کا فیصلہ کرچکا ہے۔"

"پارس کو آپ کیا سمجھتی ہیں؟ وہ مکارِ زمانہ سونیا کا تربیت یافتہ بیٹا ہے۔ وہ برادر کبیر کی بھی ذہانت اور چالبازیوں کو خوب سمجھتا ہوگا۔ یہ کبھی یقین نہیں کرے گا کہ ایک شاطر' دیوی کو اغوا کرنے کی کچی چال چلے گا پھر اس سے پہلے فرہاد نے اپنے بیٹے کو آپ کے خلاف بہت کچھ کہا ہے اور اس سے بھی پہلے آپ نے اپنی ڈمی کے ذریعے پارس کو کئی بار دھوکے دیے ہیں۔ میں آپ کا تابعدار رہوں' آپ کو نہایت درست مشورہ دے رہا ہوں کہ پارس پر بھروسا نہ کریں۔"

"تم میری چالوں کو ایک سرے سے دوسرے سرے تک رو کررہے ہو۔ اس طرح میرا دل توڑ رہے ہو۔"

"سچے مشیر کی رائے سچی ہوتی ہے اور اس کی تنقید مایوس کرتی ہے۔ آپ میرے چور خیالات پڑھ کر معلوم کرسکتی ہیں کہ میں کتنی ذہانت اور سچائی سے بول رہا ہوں۔"

"میں تمہارے چور خیالات پڑھ رہی ہوں اور تسلیم کررہی ہوں۔ یہ بتاؤ کہ پارس پر بھروسا نہ کرنے کا مطلب یہ ہوا کہ میں نے ڈمی اور ایک فراڈ دیوی کا جو شوشہ چھوڑا ہے' اسے بھی باپ بیٹے تسلیم نہیں کریں گے۔"

"کبھی تسلیم نہیں کریں گے۔ ماضی سے تاحال ان کے خلاف آپ کی کارکردگی ایسی رہی ہے کہ آپ اپنا خون بہا کر بھی انہیں کسی بات کا یقین دلانا چاہیں گی تو وہ کبھی یقین نہیں کریں گے۔"

وہ ہرارے کی باتوں پر غور کرنے لگی۔ ہرارے نے کہا "اگر آپ میری ایک بات ہمیشہ یاد رکھیں گی تو بہت سی غلطیوں سے خود کو بچاتی رہیں گی۔"

"میں تمہاری بات کو آنچل میں باندھ کر رکھوں گی۔"

"انسان ہمیشہ خوش فہمی میں مبتلا ہو کر مات کھاتا ہے۔ آپ کی خوش فہمی یہ ہے کہ آپ کے پاس آتما کی کسی حد تک شکتی ہے جس کے باعث آپ دوسرے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے برتر ہوگئی ہیں۔ دوسری خوش فہمی یہ ہے کہ آپ جب چاہیں گی ایک ڈمی شی تارا بنا کر پارس کی مصروفیات پر نظر رکھ سکیں گی اور ایک دن اسے اپنی مرضی کے مطابق اپنا دھرم پتی بنالیں گی۔ یہ خوش فہمی انسان کے اندر کینسر کی طرح پیدا ہوتی ہے تو اسے مار کر ہی دم لیتی ہے۔ آپ کی خوش فہمی اس انتہا کو پہنچ رہی ہے کہ اب آپ پارس کے بعد اس کے باپ کے مقابلے میں ایک ڈمی دیوی کا شوشہ چھوڑ چکی ہیں۔ ہمیشہ ایک ہی کلہاڑی سے شہتیر کو کاٹنا چاہیں گی تو کلہاڑی کی دھار کند ہوجائے گی۔ وہ شہتیر کو کاٹنے کے بجائے آپ کے ہاتھوں میں چھالے ڈال دے گی۔ فار گاڈ سیک۔ آپ فرہاد علی تیمور کے مقابلے میں کسی ڈمی یا فراڈ دیوی کو پیش نہ کریں۔ یہ محض بچکانا چال ہوگی۔"

"تم نے میری آنکھیں کھول دی ہیں۔ واقعی یہ میری خو[ش فہمی] تھی کہ جو فرہاد میری پیدائش سے پہلے ناقابلِ شکست فولاد [بن] جاچکا ہے' جس نے بڑی بڑی سپر طاقتوں کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبو[ر کیا] اس سے میں فراڈ کروں گی۔ میری اس چال میں بہت ہی [خامیاں] ہوگی۔"

مائیک ہرارے نے کہا "آپ کی ذہانت اور تجربہ بڑھ[رہا] ہے۔ میں اس بات کی داد دیتا ہوں کہ آپ نے بڑی حاضر د[ماغی اور] پھرتی سے امریکی اور اسرائیلی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو [اپنی] گرفت میں جانے سے بچالیا ہے۔ یہودی تنظیم کو پہلے کی طر[ح] رکھا ہے۔ اس طرح کافی خیال خوانی کرنے والے آ[پ کی] تابعداری میں محفوظ ہیں۔ آپ خوب سوچ سمجھ کر قدم اٹھا[ئیں] گی تو آئندہ آپ کا ایک بھی خیال خوانی کرنے والا مارا نہیں [جائے] گا۔"

"میں اپنی دانست میں خوب سوچ سمجھ کر قدم اٹھاتی [ہوں۔] منڈولا بھی تمہاری طرح بڑی ذہانت سے بھرپور مشورے د[یتی تھی۔] اس کے باوجود وہ برادر کبیر اس لئے ہم پر حاوی ہوجاتا ہے [کہ اس] کے پاس سائے میں تبدیل کردینے والی گولیاں ہیں۔"

"فرہاد کے پاس ایسی گولیاں نہیں ہیں پھر آپ منڈو[لا کے] ساتھ بھارت میں ناکام کیوں رہیں اور آپ کے چار ٹیلی [پیتھی] جاننے والے کیسے مارے گئے؟"

"اس نے بڑی چالاکی سے بے وقوف بنایا تھا۔ ڈاکٹر [صابر کو] "را" کی قید سے نکال کر بال ٹھاکرے کی بیٹی کے پاس پہنچا[دیا تھا۔] ہم نے اپنے ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے کو ڈاکٹر صابر [کے پیچھے] لگادیا تاکہ بال ٹھاکرے کی بیٹی تک پہنچ کر معلوم کرسکیں [کہ وہ] کہاں رہتا ہے اور اس سے کب ملنے آتا ہے۔ یہ بات [ہمارے] خواب و خیال میں بھی نہیں تھی کہ وہ ہمارے تعاقب کرنے [والے] کو ہوٹل تاج محل میں زخمی کرکے اس کے دماغ سے یہ [معلوم] کرلے گا کہ ہمارے باقی تین ٹیلی پیتھی جاننے والے ہوٹل [ہی] میں ہیں۔ اس نے ہمارے زخمی ٹیلی پیتھی جاننے والے کے [ذریعے] ہمیں الجھایا۔ ادھر اس کے ساتھیوں نے ہمارے تینوں خیال [خوانی] کرنے والوں کو مار ڈالا۔"

ہرارے نے کہا "یہی شطرنج کی چال ہوتی ہے۔ اپنے [ایک] چھوٹے مہرے کے ذریعے چال میں الجھا کر دوسری طرف [سے] مات دے دی جاتی ہے۔ آپ کے اور منڈولا کے دماغوں [سے یہ] بات نکل گئی تھی کہ فرہاد کسی ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے [کو زخمی] کرکے باقی شیرٹن میں رہنے والے ساتھیوں کا پتا معلوم کر[سکتا ہے۔]"

"بے شک ہم نے اس پہلو کو بھلا دیا تھا۔ اس بھول [نے] نقصان پہنچایا ہے لیکن جو ہوچکا ہے اس پر مٹی ڈالو۔ میر[ے] مسائل ہیں۔ ان کے حل نکالو۔ ایک مسئلہ تو یہی ہے [کہ فرہاد] بھارت میں ہے اور میں چاہتی ہوں کہ وہ وہاں سے چلا جائے۔"

"اور دوسرا مسئلہ کیا ہے؟"

"یہ کہ کسی طرح برادر کبیر ہمارے قابو میں آجائے تاکہ ہمیں ان غیر معمولی گولیوں کا فارمولا مل جائے۔ وہ چالباز سربراہ اپنے مجاہدین کو سایہ بنا کر انہیں ٹیلی پیتھی سکھاتا رہے گا۔"

"دونوں ہی مسئلے نہایت پیچیدہ ہیں۔ میرا پہلا دانشمندانہ مشورہ یہ ہے کہ فرہاد سے نہ الجھیں۔ اسے بھارت میں رہنے دیں۔"

"وہ وہاں رہ کر میرے دیس کو نقصان پہنچا رہا ہے۔"

"فرہاد کے بغیر بھی بھارت کے تمام سیاستداں اپنے اپنے مفاد کی خاطر دیس کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔ کیا بھارت کو آپ خوشحال ملک بنا سکتی ہیں۔ وہاں جو غریب' غریب تر اور امیر' امیر تر ہوتے جارہے ہیں' کیا آپ یہ ناانصافی ختم کرسکتی ہیں؟"

"اگر میں ایسا نہیں کرسکتی تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ فرہاد جیسے دشمن کو اپنے ملک میں رہنے دیا جائے۔"

"جب آپ کی سمجھ میں یہ بات آجائے گی کہ فرہاد کو وہاں سے نکال نہیں سکیں گی تو پھر دوسری تدابیر پر عمل کریں گی۔"

"تم بتاؤ دوسری تدابیر کیا ہوسکتی ہیں؟"

"یہی کہ سب سے پہلے عقل سے یہ سوچنا کہ فرہاد بھارت میں کیوں ہے؟ میں کہتا ہوں کہ وہ کشمیر کی جنگ بھارت میں لڑ رہا ہے۔"

"کمال ہے۔ تم بڑی ذہانت سے وہی بات کہہ رہے ہو جو برادر کبیر نے کہی تھی۔ اس نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ میرے کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے کو نقصان نہیں پہنچائے گا بلکہ کشمیر کا رخ بھی نہیں کرے گا کیونکہ وہاں ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا باپ فرہاد موجود ہے۔ واقعی اس طرح صاف ظاہر ہوتا ہے کہ فرہاد کشمیر کی جنگ بھارت میں لڑ رہا ہے۔"

"جب صحیح وجہ معلوم ہوجائے تو آپ کو فرہاد سے دور رہ کر وہی چال چلنا چاہئے جو فرہاد چل رہا ہے۔ بابا فرید صاحب کے ادارے کے حوالے سے فرہاد اور اس کی تمام فیملی فرانس میں رہتی ہے۔ انہیں حکومتِ فرانس کی سرپرستی حاصل ہے لیکن اب تمام یورپی ممالک کی طرح حکومتِ فرانس بھی مسلمانوں سے الرجک ہے۔ بھارت کی طرح فرانس میں بھی دوسری بڑی آبادی مسلمانوں کی ہے۔ نیو ورلڈ آرڈر کے مطابق تمام عیسائی اور یہودی سوچ رہے ہیں کہ مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی آبادی کو کیسے روکا جائے۔"

"مائیک ہرارے! تم میرے مسئلے کو کسی اور طرف لے جارہے ہو۔ کیا ہم یورپ میں مسلمانوں کی آبادی کم کریں گے؟"

"اس بات کو گہرائی سے سوچیں۔ اگر آپ فرانس کو اپنا مرکز بنالیں' وہاں کے اعلیٰ حکام کے دماغوں میں یہ خیال ٹھونس دیں کہ بابا صاحب کے ادارے کے باعث فرانس میں مسلمانوں کی تعداد بڑھ رہی ہے اور آپ ٹیلی پیتھی اور آتما شکتی کے ذریعے مسلمانوں کی آبادی بھی کم کردیں گی اور بابا صاحب کے ادارے میں جتنے ٹیلی پیتھی جاننے والے ہفتے میں ایک دن پیرس آتے ہیں' آپ ان سب کو ٹریپ کرکے حکومتِ فرانس کے حوالے کردیں گی تو وہ آپ کو سر پر بٹھائیں گے۔ جب ادھر فرہاد کا نقصان ہونے لگے گا تو وہ خود ہی بھارت چھوڑ کر پیرس چلا آئے گا۔"

"یہ تو بہت ہی عمدہ چال ہے۔ میں نے بھی پڑھا ہے کہ فرانس میں مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی آبادی پر تشویش کا اظہار کیا جارہا ہے۔ میں مذہبی جذبات کو ابھاروں گی تو فرانس کے تمام عیسائی اعلیٰ حکام اور عہدیداران میری ٹیلی پیتھی اور آتما شکتی سے فائدہ اٹھانے کے لئے مجھے وہاں بڑی رازداری سے سہولتیں فراہم کریں گے۔ اب میں فرانسیسی اکابرین سے رابطے کروں گی۔ ان کے چور خیالات سے معلوم کروں گی کہ ان میں سے کتنے اکابرین میرے مشن کو پورا کرسکتے ہیں۔ ان کے ذریعے پیرس میں فرہاد کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں تک پہنچنے کی کوشش کروں گی۔"

"اس کے بعد آپ کے لئے برادر کبیر مسئلہ بنا ہوا ہے۔ فی الحال میں یہ نہیں سمجھتا کہ ہم اس مردہ اور زندہ ہوجانے والے شخص سے غیر معمولی گولیوں کا فارمولا حاصل کرسکیں گے لیکن اسے ان گولیوں کے ذریعے بڑا فائدہ اٹھانے سے روک سکیں گے۔"

"وہ کیسے؟"

"اگر نئے سپر ماسٹر کی خفیہ رہائش گاہ کا جلد سے جلد سراغ لگا کر اس کے اندر پہنچا جائے اور اس خفیہ اڈے کا پتا معلوم کیا جائے جہاں ٹرانسفارمر مشین چھپا کر رکھی گئی ہے تو ہم اس مشین میں خرابیاں پیدا کردیں گے پھر برادر کبیر اپنے جتنے مجاہدین کو سایہ بنا کر مشین سے گزارے گا تو ناکام رہے گا۔"

"بے شک جب ہم فائدہ نہیں اٹھا سکیں گے تو برادر کبیر کو بھی فائدہ اٹھانے نہیں دیں گے اور اس کا طریقۂ کار یہی ہوگا جیسا کہ تم کہہ رہے ہو۔ اس طرح برادر کبیر سے براہِ راست ٹکراؤ نہیں ہوگا۔ ہم چپ چاپ مشین کو ناکارہ بنادیں گے۔"

"دیوی جی! آپ غور کریں کہ میں ایسی تدابیر اختیار کرنے کا مشورہ دے رہا ہوں جن پر عمل کرنے سے فرہاد' پارس اور برادر کبیر وغیرہ سے براہِ راست کبھی سامنا نہیں ہوگا اور وہ اپنی ناکامیوں کا الزام آپ کو نہیں دے سکیں گے۔"

"مائیک ہرارے! تمہاری شاطرانہ ذہانت کا جواب نہیں ہے۔ اب تم کسی بھی طرح نئے سپر ماسٹر کا سراغ لگاؤ۔ میں فرانسیسی اکابرین کے پاس جارہی ہوں۔"

ان کا رابطہ ختم ہوگیا۔ دیوی دماغی طور پر حاضر ہوگئی۔ جیسا کہ پہلے بیان ہوچکا ہے کہ دیوی نے چند بڑے ممالک میں ڈمی شی تارا بنائی ہوئی تھیں۔ پہلے وہ رات کے بارہ بجے باری باری ہر ملک کی ڈمی شی تارا سے رابطہ کرتی تھی لیکن پچھلے کئی ماہ سے وہ کبھی پارس

اور کبھی برادر کبیر کے درمیان الجھی رہی تھی۔ اسے اب تک یہ معلوم نہ ہوسکا تھا کہ پارس ہی برادر کبیر ہے۔

دیوی اس ڈی ٹی تارا کے پاس پہنچ گئی جو فرانس میں تھی پھر اس کے ذریعے فرانس کے اعلیٰ حکام اور دیگر اہم عہدیداران کے اندر پہنچ کر ان کے خیالات پڑھنے لگی۔ ان میں سے جتنے فرانسیسی اکابرین اس کے کام آسکتے تھے وہ ان پر سونیا کے لب و لہجے میں تنویمی عمل کرکے اپنا تابعدار بنانے لگی۔

اس نے چیف آف آرمی اسٹاف کو اپنا معمول اور تابعدار بنا کر پوچھا "تم لوگ مسلمانوں کے دوست کیوں ہو اور بابا صاحب کے ادارے کو ہر طرح کا تحفظ کیوں دیتے ہو؟"

اس نے جواب دیا "پہلے تو ہمیں فرہاد کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے بڑے بڑے فائدے پہنچتے تھے اور اس میں شبہ نہیں کہ وہ تمام مسلمان حکومتِ فرانس کے وفادار ہیں لیکن رفتہ رفتہ ان کی بڑھتی ہوئی آبادی نے ہماری حکومت اور عیسائی فرقے کو تشویش میں مبتلا کردیا ہے۔"

"کیا اس بڑھتی ہوئی آبادی کو روکنے سے اس لئے ڈرتے ہو کہ بابا صاحب کے ادارے میں ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی فوج ہے؟"

"ہاں۔ ہمیں سپر ماسٹر نے حوصلہ دیا تھا۔ اسرائیلی حکام نے بھی کہا کہ وہ ہماری بھرپور مدد کرنے اور بابا صاحب کے خیال خوانی کرنے والوں کا مقابلہ کرنے کے لئے اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو یہاں بھیج دیں گے مگر فرانس کے تمام اکابرین خوف زدہ ہیں۔ وہ برسوں سے فرہاد اور اس کے خیال خوانی کرنے والوں کی ذہانت اور چالبازیوں کے قائل ہیں پھر یہ صرف فرانس کے اکابرین نے ہی نہیں، ساری دنیا نے دیکھا ہے کہ فرہاد اور اس کے ساتھی ہمیشہ سپر پاورز پر غالب رہتے ہیں۔ ان کی لائف ہسٹری میں صرف چند ناکامیاں ہیں۔"

"چند ہی سہی مگر ناکام تو وہ لوگ بھی ہوتے ہیں۔ فرہاد آسمان سے اترا ہوا کوئی فرشتہ یا سپرمین نہیں ہے۔ مایوسیاں اور ناکامیاں ہر انسان کے حصے میں آتی ہیں۔"

"جی ہاں اور میں سمجھتا ہوں کہ فرانس جیسے بڑے اور طاقتور ملک کی حمایت نے فرہاد اور بابا صاحب کے ادارے والوں کے حوصلے بڑھا کر انہیں بیشتر معاملات میں کامیاب ہونے کے مواقع فراہم کئے ہیں۔"

"یہ تم نے دانش مندی کی بات کی ہے۔ میں ٹیلی پیتھی میں فرہاد سے کچھ کم نہیں ہوں بلکہ اس سے بھی زیادہ آتما شکتی کا علم مجھ میں ہے۔ میرے پاس بھی ذہین ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی فوج ہے اور جو فوج بابا صاحب کے ادارے میں چھپی رہتی ہے، میں اسے باہر نکالوں گی اور ان کے ایک ایک خیال خوانی کرنے والے کو ٹریپ کرتی رہوں گی۔"

وہ بڑے تحمل اور اعتماد سے فرانس کے تمام اہم افراد کو اپنا تابعدار بنا رہی تھی۔ پہلے وہ بڑے فخر سے خوش فہمی میں مبتلا ہو کر دشمنوں کے مقابل آتی تھی۔ اب مائیک ہرارے اسے تحمل اور اعتماد کے ساتھ پھونک پھونک کر قدم اٹھانا اور قدموں تلے کانٹوں کو روندنا سکھا رہا تھا۔

لیکن فرانس کے کئی اہم حکام اور فوجی اعلیٰ افسران ایسے تھے جن کے دماغوں میں کسی نے تنویمی عمل کیا تھا۔ مائیک ہرارے ان کے اندر نہ جاسکا لیکن دیوی نے آتما شکتی کے ذریعے معلوم کیا کہ وہ لوگ کسی خیال خوانی کرنے والے کے معمول اور تابعدار ہیں۔

دیوی نے ایسے ایک تابعدار کی سوچ کے ذریعے پوچھا "میں کس کا معمول ہوں؟ وہ عامل کون ہے جو میرے اندر چلا آتا ہے؟"

اس تابعدار کی سوچ نے کہا "میں تو کسی کا معمول نہیں ہوں۔ یہ میں کیا سوچ رہا ہوں؟ کس کی مجال ہے کہ مجھ جیسے شہ زور فوجی افسر پر عمل کرسکے؟"

"بے شک میں شہ زور ہوں لیکن شراب پیتا ہوں۔ یوگا کا ماہر نہیں ہوں۔ کوئی بھی میری بے خبری میں میرے اندر آکر مجھے اپنا تابعدار بنا سکتا ہے۔"

دیوی نے اس کی سوچ میں قائل کرنا چاہا مگر اسے پتا ہی نہیں تھا کہ اس کے دماغ پر کوئی آکر مسلط ہوجاتا ہے۔ وہ یوگا نہیں جانتا تھا لیکن کسی نے پرائی سوچ کے خلاف اس کے دماغ کو لاک کرا دیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ مائیک ہرارے کی سوچ کی لہروں کے دماغ میں پہنچتے ہی اس نے سانس روک لی تھی۔ صرف دیوی آتما شکتی کے ذریعے اس کے اندر جاکر اس کے خیالات پڑھتی رہی تھی۔

وہ مائیک ہرارے سے بولی "تمہارا کیا خیال ہے؟ فرہاد۔ ایسا کیا ہوگا؟"

ہرارے نے کہا "فرانس کے تمام حکام اور اعلیٰ عہدیداران فرہاد اور اس کی فیملی کے ہر طرح سے کام آتے ہیں تو پھر وہ خوامخواہ کیوں ان پر تنویمی عمل کریں گے جبکہ وہ سب پہلے ہی تابعدار ہیں۔"

"ہوسکتا ہے کسی خاص مقصد کے تحت فرہاد کے خیال خوانی کرنے والوں نے انہیں احتیاطاً تنویمی عمل کے ذریعے بھی تابعدار بنا رکھا ہو۔"

"اگر کسی خاص مقصد اور احتیاطی تدابیر کی ضرورت ہوتی تو ان کے جناب تبریزی روحانی ٹیلی پیتھی کے ذریعے انہیں پوری طرح جکڑ لیتے پھر آپ بھی آتما شکتی کے ذریعے ان کے اندر نہیں جاسکتی تھیں۔"

"ہوں۔ تم نے بڑی ٹھوس دلیل دی ہے لیکن وہ کون ہے جو ہماری طرح فرانسیسی حکومت کے اہم اکابرین کو تابعدار بنا رہا ہے۔"

"یہ تو یقین ہے کہ فرہاد اور بابا صاحب کے ادارے سے نہیں کیا گیا ہے۔ امریکی اور اسرائیلی تمام خیال خوانی کرنے والے آپ کے تابعدار ہیں۔ وہ آپ کی اجازت کے بغیر ایسا نہیں کریں گے۔ صرف ایک برادر کبیر کے خیال خوانی کرنے والے رہ گئے ہیں۔ وہ برادر کبیر کے حکم سے ایسا کرسکتے ہیں۔"

وہ ناگواری سے بولی "ہرارے! یہ بلا میرے گلے پڑ گئی ہے۔ وہ کمبخت ہر جگہ میرے خلاف محاذ بنانے پہنچ جاتا ہے۔"

"دیوی جی! آپ فوراً ہی کسی نتیجے پر نہ پہنچا کریں۔ میں نے ابھی ایک اندازے سے کہا ہے کہ وہ برادر کبیر کے خیال خوانی کرنے والے ہوں گے لیکن دوسرے پہلو پر غور کریں۔ فرانس میں بابا صاحب کے ادارے کا تسلط ہے۔ ایسے میں وہ ایم آئی ایم کا سربراہ اپنے ہی مسلمانوں کے خلاف فرانس میں محاذ کیوں بنائے گا؟"

"ہوں۔ ان تمام مسلمانوں کا آپس میں سمجھوتا ہے۔ پچھلی بار برادر کبیر نے میرے خلاف کشمیر میں اس لئے محاذ نہیں بنایا کہ وہاں بھارت میں فرہاد موجود ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ فرانس میں ہماری طرح محاذ بنانے والا کون ہے؟ ایسا کون خیال خوانی کرنے والا ہے جسے ہم نہیں جانتے ہیں۔"

"اسی کو خوش فہمی کہتے ہیں۔ آپ ہر پہلو پر غور کئے بغیر دعوے کررہی ہیں کہ دنیا کے تمام خیال خوانی کرنے والوں کو جانتی ہیں۔"

"یہ خوش فہمی نہیں ہے۔ صرف میں ہی نہیں، تم بھی تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو جانتے ہو۔ بولو کیا نہیں جانتے ہو؟"

"نہیں جانتا ہوں اور آپ بھی ان خیال خوانی کرنے والوں کو نہیں جانتی ہیں جو ادھر چند روز میں ٹرانسفارمر مشین کے ذریعے پیدا کئے گئے ہوں گے۔"

وہ سوچ میں پڑ گئی۔ ہرارے نے کہا "ہم نئے سپر ماسٹر اور ٹرانسفارمر مشین کے نئے خفیہ اڈے کے بارے میں نہیں جانتے ہیں۔ ہم اس بات سے بے خبر ہیں کہ نیا سپر ماسٹر ہم سب کی لاعلمی سے فائدہ اٹھا کر کتنے انجانے ٹیلی پیتھی جاننے والے پیدا کررہا ہے۔ فرہاد اور برادر کبیر وغیرہ بھی ایسے کسی نئے آنے والے طوفان سے بے خبر ہوں گے۔"

وہ قائل ہوکر بولی "واقعی فی الحال فرہاد، برادر کبیر اور ہم سب نئے سپر ماسٹر کو نہیں جانتے ہیں۔ تم بھی اسے تلاش کرنے میں ناکام رہے ہو۔ اس سپر ماسٹر نے اس سنہری موقع سے خوب فائدہ اٹھایا ہوگا اور اب بھی اٹھا رہا ہے۔ ٹیلی پیتھی کا ہتھیار ہاتھ آتے ہی وہ فرانس میں ہماری طرح فرہاد اور بابا صاحب کے ادارے کے خلاف محاذ بنا رہا ہے۔"

ہرارے نے کہا "اگر نیا سپر ماسٹر ایسا کررہا ہے تو یہ بات ہمارے حق میں ہے۔ ہم اپنے طور پر فرانس میں بابا صاحب کے ادارے کو کمزور بنائیں گے۔ اس ملک سے فرہاد اور اس کی فیملی کے قدم اکھاڑیں گے۔ وہاں کی بڑھتی ہوئی مسلمان آبادی کو کم بھی کریں گے اور ان مسلمانوں کو فرانس چھوڑنے پر مجبور بھی کرتے رہیں گے لیکن یہ جو کچھ ہم کریں گے اس کے تمام الزامات نئے سپر ماسٹر پر عائد کرنے کی کوشش کرتے رہیں گے۔"

"لیکن سپر ماسٹر نے ہمیشہ خود کو روپوش رکھا اور اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو بھی ظاہر نہ ہونے دیا تو اس پر الزامات کیسے عائد ہوں گے۔"

"آپ یہ سوچیں کہ ہم پر بھی الزامات عائد نہیں ہوں گے۔ ہمارے خلاف بھی کوئی ثبوت نہیں ہوگا۔ جیسا کہ معلوم ہوا ہے، نیا سپر ماسٹر اور تینوں افواج کے اعلیٰ افسران روپوش رہ کر کمپیوٹر کے ذریعے اپنی ملکی ذمے داریاں پوری کررہے ہیں تو فرہاد وغیرہ ان پر ہی شبہ کریں گے کہ وہ اپنی طرح اپنے نئے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو بھی آہنی پردوں میں چھپا کر فرانس میں مسلمانوں کے خلاف ایک خاموش جنگ شروع کرچکے ہیں۔"

"ہرارے! تم نہایت دانش مندی سے ہر طرح کے حالات کا تجزیہ کرتے ہو اور درست کرتے ہو۔ بس کسی طرح اس نئے سپر ماسٹر کا سراغ لگاؤ۔ وہ چوہا نہیں ہے کہ کسی بل میں گھسا ہوگا۔ وہ انسانوں کی بستی میں کہیں ہوگا۔ پلیز اسے تلاش کرو۔"

وہ ہرارے کے اندر تھی اور ہرارے دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر سوچ رہا تھا۔ "اس بار کوئی زبردست شخص ہے جو سپر ماسٹر بن کر آیا ہے۔ جب کوئی شکار ہم جیسے شکاریوں کے ہاتھ نہ آئے تو دانشمندی یہ ہے کہ ہم اپنے سے بڑے اور گھاگ شکاری فرہاد کو اس کے پیچھے لگا دیں۔ دوسری طرف برادر کبیر کو ہم نیا سپر ماسٹر بن کر چھیڑیں۔ جب فرہاد اور برادر کبیر کو چھیڑا جائے گا تو وہ روپوش سپر ماسٹر کو اس کی قبر سے بھی نکال لائیں گے۔"

واقعی وہ شطرنج کا عالمی چیمپئن تھا۔ بڑی شاطرانہ چالیں سوچ رہا تھا۔

○☆○

بڑی تبدیلیاں ہورہی تھیں۔ پہلی تبدیلی تو یہ کہ دیوی نے داؤد منڈولا جیسے وفادار کو قتل کرکے اس سے بھی زیادہ شاطر مائیک ہرارے کو اپنا تابعدار بنالیا تھا۔

دوسری تبدیلی یہ کہ ہرارے کے دانشمندانہ مشورے کے مطابق دیوی بھارت میں میری مخالفت نہیں کررہی تھی اور فرانس میں ایک نیا محاذ قائم کرکے کچھ ایسے زبردست اقدامات کرنے والی تھی کہ میں اس کے بھارت دیس سے نکل کر فرانس آنے پر مجبور ہوجاتا۔

ہمارا خیال تھا کہ جلد ہی نئے سپر ماسٹر کی خفیہ رہائش گاہ کا علم ہوجائے گا۔ اس کے ساتھ ٹرانسفارمر مشین کے بارے میں بھی معلوم ہوجائے گا۔ میں چاہتا تھا کہ غیر معمولی گولیوں سے فائدہ اٹھایا جائے اور میری فیملی میں شریک ہونے والے عادل، زہریلی صفورا، جمیلہ اور ہیرو کو بھی سایہ بنا کر ٹرانسفارمر مشین سے گزارا

جائے اس لئے ان چاروں کو پارس کے پاس واشنگٹن بھیج دیا گیا تھا اور لکی سیون کو بابا صاحب کے ادارے میں بلایا گیا تھا تاکہ میڈیکل ٹریٹمنٹ کے ذریعے اسے مزید نارمل بنایا جاسکے۔

یہ تبدیلیاں ہماری طرف سے ہو رہی تھیں۔ اس کے علاوہ ثانی اور علی ایک زبردست چونکا دینے والا کھیل شروع کر رہے تھے۔ میں اگلی سطروں میں اس زبردست کھیل کا انکشاف کروں گا۔

فی الحال سب سے دانشمندانہ کھیل نیا سپر ماسٹر کھیل رہا تھا۔ وہ تینوں افواج کے سربراہوں اور ٹرانسفارمر مشین کے ساتھ روپوش ہو کر تمام دوستوں دشمنوں اور دنیا کے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو بے حد تجسس میں مبتلا کر رہا تھا۔

اس سلسلے میں یہ سب ہی سوچ رہے تھے کہ وہ روپوش رہ کر بڑی دانش مندی سے کام لے کر ٹرانسفارمر مشین سے فائدہ اٹھا رہا ہے اور نئے نئے ٹیلی پیتھی جاننے والے پیدا کر رہا ہے۔

جیسا کہ میں پہلے بھی کئی بار کہہ چکا ہوں جو وجود میں رہ کر بھی نظر نہ آئے، جو پراسرار رہے لیکن کائنات کے ذرّے ذرّے سے اپنا بھید کھولتا رہے وہ ذاتِ پاک صرف اللہ تعالیٰ کی ہے۔ دنیا کا کوئی بندہ پراسرار بن کر نہیں رہ سکتا۔

اسی طرح ایک دن اس نئے سپر ماسٹر کو بھی ظاہر ہونا ہے۔ اس کے ظاہر ہونے میں کچھ عرصہ لگے گا۔ وہ کھلے ہوئے صفحات کی طرح آنکھوں کے سامنے آئے گا لیکن میں اس داستان کو اپنی مخصوص ترتیب کے ساتھ آگے بڑھانے کے لئے ذکر کر رہا ہوں کہ وہ ہماری لاعلمی میں کیا کرتا پھر رہا ہے۔

اس نئے سپر ماسٹر کا نام اے لالاس تھا۔ وہ کٹر کیتھولک تھا۔ امریکا کے نیو ورلڈ آرڈر کے مطابق مسلمانوں کو ان کی تہذیب سے دور اور پسماندہ رکھنے کی سختی سے حمایت کرتا تھا۔

اسے ہم مسلمان ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے زیادہ خطرہ تھا اس لئے وہ پہلے مرحلے میں تینوں افواج کے سربراہوں کے ساتھ روپوش ہو گیا تھا۔ ٹرانسفارمر مشین کے سابقہ نگرانی کرنے والے افسروں اور فوجی جوانوں کا وہاں سے تبادلہ کر دیا تھا پھر اس مشین کو دوسری جگہ منتقل کر دیا تھا۔

اس نے صرف دس گھنٹوں میں بڑے اہم کارنامے انجام دیئے۔ پاشا جسمانی اور دماغی طور پر فولاد تھا۔ اس نے اس فولاد کو اعصابی کمزوری کی دوا سے کمزور بنایا پھر اپنے ایک ہپناٹزم کے ماہر کو سمجھایا کہ تنویمی عمل کے ذریعے اس کی آواز اور لہجہ بدل دیا جائے تاکہ دیوی آتما شکتی کے ذریعے بھی پاشا کے نئے لب و لہجے اور نئی شخصیت تک نہ پہنچ سکے۔

ایسے وقت دیوی دوسرے معاملات میں الجھی ہوئی تھی۔ اسے اطمینان تھا کہ امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے پاشا اور آندرے فوک اس کے تابعدار رہیں گے اور کوئی دوسرا ٹیلی پیتھی جاننے والا ان کے اندر نہیں پہنچ سکے گا۔

لیکن اعصابی کمزوری نے ہپناٹائز کرنے والے کو اس کے کمزور دماغ پر حاوی ہونے کا موقع دیا۔ اس عامل نے اسے معمول بنا کر نئے سپر ماسٹر کا تابعدار بنا دیا۔ سپر ماسٹر اے لالاس ایک ماہر ٹیکنیک بھی تھا۔ ٹرانسفارمر مشین کے ایک ایک فنکشن کو اچھی طرح سمجھتا تھا۔ اس نے تینوں افواج کے سربراہوں کو بھی اچھی طرح سکھا دیا کہ مشین کو کس طرح ہینڈل کرنا چاہئے پھر انہوں نے کامیابی سے اسے ہینڈل کیا۔ سپر ماسٹر اے لالاس کو پہلے پاشا کے ساتھ اس مشین سے گزارا گیا۔ اس کے بعد تین دنوں میں وہ تینوں افواج کے سربراہ بھی مشین سے گزرے۔ اس طرح چاروں نے پاشا کی طرح غیر معمولی سماعت و بصارت اور حیرت انگیز جسمانی قوتوں کے ساتھ ٹیلی پیتھی کا علم بھی حاصل کر لیا۔

وہ چاروں اچھی طرح جانتے تھے کہ دیوی اگر ان کی آواز سنے گی تو ان کے دماغوں میں پہنچ جائے گی۔ پاشا پر بھروسا نہیں تھا کہ وہ گونگا بہرا بن کر رہے گا۔ ملٹری ہیڈ کوارٹر میں رہ کر بولے گا تو دیوی کسی کے ذریعے اس کے نئے لب و لہجے کو سن لے گی اور یہ معلوم کر لے گی کہ وہ مشین کہاں چھپائی گئی ہے۔

سپر ماسٹر اے لالاس مسلمان ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو ختم کر دینا چاہتا تھا۔ وہ پاشا کو بھی ختم کر دیتا لیکن اس نے سوچا، وہ روبوٹ ٹیلی پیتھی جاننے والا اور غیر معمولی سماعت و بصارت رکھنے والا اکثر کام آتا ہے پھر کبھی اس کی ضرورت پیش آسکتی ہے لہٰذا اسے اس طرح زندہ رکھا جائے کہ دیوی اس کے ذریعے آئندہ کسی بھی امریکی خیال خوانی کرنے والے تک نہ پہنچ سکے۔

اے لالاس ایک پاگل خانے سے ایک نہایت ہی ناقابل علاج پاگل کو رازداری سے مشین کے پاس لایا پھر اسے مشین کے فاعل بیڈ پر سلایا اور پاشا کو مفعول بیڈ پر سلا کر مشین کو آن کیا جس کے نتیجے میں پاشا صحیح الدماغ نہ رہ سکا۔ وہ بھی ناقابلِ علاج پاگل بن گیا۔ اس کے بعد اسے بھی پاگل خانے پہنچا دیا گیا۔

اس طرح اے لالاس رازداری کے تمام مراحل سے گزر چکا تھا۔ پاشا کے بعد امریکا میں دیوی کا تابعدار ٹیلی پیتھی جاننے والا صرف آندرے فوک رہ گیا تھا۔ اسے بھی ہپناٹزم کے ذریعے تبدیل کیا جاسکتا تھا لیکن تبدیل کرنے کے دوران دیوی اس کے اندر چھپی رہتی تو نئے سپر ماسٹر کے تمام طریقۂ کار کو سمجھ لیتی۔ ٹرانسفارمر مشین کے خفیہ اڈے کا پتا بھی معلوم کر لیتی۔

وہ ایک آندرے فوک کی وجہ سے کوئی خطرہ مول لینا نہیں چاہتا تھا۔ لہٰذا آندرے فوک کو گولی مار دی گئی۔ امریکا میں اب ٹیلی پیتھی جاننے والے سپر ماسٹر اے لالاس، بری فوج کا جنرل اسٹیل برو کس، بحری فوج کا چیف ایڈمرل ٹیری ٹیلر اور فضائیہ کا سربراہ ورجی ریز تھے۔ ان چاروں نے یہ طے کیا کہ مشین کے ذریعے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی فوج نہ بنائی جائے۔ فی الحال وہ چاروں نہایت رازداری سے ایسا طریقۂ کار اختیار کریں گے کہ کسی پانچویں کی



...رت پیش نہیں آئے گی۔ البتہ انہیں ناکامیوں کا سامنا کرنے ...ے گا تو پھر وہ اپنے قابلِ اعتماد ذہین اور شاطر افراد کو مشین ...ذریعے ٹیلی پیتھی سکھائیں گے۔

ان چاروں کو دیوی سے نفرت تھی۔ اس عورت نے ان کے ...ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اپنے بھارتی مفادات کی خاطر قربان ...یا تھا اور اپنی آتما شکتی سے سابقہ سپر ماسٹر اور تینوں افواج کے ...افسران کو تابعدار بنا رکھا تھا لیکن انہوں نے جذباتی انداز میں ...سے انتقام لینے کے خیال کو اہمیت نہیں دی۔ ایک تو وہ کبھی ...نہیں آتی تھی۔ اگر آتی تو اس سے نمٹ لیا جاتا۔

وہ چاروں امریکی تھے اور نیو ورلڈ آرڈر کے مطابق پہلے ...انوں کی طاقت کو ختم کرنا چاہتے تھے۔ فرانس کا شمار بڑے ...ر ممالک میں ہوتا ہے اور وہ ملک مسلمان ٹیلی پیتھی جاننے ...ں کا گڑھ تھا۔ ان چاروں نے یہ عہد کیا کہ پہلے حکومتِ فرانس ...اہم اکابرین کو تابعدار بنائیں گے۔ یوں ان کے اندر رہ کر ...م کرتے رہیں گے کہ فرہاد اور اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والے ...یوں سے کس طرح فرانسیسی حکّام اور اعلیٰ افسران کا رابطہ ہوتا ...۔ وہ حکّام اور افسران کس طرح ان مسلمانوں کے کام آتے ...ان سے پیرس وغیرہ میں کب ملاقاتیں ہوا کرتی ہیں اور ٹیلی ...ی جاننے والے بابا صاحب کے ادارے سے باہر آکر مختلف ...وں میں کہاں قیام کرتے ہیں۔

انہوں نے دوسرا عہد یہ کیا تھا کہ کسی بھی معمول اور تابعدار ...دماغ میں جاکر اپنے لب و لہجے میں کبھی نہیں بولیں گے بلکہ ...ے تابعدار کی آواز، لہجے اور سوچ میں گفتگو کیا کریں گے۔ اس ...ح فرہاد اور دیوی وغیرہ کو کبھی ان چاروں تک پہنچنے کا راستہ نہیں ...گا۔

انہوں نے چند ایسے طریقے اپنائے تھے جن کے نتیجے میں دیوی ...بائیک ہرارے انہیں ڈھونڈ نکالنے میں ناکام ہو رہے تھے۔

پارس نے بھی مجھے یہی بتایا کہ وہاں آرمی ہیڈ کوارٹر میں ...ئم تبدیلیاں آگئی ہیں۔ سپر ماسٹر تین اعلیٰ فوجی افسران کے ساتھ ...گیا ہے۔ اس کی جگہ نیا سپر ماسٹر اور تینوں افواج کے اعلیٰ ...ران بڑی رازداری سے کام کر رہے ہیں۔ اپنے اعلیٰ حکّام اور ...نے ماتحتوں سے براہِ راست گفتگو نہیں کرتے ہیں۔ کمپیوٹر کے ...لیے اپنی اہم ذمے داریاں پوری کرتے ہیں حتیٰ کہ انہوں نے ...نسفارمر مشین کو بھی کسی دوسری جگہ منتقل کر دیا ہے۔

عادل، صفورا، جمیلہ اور ہیرو واشنگٹن پہنچ گئے تھے اور پارس ...ساتھ تھے۔ ان میں پارس، جمیلہ اور ہیرو غیر معمولی سماعت و ...ارت کے حامل تھے۔ وہ ہزاروں میل دور سے نئے سپر ماسٹر کی ...از سن سکتے تھے لیکن وہ اور تینوں فوجی افسران گونگے بنے ہوئے ...ہ شاید بند کمروں میں دیواروں سے بولتے ہوں۔ کہا جاتا ہے کہ ...اروں کے بھی کان ہوتے ہیں۔ ہو سکتا ہے وہ تنہائی میں بھی نہ

بڑبڑاتے ہوں۔ میں نے کہا ”انتظار کرو۔ مردے بولیں گے۔ ضرور بولیں گے۔ جب بے زبان کمپیوٹر بولتے ہیں تو وہ بھی بولیں گے۔ کیا انسان بیمار نہیں پڑتے؟ اسی طرح مشینیں بھی بیمار پڑتی ہیں۔“

پارس نے کہا ”سمجھ گیا پاپا! آپ نے انتظار کرنے کو کہا ہے۔ میں کل تک انتظار کروں گا پھر واشنگٹن کے وہائٹ ہاؤس سے لے کر آرمی ہیڈ کوارٹر تک جتنے بھی کمپیوٹر ہیں انہیں بیمار بنا دوں گا۔ تمام ٹیلی فون لائنوں کو ناکارہ بنا دوں گا پھر وہائٹ ہاؤس میں ایسی گڑبڑ کروں گا کہ وہ نیا سپر ماسٹر صورتِ حال کو سمجھنے کے لئے ضرور متعلقہ عہدیداروں سے بولے گا۔ بناوٹی آواز اور لہجے میں سہی مگر بولنے کی ابتدا کرا دوں گا۔“

وہ میرے دماغ سے نکل کر شہناز کے پاس گیا ”ہیلو شہناز! کیسے گزر رہی ہے؟“

وہ بولی ”جیسے آواز کے بغیر گونگی زندگی اور آنکھوں کے بغیر رنگین نظارے گزرتے ہیں۔ تم کب میری آواز اور میری آنکھیں بن کر آؤ گے؟“

”پاپا کی فیملی میں آنے والی دلہنوں کو انتظار کی ایسی ہی آزمائش سے گزرنا پڑتا ہے۔ جب ہم کسی مہم پر نکلتے ہیں تو واپسی کا وقت صرف خدا ہی جانتا ہے۔“

”خدا تو سب کچھ جانتا ہے لیکن بندے بھی اپنی بندی کے ساتھ کچھ وقت گزارنے کی تدبیر کرتے ہیں۔“

”یہ تدبیر پہلے سے طے ہے کہ میں کسی دن بھارت تمہارے پاس آؤں گا۔“

”وہ دن قیامت کا بھی ہو سکتا ہے۔“

”تم ایسی قیامت ہو کہ تم سے ملنے کو ہی میں قیامت کا دن کہتا ہوں۔ ذرا تحمل سے انتظار کرو۔ تمہیں اور پارو کو پاپا کے ساتھ رہ کر یہ تجربات حاصل ہو رہے ہوں گے کہ وہ کوئی چال چلنے سے پہلے دشمنوں کو کس طرح الجھاتے ہیں پھر انہیں ایسا دوڑاتے ہیں کہ انہیں مرنے سے پہلے اپنی قبریں کھودنے کی بھی فرصت نہیں ملتی۔“

”واقعی ہمارے پاپا لاجواب ہیں۔ انہوں نے بال ٹھاکرے اور ”را“ تنظیم کو ایسی بھول بھلیوں میں الجھا دیا ہے جہاں سے بال ٹھاکرے نکل کر دہلی نہیں جاسکے گا اور ”را“ والے دہلی راجدھانی سے نکل کر مہاراشٹر میں ٹھاکرے کا محاسبہ نہیں کر سکیں گے۔ پاپا نے دونوں میں زبردست دشمنی پیدا کر دی ہے۔“

”بس ایسی ہی شاطرانہ چالیں سیکھتی رہو۔ میرے انتظار کی کوفت کم ہوتی رہے گی۔ بائی دی وے، آج کل پاپا اور پارو کے ساتھ کیا مصروفیات ہیں؟“

”پاپا خاموشی سے بال ٹھاکرے کی شیو سینا اور بھارتی حکومت کی ”را“ کا ٹکراؤ دیکھنا چاہتے تھے مگر یہاں تارا پور سے آج کل سیکڑوں مریض آرہے ہیں۔“

"کیا وہی تارا پور' جہاں مہاراشٹر کا ایٹمی پلانٹ ہے؟"

"ہاں۔ چند برس پہلے بھوپال میں زہریلی گیس خارج ہوئی تھی۔ سیکڑوں ہندوستانی بے موت مر گئے تھے۔ بھارت سرکار کو ایٹم بم بنانے کا بڑا شوق ہے۔ ملک کی اور انسان کی فلاح و بہبود کے لئے ایٹمی توانائی حاصل کرنا بڑی اچھی بات ہے لیکن ایٹم بم بنا کر دوسرے تمام ایشیائی ممالک کو یہ تاثر دینا کہ بھارت ایشیا میں طاقت کے لحاظ سے سپر پاور بن گیا ہے تو یہ سراسر غیر انسانی منصوبے ہیں۔ ہر اچھائی کے پیچھے برائی اور ہر برائی کے پیچھے اچھائی چھپی ہوتی ہے۔ بھارت سرکار اپنی اچھائی کے لئے جو کرنا چاہتی ہے اس کے پیچھے برائی کا عذاب بھی نازل ہو رہا ہے۔"

شہناز نے تفصیل بتائی کہ تقریباً ۴۲ دن سے تارا پور ایٹمی پلانٹ سے تابکار پانی خارج ہو رہا ہے۔ یہ پانی جانداروں کے لئے بہت ہی مضر ہے اور اس ایٹمی پلانٹ کے ذمے دار افسران کی غفلت کا یہ عالم ہے کہ انہیں ۴۲ دن کے بعد معلوم ہوا کہ وہ تابکار پانی پلانٹ سے نکل کر زیرِ زمین پانی کے ذخیرے میں شامل ہو رہا ہے۔ کنووں' تالابوں اور ندیوں میں حل ہو رہا ہے۔

جب وہاں کے مویشی پانی پی کر مرنے لگے' تارا پور کے اسپتالوں اور دوا خانوں میں مریضوں کے علاج کے لئے کچھ نہ رہا تو وہ علاج کے لئے بمبئی آنے لگے لیکن سپر پاور کہلانے کے شوقین اس ملک میں مسائل بہت ہیں۔ وہاں کے انتہا پسند ہندو صرف مسلمانوں کے خلاف نہیں ہیں بلکہ وہ اپنے ہی مذہب کی نیچ ذات سے نفرت بھی کرتے ہیں۔

ایک سروے کے مطابق ۳۰۰۰ مریض تارا پور سے بمبئی کے مختلف اسپتالوں میں پہنچ رہے تھے لیکن نفاست پسند کہلانے والے ہندو ڈاکٹرز اور سرکاری اہلکار پہلے یہ انکوائری کرتے تھے کہ کسی بھی بیمار ہندو کی ذات کیا ہے؟

مسیحائی کا تقاضا ہے کہ پہلے بیمار کا علاج کیا جائے' اسے صحت مند زندگی دی جائے پھر پوچھا جائے کہ وہ گھوڑا ہے یا گدھا؟

لیکن اعلیٰ ذات کے ہندو کسی کم ذات کے ہندو کے سائے سے بھی دور رہتے ہیں۔ لاکھوں کروڑوں نیچ ہندوؤں کے ساتھ صدیوں سے ناانصافیاں ہوتی آ رہی ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ پھولن دیوی جیسی اچھوت عورت باغی ہو کر ہندو سرکار کے لئے ایسی خطرناک ڈاکو بن گئی تھی کہ وہ جس علاقے سے گزرتی تھی وہاں کے پولیس تھانے خالی ہو جاتے تھے۔ جس کروڑ پتی اور ارب پتی اعلیٰ ذات کے ہندو کے سامنے پہنچ جاتی تھی وہ اعلیٰ ذات والے اس اچھوت اور کم ذات عورت کے قدموں میں گر کر اپنی تجوریوں کی چابیاں اس کے حوالے کر دیتے تھے۔

۳۷ سالہ پھولن دیوی ۱۰ سال جیلوں میں گزار چکی ہے اور اب رہائی پانے کے بعد اس نے سیاست میں آنے کا اعلان کیا ہے۔ ایک کہاوت ہے کہ سینے پر مونگ دلنا۔ اس کے مطابق پھولن دیوی نے کانگریس کے سینے پر مونگ دلنے کے لئے دہلی میں اپنی سیا[سی] پارٹی کا مرکز قائم کیا ہے۔ اس کا دعویٰ ہے کہ وہ صدیوں [کی] ناانصافیوں کو ختم کر کے اچھوت ذات کو ان کے جائز حقوق دلا[ئے] گی۔

میں اپنی داستان کے دوران بعض اوقات ایسی خشک باتیں تفصیل بیان کرنے لگتا ہوں جو ایڈونچر پڑھنے والے قارئین [پر] گراں گزرتی ہیں۔ اگر ایڈونچر خیالی ہو تو میں ایسا نہیں کرتا [لیکن] ایڈونچر میں سچائی ہو تو اس سچائی کے پیچھے چھپے ہوئے حقائق [بھی] بیان کرتا ہوں۔ قارئین دیکھیں گے کہ بھارت میں ۱۹۹۶ء [کے] انتخابات کتنے دلچسپ ہوں گے۔ بڑی بڑی سیاسی پارٹیوں کو یہ [فکر] لاحق ہو گئی ہے کہ وہ مسلمانوں کے ووٹوں کے بغیر اکثریت حاصل نہیں کر سکے تو پھولن دیوی ہر علاقے سے ان کے ہزاروں [ووٹ] چھین کر لے جائے گی۔ حالات عجیب طرح سے کروٹیں بدلتے [ہیں۔] جو جرائم کی دنیا کی ملکہ بن کر نقدی اور زیورات لوٹ لیا کرتی [تھی] اب وہ سیاستداں بن کر کانگریس کے ووٹ ان کی آنکھوں [کے] سامنے چھیننے والی تھی۔

بہرحال یہ تو بھارت میں حال اور مستقبل کی باتیں تھیں۔ [فی] الحال تارا پور سے جو مریض آئے ان میں اعلیٰ ذات کے ہندو [بھی] تھے۔ نیچی ذات اور اچھوت بھی تھے اور مسلمان بھی تھے۔ ان [میں] مسلمانوں میں وہ کشمیری بھی تھا جو مقتولہ صائمہ کا بھائی اور [ڈاکٹر] صابر کا سالا تھا۔ اس کا نام رحمت علی بنگش تھا۔

رحمت علی اپنے باپ اور صائمہ کے ساتھ کشمیر سے آیا تھا۔ وہ غیرت مند صرف اتنا چاہتا تھا کہ اس کی بہن بھارتی فوجیوں [کی] ہوس اور درندگی کا نشانہ نہ بنے۔ ڈاکٹر صابر نے اس کی غیرت [کو] اپنے گھر کی عزت بنا لیا تھا۔ تب رحمت علی بنگش مطمئن ہو کر [اپنے] باپ کے ساتھ کشمیر کی طرف چلا گیا تھا تاکہ جہاد میں حصہ [لے] سکے۔ اس کے بعد ڈاکٹر صابر کو ان باپ بیٹے کی کوئی خبر نہیں تھی۔

چونکہ وہ بھارت سرکار کے لئے مفرور مجرم تھے اس [لئے] دونوں باپ بیٹے کی تصاویر ہر بڑے شہر کے تمام تھانوں میں [اور] اسپتالوں میں پولیس افسران بھی آیا کرتے تھے۔ شیو سینا والوں [نے] انہیں تاکید کی تھی کہ بیماروں میں جو مسلمان ہو اسے فوراً ضرو[ری] دوائیں دے کر بمبئی سے باہر نکال دیا جائے۔

ایک افسر نے اسپتال کے بستر پر رحمت علی بنگش کو دیکھ [کر] چونک گیا۔ اگرچہ رحمت علی بنگش نے داڑھی مونچھیں بڑھا [لی] تھیں' طرح طرح کے مصائب برداشت کرنے کے بعد اس [کے] چہرے پر پتھر جیسی سختی آ گئی تھی۔ جا بجا زخموں کے نشانات [کے] باعث وہ فوراً ہی پہچانا نہیں جاتا تھا۔

اس افسر نے اسپتال کے کاؤنٹر پر آ کر فون کے ذریعے اعلیٰ افسر سے رابطہ کیا پھر کہا "سر! میں گنپتی موریا اسپتال سے [بول] رہا ہوں۔ یہاں بیڈ نمبر دس پر ایک ایسا مریض ہے جو مفرور کشمیری غدار رحمت علی بنگش جیسا دکھائی دیتا ہے۔ مجھے شبہ ہے کہ اس غدار نے اپنا حلیہ بدل لیا ہے۔"

دوسری طرف سے پوچھا گیا "کیا تم نے معلوم کیا ہے کہ اس کا دھرم اور اس کا نام کیا ہے؟ اور وہ تارا پور کے کس علاقے سے آیا ہے؟"

"نو سر! اگر میں آپ کو اطلاع دینے سے پہلے تحقیقات شروع کروں گا تو مجرم یا اس مجرم کی نگرانی کرنے والے ساتھی ہوشیار ہو جائیں گے۔ میں آپ کے تجربے اور ہدایت سے کام کرنا چاہتا ہوں۔"

دوسری طرف سے اعلیٰ افسر نے خوش ہو کر کہا "تم واقعی میرے تجربات سے بہت کچھ سیکھ رہے ہو اور بہت ترقی کرنے والے ہو۔ میں ابھی آ رہا ہوں۔"

ان کا رابطہ ختم ہو گیا۔ میں شہناز اور پارو کے ساتھ اس جوہو کے کنارے والی کوٹھی میں تھا۔ فی الوقت ایسا کوئی معاملہ نہیں تھا جس کے لئے ہم ایکشن میں آتے۔ کبھی کبھی تفریح کے لئے کوٹھی سے نکلتے تھے پھر واپس آ کر اپنے اپنے کمروں میں جا کر خیال خوانی میں مصروف ہو جاتے تھے۔ شہناز' شیو سینا پارٹی کے اہم لیڈروں کے اندر جا کر ان کے منصوبے معلوم کرتی رہتی تھی۔ وہاں کی دوسری برسرِ اقتدار پارٹی بی جے پی تھی۔ پارو اس پارٹی کے انتہا پسند ہندو لیڈروں کے دماغوں میں جاتی آتی رہتی تھی اور میں دہلی راجدھانی میں کانگریس کے لیڈروں اور "را" کے اہم افسران کے خیالات پڑھتا رہتا تھا۔ "را" کا نیا ڈائریکٹر اور اس کے دو اہم ماتحت یوگا کے ماہر تھے لہٰذا میں دوسرے افسروں کے ذریعے ڈائریکٹر کے ارادوں کے بارے میں معلوم کرتا رہتا تھا۔

فی الحال "را" کے ڈائریکٹر اور کانگریسی بڑے لیڈروں نے یہ طے کیا تھا کہ بال ٹھاکرے کو ہٹلر بننے سے روکنے کے لئے اور وہاں کی برسرِ اقتدار متحدہ شیو سینا اور بی جے پی کو دہلی کے حکمرانوں کے آگے جھکائے رکھنے کے لئے گرینڈ آپریشن کیا جائے۔ "را" کے دہشت گرد پورے مہاراشٹر اور خصوصاً بمبئی میں ایسی دہشت گردی اور تخریب کاری شروع کر دیں کہ وہاں کے عوام صوبائی حکومت کو کمزور سمجھنا شروع کر دیں۔ وہاں کے صحافی' وکلا' دانشور اور دیگر سیاستداں دہلی راجدھانی سے اپیل کریں کہ بھارتی فوج کو بھیج کر بمبئی اور پورے صوبے میں امن و امان قائم کیا جائے اور شیو سینا اور بی جے پی کے اتحاد کو توڑنے کے لئے صوبے سے ان کی حکومت ختم کی جائے۔

میں خیال خوانی کے ذریعے گرینڈ آپریشن کی تیاریاں دیکھ رہا تھا۔ میری یہ حکمتِ عملی کامیاب ہو رہی تھی کہ جو بھارتی فوج کشمیر میں مسلمانوں پر ظلم ڈھا رہی تھی اب اس فوج کا ایک حصہ مہاراشٹر میں اپنے ہی ہندوؤں کو کچلنے والا تھا۔

ایسے وقت شہناز نے آ کر کہا "پاپا! مقتولہ صائمہ کا بھائی رحمت علی بنگش گرفتار ہو گیا ہے۔ وہ تارا پور سے بیمار ہو کر یہاں علاج کے لئے آنے پر مجبور ہو گیا تھا۔"

میں شہناز کے ذریعے اس پولیس کے اعلیٰ افسر کے اندر پہنچا جس نے رحمت علی کے بیڈ کے اطراف اور اسپتال کے اندر اور باہر پولیس کا پہرا لگا دیا تھا۔ وہ فون پر مہاراشٹر کے مکھ منتری سے کہہ رہا تھا "یہ رحمت علی بنگش بھارتی حکومت کا مجرم ہے۔ اسے صحت یاب ہوتے ہی دہلی پہنچانا ہو گا۔"

مکھ منتری نے کہا "کیا ہم مہاراشٹر کے حکمران بھارتی نہیں ہیں؟ کیا یہاں بھارتی حکومت نہیں ہے؟ اگر ہے تو یہ بنگش ہمارا مجرم ہے۔"

"سر! آپ درست کہتے ہیں لیکن رحمت علی بنگش کی تصویریں "را" والوں نے تمام تھانوں میں پہنچائی تھیں اور تاکید کی تھی کہ مجرم کو گرفتار کرتے ہی ان کے حوالے کیا جائے۔"

"اسے سخت پہرے میں رکھو۔ اگر وہ فرار ہو گا یا کسی بہانے "را" والوں کے حوالے کیا جائے گا تو اس کی جگہ تمہیں سزائے موت بھی مل سکتی ہے۔ تمہیں اجازت ہے کہ ابھی دہلی فون کرو اور انہیں خوش خبری سناؤ کہ ان کا مطلوبہ کشمیری غدار ہماری کسٹڈی میں ہے۔ چونکہ ہمارے صوبے میں گرفتار ہوا ہے لہٰذا اس کا مقدمہ ہمارے صوبے کی عدالت میں جائے گا۔"

میں مکھ منتری کے اندر آیا۔ وہ افسر سے رابطہ ختم کرنے کے بعد بال ٹھاکرے کا فون نمبر ڈائل کر رہا تھا۔ رابطہ قائم ہونے کے بعد بولا "ٹھاکرے صاحب! میں بول رہا ہوں۔ ایک سمیا (مسئلہ) ہے۔ آپ پچھلے کچھ دنوں سے مسلمانوں کے معاملے میں نرم پڑ گئے ہیں اور ابھی ایک اسپتال میں ایک مسلمان کشمیری گرفتار ہوا ہے۔ وہ راجدھانی کا اور "را" والوں کا مطلوبہ مجرم ہے۔ میں نے آپ کا خیال کر کے اسے دہلی حکومت اور "را" والوں کے حوالے کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ کیا یہ میں نے آپ کی مرضی کے مطابق کیا ہے یا آپ کچھ اور چاہتے ہیں؟"

بال ٹھاکرے نے کہا "میرے کچھ چاہنے یا نہ چاہنے سے کیا ہوتا ہے؟ وہ ٹیلی پیتھی جاننے والا فرہاد میری کھوپڑی پر سوار رہتا ہے۔ وہ نہیں چاہے گا کہ ایک کشمیری مسلمان کو سزا دی جائے۔ اسے اپنی کسٹڈی میں رکھا جائے لیکن قیدیوں جیسا سلوک اس سے نہ کیا جائے۔"

میں نے کہا "ٹھاکرے! تم اب انسان بن رہے ہو۔ مسلمانوں کو اپنا سمجھو یا نہ سمجھو نگران سے مناسب سلوک کرنے پر مجبور ہو گئے ہو۔"

وہ مکھ منتری سے بولا "یہ ٹیلی پیتھی جاننے والے فرہاد صاحب ابھی میرے دماغ میں موجود ہیں اور ہماری باتیں سن رہے ہیں۔ آپ فون کو ہولڈ آن رکھیں۔"

میں نے ٹھاکرے کی زبان سے فون پر کہا "منتری جی! میں فرہاد ہوں اور آپ کے ٹھاکرے صاحب کی زبان سے بول رہا ہوں۔ اس طرح آپ دونوں میری باتیں سنتے رہیں گے۔ بات یہ ہے کہ رحمت علی بخش، ڈاکٹر صابر کی مقتولہ شریکِ حیات کا بھائی ہے۔ "را" والے اسے غدار کہتے ہیں۔ جنہیں بھارتی حکومت غدار کہتی ہے ہم انہیں مجاہدین کہہ کر سلام کرتے ہیں۔ سلام کے معنی ہیں سلامتی بھیجنا۔ جب میں رحمت علی بخش کی سلامتی چاہتا ہوں تو پھر سلامتی کے مخالفین کی تباہی چاہتا ہوں۔"

مکھ منتری نے کہا "فرہاد صاحب! ہم مخالفین نہیں ہیں۔ آپ ٹھاکرے صاحب کی باتیں سن رہے تھے۔ ہم تو رحمت علی کو "را" والوں کے حوالے کرنے سے انکار کررہے ہیں۔"

"اس طرح تم دونوں مجھے خوش کرکے ایک بہت بڑی تباہی سے بچنے والے ہو۔ غور سے سنو۔ "را" والوں نے تم لوگوں کی صوبائی حکومت ختم کرنے کی بڑی زبردست تیاری کی ہے۔ کانگریسی حکومت اور "را" والے براہِ راست تم سے کوئی دشمنی نہیں کریں گے لیکن جو دشمنی ہوتی رہے گی اس کا الزام دہلی حکومت کو نہیں دے سکو گے۔"

مکھ منتری نے پوچھا "پلیز آپ تفصیل سے بتائیں۔ وہ ہمارے خلاف کیسی چالیں چلنے والے ہیں اور ان چالوں کا توڑ کیا ہوسکتا ہے؟؟"

"ان کا توڑ میں ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ کل سے "را" کے دہشت گرد بمبئی اور مہاراشٹر کے دوسرے بڑے شہروں میں تخریب کاری شروع کریں گے۔ بے گناہ شہریوں کو قتل کرکے انہیں کچھ دنوں میں اس قدر خوف زدہ کردیں گے کہ وہ یہاں امن وامان قائم رکھنے اور حالات معمول پر لانے کے لئے دہلی حکومت پر دباؤ ڈالیں گے کہ یہاں فوج بھیجی جائے۔ یوں فوج آکر ہنگامی حالات کا اعلان کرے گی اور تمہاری صوبائی حکومت کو ختم کردے گی۔"

بال ٹھاکرے نے کہا "ہم نے ہاتھوں میں چوڑیاں نہیں پہنی ہیں۔ اس صوبے میں ہمارے مسلح غنڈے اتنی تعداد میں ہیں کہ وہ "را" کے دہشت گردوں کی لاشوں کا ڈھیر لگادیں گے۔"

میں نے کہا "تمہیں اپنی غنڈا گردی پر بڑا ناز ہے اسی لئے مسلمانوں کے لئے شیطان بن گئے تھے۔ اب دیکھو ہزاروں غنڈے پالنے کے باوجود تم مسلمانوں سے نفرت کرتے ہوئے بھی ان کے خلاف ابھی کوئی کارروائی نہیں کررہے ہو۔"

مکھ منتری نے کہا "ٹھاکرے صاحب! آپ ابھی اپنے غنڈوں اور اپنی حکومتی طاقت کی بات نہ کریں۔ ابھی فرہاد صاحب نے کہا ہے کہ وہ ان کی چالوں کا توڑ کریں گے۔"

میں نے کہا "جب دہشت گردی شروع ہوگی تو "را" کے دہشت گرد نامعلوم کہلائیں گے لیکن تمہارے مسلح غنڈے پہچانے جائیں گے۔ تمہاری آپس کی لڑائی میں بے گناہ معصوم شہری مارے جائیں گے تو تمہاری گولیوں سے مرنے والے تمہیں بھی دہشت گرد کہیں گے۔ کام ایسا ہونا چاہئے کہ ایک بھی گولی نہ چلے اور مہاراشٹر کے تمام شہروں میں امن وامان رہے اور "را" والے اپنی بےبسی اور ناکامی پر جھنجلاتے رہ جائیں۔"

مکھ منتری نے خوش ہوکر کہا "یہی اصل راج نیتی ہے کہ سانپ بھی مرے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے۔ اس سے بڑی بات کیا ہوسکتی ہے کہ فرہاد صاحب کی حکمتِ عملی سے ہماری صوبائی حکومت ہر طرح کی بدنامی سے محفوظ رہے گی۔"

"تو پھر آپ ابھی دہلی میں "را" کے ڈائریکٹر سے فون پر رابطہ کریں۔ میں آپ کی زبان سے جو بولوں گا وہ آپ سنتے رہیں گے۔"

اس نے میری ہدایت پر عمل کیا۔ بال ٹھاکرے سے فون کا رابطہ ختم کرکے "را" کے ڈائریکٹر سے رابطہ کیا۔ میں نے دوسری طرف کی آواز سن کر کہا "میں مہاراشٹر کا مکھ منتری بول رہا ہوں۔ ڈائریکٹر "را" سے بات کراؤ۔"

پرسنل سیکریٹری نے فوراً رابطہ کرایا۔ ڈائریکٹر نے کہا "کیسے مکھ منتری صاحب! میں کیسے یاد آرہا ہوں۔"

میں نے کہا "کل سے آپ اپنے طور پر مبارک دن کا آغاز کررہے ہیں۔ یہ ہماری صوبائی حکومت کو نااہل قرار دینے کی ابتدا ہوگی۔ کل ٹھیک دن کے گیارہ بجے بمبئی سینٹرل اسٹیشن کے مال گودام میں ایک بم پھٹے گا۔ دوسرے بم کا دھماکا بندرگاہ کے مال گودام میں ہوگا۔ کئی کار اور موٹر سائیکل سوار بمبئی کے مختلف علاقوں میں اندھا دھند فائرنگ کرتے ہوئے گزریں گے اور یہ سب آپ کے دہشت گرد ہوں گے۔"

ڈائریکٹر نے گرج کر کہا "یہ کیا بکواس ہے۔ کیا آپ ثابت کرسکتے ہیں کہ وہ ہمارے دہشت گرد ہوں گے؟؟"

"ثابت کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ تالی دونوں ہاتھوں سے بجے گی۔ کل ٹھیک جس وقت بمبئی میں خوف و ہراس طاری کیا جارہا ہوگا اسی وقت راجدھانی دہلی کے ریلوے اسٹیشن اور ائرپورٹ میں بموں کے دھماکے ہوں گے۔ البتہ ہم دہلی کے بے گناہ شہریوں پر فائرنگ نہیں کریں گے۔ آپ اپنے تمام ماتحت افسران اور کانگریس کے تمام اہم لیڈروں سے کہہ دیں کہ وہ کل صبح سے بلٹ پروف جیکٹ پہن کر نکلا کریں۔"

"مسٹر مکھ منتری! یہ دہلی ہے۔ بھارت کی راجدھانی ہے۔ کل ریلوے اسٹیشن اور ائرپورٹ میں ایسی سختی سے چیکنگ ہوگی کہ کوئی دہشت گرد وہاں قدم نہیں رکھ سکے گا۔"

"میں نے کب کہا ہے کہ میرا کوئی دہشت گرد ایسی نادانی کرے گا۔ بھئی آپ یوگا کے ماہر ہیں۔ ٹیلی پیتھی کے بارے میں خاصی معلومات رکھتے ہوں گے۔ ہمارے کچھ کرم فرما ٹیلی پیتھی جانتے ہیں۔ آپ اپنے جن مسلح پہریداروں کی ڈیوٹی لگائیں گے وہی پہریدار ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے معمول بن کر خود اپنے ہاتھوں ریلوے اسٹیشن اور ائرپورٹ میں جی بھر کے تباہی پھیلائیں گے۔"

ڈائریکٹر پریشان ہوکر سوچنے لگا۔ میں نے کہا "تم یوگا کے ماہر ... زیادہ سے زیادہ اپنے دماغ میں آنے نہیں دوگے مگر تمہارے ... ماتحت ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے معمول اور ... دار بن کر تمہارے بیڈروم میں، یا تمہاری کار میں یا تمہاری ... کرسی کے نیچے بم رکھ دیں گے۔ یہ انصاف کا تقاضا ہے کہ جو ... راشٹر کے بمبئی میں ہوگا وہی اترپردیش کے دہلی شہر میں ہوتا رہے ... اب بتاؤ کیا ہم دونوں ہاتھوں سے تالی بجائیں گے؟"

وہ بولا "مجھ سے پہلے جو ڈائریکٹر تھا اس پر ٹیلی پیتھی کی وجہ سے ... بتیں آئی تھیں لیکن مجھے یہ نہیں معلوم ہے کہ کچھ ٹیلی پیتھی ... نے والے آپ کا ساتھ دے رہے ہیں۔ کیا آپ کوئی ثبوت پیش ... سکتے ہیں کہ واقعی ٹیلی پیتھی جاننے والے آپ کا ساتھ دیتے ...؟"

"میں ابھی چند سیکنڈ میں ثبوت دے رہا ہوں۔"

میں فوراً ہی اس کے پرسنل سیکریٹری کے دماغ پر حاوی ہوگیا۔ ... اپنی جگہ سے اٹھ کر تیزی سے چلتا ہوا ڈائریکٹر کے دفتری کمرے کا ... دروازہ کھول کر اندر آیا۔ ڈائریکٹر نے اسے دیکھتے ہی کہا "واٹ نان ... سنس تم دستک دیے بغیر اندر کیوں آئے ہو؟"

پرسنل سیکریٹری نے ایک پستول نکال کر کہا "یوگا کے ماہر ... ہمارا یہ سیکریٹری تو شراب اور سگریٹ پیتا ہے۔ یہ میری آمد پر کیسے ... سانس روک سکے گا۔ دیکھو اس نے تمہیں نشانے پر لے رکھا ہے۔ ... نہیں قتل نہیں کرے گا صرف زخمی کرے گا تو تمہارے دماغ کے ... دروازے کھل جائیں گے۔ کیا زخمی کروں؟"

وہ جلدی سے انکار میں ہاتھ ہلا کر بولا "نن... نہیں... مجھے ... ثبوت مل گیا ہے۔ میں ابھی حکم جاری کرتا ہوں کہ بمبئی میں دہشت ... گردی کا منصوبہ ملتوی کیا جائے۔ وہاں کے تمام دہشت گردوں کو ... تاکید کی جائے کہ ایک بھی گولی نہ چلے اور وہ تمام تخریب کار جلد ... سے جلد دہلی واپس آجائیں۔"

میں نے کہا "ذرا سوچو۔ یہ کتنا اچھا موقع ہے۔ میں ایک گولی ... چلا کر تمہیں بھی پہلے ڈائریکٹر کی طرح اپاہج بنا سکتا ہوں لیکن میں ... چاہوں گا کہ تم یوگا کے ماہر رہو۔ اپنے دماغ میں میری سوچ کی لہروں ... کو روکتے رہو۔ میں اس پرسنل سیکریٹری کی طرح کسی دوسری پتلی گلی ... سے تمہارے اندر آجاؤں گا۔"

وہ ابھی تک ریسیور پکڑے ہوئے تھا۔ میں نے کہا "مکھ منتری ... جی ادھر کے ریسیور سے میری آواز سن رہے ہوں گے۔ میرا خیال ... ہے کہ "را" والوں کو آج کا اتنا ہی سبق کافی ہے۔ آپ فون بند ... کردیں۔"

میں پرسنل سیکریٹری کے دماغ کو آزاد چھوڑ کر مکھ منتری کے ... پاس آگیا۔ اس سے کہا "مکھ منتری جی! آپ کو مبارک ہو۔ آپ نے ایک گولی بھی چلائے بغیر دشمنوں کے تمام منصوبوں کو خاک میں ملادیا۔"

مکھ منتری نے کہا "آپ کیوں شرمندہ کرتے ہیں۔ یہ کمال تو آپ نے دکھایا ہے۔ میں آج سے آپ کا سیوک (خدمت گار) ہوں۔ آپ حکم دیں۔ میں آپ کے لئے کیا کرسکتا ہوں۔"

"دو کام کرسکتے ہیں۔ اپنی بہتری کے لئے کوشش کریں کہ اسلام دشمنی سے باز رہیں۔ دوسرا کام یہ کہ رحمت علی بخش کا توجہ سے علاج کرانے کے بعد اسے بخیریت کشمیر پہنچادیں۔"

"میں آپ کے ایک ایک حکم کی تعمیل کروں گا۔ میری خواہش ہے کہ ہمیشہ آپ سے رابطہ رہے۔ اگر کوئی ناگہانی مصیبت پھر نازل ہوگی تو....."

"تو میں خود ہی پہنچ جاؤں گا۔ مجھے آپ لوگوں کے ایک ایک پل کی خبر رہتی ہے۔ اوکے پھر کسی وقت آؤں گا۔"

میں نے اس سے رابطہ ختم کردیا۔ شہناز نے کہا "پاپا! آپ بہت عظیم ہیں۔ آپ نے بمبئی کے ایک شہری کو بھی ہلاک نہیں ہونے دیا اور دشمنوں کے لشکر کا رخ پھیر دیا۔"

میں نے پوچھا "اب یہ بتاؤ کہ کانگریسی حکمرانوں اور "را" والوں کا ردِعمل کیا ہوگا؟؟"

"سیدھی سی بات یہی سمجھ میں آتی ہے۔ وہ الیکشن سے پہلے مہاراشٹر میں شیوسینا اور بی جے پی کی متحدہ حکومت کو نااہل ثابت کرنے کا کوئی نہ کوئی حربہ ضرور استعمال کریں گے۔ آپ کی موجودہ کارروائی نے انہیں عارضی طور پر خاموش بیٹھنے پر مجبور کیا ہے۔"

"یہی تو میں پوچھ رہا ہوں۔ آج نہیں تو کل وہ جوابی کارروائی کس طرح کریں گے؟ کیا ہماری ٹیلی پیتھی کا جواب ٹیلی پیتھی سے دیں گے؟"

"ان کی کوشش تو یہی ہوگی لیکن ان کے پاس ایک دیوی شی تارا کا سہارا ہے اور وہ دیوی آپ کے مقابلے سے گھبرا کر میدان چھوڑ گئی ہے لیکن میں چار برس تک اس کی ڈمی بن کر اس کی رگ رگ کو سمجھتی رہی ہوں۔ وہ آپ سے دور رہے گی لیکن اپنے آلۂ کاروں کے ذریعے کانگریس اور "را" تنظیم کا ساتھ دیتی رہے گی۔ کیا میں کانگریس اور "را" والوں کے پاس جاکر معلومات حاصل کروں؟"

"ضرور جاؤ۔ اپنے ساتھ پارو کو بھی لے جاؤ۔"

اسی وقت پارو نے میرے کمرے میں آکر کہا "پاپا! مکھ منتری آپ سے بہت خوش ہے۔ وہ شیوسینا اور بی جے پی کے تمام بڑے لیڈروں کو بتا رہا ہے کہ آپ نے کس طرح "را" کے ڈائریکٹر کو مہاراشٹر میں گرینڈ آپریشن کرانے سے باز رکھا ہے۔ وہ سب آپ کو مانتے ہیں لیکن میں نے ان کے چور خیالات پڑھے ہیں۔ انہیں یہ پریشانی ہے کہ وہ آپ کے محتاج رہیں گے تو بمبئی سے مسلمانوں کی تعداد کم نہیں کرسکیں گے۔"

میں نے کہا "بیٹے! وہ سیاسی طور پر ایسا سوچ رہے ہیں۔ یہ سمجھ رہے ہیں کہ آئندہ الیکشن میں ایک بھی مسلمان انہیں ووٹ نہیں دے گا۔ لاکھوں ووٹ اپوزیشن پارٹی کو دیں گے۔ اس خیال سے وہ بمبئی سے مسلمانوں کو بھگا کر ان کی تعداد کم سے کم کر رہے ہیں تاکہ اپوزیشن کو مسلمانوں کی کم سے کم حمایت حاصل ہو۔"

"آپ حالات کا صحیح تجزیہ کر رہے ہیں۔ اب میں چلتی ہوں۔"

وہ دونوں خیال خوانی کرنے کے لئے دوسرے کمرے میں چلی گئیں۔ شہناز نے درست کہا تھا کہ بھارت کے حکمرانوں کو صرف ایک دیوی کا ہی سہارا تھا۔ اب وہ لوگ اسے تلاش کر رہے تھے۔ دیوی نے فوج کے جنرل، بھارت کے پردھان منتری اور "را" کے چند اہم افسران کو امریکا اسرائیل اور بھارت کے چند ٹیلی فون نمبر دیئے تھے اور کہا تھا "یہ سب میرے تابعداروں کے فون نمبر ہیں۔ ان تمام فونوں پر پیغام ریکارڈ ہو جائے گا اور ایک آدھ گھنٹے میں مجھے پیغام موصول ہو جایا کرے گا۔"

پھر یہی ہوا۔ ایک گھنٹے بعد دیوی نے "را" کے ڈائریکٹر کے اندر آکر کہا "ہیلو! میں دیوی بول رہی ہوں۔ تمہارے پیغام سے اتنا ہی اندازہ ہوا کہ مہاراشٹر کی حکومت بے لگام ہو رہی ہے اور انہیں ٹیلی پیتھی کا سہارا مل گیا ہے۔"

ڈائریکٹر نے کہا "جی ہاں۔ ہم گرینڈ آپریشن کرنے والے تھے جس کے نتیجے میں شیوسینا اور بی جے پی کی متحدہ حکومت نااہل ثابت ہوتی اور فوج وہاں پہنچ کر ان کی حکومت کا خاتمہ کر دیتی لیکن کوئی نہایت ہی اسمارٹ قسم کا ٹیلی پیتھی جاننے والا میرے سیکریٹری کو آلۂ کار بنا کر میرے سامنے پستول لے کر آگیا تھا۔"

دیوی نے کہا "اس نے پستول رکھ کر بھی تمہیں سابقہ ڈائریکٹر کی طرح اپاہج نہیں بنایا۔ وہ فرہاد ہوگا۔ اس کا طریقۂ کار سمجھ میں نہیں آتا۔ اکثر اپنے مقابل کو الجھن میں مبتلا کر کے اسے سوچنے سمجھنے کے قابل نہیں چھوڑتا ہے۔"

"وہ اپنی باتوں سے ہی بڑا زبردست لگ رہا تھا۔ ایسے زبردست کو آپ ہی ٹھکانے لگا سکتی ہیں۔ آپ تو ہمارے جیسے یوگا جاننے والوں کے اندر بھی چلی آتی ہیں۔"

وہ بولی "میرے ایک بہت ہی ذہین اور باکمال مشیر نے سمجھایا ہے کہ مجھے کبھی خوش فہمی میں مبتلا نہیں ہونا چاہئے اور میں یہ خوش فہمی ذہن سے نکال چکی ہوں کہ فرہاد کو الٹی سیدھی چالوں کے ذریعے مات دے سکوں گی۔ میں اپنے مشیر کے پاس جاؤں گی اور موجودہ حالات کے تمام پہلوؤں پر غور کرنے کے بعد منصوبہ بناؤں گی کہ فرہاد کو کس طرح بھارت سے بھگایا جا سکتا ہے۔"

اپنی بات ختم کرتے ہی دیوی کو ڈائریکٹر "را" کے دماغ میں اپنی ہی آواز سنائی دی۔ ڈائریکٹر بھی حیران ہوا۔ اسے ایک اور دیوی کہہ رہی تھی "یہ تم کس دیوی سے باتیں کر رہے ہو۔ دیوی تو میں ہوں۔"

"کیا؟" اصلی دیوی شی تارا چونک کر ناگواری سے بولی "تم کون ہو فراڈ کہیں کی؟ تم میری آواز اور لہجے میں بول سکتی ہو مگر میری آتما شکتی کی صلاحیت کبھی تمہیں حاصل نہیں ہوگی۔ سچ سچ بتاؤ تم کون ہو؟"

دوسری دیوی نے پوچھا "یہ تم آتما شکتی کی کیا بات کر رہی ہو۔ کیا میں ابھی یوگا جاننے والے ڈائریکٹر کے اندر نہیں ہوں؟"

"وہ اس لئے کہ میں پہلے سے موجود ہوں۔ ابھی چلی جاؤں گی تو تمہیں محسوس کرتے ہی یہ سانس روک لے گا۔ یہ لو میں چند سیکنڈ کے لئے جا رہی ہوں۔"

وہ چلی گئی۔ دوسری دیوی نے کہا "دیکھ لو ڈائریکٹر! وہ جا چکی ہے ابھی آئے گی مگر کیسے آئے گی۔ تم "را" کے ڈائریکٹر ہو۔ "را" نے اپنی کارکردگی سے پوری دنیا کو یہ تسلیم کرایا ہے کہ یہ تنظیم کسی طرح بھی موساد، کے جی بی اور سی آئی اے سے کم نہیں ہے۔ میں تمہارے جیسے مایہ ناز ڈائریکٹر کے اندر اس فراڈ دیوی کو آنے نہیں دوں گی۔"

ایسے ہی وقت دیوی نے آکر کچھ کہنا چاہا لیکن دوسری دیوی نے ڈائریکٹر کے دماغ پر اتنے استحکام سے قبضہ جما کر اس کی سانس روکی کہ دیوی کی سوچ کی لہریں باہر ہی رہ گئیں۔ دوسری بار اس نے اپنی آتما شکتی کا پورا زور لگایا پھر ڈائریکٹر کے اندر پہنچتے ہی کچھ بولنا چاہا مگر اس نے پھر سانس روک لی۔ وہ پھر دھتکارے جانے کے انداز میں واپس آگئی۔ دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہو کر دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر سوچنے لگی۔ یہ کیا ہو رہا ہے۔ وہ ماں کے پیٹ سے اکیلی پیدا ہوئی تھی پھر یہ اس کی ہمزاد کہاں سے آگئی.....؟

ثانی اور علی پربھارانی کے دماغ میں تھے۔ ثانی نے کہا "ویل ڈن پربھا! تم بڑی مہارت سے یہ رول ادا کر رہی ہو۔"

علی نے کہا "یہ ہمارا گیم ہے۔ اس نے تمہیں ڈمی دیوی بنایا تو اب ہم تمہیں اصلی اور اسے ڈمی بنا کر پیش کرتے رہیں گے۔ اٹ از ٹٹ فار ٹیٹ۔"

ثانی اور علی کی اپنی ایک الگ لائن آف ایکشن تھی۔ اس بار انہوں نے جیسے کو تیسا والا عمل کیا تھا۔ دیوی نے پربھارانی کو اپنی ڈمی بنایا تھا۔ انہوں نے یہ چال الٹ دی۔ پہلے جناب تبریزی سے مشورہ کیا تھا اور گزارش کی تھی کہ پربھا کو دیوی کی طرح آتما شکتی حاصل نہیں ہوگی اور روحانی قوت حاصل کرنا بھی بچوں کا کام نہیں ہے۔ ساری عمر عبادت اور ریاضت میں مصروف رہنے کے بعد صرف ان جیسے بزرگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ ایمان افروز انعام ملتا ہے۔

ثانی نے کہا "بزرگ محترم! ہم صرف اتنا چاہتے ہیں کہ دیوی نے اپنی غیر معمولی صلاحیتوں کے غرور میں پہلے شہناز کو اپنی ڈمی بنایا تھا۔ اب پربھارانی کو بنایا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ پربھا ڈمی نہ رہے



اصلی دیوی کا رول ادا کرے۔"

جناب تبریزی نے کہا "یہ دیوی کو سبق سکھانے کا ایک اچھا طریقہ ہے۔ پربھا میں صرف یہ کمی ہے کہ وہ دیوی کی طرح یوگا کے ماہروں کے اندر نہیں پہنچ سکتی ہے۔ تم دونوں چاہتے ہو کہ وہ کسی طرح ہر پتھر دماغ میں دیوی کی طرح پہنچ جایا کرے۔"

"جی ہاں۔ ہم یہی چاہتے ہیں۔ پربھا کو روحانی قوت حاصل نہیں ہو سکتی لیکن آپ اسے اپنی روحانی قوتوں کے ذریعے کسی کے ذہن میں پہنچا سکتے ہیں۔"

انہوں نے فرمایا "دیوی ہمارے خلاف بڑی شاطرانہ چالیں چل رہی ہے۔ مجھے جب تک قدرت کا اشارہ نہ ملے میں اسے نہیں روکوں گا۔ وہ اپنے طور پر کچھ کامیابیاں حاصل کرے گی لیکن میں تم دونوں سے اس حد تک تعاون کروں گا کہ جب بھی پربھارانی دیوی بن کر خیال خوانی کی پرواز کرے گی، میں اسے کسی بھی مقفل دماغ میں پہنچا دیا کروں گا۔"

ثانی اور علی نے خوش ہو کر کہا "محترم بزرگ! آپ کا بہت بہت شکریہ۔ ہمیں بس اسی حد تک آپ کا تعاون چاہئے۔ جب بھی پربھا، دیوی بن کر کسی مقفل دماغ میں یا یوگا جاننے والوں کے اندر جانا چاہے گی، اس سے پہلے ہم خیال خوانی کے ذریعے آپ کو اطلاع دے دیا کریں گے۔"

دہلی میں "را" کا نیا ڈائریکٹر یوگا کا ماہر تھا۔ اس ڈائریکٹر کے دماغ میں پہلے اصلی دیوی آئی پھر پربھا، دیوی بن کر پہنچ گئی۔ یوں اصلی دیوی کے سامنے وہ ایک نہ سمجھ میں آنے والا کردار بن گئی تھی۔ وہ اصلی سوچ رہی تھی "میں تو ماں کے پیٹ سے اکیلی پیدا ہوئی تھی پھر یہ میری ہمزاد کہاں سے پیدا ہو گئی ہے؟ جبکہ میری کوئی دوسری ٹیلی پیتھی اور آتما شکتی جاننے والی بہن بھی نہیں ہے۔"

وہ یکے بعد دیگرے ڈائریکٹر "را" کے اندر جانے کی کوشش کرتی رہی۔ پربھا نے پوری طرح ڈائریکٹر کے دماغ کو جکڑ لیا تھا اور یوں جکڑنے کی توانائی محترم تبریزی کی طرف سے ملتی رہی تھی۔ آخر دیوی نے تھک ہار کر تسلیم کر لیا کہ کوئی عورت اسے اینٹ کا جواب پتھر سے دے رہی ہے۔

"مگر کون ہے وہ عورت؟" دیوی نے سوچا "میں نے کسی عورت کو اینٹ نہیں ماری تھی۔ کیا یہ فرہاد کی کوئی چال ہے؟ کیا وہ اپنی کسی ٹیلی پیتھی جاننے والی کو میرے خلاف استعمال کر رہا ہے؟ ایسا ہو سکتا ہے لیکن فرہاد کی بیوی آمنہ کے سوا کوئی عورت روحانی ٹیلی پیتھی نہیں جانتی ہے اور آمنہ نے دنیاوی معاملات سے دور عبادت اور ریاضت کے سلسلے میں گوشہ نشینی اختیار کر لی ہے پھر یہ عورت کون ہے؟"

اس نے مائیک ہرارے کے پاس آکر یہ واقعہ بتایا۔ بڑی پریشانی سے کہا "یہ میری سمجھ سے باہر ہے کہ وہ فراڈ دیوی آتما شکتی رکھتی ہے۔ جب میں نے ڈائریکٹر "را" کے دماغ سے نکل کر پھر جانا

چاہا تو اس نے ہر بار میرا راستہ روک دیا۔ میں دوبارہ رڈائریکٹر کے اندر نہ جا سکی۔ آخر یہ نئی بلا کہاں سے آئی ہے؟"
مائیک ہرارے نے پوچھا "کیا وہ مسز آمنہ فرہاد ہو سکتی ہیں؟"
"جناب تبریزی اور آمنہ فرہاد کے متعلق تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے اور تمام بڑے ممالک جانتے ہیں کہ انہوں نے گوشہ نشینی اختیار کر لی ہے۔ کبھی فرہاد وغیرہ کی جان کے لالے پڑتے ہیں تو وہ ان کی مدد کے لئے آتے ہیں پھر عبادت و ریاضت میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ بھارت میں ایسی کوئی صورتِ حال نہیں تھی کہ فرہاد یا اس کے کسی خیال خوانی کرنے والے پر قیامت ٹوٹ رہی ہو۔ ہماری کوششیں بس اتنی سی تھیں کہ فرہاد کسی طرح بھارت سے نکل جائے اور مہاراشٹر میں کانگریس کا پلڑا بھاری ہو جائے۔"
ہرارے نے تائید کی "ہاں۔ ذہن یہ تسلیم نہیں کرتا ہے کہ عبادت و ریاضت میں گوشہ نشین رہنے والے دنیاوی اور سیاسی معاملات میں مداخلت کریں اور اگر فرض کر لیا کہ وہ مسز آمنہ فرہاد ہے تو وہ یادِ الٰہی چھوڑ کر بار بار دیوی کا رول ادا کرنے نہیں آئے گی۔ آپ پھر ڈائریکٹر "را" کے پاس کسی آلۂ کار کے ذریعے جائیں اور اس فراڈ دیوی سے گفتگو کریں۔ میں بھی آپ کے آلۂ کار کے اندر رہ کر اس کی باتیں سنوں گا۔ شاید ہم اس کی گفتگو کی کسی لغزش سے اس کی اصلیت معلوم کر لیں۔"
دہلی کے "را" ہیڈ آفس میں جاسوس عورتیں بھی تھیں۔ دیوی نے ان میں سے ایک کو اپنا آلۂ کار بنایا۔ مائیک ہرارے بھی اس جاسوسہ کے دماغ میں پہنچ گیا پھر وہ اسے ڈائریکٹر کے دفتری کمرے میں لے گئے۔ ڈائریکٹر نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھ کر پوچھا "تم بغیر اجازت میرے کمرے میں کیوں آئی ہو؟"
وہ سامنے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولی "میں آئی نہیں ہوں۔ لائی گئی ہوں۔ میرے اندر دیوی سمائی ہوئی ہے اور وہ میری زبان سے بول رہی ہے۔"
ڈائریکٹر نے حیرانی سے پوچھا "دیوی جی! آپ میرے دماغ میں کیوں نہیں آ رہی ہیں؟ ابھی مجھ سے باتیں کر رہی تھیں پھر کوئی دس منٹ پہلے چلی گئیں اور اب اسے آلۂ کار بنا کر لائی ہیں۔"
"میں وہ فراڈ نہیں ہوں جو ابھی دس منٹ پہلے گئی ہے۔ میں اصلی دیوی ہوں۔ اگر وہ ابھی موجود نہیں ہے تو میں تمہارے اندر آ رہی ہوں۔"
یہ کہتے ہی وہ مائیک ہرارے کے ساتھ ڈائریکٹر کے اندر چلی آئی۔ ڈائریکٹر نے کہا "میں الجھ کر رہ گیا ہوں۔ پلیز آپ دونوں میں سے کوئی ثابت کرے کہ اصلی دیوی کون ہے؟"
"میں ثابت کروں گی۔ پہلے تم یہ بتاؤ کہ وہ تم سے کیا کام کہہ رہی تھی؟"
"یہی کہ آئندہ الیکشن سے پہلے بمبئی اور مہاراشٹر کے دوسرے تمام بڑے شہروں سے مسلمانوں کی حمایت کرنا ضروری ہے۔"
دیوی نے کہا "اس کے فریبی ہونے کا واضح ثبوت یہی ہے کہ وہ مسلمانوں کی حمایت میں بول رہی ہے۔ مہاراشٹر میں ہندوؤں کی تعداد مسلمانوں سے کئی گنا زیادہ ہے۔ شیو سینا اور بی جے پی نے متحد ہو کر ہندو انتہا پسندی کو ابھار کر اور مسلمانوں کو یکسر نظرانداز کر کے اس صوبے میں کانگریس پر برتری حاصل کی تھی۔"
"مگر دیوی جی! اب ایسا نہیں ہو رہا ہے' مسلمانوں کا جانی دشمن بال ٹھاکرے آج کل مسلمانوں کے خلاف کوئی مہم نہیں چلا رہا ہے۔ اس کی شیو سینا پارٹی بھی فی الحال مسلمانوں سے چھیڑ چھاڑ نہیں کر رہی ہے۔ وہ دیوی جو تھوڑی دیر پہلے میرے اندر تھی' وہ کہہ رہی تھی کہ بھارت سیکولر اسٹیٹ ہونے کا دعویٰ کرتا ہے لیکن ہندوستان میں ہونے والے ہندو مسلم فسادات نے جھوٹے سیکولرازم کا بھانڈا پھوڑ دیا ہے۔ ہندوستان کے تمام مسلمانوں نے بھی یہ سمجھنا شروع کر دیا ہے کہ جو سیاسی پارٹی مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلنا بند کرے گی اور ان کی مساجد شہید کر دینے کی متعصبانہ سرگرمیوں سے باز رہے گی' مسلمان اسی پارٹی کو ووٹ دیں گے اور اس طرح بھارت سے باہر دنیا میں یہ تسلیم کیا جائے گا کہ بھارت ایک سیکولر اسٹیٹ ہے۔ مذہب اور ذات پات سے بالاتر ہو کر پھولن دیوی جیسی اچھوت کو لوک سبھا میں پہنچنے سے نہیں روکا جا رہا ہے۔"
دیوی نے ڈائریکٹر "را" سے کہا "سیاسی تاریخ میں یہ دیکھا جاتا ہے کہ اب سے پہلے والی پارٹی نے کون سا طریقۂ کار اختیار کر کے کامیابیاں حاصل کی تھیں۔ مہاراشٹر کے صوبے میں مسلمانوں کو کچل کر ہی شیو سینا اور بی جے پی کی متحدہ پارٹیوں سے برتری حاصل کی جا سکتی ہے۔"
"دیکھئے یہ سیاسی معاملہ ہے۔ پہلے یہ مسئلہ تو حل کریں کہ آپ میں سے کون اصلی اور کون نقلی ہے؟ ہندوؤں کی حمایت میں بولنے سے یا مسلمانوں کی مخالفت کرنے سے اصلی دیوی کی شناخت نہیں ہو سکے گی۔"
"تم "را" جیسی تنظیم کے ڈائریکٹر ہو۔ یہ تنظیم بھارت کے حکمرانوں پر بھی حکومت کرتی ہے اور دیس کے دشمنوں سے صرف دیس کے اندر ہی نہیں' باہر بھی دنیا کے بیشتر ممالک میں مقابلہ کرتی ہے۔ اگر تم اصلی دیوی کو نہیں پہچانو گے تو دشمنوں سے بہت بڑا دھوکا کھاؤ گے۔ وہ دیوی مسلمانوں کی شرارت اور چالبازی سے آئی ہے۔"
"اگر ایسا ہے تو فراڈ دیوی مسلمان ہوگی۔ وہ اصلی دیوی کی طرح ہمارے دھرم' رامائن اور گیتا وغیرہ کے متعلق زیادہ کچھ نہیں جانتی ہوگی۔"
دیوی نے کہا "یہ ایک بہت ہی اہم نکتہ ہے۔ لوگ ایک دوسرے کے مذہب کے متعلق تو اوپری حد تک جان سکتے ہیں مگر



...نہیں جان سکتے۔ میں ایک برہمن پنڈت کی بیٹی ہوں۔
...ے دھرم کے بارے میں ایک سوال بھی کروں گی تو وہ
...یں دے سکے گی۔"
...ی بات ختم ہوتے ہی دوسری دیوی کی سُریلی آواز سنائی
...ے سُر اور لے میں بول رہی تھی "اوم تُشن وائے' اوم
...ے ست پھر ست (حق) ہے۔ است (باطل) پھر است
...ے مورکھ دیوی! مجھ سے جو سوال کرنا چاہتی ہے کر لے۔
جواب سے تیرے من کا کھوٹ نکلے یا نہ نکلے' میں اپنے
...ک ڈائریکٹر "را" کے من سے کھوٹ نکال دوں گی۔"
...وی نے کہا "معلوم ہوتا ہے تو بھارتی فلمیں زیادہ دیکھتی ہے
...ے ایسے عام ہندی الفاظ استعمال کر رہی ہے۔ کیا تجھے نشکام
...ے معنی معلوم ہیں۔"
...لی دیوی ٹی تارا کو یہ معلوم نہیں تھا کہ اس کے مقابل جو
...ر آئی ہے وہ پربھارانی ہے اور ایک ہندو ہونے کی حیثیت
...نے دھرم کو بہت گہرائی تک سمجھتی ہے۔ اس نے کہا۔
...کرم کے معنی ہیں کہ ہم جو کام کریں' خدا اور بھگوان کے نام
...ہمیں ہر کام یگیہ یعنی قربانی سمجھ کر کرنا چاہئے۔"
...یا درست جواب سن کر دیوی پہلے حیران ہوئی پھر بولی "کیا تو
...وت گیتا کا ادھیائے ۱۳ اور شلوک ۳۳ سنا سکتی ہے؟"
...بھارانی نے کہا "تو جس ادھیائے اور شلوک کو پوچھ رہی
...ے شری کرشن بھگوان نے تیرے ہی جیسی مغرور عورت کے
...ے کہ

کوئی علم سے لاکھ پُرنور ہے
مگر اپنی فطرت سے مجبور ہے
بشر اپنی فطرت بدلتا نہیں
یہاں جبر سے کام چلتا نہیں

...بھارانی نے اس کا مطلوبہ ادھیائے اور شلوک سنانے کے
"اری او دھوکے باز دیوی! میں دھرم کے بارے میں مشکل
...کل سوالوں کے جواب دیتی رہوں گی لیکن تو کبھی صحیح جواب
...ے گی کہ تیرا تعلق ایسی کسی تنظیم سے ہے جو ہمارے
...دیس کی دشمن ہے لیکن میں نے کسی حد تک معلوم کر لیا ہے
...ون ہو سکتی ہے؟"
ڈائریکٹر "را" نے کہا "دیوی جی آپ مہمان ہیں۔ پلیز آپ
...کر آپ نے فراڈ دیوی کے متعلق کیا اندازہ لگایا ہے۔"
پربھارانی نے کہا "یہی کہ میں نے کئی جگہوں پر اپنی کئی ڈمی ٹی
...ائی ہوئی ہیں۔ فی الوقت پانچ ممالک کے پانچ بڑے شہروں میں
...ماڈلز کو موجود رہنا چاہئے لیکن فرانس کے شہر پیرس سے
...ایک ڈمی ٹی تارا کئی دنوں سے غائب ہے۔ میں اس کا کھوج
...اس کے دماغ میں جاتی ہوں تو وہ سانس روک لیتی ہے۔ ایسے
...کہنا آتما شکتی کام نہیں آتی ہے۔ اس سے میں نے اندازہ
لگایا ہے کہ یہ پیرس کی وہی ڈمی ٹی تارا ہے جو ایک برس پہلے تبت کے آتما یوگا کے پاٹھ شالا میں تھی اور آتما شکتی حاصل کرنے کے مرحلوں سے گزرنے کی مشقیں کیا کرتی تھی۔ میں اسے اپنی ڈمی بنا کر تبت سے لائی تھی۔ تب اس نے مجھ سے یہ حقیقت چھپائی تھی کہ اسے آتما شکتی میں کمال حاصل ہو گیا ہے۔ آج یہ سچ مچ کی دیوی بننے اور میری جگہ حاصل کر کے میرے بھارت دیس کو نقصان پہنچانے آئی ہے۔"
دیوی غصے سے اسے گالیاں دینے لگی۔ پربھارانی نے کہا "ہم دونوں "را" کے ایک ذمے دار ڈائریکٹر کے دماغ میں ہیں۔ یہ دماغ ایک عدالت ہے اور عدالت میں گالیاں نہیں دی جاتیں۔ ٹھوس دلائل اور ثبوت پیش کئے جاتے ہیں۔"
ڈائریکٹر نے تائید میں کہا "بے شک مہمان دیوی نے تمہارے تمام دھارمک سوالوں کے جواب دیئے مگر تم جواب نہ دے کر غصہ دکھا رہی ہو اور گالیاں دے رہی ہو۔ اس طرح ظاہر ہو رہا ہے کہ تمہارا تعلق تبت سے ہے۔ تم نے پہلے دیوی کی ڈمی بن کر دیوی جی کو دھوکا دیا۔ ایک برس تک ڈمی بن کر ان کے تمام معاملات کو سمجھتی رہیں اور اب خود دیوی بن کر میرے اندر آ کر مجھے بھی دھوکا دے رہی ہو۔"
ہرارے نے دیوی کو اپنے اندر بلا کر کہا "آپ طیش میں آئیں گی اور اس فراڈ دیوی کے سوالات کے جوابات نرمی اور سنجیدگی سے نہیں دیں گی تو آپ کی وہ دشمن کامیاب ہو کر خود کو اصلی اور آپ کو نقلی دیوی ثابت کر دے گی۔"
"ہرارے! تم دیکھ رہے ہو کہ وہ کس طرح باتیں بنا کر میری جگہ حاصل کر رہی ہے۔ یہ میں کیسے برداشت کروں؟ کیسے معلوم کروں کہ وہ چڑیل کی بچی کون ہے؟"
"میں نے کہا تھا' اس کے بارے میں کچھ نہ کچھ رفتہ رفتہ معلوم ہوگا۔ ہمیں ایک بات معلوم ہو گئی ہے کہ ہندو دھرم کے متعلق اتنی گہری معلومات رکھنے والی مسلمان نہیں ہے۔ میں یقین سے کہتا ہوں کہ وہ ہندو ہے اور اگر وہ ہندو ہے تو پھر وہ آپ کی سابقہ معمولہ اور تابعدار پربھارانی ہے جسے اغوا کر کے لے جانے کا دعویٰ برادر کبیر نے کیا ہے۔"
وہ ایک دم سے چونک کر سوچ میں پڑ گئی۔ ہرارے نے کہا۔ "بھارت میں آپ کا مخالف فرہاد ہے اس لئے آپ فرہاد اور بابا صاحب کے ادارے کے حوالے سے سوچ رہی تھیں۔ یوں ہم دونوں نے ہی پربھارانی کو بھلا دیا تھا۔"
"واقعی اب ایک ایک بات واضح ہو رہی ہے۔ برادر کبیر بہت پراسرار ہے۔ اپنی آواز' لہجہ اور شخصیت بدل لیتا ہے اور اپنی مزید غیر معمولی صلاحیتوں کو چھپائے رکھتا ہے۔ مجھے شبہ ہے کہ اس نے بھی سایہ بن کر ٹرانسفارمر مشین سے گزر کر ٹیلی پیتھی کا علم حاصل کیا ہے۔ اسے یوگا جاننے والوں کے اندر پہنچنے کا کمال حاصل ہوگا

اور وہ پربھارانی کو دیوی بنا کر ڈائریکٹر کے اندر پہنچا رہا ہے۔"

"یہ طے ہے کہ ہم نقلی دیوی کے سلسلے میں بابا صاحب کے اوارے کی طرف بھٹک رہے تھے۔ اس پربھارانی کا تعلق ایم آئی ایم کے سربراہ برادر کبیر سے ہے۔ روحانی ٹیلی پیتھی کے ذریعے مسز آمنہ فرہاد نہیں بلکہ برادر کبیر اسے مقفل دماغ کے اندر پہنچا تا ہے۔ پلیز آپ مسٹر کبیر سے بات کریں۔ شاید کچھ اور معلومات حاصل ہو جائیں۔"

"وہ اپنی عادت کے مطابق پچھلی بار خود کو مردہ ثابت کر چکا ہے۔ مجھے اس کے نئے لب و لہجے کا علم نہیں ہے۔"

"آپ پرانے لب و لہجے کو ہی گرفت میں لے کر اس کے اندر پہنچنے کی کوشش کریں۔ وہ نہیں ملے گا تو پربھارانی کے سابقہ لب و لہجے کو گرفت میں لے کر اس کے اندر پہنچنے کی کوشش کریں۔"

دیوی نے کہا "بڑی مشکل ہے۔ پربھا نے فی الحال میرا ہی لب و لہجہ اپنایا ہے۔ میں اپنے لب و لہجے کے ذریعے اپنے اندر ہی پہنچوں گی پھر بھی کوشش کرتی ہوں۔"

اس نے برادر کبیر کے مردہ لب و لہجے کو یاد کیا پھر خیال خوانی کرکے اس کے اندر آئی تو وہ جو مردہ ہو گیا تھا' زندہ ملا۔ پارس نے ایک گہری سانس لے کر پوچھا "اچھا تو تم ہو۔ میرا پیچھا نہیں چھوڑو گی؟"

دیوی نے کہا "تم ایک ہی بار کیوں نہیں مرجاتے؟ مجھے بتاؤ تمہاری جان کس طوطے میں ہے' میں اس طوطے کی گردن مروڑ دوں گی۔"

"تعجب ہے۔ ابھی ایک منٹ پہلے آکر بڑے پیار سے باتیں کررہی تھیں اور اب دشمنِ جاں بن کر بدلتے ہوئے تیور دکھا رہی ہو۔"

"بکواس مت کرو۔ میں ایک منٹ پہلے نہیں آئی تھی۔ تم فراڈ کررہے ہو۔ پہلے پربھارانی کو مجھ سے چھین کر لے گئے اب اس ڈمی کو اصلی دیوی بنا کر "را" کے ڈائریکٹر کو الجھا رہے ہو۔"

"کمال ہے۔ کچھ ایسی ہی شکایت وہ پہلے آنے والی بھی کررہی تھی۔ بڑے پیار سے پوچھ رہی تھی۔ میری جان کی قسم دے کر کہہ رہی تھی' بولو نا جانی! کیا آج کل تم نے دیویاں بنانے کا کاروبار شروع کر رکھا ہے۔ ایک کمینی میری طرح اصلی دیوی بن کر ڈائریکٹر "را" کے پاس آنے لگی ہے؟"

"کمینی ہو گی وہ اور کمینے ہو گے تم...... تم......"

"اچھا ہوا میری شان میں گستاخی کرنے سے پہلے عقل آگئی۔ پچھلی بار گستاخی کی سزا دیتے ہوئے تمہیں کتیا بنا دیا تھا اور تم بڑے سُر میں بھونک رہی تھیں۔ میرا مشورہ ہے ٹھنڈی چیزیں کھایا کرو دماغ ٹھنڈا رہا کرے گا۔"

"دیکھو' تمہاری اس بات سے ظاہر ہو گیا کہ میں اصلی دیوی ہوں۔ تم نے پچھلی بار واقعی مجھے سزا دی تھی اور ابھی میں گستاخی کرتے کرتے سنبھل گئی۔ مان لو کہ میں اصلی ہوں۔"

"واقعی تم نے خود کو اصلی ثابت کر دیا ہے لیکن وہ با[ت] تمہارے انداز میں آتی ہے۔ آئندہ میں کیسے اصلی نقلی کو پہچان[وں] گا۔"

"تم ایسی باتیں کرکے یہ ظاہر کرنا چاہتے ہو کہ تم پربھارانی [کو] اصلی دیوی کا رول پلے نہیں کرا رہے ہو؟ میں تمہارے جھانسے [میں] نہیں آؤں گی۔ فار گاڈ سیک' سچی بات مان لو اور میری الجھن [دور] کرو۔"

"میں تمہارے نازک سے دل کو توڑنا نہیں چاہتا۔ دل ٹو[ٹے] گا تو پریشان رہو گی اور صحت خراب ہو گی۔ صحت بگڑے گی تو بیمار [ہو] گی پھر خیال خوانی نہیں کرسکو گی۔"

"تم اتنا کیوں بولتے ہو؟ پلیز کام کی بات کرو۔"

"میں کام کی سچی بات کہوں گا تو تم یقین نہیں کرو گی پھر بھی خدا کو حاضر و ناظر جان کر کہتا ہوں کہ پربھارانی میرے پاس [نہیں] ہے۔ میں اسے تم سے چھین کر لے جانے کا دعویٰ غلط کر رہا [ہوں]۔ میں نے یہ بات خدا کو حاضر و ناظر جان کر کہی ہے۔ تمہیں یقین [نہ] آئے تو چلی جاؤ۔ مجھے تم سے کوئی رشتے داری نہیں کرنی ہے۔"

"میں یقین کررہی ہوں۔ تم اپنے خدا کا نام لے کر جھوٹ نہیں بولو گے مگر تمہیں یہ کیسے معلوم ہوا کہ ایک اور دیوی ہو گئی ہے؟"

"اب میں ہر بات کا یقین دلانے کے لیے قسمیں نہیں کھاؤں گا۔ تمہارے آنے سے پہلے ایک دیوی میرے پاس آئی تھی۔ [اس] وقت میں اسے اصلی سمجھتا رہا لیکن ابھی تم سے گفتگو کرتے ہو[ئے] سوچ رہا ہوں کہ وہ فراڈ کرنے والی پربھارانی ہو گی۔"

"تم یہ رائے کس طرح قائم کررہے ہو؟"

"یہ ان دنوں کی بات ہے جب تم نے پربھا کو ٹرانسفارمر سے گزار کر ٹیلی پیتھی کا علم سکھایا تھا۔ میں اس کے اندر سایہ [بن کر] رہتا تھا اس لیے میں نے بھی ٹیلی پیتھی کا علم سیکھ لیا۔"

"مجھے یقین کی حد تک شبہ تھا کہ تم بھی ٹیلی پیتھی سیکھ گئے [ہو]۔ تعجب ہے ٹیلی پیتھی جاننے کے علاوہ تم سایہ بن کر بھی اس کے [اندر] رہتے تھے پھر بھی وہ تم سے دور کہیں چلی گئی ہے۔"

"میں ابھی یہی بتانے جا رہا ہوں۔ وہ جو نظر آتی تھی وہ [نہیں] تھی' بڑی پراسرار تھی۔ میں پہلی بار سایہ بن کر اس کے اندر [جانے] لگا تو رات کے دو بجے میں نے اس کی دھیمی دھیمی سی آواز [سنی]۔ میں نے اس کے اندر سے نکل کر دیکھا تو وہ اپنے بستر پر آنکھیں [بند] کیے لیٹی ہوئی تھی۔ اس کے ہونٹ ہل رہے تھے۔ وہ تبت کی علاقائی زبان میں کچھ بڑبڑا رہی تھی۔ میں نے خیال خوانی کے ذ[ریعے] اس کے اندر پہنچ کر معلوم کیا کہ وہ محض خواب میں بول [رہی] رہی ہے یا کوئی دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والا اس کے خوابیدہ دما[غ پر] تنویمی عمل کررہا ہے۔"



دیوی نے بڑے تجسس سے پوچھا "کیا وہ تبت کی علاقائی زبان میں بول رہی تھی؟"

"ہاں۔ صرف وہ نہیں' اس کے خوابیدہ دماغ میں بھی کوئی [ا]یسی ہی زبان میں کچھ بول رہا تھا۔ میں وہ زبان جانتا نہیں ہوں لیکن [د]و کی گفتگو کے انداز سے پتا چل رہا تھا کہ وہ کوئی عمل نہیں کر رہا ہے۔ گفتگو کے دوران وہ ایک آدھ بار ہنسے بھی تھے۔ میں اس رات پربھارانی کا یہ نیا روپ دیکھ کر حیران رہ گیا تھا۔"

دیوی نے کہا "تمہاری باتیں سن کر میں خود حیران ہو رہی ہوں۔ میں نے پربھا کو اپنی معمولہ اور تابعدار بنانے سے پہلے اپنی آتما شکتی کے ذریعے اس کی زندگی کے ایک ایک خفیہ گوشے کے [با]رے میں معلوم کیا تھا۔ اس کے کسی چور خیال نے اس کا تعلق [ت]بت کے علاقے سے نہیں بتایا تھا۔"

"تمہیں اپنی آتما شکتی پر اتنا غرور کیوں ہے؟ کیا تمہاری آتما شکتی نے کبھی میرے اندر کے وہ بھید معلوم کیے' جنہیں میں چھپائے رکھتا ہوں تو تم ان سے بے خبر رہتی ہو۔ میں عارضی طور پر مردہ ہو کر کہاں گم ہو جاتا ہوں' کیا تمہاری آتما شکتی نے کبھی مجھے ڈھونڈ نکالا ہے؟ کیا تم نہیں جانتیں کہ تبت کے یوگی لامہ کتنی زبردست آتما شکتی کے حامل ہوتے ہیں؟"

وہ ذرا چپ رہی۔ سوچ کے ذریعے مائیک ہرارے سے بولی۔ "میں تمہارے مشورے پر عمل کرکے خوش فہمی سے باز رہنے کی کوشش کرتی ہوں مگر انجانے میں یہ خوش فہمی مجھے مغرور بنا دیتی ہے۔ برادر کبیر درست کہہ رہا ہے۔ تبت کے کسی یوگی لامہ کے آتما گیان کے مقابلے میں میری آتما شکتی ابھی طفلِ مکتب کی طرح ہے اور یہ تو سامنے کی بات ہے کہ جب برادر کبیر اپنے غیر معمولی علم سے روپوش ہو جاتا ہے تو اسے ڈھونڈ نکالنے میں میری آتما شکتی کام نہیں آتی ہے۔ ہرارے! تم نے درست کہا تھا میں اپنی خوش فہمی کے باعث دھوکا کھاتی اور ناکام ہوتی رہتی ہوں۔ میں پربھارانی کو اپنی معمولہ بنانے کے باوجود اس کی آتما کی گہرائی تک نہ پہنچ سکی اور وہ بظاہر میری معمولہ اور تابعدار بن کر مجھے دھوکا دیتی رہی۔"

ہرارے نے کہا "دیوی جی! آپ میں یہ بڑی خوبی ہے کہ آپ اپنی کمزوری کو خود تسلیم کرلیتی ہیں۔ اس طرح آپ خوش فہمی جیسی کمزوری پر قابو پالیں گی پھر کوئی دشمن آپ کو خوش فہمی میں مبتلا رکھ کر فریب نہیں دے سکے گا۔ یہ اچھا ہوا کہ برادر کبیر سے رابطہ ہونے کے بعد پربھارانی کی اصلیت بڑی حد تک معلوم ہو گئی ہے۔"

"ہاں۔ جب ہم ڈائریکٹر "را" کے دماغ میں تھے اور پربھا میرے بارے میں کہہ رہی تھی کہ وہ مجھے ڈمی بنانے کے لئے تبت سے لے کر آئی تھی۔ اگرچہ وہ مکاری سے جھوٹ بول رہی تھی مگر چونکہ خود تبت سے تعلق رکھتی ہے اس لئے مجھے تبت کے علاقے سے منسوب کررہی تھی۔"

"یہ معلوم ہونا چاہئے کہ برادر کبیر نے اس رات پربھا کے دماغ میں جا کر کس مرد کی آواز سنی تھی۔ وہ تبت کی علاقائی زبان بولنے والا کون ہو سکتا ہے؟ کیا وہ پربھا کو آلۂ کار بنا کر بھارت میں کوئی ایسا کھیل کھیل رہا ہے جس سے ان کا یا ان کے پیچھے کسی تنظیم یا کسی بڑے ملک کا مفاد چھپا ہوا ہے؟"

دیوی پھر خیال خوانی کی پرواز کرکے برادر کبیر کے اندر پہنچی جب بھی وہ اس کے اندر پہنچتی تھی تو برادر کبیر فوراً ہی اس کی سوچ کی لہروں کو محسوس کرکے کہتا تھا "اچھا تو تم آگئیں؟"

اس نے اس بار یہ نہیں کہا کیونکہ وہ پہلے ہی دیوی سے گفتگو کررہا تھا اور اس سے پوچھ رہا تھا "یہ ابھی تم مجھ سے باتیں کرتے کرتے کہاں چلی گئی تھیں؟"

وہ بولی "باتیں میں نہیں کررہی تھی وہ وہ کوڑی کی دیوی کررہی تھی جس کا غرور میں توڑنے والی ہوں۔"

"اچھا سمجھ گیا۔ تم اصلی دیوی نہیں' بلکہ پربھارانی ہو۔ ہائے پربھا! تم نے میرے ساتھ کتنے رنگین و سنگین لمحات گزارے پھر مجھے دغا دے کر کہاں گم ہو گئی ہو؟"


مظلوم عورتوں کی سچی داستانیں

مورد الزام

آدم زادی

مصنف نور حسین شاہ

آدم زادی ان کہانیوں کا مجموعہ ہے جس میں صنف نازک کے مسائل' مشکلات' اس پر ڈھائے جانے والے مظالم کے سچے واقعات قلمبند کئے گئے ہیں۔

دیہاتی اور شہری خواتین کی سچی کہانیاں
ہر عورت کی اپنی داستان

عمدہ کمپیوٹرائزڈ کتابت۔ مضبوط جلد۔ بہترین طباعت
خوبصورت ٹائٹل
قیمت =/50 روپے: ڈاک خرچ =/16 روپے
رقم پیشگی ارسال کرنے پر ڈاک خرچ معاف

کتابیات پبلی کیشنز پوسٹ بکس 23
رمضان چیمبرز۔ بلموریا اسٹریٹ
آئی آئی چندریگر روڈ۔ کراچی 74200

بھول جاؤ ان لمحات کو۔ میں عارضی طور پر دیوی شی تارا کی آلۂ کار بن کر تمہارے پاس چلی آئی تھی۔ وہ دیوی کہلانے والی گدھی بہت خوش تھی۔ میری آتما کے اندر اتر کر یہ معلوم نہیں کرسکتی تھی کہ میں ایک اہم مشن پر آئی ہوں۔ میرے گرو گیان رائے نے کہا تھا کہ مجھے دیوی شی تارا اور برادر کبیر کے زیادہ سے زیادہ ہتھکنڈوں سے واقف ہو کر بھارت پہنچنا چاہئے۔"

"یہ گرو گیان رائے کون ہیں؟"

"مشرقی شمالی تبت کے مہا شکتی مان یوگی لامہ ہیں۔ وہ اتنے بڑے گیانی ہیں کہ تم آواز، لہجہ اور شخصیت بدل کر یا سایہ بن کر روپوش ہو جاؤ تب بھی وہ تمہاری خفیہ پناہ گاہ میں پہنچ کر تمہاری گردن دبوچ لیں گے۔ چونکہ تم سے ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچ رہا ہے اس لئے گرو گیان رائے تمہیں نظرانداز کررہے ہیں۔"

پارس نے کہا "ٹھیک ہے! اس بندے برادر کبیر سے نقصان نہیں پہنچ رہا ہے لیکن دیوی شی تارا سے تمہاری دشمنی چل رہی ہے پھر تمہارے گرو دیو اس دیوی کی خفیہ پناہ گاہ تک پہنچ کر اسے ہلاک کیوں نہیں کرتے ہیں؟"

پربھا رانی نے کہا "مجبوری ہے۔ گرو دیو جانتے ہیں کہ دیوی کہاں ہے لیکن وہاں تک پہنچنے سے پہلے ایک ننھی بچی اس دیوی کو بچالیتی ہے۔"

پارس نے حیرانی سے پوچھا "ایک ننھی سی بچی؟ تمہارے گرو دیو اتنے بڑے گیانی ہیں اور ایک ننھی سی بچی کے آگے مجبور ہیں؟ آخر وہ بچی کون ہے؟"

"وہ سونیا کی بیٹی اعلیٰ بی بی (ثانی) ہے۔ علم نجوم کے مطابق ایک دن وہی بچی اس دیوی شی تارا کو بے نقاب کرے گی۔ میرے گرو دیو ستاروں کی چال اور تقدیر کی منشا کے خلاف کوئی قدم نہیں اٹھاتے ہیں۔ ہاں اگر دیوی شی تارا اس بچی کو کسی طرح ہلاک کردے تو راستے کی دیوار خود گر جائے گی۔ دیوی اس بچی کو مار کر خود اپنے پاؤں پر کلہاڑی مارے گی اور گرو دیو پھر کسی روک ٹوک کے بغیر دیوی کی شہ رگ تک زیر زمین پہنچ جائیں گے۔"

یہ باتیں سنتے ہی دیوی شی تارا دماغی طور پر مائیک ہرارے کے پاس آگئی۔ وہ بھی دیوی کے ساتھ پارس کے دماغ میں گیا تھا اور سب کچھ سنتا رہا تھا۔ دوسرے لفظوں میں پارس انجان بن کر ان دونوں کو تبت کے فرضی گرو دیو کی کہانی پربھا کی زبانی سنا تا رہا تھا۔

مائیک ہرارے نے پوچھا "دیوی جی! یہ سونیا کی بیٹی کا معاملہ کیا ہے؟"

دیوی نے جوتش ودیا اور جناب تبریزی کی پیش گوئی کے متعلق بتایا پھر کہا "سونیا کی بیٹی اعلیٰ بی بی (ثانی) پر ہر ساتواں مہینہ بھاری پڑتا ہے۔ اس مہینے کی نحوست سے میں فائدہ اٹھا کر اسے ہلاک کرسکتی ہوں۔ اس کی موت کے بعد پھر کوئی مجھے بے نقاب نہیں کرسکے گا لیکن یہ ایک نیا گرو گیان رائے میرے لئے مصیبت بن کر آیا ہے۔"

"آپ کے بیان کے مطابق اعلیٰ بی بی (ثانی) ایک برس کی ہوگئی پھر چھ ماہ کے بعد ساتویں مہینے میں آپ نے اس پر قاتلانہ حملے کرائے مگر سونیا نے تمام حملے ناکام بنا دیے۔ اب وہ دو برس ایک ماہ کی ہوچکی ہے۔ اس کے لئے نحوست کا ساتواں مہینہ دوسری بار آرہا ہے۔ کل سے ساتواں مہینہ شروع ہوگا لیکن وہ بچی جو آپ کو ایک دن بے نقاب کرنے والی ہے وہ آپ کو اس مہا شکتی مان گرو گیان رائے سے بچا رہی ہے۔ ان حالات میں آپ بچی کو نقصان پہنچائیں گی تو آپ سے زیادہ شکتی مان والا آپ کو ہلاک کردے گا یا پھر آپ کو اپنی معمولہ اور تابعدار بنالے گا۔"

وہ پریشان ہو کر بولی "نہیں۔ بلا سے یہ ساتواں مہینہ گزر جائے۔ میں اعلیٰ بی بی (ثانی) کو کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گی۔"

ہرارے نے کہا "یہی دانش مندی ہے کہ پہلے ہم اس گرو گیان رائے تک پہنچیں۔ کسی طرح بھی پہلے اس دشمن کا خاتمہ کریں اس کے بعد آئندہ تیسری بار ساتواں مہینہ آئے گا تو پھر آپ اس بچی کو بھی ختم کرسکیں گی۔"

دیوی نے تائید میں سر ہلایا "ہاں۔ پہلے گرو گھنٹال کو ٹھکانے لگانا ہوگا۔ اسے تلاش کرنا ہوگا۔ وہ بچی تو نظروں میں رہتی ہے۔ اس سے بعد میں بھی نمٹ لیں گے۔"

مگر نمٹنے کا وقت کب آئے گا؟ جب گرو گھنٹال ہاتھ آئے گا۔ ثانی، علی اور پارس نے پربھا کو دیوی بنا کر دیوی شی تارا کے دماغ میں یہ نقش کردیا تھا کہ وہ بچی زندہ رہے گی تو دیوی بھی سلامت رہے گی۔

علی اور پارس نے اپنی بہن اعلیٰ بی بی (ثانی) کو سکون سے ساتواں مہینہ گزارنے کے لئے ایسی چال چلی تھی۔ وہ دیوی شی تارا کو اپنی ننھی بہن سے دور بھارت میں الجھا رہے تھے۔

اعلیٰ بی بی (ثانی) دو برس ایک ماہ کی ہوچکی تھی۔ اس ایک ماہ کے بعد جو دوسرا مہینہ شروع ہوتا، وہ جوتش ودیا کے حساب سے اعلیٰ بی بی (ثانی) کے لیے دوسری بار ساتواں منحوس مہینہ ہوتا۔ ایسے وقت سونیا پھر ایک شیرنی کی طرح ادارے سے نکل کر میدانِ عمل میں آتی۔ پھر جس طرح اپنے مخصوص انداز میں دیوی کو منہ توڑ جواب دیتی، اس کا وہ انداز، اس کی چالبازی اور مکارانہ ہیرا پھیری کو پڑھ کر قارئین پھر سونیا کے لیے واہ وا کرتے اور فرمائشوں کی بھرمار ہوتی کہ سونیا کو بار بار میری داستان میں پیش کیا جائے۔

لیکن معذرت کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ وہ ایک ایسی ماں بھی ہے، جس نے پارس کی تربیت کرکے صحیح معنوں میں اسے ایسا پارس پتھر بنا دیا ہے کہ وہ جسے چھولیتا ہے اسے سونے کا بنا کر ہمیشہ کے لیے سونے کو چھوڑ دیتا ہے۔

اعلیٰ بی بی (ثانی) اور کبریا فرہاد دو برس ایک ماہ کے ہوچکے ہیں۔ سونیا نے انہیں جنم دیا ہے اور ابھی سے دونوں کی تربیت شروع کرچکی ہے۔ وہ اپنے بچوں کو دوسرا پارس ضرور بنائے گی۔ یہ ایک ماں کا فرض ہے اور وہ دونوں بچے بھی ماں سے مکمل حفوظ حاصل کرنے کا حق رکھتے ہیں۔



ان حقائق کو سمجھتے ہوئے ثانی، علی اور پارس نے طے کیا تھا [دی]وی کو ایسے چکر میں ڈالا جائے گا کہ وہ اعلیٰ بی بی (ثانی) کی جان [کے پیچھے] پڑنا بھول جائے اور خود اس کی جان کے لالے پڑ جائیں۔ [ا]سی منصوبے کے تحت انہوں نے پربھا کو تبت سے تعلق [رکھنے] والی ایک پراسرار ہستی بنا کر اس کے ساتھ ایک مہا شکتی مان [فرضی] گرو گیان رائے کو دیوی کے لیے موت کا ہرکارہ بنا دیا تھا۔

[م]ائیک ہرارے نے دیوی سے کہا "زندگی میں بڑی بڑی [مشکلات] کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ یہ گرو گیان رائے آپ کے لیے [وبال] جان بن کر آیا ہے۔ ایسے میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس [گرو گھ]نٹال کو آپ سے دشمنی کیوں ہے؟"

[د]یوی نے کہا "شاید اس لیے کہ میں نے اس گرو دیو کی آلۂ کار [پربھا ر]انی کو اپنی معمولہ اور تابعدار بنایا تھا۔"

"یہ دشمنی کی وجہ نہیں ہوسکتی کیونکہ پربھا حقیقتاً آپ کی [معمولہ ب]ننے کے باوجود آتما کی گہرائیوں سے گرو دیو کی آلۂ کار تھی۔ [اگ]ر آپ کا عمل انہیں ناگوار گزرا ہے تو گرو کے پاؤں چھونے [سے ت]ہین نہیں ہوتی۔ آپ ان سے معافی مانگ کر دوستی کرسکتی [ہیں۔]"

"تم میرے دل کی بات کہہ رہے ہو۔ میں پربھا سے دوستی اور [اس کے گیانی] مان گرو دیو کو اپنا گرو بنانا چاہتی ہوں۔ اس طرح میں ان [...] کے سلسلے میں زیادہ سے زیادہ شکتی حاصل کرسکوں گی۔"

"تو پھر چلیں۔ پربھا ابھی کبیر سے باتیں کررہی ہوگی۔ اب [اس] سے دوستانہ ماحول میں گفتگو کریں گی۔"

[و]ہ خیال خوانی کے ذریعے پارس کے اندر پہنچ گئے۔ پارس نے [ا]نہیں پہچان گیا۔ "تم اصلی دیوی شی تارا ہو۔"

"کیسے پہچان گئے جبکہ دونوں دیویوں کی سوچ کی لہریں ایک [ہی ہی]ں؟"

"لہریں تو ایک جیسی ہیں لیکن تمہارا وزن کچھ زیادہ ہے۔ یا تو [تمہار]ے پاؤں بھاری ہیں اور تم ماں بننے والی ہو یا پھر کوئی تمہارے [ساتھ] ہے۔"

"تم فضول باتیں بہت کرتے ہو۔ میرے ساتھ میرا ایک [...] ہے۔ میں پربھا سے بات کرنے آئی ہوں۔ میں اس سے دوستی [کرنا چاہ]تی ہوں۔ اسے اپنی بہن بنانا چاہتی ہوں۔"

"خدا خیر کرے۔ تمہارے خیالات میں یہ انقلاب کیسے [آیا؟]"

"[ا]نقلاب کی کیا بات ہے؟ وہ میری دھرم والی ہے۔ دھرم کے [رشتے] سے بھی ہم دونوں بہنیں کہلائیں گی۔"

"[ک]ہلانا اسے کہتے ہیں جب لوگ ایک ہی بات کثرت سے کہنے [لگیں]۔ تم دونوں کسی کو نظر نہیں آتی ہو۔ کہنے والی دنیا نے [تمہیں دی]کھا نہیں ہے پھر تم دونوں بہنیں کیسے کہلاؤ گی۔"

"[م]یں تمہارے پاس آکر پریشان ہوجاتی ہوں مگر کیا کروں، آنا [پڑتا] ہے۔ پلیز پربھا رانی سے میری بات کراؤ۔"

"[و]ہ تھوڑی دیر پہلے میرے پاس تھی پھر کبھی آئے گی تو تم بھی چلی آنا۔"

"کیا تم کسی طرح اس سے رابطہ نہیں کرسکتے؟"

"تم دونوں کا لب و لہجہ ایک جیسا ہے۔ میں خیال خوانی کروں گا تو بیک وقت دونوں کے اندر پہنچوں گا۔ ایسا کرو، ابھی جاؤ چند سیکنڈ کے بعد واپس آجانا۔"

وہ ہرارے کے ساتھ اس کے اندر سے نکل گئی۔ پارس نے فوراً ہی علی کے پاس پہنچ کر کہا "دیوی آئی تھی۔ پربھا کو بہن بنانا چاہتی ہے۔ وہ پھر کسی بھی لمحے میں میرے اندر آسکتی ہے۔ تم پربھا کو اچھی طرح سکھا پڑھا کر ایک منٹ کے اندر میرے پاس بھیج دو۔"

وہ پھر دماغی طور پر حاضر ہوگیا۔ چند سیکنڈ کے بعد دیوی نے آکر پوچھا "کیا میں اپنی بہن کو مخاطب کرسکتی ہوں؟"

"ذرا انتظار کرو۔ وہ آنے ہی والی ہے۔ میں جب گیا تو وہ لگا رہی تھی۔"

"کیا لگا رہی تھی؟ دیکھو کوئی بکواس نہ کرنا۔"

"تم کوئی سوال نہ کرو۔ میں بکواس نہیں کروں گا۔"

"پہلے تجسس پیدا کرتے ہو، پھر کہتے ہو سوال نہ کروں۔ سیدھی طرح بتاؤ وہ کیا لگا رہی تھی؟"

"میں کیسے بتاؤں؟ مجھے شرم آرہی ہے۔"

"بھگوان کی قسم کھا کر کہتی ہوں، اگر تم میرے سامنے ہوتے تو تمہارا منہ توڑ دیتی۔ کوئی شرم والی بات تھی تو تم نے بات کیوں چھیڑی؟"

مارشل آرٹ
کے ذریعے اپنی اور.... دوسروں کی حفاظت کیجیے
ابتداء سے بلیک بیلٹ تک
کراٹے
سیکھیے
اس کتاب میں وہ تمام مشقیں دی گئی ہیں جو کہ ابتداء سے بلیک بیلٹ تک کی جاتی ہیں۔
ان مشقوں پر عمل کرنا انتہائی آسان ہے کیوں کہ ہر مشق تصویر کے ذریعے بھی دکھائی گئی ہے۔
۶۵۰ سے زائد تصاویر۔
ہر تصویر کی مکمل وضاحت آسان اردو میں کی گئی ہے۔
قیمت ۔۴۰ روپے ڈاک خرچ ۱۶ روپے
مکتبہ نفسیات ○ پوسٹ بکس نمبر ۹۴۴ کراچی

"تم تو پیچھے پڑ گئی ہو۔ ٹھیک ہے' ضد کر رہی ہو تو بتا رہا ہوں۔ وہ بات یہ ہے کہ جب میں اس کے پاس پہنچا تو وہ ایک دم سے شرما گئی۔ ٹیلی پیتھی میں یہی خرابی ہے۔ ہم سوچ کے ذریعے اچانک ایسے وقت پہنچ جاتے ہیں جبکہ پہنچنا نہیں چاہیے۔ ہوا یہ کہ جب میں اس کے پاس پہنچا تو...."

وہ بات کاٹ کر بولی "اے بے شرم! لفنگے! خبردار آگے کچھ نہ کہنا۔"

"عجیب عورت ہو۔ پہلے مجھے بولنے پر مجبور کر رہی تھیں۔ اب کہہ رہا ہوں تو کہنے سے روک رہی ہو۔"

اسی وقت پربھا کی آواز سنائی دی۔ وہ دیوی کے لب و لہجے میں بول رہی تھی "ہیلو مسٹر کبیر! تم نے مجھے کیوں بلایا ہے؟؟"

دیوی نے کہا "بہن! میں نے تمہیں بلایا ہے۔ میں کچھ ضروری باتیں کرنا چاہتی ہوں۔"

پربھا نے پوچھا "کیا وہ ضروری باتیں ایسی ہیں جنہیں کہنے سے پہلے مجھے بہن کہنا ضروری ہے؟؟"

"کیا بہن کہنے پر تمہیں اعتراض ہے؟؟"

"ہاں۔ اس سے پہلے جانی دشمن بن کر بولتی رہی ہو پھر اسی زبان سے بہن کہوگی تو صاف طور سے یہی سمجھ میں آئے گا کہ تم میٹھی چھری بن کر بہن کا رشتہ جوڑ رہی ہو۔"

"میں مہا دیو شیو شنکر کی قسم کھا کر کہتی ہوں۔ مجھے صرف اس بات پر غصہ آگیا تھا کہ اصلی دیوی شی تارا میں ہوں اور تم مجھے جھٹلا رہی ہو۔ انسان کو غصہ آتا ہی ہے۔ ہم سب سے غلطی ہوتی ہے۔ میری اس غلطی کو معاف کر کے مجھے اپنے مہا شکتی مان گرو گیان رائے جی سے ایک بار ملا دو۔ میں ان کے قدموں میں داسی بن کر رہنا چاہتی ہوں۔"

"نہ میں تمہاری بہن بن سکتی ہوں اور نہ گرو جی تم سے ملنا پسند کریں گے کیونکہ ہمارے تمہارے راستے الگ ہیں۔"

"اگر راستے الگ ہوں گے تو میں اپنا راستہ چھوڑ کر تمہارے راستے پر آجاؤں گی۔"

"میرے گرو دیو بڑے گیانی ہیں۔ انہوں نے پہلے ہی کہہ دیا ہے کہ تم کبھی اپنا راستہ اس لیے نہیں بدلوگی کہ تم وقت اور حالات کے مطابق اپنا مزاج بدلنا نہیں جانتی ہو۔"

"تم ایک بار ان سے میری گفتگو کرا دو پھر وہ مجھے نرک (جہنم) میں جانے کو بھی کہیں گے تو چلی جاؤں گی۔"

"ہو سکتا ہے' تم ایسا کر سکو لیکن گرو جی کی آگیا (حکم) مان کر تم اپنے دیس کے خلاف کوئی کام نہیں کروگی۔"

دیوی ذرا ہچکچائی پھر بولی "وہ مجھے دیس کے خلاف کوئی کام کرنے کا حکم کیوں دیں گے؟؟"

"اس لیے کہ میرے گرو دیو عوامی جمہوریہ چین کے ایک بہت ہی قابل سیکرٹ ایجنٹ ہیں۔ آج کی دنیا میں یہودی' عیسائی' مسلمان اور تمہارے جیسی ہندو عورت سب ہی ٹیلی پیتھی کے ذریعے اپنے اپنے ملک کے کام آتے ہیں۔"

دیوی نے کہا "تم بھی تو ہندو عورت ہو۔"

"ہم مہاتما بدھ کے پجاری ہیں اور تبت کے اس علاقے سے تعلق رکھتے ہیں جو چین کی سرحد میں ہے۔ ہم حکومتِ چین کے وفادار ہیں۔ تمہاری بھارتی حکومت کی خارجہ پالیسی نے بڑے حکومتِ چین کو شبے میں مبتلا کیا کہ وہ سیاچن میں امریکی فوج کو اڈا بنانے کی اجازت دے گی تاکہ چینی فوج جنوبی ایشیا اور سینٹرل ایشیا کی طرف پیش قدمی نہ کر سکے۔"

دیوی نے کہا "یہ جھوٹ ہے۔ پاکستانی حکومت ایسے جھوٹے پروپیگنڈے کرتی ہے اور بھارتی حکومت کو بدنام کرتی ہے۔"

پربھا نے کہا "تم بھول رہی ہو دیوی کہ میرے گرو دیو مہا شکتی مان ہیں۔ وہ تمہارے بھی چور خیالات پڑھ سکتے ہیں۔ میں نے سنا ہے گرو دیو نے کانگریسی حکمرانوں اور "را" کے تمام اہم عہدے داروں کے خیالات پڑھے ہیں۔ تمہارے وزیر خارجہ کے بھی یہ ارادے ہیں کہ دوستی کا معاہدہ کرنے کے بعد امریکی فوجیں سیاچن میں پڑاؤ ڈالیں گی تو سیاچن کے محاذ پر لڑنے والے پاکستانی فوجی جوانوں کے حوصلے پست ہو جائیں گے اور دوسری طرف سے چین اپنی فوجوں کو سیاچن سے آگے نہیں بڑھا سکے گا۔"

دیوی نے کہا "میں مہا دیو شیو شنکر کی پجارن ہوں۔ مجھے سیاسی اور حکومتی معاملے میں نہ الجھاؤ۔ میں تو تمہیں بہن بنانا اور گرو دیو سے آتما شکتی کا درس حاصل کرنا چاہتی ہوں۔"

"یہ تو بڑی اچھی بات ہے کہ تم چین اور بھارت کی سیاست میں الجھنا نہیں چاہتیں۔ اگر تم دو ماہ تک صرف پوجا بھگتی میں مصروف رہوگی اور ہمارے سیاسی معاملات میں دخل نہیں دوگی تو گرو دیو تمہیں مکمل آتما شکتی دینے کے لیے خود تمہارے پاس آئیں گے۔"

دیوی نے پریشان ہو کر پوچھا "کیا وہ میرے روبرو پہنچ جائیں گے؟؟"

"بے شک۔ یہ ان کے لیے ایک معمولی سی بات ہے لیکن نجوم کے مطابق تمہارے روبرو سب سے پہلے سونیا کی بیٹی پہنچے گی وہ تمہیں مکمل آتما شکتی دینے کی خاطر تمہارے دماغ میں آیا کریں گے۔"

دیوی کو یہ منظور نہیں تھا کہ کوئی اسے کچھ بھی سکھانے کے لیے اس کے دماغ میں آئے لیکن وہ کھل کر اعتراض نہیں کر سکتی تھی۔ اعتراض کرنے کے باوجود وہ گرو گھنٹال کسی روک ٹوک کے بغیر اس کے اندر کسی وقت بھی آسکتا تھا اور ہو سکتا تھا کہ یہ سوچتے وقت بھی وہ اندر اطمینان سے رہ کر اس کے خیالات پڑھ رہا ہو۔ اس کی پریشانی بڑھنے لگی۔ اگرچہ وہ ابھی روپوش تھی لیکن گرو گھنٹال اسے آتما شکتی کے ذریعے دیکھ رہا ہوگا۔ وہ گھبرا کر خیالی طور پر حاضر ہو گئی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اس ناگہانی مصیبت کو کس طرح اپنے دماغ سے دور رکھے۔ وہ اسے بلاتے ہوئے بھی ڈر رہی تھی کہ وہ کہیں دماغ میں بیٹھا سن نہ رہا ہو۔

ایسے دشمن کو کیسے بھگایا جا سکتا تھا جو گھر کے اندر تھا مگر اس کی آہٹ بھی نہیں مل رہی تھی۔ وہ گھبرا کر مائیک ہرارے کے پاس آئی۔ وہ بولا "میں نے تمام باتیں سنی ہیں۔ واقعی یہ بڑی تشویش کی بات ہے کہ وہ گرو دیو آپ کی موجودہ رہائش گاہ بھی جانتے ہوں اور آپ کے اندر بھی آسکتے ہوں۔ آپ میری مالک ہیں۔ میں کبھی نہیں چاہوں گا کہ کوئی بھی گرو گھنٹال آپ سے مقابلے میں زبردست ہو اور آپ کو کمتر یا اپنا ماتحت بنا کر رکھے۔"

وہ بولی "اگر ایسا ہو رہا ہے یا ہونے والا ہے تو یہ میری بڑی بدقسمتی ہوگی۔ میں کسی کی ماتحت بننے سے پہلے خود کشی کر لوں گی۔"

"آپ مایوس نہ ہوں' ایک راستہ ہے۔ آپ بھی برادر کبیر کی طرح اپنی آتما شکتی کے ذریعے اپنی آواز' لہجہ اور شخصیت تبدیل کریں۔ ایسا کرتے وقت یقین کر لیں کہ وہ گرو گھنٹال موجود نہیں ہے بلکہ ہم پربھا اور اس کے گرو کو بھارت کے کسی پیچیدہ معاملے میں الجھائیں گے۔ جب یقین ہو جائے کہ وہ دوسری طرف الجھے ہوئے ہیں تو آپ اپنی شخصیت تبدیل کر کے آئندہ بھی دیوی کی حیثیت سے کسی سے تعلق نہ رکھیں۔ پربھا کو دیوی بن کر رہنے دیں۔ آپ کے محفوظ ہو جانے کے بعد ہم پربھا اور اس کے گرو سے نمٹ لیں گے۔"

"میں تمہاری تدبیر پر عمل کروں گی لیکن ابھی پربھا کو کیا جواب دیا جائے اور کس طرح اسے اس کے گرو کے ساتھ بھارت میں مصروف رکھا جائے؟؟"

مائیک ہرارے نے اسے چند اہم مشورے دیے پھر وہ دونوں پارس کو ہمیشہ کی طرح برادر کبیر سمجھ کر اس کے پاس آئے۔ پارس نے پوچھا "تم باتیں کرتے کرتے اچانک کہاں چلی جاتی ہو؟"

"میں اپنے خاص مشیر سے مشورے کرنے گئی تھی۔ اس نے مشورہ دیا ہے کہ مجھے بھارتی سیاست سے الگ رہ کر گرو دیو کے چرنوں (قدموں) میں گیان اور آتما شکتی حاصل کرتے رہنا چاہیے۔"

"تمہارا مشیر بہت ہی ذہین اور چالاک ہے۔ یہ پربھا دیوی موجود ہیں۔ ان سے باتیں کرو۔"

دیوی نے کہا "بہن! میں آج سے دیوی نہیں کہلاؤں گی۔ یہ مانتی ہوں کہ تم دیوی کہلانے کی حق دار ہو۔ میں تم سے تنہائی میں کچھ باتیں کرنا چاہتی ہوں۔ تم کسی معمولی اور غیر جانبدار شخص کو آلۂ کار بنا کر مجھے اس کی آواز سناؤ پھر ہم دونوں اس آلۂ کار کے اندر رہ کر گفتگو کریں گے۔"

پربھا نے کہا "بہتر ہے' تم کسی کو آلۂ کار بنا کر مجھے اس کے اندر بلاؤ۔"

"اچھی بات ہے۔ ذرا ایک منٹ انتظار کرو۔"

دیوی دماغی طور پر ہمالیہ کی وادی میں اس غار کے اندر پہنچی جہاں اس کی موجودہ رہائش تھی۔ اس نے ریڈیو کے پاس آکر ایک پتھر پر بیٹھ کر اسے آن کیا۔ اس کے کئی اسٹیشن تبدیل کیے۔ پھر ایک اسٹیشن سے ایک شخص کی آواز سن کر ریڈیو بند کیا پھر برادر کبیر کے اندر آ کے کہا "بہن پربھا! تم چند سیکنڈ کے لیے میرے اندر آؤ... صرف چند سیکنڈ کے لیے..."

پربھا نے تھوڑی دیر کے بعد آکر کہا "ہم دونوں کا لب و لہجہ ایک ہے۔ میں نے سانس روک کر اپنے دماغ کے دروازے بند کیے ہیں تب تمہارے اندر آنے کا راستہ ملا ہے۔"

دیوی نے ریڈیو پر جس شخص کی آواز سنی تھی اس شخص کے اندر پہنچ کر پربھا سے کہا "تم اس کے اندر جاؤ۔ میں اپنی سانس روک رہی ہوں۔"

پھر اس نے سانس روک لی۔ پربھا اس اجنبی کے اندر پہنچ گئی۔ وہ اسپین کا رہنے والا تھا۔ نہ انگریزی جانتا تھا اور نہ ہی ہندی زبان سمجھتا تھا۔ وہ دونوں اس کے اندر بولنے لگیں تو وہ بوکھلا گیا۔ دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر سوچنے لگا۔ یہ میرے اندر عورتوں کی آوازیں کیسی ابھر رہی ہیں؟ یہ کون سی زبان بول رہی ہیں؟

وہ ریڈیو اسٹیشن کے اندر ساؤنڈ بوتھ میں مائیک کے سامنے سائنسی اور جدید ٹیکنالوجی کے موضوع پر بول رہا تھا۔ ایسے وقت بولنا بھول گیا۔ چیخ کر بولا "یہ میرے اندر عورتوں کی آوازیں گونج رہی ہیں۔ آواز تو ایک ہی جیسی ہے مگر وہ دو یا دو سے زیادہ لگتی ہیں۔"

ساؤنڈ بوتھ کے اس مائیک کو بند کر دیا گیا۔ وہاں کے کئی افراد اس کے پاس آکر اسے تھام کر پوچھنے لگے کہ وہ اچانک ایب نارمل کیوں ہو گیا ہے؟ کیوں فضول سی باتیں کر رہا ہے کہ اس کے اندر عورتیں بول رہی ہیں؟

ریڈیو اسٹیشن کے عملے کے کچھ لوگ اسے پکڑ کر قریبی اسپتال میں لے جانے لگے۔ دیوی اور پربھا کو پروا نہیں تھی کہ اس آلۂ کار کے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ وہ اپنی باتوں میں مصروف تھیں۔ دیوی نے کہا "بہن پربھا! میں نے تمہیں اس لیے ایک اجنبی کے اندر بلایا ہے تاکہ برادر کبیر یا اور کوئی شخص ہماری گفتگو نہ سن سکے۔"

"میں تمہارے اس محتاط انداز کو سمجھ رہی ہوں۔ یہاں ہماری آپس کی باتیں ہمارا یہ آلۂ کار اسپینی شخص بھی نہیں سمجھ سکے گا۔ اب بتاؤ۔ تم مجھ سے کیا کہنا چاہتی ہو؟"

دیوی نے کہا "ابھی میں کہہ چکی ہوں کہ صرف گرو دیو کے چرنوں میں رہ کر ان سے گیان اور آتما شکتی حاصل کروں گی۔ گرو دیو نے جمہوریہ چین کی وفاداری میں جو محاذ قائم کیا ہے اس سے تمہیں استعمال کر رہے ہیں۔ یہ ان کی پہلی کامیابی ہے کہ بھارت میں صرف میں ایک خیال خوانی کرنے والی تھی۔ انہوں نے تمہیں دیوی بنا کر مجھے دیوی کی جگہ سے ہٹا دیا ہے۔"

پربھا نے کہا "مجھے حیرانی ہے کہ تم معمولی سے مقابلے کے بعد گھٹنے ٹیک رہی ہو۔"

"تمہارے مہاشکتی مان گرودیو ایسی ایسی غیر معمولی صلاحیتوں کے مالک ہیں کہ میں ان کے آگے صرف گھٹنے نہیں، سر بھی جھکانا چاہتی ہوں۔ گرودیو مجھے اپنی داسی بنالیں گے تو میں بھارتی سیاست سے بھی دور رہا کروں گی۔"

"تم یہ باتیں برادر کبیر کے دماغ میں بھی کرچکی ہو۔ میں سمجھ رہی تھی تم کوئی اہم راز کی بات کرنا چاہتی ہو۔"

"ہاں۔ میں ابھی یہی کہنے والی ہوں۔ میں دیس بھگتی سے باز آکر تمہارے سامنے میدان چھوڑ رہی ہوں۔ تم سے اور گرودیو سے التجا کرتی ہوں کہ میری بھی ایک خواہش پوری کردیں۔"

"اگر تم اپنے دیس کو ہمارے رحم و کرم پر چھوڑ رہی ہو تو ہم تمہاری خواہش ضرور پوری کریں گے۔ بولو کیا چاہتی ہو؟"

"میں فرہاد علی تیمور کو بھارت سے نکالنا چاہتی ہوں۔ وہ آج کل بمبئی میں ہے۔ اس کی کارروائیوں سے پتا چلتا ہے کہ اس کے ساتھ کچھ اور ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں۔"

"اس کے ساتھ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی فوج ہو تب بھی فرہاد میرے گرودیو سے اپنی جان بچا کر بھاگتا رہے گا۔ یہ تو تم ہمارے منصوبے کے مطابق کہہ رہی ہو۔ ہم پہلے ہی طے کرچکے ہیں کہ فرہاد کو بھارت میں رہنے نہیں دیں گے۔"

دیوی نے خوش ہو کر کہا "میں نے اپنی یہ خواہش کبیر کے دماغ میں رہ کر اس لیے بیان نہیں کی کہ وہ مسلمان ہے۔ اگرچہ بابا صاحب کے ادارے کا ایم آئی ایم سے کوئی گہرا تعلق نہیں ہے پھر بھی سب مسلمانوں پر بھروسا نہیں کرنا چاہیے۔"

"درست کہتی ہو۔ اسی لیے تو میں برادر کبیر کو چھوڑ کر بھارت چلی گئی ہوں۔ یوں بھی امریکا اور پاکستان میں گہری دوستی ہے۔ پاکستانی حکمران بھی امریکا کو سیاچن تک پہنچنے کا راستہ دیں گے۔ اس لیے ہم صرف بھارتی ہندو حکمرانوں کو ہی نہیں، پاکستانی مسلمان حکمرانوں کو بھی اپنی ٹیلی پیتھی اور آتما شکتی سے مجبور کردیں گے کہ وہ چین کے خلاف امریکا کو سیاچن تک پہنچنے نہ دیں۔"

"اب میں یہ سیاسی باتیں نہیں کروں گی۔ میرے اطمینان کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ ہمارے گرودیو فرہاد اور اس کے تمام خیال خوانی کرنے والوں کو بھارت سے بھگادیں گے۔ اب رخصت ہونے سے پہلے یہ بتادو کہ میں تم سے اور گرودیو سے آئندہ کیسے رابطہ کرسکوں گی۔"

"گرودیو کے سلسلے میں کہہ چکی ہوں کہ جب تم دو ماہ تک عبادت و ریاضت میں مصروف رہو گی اور ہمارے معاملے میں مداخلت نہیں کرو گی تو گرودیو خود تم سے رابطہ کریں گے۔ تم جب تک ان کی آزمائش پر پوری نہیں اترو گی اس وقت تک وہ تم پر اعتماد نہیں کریں گے اور نہ ہی تم سے بات کرنا گوارا کریں گے۔"

"میں ضرور آزمائش پر پوری اتروں گی لیکن تم سے تو رابطہ ہوسکتا ہے۔"

"ہاں۔ اگر تم سانس روک کر اپنے لب و لہجے کے مطابق خیال خوانی کی پرواز کرو گی تو میرے پاس پہنچ جاؤ گی۔ صرف چند سیکنڈ کے لیے۔ اس کے بعد ہم کسی آلۂ کار کے دماغ میں جاکر ضروری گفتگو کریں گے۔ اچھا اب میں جاتی ہوں۔"

وہ چلی گئی۔ دیوی اور مائیک ہرارے نے بھی اس اجنبی عنصر کے دماغ کو آزاد چھوڑ دیا۔ وہ ہرارے کے پاس آکر بولی "تمہاری چال بڑی کامیاب رہے گی۔ ہم فرہاد کے سائے کے بھی قریب نہیں جائیں گے۔ دور سے تماشا دیکھیں گے۔ پربھا اپنے گرو گھنتال کے ذریعے تمام مسلمان ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو میرے دیس سے بھگا دے گی۔"

"جی ہاں۔ ایسا ہی ہوگا۔ آپ خوش فہمی جیسی کمزوری کو دور کررہی ہیں۔ اسی طرح غصے اور گرم مزاجی سے بھی پرہیز کریں گی تو ذہن تر و تازہ رہے گا پھر آپ ایسی ہی چالیں چلیں گی جن کے نتیجے میں اپنا کوئی نقصان کئے بغیر آپ اپنے مختلف دشمنوں کو ایک دوسرے سے لڑتے دیکھیں گی۔"

"واقعی ذہن پُرسکون رہے تو خوب کام کرتا ہے۔ اب ہمیں یہ سوچنا ہے کہ پربھا اور گرودیو تو فرہاد وغیرہ کو بھارت سے بھگائیں گے لیکن ہم پربھا اور گرودیو کی چالوں کو اس دیس میں کیسے ناکام بنائیں گے؟"

"آپ نے یہودی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے دماغوں سے اپنا لب و لہجہ مٹا کر سونیا کی آواز اور لہجے میں ان پر از سرِ نو تنویمی عمل کیا ہے۔ یہ آپ کی دانشمندی ہے۔ فرہاد وغیرہ کبھی سوچ بھی نہیں سکیں گے کہ ان کی ہی ایک اہم ہستی کے لب و لہجے میں اسے تابعدار بنادیا گیا ہے۔ وہ آپ کے اور مجھ جیسے ماتحتوں کی آواز اور لہجے کو گرفت میں لے کر یہودی خیال خوانی کرنے والے کے اندر پہنچنے کی کوشش کریں گے اور ناکام ہوتے رہیں گے۔"

"کیا تم یہ چاہتے ہو کہ ہم نئے معمول اور تابعدار سونیا کے لب و لہجے میں بنائیں اور انہیں پربھا اور گرو گیان رائے کے خلاف استعمال کریں؟"

"نہیں۔ آپ سیاسی حالات کو پیشِ نظر رکھیں۔ پربھا اور گرودیو جمہوریہ چین کے لیے کام کررہے ہیں۔ ان کی مخالفت یہودیوں کو کرنا چاہیے۔ لہٰذا آپ الپا کے لب و لہجے میں نئے معمول اور تابعدار بنائیں۔ چونکہ آپ الپا کی آواز اور لہجے کو مٹا کر اسے سونیا کی ہم نوا بنا چکی ہیں اس لیے انہیں الپا تک پہنچنے کا کوئی راستہ نہیں ملے گا۔"

وہ دونوں اپنے اس منصوبے پر عمل کرنے کے لیے چار مردوں اور دو عورتوں پر تنویمی عمل کرنے لگے۔



○☆○

نئے سپر ماسٹر کی حکمتِ عملی ایسی تھی کہ اس کے اور تینوں افواج کے ٹیلی پیتھی جاننے والے افسران کی رہائش گاہوں اور ان کے دماغوں تک کوئی پہنچ نہیں سکتا تھا۔ اگر ان کی روپوشی مقدر کو منظور نہ ہوتی، ستاروں کی چال بدل جاتی یا ان کے نصیب بگڑ جاتے تب وہ ظاہر ہوسکتے تھے۔

وہ مسلمان ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے ابتدا سے مخالف تھے لیکن اب دیوی شی تارا سے انہیں شدید نفرت تھی۔ اس کی آتما شکتی سے محفوظ رہنے کے لیے انہوں نے روپوشی اختیار کی تھی۔ وہ اس تاک میں تھے کہ کبھی دیوی کا سراغ مل جائے تو وہ ایک لمحہ بھی ضائع کئے بغیر اسے مار ڈالیں گے۔

ان کا ملک یوں تو آزاد تھا۔ سپر پاور کہلاتا تھا لیکن درپردہ دیوی نے سابقہ سپر ماسٹر اور تینوں افواج کے افسران کے ذریعے پورے ملک کو اور ان کی پوری قوم کو غلام بنائے رکھا تھا۔ اگرچہ یہ غلامی دنیا والوں پر ظاہر نہیں ہوئی تھی لیکن یہ ان کے لیے سخت توہین آمیز معاملہ تھا کہ پچھلے ایک برس تک اس ملک کو ایک عورت کے شکنجے سے نجات نہیں ملی تھی۔

پھر نجات کا راستہ بری فوج کے جنرل اسٹیل برد کس، بحری فوج کے چیف ایڈمرل ٹیری ٹیلر اور فضائیہ کے سربراہ رمی ریز نے مل کر اپنے نہایت ہی ذہین پلان میکر کے ساتھ خفیہ پلاننگ کی پھر اس پلاننگ کے مطابق اس سابقہ سپر ماسٹر اور تینوں افواج کے ان اعلیٰ افسران کو شوٹ کردیا جو دیوی کے تابعدار بنے ہوئے تھے۔

انہوں نے اپنے پلان میکر اے لالاس کو سپر ماسٹر بنادیا اور ایسی خاموشی اور رازداری سے کام کرنے لگے کہ دیوی انہیں بھی اپنا تابعدار بنانے کے لیے تلاش نہ کرسکی۔

پھر وہ چاروں کس طرح روبوٹ ٹیلی پیتھی جاننے والے بن گئے، کس طرح پاشا کو ناقابلِ علاج پاگل بنا کر پاگل خانے بھیج دیا اور ٹرانسفارمر مشین کو کیوں دوسری جگہ منتقل کردیا؟ یہ تمام واقعات پچھلے باب میں بیان کئے جاچکے ہیں۔

ان چاروں نے اچھی خاصی عمر گزارنے کے باوجود شادی نہیں کی تھی۔ بیویوں اور بچوں کو اپنی کمزوری نہیں بنایا تھا۔ البتہ دوست احباب تھے لیکن وہ بھی انہیں کبھی اتفاق سے کہیں دیکھ لیتے تو پہچان نہیں سکتے تھے۔ انہوں نے پلاسٹک سرجری کے ذریعے اپنے چہرے تبدیل کرلیے تھے اور جس ماہر نے سرجری کی تھی، اسے بھی بعد میں گولی ماردی تھی۔ ایسی رازداری کے نتیجے میں ان کے باپ بھی انہیں نہیں پہچان سکتے تھے۔

انہوں نے تمام پہلوؤں سے خود کو محفوظ رکھنے کی تدابیر پر پوری طرح عمل کرنے کے بعد جو منصوبے بنائے ان میں پہلا منصوبہ یہ تھا کہ کسی طرح دیوی کا سراغ لگایا جائے۔ ان چاروں نے مشین کے ذریعے پاشا کی غیر معمولی قوتِ سماعت و بصارت بھی حاصل کی تھی۔ وہ خیال خوانی کے ذریعے دیوی کے اندر نہیں جاسکتے تھے لیکن ہزاروں میل دور سے اس کی آواز سن سکتے تھے۔

اس سلسلے میں یہ قباحت تھی کہ دیوی صرف سوچ کی لہروں کے ذریعے اپنے تمام تابعداروں کے اندر آتی تھی۔ ان نئے چار خیال خوانی کرنے والوں کے اندر کبھی نہیں آئی تھی۔ انہوں نے اس کی آواز اور لہجے کو نہیں سنا تھا اس لیے وہ کچھ دنوں تک اس کی آواز نہ سن سکے۔

انہیں برادر کبیر کی یہ بات معلوم تھی کہ میں بھارت میں ہوں اور کشمیر کی جنگ مہاراشٹر میں لڑ رہا ہوں۔ ان معلومات سے ان چاروں نے سمجھ لیا کہ میں وہاں کی سیاسی جماعتوں اور "را" کے اہم عہدیداروں سے ٹکراؤں گا اور دیوی اپنے دیس کی خاطر میری ٹیلی پیتھی کا توڑ کرنے کے لیے بھارت کے تمام حکمرانوں اور عہدیداروں کے اندر آتی رہے گی۔

یہ سوچ کر وہ بھارت کے کتنے ہی سیاستدانوں اور "را" کے اہم عہدیداروں کے اندر جانے لگے۔ اس طرح وہ "را" کے اس ڈائریکٹر کے پاس پہنچے جو یوگا کا ماہر تھا۔ اس ڈائریکٹر کے اندر صرف دیوی آتما شکتی کے ذریعے جاسکتی تھی لیکن نیا سپر ماسٹر اے لالاس اس کے اندر اس لیے پہنچ گیا کہ دیوی پہلے سے وہاں موجود تھی اور ڈائریکٹر سے باتیں کررہی تھی۔

اس طرح سپر ماسٹر اے لالاس نے خاموشی سے ڈائریکٹر کے چور خیالات پڑھے اور وہاں کے تمام حالات معلوم کئے کہ کس طرح صوبہ مہاراشٹر کے اور بھارتی حکومت کے درمیان خون خرابے کی حد تک اختلافات پیدا ہوگئے ہیں۔ "را" کے پہلے ڈائریکٹر کو مہاراشٹر سے اپاہج بنا کر دہلی بھیج دیا گیا تھا۔

"را" کا موجودہ ڈائریکٹر رائے قائم کررہا تھا کہ ان انتہا پسند ہندو سیاسی پارٹی شیو سینا اور بی جے پی کو میں ٹیلی پیتھی کے ذریعے مدد دے رہا ہوں اور اس طرح بمبئی اور دوسرے بڑے شہروں کے مسلمانوں کے لیے تحفظ کی راہ نکال رہا ہوں۔

سپر ماسٹر اے لالاس نے ان معلومات کے علاوہ دیوی کی سوچ کی لہروں کے ذریعے اس کی آواز اور لہجے کو ذہن نشین کیا۔ اب یہ امید ہوگئی کہ دیوی جہاں بھی چھپ کر رہتی ہے اور تنہائی میں اپنی مذہبی کتاب گیتا وغیرہ پڑھتی ہے تو یوں پڑھنے سے اس کی آواز غیر معمولی سماعت کے ذریعے سپر ماسٹر سن سکے گا۔

لیکن ایسے ہی وقت سپر ماسٹر اے لالاس نے بڑی حیرانی سے دوسری دیوی کی آواز سنی۔ وہ دوسری اپنے اصلی ہونے کا دعویٰ کررہی تھی اور پہلے سے وہاں آنے والی کو نقلی اور دھوکے باز کہہ رہی تھی۔

یہ سپر ماسٹر کے لیے ایک نئی، دلچسپ اور تجسس سے بھرپور سچویشن تھی۔ اس نے اپنے تینوں ٹیلی پیتھی جاننے والے اسٹیل برد کس، ٹیری ٹیلر اور رمی ریز کو اس ڈائریکٹر کے دماغ میں بلا کر دو

عدد دیویوں کا وہ تماشا دکھایا جو دلچسپ ہونے کے باوجود ایک مسئلہ تھا کہ ان میں اصلی کون ہے؟

یہ توقع تھی کہ جب دونوں دیویاں اس ڈائریکٹر کے دماغ سے جائیں گی اور اپنی اپنی خفیہ رہائش گاہوں میں کسی سے فون وغیرہ پر گفتگو کریں گی تو وہ چاروں غیر معمولی سماعت کے ذریعے وقتاً فوقتاً ان کی باتیں سن کر ان کے منصوبے بھی معلوم کرتے رہیں گے۔ ان کا پتا ٹھکانا بھی کسی وقت معلوم ہو جائے گا اور یہ بھی پتا چلے گا کہ کون اصلی ہے اور کون نقلی؟

مگر دونوں ہی چالباز تھیں۔ جب ڈائریکٹر کے دماغ سے گئیں تو لاپتا ہو گئیں۔ پربھا کا اپنا مخصوص لب و لہجہ تھا۔ وہ تو دیوی کی نقال بن کر اس کی سوچ کی لہروں کو استعمال کر رہی تھی اور اصلی دیوی جس لب و لہجے میں خیال خوانی کرتی تھی اس آواز اور لہجے میں بھگوان کی پوجا نہیں کرتی تھی۔ اس وقت اس کا اپنا دوسرا لہجہ ہوا کرتا تھا۔

جب سے غیر معمولی سماعت و بصارت کے حامل افراد کا اضافہ ہو رہا تھا میں نے اور میرے خیال خوانی کرنے والے بیٹوں اور ساتھیوں نے بھی یہی طریقۂ کار اختیار کیا تھا کہ خیال خوانی کے وقت اور عام زندگی گزارتے وقت اپنے لب و لہجے میں نمایاں فرق رکھتے تھے۔ اس طرح نہ کوئی دشمن ہماری ذاتی گفتگو میلوں دور سے سن سکتا تھا اور نہ ہی ہمارا پتا ٹھکانا معلوم کر سکتا تھا۔

سپر ماسٹر اے لالاس نے تینوں فوجی افسران سے کہا "وہ دونوں دیویاں وہی کر رہی ہیں' جو ہم کرتے ہیں۔ خیال خوانی کرتے وقت ہماری آواز اور لہجہ مختلف ہوتا ہے اور یہ مختلف لب و لہجہ ہم نے کسی کے بھی دماغ میں جا کر نہیں سنایا ہے۔ خاموشی سے کسی کے بھی اندر جاتے ہیں اور خاموشی سے چلے آتے ہیں۔"

ایک فوجی افسر ٹیری ٹیلر نے کہا "ابھی تو ہمیں ناکامی ہوئی ہے لیکن ان دو دیویوں کے جھگڑوں سے ہمیں جلد ہی فائدہ پہنچے گا۔"

دوسرے افسر اسٹیل برد کس نے کہا "یہ بات ہمارے لیے اطمینان بخش ہے کہ امریکا میں ہم صرف چار خیال خوانی کرنے والے ہیں۔ اب نہ کوئی پانچواں ہو گا اور نہ دیوی جیسی دشمن کے ہتھے چڑھے گا۔"

تیسرے افسر ری ریز نے کہا "جب تک ہم چاروں روپوش رہ کر آپس میں اتفاق رائے سے ذمے داریاں پوری کرتے رہیں گے کوئی ہمارے سائے تک بھی نہیں پہنچ سکے گا۔"

سپر ماسٹر اے لالاس نے کہا "مسٹر برد کس! فی الحال دیویوں کو نظر انداز کریں۔ ہمارا دوسرا بڑا منصوبہ یہ ہے کہ فرانس میں بابا صاحب کے ادارے کو رفتہ رفتہ نہایت کمزور بنا دیا جائے۔ اگر ہم اس ادارے کو وہاں سے ختم کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے تو وہاں سے فرہاد کی ٹیلی پیتھی جاننے والی فوج منتشر ہو جائے گی۔ وہ کسی دوسرے ملک میں ایسا ہی دوسرا اسلامی ادارہ بنانے کے لیے سرگرداں رہیں گے اور ہم کسی بھی ملک میں انہیں متحد ہو کر رہنے کا موقع نہیں دیں گے۔"

"ہاں۔ منصوبہ بنانے کے بعد ہم نے فرانس کی تینوں افواج کے اعلیٰ افسران کو ٹریپ کیا ہے۔ ان پر تنویمی عمل کرنے سے پتا چلا کہ ان میں سے ایک افسر کو پہلے ہی کسی عورت نے اپنا تابعدار بنایا ہوا ہے۔"

افسر ری ریز نے کہا "میں اس تابعدار افسر کے اندر جانا چاہتا تھا مگر اس کا دماغ لاکڈ تھا پھر میں نے دوسرے کو آلۂ کار بنا کر اس تابعدار افسر کو اعصابی کمزوری میں مبتلا کیا پھر اس کے اندر جانے کے بعد اس کے خیالات نے بتایا کہ اسے کسی عورت نے اپنا معمول اور تابعدار بنایا ہے۔"

"اور یقیناً دیوی نے ایسا کیا ہو گا۔ اب تو یہ بھی معلوم کرنا ہو گا کہ دو میں سے کس دیوی نے ایسا کیا ہے؟"

سپر ماسٹر اے لالاس نے کہا۔ "جس نے بھی کیا ہو' ہماری طرح وہ بھی ایسے ہی منصوبے پر عمل کر رہی ہے کہ فرانس کے حکمران اور فوجی افسران مسلمان ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے زیرِ اثر نہ رہیں۔"

اسٹیل برد کس نے کہا "جس طرح ہم امریکی فوج کے تین سب سے بڑے افسران ہیں اسی طرح ہم نے فرانس کے تین بڑے فوجی افسران کو اپنے شکنجے میں جکڑ لیا ہے۔ اپنی طرح ان کے لب و لہجے کو بدل کر انہیں روپوش رہ کر اپنے فوجی فرائض انجام دینے کا پابند بنا دیا ہے۔ اب دیوی یا فرہاد کوئی بھی ان تین بڑے فوجی افسران کو تلاش نہیں کر سکے گا۔"

سپر ماسٹر اے لالاس نے کہا "میں نے فرانس کی انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل کو بھی شکنجے میں لے کر اسی طرح روپوش رہ کر اپنے فرائض ادا کرتے رہنے کا پابند بنا دیا ہے۔ ہم اسی طرح وہاں کے حکمرانوں اور دیگر اکابرین کو اپنے زیرِ اثر رکھیں گے تو وہ سب فرانس کے ظاہری حکمران اور فوجی افسران رہیں گے لیکن درِ پردہ ہم امریکیوں کے تابع فرمان رہا کریں گے۔"

"ابھی تو ہمیں اپنے ارادوں میں کامیابی حاصل ہو رہی ہے لیکن دیوی کے بھی یہی ارادے ہیں۔ یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ وہ فرانس میں کس حد تک کامیابی حاصل کر چکی ہے۔"

"جب اس کا اور ہمارا منصوبہ ایک ہے تو دیوی سے ٹکراؤ ضرور ہو گا۔ ہم اس سے ایسی غلطی کرانے کی کوشش کریں گے جس کے نتیجے میں شاید ہمیں اس کا پتا ٹھکانا معلوم ہو سکے گا۔"

سپر ماسٹر اے لالاس اور اس کے تینوں ٹیلی پیتھی جاننے والے فوجی افسران دو طرح سے کام کے افراد کو تابعدار بنا رہے تھے۔ ایک تو انہوں نے فرانس کے چیدہ چیدہ افسران اور عہدیداران پر تنویمی عمل کر کے اپنی طرح انہیں روپوش رہنے کا پابند بنایا تھا۔ دوسرے یہ کہ عام سماجی حیثیت رکھنے والوں کے دماغوں میں جگہ



بنا کر صرف عارضی طور پر آلۂ کار بنایا تھا۔ وہ چاروں ایسے آلۂ کاروں کے اندر رہ کر انہیں اسی جھیل کے کنارے پہنچایا کرتے تھے جہاں بہت سے خوبصورت کاٹیج بنے ہوئے تھے اور ان میں کئی کاٹیج علی، پارس، سلمان اور سونیا وغیرہ کے لیے مخصوص تھے۔ شہر میں کئی اپارٹمنٹس بھی میرے فیملی ممبرز کے لیے منتقل رہا کرتے تھے۔

بڑی فوج کے جنرل اسٹیل برد کس نے اپنے ایک آلۂ کار کے ذریعے معلوم کیا کہ ایک اپارٹمنٹ کو کھول کر صفائی کرائی گئی ہے اور وہاں ایک میاں بیوی نے آ کر قیام کیا ہے۔ بیوی بہت خوبصورت ہے اور شوہر بھی خوبرو اور صحت مند ہے۔ دونوں سگریٹ اور شراب نہیں پیتے ہیں۔

ان معلومات سے ظاہر ہو گیا کہ وہ دونوں یوگا کے ماہر ہیں۔ شاید وہ ٹیلی پیتھی بھی جانتے ہوں۔ چونکہ اس مخصوص اپارٹمنٹ میں آ کر قیام کیا تھا اس لیے ان کا تعلق لازماً بابا صاحب کے ادارے سے تھا۔

اسٹیل برد کس نے اپنے آلۂ کار کے ذریعے اس ملازم کے اندر جگہ بنائی جو ان میاں بیوی کی خدمت پر مامور تھا۔ جب وہ میاں بیوی شام کو تفریح کے لیے باہر گئے تو ملازم اپارٹمنٹ میں تنہا رہا۔ اسٹیل برد کس نے اپنے آلۂ کار کو ان میاں بیوی کے تعاقب میں لگا دیا پھر ملازم کے دماغ پر قبضہ جما کر وہاں قیام کرنے والوں کے سامان کی تلاشی لی۔ ان کے پاسپورٹ سے پتا چلا کہ وہ اسرائیل کے شہر تل ابیب سے آئے ہیں۔ وہ عیسائی ہیں۔ مرد کا نام راجر ہے اور بیوی کا نام پاسپورٹ میں بیلا راجر لکھا ہوا ہے۔

یہ تو سبھی جانتے تھے کہ بابا صاحب کے ادارے میں مسلمانوں کے علاوہ عیسائی بھی علم و ہنر سیکھتے تھے اور بڑی بڑی ڈگریاں لے کر دنیا کے مختلف ممالک میں ملازمتیں حاصل کر کے زندگی گزارتے تھے۔ وہ تمام عیسائی بابا صاحب کے ادارے کے احسان مند اور وفادار ہوتے تھے۔

بابا صاحب کے ادارے میں یہودیوں اور ہندوؤں کا داخلہ ممنوع تھا۔ ایسے میں یہ بات قابلِ غور تھی کہ اس ادارے کا ایک وفادار عیسائی اسرائیل میں کافی عرصے تک انجینئر کی حیثیت سے کیسے کام کرتا رہا؟ پاسپورٹ میں راجر پیشے کے اعتبار سے انجینئر تھا۔ اسرائیل میں کسی ایسے شخص کو ملازمت تو کیا وہاں رہنے کی اجازت تک نہیں دی جاتی تھی' جس کا تعلق بابا صاحب کے ادارے سے ہوتا تھا۔

ایسے میں راجر اور مسز بیلا راجر نے کسی رازداری کے بغیر اس اپارٹمنٹ میں قیام کیا تھا اور یہ نہیں سوچا تھا کہ یہودی جاسوس یا موساد کے ایجنٹ ان کی خفیہ نگرانی کر رہے ہوں گے۔

اسٹیل برد کس اپنے آلۂ کار کے اندر رہا۔ وہ آلۂ کار راجر اور بیلا راجر کا تعاقب کر رہا تھا۔ ایفل ٹاور کے گارڈن میں ایک شخص نے ان کا راستہ روکا اور ان سے کچھ کہنے لگا۔ اسٹیل برد کس فوراً اپنے آلۂ کار کو ان کے قریب لے گیا۔ اس وقت راجر اس اجنبی شخص سے پوچھ رہا تھا "تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ میرا نام راجر ہے اور میں اپنی وائف کے ساتھ اسرائیل سے آیا ہوں۔"

اس اجنبی نے اپنا کارڈ دکھاتے ہوئے کہا "میرا تعلق اسرائیلی انٹیلی جنس سے ہے۔ میرے اس کارڈ کو دیکھنے کے بعد سچ نہیں بولو گے تو بہت نقصان اٹھاؤ گے۔"

راجر نے کہا "سچ تو یہ ہے کہ پیرس پہنچنے تک میں راجر تھا اور یہ مسز بیلا راجر تھیں مگر اب وہ پاسپورٹ جو ہمیں اسرائیل سے یہاں لایا تھا' ہمارے لیے بیکار ہو گیا ہے۔ اب ہمارے نام بھی بدل گئے ہیں۔ اب چونکہ اسرائیل سے ہمارا کوئی تعلق نہیں رہا اس لیے تم اپنا اور ہمارا وقت ضائع نہ کرو۔"

"یعنی تم دونوں بہروپیے ہو۔ بابا صاحب کے ادارے کے ایک اپارٹمنٹ میں قیام کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اسرائیل میں ان کے لیے جاسوسی کرتے رہے ہو۔"

راجر نے کہا "کچھ بھی سمجھ لو۔ یہ پیرس ہے۔ فرہاد علی تیمور کا شہر۔ تمہیں یہاں سے جان بچا کر بھاگنے کا راستہ بھی نہیں ملے گا۔"

"کیا تم مجھے تنہا سمجھتے ہو؟"

اس بار بیلا راجر نے کہا "تم تنہا نہیں ہو۔ ادھر فوارے کے پاس تمہارے دو جاسوس ساتھی تمہارے اشارے کے منتظر ہیں۔ وہ اشارہ پاتے ہی سائیلنسر لگے ہوئے ریوالور سے ہمیں ہلاک کر دیں گے۔"

جاسوس نے چونک کر بیلا راجر کو دیکھا پھر کہا "اچھا تو تم ٹیلی پیتھی جانتی ہو۔ کیا تم نہیں جانتیں کہ کہیں سے بھی آنے والی ایک اندھی گولی تمہاری ٹیلی پیتھی کو موت کی نیند سلا دے گی۔"

بیلا راجر مسکرائی۔ وہ جاسوس بے اختیار وہاں سے پلٹ کر فوارے کے پاس کھڑے ہوئے اپنے ساتھیوں کے پاس آیا۔ ایک سے بولا "وہ سائیلنسر لگا ہوا ریوالور نکالو۔"

ساتھی نے ریوالور نکالتے ہوئے پوچھا "کیا انہیں گولی مار دوں؟"

بیلا راجر ریوالور والے کی آواز اور لہجہ سنتے ہی اس کے دماغ پر قابض ہو گئی۔ اس نے دوسرے ہی لمحے میں دونوں ساتھیوں کو ایک ایک گولی ماری پھر ریوالور کو اپنے سینے پر رکھ کر تیسری گولی چلا دی۔ اگرچہ سائیلنسر کے باعث فائرنگ کی آواز نہیں گونجی تھی تاہم ایک کے بعد ایک کو مرتے اور گھاس پر گرتے دیکھ کر وہاں تفریح کرنے والی عورتیں چیخنے لگیں۔ ان کے مرد سہم کر ان لاشوں کو دیکھنے اور سوچنے لگے۔

اب وہ سوچتے ہی رہ جاتے لیکن یہ نہ معلوم ہوتا کہ ان تینوں کے لیے تین گولیاں ریوالور سے نہیں ٹیلی پیتھی کے خفیہ سائیلنسر سے چلائی گئی ہیں۔ ویسے اسٹیل برد کس سمجھ گیا کہ بیلا راجر ٹیلی

پیتھی جانتی ہے۔ اب یہ معلوم کرنا تھا کہ اس ٹیلی پیتھی جاننے والی کی اصلیت کیا ہے' اس کا اصل نام کیا ہے اور بابا صاحب کے ادارے کے لیے پیرس میں کون سی ذمے داری پوری کرنے آئی ہے۔

اسٹیل بروکس نے سپر ماسٹر اے لالاس اور دوسرے دو ساتھیوں کو راجر اور بیلا راجر کے متعلق بتایا۔ وہ سب اس آلۂ کار کے ذریعے ان میاں بیوی کا تعاقب کرتے ہوئے ایک ریستوران میں پہنچے۔ اسٹیل بروکس نے فوراً ہی اپنے آلۂ کار کے ذریعے ایک قریبی ڈرگ اسٹور سے اعصابی کمزوری کی دوا منگوائی سپر ماسٹر اے لالاس نے اس ویٹر کے دماغ میں جگہ بنائی جو کھانے کا آرڈر نوٹ کررہا تھا۔

مختصر یہ کہ ان میاں بیوی کو ٹریپ کرنا آسان ہوگیا۔ جب انہوں نے اپنی پسند کا کھانا کھایا تو دماغ میں خطرے کی گھنٹی بجنے لگی۔ وہ بڑی کمزوری محسوس کررہے تھے۔ سپر ماسٹر اے لالاس اور تینوں ساتھیوں نے سب سے پہلے ان کی اصلیت معلوم کی۔ وہ مرینا تھی اور اس کے ساتھی مرد کا نام ٹام مورس تھا۔ وہ بابا صاحب کے ادارے کا جاسوس تھا۔ تل ابیب میں رہتا تھا۔ جن دنوں مرینا کالا جادو جاننے والے جے پرگولا کے شکنجے میں بری طرح پھنسی ہوئی تھی ایسے وقت اس نے گڑگڑا کر مجھ سے مدد مانگی تھی۔ میں نے اسے جے پرگولا سے نجات دلا کر مشورہ دیا تھا کہ وہ ٹیلی پیتھی کی دنیا میں برتری حاصل کرنے کا خواب دیکھتی رہے گی تو ہمیشہ کی طرح ذلیل و خوار ہوتی رہے گی۔ لہٰذا کسی سے شادی کرکے گمنام ازدواجی زندگی گزارے۔

میں نے اس کے لیے بابا صاحب کے ادارے کے جاسوس ٹام مورس کا انتخاب کیا۔ تب سے مرینا اس کے ساتھ گمنام ازدواجی زندگی گزارتی آرہی تھی پھر بابا صاحب کے ادارے سے ٹام مورس کو ہدایات دی گئیں کہ وہ تل ابیب سے چلا آئے۔ اسے جاسوسی کے لیے کسی دوسرے ملک بھیجا جائے گا۔

اب چونکہ ٹام مورس کا تعلق اسرائیل سے نہیں رہا تھا اس لیے وہ بڑی بے باکی سے مرینا کے ساتھ اس اپارٹمنٹ میں آکر قیام کررہا تھا۔ اسے دوسرے دن بابا صاحب کے ادارے سے ہدایات ملنے والی تھیں۔ اس سے کہا گیا تھا کہ فی الحال پیرس میں آرام اور تفریح کرے۔

اسٹیل بروکس کے آلۂ کار نے مرینا اور ٹام مورس کو اپنی کار میں ایک خفیہ بنگلے تک پہنچا دیا۔ وہ دونوں بنگلے کے اندر آکر الگ الگ بیڈ روم کے بستروں پر گر پڑے۔ اس کے بعد سپر ماسٹر اے لالاس نے مرینا کو اور اسٹیل بروکس نے ٹام مورس کو تھپک کر سلایا۔ جب وہ دونوں گہری نیند میں ڈوب گئے تو ان پر بڑے اطمینان سے تنویمی عمل ہونے لگا۔

تنویمی عمل یہ تھا کہ مرینا جب سپر ماسٹر اے لالاس کی سوچ کی لہروں سے کوئی حکم سنے گی تو اس پر عمل کرے گی۔ ٹام مورس جب اسٹیل بروکس کا حکم سنے گا تو تعمیل کرے گا ورنہ عام حالات میں وہ دونوں بابا صاحب کے ادارے کے وفادار رہیں گے اور یہ بھول جائیں گے کہ وہ کبھی کسی ریستوران میں کھانے کے دوران اعصابی کمزوری میں مبتلا ہوئے تھے اور ان پر کسی نے تنویمی عمل کیا تھا اور یہ کہ تنویمی نیند پوری کرنے کے بعد اس بنگلے سے جائیں گے تو بنگلے کے نمبر اور اس علاقے کو بھول جائیں گے۔

وہ دونوں تنویمی نیند پوری کرنے کے لیے سو گئے۔ نئے سپر ماسٹر اور تینوں افواج کے اعلیٰ افسران نے فرانس کے سیاسی اور سرکاری اکابرین کو اپنا معمول اور تابعدار بنا کر بابا صاحب کے ادارے کے مقابلے میں اپنے قدم مضبوطی سے جمالیے تھے۔ اس کے بعد ٹیلی پیتھی جاننے والی مرینا کو تابعدار بنا کر میری ٹیلی پیتھی جاننے والی فوج میں سے ایک کو بڑی خاموشی سے چھین لیا تھا اور اس پر ایسا عمل کیا تھا کہ ہمیں اس کے چھین لیے جانے کی خبر تک نہیں ہوئی تھی اور پتا نہیں' یہ راز ہم سے کب تک چھپا رہنے والا تھا۔

دیوی نے بھی فرانس میں بڑے معرکے سر کیے تھے۔ وہاں کے اہم عہدیدار اور دیگر اہم اکابرین کو اپنا معمول اور تابعدار بنالیا تھا۔ اب دوسرا مرحلہ یہ تھا کہ وہ مجھ سے اور بابا صاحب کے ادارے سے تعلق رکھنے والے خیال خوانی کرنے والوں کو اپنے زیرِ اثر لانے والی تھی۔

پیرس کے فوجی اور پولیس افسران کو اکثر یہ معلوم رہتا تھا کہ بابا صاحب کے ادارے کا کوئی خاص فرد کب پیرس آتا ہے اور کس طیارے سے ملک کے باہر جاتا ہے یا کون سا اہم فرد ایسا ہے جو کسی دوسرے ملک سے پیرس آرہا ہے پھر اس شہر سے بابا صاحب کے ادارے میں جانے والا ہے۔

یہ معلومات سرکاری افسران کو پہنچائی جاتی تھیں تاکہ وہ ان اہم افراد کی سیکیورٹی کا پورا خیال رکھا کریں۔ ان میں صرف ٹیلی پیتھی جاننے والے ایسے تھے' جن کی آمدورفت کا کسی کو علم نہیں ہوتا تھا کیونکہ ان کے لیے سیکیورٹی کی ضرورت نہیں ہوتی تھی۔ وہ اپنی حفاظت آپ کرلیا کرتے تھے۔

دیوی بھی یہ حقیقت جانتی تھی لیکن یہ امید تھی کہ بابا صاحب کے ادارے کے اہم افراد کے خیالات پڑھ کر شاید کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے مسلمان کا سراغ مل جائے۔ یہ خیال پہلے کبھی نہیں آیا تھا کہ وہ میرے اور بابا صاحب کے ادارے کی قدر و قیمت کو فرانس میں کم کرسکتی ہے۔ مائیک ہرارے نے اسے یہ تدبیر بتائی تھی۔ اگر نہ بتاتا تو وہ تنہا اتنا بڑا قدم نہ اٹھاتی۔

اس نے فرانسیسی فوج کے سب سے بڑے افسر کے دماغ میں پہنچنا چاہا تو ناکامی ہوئی۔ وہ اس بڑے افسر کو اپنا تابعدار بنا چکی تھی۔ اگر وہ سانس روکتا تو وہ آتما شکتی کے ذریعے اس کے اندر پہنچ جاتی لیکن دیوی کی سوچ کی لہروں کو اس اعلیٰ افسر کا دماغ نہیں مل رہا تھا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ وہ مرچکا ہے یا اس نے اپنا لہجہ بدل لیا ہے۔ دیوی نے اس کے ماتحت کے اندر پہنچ کر معلومات حاصل کیں۔ پتا چلا کہ وہ زندہ ہے۔ برّی' بحری اور فضائیہ کے تینوں سربراہ کہیں روپوش ہوگئے ہیں۔ اب کمپیوٹر کے ذریعے اپنے فرائض ادا کرتے ہیں۔ کسی سے فون پر بھی گفتگو نہیں کرتے ہیں۔

دیوی کو یہ سمجھنے میں دیر نہیں لگی کہ نئے سپر ماسٹر نے یہ چال چلی ہے۔ جس طرح وہ اپنے امریکی برّی' بحری اور فضائیہ کے سربراہوں کے ساتھ روپوش ہوگیا ہے اور کمپیوٹر کے ذریعے وہ چاروں اپنے فرائض ادا کررہے ہیں اسی طرح یہ طریقۂ کار فرانس میں اختیار کیا گیا ہے۔

دیوی نے انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر اور پولیس چیف کے دماغوں میں بھی جانا چاہا مگر ناکامیوں نے یہ واضح کردیا کہ سپر ماسٹر نے فرانس کے تمام کلیدی عہدوں پر فرائض ادا کرنے والوں کو اپنے شکنجے میں لے کر انہیں خفیہ رہائش گاہوں میں رہنے کا پابند بنادیا ہے۔

ایک وقت تھا' جب دیوی نے سابقہ سپر ماسٹر اور تینوں افواج کے سربراہوں کو تابعدار بنا کر ان سب کو بے دست و پا بنادیا تھا۔ اب وہ ایسا نہیں کرسکتی تھی۔ نیا سپر ماسٹر اس کے پچھلے مظالم کا بڑی کامیابی سے انتقام لے رہا تھا۔ فرانس میں جو چالیں وہ چل رہی تھی وہی چالیں وہ بھی اسے ناکام بناتے ہوئے چل رہا تھا۔

ایسے وقت ایک سوچ کی لہر اس کے پاس آئی۔ مائیک ہرارے اسے بلا رہا تھا۔ وہ اس کے پاس آکر بولی "تم نہ بلاتے' تب بھی میں آنے والی تھی۔ وہ نیا سپر ماسٹر فرانس میں ہماری چالوں کو تقریباً ناکام بنا چکا ہے۔"

ہرارے نے کہا "میں آپ کی باتیں بعد میں سنوں گا۔۔۔ فی الحال پیرس میں ایک خیال خوانی کرنے والا نظروں میں آگیا ہے۔ میرا ایک آلۂ کار اس کی نگرانی کررہا ہے۔"

"تمہیں کیسے پتا چلا کہ وہ ٹیلی پیتھی جانتا ہے۔"

"میرا ایک آلۂ کار اپنی محبوبہ کو رخصت کرنے ائرپورٹ گیا تھا۔ اسے رخصت کرنے کے بعد وہ واپس جانا چاہتا تھا۔ تب لگیج ہال کے پاس ایک بڑا سرکاری افسر ائرپورٹ کے کسٹم افسر سے کہہ رہا تھا "مجھ پر جھوٹا الزام لگانے سے پہلے سوچ لو کہ الزام ثابت نہ ہوا تو میں تمہیں کسٹم کے شعبے سے دھکے دے کر نکال دوں گا۔"

کسٹم افسر کشمکش میں تھا۔ وہ بولا "سر! آپ میرے خلاف بہت کچھ کرسکتے ہیں لیکن میرے دماغ میں بار بار یہ بات آرہی ہے کہ آپ کے بریف کیس میں بیس عدد ہیروئن کے پیکٹس ہیں۔"

ایسے ہی وقت ایک جوان نے آکر کسٹم افسر کو اپنا ایک کارڈ دکھایا۔ مائیک ہرارے نے کسٹم افسر کے دماغ میں رہ کر دیکھا۔ وہ کارڈ بابا صاحب کے ادارے سے تعلق رکھتا تھا۔ جوان نے کارڈ اپنی جیب میں رکھ کر کہا "یہ سرکاری افسر خواہ کتنے ہی اختیارات کا مالک ہو مگر قانون سے بالاتر نہیں ہے۔ اس کا بریف کیس کھولو اور اسے ہتھکڑیاں پہناؤ۔"

بابا صاحب کے ادارے کا نام ایسا مستند تھا کہ کسٹم افسر نے اسے پڑھتے ہی یقین کرلیا کہ وہی کارڈ دکھانے والا شخص اس کے دماغ میں اب تک بول رہا تھا اور اس کی انفارمیشن کبھی غلط نہیں ہوگی۔

پھر یہی ہوا۔ بریف کیس جبراً کھولنے کے بعد ہیروئن کے ۲۰ عدد پیکٹس برآمد ہوئے۔ اس بڑے سرکاری افسر کو ہتھکڑیاں پہنا دی گئیں۔

مائیک ہرارے نے دیوی سے کہا "وہ کارڈ دکھانے والا شخص ضرور ٹیلی پیتھی جانتا ہے۔ میں اس کے اندر اس لیے نہیں گیا کہ شاید وہ یوگا کا ماہر ہو۔ میرا آلۂ کار اس کی نگرانی کررہا ہے۔ آپ میرے آلۂ کار کے ذریعے اس کی آواز سن کر آتما شکتی کے ذریعے اس کے اندر پہنچ سکیں گی۔"

ہرارے نے دیوی کو اپنے آلۂ کار کے اندر پہنچا دیا۔ وہ آلۂ کار دیوی کی مرضی کے مطابق اس اجنبی جوان کے پاس آیا' جس کا تعلق بابا صاحب کے ادارے سے تھا۔ اس آلۂ کار نے اپنے ہونٹوں کے درمیان ایک سگریٹ رکھتے ہوئے پوچھا "کیا آپ کے پاس لائٹر ہے؟"

اس نے جواباً کہا "سوری۔ میں سگریٹ نہیں پیتا اور دوسروں کو بھی نصیحت کرتا ہوں کہ جو زہر کینسر کی طرف لے جاتا ہے اس سے پرہیز کریں۔"

دیوی آتما شکتی کے ذریعے اس کے اندر پہنچ گئی۔ وہ محسوس نہ کرسکا۔ اس کے چور خیالات پڑھتے ہی معلوم ہوا کہ وہ ٹیلی پیتھی جاننے والا جے مورگن ہے۔ اس نے اب تک بابا صاحب کے ادارے میں رہ کر بڑی اہم تربیت حاصل کی تھی۔ وہ اس ادارے اور جناب تبریزی سے بہت متاثر تھا کیونکہ وہاں طویل عرصے تک رہنے کے دوران کبھی اس سے یہ نہیں کہا گیا تھا کہ وہ عیسائیت کو چھوڑ کر اسلام قبول کرلے۔

اس ادارے میں عیسائی کافی تعداد میں تھے۔ انہوں نے وہاں یہ سیکھا تھا کہ انسان کو انسانیت کے دشمنوں کے خلاف لڑنا چاہیے اور جہاں ناانصافی ہو' وہاں انصاف کا بول بالا کرنا چاہیے۔

دیوی نے کہا "ہرارے! میں جب بھی مایوس ہوتی ہوں' تم کامیابی کی ایک روشنی میں لے آتے ہو۔ یہ بابا صاحب کے ادارے کا ایک بہت اہم خیال خوانی کرنے والا ہے۔ اس کا نام جے مورگن ہے۔ اپنے آلۂ کار سے کہو۔ یہ اس کے ساتھ جائے گا۔ آلۂ کار پیرس کے باہر کسی مضافاتی ہوٹل کا ایک کمرا اس کے لیے حاصل کرے گا اور راستے میں کہیں رک کر میک اپ کا سامان بھی خریدے گا۔"

دیوی نے جے مورگن کے دماغ کو آتما شکتی کے ذریعے پوری طرح جکڑ لیا پھر اس کے احکامات کے مطابق اس آلۂ کار اور مائیک

ہرارے نے میک اپ کا سامان خرید کر اسے شہر سے دور ایک درمیانی درجے کے ہوٹل میں پہنچا دیا۔

اس دوران جے مورگن کے چور خیالات بتاتے رہے تھے کہ ابھی وہ ایک طیارے سے اسرائیل جانے والا تھا۔ اس کے پاس ایک جعلی پاسپورٹ تھا جس کے مطابق وہ ایک یہودی سرکاری ملازم تھا اور تل ابیب جا رہا تھا۔

یہ تبدیلی اس لیے آئی تھی کہ بابا صاحب کے ادارے کا ایک جاسوس ٹام مورس اپنی ٹیلی پیتھی جاننے والی مرینا کے ساتھ واپس آگیا تھا اور پیرس کے ایک اپارٹمنٹ میں ٹھہرا ہوا تھا۔

مرینا کا نام سن کر دیوی خوشی سے کھل گئی۔ جو ایک طویل عرصے سے لاپتا تھی' اس کا سراغ مل گیا تھا۔ ایک زمانہ تھا جب وہ مرینا دیوی شی تارا کے بھائی پے پے سرنا کی داشتہ تھی اور ایسی مکار تھی کہ ایک بار مجھ پر قاتلانہ حملہ بھی کیا تھا۔ دیوی کو ایسی ہی ٹیلی پیتھی جاننے والی کی ضرورت تھی۔ اس نے ہرارے کو پیرس کے اس اپارٹمنٹ کا نمبر بتایا پھر کہا "میں جے مورگن پر تنویمی عمل کر رہی ہوں تب تک تم اپنے آلۂ کار کے ذریعے اس اپارٹمنٹ پر نظر رکھو۔ وہاں مرینا ڈی فونزا ٹیلی پیتھی جاننے والی کا قیام ہے۔ اگر وہاں کوئی ملازم ہو تو اسے بھی ٹریپ کرو۔"

مائیک ہرارے اپنے آلۂ کار کے ساتھ چلا گیا۔ دیوی نے جے مورگن کو ہوٹل کے بند کمرے میں تھپک تھپک کر سلایا پھر اس پر عمل کرنے لگی۔

عمل یہ تھا کہ وہ خود کو جے مورگن کی حیثیت سے بھول جائے گا اور اپنا چہرہ تبدیل کر کے روپوشی کی زندگی گزارے گا۔

دوسری بات یہ کہ وہ بابا صاحب کے ادارے' فرہاد اور فرہاد کی پوری فیملی کی دوستی اور محبتوں کو بھول جائے گا اور ان سب کو اپنا بدترین دشمن سمجھتا رہے گا۔

تیسرا عمل یہ کہ وہ صرف سونیا کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرے گا باقی تمام خیال خوانی کرنے والوں کو محسوس کرے گا اور فوراً سانس روک کر انہیں بھگا دیا کرے گا۔

چوتھا عمل یہ کہ تنویمی نیند پوری کرنے کے بعد وہ کمرے میں رکھے ہوئے میک اپ کے سامان کے ذریعے اپنے چہرے پر تبدیلیاں کرے گا پھر سونیا کی سوچ کی لہریں اسے پیرس کے ایک چھوٹے سے بنگلے میں لے جائیں گی۔ اس بنگلے میں اس کا قیام رہے گا۔ اس کے نئے نام اور نئے چہرے کے مطابق شناختی کارڈ اور دیگر ضروری کاغذات اس بنگلے میں پہنچا دیے جائیں گے۔

وہ تنویمی عمل سے فارغ ہو کر اسے تنویمی نیند سلا کر مائیک ہرارے کے پاس آئی۔ وہ بولا "میں اس اپارٹمنٹ کے ملازم کے اندر پہنچ چکا ہوں۔ اس کے خیالات بتا رہے ہیں کہ مرینا اپنے شوہر کے ساتھ شام کو گئی تھی۔ اب رات کے دو بج رہے ہیں۔ لیکن ابھی تک واپس نہیں آئی ہے۔"

بہت عرصے پہلے مرینا کی جو آواز اور لہجہ تھا' اسے دیوی نے آزمایا مگر اس کا سراغ نہیں ملا۔ وہ بولی "ہرارے! کچھ گڑبڑ ہے کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ نئے سپر ماسٹر نے اسے ٹریپ کیا ہو؟"

"ایسا ہو سکتا ہے لیکن پیرس کی رات بھی دن کی طرح ہوتی ہے۔ صبح تک نائٹ کلب اور تفریح گاہیں کھلی رہتی ہیں۔ شاید وہ اپنے شوہر کے ساتھ انجوائے کر رہی ہو۔ ہمیں انتظار کرنا چاہیے۔"

وہ انتظار کرنے لگے۔ سپر ماسٹر اور اسٹیل بروکس نے مرینا اور ٹام مورس پر تنویمی عمل کیا تھا۔ انہوں نے تنویمی نیند پوری کرنے کے بعد بیدار ہو کر اپنے اپارٹمنٹ کا رخ کیا۔ وہ دونوں اپنے اپنے عامل کے احکامات کے مطابق بھول گئے تھے کہ ان پر تنویمی عمل کیا گیا تھا۔ واپسی پر یہ خیال ذہن میں رہا کہ وہ تفریح کرنے کے بعد اپارٹمنٹ میں آئے ہیں۔

ملازم نے ان کے لیے اپارٹمنٹ کا دروازہ کھولا پھر دیوی کی مرضی کے مطابق بولا "میں آپ کے انتظار میں تمام رات جاگتا رہا ہوں۔ اب تو صبح ہونے والی ہے۔ آپ لوگ کچھ کھائیں گے یا کافی وغیرہ نوش کریں گے؟"

مرینا نے ایک صوفے پر بیٹھ کر ٹام مورس سے کہا "ہم نے تمام رات تفریح کی مگر یاد نہیں آرہا ہے کہ کچھ کھایا بھی ہے یا نہیں۔ مجھے تو بھوک لگ رہی ہے۔ کیا تم بھی کچھ کھاؤ گے؟"

ٹام مورس نے ملازم سے کہا "ہاں' ہم دونوں کے لیے کچھ کھانے کو لے آؤ۔"

ملازم چلا گیا۔ دیوی آتما شکتی کے ذریعے چپ چاپ مرینا کے اندر پہنچ گئی۔ اس کے چور خیالات الجھے ہوئے تھے اور کہہ رہے تھے کہ کہیں تفریح نہیں کی ہے۔ شاید کچھ بیمار ہو گئی تھی۔ شاید کہیں سو گئی تھی۔ چور خیالات کے خانے میں جو یادداشت تھی' وہ کمزور تھی اور یہ ظاہر ہو رہا تھا کہ اس پر کسی نے تنویمی عمل کیا ہے۔

مرینا کی ذہنی کیفیت بتا رہی تھی کہ وہ اچھی طرح سونے کے بعد کہیں سے آئی ہے۔ اس کی یادداشت سے اس جگہ کا نام اور اس مکان کا نمبر بھی گم ہو گیا تھا' جہاں وہ سوتی رہی تھی۔

سپر ماسٹر اے لالا اس نے اسے اپنی معمولہ اور تابعدار بنایا تھا اور جانتا تھا کہ وہ کس وقت تنویمی نیند پوری کر کے اپنے اپارٹمنٹ واپس جائے گی۔ اسی حساب سے سپر ماسٹر نے مرینا کے دماغ میں پہلے خاموشی سے آکر دیکھا اور مطمئن ہوا کہ وہ ٹام مورس کے ساتھ اپنے اپارٹمنٹ میں واپس آگئی ہے۔

ملازم نے میز پر کھانا لگا دیا تھا۔ سپر ماسٹر اب یہ آزمانا چاہتا تھا کہ اس کا تنویمی عمل کس حد تک کامیاب ہوا ہے۔ اس نے کہا۔ "ہیلو مرینا! کیا تم اپنے عامل کی آواز پہچان رہی ہو؟"

وہ کھانے کی میز پر آکر بولی "ہاں۔ پہچان رہی ہوں۔"



اس نے پوچھا "کیا میرے احکامات یاد ہیں؟"

"ہاں۔ یاد ہیں۔ میں تمہارے احکامات کے مطابق عام [حالات] میں ٹام مورس کی بیوی اور بابا صاحب کے ادارے کی [آل]ۂ کار رہوں گی لیکن درپردہ تمہارے احکامات کی تعمیل کرتی رہوں [گی۔] صرف تمہاری آواز اور لہجے کو محسوس نہیں کروں گی۔ کوئی [دوس]ری سوچ کی لہر آئے گی تو سانس روک کر اسے بھگا دوں گی۔"

سپر ماسٹر کا تنویمی عمل کامیاب تھا مگر وہ دیوی کی ان سوچ کی [لہر]وں کو محسوس نہیں کر سکتی تھی' جو آتما شکتی کے ذریعے دماغ میں [آئ]ی ہوئی تھیں اور نہ ہی سپر ماسٹر کو وہاں دیوی کی موجودگی کا علم [تھ]ا۔

دیوی مسکرا رہی تھی۔ آخر اس نے نئے سپر ماسٹر کی آواز سن [لی] تھی۔ وہ چند لمحوں تک اس آواز اور لہجے کو اچھی طرح ذہن [نشی]ن کرتی رہی پھر اس نے خیال خوانی کی پرواز کی۔ اس کی سوچ کی [لہر]وں کو دماغ میں جگہ مل گئی لیکن جس کے دماغ میں پہنچی وہ سو رہا [تھا ج]ب کہ سپر ماسٹر مرینا کے دماغ میں بول رہا تھا۔

دیوی جس خوابیدہ شخص کے اندر پہنچی اس کے چور خیالات [ن]ے بتایا کہ وہ بیس بال کا ایک مشہور کھلاڑی ہے۔ اس کا امریکی [سیاس]ت اور حکومت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ گویا سپر ماسٹر نے [کس]ی لب و لہجے میں مرینا کو معمولہ اور تابعدار بنایا تھا۔ اپنی اصل [آو]از اور لہجے کو چھپایا تھا۔ بہت چالاک تھا۔ یہ سمجھتا تھا کہ دیوی [ا]ن کے کسی بھی آلۂ کار کے اندر پہنچ کر اس کی آواز سنے گی تو پھر وہ [آت]ما شکتی والی کو اپنے اندر آنے سے نہیں روک سکے گا۔

اس نے مائیک ہرارے کو مرینا کے دماغ میں ہونے والی تمام [با]تیں بتائیں پھر کہا "مرینا کو تابعدار بنانے والا کون ہے؟ ابھی [پو]ری طرح تصدیق نہیں ہوئی ہے۔ وہ سپر ماسٹر ہو سکتا ہے مگر اس [ک]ے تین فوجی ساتھیوں میں سے کوئی ہو سکتا ہے۔ تمہارا کیا خیال [ہ]ے' ان چاروں کے سوا بھی کوئی ہو سکتا ہے؟"

"میرا خیال ہے۔ ان چاروں میں سے کوئی ہے۔ اگر ہم [مخا]لفین کا حساب کریں تو ایک طرف فرہاد اور بابا صاحب کا ادارہ ہے۔ دوسری طرف سپر ماسٹر ہے اور تیسرا محاذ پربھا اور اس کے [گ]رو دیو کا ہے۔ جیسا کہ اب تک معلوم ہوا ہے گرو گیان رائے مہا [ش]کتی مان ہیں۔ انہیں مرینا یا کسی اور پر تنویمی عمل کرنے کی [ضر]ورت نہیں ہے۔ وہ تو مہا آتما شکتی سے کسی کے بھی اندر پہنچ کر [اس]ے اپنے طور پر استعمال کر سکتے ہیں۔"

دیوی نے تائید کی "ہاں۔ یہ گرو گیان رائے کا کام نہیں ہے۔ [فرہ]اد کی خیال خوانی کرنے والی فوج میں مرینا شامل تھی اس لیے [فرہ]اد اسے تابعدار نہیں بنائے گا۔ برادر کبیر کبھی بابا صاحب کے [اد]ارے کے خلاف کام نہیں کرتا ہے اس لیے وہ بھی مرینا کے [س]اتھ ایسا سلوک نہیں کرے گا۔ یہ صرف سپر ماسٹر اور اس کے [تی]ن فوجی ساتھیوں کا کام ہے۔"

ہرارے نے کہا "اس میں شبہ نہیں کہ یہ نیا سپر ماسٹر چالبازیوں سے بھرپور ذہانت رکھتا ہے۔ آپ نے یہ اچھا کیا کہ مرینا کے اندر خاموشی سے اس کی باتیں سنتی رہیں۔ سپر ماسٹر کو خوش فہمی میں رکھنا چاہیے کہ اس کی ان حرکات سے سب بے خبر ہیں۔ اس طرح مرینا کے چور خیالات سے معلوم ہوتا رہے گا کہ وہ فرانس میں اسے معمولہ بنا کر کیا کام لینا چاہتا ہے۔"

"تم میرے دماغ میں آؤ۔ میں تمہیں مرینا کے اندر لے چلتی ہوں۔ وہ لب و لہجہ اس کے ذہن میں نقش ہے جس کے ذریعے وہ معمولہ بنی ہوئی ہے۔ تم اس کے چور خیالات پڑھ کر اس لب و لہجے کو ذہن نشین کرو۔"

ہرارے نے یہی کیا۔ دیوی کے ذریعے مرینا کے اندر آیا اور اس کے خیالات پڑھ کر اس کے عامل کے لب و لہجے کو کئی بار سن کر ذہن نشین کرنے لگا۔

دیوی نے کہا "فرانس کی تینوں افواج کے سربراہوں کو بھی اسی لب و لہجے کے ذریعے اپنا تابعدار بنایا گیا ہوگا۔ تم ان فوجی سربراہوں کے اندر پہنچنے کی کوشش کرو۔"

ہرارے نے کوشش کی لیکن وہ کسی کے بھی دماغ میں نہ پہنچ سکا۔ سپر ماسٹر بہت چالاک تھا۔ وہ اور اس کے تینوں فوجی ساتھیوں نے پتا نہیں ان اہم افراد کو کس لب و لہجے کے ذریعے تابعدار بنائے رکھا تھا۔ دیوی ان چاروں کے طریقۂ کار کو پوری طرح نہیں جان سکی لیکن ہرارے کو بیس بال کے ایک کھلاڑی کے لب و لہجے سے آشنا کرا دیا۔ آئندہ سپر ماسٹر کی طرح ہرارے بھی بہ وقتِ ضرورت مرینا کے دماغ میں پہنچ سکتا تھا۔

وہ اب تک ٹام مورس کے ساتھ ازدواجی زندگی گزارتی آرہی تھی اور ٹام مورس اسرائیل میں رہنے کے دوران ان تمام سراغرسانوں کو جانتا تھا' جو بابا صاحب کے ادارے کے لیے وہاں جاسوسی کیا کرتے تھے۔ بری فوج کے جنرل اسٹیل بروکس اور مائیک ہرارے نے اس کے دماغ میں پہنچ کر ان تمام سراغرسانوں کے نام پتے اور فون نمبر معلوم کر لیے تھے۔ میرے ٹیلی پیتھی جاننے والے جن کوڈ ورڈز کے ذریعے ان کے دماغوں میں پہنچ کر متعارف ہوتے تھے' وہ کوڈ ورڈز بھی انہیں اپنے معمول ٹام مورس کے ذریعے معلوم ہو گئے تھے۔

ایسی معلومات حاصل کرنے کے بعد سپر ماسٹر اور اس کے ساتھیوں کا خیال تھا کہ بابا صاحب کے ادارے کے تمام سراغرسانوں کو بھی یکے بعد دیگرے ٹریپ کر کے اپنا تابعدار بنائیں گے پھر وہ سراغرساں بابا صاحب کے ادارے کے لیے جو جاسوسی کریں گے اور اسرائیل کے خفیہ راز معلوم کریں گے ان سے امریکا کو فائدہ پہنچتا رہے گا۔

دیوی کا ارادہ مختلف تھا۔ وہ ایک طرح سے خفیہ یہودی تنظیم کی سربراہ تھی۔ اس تنظیم کے افراد برین آدم کو اپنا سربراہ سمجھتے

تھے۔ وہ دیوی کو جانتے تھے لیکن اپنی سربراہ کی حیثیت سے نہیں جانتے تھے۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ اسرائیل کے نہایت خفیہ راز سپر ماسٹر کو معلوم ہوں یا وہ بابا صاحب کے ادارے کے سراغرسانوں سے فائدہ اٹھائے۔ اس نے ہرارے سے کہا "اسرائیل میں سپر ماسٹر کے کسی آلۂ کار کو زندہ نہیں رہنا چاہیے۔ تمہاری کیا رائے ہے؟"

"ہم نے جے مورگن کو غائب کردیا ہے۔ ایسے میں بابا صاحب کے ادارے کے سراغرساں مارے جائیں گے تو اس ادارے کے تمام خیال خوانی کرنے والوں کو آپ پر شبہ ہوگا۔ ہمیں پہلے الزامات سے بالاتر ہوکر اسرائیل سے ان سراغرسانوں کو ختم کرنا ہوگا۔"

"میں سمجھی نہیں۔ تم کیا کرنا چاہتے ہو؟"

"میں سپر ماسٹر بننا چاہتا ہوں۔ ابھی تک کسی نے نئے سپر ماسٹر کی آواز نہیں سنی ہے۔ میں ایک اجنبی لب و لہجے میں خود کو سپر ماسٹر ظاہر کروں گا اور مخالفین کو چیلنج کروں گا تو اس کے بعد ہم جو وارداتیں کریں گے اس کا الزام سپر ماسٹر پر آئے گا۔"

وہ خوش ہوکر بولی "فنٹاسٹک۔ تم واقعی شطرنج کے عالمی چیمپئن ہو۔ اس نیک کام میں دیر نہ کرو۔"

مائیک ہرارے نے پہلے ٹیلی فون کے ذریعے بابا صاحب کے ادارے کے انچارج سے رابطہ کیا پھر کہا "میں نیا سپر ماسٹر بول رہا ہوں۔ فرہاد علی تیمور سے بات کرنا چاہتا ہوں۔"

"سوری۔ مسٹر فرہاد یہاں موجود نہیں ہیں۔"

"ان کی غیر موجودگی میں جو بھی ٹیلی پیتھی جاننے والا وہاں کا بڑا ہوتا ہے' اس سے گفتگو کراؤ۔"

اسے ہولڈ آن کے لیے کہا گیا۔ تھوڑی دیر بعد سلمان کی آواز سنائی دی۔ "ہیلو۔ کیا مجھ سے امریکا کا سپر ماسٹر مخاطب ہے؟"

"ہاں۔ مجھ سے پہلے والا سپر ماسٹر مرچکا ہے۔ مجھ میں یہ خوبی ہے کہ میں روبوٹ ٹیلی پیتھی جاننے والا ہوں۔ تم فون کا ریسیور رکھ دوگے تب بھی ہزاروں میل دور سے تمہاری آواز سنتا رہوں گا۔"

سلمان نے کہا "بڑی خوشی ہوئی کہ امریکا میں پہلی بار ایک سپر ماسٹر غیر معمولی صلاحیتوں کا حامل ہوگیا ہے مگر تمہیں افسوس ہوگا جب فون بند ہونے کے بعد میری آواز نہیں سن سکوگے۔"

"میں سمجھ گیا۔ تم ابھی اپنے اصل لب و لہجے میں نہیں بول رہے ہو اور یوگا کے ماہر ہو اس لیے جبڑاً تمہارے دماغ میں نہیں آسکوں گا۔"

"شاباش سمجھ دار ہو۔ آگے بولو اور اپنے دل کے پھپھولے پھوڑو۔"

"آج تک تم تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے بابا صاحب کے ادارے میں محفوظ رہ کر بڑی کامیابیاں حاصل کرتے آئے ہو لیکن یہ بابا صاحب کا ادارہ بھی فرانس سے تحفظ حاصل کرتا ہے۔ اب ایسا نہیں ہوگا۔"

"اچھا تو آئندہ امریکا جو چاہے گا' وہی ہوا کرے گا۔"

"تم کہہ رہے ہو کہ ہوا کرے گا جب کہ ایسا ہونے لگا ہے۔ بہت جلد حکومتِ فرانس بابا صاحب کے ادارے کو نوٹس دے گی کہ اس ادارے کو حکومت کی تحویل میں دیا جائے۔ اس ملک سے تمہارے جیسے تمام مسلمان ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا بوریا بستر گول ہونے والا ہے۔"

"مجھے یقین ہے کہ تم سپر ماسٹر نہیں ہو۔ اب پوچھو کہ کیسے؟"

"اور مجھے یقین ہے کہ تم غیب کی باتیں نہیں جانتے ہو پھر بھی پوچھ رہا ہوں' میرے سپر ماسٹر ہونے میں شبہ کیوں ہے؟"

"صرف سپر ماسٹر ہی نہیں' وہاں کی تینوں افواج کے سربراہ اور حکمران جانتے ہیں کہ ہمیں چھیڑا جاتا ہے تو ہم امریکا پر چڑھ دوڑتے ہیں اور تم تو بہت بڑی بات کہہ رہے ہو کہ ہم سب کو فرانس سے بے دخل کیا جائے گا۔ جو اصل سپر ماسٹر ہے اسے اتنی سی عقل ضرور ہوگی کہ یہاں سے بے دخل ہوتے ہی فرہاد علی تیمور کا ٹیلی پیتھی جاننے والا پورا قافلہ امریکا میں پڑاؤ ڈالے گا۔"

ہرارے نے کہا "کوئی اپنی شامت کو نہیں بلاتا لیکن میں بلا رہا ہوں۔ ہمارے پاس موم کے بنے ہوئے خیال خوانی کرنے والے نہیں ہیں۔ سب کے سب روبوٹس ہیں۔ تم لوگوں کو فرانس سے نکلنے کے بعد امریکا جیسے بڑے ملک میں تو کیا' کسی چھوٹے سے جزیرے میں بھی جگہ نہیں ملے گی۔"

"خبریں ختم ہوچکی ہیں یا اور کچھ باقی ہیں؟"

"خوش فہمی میں مبتلا رہنے والے ہمیشہ مات کھاتے ہیں اور آنے والی مصیبتوں کو محض افواہ یا جھوٹی خبریں سمجھتے ہیں۔"

"مسٹر ہناپستی سپر ماسٹر! میں نے آج تک ایسا دشمن نہیں دیکھا جو ہمیں آنے والی مصیبتوں سے آگاہ کرتا ہو اور اگر واقعی سپر ماسٹر ہو تو دشمنی سے آگاہ کرنے والی دوستی کا شکریہ۔"

دوسری طرف سے فون بند کردیا گیا۔ ہرارے سوچ میں پڑ گیا۔ دیوی اس کے اندر ان کی گفتگو سن رہی تھی۔ حیرانی سے بولی "اس نے یہ صحیح تجزیہ کیا ہے کہ کوئی اپنے مخالف کو آنے والے مصائب سے آگاہ نہیں کرتا ہے۔ یہ بھی درست ہے کہ ان کے خلاف اقدامات کرنے والا سپر ماسٹر کبھی کھل کر مخالفت کا اعتراف نہیں کرے گا۔ تعجب ہے ہرارے! تمہارے ذہن میں ایسی کمزور چال کیوں آئی؟"

"دیوی جی! میں نے جو چال چلی ہے اس کی تعریف میں بہت کچھ کہہ سکتا ہوں' آپ کو قائل کرسکتا ہوں کہ میرے اس اقدام کا نتیجہ خاطر خواہ ہوگا لیکن دانائی یہ ہے کہ آئندہ غلطیوں سے بچنے کے لیے موجودہ غلطی کا اعتراف کیا جائے۔ یہ ضد نہ کی جائے کہ مجھ جیسے شاطر سے کوئی غلطی نہیں ہوسکتی۔"

"ہرارے! تم بہت اچھے ہو۔ اپنے بڑے پن کو نظر انداز کرکے غلطی کا اعتراف کرتے ہو۔ میں نے ماضی میں کئی غلطیاں کی ہیں مگر ان کا اعتراف کرتے وقت اپنی توہین محسوس کرتی تھی۔ اسی لیے میرے حصے میں ناکامیاں زیادہ رہیں۔ آئندہ میں تمہاری طرح جرأت مندی سے ان غلطیوں کا اعتراف کروں گی' جو مجھ سے سرزد ہوا کریں گی۔"

"دوسروں کو ٹھوکریں کھاتے دیکھ کر سبق حاصل کرنا بڑی دانائی کی بات ہے۔ ویسے میں نے جو چال چلی ہے وہ سراسر غلط نہیں ہے مگر کمزور ہے۔ مجھ سے فون پر بات کرنے والے کا انداز بتا رہا تھا جیسے وہ مجھ سے اگلوانا چاہتا ہو کہ میں سپر ماسٹر نہیں ہوں۔ اس کی دلیل اپنی جگہ درست تھی لیکن وہ شبہے میں مبتلا تھا اور میں نے آخر تک اسے شبہے میں مبتلا ہی رکھا۔ مجھے یقین ہے کہ وہ شبہ دور کرنے کے لیے سپر ماسٹر سے رابطہ ضرور کرے گا۔"

"پھر تو شبہ دور ہوجائے گا۔ سپر ماسٹر صاف طور سے کہے گا کہ ابھی اس نے فون پر رابطہ نہیں کیا تھا اور نہ ہی وہ فرانس میں ان کے خلاف کوئی چال چل رہا ہے۔"

"دیوی جی! فرہاد کے ساتھیوں میں یہی تو ایک بات مشترک ہے کہ وہ گھما پھرا کر باتیں کرتے ہیں۔ اسے شبہ ہوگا تو وہ پہلے براہِ راست سپر ماسٹر سے بات نہیں کرے گا۔ پہلے فرانس کے اہم اکابرین سے تصدیق کرے گا۔"

مائیک ہرارے کا اندازہ یا یقین درست تھا۔ سلمان نے فون بند کرنے کے بعد خیال خوانی کے ذریعے انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل سے رابطہ کرنا چاہا تو اس کی سوچ کی لہریں بھٹک کر واپس آگئیں۔ اس نے ڈائریکٹر جنرل کے ماتحت سے رابطہ کرکے پوچھا "میں سلمان بول رہا ہوں۔ ڈائریکٹر جنرل صاحب سے ٹیلی پیتھی کے ذریعے رابطہ کیوں نہیں ہو رہا ہے؟ وہ خیریت سے تو ہیں؟"

"جی ہاں خیریت سے ہیں لیکن کہیں روپوش ہوگئے ہیں۔ انہوں نے اپنی رہائش گاہ بھی بدل لی ہے۔ نہ جانے کہاں رہتے ہیں۔ کمپیوٹر کے ذریعے رابطہ کرتے ہیں اور کمپیوٹر کے ذریعے ہی اہم احکامات صادر کرتے ہیں۔"

"کیا ڈائریکٹر جنرل صاحب نے یہ نہیں بتایا کہ وہ ایسا کیوں کررہے ہیں؟"

"میں نے بھی پوچھا' حکومت نے بھی یہی سوال کیا لیکن پتا چلا کہ تینوں افواج کے سربراہوں' پولیس چیف اور اہم حکومتی اداروں کے کئی عہدیداروں نے بھی روپوشی اختیار کرلی ہے۔ یہ تمام لوگ کسی سے فون پر باتیں نہیں کرتے ہیں۔ ہم نے پچھلے دو دنوں سے ان کی آوازیں نہیں سنی ہیں۔ اس کے باوجود کمپیوٹر کے ذریعے' وہ سب اپنے حکومتی فرائض ادا کررہے ہیں۔"

سلمان نے ثانی' علی' پارس' سونیا اور مجھ کو اس سلسلے میں بتایا۔

سونیا نے کہا "فرانس کے جتنے حکام اور اعلیٰ عہدیدار ہیں' تم سب خود ہی ان کے اندر پہنچنے اور معلوم کرنے کی کوشش کرو کہ وہ ایسا کیوں کررہے ہیں؟ میرا خیال ہے' وہ دیوی سے خوف زدہ ہیں۔ وہ آتما شکتی کے ذریعے ان کے پاس آکر انہیں پریشان کرتی ہوگی۔"

ہم سب وہاں کے اعلیٰ حکام' فوجی اعلیٰ افسران اور جتنے بھی کلیدی شعبوں کے عہدیدار ہیں' ان کے دماغوں کی طرف خیال خوانی کی پرواز کرنے لگے اور ناکام ہونے لگے۔ یہ بات سمجھ میں آئی کہ ان سب کا برین واش کیا گیا ہے۔ تنویمی عمل کے ذریعے ان سب کی آواز' لہجہ اور شخصیت بدل کر انہیں روپوش رہنے کا پابند بنایا گیا ہے۔

میں نے امریکی وزارتِ خارجہ سے رابطہ کرکے کہا "میں فرہاد علی تیمور بول رہا ہوں اور سپر ماسٹر سے گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔"

تھوڑی دیر بعد نائب سپر ماسٹر سے رابطہ ہوا۔ اس نے کہا۔ "میں نائب سپر ماسٹر ہوں اور آپ کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ آپ ہمارے سپر ماسٹر سے جو گفتگو کریں گے' جواب میں ان کی تحریر کمپیوٹر اسکرین پر آئے گی اور آپ میرے ذہن سے وہ جواب پڑھ سکیں گے۔"

"میں نے سنا ہے نیا سپر ماسٹر روبوٹ ٹیلی پیتھی جاننے والا ہے۔ پاشا میں جتنی خوبیاں تھیں وہ سب اس میں سما گئی ہیں۔ میں اس کے دماغ میں جاؤں گا تو وہ سانس روک لے گا۔ جب وہ اتنا زبردست بن چکا ہے تو مجھ سے فون پر باتیں کرسکتا ہے۔"

نائب نے کہا "ہوسکتا ہے فون پر ہونے والی گفتگو دیوی سن لے۔ وہ اپنی آتما شکتی سے روبوٹ کے دماغ میں بھی پہنچ سکتی ہے۔"

میں نے کہا "تعجب ہے۔ آج صبح تمہارے سپر ماسٹر نے بابا صاحب کے ادارے میں فون کیا تھا اور فون پر ہمارے ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے سے دیر تک گفتگو کی تھی۔ کیا اس وقت دیوی کی طرف سے اندیشہ نہیں تھا؟"

"آپ کو دھوکا ہوا ہے۔ ہمارے سپر ماسٹر نے آج تک اپنے ملک کے اعلیٰ حکام کو بھی اپنی آواز نہیں سنائی۔ ان سے بھی کمپیوٹر کے ذریعے اہم معاملات پر گفتگو ہوتی ہے۔ ویسے آپ کہتے ہیں تو میں ابھی سپر ماسٹر سے دریافت کرتا ہوں۔"

نائب نے کمپیوٹر کے ذریعے سپر ماسٹر اے لالاس سے رابطہ کیا۔ اسے میری تمام گفتگو سنائی۔ جواب میں اسکرین پر تحریر ابھری۔ "میں نے بابا صاحب کے ادارے کے کسی فرد سے فون پر رابطہ نہیں کیا ہے۔ اگر کسی نے خود کو سپر ماسٹر بنا کر پیش کیا ہے تو وہ دیوی کا کوئی آلۂ کار ہوگا۔"

میں نے پوچھا "ایسی کیا بات ہے کہ دیوی کو ایک جعلی سپر ماسٹر بنانے کی ضرورت پڑ گئی؟"

کمپیوٹر اسکرین پر سپر ماسٹر کا جواب ابھرا "ہمارے اور دیوی

کے منصوبے ایک دوسرے سے ٹکرا رہے ہیں۔ ہم فرانسیسی حکومت کو اپنے زیرِ اثر لا چکے ہیں۔ ہماری طرح دیوی نے بھی وہاں کے چند اہم عہدیداروں کو اپنے شکنجے میں کس لیا ہے۔ ہم دونوں کا مقصد یہ ہے کہ اب فرانس کو تمہارے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی آماجگاہ اور پناہ گاہ نہیں بننا چاہیے اور بابا صاحب کے ادارے کو بھی وہاں سے کسی اسلامی ملک میں منتقل ہو جانا چاہیے۔ اس ادارے کی وجہ سے فرانس میں دوسری بڑی آبادی مسلمانوں کی ہو چلی ہے۔"

"اچھا تو سپر ماسٹر کا عہدہ سنبھالتے ہی کھلبلی پیدا ہو گئی ہے؟ تم نے جتنی غیر معمولی صلاحیتیں حاصل کی ہیں ان کے ذریعے اپنے ملک و قوم کی فلاح و بہبود کے لیے بڑے بڑے کارہائے نمایاں انجام دے سکتے ہو۔ اس طرح تم اپنے گھر کے رہو گے ورنہ گھر کے رہو گے نہ گھاٹ کے۔"

میں نے فون بند کر دیا۔ اس وقت میں بھارت کے شہر بمبئی میں تھا۔ سونیا اور سلمان وغیرہ بابا صاحب کے ادارے میں تھے۔ ثانی' علی اور پارس واشنگٹن میں صفورا' جمیلہ' ہیرو اور عادل کے ساتھ تھے۔ ہم سب بہت دور دور ممالک تک بکھرے ہوئے تھے لیکن خیال خوانی کے ذریعے یکجا ہو گئے تھے۔

سلمان نے کہا "بابا فرید واسطی مرحوم کے زمانے سے یہ ادارہ قائم ہے۔ ان کے ہی زمانے سے یہ ادارہ ترقی کرتے ہوئے اتنے بلند مقام تک پہنچ گیا ہے۔ اس ادارے سے ہم نے حکومتِ فرانس کو طرح طرح کے فوائد پہنچائے۔ کسی بڑے ملک اور سپر پاور کی جرأت نہ ہوئی کہ کبھی حکومتِ فرانس سے مخالفت مول لے۔ تقریباً چھتیس برس کی خدمات کے صلے میں ہم نے صرف فرہاد ولیج بنانے کے لیے زمین حاصل کی۔ ہماری خدمات اور فرانس سے وطن دوستی کی مثالیں دنیا دیتی ہے۔ دوست تو دوست' دشمن بھی تسلیم کرتے رہے ہیں کہ ہماری دوستی کے درمیان کوئی دیوار کھڑی نہیں کر سکتا۔ اب تعجب بھی ہوتا ہے اور افسوس بھی کہ یہ فرانسیسی اکابرین طوطا چشم ہو رہے ہیں۔"

میں نے کہا "وہ فرہاد ولیج قانونی طور پر ہماری ملکیت ہے۔ وہاں سے حکومتِ فرانس ہمیں بے دخل نہیں کر سکے گی۔ اگرچہ وہاں ضروریاتِ زندگی کی تمام چیزیں اور آسائشیں موجود ہیں پھر بھی ہم بابا صاحب کے ادارے سے اتنا لگاؤ رکھتے ہیں کہ اسے چھوڑ کر نہیں جاتے ہیں۔"

سلطانہ نے کہا "ہمیں اس ملک فرانس سے بھی اتنی محبت ہے کہ ہم اسے اپنا ہی وطن سمجھتے ہیں اور حب الوطنی کے تمام تقاضے پورے کرتے ہیں۔ ایسی فرض شناسی کے دوران ہم نے آج تک یہ نہیں سوچا تھا کہ فرانسیسی حکمراں یوں تیور بدل کر ہماری مخالفت کرنے لگیں گے۔"

سونیا نے کہا "یہ بات نہیں ہے سلطانہ! یہاں کے اہم حکمرانوں کو دیوی اور سپر ماسٹر نے ٹریپ کیا ہے۔ وہ ٹیلی پیتھی جاننے والے دشمنوں کے زیرِ اثر ہیں اس لیے ہماری دوستی اور برسوں کے احسانات کو بھول چکے ہیں۔ ہماری پہلی کوشش یہ ہوگی کہ ہم انہیں دشمنوں کے اثر سے نجات دلائیں۔ جب وہ ان کے سحر سے نکل جائیں گے تو ہم سے عداوت نہیں کریں گے بلکہ شرمندگی محسوس کریں گے۔"

میں نے کہا "درست کہہ رہی ہو۔ ہمیں پہلے دیوی اور سپر ماسٹر سے نمٹنا ہوگا۔ اس سلسلے میں ایک رکاوٹ یہ ہے کہ دونوں ہی روپوش رہتے ہیں۔ ہم سب نئے سپر ماسٹر کے لب و لہجے سے واقف نہیں ہیں اور دیوی ہم میں سے کسی کو اپنے اندر آنے کا موقع نہیں دے گی۔"

علی نے کہا "پاپا! ہم نے پربھا کو دیوی بنا کر ڈراما پلے کیا تھا۔ اسے تبت کے مہاشکتی مان یوگی لامہ گرو گیان رائے کی داسی بنا کر اصل دیوی شی تارا کو متاثر کیا تھا۔ وہ اس بات سے سہمی ہوئی ہے کہ پربھا کے گرو گھنٹال جب چاہیں' دیوی کے روبرو پہنچ سکتے ہیں اور اسے بے نقاب کر سکتے ہیں۔ آپ تو جانتے ہیں کہ یہ تمام ڈراما کس طرح پلے کیا گیا اور دیوی شی تارا کو بھارتی سیاسی معاملات سے دور رہنے پر مجبور کر دیا۔ اسے فرانس کے معاملات سے بھی دور رہنے کے لیے مجبور کیا جا سکتا ہے۔"

سونیا نے کہا "علی! تم نے' ثانی اور پارس نے مجھے میرے دونوں بچوں کے قریب رکھنے کے لیے ایسی چال چلی تھی۔ دیوی کو گمراہ کر دیا تاکہ وہ میری بچی اعلیٰ بی بی (ثانی) کو ساتویں مہینے میں کوئی نقصان نہ پہنچائے۔ تمہاری یہ تدبیر کامیاب رہی ہے لیکن پربھا کو پھر دیوی بنا کر دیوی شی تارا کو فرانس سے بھی بھاگنے پر مجبور کرو گے تو وہ شبہ کرے گی کہ پربھا کو ہمارے مفادات کے لیے دیوی بنایا جا رہا ہے۔"

پارس نے کہا "مما! ہم کوئی دوسری تدبیر کریں گے۔ دیوی اور سپر ماسٹر کی کسی چال کو آئندہ فرانس میں کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔"

سونیا نے کہا "تم اور علی واشنگٹن میں ہو۔ روپوش رہنے والے سپر ماسٹر سے زیادہ دور نہیں ہو اس لیے اس کا سراغ لگاؤ اور اسے منظرِ عام پر آنے پر مجبور کرو۔"

علی نے کہا "واقعی سپر ماسٹر ہم سے دور نہیں ہوگا لیکن جب تک ہم اس کا سراغ لگائیں گے تب تک وہ فرانس میں اور جانے کیا گل کھلاتا رہے گا۔ دیوی بھی وہاں مخالفانہ کارروائی کرتی رہے گی۔"

"بیٹے! یہ کیوں بھول رہے ہو کہ میں فرانس میں موجود ہوں۔ ہمارے خلاف پوری طرح منظم ہو کر آنے والے دشمنوں کی خفیہ باتیں دریافت کرنے کے لیے میں ادارے سے باہر نکلوں گی۔"

پارس نے کہا "نہیں مما! جب تک میری ننھی بہن

ساتواں منحوس مہینہ نہیں گزرے گا تب تک آپ کبریا فرہاد اور اعلیٰ بی بی (ثانی) کو چھوڑ کر ادارے سے باہر نہیں نکلیں گی۔ میں اور علی آپ کے جوان بیٹے ہیں۔ سونیا ثانی آپ کا دوسرا روپ ہے۔ ہم تینوں کے ہوتے ہوئے آپ کو وہاں دونوں بچوں پر توجہ دینا چاہیے۔"

سونیا نے کہا "پارس! جب تم بچے تھے تب سے میں نے تم پر بھی اتنی توجہ دی تھی کہ اپنے تمام گر اور تمام داؤ پیچ تمہیں سکھا دیے ہیں۔ اب تمہارا فرض ہے کہ تم نے جو کچھ سیکھا ہے وہ یہاں آکر اپنے دونوں چھوٹے بھائی بہن کو سکھاؤ اور مجھے کچھ روز کے لیے ادارے سے باہر جانے دو۔ اب بتاؤ کیا تمہیں یہاں آکر اپنا فرض ادا نہیں کرنا چاہیے؟"

"مما! آپ نے مجھ پر ایسا الٹا داؤ مارا ہے کہ اس کا کوئی جوابی داؤ میرے پاس نہیں ہے۔ ویسے یہاں کے منصوبے پر کیسے عمل ہوگا؟ صفورا، جمیلہ، ہیرو اور عادل کو میرے پاس اس لیے بھیجا گیا ہے کہ موقع ملتے ہی میں انہیں سایہ بنا کر ٹرانسفارمر مشین سے گزاروں اور انہیں ٹیلی پیتھی کا علم سکھاؤں۔"

"ابھی یہ پروگرام قابلِ عمل نہیں ہے۔ نئے سپر ماسٹر نے ٹرانسفارمر مشین کو نہ جانے کہاں منتقل کردیا ہے۔ پہلے اس کا سراغ لگانا ہوگا۔ وہاں تک پہنچنے کا راستہ بنانا ہوگا پھر ہم اپنے مقصد میں کامیاب ہوسکیں گے اور امریکا میں یہ ساری ذمے داریاں ثانی اور علی کی ہیں۔ تم کل شام تک چلے آؤ اور مزید بحث نہ کرو۔"

"آپ کا حکم سر آنکھوں پر۔ میں آرہا ہوں۔"

سونیا کے کمرے میں فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ اس نے ریسیور اٹھا کر سنا۔ بابا صاحب کے ادارے کا انچارج کہہ رہا تھا "میڈم! ایک تشویش ناک خبر ہے۔ ہمارا ٹیلی پیتھی جاننے والا جے مورگن کل یہاں سے اسرائیل جانے کے لیے روانہ ہوا تھا۔ وہ اسرائیل کے وقت کے مطابق رات کے نو بجے پہنچ جاتا۔ تل ابیب میں ہمارا ایک سراغرساں اس کے استقبال کے لیے ائرپورٹ پر موجود رہتا۔ جے مورگن کو چاہیے تھا کہ وہ اپنے پہنچنے کی اطلاع ہمیں دیتا لیکن کل رات گزر گئی، آج کا دن گزر رہا ہے اور جے مورگن کی کوئی خبر نہیں ہے۔"

سونیا نے کہا "میں ابھی معلوم کرتی ہوں۔"

اس نے ریسیور رکھ کر مجھ سے کہا۔ میں نے خیال خوانی کے ذریعے تل ابیب کے ایک سراغرساں سے رابطہ قائم کرنا چاہا تو رابطہ نہ ہوسکا۔ میری سوچ کی لہریں واپس آگئیں۔ میں نے دوسرے سراغرساں کو مخاطب کیا پھر پوچھا "تم وہاں مجیب احمد کے ساتھ رہتے ہو۔ میرا اس سے رابطہ کیوں نہیں ہورہا ہے؟"

اس نے جواب دیا "سر! بڑی افسوس ناک اطلاع ہے۔ کل رات مجیب احمد ہمارے کسی آدمی کو ریسیو کرنے ائرپورٹ جارہا تھا۔ راستے میں کسی نامعلوم شخص نے اسے گولی ماردی۔"

میں نے اس کی موت پر افسوس ظاہر کیا پھر سونیا [illegible]
"ہمارا جو سراغرساں جے مورگن کو ریسیو کرنے ائرپورٹ [illegible]
اسے کسی نے گولی ماردی ہے۔ جے مورگن کی گمشدگی بتار[illegible]
کہ اسے ٹریپ کیا گیا ہے۔ اس پر تنویمی عمل کرنے وا[illegible]
جے مورگن کے چور خیالات پڑھ کر ہمارے ان تمام سراغ[illegible]
کے نام اور پتے معلوم کرلیے ہیں جو اسرائیل کے مختلف شہ[illegible]
ہیں۔ اب وہ ہمارے کسی جاسوس کو زندہ نہیں چھوڑیں گے
پہلا نشانہ مجیب احمد بن چکا ہے۔"

سلمان نے کہا "ہمیں وقت ضائع نہیں کرنا چاہیے
اپنے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے ساتھیوں کے ساتھ ا[illegible]
جارہا ہوں۔ ہم سب وہاں اپنے ایک ایک جاسوس کے اور[illegible]
ان کی آواز، لہجہ اور حلیہ تبدیل کرائیں گے اور انہیں [illegible]
گاہوں تک پہنچائیں گے۔ میں صرف باربرا کو آپ کے پاس [illegible]
کر جارہا ہوں۔"

سلمان چلا گیا۔ سونیا نے مجھ سے کہا "جے مورگن بہت [illegible]
پہلے یہودیوں کا آلۂ کار تھا پھر ہمارے پاس آگیا۔ اب ایک
عرصے بعد گیا ہے۔ وہ نہیں جانتا ہے کہ اسرائیل کے کتنے
میں ہمارے ادارے کے سراغرساں ہیں۔ وہاں پہنچنے کے ب[illegible]
رفتہ وہ ان سراغرسانوں سے متعارف ہوتا رہتا پھر دشمنو[illegible]
مورگن کے ذریعے ہمارے سراغرسانوں کے بارے میں م[illegible]
کیسے حاصل ہوئی ہوں گی؟"

میں نے کہا "میں بھی یہی سوچ رہا ہوں۔ مجھے ایسا لگ[illegible]
مرینا اور ٹام مورس پیرس میں آئے ہوئے ہیں۔ ہوسکتا
دیوی اور سپر ماسٹر ان سے فائدہ اٹھا رہے ہوں۔"

سونیا نے کہا "واقعی ٹام مورس ایک طویل عر[illegible]
اسرائیل میں اپنے فرائض ادا کرتا رہا ہے۔ بابا صاحب
ادارے کے تمام سراغرسانوں کے نام اور پتے جانتا ہے
دشمنوں نے اسے اور مرینا کو بھی ٹریپ کیا ہوگا۔"

باربرا نے کہا "مما! مجھے آپ کے ساتھ کام کرکے
تجربات حاصل ہوں گے۔ کیا میں مرینا اور ٹام مورس سے
رابطہ قائم کروں؟"

سونیا نے کہا "جن پر شبہ ہوجائے کہ ان کے دماغوں [illegible]
کیا گیا ہے تو پھر ان سے دماغی رابطہ نہیں کرنا چاہیے۔
ملازم کے خیالات پڑھو جو ان کے اپارٹمنٹ میں ان کی خد[illegible]
لیے رکھا گیا ہے۔"

باربرا چلی گئی۔ میں نے سونیا سے کہا "دیوی اور سپر ماسٹر
آف ایکشن ایک جیسا ہے۔ دونوں نے فرانس کے اکابرین
اثر رکھا ہے تاکہ ان کے دلوں میں ہمارے لیے نفرت اور
پیدا کی جائے پھر وہ دونوں ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والوں [illegible]
قابو میں کررہے ہیں تاکہ اس میدان میں ہمارے پاس خیال [illegible]
[illegible]نے والوں کی تعداد کم ہوتی رہے اور یہ تعداد ان کے ہاں بڑھتی
[illegible]ہے۔"

باربرا نے تھوڑی دیر بعد آکر کہا "مما! مرینا اور ٹام مورس
پیرس میں آنے کے بعد شام تک اپارٹمنٹ میں آرام کیا تھا پھر
[illegible] کے لیے باہر کہیں گئے تھے۔ ملازم کا خیال تھا وہ رات کو
[illegible]انے کے وقت تک واپس آجائیں گے لیکن آدھی رات گزر
[illegible] ایک بج گیا، دو بج گئے ان کی واپسی نہیں ہوئی۔ ملازم ایک
[illegible]نے پر بیٹھا کبھی جاگتا رہا، کبھی سوتا رہا۔ آخر وہ تقریباً چار بجے
[illegible] آئے۔ انہوں نے آکر کھانا ایسے طلب کیا جیسے تمام رات
[illegible]کے رہے ہوں۔ یہ بات غور طلب ہے کہ انہوں نے تمام رات
[illegible]ح کی۔ کلبوں اور ریستوران وغیرہ میں بھی گئے ہوں گے۔ کیا
[illegible]ہوں نے کچھ کھایا پیا نہیں ہوگا؟"

سونیا نے کہا "ہاں۔ یہ قابلِ غور پہلو ہے کہ وہ تمام رات
[illegible]کے کیوں رہے۔"

"اور مما! اس ملازم کے خیالات نے بتایا کہ وہ تھکے ہوئے
[illegible] لگ رہے تھے جیسے کہیں آرام کرتے یا سوتے رہے ہوں۔ ان
[illegible] آنکھوں سے بھی کچھ ایسا ہی لگ رہا تھا جیسے وہ نیند سے بیدار
[illegible]کر آئے ہوں۔"

سونیا نے مجھ سے کہا "فرہاد! تمہارا خیال درست لگ رہا ہے۔
[illegible]کسی نے ان پر عمل کیا ہوگا۔ وہ شاید تنویمی نیند پوری کرکے آئے
[illegible]ہیں۔ ذرا تم جاکر معلوم کرو۔"

میں خیال خوانی کے ذریعے اس کے پاس گیا۔ وہ سانس روکنا
[illegible] جانتی تھی۔ میں نے کوڈ ورڈز ادا کیے۔ وہ خوش ہوکر بولی "یہ آپ
[illegible]ہیں۔ مجھے بڑی خوشی ہورہی ہے کہ آپ نے بہت عرصے بعد مجھے یاد
کیا ہے اگر آپ مجھ سے کام لیں گے تو مجھے بہت خوشی ہوگی۔"

"فی الحال اتنا ہی کام ہے کہ تم سے کچھ معلومات حاصل کرنا
[illegible]چاہتا ہوں۔ تم پچھلی تمام رات ٹام مورس کے ساتھ کہاں رہی
[illegible]تھیں؟"

وہ ذرا سوچ میں پڑ گئی پھر بولی "ہم ساری رات تفریح کرتے
رہے لیکن مجھے کچھ عجیب خواب سی تفریح کا احساس ہورہا ہے۔"

"یعنی ایسا لگ رہا ہے کہ تم بیداری میں نہیں خواب میں خود کو
تفریح کرتے ہوئے دیکھتی رہی ہو۔ خوابوں میں تفریح تو ہوجاتی
ہے، پیٹ بھر کر کھایا بھی جاتا ہے لیکن آنکھ کھلنے پر بھوک لگتی
ہے۔"

"جی ہاں۔ ہم نے اپارٹمنٹ میں واپس آکر ملازم سے کھانا
گرم کرایا اور پیٹ بھر کر کھایا۔ آپ پوچھیں گے کہ ایسا کیوں ہوا؟
تو اس کا جواب نہیں دے سکوں گی۔"

"تم کچھ الجھی ہوئی ہو۔ تمہاری یادداشت بہت اچھی ہے۔
تمہیں ہر چھوٹی بڑی بات یاد رہتی ہے۔ ذرا ذہن پر زور ڈالو۔ کچھ
بھول رہی ہو تو یاد کرنے کی کوشش کرو۔ میں ابھی تمہارے پاس
آؤں گا۔"

میں نے ٹام مورس کے پاس آکر کوڈ ورڈز ادا کیے۔ وہ بھی میری آمد پر بہت خوش ہوا اور میرے سوالات پر مرینا کی طرح الجھتا گیا۔ میں نے کہا "تم ذہین ہو۔ اپنے ذہن پر زور ڈالو اور سوچو کیا تم نے مرینا کے ساتھ کسی چار دیواری میں رات گزاری تھی؟"

وہ تھوڑی دیر سوچنے کے بعد بولا "مجھے صرف اتنا یاد آرہا ہے کہ میں کسی مکان کے کمرے سے نکلا تھا۔ پتا نہیں کیسے وہاں مرینا مجھے اپنے ساتھ نظر آئی۔ ہم دونوں ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر اپارٹمنٹ میں آگئے۔"

"تم نے ذہن پر زور ڈال کر سوچا تو اتنا یاد آگیا کہ کسی مکان سے نکل کر مرینا کے ساتھ اپارٹمنٹ میں آئے تھے۔ اب ذرا اور سوچو کیا اس سے پہلے تم اس مکان میں سو رہے تھے یا دماغی طور پر غائب رہے تھے۔ میں ابھی تمہارے پاس آؤں گا اور جب تک نہ آؤں تم مرینا کے کمرے میں نہ جانا۔"

میں نے مرینا کے پاس آکر کہا "اپنے بستر پر آرام سے لیٹ جاؤ۔ بدن کو ڈھیلا چھوڑ دو اور بتاؤ کچھ اور یاد آرہا ہے یا نہیں؟"

اس نے میری ہدایت پر عمل کیا۔ بستر پر چاروں شانے چت لیٹ کر بولی "مجھے کچھ یاد نہیں آرہا ہے۔ میں نے بدن کو ڈھیلا چھوڑ دیا ہے۔ تنویمی عمل کے لیے راضی ہوں۔ آپ اسی طرح میرے لاشعور میں چھپی ہوئی باتیں معلوم کرسکیں گے۔"

میں نے اس پر عمل شروع کیا۔ وہ مجھ پر اعتماد کرتی تھی۔ میری احسان مند تھی کیونکہ میرے مشورے پر عمل کرکے ایک عرصے سے محفوظ ازدواجی زندگی گزار رہی تھی۔ بہت عرصے بعد اس کی ازدواجی زندگی میں ہلچل پیدا ہوئی تھی پھر وہ کسی کی معمولہ اور تابعدار بن گئی تھی۔

اس وقت میں نے اس کے خوابیدہ دماغ پر عمل کرتے ہوئے پوچھا "پیرس پہنچنے کے بعد تمہارے ساتھ کیسے کیسے واقعات پیش آئے تھے؟"

وہ بتانے لگی کہ جب ٹام مورس کے ساتھ تفریح کے لیے ایفل ٹاور کے گارڈن میں گئی تھی تو ایک یہودی جاسوس نے ٹام مورس کا راستہ روکا تھا اور پوچھا تھا کہ ٹام مورس یہودی ہے اسرائیل سے آیا ہے پھر بابا صاحب کے ادارے سے اس کا کیا تعلق ہے کیونکہ اس نے پیرس میں آکر اس اپارٹمنٹ میں قیام کیا ہے جو بابا صاحب کے ادارے کی ملکیت ہے۔

اس یہودی کے دو اور ساتھی فوارے کے پاس کھڑے تھے۔ ان میں سے ایک کے پاس سائیلنسر لگا ہوا ریوالور تھا۔ مرینا نے ٹیلی پیتھی کے ذریعے اسی ریوالور سے ان تینوں کو ہلاک کردیا۔

وہ اور ٹام مورس ان یہودیوں سے تو بچ گئے لیکن ایک ریستوران میں کھانے کے دوران وہ دونوں اعصابی کمزوری میں مبتلا ہوگئے۔ ایک شخص انہیں اپنی کار میں بٹھا کر ایک بنگلے کے

احاطے میں لے گیا۔ وہ علاقہ اور بنگلا اسے یاد نہیں تھا۔ وہ دونوں دماغی طور پر غائب ہو گئے تھے۔

اسے یہ بھی یاد نہیں رہا تھا کہ کوئی اس کے دماغ میں آیا تھا اور اس پر تنویمی عمل کیا تھا۔ یہ میں سمجھ رہا تھا کہ جب کوئی عامل اپنے معمول کے دماغ کو شدت سے حکم دے کہ وہ تنویمی نیند پوری کرنے کے بعد عامل کے تنویمی عمل کو بھول جائے تو معمول بالکل بھول جاتا ہے۔

یہی مرینا اور ٹام مورس کے ساتھ ہوا تھا۔ میں نے پوچھا "کیا تم نے پیرس میں آنے کے بعد بابا صاحب کے ادارے سے رابطہ کیا تھا؟"

"نہیں کیا تھا۔ ہمیں ادارے کی طرف سے ہدایت دی گئی تھی کہ ہم اپارٹمنٹ میں رہ کر آرام کریں۔ جب ضرورت ہوگی تو ہمیں طلب کیا جائے گا۔"

"تم ٹام مورس کے ساتھ رات گزار کر آئیں۔ صبح پانچ بجے اس کے ساتھ کھانا کھایا۔ اس کے بعد بتاؤ کہ دن کیسے گزارا؟"

"ہمیں جاگ کر دن گزارنا چاہیے تھا۔ پچھلی رات کو نامعلوم سی نیند کے بعد ہمیں نیند نہیں آرہی تھی مگر میں بے اختیار اپنے بیڈ روم میں آکر لیٹ گئی۔ آپ ہی آپ آنکھیں بند ہونے لگیں۔ پھر میں گہری نیند میں ڈوبتی چلی گئی۔ دوپہر کو آنکھ کھلی تو پتا چلا کہ ٹام مورس بھی سوتا رہا تھا۔ وہ بھی دوپہر کو بیدار ہوا تھا۔"

میں نے کہا "تم دونوں کے ساتھ ایسا کیوں ہوا، یہ تمہاری سمجھ میں نہیں آئے گا کیونکہ تنویمی عمل کو بھول جانے کا حکم تمہارے ذہنوں میں نقش کر دیا گیا ہے۔ میرے عمل سے یہ معلوم ہو چکا ہے کہ تم دونوں پر دو بار تنویمی عمل کیا گیا ہے۔ ایک بار دیوی نے کیا ہوگا اور دوسری بار سپرماسٹر نے۔ بہرحال میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ دو گھنٹے تک سوتی رہو اور سختی سے دوسرا حکم دیتا ہوں کہ میرے تنویمی عمل اور خیال خوانی کے رابطے کو بھول جاؤ۔"

میں اسے تنویمی نیند سونے کے لیے چھوڑ کر سونیا کے پاس آیا۔ اسے مرینا اور ٹام مورس کے بارے میں تفصیل سے بتانے لگا۔ اس نے سب کچھ سننے کے بعد کہا "انہوں نے ہمارے دو ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو تابعدار بنایا ہے لیکن دونوں کے ساتھ مختلف طریقہ اختیار کیا ہے۔ جے مورگن کو ٹریپ کرنے کے بعد اسے کہیں چھپا دیا ہے۔ ہم فی الحال اس کا پتا نہیں چلا سکتے لیکن انہوں نے مرینا اور ٹام مورس کو اپنا معمول اور تابعدار بنانے کے بعد آزاد چھوڑ دیا ہے تاکہ ان کے خیالات پڑھتے رہیں اور ہماری مصروفیات کو سمجھتے رہیں۔"

"جیسا کہ ہمیں معلوم ہے، یہ حرکتیں دیوی اور سپرماسٹر کر رہے ہیں تو ہمیں سمجھنا چاہیے کہ دونوں کے طریقۂ کار مختلف ہیں۔ ایک نے جے مورگن کو اپنا معمول بنا کر کہیں گم کر دیا ہے دوسرے نے مرینا کو معمولہ بنا کر اس کے دماغ کو ڈھیل دے دی ہے۔"

سونیا نے کہا "سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مرینا پر دو بار تنویمی عمل کیا گیا ہے؟"

"جواب تو یہی سمجھ میں آتا ہے کہ جے مورگن پر کسی نے عمل کیا ہے لیکن مرینا پر دیوی اور سپرماسٹر دونوں نے یکے بعد دیگرے عمل کر کے اسے آزاد رکھا ہے۔ تب ہی تیسری بار میں عمل کر کے آرہا ہوں۔"

"گویا مرینا کا دماغ فری پورٹ بن گیا ہے۔ وہاں ہم ہمارے مخالفین سب ہی آتے جاتے رہیں گے اور ایک دوسرے کے بھید معلوم کرنے کی کوشش کرتے رہیں گے۔ ویسے تم باربرا نے بڑی حد تک معلومات فراہم کی ہیں اب میں سمجھ رہی ہوں کہ مجھے کس طرح ان مخالفین سے نمٹنا ہے۔"

"ٹھیک ہے۔ میں جا رہا ہوں۔ میرا بمبئی شہر میں رہنا ضروری ہے۔ یہاں بھی اہم معاملات درپیش ہیں۔ ویسے جب مجھے بلا لینا۔"

میں بمبئی میں شہناز اور پارس کے ساتھ کن معاملات میں مصروف تھا؟ اس کا ذکر بعد میں کر سکتا ہوں۔ چونکہ سونیا عمل میں آرہی تھی للہٰذا اب اس کا ہی ذکر مناسب رہے گا۔

اس نے پارس سے کہا تھا کہ وہ ادارے میں آکر اپنے بھائی بہن کی نگرانی اور تربیت کرے۔ اس کے آنے کے بعد وہ ادارے سے باہر جائے گی۔ پارس دوسرے دن شام تک وہاں آنے والا تھا۔ سونیا اب تک کافی معلومات حاصل کرنے کے بعد وقت ضائع نہیں کر سکتی تھی۔ اس نے ادارے میں بیٹھے بیٹھے دشمنوں کے خلاف کارروائی شروع کر دی۔

اس نے باربرا سے پوچھا "تم ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والے جیری اور تھرہال کو اچھی طرح جانتی ہو؟"

"جی ہاں۔ وہ دونوں بہت ہی مخلص اور ہمارے اس ادارے کے وفادار ہیں۔ یہاں مزید تربیت حاصل کر رہے ہیں۔ طرح طرح کے ہنر سیکھ رہے ہیں۔ ان کی محنت اور لگن کا یہ عالم ہے کہ انہوں نے اپنی محبوباؤں سے دوری اختیار کر لی ہے۔ مہینے میں ایک بار ان سے ملنے روم جاتے ہیں یا انہیں پیرس بلا لیتے ہیں۔"

اٹلی کی گاڈ مدر ٹریسیا کا ایک بیٹا وان لوٹن اور تین بیٹیاں ماسیلا، میکسی اور انالانا تھیں۔ انالانا نے عادل سے شادی کی تھی۔ ماسیلا، تھرہال سے محبت کرتی تھی اور میکسی نے جیری سے دل لگا رکھا تھا۔ کبھی جیری اور تھرہال ان سے ملاقات کرنے روم جاتے تھے کبھی وہ دونوں بہنیں اپنے عاشقوں سے ملنے پیرس آجاتی تھیں۔

سونیا نے باربرا سے کہا "تم جیری کی محبوبہ میکسی کے پاس جاؤ اور اس کے دل میں جیری سے ملاقات کرنے کا شدید جذبہ پیدا کرو۔ اسے مائل کرو کہ وہ ابھی جیری سے فون پر رابطہ کر کے کہہ دے کہ وہ آج رات یا صبح تک کسی فلائٹ سے پیرس آرہی ہے۔"

"میں ابھی جاؤں گی اور میکسی کے دل میں وصال کے جذبات بھڑکاؤں گی۔ ویسے میں تجربہ حاصل کرنے کے لیے پوچھ رہی ہوں۔ آپ جیری اور میکسی کی ملاقات کیوں کرانا چاہتی ہیں؟ کیا ان کی ملاقات سے دیوی اور سپرماسٹر کا کوئی تعلق ہو سکتا ہے؟"

"تم اس حد تک سمجھ گئی ہو تو یہ بھی سمجھ لو کہ دیوی اور سپرماسٹر ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو ٹریپ کر رہے ہیں۔ میں انہیں جال میں ڈالنے کے لیے اپنے تیسرے ٹیلی پیتھی جاننے والے جیری کو ان کی نظروں میں ظاہر کروں گی۔"

"آپ کیسے ظاہر کریں گی۔ دیوی اور سپرماسٹر کو کیسے معلوم ہوگا کہ جیری بابا صاحب کے ادارے سے نکل کر میکسی سے ملنے پیرس آیا ہوا ہے؟"

"تم خود سوچو کہ دشمنوں کو کتنی آسانی سے معلوم ہو جائے گا۔"

باربرا نے ذرا ذہانت سے کام لے کر سوچا پھر کہا "ہمارے ادارے سے جو بھی اہم فرد پیرس کسی کام یا تفریح کے لیے جاتا ہے وہاں کی انٹیلی جنس اور پولیس کو یہاں سے اطلاع دی جاتی ہے کہ شہر میں ہمارے ادارے کے اہم فرد کو مکمل سیکیورٹی دی جائے۔ دیوی اور سپرماسٹر نے فوج، پولیس اور انٹیلی جنس والوں کو تابعدار بنا رکھا ہے۔ وہ ان کے خیالات پڑھ کر معلوم کر لیں گے کہ جیری آج رات کو یا کل صبح پیرس کے فلاں کاٹیج میں پہنچنے والا ہے۔"

"ہاں اسی لیے میں جیری کو استعمال کر رہی ہوں اور یہ بات ذہن میں رکھو کہ جب میکسی یہاں اپنے محبوب سے ملنے آئے گی تو اس کی بہن ماسیلا بھی ضرور اپنے عاشق تھرہال سے ملاقات کرنے آئے گی۔ میں یہی چاہتی ہوں کہ جیری کے بعد تھرہال کو بھی چارا بنا کر پیرس جانے دیا جائے۔ اب بتاؤ میں ایسا کیوں چاہتی ہوں؟"

"مما! آپ کا طریقۂ کار عجیب ہے۔ آپ دونوں بہنوں کو ان کے دونوں عاشقوں کے پاس بلانا چاہتی تھیں لیکن مجھ سے کہا کہ میں صرف ایک بہن کے دل میں رومان اور وصال کے جذبات بھڑکاؤں۔ یعنی آپ نہیں چاہتی تھیں کہ میں دونوں کو جذباتی بنانے میں اپنا وقت ضائع کروں۔ وہاں سے ایک آئے گی تو دوسری بھی آنے کے لیے مچل جائے گی۔"

"یہ طریقہ تم سمجھ گئیں۔ میری اس بات کا جواب دو کہ جیری کے علاوہ تھرہال کو بھی چارا بنا کر پیش کرنا کیوں ضروری ہے؟"

وہ ذرا سوچ کر بولی "دشمن دو ہیں، دیوی اور سپرماسٹر اور جیری ان میں سے کسی ایک کی گرفت میں آئے گا۔ آپ دوسرے دشمن کو بھی موقع دینے کے لیے تھرہال کو استعمال کریں گی۔"

"شاباش۔ اب میکسی کے پاس جاؤ۔"

باربرا نے دل ہی دل میں کہا "او خدایا! تو نے مما کو کیسی عجیب و غریب ذہانت دی ہے۔ دنیا کے تمام ذہین افراد مخالفین کے خلاف چالیں چلنے کے لیے چھ پہلوؤں کو پیشِ نظر رکھتے ہیں یعنی آگے، پیچھے، دائیں، بائیں، اوپر اور نیچے۔ یہ چھ سمتیں یا چھ پہلو جس کے پیشِ نظر رہتے ہیں وہ کامیاب منصوبے بناتا ہے اور دشمن ان چھ پہلوؤں سے حملے کرے تو محفوظ رہتا ہے لیکن خدایا! تو نے مما کو چھ پہلوؤں کی نہیں، چھ ہزار پہلوؤں کی شناخت اور ذہانت دی ہے اسی لیے دنیا کا بڑے سے بڑا شاطر مما کا نام سنتے ہی کھانا پینا اور سونا بھول جاتا ہے۔"

وہ خیال خوانی کی پرواز کر کے میکسی کے اندر پہنچ گئی۔ اس کے ذہن میں جیری کا تصور پیش کیا۔ وہ ذرا مسکرا کر، ذرا ناراض ہو کر بولی "بڑا ہرجائی ہے۔ مہینے میں ایک بار دو چار دنوں کی چھٹی لے کر آتا ہے یا بلاتا ہے۔"

باربرا نے اس کی سوچ میں کہا "کیا وہ صرف چھٹی میں آسکتا ہے۔ میرے لیے خاص طور پر چھٹی نہیں لے سکتا؟"

میکسی کی سوچ نے کہا "میں نے ایک بار کہا تھا مگر وہ کہتا ہے بابا صاحب کے ادارے کے اصول بہت سخت ہیں۔ وہاں دن رات بڑی محنت سے ہنر سیکھنا پڑتا ہے اور بڑی ہوشیاری سے حاضر دماغی کے امتحانات سے گزرنا ہوتا ہے۔"

باربرا نے اس کی سوچ میں کہا "مگر عورت اپنے محبوب کو محبت کے امتحان سے گزارتی ہے۔ مجھے ابھی فون پر جیری سے بات کرنا چاہیے۔ میں کہوں گی کہ پیرس آرہی ہوں اور جب سیکڑوں میل کا سفر کر کے آرہی ہوں تو تم مجھ سے چار چھ میل کا سفر طے کر کے ملاقات کرنے آؤ گے یا نہیں؟"

باربرا نے اسے مائل کیا تو اس نے فون کے ذریعے بابا صاحب کے ادارے سے رابطہ کیا۔ وہاں کے انچارج نے جیری سے اس کی بات کرائی۔ وہ میکسی کی آواز سن کر خوشی سے بولا "یقین کرو جان من! ابھی میں تمہیں ہی یاد کر رہا تھا۔"

"منہ دیکھی باتیں نہ کرو۔ تمہارے دل میں اتنا سا جذبہ پیدا نہیں ہوتا کہ کبھی مقررہ وقت سے پہلے ملاقات کرو۔ اب تم بابا صاحب کے ادارے کے اصول نہ سمجھانا۔"

"اب میں کیسے یقین دلاؤں۔ میرا دل تو چاہتا ہے کہ اڑ کر تمہارے پاس آجاؤں۔"

"تم نہ آؤ۔ میں آرہی ہوں۔ پیرس میں چار روز رہوں گی اور یہ آزماؤں گی کہ تم مجھ سے ملنے کے لیے چھٹی لے کر آؤ گے یا نہیں؟"

"او ڈارلنگ میکسی! مجھے ایسی آزمائش میں نہ ڈالو۔"

"میں کچھ نہیں جانتی۔ اگر ملنا چاہو تو خیال خوانی کے ذریعے بتا دینا کہ جھیل کے کنارے کون سے کاٹیج میں ملاقات ہوگی ورنہ آج رات میں پیرس پہنچ کر کسی ہوٹل میں قیام کروں گی۔"

اس نے یہ کہہ کر فون بند کر دیا۔ جیری نے خیال خوانی کے ذریعے اس کے پاس پہنچ کر کہا "کیا ظلم کر رہی ہو۔ تم میرے اتنے قریب پیرس آؤ گی اور میں تم سے ملے بغیر رہ سکوں گا؟ ہرگز نہیں۔

میں کوشش کرتا ہوں۔ شاید ادارے سے چار روز کی چھٹی مل جائے۔"

باربرا نے سونیا کے پاس آکر بتایا کہ جیری ادارے سے چار روز کی چھٹیاں لینے والا ہے۔ سونیا نے فون کے ذریعے انچارج سے کہا۔ "آپ کے پاس جیری کی چھٹی کی درخواست آئے گی۔ اس کے ساتھ شاید تھرمال کی درخواست بھی ہوگی۔ آپ پہلے جیری کی درخواست قبول کریں اور تھرمال سے کہہ دیں کہ اسے دوسرے دن شام کو چھٹی ملے گی۔ ایک ہی دن میں دو ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو چھٹی نہیں دی جاتی ہے۔"

انچارج نے کہا "یس میڈم! میں یہی کروں گا۔"

باربرا نے کہا "مما! یہ تو میں نے سمجھ لیا ہے کہ آپ جیری اور تھرمال پر یہ ظاہر نہیں کرنا چاہتی ہیں کہ ان کے لیے آپ ایک خاص مقصد سے پیرس جانے کا راستہ ہموار کررہی ہیں۔ جب ہمارے مخالف ان دونوں کو ٹریپ کریں گے اور چور خیالات پڑھیں گے تو انہیں یہی معلوم ہوگا کہ وہ صرف اپنی محبوباؤں سے ملنے آئے تھے اور آپ نے اس سلسلے میں کوئی چال نہیں چلی ہے۔"

"ہاں اور اگر تم جیری اور تھرمال کے دماغوں میں جاؤ گی تو کوڈ ورڈز ادا کرنے پڑیں گے۔ یہ بھی دشمنوں کو معلوم ہوجائے گا۔ اس لیے جس طرح ملازم کے ذریعے ہم نے مرینا کے ٹریپ ہوجانے کی بات معلوم کی اسی طرح جیری پیرس کے جس کاٹیج میں جائے گا وہاں بھی ایک ملازم ہوگا اور یہاں ادارے سے ایک ڈرائیور اسے کار میں لے جائے گا۔ لہٰذا تم ڈرائیور اور ملازم کے اندر آتی جاتی رہو گی تو تمہیں جیری اور تھرمال کے ٹریپ کیے جانے کا پتا چل جائے گا۔"

باربرا نے مسکرا کر کہا "آپ نے یہاں بیٹھے ہی بیٹھے اتنا زبردست جال بچھایا ہے۔ پتا نہیں جب آپ ادارے سے باہر نکلیں گی تو ان کمبخوں کا کیا بنے گا۔"

شام کے وقت جیری کو پیرس جانے کی چھٹی مل گئی۔ تھرمال کو معلوم ہوا تھا کہ میکسی کے ساتھ اس کی بہن ماسیلا بھی آئی ہے اور دونوں نے جھیل کنارے والے کاٹیج نمبر چھ میں قیام کیا ہے۔ اس نے بھی اپنی محبوبہ ماسیلا سے ملنے کے لیے چھٹی کی درخواست دی لیکن انچارج نے سونیا کی ہدایت کے مطابق اس سے کہا "تمہیں آج نہیں کل شام کو چھٹی ملے گی۔ یہ یہاں کے اصول کے خلاف ہے کہ دو ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو ایک ہی دن ادارے سے باہر جانے کی اجازت دی جائے۔"

اسی شام ادارے کا انچارج سونیا کے پاس آیا۔ فرانسیسی حکومت کی طرف سے ایک نوٹس آیا تھا۔ انچارج نے وہ نوٹس سونیا کو دیا۔ اس میں لکھا تھا "بابا صاحب کے ادارے کے خلاف بہت ہی شکایات موصول ہورہی ہیں۔ سب سے اہم اور بنیادی شکایت یہ ہے کہ ادارے میں صرف مسلمانوں کو ترجیح دی جاتی ہے۔ وہاں عیسائیوں کی تعداد بہت کم ہے اور مذہبی تعصب اتنا ہے کہ ہندوؤں یہودی طلبا و طالبات کا داخلہ ممنوع ہے۔

"فرانس کے تمام چھوٹے بڑے شہروں کے اسکولوں کالجوں اور ٹریننگ سینٹروں میں ایسی مذہبی تفریق نہیں ہوتی۔ دنیا کے ہر ملک، ہر قوم اور ہر مذہب کے لوگ ان تعلیمی اور تربیتی اداروں سے استفادہ کرتے ہیں۔ پورے فرانس میں صرف ایک بابا صاحب کا ادارہ مسلمانوں کو ترجیح دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کو متعصب اور انتہاپسند کہا جاتا ہے۔

"حکومت نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ بابا صاحب کے ادارے کو بھی تمام مذاہب اور تمام قومیتوں کے لیے دروازہ کھولنا چاہیے۔ اسے صرف مسلمانوں کی جاگیر بنا کر نہیں رکھنا چاہیے۔ لہٰذا بابا صاحب کے ادارے کے جو موجودہ قواعد و قوانین ہیں ان میں تبدیلیاں کی جائیں اور اتنی لچک پیدا کی جائے کہ وہاں ہندوؤں اور یہودی طلبا و طالبات کا داخلہ شروع ہوجائے اور ان کے داخلے کے لیے کم از کم ستر فیصد کوٹا مقرر کیا جائے۔ اگر ایسا نہ کیا گیا تو حکومتِ فرانس، بابا صاحب کے ادارے کو اپنی تحویل میں لے لے گی۔

"امریکا، اسرائیل اور بھارت سے ہمارے بڑے اچھے تعلقات ہیں۔ ان ممالک میں بابا صاحب کے ادارے کے تربیت یافتہ دہشت گرد جاتے ہیں اور تخریبی کارروائیاں کرتے ہیں۔ ان میں فرہاد اور اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی تعداد زیادہ ہے۔ یہ لوگ ایک طویل مدت سے ان ممالک کو نقصان پہنچاتے آرہے ہیں۔ آج بھی امریکا، اسرائیل اور بھارت میں یہ ٹیلی پیتھی جاننے والے مخالفانہ کارروائیوں میں سرگرمِ عمل ہیں۔

"یہ تاکید کی جاتی ہے کہ اپنے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو ان مذکورہ ممالک سے فوراً واپس بلایا جائے ورنہ فرانس میں ان سب کا داخلہ ممنوع قرار دیا جائے گا۔

"مندرجہ بالا احکامات کی تکمیل کے لیے ایک ہفتے کا وقت دیا جارہا ہے۔ تعمیل نہ کرنے کے نتیجے میں حکومتِ فرانس بابا صاحب کے ادارے کو اپنی تحویل میں لے کر وہاں سے انتہاپسند مسلمانوں کو بے دخل کرے گی اور ہندوؤں، یہودیوں اور تمام مذاہب کے افراد کے لیے اس ادارے کے دروازے کھول دے گی۔"

سونیا نے اسے پڑھنے کے بعد انچارج سے کہا "اس نوٹس کے پیچھے دیوی اور سپرماسٹر کی زبانیں بول رہی ہیں۔ انہوں نے ہمیں ایک ہفتے کی مہلت دی ہے۔ یہ مہلت میرے لیے ہے۔ میں اس نوٹس کا جواب عمل سے دوں گی آپ تحریر سے دیں۔ یہ لکھیں کہ پہلے ہی اتنا سخت نوٹس نہیں بھیجا جاتا ہے۔ ہمارے دیرینہ تعلقات کا تقاضا ہے کہ ہم آپس میں مل بیٹھ کر اس معاملے پر مذاکرات کریں کیونکہ اس نوٹس کے ملنے سے پہلے ہی ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والوں پر پیرس میں حملے ہوچکے ہیں اور انہیں دشمنوں نے تابعدار بنالیا ہے جبکہ آج تک فرانس کے کسی حصے میں ہمارے ٹیلی



جاننے والوں کے ساتھ ایسا کبھی نہیں ہوا۔ آپ جوابی تحریر میں مذاکرات کی دعوت دیں اور یہ ضرور لکھیں کہ ہمارا ایک ...پیتھی جاننے والا جیری جھیل کے کنارے کاٹیج نمبر چھ میں ...ی کام سے جارہا ہے۔ ہمیشہ کی طرح حکومتِ فرانس اس کی ...ی کا انتظام کرے۔ جیری ابھی یہاں سے روانہ ہورہا ہے۔"

انچارج وہ نوٹس لے کر گیا پھر اس کا جواب فیکس کے ذریعے ...چند منٹ میں فرانس کے متعلقہ عہدیدار تک پہنچا دیا۔ اس ...کو صرف عہدیدار نے نہیں بلکہ سپرماسٹر اور اس کے تینوں ...ساتھیوں نے بھی خیال خوانی کے ذریعے پڑھا۔ اس طرح ...معلوم ہوا کہ فرہاد کا ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا شکار آج ...پیرس پہنچ رہا ہے۔

سپرماسٹر ایے لالا اس نے انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل کو حکم دیا ...وہ اپنے جاسوس اور پولیس کے عملے کے ساتھ کاٹیج نمبر چھ سے ...فاصلے پر محتاط رہے۔ وہاں جو بھی شخص آئے، اس کی نگرانی ...ے اور کسی طرح تصدیق کرے کہ آنے والے کا نام جیری ہے۔ ...انٹیلی جنس کا ڈائریکٹر جنرل تابعدار تھا۔ اس نے اپنے خاص ...ت کو بلا کر احکامات صادر کیے کہ کس طرح کاٹیج نمبر چھ کی دور ...نگرانی کرنا ہے اور وہاں آنے والے شخص کا صحیح نام معلوم کرنا ...ہے۔

اس ماتحت نے اپنے ماتحتوں کو حکم دیا۔ اس طرح وہ مطلوبہ ...ٹیج سے ذرا فاصلے پر پھیل گئے۔ دیوی انٹیلی جنس ڈائریکٹر کے نئے ...ہر لہجے اور اس کی خفیہ رہائش گاہ تک نہیں پہنچ سکتی تھی لیکن ...ں کے خاص ماتحت کا دماغ اس کے قابو میں تھا۔ اس کے ذریعے ...وی اور مائیک ہرارے کو معلوم ہوا کہ ٹیلی پیتھی جاننے والا جیری ...رہا ہے لیکن اس کاٹیج کے اطراف سخت پہرا ہے اور ان پہرے ...والوں کے دماغوں میں سپرماسٹر اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے ...ساتھ اتنا محتاط اور مستعد رہے گا کہ دیوی کی دال نہیں گلنے دے ...گا۔

اس نے ہرارے سے کہا "جیری کو ہم کسی طرح حاصل کرلیں ...گے لیکن یہ سوچنا چاہیے کہ وہ پیرس کیوں آرہا ہے جبکہ ان کا ایک ...خیال خوانی کرنے والا جے مورگن ان کے ہاتھوں سے نکل گیا ہے ...اور ہمارے قبضے میں آگیا ہے۔"

ہرارے نے کہا "وہ نہیں جانتے ہیں کہ جے مورگن ہمارے ...شکنجے میں ہے۔ ان کا وہ ٹیلی پیتھی جاننے والا گم ہوگیا ہے۔ اسے ...تلاش کرنے کے لیے ٹیلی پیتھی جاننے والا ہی کوئی آسکتا ہے اس ...لیے جیری آرہا ہے۔"

"جھیل کے کنارے اس کاٹیج کے آس پاس سپرماسٹر نے بڑا ...مضبوط جال بچھایا ہوگا۔ وہاں ہماری کامیابی مشکل ہے۔"

"بے شک سپرماسٹر نے جس طرح فرانس کی تینوں افواج کے ...سربراہوں اور انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل کو تابعدار بنا کر کہیں چھپا دیا ہے اسی طرح وہ جیری پر بھی عمل کرکے اسے کہیں چھپا دے گا۔"

دیوی نے کہا "پھر تو دانش مندی یہ ہے کہ جیری کو کاٹیج تک پہنچنے نہ دیا جائے۔"

"آپ کاٹیج کی بات کررہی ہیں ہم اسے پیرس پہنچنے نہیں دیں گے۔ آپ میرے دونوں آلۂ کاروں کے پاس آئیں۔ ہم انہیں لے کر ہائی وے کی پولیس چوکی تک جائیں گے۔ اس چوکی کے افسران اور دو چار پولیس والوں کے دماغوں میں جگہ بنائیں گے۔ ابھی فوراً چلیں۔ جیری وہاں پہنچنے والا ہوگا۔"

ان کے دونوں آلۂ کار ایک گاڑی کو تیزی سے ڈرائیو کرتے ہوئے اس پولیس چوکی تک پہنچ گئے۔ وہاں انہوں نے ایک افسر اور پولیس والوں کو اپنی گاڑی کے کاغذات دکھائے۔ افسر نے پوچھا۔ "آگے کہاں جارہے ہو؟"

ہرارے نے آلۂ کار کی زبان سے کہا "آگے کہاں جانا ہے۔ ہماری منزل یہی ہے۔ تم ہمارے لیے بڑے کام کے بندے ہو۔"

وہ اور دیوی ایک افسر سے دوسرے افسر اور سپاہیوں کے دماغوں میں پہنچنے لگے۔ وہ لوگ پیرس کی طرف جانے والی گاڑیوں کو بھی چیک کررہے تھے۔ ایسی ہی ایک کار کی پچھلی سیٹ پر جیری بیٹھا ہوا تھا۔ دیوی نے چیک کرنے والے افسر کے ذریعے جیری کی آواز اور لہجے کو سنا پھر ہرارے سے کہا "یہی جیری ہے۔ اپنا کام کرو۔"

ہرارے کے آلۂ کار نے اس کی مرضی کے مطابق اپنی جیب سے ایک پرفیوم کی شیشی نکالی۔ اس شیشی میں پرفیوم نہیں بے ہوشی کا رقیق مادہ تھا۔ اس نے جیری کے چہرے کے سامنے اسپرے کیا تو وہ چشم زدن میں بے ہوش ہوگیا۔ ہرارے نے ڈرائیور کے دماغ میں جگہ بنائی پھر اس کار کو ڈرائیو کرتا ہوا وہاں لے گیا جہاں انہوں نے جے مورگن کو چھپا رکھا تھا۔

اور باربرا جیری کے اندر چھپی ہوئی تھی۔ سونیا اپنی حکمتِ عملی سے صحیح جگہ پہنچ گئی تھی لیکن ابھی یہ معلوم نہیں ہوا تھا کہ جیری کو جس بنگلے میں پہنچایا گیا ہے اور اس بنگلے میں جو دوسرا شخص ہے وہ جے مورگن ہے کیونکہ دیوی نے تنویمی عمل کے ذریعے جے مورگن کی آواز، لہجے اور شخصیت کو بدل دیا تھا۔

سپرماسٹر، اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والے تینوں فوجی ساتھی فرانس کی انٹیلی جنس کا ڈائریکٹر جنرل اور دوسرے پولیس والے کاٹیج نمبر چھ کی نگرانی دور سے کررہے تھے۔ اس کاٹیج میں دو جوان لڑکیاں آئی تھیں لیکن کئی گھنٹے گزر جانے کے بعد بھی جیری نہیں آیا تھا۔

سپرماسٹر کے حکم کے مطابق ڈائریکٹر جنرل نے فون کے ذریعے کاٹیج نمبر چھ میں آنے والی لڑکیوں سے رابطہ کیا۔ میکسی نے ریسیور اٹھا کر پوچھا "ہیلو جیری! کیا تم بول رہے ہو؟ آخر کہاں رہ گئے ہو۔

میں کب سے انتظار کررہی ہوں۔"

ڈائریکٹر جنرل نے فون بند کردیا۔ سپرماسٹر میکسی کے دماغ میں پہنچ کر اس کے خیالات پڑھنے لگا۔ پتا چلا کہ وہ جیری کی محبوبہ ہے۔ اٹلی کے شہر روم سے ملنے آئی ہے۔ اس کے ساتھ اس کی بہن ماسیلا بھی ہے۔ وہ بھی اپنے عاشق تھرہال سے ملنا چاہتی ہے لیکن تھرہال نے اسے بتایا ہے کہ وہ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو بابا صاحب کے ادارے سے ایک ہی دن چھٹی نہیں ملتی ہے۔ لہٰذا آج جیری اپنی میکسی سے ملنے آرہا ہے اور کل شام کو تھرہال چھٹی لے کر اپنی محبوبہ ماسیلا سے ملنے آئے گا۔

سپرماسٹر اور اس کے ساتھیوں کو اور بہت کچھ معلوم ہوا۔ مثلاً یہ کہ وہ دونوں بہنیں گاڈ مدر ٹریسیا کی بیٹیاں ہیں۔ اس کی تیسری بیٹی انالانا نے اس عادل نامی جوان سے شادی کی ہے جس کا تعلق فرہاد کی فیملی سے ہے۔

یہ معلومات اہم تھیں مگر حالات کا تقاضا تھا کہ پہلے جیری کی خبر لی جائے۔ سپرماسٹر کو یہ بات کھٹک رہی تھی کہ جیری شام کو بابا صاحب کے ادارے سے چلا تھا۔ اسے دو گھنٹے کے اندر پیرس پہنچنا چاہیے تھا اور اب چھ گھنٹے گزر گئے تھے۔ ایسے میں دیوی کھٹک رہی تھی کہ اس نے راستے میں شاید جیری کو ٹریپ کرلیا ہو؟ میکسی خوش فہمی سے یہ بھی سوچ رہی تھی کہ شاید اس کا محبوب اسے تحفے پیش کرنے کے لیے کہیں شاپنگ کررہا ہو۔

ڈائریکٹر جنرل نے سپرماسٹر کی مرضی کے مطابق سوچا کہ اسے ہائی وے کی پولیس چوکی والوں سے معلوم کرنا چاہیے۔ اس نے فون کے ذریعے رابطہ کیا۔ دوسری طرف سے وہاں کے افسر نے پوچھا "ہیلو! آپ کون ہیں؟"

"میں انٹیلی جنس کا ڈائریکٹر جنرل بول رہا ہوں۔ کیا اس چوکی سے جتنی گاڑیاں پیرس آتی ہیں، ان گاڑیوں کے مالک کے نام اور گاڑیوں کے نمبر نوٹ کئے جاتے ہیں؟"

"یس سر! ان گاڑیوں کے چوکی سے گزرنے کا وقت بھی نوٹ کیا جاتا ہے۔"

"کیا بابا صاحب کے ادارے کی کوئی گاڑی شام کو پیرس کی طرف آئی ہے؟"

"یس سر! اس گاڑی میں مسٹر جیری پچھلی سیٹ پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک شخص نے پرفیوم کی شیشی سے بے ہوشی کی دوا اسپرے کرکے مسٹر جیری کو غافل بنادیا۔ ہم یہ سب کچھ دیکھ رہے تھے مگر سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ ہم میں سے کسی نے اس شخص کو ایسی حرکت سے کیوں نہیں روکا۔ اس کا ڈرائیور گاڑی اسٹارٹ کرکے پیرس کی طرف لے گیا۔"

فون پر ہونے والی یہ باتیں سن کر سپرماسٹر نے ڈائریکٹر جنرل سے کہا "فون بند کردو۔ دیوی اپنی چال چل گئی ہے اب وہ ہمیں جیری کے سائے تک بھی نہیں پہنچنے دے گی۔"



سپرماسٹر کے ساتھی فوجی افسر نے کہا "اس طرح تو وہ کل کو آنے والے تھرہال کو بھی ٹریپ کرلے گی۔"

سپرماسٹر نے کہا "دیوی نے میکسی کے ذریعے جیری کی آواز اور لہجے کو سنا ہوگا۔ اب وہ جیری کو اپنا تابعدار بنا کر دونوں بہنوں کو اس بات پر مائل کرے گی کہ وہ فون پر تھرہال سے بات کریں۔ اس طرح وہ تھرہال کے اندر بھی پہنچ جائے گی۔ لہٰذا ہمیں سب سے پہلے دونوں بہنوں کے ساتھ ایسا کچھ کرنا چاہیے کہ وہ آئندہ دیوی کی آلۂ کار نہ بن سکیں۔"

"دیوی کسی وقت بھی ان بہنوں کے پاس پہنچ سکتی ہے۔ فوری طور پر انہیں اسپتال پہنچا کر کوما میں رکھا جاسکتا ہے۔ ہمیں وقت ضائع نہیں کرنا چاہیے۔"

انہوں نے وقت ضائع نہیں کیا۔ دونوں کو خیال خوانی کے ذریعے سحر زدہ کرکے ایک اسپتال میں پہنچایا پھر ان پر عمل کر کے انہیں کوما میں پہنچا دیا۔ اس سے پہلے سونیا نے جوجو کو بلا کر جیری اور تھرہال کے بارے میں بتایا تھا اور کہا تھا "بار برا جیری کے دماغ میں رہے گی۔ تم ماسیلا کے دماغ میں رہو۔ دشمن ماسیلا کے ذریعے تھرہال تک پہنچنا چاہیں گے۔ تم ان کے عمل کے مطابق کارروائی کرو اور مجھے رپورٹ دیتی رہو۔"

سونیا کی ہدایات کے مطابق جوجو ماسیلا کے اندر پہنچی تو اس وقت سپرماسٹر کا ساتھی فوجی افسر رچی ریز اسے کوما میں رکھنے کا عمل کررہا تھا۔ جوجو نے اسے عمل کرنے دیا لیکن ماسیلا کے دماغ کو متاثر نہیں ہونے دیا۔ اس کی سوچ کی لہروں میں بولی "یہ نہ جانے کون لوگ ہیں۔ مجھے میرے تھرہال سے جدا کرنے کا یہ طریقہ اختیار کررہے ہیں۔ میں انہیں دھوکا دینے کے لیے کوما کی حالت میں بے حس و حرکت لیٹی رہوں گی۔"

دیوی نے تنویمی عمل کے ذریعے جیری کا لب و لہجہ اور شخصیت بدل کر مائیک ہرارے سے کہا "اب تم جیری کی آواز اور لہجہ اختیار کرکے میکسی کے پاس جاؤ۔ اس کے ذریعے اس کی بہن ماسیلا کی آواز سنو۔"

ہرارے نے پوچھا "کیا آپ تھرہال کو بھی آج ہی قابو میں کرنا چاہتی ہیں۔"

"ہاں۔ سپرماسٹر بہت تیزی دکھا رہا ہے۔ میں ماسیلا کی آواز اور لہجہ سن کر تھرہال کو فون کروں گی۔ ماسیلا بن کر فون پر اس کی آواز سنوں گی پھر اس یوگا جاننے والے تھرہال کے اندر پہنچ کر تنویمی عمل کے ذریعے اسے ماسیلا سے ملنے پر مجبور کروں گی۔"

"یہ اچھا آئیڈیا ہے۔ سپرماسٹر کو یہ یقین ہوگیا کہ تھرہال کل شام کو پیرس آئے گا۔ کل کس نے دیکھا ہے، ہم تھرہال کو آج ہی پیرس آنے پر مجبور کریں گے۔"

اس نے دیوی کی ہدایت کے مطابق جیری کا لب و لہجہ اختیار کیا پھر خیال خوانی کی پرواز کرکے میکسی کے پاس پہنچا تو اس کا

آت ملا۔ وہ زندہ تھی لیکن دماغی حالت بتا رہی تھی کہ وہ کوما میں ہے۔ ذہن بے حسی کے باعث اس کے لیے معلومات کا ذریعہ نہیں بن سکے گا۔

ہرارے نے دیوی کے پاس آکر اس کی ذہنی حالت بتائی پھر کہا۔ "سپرماسٹر نے واقعی پھرتی اور مستعدی دکھائی ہے۔ اس نے میکسی کی بہن ماسیلا کو بھی کوما میں رکھا ہوگا۔"

دیوی چاہتی تو میکسی کی آواز اور لہجے میں بولتی۔ تھرہال جواب میں کچھ بولتا تو وہ اس کے اندر پہنچ جاتی لیکن ایسا کرنے کے لیے اسے بابا صاحب کے ادارے کے انچارج سے پہلے رابطہ کرنا پڑتا اور وہ میرے اور بابا صاحب کے ادارے کے اندر خیال خوانی کے ذریعے بھی نہیں جانا چاہتی تھی۔ جوتش ودیا کے مطابق اسے ہم سے زیادہ سے زیادہ دور رہنا چاہیے تھا۔

دیوی بابا صاحب کے ادارے کے نام سے بدکتی تھی کیونکہ وہاں روحانی ٹیلی پیتھی جاننے والی آمنہ اور تبریزی صاحب جیسی ہستیاں تھیں اور ان کے سامنے اس کی آتما شکتی کمزور پڑ جاتی تھی۔ ہرارے نے کہا "یہ سمجھ میں نہیں آرہا ہے کہ سپرماسٹر نے دونوں بہنوں کو کوما میں کیوں رکھا ہے۔ کیا اس نے یہ نہیں سوچا کہ جیری کے گم ہوجانے اور دونوں بہنوں کے کوما میں پہنچا دیے جانے کے بعد بابا صاحب کے ادارے کے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے محتاط ہوجائیں گے اور تھرہال کو ادارے سے باہر نہیں جانے دیں گے۔"

"یہ بات تو ایک موٹی عقل والا بھی سمجھ سکتا ہے۔ میرا خیال ہے سپرماسٹر یہی چاہتا ہے کہ جیری اس ادارے سے باہر نہ نکلے۔ ہمارے مخالف میری آتما شکتی کے پیش نظر یہ سوچ رہے ہیں کہ میں نے جیری کو آتما شکتی کے ذریعے حاصل کیا ہوگا۔ لہٰذا تھرہال کو بھی اسی طرح اپنے قابو میں کرسکتی ہوں۔ وہ چاہتے ہیں کہ تھرہال ان کے ہاتھ نہ آئے تو ہمارا بھی تابعدار نہ بنے۔"

ہرارے نے کہا "یہی بات سمجھ میں آتی ہے۔ سپرماسٹر بابا صاحب کے ادارے والوں کو ہمارے خلاف یہ سمجھا رہا ہے کہ ہم نے میکسی اور ماسیلا کو کوما میں رکھا ہے اور کسی نہ سمجھ میں آنے والی تدبیر سے جیری کی طرح تھرہال کو بھی ہم اغوا کرنے والے ہیں۔"

"اب تو وہ لوگ اتنے محتاط ہوجائیں گے کہ ثانی اور سلمان جیسے ذہین خیال خوانی کرنے والوں کو اہم ضرورت سے پیرس آنے دیں گے۔ باقی خیال خوانی کرنے والوں کو اب ادارے سے باہر جانے کی اجازت نہیں دیں گے۔"

"دیوی جی! میرا مشورہ ہے کہ جب تک آئندہ مسلمان خیال خوانی کرنے والے ادارے سے باہر نہیں آئیں گے تب تک آپ فرانس کی تینوں افواج کے سربراہوں اور انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل کی خفیہ پناہ گاہوں تک پہنچنے کی کوشش کریں۔ ان تمام بڑے افسران اور اہم حکام تک ان کے ماتحتوں کے ذریعے پہنچا جاسکتا ہے اور پہنچنے کے لیے ان تمام اکابرین کی کچھ کمزوریاں معلوم ہوجائیں تو ہماری کامیابی یقینی ہوجائے گی۔"

جب یہ بات سمجھ میں آگئی کہ فی الحال بابا صاحب کے ادارے سے تھرہال یا کوئی دوسرا خیال خوانی کرنے والا باہر نہیں آئے گا تو دیوی اور ہرارے نے دوسری طرف توجہ دی اور سپرماسٹر نے فرانس کے جتنے اہم اکابرین کو چھپا رکھا تھا انہیں ڈھونڈ نکالنے کا راستہ تلاش کرنے لگے۔

بری فوج کے جنرل اسٹیل بروکس نے سپرماسٹر سے پوچھا۔ "آپ نے یہ کیسی چال چلی ہے۔ اس طرح تھرہال تو کیا بابا صاحب کے ادارے کا کوئی بھی خیال خوانی کرنے والا اب نہیں آئے گا۔"

سپرماسٹر نے کہا "دیوی بھی یہی سوچ رہی ہوگی۔ وہ اپنی آتما شکتی سے بار بار میکسی اور ماسیلا کے پاس جائے گی اور انہیں کوما کی حالت میں پائے گی۔ تھرہال بھی اپنی ماسیلا سے دماغی رابطہ قائم کرنا چاہے گا تو اسے کوما کی حالت میں دیکھے گا۔ دیوی کسی ذریعے سے یہ معلوم کرسکتی ہے کہ تھرہال کو ادارے سے باہر جانے سے روک دیا گیا ہے۔"

اسٹیل بروکس نے کہا "یعنی آپ نے تھرہال کو ادارے سے باہر آنے سے روکنے کے لیے یہ پلاننگ کی ہے اور آپ کو یہ یقین ہوچکا ہے کہ وہ باہر آئے گا تو جیری کی طرح دیوی کے ہتھے چڑھ جائے گا۔"

"میں نے دیوی کو تھرہال کے حصول سے مایوس کرنے کے لیے ہی ایسا کیا ہے تاکہ وہ وقت ضائع نہ کرے اور دوسرے معاملات پر توجہ دے۔ جب وہ راستہ بدلے گی تو ہم بڑی آسانی سے تھرہال کو حاصل کرلیں گے۔"

تینوں فوجی افسران نے سپرماسٹر کو حیرانی سے دیکھا پھر ایک نے پوچھا "وہ کیسے؟"

سپرماسٹر نے اس کا جواب دوسری صبح دیا۔ اس نے میکسی اور ماسیلا کو کوما سے نکال لیا۔ انہیں غسل وغیرہ کرکے تازہ دم ہو کر کھانے پینے کا موقع دیا پھر ماسیلا کے ذریعے تھرہال سے فون پر رابطہ کیا۔ تھرہال نے حیرانی سے پوچھا "ماسیلا! کل رات تم اور میکسی کاٹیج میں نہیں تھیں۔ خیال خوانی سے پتا چلا کہ تم دونوں کوما میں ہو۔ آخر یہ معاملہ کیا ہے؟"

ماسیلا نے سپرماسٹر کی مرضی کے مطابق کہا "معاملہ تم سمجھ سکتے ہو۔ جب جیری میری بہن سے ملنے نہیں آیا تو ہم نے خطرہ محسوس کیا۔ میکسی نے کہا، جیری کو ضرور کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے دشمن نے اغوا کیا ہے اور وہ دشمن ہمیں بھی نقصان پہنچا سکتا ہے۔ ہم نے فوراً ہی کاٹیج چھوڑ کر ایک ہوٹل میں کمرا لیا۔ ہمارے پاس ایک دوا ہے جسے کھانے کے بعد ہم دس گھنٹوں تک کوما کی حالت میں رہتے ہیں۔ ایسے وقت کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا ہمیں نقصان نہیں پہنچا

سکتا۔ پچھلی رات ہوٹل کے کمرے میں ہم نے وہی دوا استعمال کی تھی۔ دشمنوں کو اب یقین ہوگیا کہ وہ ہمارے دماغوں میں آکر ہمیں آلۂ کار نہیں بنا سکیں گے۔ اس یقین کے ساتھ تم سے ابھی گفتگو کررہی ہوں۔"

تھرپال نے کہا "یہ تو کمال ہوگیا۔ واقعی دشمن یہ سوچ رہے ہوں گے کہ تم بہنوں کو ٹریپ کرلینے کے بعد اب مجھے ادارے سے باہر نہیں آنے دیا جائے گا۔"

"کیا تم نہیں آؤ گے؟ میں تمہارے لیے سیکڑوں میل دور آکر مصائب سے گزر رہی ہوں۔ تم چاہو تو آواز اور لہجہ بدل کر آسکتے ہو پھر ہم سب مل کر یہاں جیری کو تلاش کریں گے۔"

"مجھے یہاں سے باہر جانے کے لیے منع کیا گیا ہے لیکن میں تمہاری ذہانت اور حکمتِ عملی کا حوالہ دے کر ابھی چھٹی حاصل کروں گا۔ تھوڑی دیر بعد تمہارے دماغ میں آکر بتاؤں گا کہ مجھے کس وقت چھٹی مل سکتی ہے۔"

فون کا رابطہ ختم ہوگیا۔ تھرپال نے ادارے کے انچارج کے پاس آکر اسے میکسی اور مامیلا کے بارے میں بتایا اور اس یقین دلایا کہ اب کوئی دشمن اسے ٹریپ نہیں کرسکے گا اور وہ پیرس جاکر جیری کو تلاش کرے گا۔

سونیا نے پہلے ہی انچارج کو سمجھا دیا تھا کہ تھرپال چھٹی منسوخ کیے جانے کے بعد دوبارہ چھٹی مانگے تو اسے جانے کی اجازت دے دی جائے لہٰذا اسے اجازت مل گئی۔

اس نے خیال خوانی کے ذریعے مامیلا کو خوش خبری سنائی کہ ابھی وہ ایک گھنٹے بعد ادارے سے نکلنے والا ہے پھر دو گھنٹے بعد اس کے پاس پہنچ جائے گا۔

اس نے یہی کیا۔ ایک گھنٹے بعد ادارے سے ایک کار میں نکلا لیکن دو گھنٹے بعد اپنی محبوبہ تک نہ پہنچ سکا۔ اس سے پہلے ہی فرانس کے انٹیلی جنس والوں نے اسے گرفت میں لے لیا پھر اس کے بازو میں بے ہوشی کا انجکشن لگا کر اسے ایک خفیہ اڈے میں پہنچا دیا۔

سونیا کا منصوبہ کامیاب ہورہا تھا۔ وہ لوگ صرف تھرپال کو نہیں لے گئے تھے اس کے اندر جوجو کو بھی لے گئے تھے اور جب تھرپال مختصر سی بے ہوشی کے بعد ہوش میں آیا تو اس کا ذہن کمزور تھا۔ اسے پھر سلا دیا گیا۔ اس کے بعد اس پر تنویمی عمل کیا جانے لگا۔ جوجو نے اسے بظاہر ان کا معمول اور تابعدار بننے دیا۔ جب سپر ماسٹر اسے تنویمی نیند سونے کے لیے چھوڑ کر گیا تو جوجو نے اس پر دوبارہ تنویمی عمل کیا۔ اس کے ذہن میں یہ بات نقش کی کہ بظاہر سپر ماسٹر کا تابعدار بن کر اس کے احکامات کی پابندی کرے گا لیکن جوجو اس کے اندر آکر حکم دے یا سونیا کبھی اس کے روبرو آئے تو وہ سپر ماسٹر کے اثر سے بالکل آزاد ہو جائے گا۔

جتنے ٹیلی پیتھی جاننے والے تھے سب سیر پر سوا سیر تھے۔ صرف سونیا ٹیلی پیتھی نہیں جانتی تھی مگر دشمنوں کی ٹیلی پیتھی کو خود ان کے لیے ایک فریب بنا دیتی تھی۔ وہ بڑے اعتماد سے خیال خوانی کے ذریعے چالیں چلتے تھے اور یہ نہیں سمجھ پاتے تھے کہ وہ سونیا کی پلاننگ کے مطابق بو رہے ہیں اور سونیا کی مرضی کے مطابق فصل کاٹیں گے۔

مامیلا نے وقتِ مقررہ تک تھرپال کا انتظار کیا پھر پریشان ہوکر ادارے میں فون کیا۔ وہاں کے انچارج نے کہا "تھرپال تین گھنٹے پہلے پیرس کے لیے روانہ ہوگیا تھا۔ اگر وہ نہیں پہنچا ہے تو یہ بڑی تشویش کی بات ہے۔ میں ابھی پیرس کی انتظامیہ سے بات کرتا ہوں۔"

انچارج نے کمشنر، انٹیلی جنس کے چیف اور پولیس کے اعلیٰ افسران سے باری باری فون پر رابطہ کیا۔ ہر ایک نے یہی جواب دیا کہ انہیں جیری اور تھرپال کے اغوا ہونے کا افسوس ہے۔ حکومتِ فرانس کی طرف سے بابا صاحب کے ادارے کو ایک نوٹس بھیجا گیا ہے۔ جب تک اس پر عمل نہیں ہوگا، حکومت ان کے ادارے کے کسی بھی فرد کو تحفظ فراہم نہیں کرے گی۔

فرانس کی تینوں افواج کے سربراہ روپوش رہ کر اپنے فرائض ادا کررہے تھے۔ ادارے کے انچارج نے ان کے ایک ماتحت افسر سے بھی شکایت کی تو روپوش رہنے والے فوجی سربراہ نے کمپیوٹر کے ذریعے جواب دیا "بابا صاحب کے ادارے سے پہلے جے مورگن لاپتا ہوا پھر جیری اور تھرپال کو اغوا کیا گیا۔ دو روز میں تین ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا اغوا یا گمشدگی اس بات کا ثبوت ہے کہ آپ کا ادارہ نااہل ہے۔ آپ کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے مقابلے میں آج کا سپر ماسٹر واقعی سپر ہے۔ شہ زور ہے۔ ہم نوٹس کے مطابق ایک ہفتے بعد بابا صاحب کے ادارے کو اپنی تحویل میں لے لیں گے۔"

ابھی اس ایک ہفتے میں سے دو دن گزرے تھے۔ پانچ دن باقی تھے۔ مخالفین بے خبر تھے کہ سونیا ایک جگہ بیٹھے ہی بیٹھے ایک بلائے ناگہانی کی طرح جھپٹنے والی ہے۔ مخالفین بے خبر تھے مگر یہ خبر تو رکھتے تھے کہ جس ادارے کو اپنی تحویل میں لینا چاہتے ہیں وہاں ایک بلا بھی رہتی ہے۔

سپر ماسٹر نے مرینا کو معمولہ اور تابعدار بنا کر آزاد چھوڑ دیا تھا۔ وہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ دیوی بھی اسے ٹریپ کرنے آئے گی یا نہیں؟ اگر آئے گی تو وہ مرینا کے چور خیالات پڑھ کر دیوی کے ارادوں کو سمجھتا رہے گا۔

اور دیوی نے بھی اسی طریقے پر عمل کیا تھا۔ مرینا کو تابعدار بنا کر اسے آزاد چھوڑ دیا تھا۔ وہ اس کے ذریعے سپر ماسٹر کے اصل لب و لہجے تک پہنچنا چاہتی تھی۔ ان دونوں کے علاوہ سلطانہ بھی خاموشی سے اس کے اندر جاتی رہتی تھی۔

دیوی اور سپر ماسٹر کو اس طریقۂ کار پر عمل کرنے سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوا کیونکہ دیوی جے مورگن اور جیری کو قابو میں کرنے کے بعد تھرپال کے پیچھے پڑ گئی تھی۔ ایسے وقت اس نے عارضی طور مرینا کو نظرانداز کیا تھا۔ برّی فوج کے جنرل اسٹیل بروکس نے سپر ماسٹر سے کہا "مرینا نے ماضی میں بڑے کارنامے انجام دیے ہیں۔ وہ بہت چالاک اور تیز طرار ہے۔ دیوی کو پھانسنے کے لیے مرینا کو چارا نہ بنایا جائے۔"

بحریہ کے ایڈمرل ٹیری ٹیلر نے کہا "میں بھی تائید میں کہتا ہوں کہ مرینا کی آواز، لہجہ اور شخصیت بدل کر اسے امریکا میں بلا کر رکھا جائے۔"

اتفاق رائے سے فیصلہ ہونے کے بعد مرینا پر دوبارہ عمل کیا گیا۔ اس کی آواز، لہجہ اور شخصیت بدل دی گئی۔ یہ بات ذہن نشین کردی گئی کہ وہ اپنے شوہر تام مورس کو چھوڑ کر چپ چاپ شام کی فلائٹ سے امریکا جارہی ہے۔ اسے ائرپورٹ پر پاسپورٹ اور ضروری کاغذات مل جائیں گے۔

سلطانہ ٹیلی پیتھی کے ذریعے اپنے فرائض ادا کرتی تھی لیکن اپنی بیٹی فرزانہ کی پرورش اور گھریلو زندگی کی مصروفیات کے باعث اس سے یہ کوتاہی ہوگئی کہ جب مرینا کی شخصیت تبدیل کی جارہی تھی تو وہ بھی دیوی کی طرح اس کے دماغ میں حاضر نہیں تھی پھر فرصت پاکر اس کے اندر جانا چاہا تو وہ ایک نئی شخصیت میں گم ہوگئی تھی۔

اس نے سونیا کو بتایا۔ سونیا نے کہا "یہ برا ہوا۔ مرینا پہلے گمراہ تھی پھر تام مورس سے شادی کرکے پُرسکون ازدواجی زندگی گزار رہی تھی۔ اب سپر ماسٹر پھر اسے ہمارے خلاف استعمال کرے گا۔"

سلطانہ نے کہا "بیچارہ تام مورس اس کے لیے بہت پریشان ہے اور اسے تلاش کررہا ہے۔"

سونیا نے کہا "میں ذرا حکومتِ فرانس کے بدلے ہوئے رویّے کو درست کرلوں تو پھر مرینا کو ضرور واپس لانے کی کوشش کروں گی۔"

دیوی کو پتا چلا کہ تھرپال ہاتھ سے نکل گیا ہے تو اس نے مرینا کے پاس آنا چاہا۔ اسے دوسرا شاک پہنچا۔ مرینا بھی ہاتھ سے نکل گئی تھی۔ اس نے مائیک ہرارے سے کہا "ہم نے جے مورگن اور جیری کو حاصل کیا۔ سپر ماسٹر نے تھرپال اور مرینا کو حاصل کرلیا ہے۔"

"دیوی جی! آپ نے مرینا پر عمل کیا تھا۔ اسے تابعدار بنایا تھا۔ کیا سپر ماسٹر نے اس کا برین واش کیا ہے؟"

"ہاں۔ اس کی شخصیت بدل دی ہے۔ اپنے آلۂ کاروں سے کہو کہ اسے تلاش کریں۔"

"اس کی آواز، اس کا لہجہ، اس کا حلیہ بدل چکا ہوگا۔ ہمارے آلۂ کار اسے پہچان نہیں سکیں گے۔"

"صورت بدل جانے سے فطرت نہیں بدل جاتی۔ مرینا کی ایک عادت ہے۔ وہ شانے پر بکھری ہوئی زلفوں کو ایک مخصوص ادا سے جھٹک کر پیچھے کرتی ہے۔ تمام آلۂ کاروں سے کہو کہ جو جوان عورت ایک مخصوص رومانی انداز میں سر کو خم دے کر زلفوں کو شانے پر سے پیچھے لے جاتی ہے اس کی ضرور نگرانی کریں۔ ہم ان کے ذریعے مرینا تک پہنچ جائیں گے۔"

یہ وہی شام تھی جب پارس اپنی مما کے حکم کے مطابق پیرس پہنچ رہا تھا۔ امریکا سے آنے والا طیارہ رن وے پر دوڑتا ہوا ایک جگہ رک گیا تھا۔ پارس مسافروں کے درمیان جہاز سے اتر کر ائرپورٹ کی عمارت میں آرہا تھا۔

اور مرینا ایک ٹیکسی سے اتر کر اس عمارت میں داخل ہورہی تھی۔ ایک امریکا سے آرہا تھا۔ دوسری امریکا جارہی تھی۔ ایک گھنٹے بعد اس کا جہاز پرواز کرنے والا تھا۔ اگر وہ بورڈنگ کارڈ لینے کے لیے روانگی کے حصے میں چلی جاتی تو پارس سے کبھی سامنا نہ ہوتا۔ یہ تو مقدر کا کھیل ہوتا ہے۔ اسے پیاس لگ رہی تھی اس لیے وہ ٹھنڈی بوتل پینے کے لیے اسنیک بار کے کاؤنٹر پر رک گئی تھی۔

پارس لگیج ہال سے ایک اٹیچی اٹھائے باہر آیا۔ کچھ فاصلے پر وہ اسنیک بار تھا، جہاں مرینا ٹھنڈی بوتل سے پیاس بجھا رہی تھی۔ اس کی صورت، حلیہ اور اسٹائل ایسا تبدیل ہوچکا تھا کہ پارس اسے پہچان نہیں سکتا تھا لیکن اسنیک بار کے قریب سے بلکہ مرینا کے قریب سے گزرتے ہوئے دو قدم آگے جاکر رک گیا۔

مائیک ہرارے کو شبہ تھا کہ جب سپر ماسٹر نے مرینا کو بالکل تبدیل کردیا ہے تو اسے پیرس سے باہر فرانس کے کسی دوسرے شہر میں یا دوسرے ملک میں بھیج دے گا۔ زیادہ چانس یہ تھا کہ اسے امریکا بلا سکتا ہے اس لیے ہرارے ایک آلۂ کار کو ائرپورٹ لے آیا تھا اور اس کے ذریعے ہر خوب صورت عورت کو دیکھ رہا تھا کہ کون رومانی انداز میں سر کو خم دے کر شانے پر پڑی ہوئی زلفوں کو پیچھے لے جاتی ہے؟

جب پارس قریب سے گزرا تو مرینا نے اپنے مخصوص انداز میں سر کو خم نہیں دیا تھا اور شانے پر پڑی ہوئی زلفوں کو بھی پیچھے نہیں کیا تھا۔ اس نے کوئی مخصوص انداز نہیں دیکھا تھا۔ اس کے باوجود رک گیا تھا۔

وہ کسی کے ساتھ بھی تنہائی میں کچھ وقت گزارتا تھا تو اس کے بدن کی مخصوص بُو کو کبھی نہیں بھولتا تھا۔ مرینا کے قریب سے گزرتے ہوئے اس نے برسوں پرانی مہک کو محسوس کیا۔ بے اختیار اس کے دل نے کہا "مرینا!...... یہ تو مرینا کی مہک ہے۔"

وہ دو قدم آگے جاکر رک گیا تھا پھر اس نے پلٹ کر بوتل پینے والی کو دیکھا۔ مرینا نے ایک جوان کو اپنی طرف متوجہ پایا تو ناز و نخرے کے انداز میں اپنی مخصوص ادا سے سر کو خم دیا اور شانے پر پڑی ہوئی زلفوں کو ایک جھٹکے سے پیچھے کردیا۔

مائیک ہرارے کو خوشی کا جھٹکا لگا۔ وہ آلۂ کار کے ذریعے اس

کے قریب جانے لگا۔ پارس اس کے روبرو آکر بولا "میڈم! ایسا لگتا ہے جیسے پہلے کہیں تمہیں دیکھا ہے۔"

وہ بولی "پتا نہیں کتنے لوگ مجھے خوابوں میں دیکھتے ہیں۔ ان میں تمہارا بھی اضافہ ہوگیا ہے۔ بائی دی وے تم نے مجھے میڈم کیوں کہا۔ مس کہہ کر مخاطب کیوں نہیں کیا؟"

وہ بولا "تم حسین اور جوان ہو مگر نوجوان نہیں ہو۔ تمہارے چہرے پر پھولوں جیسی تازگی ہے مگر کنواری نہیں ہو اور کنواری لڑکیوں کو مس کہا جاتا ہے۔"

"نان سنس۔ تم کوئی نجومی ہو یا قیافہ شناس؟ تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ ابھی میری شادی نہیں ہوئی ہے۔"

"ایک شادی تو ہوچکی ہے۔ اس سے پہلے نہ جانے کتنے چوہے تمہیں طاعون زدہ کرچکے ہیں۔"

وہ حلق پھاڑ کر چیختے ہوئے بولی "یو بلڈی فول! تم مجھے طاعون زدہ کہہ رہے ہو۔ میں تمہارا منہ توڑ دوں گی۔"

اس نے منہ توڑنے کے لیے ہاتھ میں پکڑی ہوئی بوتل کو بلند کیا۔ ہرارے نے آلۂ کار کے ذریعے اس کا ہاتھ پکڑ کر کہا "پلیز اس قدر غصے میں نہ آؤ۔ میں تمہیں مس کہتا ہوں۔ اگر تم سفر کا ارادہ ترک کرکے میرے ساتھ چلنا پسند کرو گی تو میں تمہارا غصہ ٹھنڈا کرنے کے لیے اس نوجوان کو یہاں ننگی کا ناچ نچادوں گا۔"

وہ آلۂ کار سے بولی "میں اور تمہارے ساتھ جاؤں گی؟ کبھی آئینے میں اپنی صورت دیکھی ہے؟"

"میں نے تو دیکھی ہے۔ تم آئینے میں یہ دیکھنا بھول گئیں کہ میک اپ کے ذریعے اپنے اصلی چہرے کو چھپاتے وقت خامی رہ گئی ہے۔ شاید تم نے بڑی جلدی میں چہرہ تبدیل کیا ہے۔"

پارس ان کی باتوں کے دوران اس آلۂ کار کے اندر پہنچ گیا۔ ہرارے اگرچہ اپنے مخصوص لب و لہجے میں نہیں بول رہا تھا تاہم پارس نے سمجھ لیا کہ پاس کھڑے ہوئے شخص کے دماغ میں کوئی بول رہا ہے اور اسی کے مطابق وہ آلۂ کار بولتا جارہا ہے پھر اس نے دیوی شی تارا کی آواز سنی۔ اگرچہ وہ بھی اصلی آواز اور لہجہ نہیں تھا مگر اسی آواز اور لہجے میں وہ کئی بار پارس کے اندر آکر گفتگو کرچکی تھی۔

وہ کہہ رہی تھی "ہرارے وقت ضائع نہ کرو۔ میں مرینا کے دماغ پر قبضہ جمارہی ہوں۔ تم اسے آلۂ کار کے ساتھ ٹیکسی میں اسی خفیہ بنگلے میں لے آؤ۔"

"دیوی جی! اسے اس بنگلے میں لے جانا مناسب نہیں ہے۔ ہوسکتا ہے اس کے اندر سپرماسٹر چھپا ہوا ہو۔ وہ ہمارے خفیہ اڈے سے واقف ہوجائے گا۔"

"میں اس کے دماغ پر پوری طرح مسلط رہوں گی۔ سپرماسٹر کا باپ بھی اس کے دماغ میں نہیں آسکے گا۔"

آلۂ کار نے ہرارے کی مرضی کے مطابق مرینا کا ہاتھ تھام لیا۔ پہلے وہ غصہ اور نخرے دکھا رہی تھی لیکن ہاتھ پکڑنے کے بعد مسکرانے لگی کیونکہ اب پوری طرح دیوی کے قبضے میں تھی۔ پارس نے حیرانی سے کہا "ارے واہ! دور سے باتیں کرو تو غصہ دکھاتی ہے اور ہاتھ پکڑو تو مسکراتی ہے پھر تو میں بھی ہاتھ پکڑوں گا۔"

اس نے مرینا کا ہاتھ تھامنے کے لیے ہاتھ بڑھایا۔ یہ اچھی طرح جانتا تھا کہ پہلے رقیب حملہ کرے گا۔ رقیب آلۂ کار نے مرینا کا ہاتھ چھوڑ کر ایک الٹا ہاتھ پارس کے منہ پر مارنا چاہا لیکن کلائی گرفت میں آگئی۔ اس نے دوسرے ہاتھ سے وار کیا۔ دوسری کلائی بھی جیسے لوہے کے شکنجے میں آگئی۔ ہرارے اور آلۂ کار نے اپنی مشترکہ قوتوں سے دونوں کلائیوں کو چھڑانا چاہا۔ یوں محسوس ہوا کہ شکنجے سے کلائیاں نکلیں گی تو ٹوٹ کر نکلیں گی۔

ہرارے نے پریشان ہوکر کہا "دیوی جی! یہ تو کوئی فولادی روبوٹ ہے۔ آپ اس کے اندر زلزلہ پیدا کریں۔"

دیوی نے کہا "میں نے ابھی یہی کوشش کی تھی مگر یہ بہروپیا دشمن ہے۔ ہماری طرح لب و لہجہ بدل کر بول رہا ہے۔ جب تک اس کی اصلی آواز اور لہجہ سنائی نہیں دے گا، میں اس کے اندر نہیں جاسکوں گی۔"

اس اسنیک بار میں اچھی خاصی بھیڑ لگ گئی تھی۔ ایک پولیس افسر چند سپاہیوں کے ساتھ آگیا تھا۔ مسافروں کو اپنی راہ جانے کی ہدایت کرنے کے بعد اس نے پارس اور آلۂ کار سے پوچھا "یہ کیا ہورہا ہے؟"

پارس نے اس کی کلائیوں کو چھوڑ کر کہا "یہ میرا رقیب ہے۔ میری بیوی کو بہلا پھسلا کر مجھ سے جدا کررہا ہے۔"

مرینا نے کہا "یہ جھوٹ بولتا ہے۔ ہم ایک دوسرے کے لیے اجنبی ہیں اور ایک دوسرے کا نام تک نہیں جانتے ہیں۔"

دیوی نے اس کے دماغ پر قبضہ جمایا تھا۔ اس سے پہلے ہی پارس نے مرینا کے موجودہ بہروپ کو اچھی طرح سمجھ لیا تھا۔ وہ بولا "روزی ڈارلنگ! جھوٹ بولنے سے پہلے اتنا تو سوچو کہ یہ افسر صاحب تمہارا پاسپورٹ دیکھیں گے تو انہیں سچائی معلوم ہوجائے گی کہ تم مسز روزی جان ہو اور میں تمہارا شوہر آندرے جان ہوں۔"

پولیس افسر نے مرینا سے کہا "میڈم! اپنا پاسپورٹ دکھاؤ۔"

وہ پریشان ہوکر بولی "پاسپورٹ میں تو یہی دو نام لکھے ہوئے ہیں۔ اس بہروپیے نے کسی طرح میرے بارے میں بہت کچھ معلوم کرلیا ہے۔"

افسر نے موبائل فون کو دیکھا۔ اشارہ موصول ہورہا تھا۔ اس نے فون کو آن کرکے دوسری طرف کی آواز سنی۔ پارس بھی سننے لگا۔ ایک اعلیٰ افسر کہہ رہا تھا "وہاں بھیڑ نہ لگاؤ۔ روزی اور آندرے جان کو میرے دفتر میں لے آؤ۔"

پارس اس اعلیٰ افسر کے اندر پہنچا تو دیوی کہہ رہی تھی "ہیلو



سپرماسٹر کے چمچے! یہ تم نہیں سپرماسٹر بول رہا ہے۔ اسے معلوم ہونا چاہیے کہ مرینا اب میرے قبضے میں ہے اور یہ تمہارا بہروپیا آلۂ کار جو مرینا کا شوہر آندرے جان بن رہا ہے میں اسے دماغی طور پر کمزور بنا کر اس کے اندر جاؤں گی۔"

سپرماسٹر نے اس آلۂ کار اعلیٰ افسر کی زبان سے کہا "دیوی! ہم دونوں کسی تیسرے جال میں پھنسنے والے ہیں۔ وہ آندرے جان میرا آلۂ کار نہیں ہے اور میں اس کے دماغ کے اندر پہنچنے میں ناکام رہا ہوں۔ یقین نہ ہو تو تم اپنی آتما شکتی کے ذریعے اس کے اندر جاکر حقیقت معلوم کرسکتی ہو۔"

"وہ مصنوعی لب و لہجے میں بول رہا ہے۔ اس کی اصلیت معلوم کرنے کے لیے اسے دماغی کمزوری میں مبتلا کرنا ہوگا یا پھر ابھی اسے زخمی کیا جائے۔"

"ائرپورٹ میں گولی چلے گی تو ائرپورٹ کی انتظامیہ بدنام ہوگی۔ مسافروں میں بدحواسی پھیلے گی۔ پہلے اسے یہاں پولیس ہیڈکوارٹر میں لایا جائے۔"

"میں ایسی نادان نہیں ہوں کہ ہاتھ آئی ہوئی مرینا کو پولیس ہیڈکوارٹر جانے دوں گی۔ اسے نہ میری جگہ نہ تمہاری جگہ کسی تیسری جگہ لے چلو۔"

"کہیں بھی لے چلو مگر یہ نہ بھولو کہ اس بہروپیے کا تعلق بابا صاحب کے ادارے سے ہوسکتا ہے۔ اگر ایسا ہوا تو اس ادارے کے ٹیلی پیتھی جاننے والے منظم ہوکر اس کے پیچھے چلے آئیں گے۔"

"آئیں گے تو ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے کیونکہ ہم جسمانی طور پر موجود نہیں رہتے ہیں۔ میں تو مرینا کے اندر رہ کر یہ معلوم کرسکوں گی کہ بابا صاحب کے ادارے والے اسے کہاں لے جاتے ہیں اور یہ بہروپیا کون ہے؟"

پارس نے پولیس افسر سے پوچھا "افسر! یہ تم نے اتنی دیر سے فون کو کان سے کیوں لگایا ہوا ہے؟ کیا دوسری طرف سے سُر سنگیت سن رہے ہو؟"

مرینا نے دیوی کی مرضی کے مطابق کہا "مجھے غلطی کا احساس ہوگیا ہے۔ میں مانتی ہوں کہ آندرے جان میرا شوہر ہے۔ میں ابھی جان کے ساتھ جارہی ہوں۔"

پارس نے کہا "واہ! کیا معجزہ ہورہا ہے۔ میرے رقیب کے ساتھ بھاگنے والی بیوی پھر میری ہوگئی ہے۔ ایسا لگتا ہے پھر نئی دلہن بن گئی ہے اور نئی دلہن کے ساتھ ہنی مون کے لیے ضرور جانا چاہیے۔ چلو میری روزی جان!"

وہ دونوں پارکنگ ایریا کی طرف جانے لگے۔ ہرارے نے اپنے آلۂ کار کو ان کا پیچھا کرنے سے روک دیا۔ پارس کے لیے بابا صاحب کے ادارے سے ایک کار آئی ہوئی تھی۔ اگر وہ اس میں جاتا تو پہچان لیا جاتا کہ اس کا تعلق بابا صاحب کے ادارے سے ہے۔ اس نے پوچھا "روزی جان! کیا تمہارے پاس گاڑی ہے؟"

"وہ سرخ رنگ کی اسپورٹس کار ہے۔ کم آن۔"

پارس نے خیال خوانی کے ذریعے سلمان سے کہا "انکل! میں یہاں پہنچ گیا ہوں۔ دیوی اور سپرماسٹر سے آنکھ مچولی کھیل رہا ہوں۔ آپ مجھے اس ڈرائیور کے اندر پہنچائیں جو میرے لیے ائرپورٹ کار لے کر آیا ہے۔"

سلمان نے اسے ڈرائیور کے اندر پہنچادیا۔ اس نے ڈرائیور سے کہا "میں سرخ رنگ کی اسپورٹس کار میں جارہا ہوں۔ تم فاصلہ رکھ کر ہمارا تعاقب کرو اور اس لمحے سے تاحکمِ ثانی گونگے بن جاؤ۔"

اس نے اسپورٹس کار کا نمبر بھی بتایا۔ ڈرائیور نے دیکھا۔ دور پارکنگ ایریا سے وہ کار جارہی تھی۔ وہ اس کار کے پیچھے جانے لگا۔ اگلی کار کو پارس ڈرائیو کررہا تھا۔ مرینا نے پوچھا "ہم کہاں جائیں گے؟"

"جہاں ایک دن جانا ہے، وہیں جائیں گے۔"

"بات الجھاتے کیوں ہو؟ صاف بتاؤ۔"

"سمجھ میں آنے والی بات تمہاری سمجھ میں نہیں آرہی ہے۔ بھئی ہم کو ایک دن قبرستان جانا ہے تو پھر آج ہی کیوں نہ چلیں۔"

"کیوں خوشی کے موقع پر ایسی فضول سی باتیں کررہے ہو؟"

"میری جان! یہ فنٹاسٹک آئیڈیا ہے۔ آج تک کسی دولہا دلہن نے قبرستان میں ہنی مون نہیں منایا ہوگا۔ ہم منائیں گے تو دنیا بھر میں ہمارے بے مثال ہنی مون کا چرچا ہوگا۔"

کار تیز رفتاری سے جارہی تھی۔ مرینا بڑی رازداری سے اپنا پرس کھول کر ایک چھوٹی سی سرنج نکال رہی تھی اور ایک شیشی میں سے بے ہوشی کا رقیق مادہ سرنج میں بھر رہی تھی۔ پارس اسے نظرانداز کررہا تھا۔ ونڈ اسکرین کے پار یوں مسلسل دیکھ رہا تھا جیسے محتاط ڈرائیونگ کی خاطر صرف سامنے راستے کو دیکھ رہا ہو۔

سپرماسٹر اسے بے ہوش کرکے کمزور بنانا چاہتا تھا۔ دیوی بھی اس کے کمزور پڑتے ہی اس کے دماغ سے اس کی اصلیت معلوم کرلینا چاہتی تھی۔ مرینا نے کہا "مائی ڈیئر آندرے! مجھے پیاس لگ رہی ہے۔ ذرا گاڑی روکو۔"

"تھوڑی دیر پہلے تم بوتل پی رہی تھیں۔ اب پھر پیاس لگ رہی ہے۔ تم دن بھر میں کتنا سمندر پی لیتی ہو؟"

اس نے سڑک کے کنارے گاڑی روکی۔ اسی وقت مرینا نے اس کی ران میں انجکشن کی سوئی چبھوئی۔ پارس نے فوراً ہی اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ وہ سوئی چبھونے سے پہلے بھی اس کا ہاتھ پکڑ سکتا تھا مگر ذرا ڈراما کررہا تھا۔ اس زہریلے پر بے ہوشی کی دوا اثر نہیں کرسکتی تھی لیکن اس نے خود کو متاثر ظاہر کرنے کے لیے دماغ کے دروازے کھول دیے۔

دیوی اور سپرماسٹر دندناتے ہوئے اس کے اندر آئے۔ اس کی

کراہتی ہوئی سوچ نے بتایا کہ وہ ایم آئی ایم کا سربراہ برادر کبیر ہے اسے اطلاع ملی تھی کہ بابا صاحب کا ادارہ حکومتِ فرانس کی تحویل میں جانے والا ہے۔ وہاں حکومتِ فرانس کے پسِ پردہ دیوی اور سپرماسٹر اپنا قبضہ جمانا چاہتے ہیں اس لیے وہ بھی یہ سوچ کر آیا ہے کہ اگر وہ ادارہ کمزور ہوچکا ہے تو وہ وہاں پر قبضہ جمائے گا اور ایم آئی ایم کا قلعہ اس ادارے کو بنائے گا۔ اگر جناب تبریزی' فرہاد' آمنہ اور سونیا کو اعتراض ہوگا تو انہیں حکومتِ فرانس کے احکامات کے مطابق اس ملک سے نکل جانا ہوگا۔ تبریزی صاحب برادر کبیر کی پالیسیوں سے اتفاق نہیں کریں گے تو پھر دیوی اور سپرماسٹر بھی اس ادارے کو ایم آئی ایم کا ہیڈ کوارٹر بننے سے نہیں روک سکیں گے......

اتنا سوچتے سوچتے ہی وہ بے ہوش ہوگیا۔ دیوی اور سپرماسٹر واپس مرینا کے دماغ میں آکر اس بے ہوش برادر کبیر کو وہاں سے لے جانا چاہتے تھے لیکن پتا چلا کہ مرینا بھی بے ہوش ہوگئی ہے۔ وہ سمجھ نہیں سکے کہ وہ بے ہوش کیسے ہوگئی ہے؟

پارس نے انہیں اپنے خیالات میں الجھا کر خود کو برادر کبیر بنا کر انہیں صرف اپنی طرف متوجہ رکھا تھا اور ایسے وقت اس سرنج کو چھین کر اس کی سوئی مرینا کے جسم میں پیوست کردی تھی۔ بے ہوشی کی باقی دوا اس کے اندر منتقل کردی تھی۔ اس کے بعد خود کو بے ہوش اس طرح کیا تھا جیسے خود کو کئی بار مردہ ثابت کرچکا تھا۔

پھر اس نے بابا صاحب کے ادارے کی کار کے ڈرائیور کو مخاطب کرکے کہا "فوراً گاڑی کی نمبر پلیٹ تبدیل کرو اور اس سرخ اسپورٹس کار کے پاس آجاؤ۔ یاد رکھو کہ تمہیں گونگا بن کر رہنا ہے۔"

دیوی اور سپرماسٹر کو یقین تھا کہ وہ مرینا کے ذریعے برادر کبیر کو بے ہوش کرکے اسے اپنے قابو میں کرلیں گے اور مرینا اسپورٹس کار ڈرائیو کرتی ہوئی اس شکار کو ان کی مطلوبہ جگہ لے آئے گی۔

ایسی سچویشن کے متعلق وہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ دونوں بے ہوش ہوجائیں گے اور کار ڈرائیو کرنے والا کوئی نہ ہوگا۔ اب تو یہی صورت رہ گئی تھی کہ وہ اپنے لوگوں کو وہاں بھیجتے جہاں وہ بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ دیوی اور سپرماسٹر نے اپنے اپنے آلۂ کاروں کو ادھر روانہ کیا۔

دیوی اور سپرماسٹر کا رابطہ بھی ختم ہوگیا تھا کیونکہ وہ مرینا کے دماغ میں یکجا ہوئے تھے۔ انہوں نے مزید ملاقات کے لیے کسی دوسرے آلۂ کار کا انتخاب نہیں کیا تھا۔

اب دونوں کی کوشش یہی تھی کہ وہ اپنے آلۂ کاروں کے ذریعے پہلے مرینا اور برادر کبیر تک پہنچیں۔ اب تو برادر کبیر سب سے زیادہ اہم ہوگیا تھا۔ اس کے دماغ کو اپنی گرفت میں لے کر وہ پوری ایم آئی ایم تنظیم کو اس کے تمام مجاہدین سمیت قابو میں کرسکتے تھے۔

یہ بہت بڑی کامیابی ہوتی۔ ایک طرف بابا صاحب کا ادارہ حکومتِ فرانس کے ذریعے امریکا اور اسرائیل کی تحویل میں آنے والا تھا۔ دوسری طرف برادر کبیر معمول اور تابعدار بن جاتا اور ایم آئی ایم جتنے زور شور سے ابھری تھی اتنی ہی خاموشی سے فنا ہوجاتی۔ یوں مسلمانوں کے دو بڑے زبردست ادارے ہمیشہ کے لیے ختم ہوجاتے اور ان کے ٹیلی پیتھی جاننے والے کتنے ہی ممالک میں بھٹکتے رہتے لیکن انہیں دوبارہ بابا صاحب کے ادارے جیسا فولادی قلعہ کبھی نہیں ملتا۔

انہیں سرخ اسپورٹس کار تک پہنچنے میں پون گھنٹا لگ گیا۔ پہلے سپرماسٹر کی طرف سے ایک پولیس افسر اور چار سپاہی وہاں پہنچے اور اس اسپورٹس کار کو خالی پایا۔ وہاں سے ذرا دور اسنیک بار اور جنرل اسٹور جیسی دکانیں تھیں۔ ایک سپاہی نے وہاں جاکر دکان والوں سے پوچھا "وہاں جو سرخ رنگ کی کار کھڑی ہوئی ہے اس کے مالک کہاں ہیں؟"

ایک دکاندار نے بتایا "میں نے اس کار کو وہاں رکتے دیکھا تھا۔ اس میں جوان عورت اور ایک جوان مرد تھا۔ جب ایسی گاڑیاں ہماری دکانوں سے دور رک جاتی ہیں تو ہم سمجھ لیتے کہ وہ گاڑیوں والے پہلے ادھر تنہائی میں جوانی کی بھڑاس نکالیں گے پھر یہاں ٹھنڈا گرم پینے آئیں گے۔"

کسی دکاندار نے ادھر یہ نہیں دیکھا تھا کہ سرخ رنگ کی کار کے پاس ایک اور کار آئی تھی اور پارس بے ہوش مرینا کو وہاں سے اٹھا کر دوسری کار میں لے گیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد دو آلۂ کار ایک وین میں آئے۔ ایک کے اندر دیوی اور دوسرے کے اندر مائیک ہرارے تھا۔ انہوں نے اس سرخ رنگ کی کار کو خالی دیکھ کر پولیس افسر سے پوچھا "مرینا اور برادر کبیر کہاں ہیں؟"

سپرماسٹر نے افسر کی زبان سے کہا "ہم خود انہیں تلاش کررہے ہیں۔ جب ہم یہاں آئے تو یہ اسپورٹس کار خالی تھی۔"

دیوی کے آلۂ کار نے کہا "سپرماسٹر! ایسا سفید جھوٹ نہ بولو۔ وہ دونوں بے ہوش تھے۔ ان کے ساتھ کوئی تیسرا نہیں تھا۔ کیا تم یہ احمقانہ بات کہہ رہے ہو کہ وہ دونوں بے ہوش رہ کر' خوابِ غفلت میں رہ کر فرار ہوگئے؟"

"میں ایسی احمقانہ بات نہیں کہہ رہا ہوں۔ کیا ایسا نہیں ہوسکتا کہ بابا صاحب کے ادارے والے ان کی تاک میں رہے ہوں پھر انہیں بے ہوش پاکر یہاں سے لے گئے ہوں۔"

دیوی نے کہا "یہ بھی تو ہوسکتا ہے کہ تمہارے خاص تابعدار انہیں لے گئے ہوں اور تم نے ایک جونیئر افسر اور چار سپاہیوں کو یہاں ہمیں یہ سمجھانے کے لیے چھوڑ دیا ہے کہ تم نے مرینا اور برادر کبیر کو حاصل نہیں کیا ہے۔"

"اگر انہیں لے جاتا تو فخر سے کہتا کہ میں نے تم پر سبقت

...ل کی ہے۔ تم نے صرف جے مورگن اور جیری کو حاصل کیا ... میں نے تھرمال' مرینا اور برادر کبیر کو تمہاری گرفت میں آنے ... پہلے چھین لیا ہے۔"

سپرماسٹر کی باتوں میں وزن تھا۔ وہ سوچ میں پڑگئی۔ ہرارے ... کہا "دیوی جی! یہ درست ہے۔ جیتنے والا ہمیشہ فخر سے اپنے ... ح علاقوں اور غلام بنے ہوئے افراد کا ذکر کرتا ہے۔ مرینا کے ... تھ کوئی اور چکر چل گیا ہے۔"

اس کی بات ختم ہوتے ہی پارس نے ہرارے کے آلۂ کار کی ... بان سے کہا "ہیلو چلبلی.... چلبلی......"

دیوی نے چونک کر اپنے آلۂ کار کی زبان سے کہا "ارے! یہ تو ... ادر کبیر ہے۔"

"ہاں! میں ہوں برادر کبیر! تمہارے ساتھ شطرنج کا عالمی ... چیمپئن رہتا ہے لیکن اتنی سی بات اس چیمپئن کے ساتھ تم بھی ... ول گئیں کہ میں کئی بار عارضی موت مرچکا ہوں پھر میرے لیے ... ارضی بے ہوشی خود پر طاری کرنا کون سی بڑی بات ہوسکتی ہے؟"

دیوی نے حیرانی سے پوچھا "کیا بے ہوشی کی دوا نے تم پر اثر ... نہیں کیا تھا؟"

"میرے ساتھ لکی سیون جیسی زہریلی لڑکی رہتی ہے۔ زہر کے سامنے بے ہوشی کی دوا کی کیا اہمیت ہوسکتی ہے؟"

سپرماسٹر نے اپنے آلۂ کار کے ذریعے کہا "تم خطرناک حد تک مکار ہو۔ ہمیں یہ افسوس نہیں ہے کہ تم مرینا کو ہم سے چھین کر لے گئے۔ تشویش یہ ہے کہ ہمارے مقابلے میں بابا صاحب کے ادارے کو حاصل کرنے کے لیے ایک فریق بن کر آئے ہو۔"

ہرارے نے کہا "مجھے تو یہ بھی چالبازی لگتی ہے۔ بابا صاحب کا ادارہ اور ایم آئی ایم کی تنظیم میں سب ہی مسلمان ہیں پھر مسٹر کبیر کس طرح جناب تبریزی کے خلاف محاذ بنائیں گے۔"

پارس نے پوچھا "کیا مسلمانوں کے درمیان جھگڑے فسادات نہیں ہوتے؟ ہماری اور تبریزی صاحب کی پالیسیوں میں بڑے تضادات ہیں۔ ہم نے ابتدا میں ایک دوسرے کی مدد کی لیکن جہاں نظریات اور پالیسیوں میں اختلافات ہوں وہاں دوستی قائم نہیں رہ سکتی۔ میں حکومتِ فرانس کو موقع نہیں دوں گا کہ وہ بابا صاحب کے ادارے کو اپنی تحویل میں لے۔ اس سے پہلے میں اس ادارے کو ایم آئی ایم کا ہیڈ کوارٹر بنالوں گا۔"

"اس میں شبہ نہیں کہ تم بے حد مکار ہو لیکن جب میرے' دیوی کے اور بابا صاحب کے ادارے کے تین محاذوں کے خلاف آؤ گے تو ہر محاذ پر تمہاری مکاری کام نہیں آئے گی۔ میری کوشش یہ ہوگی کہ کسی طرح ایک بار تم ہمارے ہاتھ لگ جاؤ پھر دنیا تمہارا اور ایم آئی ایم کا عبرتناک انجام دیکھے گی۔"

پارس نے کہا "دیوی شی تارا! یہ سپرماسٹر نے چیلنج کیا ہے۔ کیا تم بھی مجھے چیلنج کرنا چاہتی ہو؟"

"میں ایک بار نہیں' بار بار تمہیں آزما چکی ہوں اور یہ سمجھ گئی ہوں کہ تمہیں چیلنج نہیں کیا جاسکتا۔ دانائی اسی میں ہے کہ تم سے کترا کر' تم سے دور رہ کر اپنے منصوبوں پر عمل کرنا چاہیے۔"

"اس نئے سپرماسٹر نے مجھے چیلنج کیا ہے مگر میں اس کا کچھ نہیں بگاڑوں گا۔ تمہیں موقع دوں گا۔ کیا تم فرانس کی تینوں افواج کے سربراہوں' انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل اور دوسرے تمام اکابرین سے ملاقات کروگی' جنہیں سپرماسٹر نے خفیہ رہائش گاہوں میں چھپا رکھا ہے؟"

دیوی نے خوش ہوکر پوچھا "کیا سچ کہہ رہے ہو۔ کیا تم سپرماسٹر کے ان تمام فرانسیسی اکابرین تک پہنچا سکتے ہو جنہیں سپرماسٹر نے اپنا تابعدار بنا رکھا ہے۔"

"بے شک میں ہر ایک گھنٹے کے بعد فرانس کے ایک ایک اہم عہدیدار تک تمہیں پہنچاتا رہوں گا۔ ابھی تمہیں یہاں کے آرمی چیف آف اسٹاف کے پاس پہنچا رہا ہوں۔ اس کا پتا ذہن نشین کرو۔"

ہرارے نے کہا "مسٹر کبیر! تم یہ راز کی باتیں سپرماسٹر کی موجودگی میں کررہے ہو۔ یہ تو فوراً ان کی رہائش گاہیں تبدیل کروے گا۔"

"پیارے عالمی چیمپئن! تم یہ بھول رہے ہو کہ میں اور میرے مجاہدین سایہ بن کر کسی کے اندر بھی چلے جاتے ہیں۔ یہ سپرماسٹر فرانس کے جتنے عہدیداروں کو جہاں بھی لے جاکر چھپائے گا' ہم میں سے کوئی بھی مجاہد سایہ بن کر اس کے اندر موجود رہے گا۔"

پارس نے جب فرانس کی آرمی کے چیف آف اسٹاف کا صحیح پتا دیوی کو بتایا تو سپرماسٹر نے غصے سے چیخ کر کہا "نہیں۔ تم نہ بتاؤ۔ مسٹر کبیر! تم دیوی کے نہیں' میرے ساتھی بن جاؤ گے تو میں تمہارے بڑے سے بڑے مطالبات پورے کروں گا۔"

دونوں آلۂ کار وین میں بیٹھ کر جارہے تھے۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ دیوی اور ہرارے اس آرمی چیف آف اسٹاف کی شہ رگ تک پہنچنے جارہے تھے۔ پارس نے سپرماسٹر سے کہا "تم میرے مطالبات کیا پورے کروگے۔ اس کے برعکس میں تمہاری خواہش پوری کرسکتا ہوں۔"

"تم نے دیوی کو وہاں بھیج کر میرا بہت بڑا نقصان کیا ہے اور اب میری خواہش پوری کرنے کی بات کررہے ہو۔"

"مجھے نادان بچہ نہ سمجھو۔ دیوی سے پہلے ہی تمہارے دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والے اس آرمی چیف آف اسٹاف کی حفاظت کے لیے پہنچ گئے ہوں گے۔ اس کے باوجود تمہارا نقصان ہوگا تو میں ابھی وہ نقصان پورا کروں گا۔"

"کیسے کروگے؟"

"دیوی نے جے مورگن اور جیری کو جہاں چھپا رکھا ہے وہاں تمہیں پہنچادوں گا۔"

"کیا واقعی؟ مگر تم کیسے جانتے ہو کہ....."

وہ کہتے کہتے ذرا رکا پھر بولا "ہاں یاد آیا۔ تم اور تمہارے مجاہدین سایہ بن کر کسی کے بھی اندر سما کر اس کے خفیہ اڈے تک پہنچ جاتے ہیں۔"

"اور اس کا ثبوت یہی ہے کہ میں نے دیوی کو تمہارے ایک روپوش بڑے افسر کے پاس بھیجا ہے اور تمہیں دیوی کے تابعدار جے مورگن اور جیری کے پاس پہنچا سکتا ہوں۔"

"تم ضرور دیوی کے دونوں تابعداروں کو چھین لینا چاہوں گا لیکن تم کوئی خطرناک چال چل رہے ہو۔ جے مورگن اور جیری جیسے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو تم بھی حاصل کر کے اپنی قوت میں اضافہ کر سکتے ہو اور حکومتِ فرانس کے تمام اکابرین' جو میرے تابعدار ہیں' انہیں بھی تم چھین سکتے ہو۔ ان کے ذریعے بابا صاحب کے ادارے کو اپنی تحویل میں لے سکتے ہو' جیسا کہ ہم لینے والے ہیں پھر تم اپنی کامیابیوں کے تمام مواقع سے خود کو محروم کر کے ہم پر یہ مہربانیاں کیوں کر رہے ہو؟"

"کوئی اپنی غرض کے بغیر کسی پر مہربانیاں نہیں کرتا۔ میرا منصوبہ یہ ہے کہ دو کتے آپس میں لڑتے رہیں۔ مجھے کاٹنے کے لیے نہ آئیں اور میں اپنی منزل تک آرام سے ٹہلتا ہوا پہنچ جاؤں۔ مثلاً مرینا کے لیے تم اور دیوی لڑتے رہے اور میں نہایت آسانی سے تم دونوں کے درمیان سے اسے نکال کر لے گیا۔ اب تم دونوں فرہاد اور بابا صاحب کے ادارے والوں کو لاکھ یقین دلاؤ کہ مرینا میرے قبضے میں ہے تو وہ کبھی یقین نہیں کریں گے کیونکہ میں نے ابھی تک فرہاد اور ادارے کی کھل کر مخالفت نہیں کی ہے۔ ابھی ہم مسلمانوں کے درمیان محض رنجش ہے' دشمنی نہیں ہے۔"

"میں شروع سے کہتا آرہا ہوں کہ تم بے حد خطرناک ہو۔ اب پتا چلا کہ ہمارے کاندھوں پر بندوق رکھ کر چلا رہے ہو اور تمہاری ڈھٹائی یہ ہے کہ اپنا یہ منصوبہ بھی ہمیں بتا رہے ہو۔"

"اس لیے بتا رہا ہوں کہ میں جو چاہوں گا' وہی دیوی اور تم کرو گے۔ جیسا کہ دیوی میری مرضی کے مطابق تمہارے تابعدار آرمی چیف آف اسٹاف کے پاس گئی ہے۔ اسی طرح کیا تم دیوی کے پھانسے ہوئے جے مورگن اور جیری کو حاصل نہیں کرو گے؟ اپنی ٹیلی پیتھی جاننے والی فوج کی تعداد نہیں بڑھاؤ گے؟"

سپر ماسٹر کشمکش میں مبتلا ہو گیا۔ دیوی کے قبضے میں جانے والے ان دونوں خیال خوانی کرنے والوں کو حاصل کرنا' اپنی قوت میں اضافہ کرنا اور دیوی کو شکست دینا ضروری تھا۔ وہ جھنجلا کر بولا۔ "کیا تمہاری کھوپڑی میں شیطان کا دماغ ہے۔ تم دیوی کے خیال خوانی کرنے والے قیدیوں کو میرے حوالے کیوں کرنا چاہتے ہو؟"

"تاکہ بابا صاحب کے ادارے والے اور فرہاد اور اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والے یہ دیکھتے اور سمجھتے رہیں کہ تم اور دیوی ان کے خیال خوانی کرنے والوں کو ایک دوسرے سے چھین جھپٹ رہے ہو۔ انہیں اور تمہیں پتا بھی نہیں چلے گا کہ تم دو کتوں کی لڑائی کے درمیان سے جے مورگن اور جیری کو میں مرینا کی طرح نکال لے گیا ہوں۔ فرہاد اور ادارے والے تم دونوں کے دشمن ہوں گے۔ میں تو بیچارہ سا ہوں۔ بڑے لوگوں سے مقابلہ کرنے کی جرأت ہی نہیں کر سکتا۔"

"تم خود کو سمجھتے کیا ہو؟ کیا میں جے مورگن اور جیری کو حاصل کر لوں گا تو تم انہیں مجھ سے چھین کر لے جاؤ گے؟"

"چھیننا جھپٹنا اچھی بات نہیں ہے۔ میں تو بڑی محبت سے انہیں مرینا کی طرح لے جاؤں گا۔"

"تم نے بارہا دیوی کو فریب دیا ہے' اسے بیوقوف بناتے رہے ہو لیکن میں دیوی نہیں ہوں۔ عورت نہیں ہوں اور ایک سپر ماسٹر ہوں۔ مجھے جے مورگن اور جیری کا پتا بتاؤ۔ میں دیکھوں گا کہ تم کتنے پانی میں ہو اور کس طرح انہیں مجھ سے چھین کر لے جاؤ گے۔ یہ میرا چیلنج ہے کہ تم سایہ بن کر بھی ان دونوں کے سائے تک نہیں پہنچ سکو گے۔"

"یہ تمہاری چیلنج کرنے کی عادت بہت خراب ہے۔ اس خرابی سے بچو اور یہ بتاؤ کہ ایک گھنٹے بعد کیسے رابطہ ہو گا۔ میں ٹھیک ایک گھنٹے بعد تمہیں جے مورگن اور جیری کا صحیح پتا بتاؤں گا۔"

"کیا ایک گھنٹے بعد کوئی خاص بات ہے؟"

"تم چاہتے ہو کہ وہ دو ٹیلی پیتھی جاننے والے تمہارے لیے فوراً پیدا ہو جائیں۔ پیدائش میں نو ماہ لگتے ہیں۔ میں تو صرف ایک گھنٹا انتظار کرنے کو کہہ رہا ہوں۔"

"یعنی تم بتانا نہیں چاہتے۔ کوئی بات نہیں۔ ابھی تم جس سپاہی کے دماغ میں رہ کر بول رہے ہو' ایک گھنٹے بعد اس کے اندر ملاقات ہو گی۔"

ان کا یہ خیال خوانی والا رابطہ ختم ہو گیا۔ پارس دماغی طور پر بابا صاحب کے ادارے میں اپنے چھوٹے بھائی کبریا فرہاد اور اعلیٰ بی بی (ثانی) کے پاس حاضر ہو گیا۔ اس نے مرینا کو اپنی والدہ آمنہ کے پاس پہنچا دیا تھا تاکہ آمنہ روحانی ٹیلی پیتھی کے ذریعے اس کی شخصیت تبدیل کر دے اور آئندہ کوئی دشمن خیال خوانی کرنے والا اسے ٹریپ نہ کر سکے۔

پارس کے آتے ہی سونیا اپنے بچوں کو اس کے حوالے کر کے ادارے سے باہر چلی گئی۔ پارس اپنی مما سے یہ پہلے طے کر چکا تھا کہ جس طرح وہ مرینا کو ائیرپورٹ سے پکڑ کر لایا ہے اسی طرح آئندہ بھی وہ اپنے قیدی بن جانے والے جے مورگن' جیری اور تھرہال کو واپس حاصل کرنے کے لیے مما کے ساتھ خیال خوانی کے ذریعے شریک رہے گا۔

وہ ادارے میں پہنچنے کے بعد بھی دیوی اور سپر ماسٹر سے اب تک گفتگو کرتا رہا تھا۔ کمرے میں اعلیٰ بی بی (ثانی) اور کبریا فرہاد ایسے کھلونوں سے کھیل رہے تھے جو انہیں ذہنی آزمائش کے ساتھ دلچسپیاں بھی فراہم کرتے تھے۔ وہ دونوں ابھی دو برس دو ماہ کے تھے مگر اتنی سی عمر میں کسی کے بھی سامنے جواباً ایسے بولتے تھے جیسے کمپیوٹر چشم زدن میں تحریر کے ذریعے بولتا ہے۔

کبریا نے پارس کی طرف دیکھ کر کہا "بھائی جان آگئے۔"

اعلیٰ بی بی (ثانی) نے کہا "ایسا بھی کیا آنا کہ آکر بھی نہیں آتے۔"

کبریا نے کہا "ہاں۔ ادارے میں کتنے ہی انکل اور آنٹی ہیں' جو ایک طرف تکتے رہتے ہیں۔ جہاں بیٹھتے ہیں' بیٹھے رہ جاتے ہیں۔ بالکل تصویر جیسے لگتے ہیں۔ ایسی تصویروں کو زندہ کہیں گے یا مردہ؟"

اعلیٰ بی بی (ثانی) نے کہا "میں مردہ نہیں کہہ سکتی ورنہ بھائی جان کو بھی مردہ کہنا پڑے گا۔"

پارس نے اعلیٰ بی بی (ثانی) کا کان پکڑ کر کہا "بلی کہیں کی۔ مردہ کہہ بھی رہی ہے اور کہنے سے انکار بھی کر رہی ہے۔ مما نے کیسے بولنا سکھایا ہے۔ ذرا اور بولو؟"

"بولوں گی تو آپ دوسرا کان بھی پکڑ لیں گے۔"

پارس نے کان چھوڑ کر کہا "اب بولو۔"

اعلیٰ بی بی (ثانی) نے کہا "کبریا! تم بتاؤ' جو مردہ زندہ ہو جائے اسے کیا کہتے ہیں؟"

کبریا نے جواب دیا "ڈریکولا۔ مگر میں بھائی جان کو ہرگز ایسا نہیں کہوں گا۔"

پارس نے دونوں کو کھینچ کر سینے سے لگا لیا پھر مسکراتے ہوئے کہا "مما نے مجھے تم دونوں کی نگرانی اور تربیت کے لیے یہاں چھوڑا ہے۔ میں کیا تربیت دوں گا۔ مجھے ہی تم دونوں سے کچھ سیکھنا ہو گا۔"

"مگر بھائی جان! مما تو بڑے فخر سے کہتی ہیں کہ آپ کو سکھانے والا نہ کوئی پیدا ہوا ہے اور نہ شاید پیدا ہو گا۔"

پارس نے ان دونوں کو اپنے سے الگ کرتے ہوئے کہا "او گاڈ! میں تم دونوں کی باتوں میں بھول گیا۔ مجھے ابھی مما کے پاس پہنچنا ہے۔"

اعلیٰ بی بی (ثانی) نے پوچھا "یعنی آپ پھر خیال خوانی کریں گے؟"

پارس نے کہا "ہاں بھئی' اب مجھے تصویر کہو یا ڈریکولا' مما کے پاس تو جانا ہی ہو گا۔ کیا تمہیں کوئی پیغام دینا ہے؟"

"جی ہاں۔ مما کو سمجھائیں' اچھی بچیاں رات کو گھر سے باہر نہیں رہتیں۔ لہٰذا جلدی چلی آئیں۔"

"تم بڑی اماں جان ہو۔ ٹھیک ہے مما سے کہہ دوں گا۔"

وہ خیال خوانی کی پرواز کرتا ہوا سونیا کے پاس پہنچ گیا۔ جب سے جیری کو بے ہوش کر کے اغوا کیا گیا تھا' تب سے باربرا اس کے دماغ میں جاتی رہتی تھی۔ جب اس پر تنویمی عمل کیا گیا تو باربرا نے اس عمل کو کامیاب نہیں ہونے دیا۔ دیوی نے جیری کو اسی بنگلے میں چھپایا تھا' جہاں جے مورگن کو روپوش رکھا گیا تھا۔

جے مورگن کو ابتدا میں باربرا اور جیری پہچان نہ سکے کیونکہ دیوی نے اس کی آواز' لہجہ اور حلیہ بدل دیا تھا اور اس کا نام جے جافری رکھا تھا۔

باربرا کو تجسس ہوا کہ یہ جے جافری کون ہے۔ وہ کچھ جانا پہچانا سا بھی لگتا تھا۔ حلیہ بدلنے سے فطری عادتیں نہیں بدل جاتیں۔ اس کے اٹھنے بیٹھنے اور کھانے پینے کے انداز کے علاوہ یوگا کی خاص مشقیں بھی وہی تھیں جو جے مورگن کیا کرتا تھا۔ باربرا نے اس کے دماغ میں پہنچنے کی کوشش کی تو ناکام رہی۔

تب اس نے جیری کے ذریعے ایک چاقو سے اس کے جسم پر خراش لگائی۔ اسے زخمی کیا پھر دماغی توانائی ذرا کمزور ہو گئی تو اس کے خیالات پڑھنے کا موقع مل گیا۔ پتا چلا کہ کسی نے اس پر عمل کیا ہے۔ اسے اپنا نام یاد نہیں آرہا تھا۔ حتیٰ کہ وہ اپنی پچھلی زندگی بھی بھول گیا تھا۔

تب انہوں نے اس کا برین واش کیا۔ دوبارہ تنویمی عمل کے ذریعے اس کے ذہن سے دشمن عامل کی یہ بات بھلا دی کہ وہ اپنا نام اور اپنی پچھلی زندگی بھول جائے گا۔ اس عمل کے نتیجے میں اسے یاد آگیا کہ اس کا نام جے مورگن ہے۔

ٹیلی پیتھی کی دنیا میں برتری اور بادشاہت بابا صاحب کے ادارے کو حاصل تھی کیونکہ ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی تعداد زیادہ تھی۔ ایک طویل مدت سے میرے ٹیلی پیتھی کے کارنامے دشمنوں پر دہشت اور دبدبہ طاری کرتے آرہے تھے پھر آمنہ جناب تبریزی کے سائے میں رہ کر عبادت و ریاضت کے ذریعے روحانی ٹیلی پیتھی کی صلاحیتیں حاصل کر چکی تھی۔ اگرچہ اس نے دنیا داری چھوڑ کر دن رات عبادت کے لیے گوشہ نشینی اختیار کر لی تھی تاہم دین اسلام میں عبادت گزار حضرات کے لیے دنیا داری بھی لازمی ہوتی ہے۔ جب بھی نیک اور پہنچے ہوئے بندوں کو قدرت کی طرف سے اشارہ ملتا ہے وہ گوشہ نشینی سے نکل کر ضرورت مندوں کے مسائل ضرور حل کرتے ہیں۔

یہی بات مخالفین کو خوفزدہ کرتی تھی کہ کبھی ہمیں بہت زیادہ پیچیدہ اور ناقابل حل مسئلہ پیش آئے گا تو آمنہ گوشۂ تنہائی سے نکل کر ہمارے مسئلے کو روحانی ٹیلی پیتھی کے ذریعے حل کرے گی پھر مخالفین کو بہت زیادہ نقصانات برداشت کرنے پڑیں گے۔

ہم دونوں کے علاوہ اس ادارے میں' جو جو' باربرا' ثانی' سلطانہ' شہناز' پروین عرف پارو (پوجا)' مرینا' پربھا رانی (جسے فی الوقت دیوی بنایا گیا تھا) لکی سیمون' سلمان' علی' پارس' جے مورگن' جیری' تھرہال' ساجد (سابقہ ایوان راسکا)' ایم آئی ایم کا موجودہ سربراہ ذاکر علی (سابقہ وارنر ہیگ) اور ڈی کروسو تھا جسے

ثانی اور پارس نے پاکستان میں ٹریپ کیا تھا۔ اسے سابقہ تنویمی عمل سے نجات دلا کر آزادی سے زندگی گزارنے کے لیے چھوڑ دیا تھا اور اس سے کہا گیا تھا کہ وہ جس ملک میں یا تنظیم میں دیانتداری اور انسان دوستی دیکھے' اسی کا ساتھ دے۔ اس طرح ڈی کروسو آزاد رہنے کے باوجود جناب تبریزیؒ سے متاثر تھا۔

ان اعداد و شمار کے مطابق مجھے اور آمنہ کو شامل کرنے کے بعد بابا صاحب کے ادارے میں بیس ٹیلی پیتھی جاننے والے تھے۔ فی زمانہ یہ تعداد بہت زیادہ تھی اور دشمن کے حواس پر مسلط رہتی تھی۔

اگرچہ مرینا' جے مورگن' جیری اور تھرمال کو ہم سے چھین لیا گیا تھا بلکہ یوں کہنا مناسب ہوگا کہ سونیا نے یونہیں چھیننے کا موقع دیا تھا تاکہ جب ہم انہیں واپس حاصل کرلیں تو دشمنوں کو اپنی کھوکھلی قوت' کمزور صلاحیتوں اور ناکام منصوبوں کا شدت سے احساس ہو۔

ٹیلی پیتھی کی دنیا میں ہمارے بعد دیوی شی تارا کا رعب اور دبدبہ تھا۔ اگرچہ وہ تنہا تھی لیکن پچھلے دنوں اس نے آتما شکتی کے ذریعے یوگا کے ماہرین کے دماغوں میں پہنچ کر تمام امریکی اور اسرائیلی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو تابعدار بنالیا تھا۔ سابقہ سپر ماسٹر اعلیٰ فوجی افسران کے دماغوں پر غالب آکر ٹرانسفارمر مشین کے ذریعے بھارتی جوانوں کو یکے بعد دیگرے ٹیلی پیتھی کا علم سکھانے لگی تھی لیکن آج تک کسی نے اتنے مچھر نہیں مارے ہوں گے' جتنے کہ پارس نے اس کے بھارتی خیال خوانی کرنے والوں کو ہلاک کیا تھا۔ اس کے بعد لکی سیون نے باقی ماندہ بھارتی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے اندر جاکر اپنے اندر کا زہر اگل دیا تھا۔

ایسی اموات کے بعد دیوی نے پھر کوئی نیا بھارتی خیال خوانی کرنے والا پیدا کرنے کی جرائت نہیں کی تھی۔ ان کی جگہ امریکی اور یہودی خیال خوانی کرنے والوں کو اپنا محکوم بنالیا تھا۔ وہ محکوم بننے والے بھی کتنی ہی مہمات میں ثانی' علی اور پارس کے ہاتھوں مارے گئے۔ اب دیوی کے پاس ایک زبردست شاطر مائیک ہرارے تھا۔ اس کے علاوہ اسرائیل میں اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والے تابعدار الپا' رابرٹ کلون اور مارکوس برٹن رہ گئے تھے۔ یعنی اس کے پاس چار عدد محکوم خیال خوانی کرنے والے تھے۔

اور چار عدد امریکا میں بھی تھے۔ پہلا سپر ماسٹر اے لالا سن' دوسرا بری فوج کا جنرل اسٹیل بروکس' تیسرا تجربہ کار ایڈمرل ٹیری ٹیلر اور چوتھا فضائیہ کا ری ریز۔ اس کے بعد سپر ماسٹر نے اپنے تینوں ٹیلی پیتھی جاننے والے ساتھیوں کے مشورے سے یہ فیصلہ کیا تھا کہ آئندہ مشین کے ذریعے کسی کو ٹیلی پیتھی نہیں سکھائی جائے گی بلکہ اس منصوبے پر عمل کیا جائے گا کہ اب تک جتنے خیال خوانی کرنے والے مشین کے ذریعے یہ علم سیکھ کر پرائے ہوگئے ہیں اور دشمنوں کی گرفت میں چلے گئے ہیں انہیں ٹریپ کرکے ان پر تنویمی عمل کرکے' امریکا اور امریکی فوج کا خدمت گار بنایا جائے گا۔

انہوں نے اس منصوبے پر عمل کرنے کی ابتدا مسلمان ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو کمزور بنا کر کی تھی۔ پہلے مرینا کو ٹریپ کیا پھر جیری کو پھانسنا چاہتے تھے لیکن دیوی اسے اور جے مورگن کو لے اڑی۔ ان کے بعد ایک تھرمال ایسا تھا جسے انہوں نے حاصل کرلیا تھا پھر اسے اس خفیہ رہائش گاہ میں پہنچا دیا تھا' جہاں فرانس کے آرمی چیف آف اسٹاف نے روپوشی اختیار کی تھی۔ فضائی اور بحری فوج کے معمول اور تابعدار سربراہ بھی آس پاس کے بنگلوں میں روپوش رہ کر اپنے ملکی فرائض انجام دے رہے تھے۔ ان فرائض میں سپر ماسٹر کے احکامات کی ادائیگی بھی شامل تھی۔ انہوں نے اس کے ہی حکم کے مطابق بابا صاحب کے ادارے کے خلاف نوٹس جاری کیا اور اس پر فرانس کے حاکم اعلیٰ کے دستخط کراکے حکومت کی مہر بھی لگوائی تھی۔

انہی تین بنگلوں میں سے ایک بنگلے میں تھرمال کو پہنچا کر پہلے تنویمی عمل سے برین واشنگ کی تھی تاکہ وہ بابا صاحب کے ادارے کی خوبیوں اور اس ادارے سے اپنی وفاداری کو بھول جائے۔

دوسری بار سپر ماسٹر نے اس پر تنویمی عمل کیا۔ اس عمل کے دوران کہا۔ "یاد کرو۔ تم ایک امریکی ہو۔ تمہیں ٹرانسفارمر مشین سے گزار کر اس لیے ٹیلی پیتھی کا علم سکھایا گیا تھا کہ تم اپنے ملک اور قوم کی بہتری کے لیے خدمات انجام دو۔"

تھرمال نے کہا "ہاں' مجھے سب کچھ یاد آرہا ہے۔ پتا نہیں میں کس غلطی کے نتیجے میں فرہاد کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے فریب میں آگیا اور ان کی طرح بابا صاحب کے ادارے کا وفادار بن گیا۔ لیکن اب ایسا نہیں ہوگا۔ میں اپنے ملک امریکا چلا جاؤں گا۔"

سپر ماسٹر خوش تھا۔ تھرمال پر اس کا عمل کامیاب ہو رہا تھا۔ وہ اس کا معمول اور تابعدار بن چکا تھا جب کہ درپردہ جو اس عمل کی راہ میں دیوار بنی ہوئی تھی۔ پہلے بھی جب اس کی برین واشنگ ہو رہی تھی اور اب بھی جب اسے تابعدار بنایا جا رہا تھا تو وہ سپر ماسٹر کی دانست میں اسے کامیاب ہونے دے رہی تھی لیکن تھرمال کو تنویمی عمل سے متاثر نہیں ہونے دے رہی تھی۔ تھرمال بھی بھرپور اداکاری سے سپر ماسٹر کا غلام بنا رہا اور سمجھتا رہا کہ اپنے ملک کے اکابرین اور بابا صاحب کے ادارے میں یہ زمین آسمان کا فرق ہے کہ اس ادارے میں کسی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والے کو غلام نہیں بنایا جاتا۔ سپر ماسٹر اس کے دماغ کو قابو میں کر رہا تھا جب کہ وہ اپنا دل ادارے کو دے چکا تھا۔

سپر ماسٹر روبوٹ ٹیلی پیتھی جاننے والا بن چکا تھا۔ وہ زبردست صلاحیتیں رکھنے کے بعد کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ کوئی خیال خوانی اور تنویمی عمل کے سلسلے میں دھوکا دے سکتا ہے۔ آدمی یہ یقین کرلے کہ وہ کبھی دھوکا نہیں کھا سکتا تو اسے خوش فہمی کہتے ہیں۔



مائیک ہرارے نے ایک بار دیوی کو یہ اہم نکتہ سمجھایا تھا کہ سان کی سب سے بڑی دشمن خوش فہمی ہے۔ یہ بڑے سے بڑے ملاحیت اور با اختیار شخص کو اچانک ڈبو دیتی ہے۔ سپر ماسٹر پر یہی کم نتی آئی۔ اس کی خوش فہمی کے باعث سونیا کو جوجو کے ذریعے علوم ہوگیا کہ تھرمال کو جہاں چھپایا گیا ہے' اس کے اطراف زانسیسی افواج کے تینوں سربراہ الگ الگ بنگلوں میں قیام کر رہے یں۔

جب پارس امریکا سے آرہا تھا تب ہی طیارے میں سفر کے وران اس نے سونیا سے رابطہ کیا تھا۔ وہاں کے حالات معلوم کیے تھے پھر پوچھا تھا "مما! کیا میرے وہاں پہنچنے کے بعد ہی آپ ادارے سے نکل کر ان تینوں فوجی سربراہوں کی گردنیں دبوچنے جائیں گی۔"

سونیا نے کہا "پہلے یہاں تمہارا پہنچنا ضروری ہے۔ میں سوچ رہی ہوں' جب تھرمال کے ذریعے فرانس کی تینوں افواج کے سربراہوں کا پتا چل چکا ہے تو پھر وہاں کسی دوسرے وقت بھی پہنچا جاسکتا ہے۔"

"دوسرے وقت؟ یعنی آپ عجلت سے کام لینا نہیں چاہتیں یا اور کوئی وجہ ہے؟"

"ان فوجی سربراہوں کے بعد انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل کی اہمیت ہے۔ میں فوجی سربراہوں تک پہنچوں گی تو سپر ماسٹر محتاط ہوجائے گا۔ ڈائریکٹر جنرل کو روپوشی کے لیے کسی دوسری جگہ منتقل کردے گا۔"

"جی ہاں۔ وہ ضرور ایسا کرے گا۔ ہمیں ان کے خلاف قدم اٹھانے سے پہلے ڈائریکٹر جنرل کی خفیہ رہائش گاہ کا پتا بھی معلوم کرلینا چاہیے۔"

"ہر انسان میں کوئی نہ کوئی کمزوری ہوتی ہے۔ ہمیں اس کے خاص ماتحت کے ذریعے کچھ معلوم ہوسکتا ہے۔ باربرا ایک بار ضرورت کے تحت اس کے دماغ میں گئی تھی مگر پوری طرح اس کے خیالات نہیں پڑھے تھے۔ تم اور باربرا اس کے پاس جاؤ اور کچھ سراغ لگاؤ۔"

جو خاص ماتحت ہوا کرتے ہیں' وہ اپنے اعلیٰ افسران کے بہت سے دفتری رازوں اور ان کی ذاتی کمزوریوں سے واقف ہوتے ہیں۔ سونیا نے صحیح سمت دکھائی تھی۔ پارس نے باربرا کے پاس آکر اس کے ساتھ ماتحت کے اندر جگہ بنائی پھر وہ دونوں اس کے خیالات پڑھنے لگے۔ پہلے انہوں نے ماتحت کی زندگی کے متعلق بات چھیڑی تو ماتحت کی سوچ بتانے لگی۔

یوں تو اس کی ذاتی زندگی کے متعلق بہت کچھ معلوم ہوا لیکن ایک خاص بات یہ معلوم ہوئی کہ وہ ڈائریکٹر جنرل کی سفارش پر انٹیلی جنس کے شعبے میں آیا تھا۔ اس کا اعلیٰ افسر اس پر بڑا مہربان تھا۔ مہربانی کی وجہ اس کی حسین اور جوان بہن تھی۔ وہ تقریباً بیس برس کی ہوگی اور ڈائریکٹر جنرل کی عمر اتنی تھی کہ آدھی صدی گزارنے والا تھا۔ اگر وہ ماتحت کی بہن ریٹا سے شادی کی درخواست کرتا تو وہ ایک بوڑھے کو گھاس نہ ڈالتی۔

اس لیے اس نے ریٹا کے بھائی کو زینہ بنایا تھا اور اسے اپنے شعبے میں ترقیاں دے رہا تھا۔ ماتحت نے ایک دن کہا "میں جانتا ہوں آپ میری بہن میں بہت زیادہ دلچسپی لے رہے ہیں لیکن اس سے شادی کی بات نہیں کر رہے ہیں۔"

"تم میری عادت جانتے ہو۔ میں اپنی ذات کو کبھی کمتر نہیں ہونے دیتا۔ اگر ریٹا نے شادی سے انکار کیا تو میں اپنی توہین برداشت نہیں کروں گا۔"

"پھر آپ مجھے اپنے اس شعبے سے دھکے دے کر نکال دیں گے۔ توہین کرنے والی ریٹا کو بھی کسی ایسے پیچیدہ جرم میں ملوث کریں گے کہ ہم بہن بھائی گھر کے رہیں گے' نہ گھاٹ کے۔"

"ہوسکتا ہے۔ میں انسان ہوں۔ انتقامی کارروائی کرسکتا ہوں لیکن ریٹا کی زندگی برباد نہیں کرنا چاہتا اسی لیے اب تک نہ شادی کی بات چھیڑی ہے اور نہ ہی اس کا انکار سننے کا ارادہ رکھتا ہوں۔"

ماتحت نے مسکرا کر کہا "میں اور ریٹا اکثر آپ کا ذکر کرتے ہیں اور اس انتظار میں رہتے ہیں کہ کسی دن آپ اس سے شادی کی بات چھیڑیں گے۔"

ڈائریکٹر جنرل نے خوش ہو کر کہا "کیا سچ کہہ رہے ہو؟ ریٹا میرے لیے راضی ہے؟"

"آگے میں کچھ نہیں کہوں گا۔ جو کہنا ہے ریٹا کہے گی۔ بشرطیکہ پہلے آپ شادی کی بات چھیڑیں۔"

اس نے اسی شام ریٹا سے ملاقات کی اور اسے اپنے لیے پروپوز کیا۔ وہ بڑے ناز و انداز سے بولی "جائیے میں آپ سے نہیں بولتی۔ آپ نے میرے دل کی بات کہنے میں دو برس لگا دیے۔"

"وہ...... وہ دراصل بات یہ ہے کہ تمہیں دیکھ دیکھ کر اپنی عمر کا حساب کرنے لگتا تھا۔"

"اور میں نے جوان ہوتے ہی فیصلہ کرلیا تھا کہ کسی بہت ہی تجربہ کار عمر والے سے شادی کروں گی۔ ایک بوڑھا شوہر اپنی جوان بیوی کا جس قدر دیوانہ رہے گا اتنے دیوانے نوجوان نہیں ہوتے۔ وہ آج ادھر کل ادھر منہ مارتے رہتے ہیں۔"

"واہ! تم نے کیا سچی اور کھری بات کی ہے۔ میرا دل جیت لیا ہے۔"

ریٹا نے واقعی دل جیت لیا تھا۔ پیرس کی رنگین راتوں میں بہت سے جوانمرد مل جاتے ہیں مگر دن گزارنے کے لیے ایک اعلیٰ سرکاری عہدیدار جس کی اندھی کمائی کا کوئی حساب نہ ہو' ایسا دولت مند اور وی آئی پی دیوانہ ریٹا کو مل گیا تھا۔

اس حد تک ماتحت کے چور خیالات پڑھنے کے بعد باربرا نے پارس سے کہا "ریٹا ڈائریکٹر جنرل کی بیوی بن گئی ہے۔ ہم اس کے

تا، دماغ سے بہت کچھ معلوم کرسکتے ہیں۔"

پیرس میں بابا صاحب کے ادارے میں کئی جاسوس تھے۔ پارس نے ایک جاسوس سے کہا "ڈائریکٹر جنرل کے ماتحت کی رہائش گاہ میں جاؤ۔ وہ ماتحت تمہیں ایک فیملی البم دکھائے گا۔ اس میں ریٹا کی جتنی بڑی تصویریں اور کلوز اپ ہوں گے انہیں بابا صاحب کے ادارے میں باربرا کے پاس پہنچا دینا۔"

پھر پارس نے باربرا سے کہا "ہمارا ایک جاسوس ماتحت کے پاس جارہا ہے۔ وہاں سے ریٹا کی تصویریں لاکر تمہیں دے گا۔ تم تصویر کی آنکھوں میں جھانک کر ریٹا کے اندر پہنچو گی اور مجھے بھی پہنچاؤ گی۔"

باربرا نے مسکرا کر کہا "میں پہلی بار تمہیں بڑی سنجیدگی سے گفتگو کرتے ہوئے دیکھ رہی ہوں اور اس کی وجہ بھی خوب جانتی ہوں۔"

"ذرا میں بھی تو سنوں کہ تم نے میری نفسیات کو کہاں تک پڑھا ہے؟"

"خوب پڑھا ہے۔ اس وقت تم مما کے ماتحت بن کر کام کررہے ہو۔ اگر ذرا بھی شرارت کروگے تو تمہاری کھنچائی ہوگی۔"

پارس نے کہا "اسے کہتے ہیں آبیل مجھے مار۔ میں تمہیں چھیڑنا نہیں چاہتا تھا کیونکہ یہ طیارہ اب پیرس پہنچنے والا ہے۔ مجھے یہاں دماغی طور پر حاضر رہنا ہوگا مگر تمہیں تو کھجلی ہورہی ہے۔ چلو تھوڑا سا کھجا ہی دیتا ہوں۔"

"اے خبردار! کوئی الٹی سیدھی بات نہ کہنا ورنہ مما سے شکایت کردوں گی کہ یہ شیطان کام نہیں کررہا ہے صرف چھیڑ چھاڑ کررہا ہے۔"

"تم لڑکیاں عجیب ہوتی ہو۔ چھیڑو تو نازو انداز سے غصہ دکھاتی ہو اور نہ چھیڑو تو بے چین ہو کر سوچتی ہو کہ حسن و جمال میں کیا کمی رہ گئی ہے کہ دیکھنے والا نظر انداز کررہا ہے۔ ویسے مجھے ایک بات کی خوشی ہے۔"

"بات کیوں ادھوری چھوڑ دی؟ بتاؤ کس بات کی خوشی ہے؟"

"یہی کہ اب تم خود کو لڑکی سمجھنے لگی ہو ورنہ آپریشن کے بعد خود کو لڑکا ہی کہتی رہتی تھیں۔ خوشی یہ بھی ہے کہ خود کو لڑکی تسلیم کرنے کے بعد چھیڑنے کا موقع پہلے مجھے دے رہی ہو۔"

"آگئے اپنی بدمعاشی پر۔ لفنگے کہیں کے۔ چلو بھاگو یہاں سے۔"

اس نے سانس روک لی۔ پارس دماغی طور پر طیارے میں حاضر ہوگیا۔ باربرا ریٹا کی تصویر حاصل کرنے کے بعد اس کی آنکھوں میں جھانک کر اس کے دماغ میں پہنچ گئی۔ معلوم ہوا شادی کے بعد ڈائریکٹر جنرل ریٹا کا اور زیادہ دیوانہ ہوگیا۔ یوں بھی وہ بوڑھے عاشقوں کو دیوانہ بنا کر رکھنا جانتی تھی۔

جب سپر ماسٹر نے ڈائریکٹر جنرل کو اپنا معمول اور تابعدار بنا کر روپوشی کی زندگی گزارنے کا پابند بنادیا تب بھی دیوانگی کا یہ عالم تھا کہ وہ سپر ماسٹر سے التجائیں کرتا تھا۔ کہتا تھا' میں تمہارے تمام احکامات کی تعمیل کرتا رہتا ہوں اور کرتا رہوں گا۔ بس میری ریٹا کو مجھ سے ملا دو۔

سپر ماسٹر نے اس کی دیوانگی اور بے چینی دیکھ کر ریٹا کے دماغ پر قبضہ جمایا۔ اس پر تنویمی عمل کیا اور اہم باتیں دماغ میں نقش کردیں کہ وہ جس بنگلے میں ڈائریکٹر جنرل کے ساتھ رہے گی اس بنگلے سے باہر نہیں جائے گی' بالکونی اور کھڑکیوں سے باہر کے مناظر دیکھے گی تو سمجھ نہیں پائے گی کہ وہ پیرس کے کس علاقے میں ہے اور اہم بات یہ کہ وہ پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی سانس روک لے گی۔ کسی بھی پرائی سوچ کو چند سیکنڈ کے لیے بھی اپنے دماغ میں نہیں آنے دے گی۔

اس طرح ریٹا کو پابند بنانے کے بعد اسے ڈائریکٹر جنرل کے پاس پہنچا دیا گیا تھا۔ اب وہ اس بوڑھے کے ساتھ رہنے لگی تھی۔ پیرس کے نائٹ کلبوں میں جانا چاہتی تھی مگر لاشعوری طور پر اسے تنویمی عمل روکتا تھا۔

وہ باربرا کی سوچ کی لہروں کو محسوس کرسکتی تھی لیکن باربرا نے جیری کے ذریعے فرانس کی تینوں افواج کے سربراہوں کے اندر پہنچ کر سپر ماسٹر کے لب و لہجے کو سنا تھا۔ وہ اسی لب و لہجے کے ذریعے ریٹا کے اندر پہنچی تھی پھر سپر ماسٹر کے اسی مخصوص لب و لہجے کو اختیار کرکے اس کے اندر بھی پہنچ گئی تھی..... اب جتنی منزلیں تھیں وہ سونیا کے قریب آگئی تھیں مگر ابھی سوچنے سمجھنے کے لیے بہت کچھ تھا۔ یہ تو ایک آسان سی بات ہوتی کہ وہ اپنے ایک ایک مخالف کے پاس پہنچ کر ان کی گردنیں توڑ دیتی لیکن سپر ماسٹر اس ڈائریکٹر جنرل اور فوجی افسروں کی موت کے بعد دوسرے افسران اور سرکاری اعلیٰ عہدیداران کو اپنا تابعدار بنا کر لے آتا۔ دیوی بھی یہی کھیل کھیلتی۔ بابا صاحب کے ادارے کے خلاف کئی محاذوں سے بدستور حملے ہوتے رہتے۔

سپر ماسٹر ادارے کو حکومتِ فرانس کی تحویل میں پہنچا کر یہودیوں کے لیے وہاں کا دروازہ کھولنا چاہتا تھا اور دیوی ہندو طلبا و طالبات کے وہاں داخلے کے لیے راستے ہموار کرنا چاہتی تھی۔ بابا صاحب کے ادارے کے خلاف ایسی جرأت پہلے کسی نے نہیں کی تھی۔ اب جرأت کی جارہی تھی تو سونیا اپنے اس ادارے کو مخالفین کے لیے لوہے کا چنا بنادینا چاہتی تھی۔

ان ماں بیٹے نے یعنی سونیا اور پارس نے منصوبہ بنایا کہ الٹی چال چلی جائے۔ دیوی اور سپر ماسٹر نے ادارے کے خلاف اپنے اپنے طور پر محاذ قائم کیے ہیں لہٰذا ان دو کے علاوہ تیسرا محاذ بھی قائم کیا جائے۔ پارس اپنے ہی ادارے کے خلاف برادر کبیر بن کر بابا صاحب کے ادارے کو ایم آئی ایم کا ہیڈ کوارٹر بنانے کا چیلنج کرے۔ اب ایک ادارے کے لیے لڑائی دو طرفہ نہ ہو' سہ طرفہ ہو۔



پارس اب یہی کررہا تھا۔ اسے اتفاق سے ائرپورٹ پر مرینا مل گئی تھی۔ اسے بھی حاصل کرنے کے لیے دیوی اور سپر ماسٹر میں ٹھن گئی تھی۔ ان دونوں کی لڑائیوں سے فائدہ اٹھا کر اس نے مرینا کو علاج اور برین واشنگ کے لیے ادارے میں پہنچا دیا تھا۔

ایسا کرنے کے بعد اس نے صاف طور سے اعلان کردیا تھا کہ وہ اسی طرح ان دونوں کی لڑائیوں سے فائدہ اٹھاتا رہے گا اور جلد ہی ایک دن بابا صاحب کے ادارے کو ایم آئی ایم کا ہیڈ کوارٹر بنائے گا۔ اس سلسلے میں دیوی اور سپر ماسٹر دونوں ہی اس کے کام آتے رہیں گے۔ اس نے دیوی کو بتایا تھا کہ تھربال اور تینوں فوجی افسران کو کہاں چھپا کر رکھا گیا ہے۔ اسی طرح اس نے سپر ماسٹر سے بھی کہا تھا کہ جے مورگن اور جیری کو دیوی نے جہاں چھپا کر رکھا ہے' وہاں کا پتا وہ سپر ماسٹر کو بتائے گا۔

برادر کبیر کے اس طریقۂ کار سے سپر ماسٹر پریشان ہوگیا تھا۔ یہ سمجھ گیا تھا کہ برادر کبیر خود جے مورگن اور جیری کو حاصل کرے گا اور اس سلسلے میں سپر ماسٹر پر یہ الزام عائد کرے گا کہ دیوی اس کے تابعداروں کو چھین لینے گئی ہے اور ادھر جے مورگن اور جیری کو دیوی کی قید سے اپنی قید میں لے آیا ہے۔

پارس کے بتائے ہوئے پتے پر دیوی ان فوجی روپوش افسران کی طرف گئی۔ سپر ماسٹر کے تین ٹیلی پیتھی جاننے والے فوجیوں نے بھی پارس کی یہ بات سنی تھی۔ انہوں نے اپنے فوجی افسروں کو حفاظت کے لیے ایک پولیس افسر اور چار سپاہیوں کو آرمی چیف آف اسٹاف کے بنگلے کی طرف روانہ کردیا۔ وہ رہائش گاہیں جو خفیہ رکھی گئی تھیں اب میدان جنگ بننے والی تھیں۔

سونیا نے پارس سے کہا "تھربال کو واپس لانے میں زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹا لگے گا۔ اس کے بعد تم سپر ماسٹر کو جے مورگن اور جیری کی رہائش گاہ کا پتا بتاؤ گے۔"

ماں کی ہدایت کے مطابق بیٹے نے سپر ماسٹر سے یہی وعدہ کیا تھا کہ وہ ایک گھنٹے بعد اس کے آلۂ کار سپاہی کے دماغ میں آکر اسے دیوی کے اس خفیہ بنگلے کا پتا بتائے گا' جہاں سے وہ ٹیلی پیتھی جاننے والے جے مورگن اور جیری کو حاصل کرسکے گا۔

دیوی اور رمائیک ہرارے اپنے دو آلۂ کاروں کو اس خفیہ بنگلے کی طرف لے گئے۔ انہیں زیادہ اعلیٰ کارکردگی کی ضرورت نہیں تھی۔ انہوں نے سوچا تھا' وہاں پہنچتے ہی آرمی کے چیف آف اسٹاف اور تھربال کو زخمی کریں گے اور فوراً ہی دوسرے اعلیٰ فوجی افسران کا بھی ان کے ذریعے سراغ لگالیں گے۔

سپر ماسٹر اور اس کے تینوں فوجیوں کی طرف سے جو پولیس والے چلے تھے وہ دیوی کے آلۂ کاروں سے پہلے اس بنگلے میں پہنچ گئے۔ جب وہ ڈرائنگ روم میں داخل ہوئے تو وہاں ایک آرام دہ صوفے پر سونیا بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کا لب و لہجہ اور حلیہ بدلا ہوا تھا۔ پولیس انسپکٹر نے پوچھا "تم کون ہو؟ یہاں تو کوئی عورت نہیں

رہتی ہے؟"

سونیا نے کہا "تمہارے دماغ کے اندر جو ٹیلی پیتھی جاننے والا بول رہا ہے' وہ جانتا ہے کہ یہاں دیوی جی پہنچی ہوئی ہیں اور ان لمحات میں وہ میرے اندر موجود ہیں۔"

"اچھا تو دیوی تمہارے اندر ہے۔ اس سے کہو' وہ مجھے اور میرے سپاہیوں کو نقصان پہنچاکر بھی ہماری فوج کے اعلیٰ افسران تک نہیں پہنچ سکے گی کیونکہ ہمارے اندر بھی ٹیلی پیتھی جاننے والے موجود ہیں۔"

اس کی بات ختم ہوتے ہی ایک گولی چلی۔ انسپکٹر سینہ تھام کر چیخ مار کر فرش پر گرا۔ ابھی اس نے دعویٰ کیا تھا کہ اس کے اندر ٹیلی پیتھی جاننے والا ہے۔ انہیں دیوی نقصان نہیں پہنچا سکے گی لیکن دیوی کے آلۂ کار نے بنگلے کے باہر کھڑکی سے فائر کر کے اسے جانی نقصان پہنچادیا۔

ایک سپاہی چھلانگ لگا کر سوئچ بورڈ کے پاس پہنچا۔ اس نے سوئچ کے دو بٹن آف کیے۔ تیسرا بٹن آف کرتے ہوئے اسے بھی ایک گولی لگی۔ اس نے مرتے مرتے بھی ڈرائنگ روم میں تاریکی کردی۔ سونیا فائرنگ کی سمت کا اندازہ کرتے ہی صوفے کے پیچھے لیٹ گئی تھی تاکہ دو فریقوں کے درمیان چلنے والی گولیوں سے محفوظ رہ سکے۔ وہاں تاریکی میں تین سپاہی تھے۔ ان کی راہنمائی سپر ماسٹر کا ساتھی ٹیلی پیتھی جاننے والا فوجی افسر اسٹیل بروکس کر رہا تھا۔ اس نے دو سپاہیوں کو تاریکی میں رینگتے ہوئے برآمدے میں جانے کا حکم دیا۔ انہوں نے حکم کی تعمیل کی۔ باہر ایک بلب کی روشنی تھی۔ دور ایک شخص نظر آیا۔ وہ پوزیشن بدلنے کے لیے ایک جگہ سے دوڑتا ہوا جارہا تھا۔ سپاہی نے اسے گولی ماردی۔ وہ دیوی کا آلۂ کار تھا۔ دوسرے آلۂ کار نے اس سپاہی کو گولی سے اڑادیا۔

بنگلے کے باہر دونوں پارٹیوں کے ایک ایک بندے رہ گئے تھے۔ وہ پوزیشن بدل بدل کر فائرنگ کرنے لگے۔ کسی ایک کو تو مرنا تھا۔ آخر دیوی کا آلۂ کار زندہ رہا۔ سپاہی ہلاک ہوگیا۔ وہ آلۂ کار دیوار سے لگ کر اندھیرے میں چھپتا ہوا بنگلے کی ایک کھڑکی کی طرف جانے لگا۔ کھڑکی کے پیچھے ایک سپاہی تھا۔ وہ اسٹیل بروکس کا آخری آلۂ کار سپاہی تھا۔ اس نے کھڑکی کے باہر اندازے سے گولی چلائی پھر تاریک کمرے میں فوراً ہی جگہ بدلتے وقت سائڈ ٹیبل سے ٹکرایا اور ٹکراتے ہی اچھل کر فرش پر اوندھے منہ گرا۔ جہاں وہ گرا' وہاں سونیا فرش پر لیٹی ہوئی تھی۔ اس نے دونوں ٹانگوں سے سپاہی کی گردن دبوچ لی۔

اسٹیل بروکس نے سپاہی کے دماغ میں کہا "یہ وہی دیوی کی آلۂ کار ہے۔ اسے گولی ماردو۔"

گولی کیسے مارتا؟ اس کے ہاتھ سے ریوالور چھوٹا جارہا تھا۔ گردن دونوں ٹانگوں کے درمیان ایسی سختی سے پھنسی ہوئی تھی کہ سانس رک رہی تھی۔ سانس رکنے سے خیال خوانی کرنے والے آپ ہی آپ دماغ سے نکل آتے ہیں۔ اسٹیل بروکس بھی نکل آیا۔ پریشان ہو کر بڑبڑایا "یہ کیا ہوگیا۔ میرے تمام آلۂ کار مارے گئے۔ مجھے چیف آف آرمی اسٹاف کی خیریت معلوم کرنا چاہیے۔"

اس نے آرمی چیف کے اندر پہنچنا چاہا مگر وہاں پہلے سے کوئی موجود تھا۔ اس نے راستہ روک دیا۔ آرمی کا وہ اعلیٰ افسر یوگا کا ماہر نہیں تھا۔ حیرانی کی بات تھی کہ وہ سانس روکے ہوئے تھا۔

دراصل پارس اس کے اندر سماگیا تھا۔ اس کی سانسیں مسلسل روکنے کے باوجود ٹھہر ٹھہر کر بہت ہولے ہولے اسے سانس لینے کا موقع دے رہا تھا۔ ایسے طریقۂ کار کے دوران کوئی دوسرا خیال خوانی کرنے والا دماغ میں نہیں آسکتا تھا۔ اگر آتا تو دو دو سیکنڈ بعد سانس روکنے کے باعث باہر نکل جاتا اور کسی بھی دو سیکنڈ میں اسٹیل بروکس اس کے اندر رہ کر اس کی حفاظت نہیں کرسکتا تھا اور نہ ہی یہ معلوم کرسکتا تھا کہ آرمی چیف کس حالت میں ہے؟

وہ اس حالت میں تھا کہ ایک کرسی پر بیٹھا بابا صاحب کے ادارے کے خلاف پھر ایک نوٹس لکھ رہا تھا۔ نوٹس کا خلاصہ یہ تھا۔ "پہلے جو نوٹس جاری کیا گیا تھا' وہ امریکی سپر ماسٹر کی مرضی کے مطابق تھا۔ یہ ہمارے دماغوں پر مسلط ہو کر بابا صاحب کے ادارے پر خود قبضہ کرنا چاہتا ہے لیکن یہ دوسرا نوٹس فائنل ہے اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ہم پورے ہوش و حواس کے ساتھ لکھ رہے ہیں۔ بابا صاحب کے ادارے کو آج سے ایک ہفتے بعد دیوی شی تارا کے حوالے کردیا جائے گا۔ سپر ماسٹر کے علم میں یہ تبدیلی آنی چاہیے۔ اس دوسرے نوٹس کو ابھی اس کے نام امریکا فیکس کیا جارہا ہے۔"

وہاں تھربال بھی موجود تھا۔ دوسرا نوٹس مکمل کرنے کے بعد تھربال اسے پچھلے دروازے سے باہر دوسرے بنگلے میں لے گیا۔ وہاں دوسرے۔ بحری فوج کے اعلیٰ افسر نے اس نوٹس پر اپنے تائیدی دستخط کیے۔ دستخط کرنے کے سلسلے میں اس لیے حیل و حجت نہیں کی کہ پارس اس کے دماغ پر مسلط ہوگیا تھا۔ اسی طرح انہوں نے تیسرے بنگلے میں فضائیہ کے اعلیٰ افسر سے دستخط لے لیے۔

دیوی اور مائیک ہرارے کا ایک آلۂ کار ابھی زندہ تھا۔ دیوی اس آلۂ کار کے ذریعے آرمی کے تینوں اعلیٰ افسران کی آواز سن کر ان کے اندر پہنچ سکتی تھی۔ اس کے لیے ضروری تھا کہ وہ آلۂ کار بنگلے میں داخل ہوتا لیکن دیوی اور ہرارے کو یہ معلوم ہوچکا تھا کہ تاریک ڈرائنگ روم میں کوئی عورت ہے' جو خود کو دیوی کی آلۂ کار کہتی ہے۔ دیوی نے سونیا کے اندر جانا چاہا تو پتا چلا سونیا پرائے لب و لہجے میں بول رہی ہے۔ لہٰذا اس کے دماغ میں دیوی نہیں پہنچ سکے گی۔

اس آلۂ کار نے بنگلے کے اندر جانے کے لیے پہلی منزل کا انتخاب کیا اور ایک پائپ کے ذریعے چڑھتے ہوئے پہلی منزل کی ایک کھڑکی تک پہنچا پھر کمرے کے اندر جانے کے لیے کھڑکی سے سر جھکا کر گزرنا چاہا۔ اسی وقت اس کی گردن سونیا کے شکنجے میں



آگئی۔ اس نے آلۂ کار کی پیشانی کو کھڑکی کی چوکھٹ پر دے مارا۔ پہلی ہی ٹکر ایسی تھی کہ آنکھوں کے سامنے رات کو سورج چمکنے لگا۔ سر چکرا گیا۔ پیشانی لہولہان ہوگئی۔ دوسری ٹکر میں چوکھٹ کی مضبوط لکڑی سے پیشانی آدھی کٹ گئی۔ تیسری ٹکر کے بعد دیدے پھیل گئے۔ سانس رک گئی۔ سونیا نے اس کی گردن چھوڑی تو وہ پیچھے کی طرف پہلی منزل کی بلندی سے اوندھے منہ زمین پر گر گیا۔ اب وہ اٹھ نہیں سکتا تھا۔ چار کاندھے ہی اسے اٹھا سکتے تھے۔

دیوی اس کے مردہ دماغ سے نکل کر ہرارے کے پاس آئی پھر کہا "ہم منزل پر پہنچ کر ناکام ہو رہے ہیں۔ وہاں ہمارا کوئی تیسرا آلۂ کار نہیں ہے۔ فوراً اپنے دو چار آلۂ کاروں کو بھیجو۔ پتا نہیں بنگلے کے اندر وہ کون سی بلا تھی جو خود کو میری آلۂ کار کہتی رہی اور اس چڑیل نے میرے آخری آلۂ کار کو مار ڈالا۔"

مائیک ہرارے نے کہا "میں جلد سے جلد آلۂ کاروں کو بلا رہا ہوں لیکن آپ یہ سمجھ لیں کہ جتنی بھی جلدی کی جائے گی' اتنا فاصلہ طے کر کے آنے تک آدھا گھنٹا ضرور لگے گا اور اتنی دیر میں سپر ماسٹر تینوں افواج کے اعلیٰ افسران کو کسی دوسری خفیہ رہائش گاہ میں پہنچادے گا پھر بھی میں کوشش کر رہا ہوں۔"

وہ اپنے مزید چار آلۂ کاروں کے دماغوں میں جا کر انہیں آرمی چیف کے بنگلے کا پتا بتا کر فوراً وہاں پہنچنے کا حکم دینے لگا۔ اس بنگلے میں کھیل تقریباً ختم ہوچکا تھا۔ سونیا نے تھربال سے کہا "وہ دوسرا نوٹس یہاں کے حاکم اعلیٰ کے پاس لے جاؤ اور اس پر اس کے بھی دستخط لے کر حکومت کی مہر لگوالو پھر اسے امریکا سپر ماسٹر کے نام فیکس کرو۔ اپنے ساتھ باربرا کو لے جاؤ۔ پارس میرے ساتھ رہے گا۔"

پھر اس نے پارس سے پوچھا "ہاں تو تم نے کیا کیا ہے؟"

وہ ادارے میں تھا۔ خیال خوانی کے ذریعے سونیا سے رابطہ قائم تھا۔ اس نے کہا "میں نے ادارے کے ایک جاسوس کو وہ غیر معمولی گولی کھلا کر آرمی چیف کے اندر پہنچادیا ہے۔ فرانس کے ان تینوں اعلیٰ فوجی افسران کو آزاد چھوڑ دیا ہے۔ آئندہ سپر ماسٹر دوبارہ ان تینوں کے لب و لہجے اور شخصیت کو بدل کر کسی دوسری جگہ روپوش رکھے گا تو ہمارے جاسوس کا سایہ اس دوسری خفیہ جگہ تک ہمیں پہنچادے گا۔"

وہ بولی "ٹھیک ہے۔ میں جے مورگن اور جیری کے پاس جارہی ہوں۔ سپر ماسٹر کو ان کا پتا بتادو۔"

سپر ماسٹر سے طے کیا ہوا ایک گھنٹا پورا ہوچکا تھا۔ پارس اس آلۂ کار سپاہی کے پاس پہنچا پھر کہا "میں آگیا ہوں۔ کیا سپر ماسٹر موجود ہے؟"

سپاہی نے کہا "وہ ابھی موجود تھے۔ یہ کہہ کر گئے ہیں کہ ابھی ایک منٹ میں آجائیں گے۔"

"بڑے لوگوں کا ایک منٹ کبھی پورا نہیں ہوتا پھر یہ کہ ایک منٹ میں کسی کی بھی زندگی پوری نہیں ہوجاتی ہے۔"

"یس سر! آپ درست کہتے ہیں۔ زندگی کا کوئی بھروسا نہیں۔ ہماری کوئی بھی سانس آخری سانس بن جاتی ہے۔"

"اس کے باوجود انسان طاقت اور اقتدار حاصل کرنے کی لگن میں موت کو بھول جاتا ہے۔ شاید تمہارے دماغوں پر حکمرانی کرنے والا دیوی کا راستہ روکنے گیا ہے۔ میں پندرہ منٹ کے بعد آؤں گا۔"

سپر ماسٹر کی آواز آئی "ٹھہرو' میں آگیا ہوں' مسٹر کبیر! یہ تم نے ہمارے ساتھ اچھا نہیں کیا ہے۔ دیوی نے اس بنگلے میں ہمارے تمام سپاہیوں کو مار ڈالا ہے۔ وہ ہمارے فرانسیسی فوجی افسران تک پہنچ گئی۔ تھربال کو بھی اپنے قابو میں کیا تھا۔ اسے اپنے ساتھ لے گئی ہے اور ہمارے فوجی تابعدار افسران کو چھوڑ دیا ہے۔"

پارس نے کہا "شاید اس لیے چھوڑ دیا ہے کہ ان تینوں افسران پر تنویمی عمل کرنے کا موقع نہیں ملا ہوگا۔"

سپر ماسٹر نے کہا "اور اب میں اسے موقع بھی نہیں دوں گا۔ آرمی چیف کے چور خیالات نے بتایا ہے کہ اس نے کسی حد تک غائب دماغ رہ کر کوئی تحریر لکھی ہے۔ اس تحریر کے نیچے تینوں افواج کے سربراہوں کے دستخط ہوچکے ہیں۔ پتا نہیں دیوی نے کیا لکھوایا ہے اور آئندہ کیا کرنے والی ہے۔"

پارس نے کہا "وہ تو آئندہ معلوم ہوجائے گا۔ فی الحال اس نے ٹیلی پیتھی جاننے والے تھربال کو اہمیت دی ہے اور اسے اپنے ساتھ لے گئی ہے۔"

"میں بھی اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اپنا قیدی بناؤں گا' مجھے جے مورگن اور جیری کا پتا بتاؤ۔"

پارس نے ان کا پتا بتادیا۔ سپر ماسٹر نے کہا "مسٹر کبیر! میں تمہیں سمجھاتا ہوں۔ مجھ سے کوئی چالاکی نہ کرنا۔ یہ فضول سا خیال دماغ سے نکال دو کہ مجھے اور دیوی کو ایک دوسرے سے لڑا کر ہمیں دھوکا دے کر خود فائدہ اٹھاؤ گے۔ ہم نادان بچے نہیں ہیں۔"

"میرے تو اپنے بچے نہیں ہیں ورنہ سمجھتا کہ بچے نادان کیسے ہوا کرتے ہیں۔ اب جاؤ' وقت ضائع کرو گے تو جے مورگن اور جیری کے پاس دیوی پہنچ جائے گی۔"

وہ چلا گیا۔ پارس نے چند سیکنڈ کے بعد پوچھا "کیا چلے گئے؟" کوئی جواب نہیں ملا۔ پارس نے کہا "نادان بچے ایسے ہی ہوتے ہیں نہ پوچھ کر آتے ہیں نہ الوداع کہہ کر جاتے ہیں۔"

سپر ماسٹر اور اس کے تینوں فوجی ساتھی پولیس کی ایک پوری جماعت لے کر وہاں خود تو نہیں گئے لیکن ان کی کھوپڑیوں پر سوار رہے۔ وہ سب برادر کبیر کے بتائے ہوئے جس پتے پر گئے' وہ کاٹیج مقفل تھا۔ آس پاس کے مکینوں نے بتایا کہ وہ پچھلے پندرہ روز سے مقفل ہے۔ پتا نہیں کاٹیج کا مالک کہاں گیا ہے؟

یہ شبہ ہوا کہ دیوی نے دونوں ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو وہاں

تنویمی عمل کے ذریعے پابند کرکے باہر سے دروازے کو لاک کرادیا ہے۔ کسی کے مکان کا دروازہ یا تالا توڑنا جرم ہے۔ پولیس والے بھی کورٹ سے اجازت حاصل کیے بغیر ایسی حرکت نہیں کرسکتے۔ رات کے وقت اجازت لینے کے لیے کوئی عدالت کھلی نہیں رہتی۔ سپر ماسٹر نے پولیس افسر کو حکم دیا "تالا توڑ دو۔ بعد میں جو ہوگا دیکھا جائے گا۔"

انہوں نے لاک توڑ دیا۔ دروازہ کھول کر اندر گئے تو کوئی نہیں تھا۔ انہوں نے تمام کمروں، غسل خانوں اور اسٹور روم وغیرہ میں دیکھ لیا لیکن جے مور گن اور جیری کہیں نظر نہیں آئے۔ پارس نے غلط پتا بتایا تھا۔

دیوی ایک آلۂ کار کے ذریعے صحیح پتے پر پہنچی۔ جس بنگلے میں جے مور گن اور جیری کو اپنا تابعدار اور پابند بنا کر رکھا تھا، اس بنگلے کے دروازے کو آلۂ کار نے کھولا۔ وہاں کے سارے کمروں، کچن غسل خانے اور اسٹور روم وغیرہ میں دیکھا مگر وہ دونوں پنچھی اڑ چکے تھے۔

ڈرائنگ روم کے ایک سینٹر ٹیبل پر ایک لفافہ رکھا ہوا تھا۔ آلۂ کار نے اس میں سے ایک تہ کیا ہوا کاغذ نکال کر اسے کھول کر پڑھا۔ "دیوی جی! تم بڑی مہان نہیں، بڑی نادان ہو۔ یہ بھول گئیں کہ میں بھی جوابی کارروائی کرسکتا ہوں۔ تم میرے قیدی تھرپال کو لے گئیں۔ میں تمہارے قیدی جے مور گن اور جیری کو لے جارہا ہوں۔ فقط تمہارا جانی دشمن۔ سپر ماسٹر۔"

دیوی نے آلۂ کار کے ذریعے وہ تحریر پڑھی پھر جھنجلا کر ہرارے سے بولی "وہ جھوٹا ہے، کمینہ ہے۔ ہم نے تھرپال کی صورت بھی نہیں دیکھی اور الزام لگا رہا ہے کہ ہم نے اسے اغوا کیا ہے۔"

ہرارے نے کہا "اور یہ الزام لگا کر وہ ہمارے دو ٹیلی پیتھی جاننے والے قیدیوں کو لے گیا۔ میں حیران ہوں کہ اسے ہمارے اس خفیہ بنگلے کا پتا کیسے معلوم ہوا؟"

"جیسے ہمیں اس کے خفیہ بنگلے کا پتا معلوم ہوا تھا۔"

"اس کا مطلب ہے جس طرح برادر کبیر نے ہمیں اس بنگلے تک پہنچایا اسی طرح اس نے سپر ماسٹر کو جے مور گن اور جیری تک پہنچادیا۔"

وہ بولی "ایسا ہی ہوا ہے۔ برادر کبیر ہمارا اور سپر ماسٹر کا دوست بھی بن رہا ہے اور دشمن بھی۔"

ہرارے نے کہا "لیکن یہ تو کوئی شاطرانہ چال نہ ہوئی۔ برادر کبیر کو چاہیے تھا کہ وہ ٹیلی پیتھی جاننے والے جے مور گن اور جیری کو خود حاصل کرتا اور ایم آئی ایم تنظیم میں خیال خوانی کرنے والوں کا اضافہ کرتا۔ وہ بھلا انہیں سپر ماسٹر کے حوالے کیوں کرے گا؟ نہیں، سپر ماسٹر نے اپنے ذرائع سے ہمارے خفیہ بنگلے کا سراغ لگایا ہوگا۔"

"میں ابھی سپر ماسٹر سے رابطہ کرتی ہوں۔"

اس نے خیال خوانی کی پرواز کی پھر نائب سپر ماسٹر کے پاس پہنچ کر بولی "میں دیوی ہوں۔ سپر ماسٹر سے گفتگو کرنا چاہتی ہوں۔"

نائب نے کمپیوٹر کے ذریعے رابطہ کیا پھر کہا "سر! آپ سے دیوی جی باتیں کرنا چاہتی ہیں۔"

سپر ماسٹر کا جواب کمپیوٹر کی اسکرین پر نظر آنے لگا۔ وہ نائب کے ذریعے کمپیوٹر اسکرین پر ابھرنے والی تحریر پڑھنے لگی "دیوی! تم ایسی بدذات ہو کہ تمہیں خوش آمدید نہیں کہہ سکتا۔ تم نے سابقہ سپر ماسٹر کے دماغ پر مسلط ہوکر ہمارے ملک و قوم کو بہت نقصان پہنچایا ہے اور اب فرانس میں ہمارے خلاف محاذ قائم کیا ہے۔ ہماری طرح تم بھی بابا صاحب کے ادارے پر قبضہ کرنا چاہتی ہو۔"

وہ نائب کے ذریعے بولی "جو تم چاہتے ہو، وہی میری خواہش بھی ہے اور ہم دونوں کے علاوہ کسی تیسرے چوتھے کی بھی یہی تمنا ہوگی۔"

"ہاں۔ برادر کبیر اس ادارے کو ایم آئی ایم کا ہیڈ کوارٹر بنانا چاہتا ہے اور وہ ہم دونوں کی لڑائیوں سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہے۔"

"ایک برادر کبیر کی بات نہ کرو۔ ہر شخص اپنے مطلب کا بندہ ہوتا ہے۔ اس کی چالبازیاں اپنی جگہ ہیں لیکن وہ ہم تک صحیح معلومات پہنچاتا ہے۔ اس نے ہمیں اسی بنگلے کا پتا بتایا تھا جہاں تم نے فرانس کے آرمی چیف کو چھپا رکھا تھا۔"

"اور تم نے وہاں پہنچ کر اپنا کام دکھادیا۔ آرمی چیف سے بابا صاحب کے ادارے کے خلاف دوسرا نوٹس لکھوایا۔ یہ الزام لگایا کہ سپر ماسٹر نے ٹیلی پیتھی کے ذریعے پہلا نوٹس بھیجنے پر انہیں مجبور کیا تھا۔ اس پہلے نوٹس کو منسوخ کیا جاتا ہے۔ اب دوسرے نوٹس کے مطابق بابا صاحب کے ادارے کو ایک ہفتے بعد دیوی شی تارا کے حوالے کردیا جائے گا۔"

دیوی نے پوچھا "یہ کیا بکواس کررہے ہو۔ میں نے آرمی چیف کو ابھی تک دیکھا نہیں ہے۔ اس کی آواز نہیں سنی ہے پھر یہ سب کچھ کیسے لکھوا سکتی ہوں؟"

"کیا تم اس سے بھی انکار کروگی کہ تم تھرپال کو ہماری قید سے نکال کر نہیں لے گئی ہو؟"

"میں انکار کرتی ہوں۔ میرے آلۂ کار اس بنگلے تک ضرور گئے تھے لیکن وہ پولیس مقابلے میں مارے گئے تھے۔ ہم نے ان فوجی سربراہوں اور تھرپال کی صورت بھی نہیں دیکھی اور تم الزام لگا رہے ہو کہ ہم نے تھرپال کو اغوا کیا ہے۔ اس کے بدلے تم جے مور گن اور جیری کو ہماری ایک خفیہ رہائش گاہ سے نکال کر لے گئے ہو۔"

"یہ بکواس ہے۔ برادر کبیر نے جس کاٹیج کا پتا بتایا تھا وہ خالی تھا۔ وہاں جے مور گن اور جیری نہیں تھے۔"

"وہ کاٹیج خالی نہیں تھا۔ خالی تب ہوا ہے جب تم میرے دونوں آدمیوں کو لے گئے۔"



سپر ماسٹر اپنی خفیہ رہائش گاہ کے ایک کمرے میں بیٹھا کمپیوٹر کے ذریعے دیوی سے بحث کررہا تھا۔ اسی وقت فیکس مشین سے شارہ موصول ہوا۔ اس نے کمپیوٹر کے ذریعے نائب سے کہا۔ دیوی کو انتظار کرنے کو کہو، میں ابھی ایک منٹ میں باتیں کروں ا۔"

اسے فیکس مشین کا تحریری پیغام موصول ہوا۔ فرانس کی ٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل نے لکھا تھا "سر! پتا نہیں دیوی جی کو ہری خفیہ رہائش گاہ کا علم کیسے ہوگیا ہے۔ وہ میرے دماغ میں پہنچ ئی ہے۔ اس وقت بھی اسی کے حکم کے مطابق آپ کو فیکس کے ریعے مخاطب کررہا ہوں۔"

سپر ماسٹر حیران ہوا۔ وہ ابھی کمپیوٹر کے ذریعے دیوی سے باتیں ررہا تھا اور انہی لمحات میں فرانس کی انٹیلی جنس کا ڈائریکٹر کہہ رہا اکہ دیوی اس کے اندر موجود ہے، یہ کیا معما تھا؟

وہ فوراً ہی ڈائریکٹر جنرل کے دماغ میں پہنچ کر بولا "یہ تم نے می فیکس کے ذریعے کیا کہا ہے؟ کیا ابھی تمہارے اندر دیوی وجود ہے؟"

دیوی کی سوچ کی لہروں نے کہا "ہاں۔ میں موجود ہوں اور تما شکتی کے ذریعے تمہارے کسی بھی تابعدار کے اندر پہنچ سکتی ں۔"

"میں حیران ہوں۔ کیا واقعی تم دیوی ہو اور اگر ہو تو وہ کون ہے جو ابھی کمپیوٹر کے ذریعے باتیں کررہی ہے؟"

پربھا رانی عرف دیوی نے کہا "اچھا تو وہ فراڈ دیوی ابھی ان ات میں تم سے باتیں کررہی ہے؟"

"ہاں۔ کیا وہ فراڈ ہے لیکن میں کیسے سمجھوں کہ تم دونوں میں سے کون اصلی ہے؟"

"تم مجھے اصلی نہیں بھی سمجھوگے تو میرا کیا بگڑ جائے گا۔ وہ بابا ماحب کے ادارے کے خلاف جو دوسرا نوٹس حکومتِ فرانس نے باری کیا ہے اسے میں نے ہی ابھی فیکس کے ذریعے تمہارے پاس بھیجا تھا۔ اس نقلی دیوی کو علم نہیں ہے کہ میں بھی بابا صاحب کے دارے پر قبضہ حاصل کرکے اسے اپنے لیے ایک مضبوط قلعہ بنانا ہاہتی ہوں۔"

"وہ دیوی کمپیوٹر کے ذریعے مجھ سے بحث کیوں کررہی ہے؟"

"اپنی ناکامی سے بوکھلا گئی ہے۔ میں نے اس کے جے مور گن ور جیری کو اغوا کیا ہے۔ وہاں ایک تحریر چھوڑ آئی۔ اس تحریر سے ظاہر ہوتا ہے کہ تم نے ان دونوں کو اغوا کیا ہے۔ تمہارا تھرپال ی میرے پاس ہے۔"

سپر ماسٹر نے پربھا رانی سے پوچھا "وہ نقلی دیوی اچانک کیسے یدا ہوگئی ہے؟ وہ کون ہے پھر یہ کہ آتما شکتی کیسے جانتی ہے؟"

"وہ تبت سے آئی ہے۔ ایک مہا گیانی گرو گیان رائے کی اتحت ہے۔ یورپ میں اپنا ایک خاص اڈا بنانا چاہتی ہے۔ اس کی نظریں بھی بابا صاحب کے ادارے پر ہیں۔"

"ہوں۔ تم ذرا ایک منٹ انتظار کرو، میں ابھی بات کرتا ہوں۔" اس نے کمپیوٹر کو ہینڈل کیا۔ اسکرین پر یہ باتیں ابھرنے لگیں "یو فراڈ دیوی! یہ امریکا ہے۔ یہاں تم نقلی دیوی بن کر آؤگی تو میں تمہارے ساتھ وقت ضائع نہیں کروں گا۔ چلو جاؤ، بھاگ جاؤ۔"

کمپیوٹر کی تحریر ختم ہوئی تو نائب نے کہا "دیوی جی! آپ دیکھ رہی ہیں کمپیوٹر بند ہوگیا ہے۔ اب ہمارے صاحب آپ سے گفتگو نہیں کریں گے۔ پلیز واپس چلی جائیں۔"

دیوی اور ہرارے نائب کے دماغ سے نکل آئے پھر دیوی حیران ہوکر بولی "یہ ہمارے ساتھ کیا ہورہا ہے؟"

ہرارے نے کہا "سپر ماسٹر نے آپ کو فراڈ دیوی کہا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ تبت والی دیوی ہمارے فرانس والے معاملات میں بھی مداخلت کرنے آگئی ہے۔ یہ تو رفتہ رفتہ معلوم ہوگا کہ اس دوسری دیوی کے عزائم کیا ہیں لیکن بابا صاحب کے ادارے پر جبراً قبضہ جمانے والا معاملہ بہت زیادہ پیچیدہ ہوتا جارہا ہے۔"

اس میں شبہ نہیں کہ مخالفین کے لیے یہ مسئلہ بہت زیادہ پیچیدہ ہورہا تھا۔

بابا صاحب کا ادارہ کوئی تر نوالہ نہیں تھا۔ سونیا اور پارس نے اسے اپنے عزم کے مطابق لوہے کا چنا بنادیا تھا۔ ادارے کے خلاف دو دشمن تھے، دیوی اور سپر ماسٹر لیکن ماں بیٹے نے اپنے ہی ادارے کے خلاف پہلے برادر کبیر پھر دوسری دیوی (پربھا رانی) کے نئے محاذ کھول کر اس معاملے کو الجھادیا تھا۔

اب مخالفین ڈور کو سلجھاتے رہیں گے لیکن سرا نہیں ملے گا اور اگر ملے گا تو اس سرے پر سونیا بیٹھی نظر آئے گی۔

ایک مقبول ترین سلسلہ
شاطر
قیمت فی حصہ ۱۲۰ روپے
دو حصے مکمل
ڈاک خرچ ۱۵ روپے
کتابی شکل میں شائع ہوگئی ہے
شاطر کو مشہور انعام یافتہ مصنف شکیل انجم نے اپنے خاص انداز میں تحریر کیا ہے
آج ہی طلب فرمائیں
کتابیات پبلیکیشنز پوسٹ بکس نمبر ۲۳ کراچی

کسی کو کچل ڈالنے کے لئے یا کسی کی جگہ چھین لینے کے لئے اس سے مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔ جو مدِ مقابل ہے' وہ طاقتور ہو سکتا ہے' دولت مند اور بااختیار ہو سکتا ہے۔ ایسے میں اس پر غالب آنا ممکن نہیں ہوتا۔ ذہانت کا تقاضا ہے کہ کسی کو کچلنے یا گرانے کے لئے اس کی بنیاد دہلا دو۔ بنیاد ہلے گی تو عمارت گرے گی اور مقابل کے قدموں تلے سے زمین ہٹادی جائے تو وہ ثابت قدم نہیں رہ سکے گا۔

ایک طرف دیوی نے اور دوسری طرف سپر ماسٹر نے بڑی ذہانت سے منصوبہ بنایا تھا کہ فرانس کی زمین پر بابا صاحب کا ادارہ نہیں رہے گا تو اسلامی تبلیغ و اشاعت کا ایک ادارہ یورپ سے ختم ہوجائے گا۔ تقریباً تیس برس سے باکمال ڈاکٹرز' انجینئر اور سائنس داں بڑی بڑی ڈگریاں حاصل کرکے دنیا کے ہر ملک میں انسانی خدمات انجام دے رہے تھے اور ادارے کا نام روشن کررہے تھے۔ ان میں پانچ فیصد عیسائی تھے باقی پچانوے فیصد مسلمان۔ پھر ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے سلسلے میں بھی مسلمانوں کی تعداد زیادہ تھی اور ان ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا بھی مرکز بابا صاحب کا ادارہ تھا۔

فرانس کی حکومت' فوج' پولیس اور تمام اہم شعبوں کے اکابرین بابا صاحب کے ادارے سے تعاون کرتے تھے۔ حکومتِ فرانس کو بھی بابا صاحب کے ادارے سے اور خصوصاً وہاں کے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے بڑے فوائد حاصل ہوتے تھے۔ سب سے بڑا فائدہ یہ تھا کہ سپر پاور کہلانے والے ممالک' فرانس کو بھی سپر پاور تسلیم کرتے تھے۔

پورے یورپ' امریکا' اسرائیل اور بھارت کے لئے مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی آبادی اور مسلمانوں میں پھیلتی ہوئی علم کی روشنی باعثِ تشویش تھی۔ فرانس جیسے بڑے ملک کی آبادی میں دوسری بڑی اکثریت مسلمانوں کی تھی۔ برطانیہ اور امریکا میں بھی ان کی آبادی بڑھتی جارہی تھی۔ سائنس اور ٹیکنالوجی وغیرہ میں بھی یہ نمایاں مقام حاصل کررہے تھے۔ دنیا کے بڑے بڑے ممالک میں بڑی بڑی اسلامی درس گاہیں اور یونیورسٹیاں تھیں۔ قاہرہ کی الازہر یونیورسٹی ساری دنیا میں اسلامی تعلیمات کے لئے مشہور ہے۔ امریکا' اسرائیل اور بھارت کی مشترکہ رائے تھی کہ مسلمانوں کو دبانے اور کچلنے کے باوجود انہیں زیادہ سے زیادہ ابھارنے میں بابا صاحب کے ادارے کا کمال ہے۔

مجھ سے اور میرے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے دشمنی رکھنے والے اب گہری سنجیدگی سے اس نتیجے پر پہنچ گئے تھے کہ بابا صاحب کے ادارے کو ختم کردیا جائے یا کمزور بنادیا جائے تو تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے مسلمانوں کا اتحاد ختم ہوجائے گا۔ ادارے کی کمزوری کے باعث وہ مختلف ممالک میں پناہ لیں گے۔ کسی بھی تنظیم کے افراد متحد نہ ہوں' جگہ جگہ بکھرے ہوئے ہوں تو انہیں فرداً فرداً ٹریپ کرکے ہلاک کرنا آسان ہوتا ہے۔

اگرچہ ٹیلی پیتھی جاننے والے ایک دوسرے سے ہزاروں میل کے فاصلے پر رہتے ہیں لیکن خیال خوانی کے ذریعے چشم زدن میں متحد ہوجاتے ہیں۔ اس کے باوجود جسمانی طور پر ہزاروں میل کی دوری قائم رہتی ہے۔

خیال خوانی ہر ٹیلی پیتھی جاننے والے کو جسمانی طور پر غافل بنائے رکھتی ہے۔ جب وہ ایک کمرے میں بیٹھ کر کسی کے دماغ میں پہنچتا ہے تو اس کمرے میں اس کا خالی جسم رہ جاتا ہے۔ وہ اپنے کمرے میں اپنی ذات سے بے خبر رہتا ہے۔ کیونکہ باخبر رکھنے والا ذہن ہزاروں میل دور کسی معاملے میں مصروف رہتا ہے لہٰذا جسمانی طور پر تنہا رہتا ہے۔ مسلسل مقابلے کے دوران کامیاب حکمتِ عملی یہ ہے کہ دشمنوں کو ایک ایک کرکے تنہا کردیا جائے۔ ایسے ہی طریقۂ کار کو پیشِ نظر رکھ کر اب یہ کوشش کی جارہی تھی کہ بابا صاحب کے ادارے سے ہمارے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے قدم اکھاڑ دیے جائیں۔ اس کے لئے لازمی تھا کہ پہلے بابا صاحب کے ادارے کو کمزور بنایا جائے' وہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے۔ عیسائی برائے نام ہیں اس لئے یہودیوں اور ہندوؤں کے لئے بھی بابا صاحب کے ادارے کے دروازے کھلوائے جائیں۔

دیوی چاہتی تھی کہ میں اور چند ٹیلی پیتھی جاننے والے بھارت میں نہ رہیں۔ بھارتی معاملات میں مداخلت نہ کریں۔ ہم کسی طرح بھارت سے چلے جائیں۔ ہمیں وہاں سے بھگانے کے لئے دیوی نے کئی طرح سے چالیں چلیں اور ناکام ہوتی رہی۔ تب اس نے سوچا اگر دشمن کے گھر میں آگ لگائی جائے تو دشمن اس کا گھر چھوڑ کر اپنے گھر کی آگ بجھانے جائے گا یا دشمن کے گھر پر قبضہ جمانے کی مہم شروع کی جائے تو وہ اپنے مکان کو بچانے کی کوشش کرنے لگے گا۔

فرانس کے حکمران' فوج اور پولیس کے اعلیٰ حکام ہمارے خیال خوانی کرنے والوں سے مستقل رابطہ رکھتے تھے اور ہم اس طرح ایک دوسرے کے کام آتے تھے۔ دیوی نے منصوبہ بنایا کہ فرانس کے حکام' فوجی اور وہاں کے اہم افسران کے دماغوں پر قبضہ جمایا جائے۔ انہیں اپنا معمول اور تابعدار بنالیا جائے تو حکومتِ فرانس اس کے زیرِ اثر رہ کر سختی سے ہماری مخالفت کرے گی۔

سپر ماسٹر اے لالاس اور تینوں افواج کے سربراہ جو روبوٹ ٹیلی پیتھی جاننے والے بن گئے تھے وہ بھی دیوی کی طرح فیصلہ کرچکے تھے کہ فرانسیسی حکومت کے تمام اہم اکابرین کے دماغوں کو اپنے تنویمی عمل اور ٹیلی پیتھی کے شکنجے میں جکڑ لیں گے۔ وہاں کے تمام حکام کو بابا صاحب کے ادارے سے کسی قسم کا تعاون نہیں کرنے دیں گے اور ٹرانسفارمر مشین کے ذریعے جتنے امریکی ٹیلی پیتھی سیکھنے کے بعد ہمارے زیرِ اثر آکر بابا صاحب کے ادارے میں رہنے لگے ہیں ان سب کو پھر سے اپنا ہم نوا بنا کر انہیں ہم سے چھین کر لے جائیں گے۔



دیوی اور سپر ماسٹر کے ان منصوبوں کا ذکر پچھلے باب میں ہوچکا ہے۔ انہوں نے ان منصوبوں پر عمل کیا اور اس کے جو نتائج سامنے آئے انہیں بھی بیان کیا گیا ہے۔ دیوی اور سپر ماسٹر نے بڑی تیزی کے ساتھ حکومتِ فرانس کے تمام اہم اکابرین کے دماغوں پر قبضہ جمالیا تھا۔ میرے خیال خوانی کرنے والوں میں مرینا' جے مورگن' جیری اور تھرہال کو ٹریپ کرکے انہیں اپنا معمول اور تابعدار بنالیا تھا لیکن سونیا نے میدانِ عمل میں آتے ہی تمام بازیاں الٹ دی تھیں۔ مرینا' جے مورگن' جیری اور تھرہال کو ان کے تنویمی عمل سے نجات دلائی تھی۔ اب حکومتِ فرانس کے تمام اہم اکابرین کو ان کے تنویمی عمل سے نجات دلانا باقی رہ گیا تھا۔

دشمنوں کے مقابلے میں ہمارے پاس ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی تعداد زیادہ تھی۔ سونیا نے سب سے پہلے فرانسیسی فوج کے چیف آف آرمی اسٹاف پر توجہ دی۔ اسے سپر ماسٹر نے خیال خوانی کے ذریعے اپنا معمول اور تابعدار بنایا تھا۔ اس کے دماغ سے سپر ماسٹر کا تنویمی عمل ختم کرنا تھا۔ اس مقصد کے لئے اس نے سلمان اور سلطانہ سے کہا کہ وہ دونوں چیف آف آرمی اسٹاف کی دن رات نگرانی کریں۔ جب سپر ماسٹر اور اس کے تین ٹیلی پیتھی جاننے والے فوجی افسران' اس چیف آف آرمی اسٹاف سے غافل رہیں تو سلمان اس کے دماغ میں جاکر تنویمی عمل کا توڑ کرے۔

اس طرح فرانس کی انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل کے دماغ سے بھی تنویمی عمل کا توڑ کرنے کے لئے سونیا نے باربرا کو ڈائریکٹر جنرل کے پیچھے لگادیا پھر اس نے ثانی اور علی کو اپنے دماغ میں بلایا اور کہا "تم دونوں واشنگٹن میں ہو۔ تمہارے ساتھ اور کون کون ہے؟"

ثانی نے کہا "پارس یہاں سے آپ کے پاس پہنچ گیا ہے۔ اس کے ساتھ عادل' صفورا' جمیلہ اور ہیرو تھے۔ اب یہ چاروں ہمارے ساتھ ہیں۔"

"تم دونوں موجودہ سپر ماسٹر کے متعلق کیا جانتے ہو؟"

علی نے کہا "مما! اب تک جتنے سپر ماسٹر گزرے ہیں ان کے مقابلے میں یہ بہت ذہین ہے۔ اس کا نام اے لالاس ہے یہ دور رس.... نتائج پر گہری نظر رکھتا ہے۔ ماضی کے تلخ تجربات کے پیشِ نظر اس نے ٹرانسفارمر مشین کو کہیں چھپا دیا ہے۔ وہ مزید ٹیلی پیتھی جاننے والے پیدا نہیں کرنا چاہتا۔ اس کے ساتھ صرف تین خیال خوانی کرنے والے ہیں۔ وہ تینوں یقیناً فوج سے تعلق رکھتے ہوں گے۔ ابھی میں تینوں کے نام اور عہدے معلوم کرنے کی کوشش میں ہوں۔ سپر ماسٹر اپنے تینوں ساتھیوں سمیت روبوٹ ٹیلی پیتھی جاننے والا بن چکا ہے۔ ان چاروں نے پاشا کی غیر معمولی سماعت اور بصارت اور زبردست جسمانی و دماغی قوتیں حاصل کرلی ہیں اور پاشا کو ذہنی مریض بنا کر پاگل خانے بھیج دیا ہے۔"

سونیا نے کہا "بیٹے! میں جانتی ہوں' تم سپر ماسٹر اور اس کے تینوں ساتھیوں کے متعلق بہت کچھ معلوم کرلو گے لیکن میں چاہتی ہوں' سب سے پہلے ان چاروں کی خفیہ رہائش گاہوں کا پتا' ان کے فون نمبرز اور کوڈ ورڈز معلوم کرو۔ انہوں نے بابا صاحب کے ادارے کو یہاں سے ختم کرنے کی کوشش کی تھی۔ فی الحال وہ ناکام ہورہے ہیں لیکن اپنی ناپاک جدوجہد کو جاری رکھیں گے۔ میں انہیں اتنی بڑی جرأت کرنے کی عبرت ناک سزا دینا چاہتی ہوں تاکہ آئندہ کوئی اس ادارے کو میلی آنکھ سے دیکھنے کا خیال تک دل میں نہ لائے۔"

"مما! آپ کا حکم ہے۔ ہر حال میں اس کی تعمیل ہوگی۔ ہم جلد ہی سپر ماسٹر اور اس کے تینوں ساتھیوں کو بے نقاب کریں گے۔"

سونیا نے کہا "ٹھیک ہے۔ اب جاؤ اور مجھ سے رابطہ کرتے رہو۔ پارس سے کہو' وہ میرے پاس آئے۔"

ثانی اور علی چلے گئے۔ چند منٹ کے بعد پارس نے آکر کہا "لیس مما! میں حاضر ہوں۔"

"تم پاشا کی طرح ہزاروں میل دور کی کوئی مخصوص آواز سن لیتے ہو۔ دیوی تم سے رابطہ کرتی رہتی ہے۔ اس کا پتا ٹھکانا کوئی نہیں جانتا لیکن جہاں بھی رہتی ہے وہاں کسی سے باتیں کرتی ہوگی۔ یا پوجا کرتے وقت اپنے منہ سے الفاظ ادا کرتی ہوگی۔ تم اپنی تمام توجہ اس کی آواز پر مرکوز کرکے معلوم کرسکتے ہو کہ وہ کہاں ہے؟"

"مما! میں کئی بار کوشش کرچکا ہوں۔ وہ جس آواز اور لہجے میں خیال خوانی کے ذریعے مجھ سے یا دوسروں سے گفتگو کرتی ہے وہ سراسر بناوٹی ہوتا ہے۔ پوجا کرتے وقت وہ بھگوان کے سامنے اپنی اصلی آواز میں بولتی ہوگی۔ یہی وجہ ہے کہ میں غیر معمولی سماعت رکھنے کے باوجود اسے آواز کے ذریعے ٹریپ نہیں کرسکوں گا۔"

"ہاں۔ ہونا تو وہی ہے جس کی پیش گوئی جناب تبریزی کرچکے ہیں۔ میری بیٹی اعلیٰ بی بی (ثانی) ہی اسے بے نقاب کرے گی۔ ہم اسے بے نقاب نہ کرسکیں' یہ الگ بات ہے لیکن کوئی ایسا قدم اٹھایا جائے کہ جس کے نتیجے میں وہ تم سے سہم جائے اور اس اندیشے میں مبتلا ہوجائے کہ تم اس کے موجودہ ٹھکانے تک پہنچنے والے ہو۔"

"جی ہاں' اسے اندیشوں میں مبتلا کرنے والی کسی تدبیر پر عمل کرسکتا ہوں لیکن جناب تبریزی نے مجھے موجودہ اور پچھلی تمام مصروفیات سے دست بردار ہونے کو کہا ہے۔ یہ بھی کہا ہے کہ میں برادرِ کبیر کا رول بھی ادا نہ کروں۔ ان کی آئندہ ہدایات ملنے تک صرف اعلیٰ بی بی (ثانی) اور کبریا فرہاد... کے ساتھ آپ کے کوارٹر میں وقت گزاروں۔"

سونیا نے تعجب سے کہا "محترم بزرگ کی یہ ہدایات سمجھ میں نہیں آئیں۔ ویسے ایسی کوئی خاص بات ہے جسے ہم تم سمجھ نہیں سکتے۔"

"وہ ہمیں سمجھائیں گے۔ انہوں نے کہا ہے ابھی ظہر کی نماز

کے بعد میں پاپا کے ساتھ آپ کے دماغ میں آؤں گا پھر وہ ہم سے کچھ اہم باتیں کریں گے۔"

سونیا نے کہا "ڈیڑھ گھنٹے بعد ظہر کی نماز ختم ہوگی۔ ٹھیک ہے میں اس وقت اپنی تمام مصروفیات ترک کردوں گی۔"

پارس چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد سونیا نے موبائل فون پر اشارہ دیکھا پھر اسے آن کرکے بولی "ہیلو! میں ہوں گم نام۔"

دوسری طرف سے ادارے کے انچارج نے کہا "ہیلو مادام! میں انچارج رفیق انور بول رہا ہوں۔ ابھی اس ملک کے چیف آف آرمی اسٹاف نے فون کیا تھا۔ وہ جناب تبریزی سے باتیں کرنا چاہتا تھا۔ تبریزی صاحب نے فرمایا کہ آپ پیرس شہر میں ہیں۔ چیف آف آرمی اسٹاف آپ سے رابطہ کرسکتا ہے یا آپ ان سے رابطہ کرلیں۔"

"میرے من کی مراد پوری ہورہی ہے۔ میں رابطہ کررہی ہوں۔ آپ جوجو کو میرے پاس بھیج دیں۔"

اس نے انچارج سے رابطہ ختم کیا پھر سوچنے لگی۔ بابا صاحب کے ادارے کو ختم کرنے یا کمزور بنانے میں سپر ماسٹر کو ناکامی ہوئی ہے۔ ابھی وہ چیف آف آرمی اسٹاف سے بات کرے گی تو اس کے دماغ میں سپر ماسٹر اور اس کے تینوں ٹیلی پیتھی جاننے والے ساتھی چھپے رہیں گے۔ اب وہ کوئی نئی چال سوچ کر آرہے ہیں۔

جوجو نے آکر کہا "ہیلو مما! میں حاضر ہوں۔"

"بیٹی! سلمان کو فوراً بلا کرلے آؤ۔"

سلمان کو آنے میں دیر نہیں لگی۔ وہ بولا "میں نے اور سلطانہ نے چیف آف آرمی اسٹاف کے فوجی مشیر کے دماغ میں جگہ بنالی ہے۔ اس کی سوچ نے بتایا ہے کہ ان کا آرمی چیف جناب تبریزی سے باتیں کرنا چاہتا ہے۔"

سونیا نے کہا "مجھے معلوم ہے میں محترم تبریزی کی نمائندہ بن کر اس سے ملاقات کروں گی۔"

"آپ یہ خوب سمجھ رہی ہوں گی کہ اس آرمی چیف کے اندر سپر ماسٹر ہوگا۔ کیا وہ آپ کو جانی نقصان نہیں پہنچائے گا؟"

"آرمی چیف کے اندر جب سپر ماسٹر چھپا رہے گا تو پھر تم بھی رہ سکتے ہو۔ وہ سپر ماسٹر کی موجودگی کے باعث تمہاری سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرے گا۔"

"او سوری۔ یہ تو میں بھول ہی گیا تھا۔ کیا آپ ابھی اس سے فون پر رابطہ کرنے والی ہیں؟"

"ہاں۔ ہمارے ادارے کے انچارج نے ابھی آرمی چیف کو بتایا ہوگا کہ میں پیرس میں ہوں اور ابھی فون پر باتیں کروں گی۔ ایسی صورت میں سپر ماسٹر اور اس کے تینوں ساتھی آرمی چیف کے اندر ہوں گے۔ پہلے تم وہاں کی خبر لے آؤ۔ پھر میں اسے فون پر مخاطب کروں گی۔"

سلمان چلا گیا۔ سونیا نے کہا "جوجو! میڈم جورجیا جیکسن نئی امریکی سفیر بن کر آئی ہے۔ میں اسے فون پر مخاطب کررہی ہوں۔ تم اس کے خیالات پڑھو اور جلد سے جلد اہم معلومات حاصل کرکے آؤ۔"

سونیا نے رابطہ کیا۔ دوسری طرف سے آواز آئی "ہیلو، ہیلو کون ہے؟"

سونیا نے فون بند کردیا۔ جوجو اس بولنے والی کے اندر پہنچ گئی۔ وہ جورجیا جیکسن کی سیکریٹری تھی۔ لیڈی سیکریٹری کے چور خیالات نے بتایا۔ وہ سیکریٹری نہیں بلکہ جورجیا کی اسسٹنٹ سراغرساں ہے اور جورجیا امریکی آئی بی ڈپارٹمنٹ کی ایک بہترین باصلاحیت اور تجربہ کار سیکرٹ ایجنٹ ہے۔ سیکریٹری کی سوچ نے بتایا کہ جورجیا یوگا کی ماہر نہیں ہے۔ جوجو نے سیکریٹری کو انٹرکام پر بات کرنے پر مائل کیا۔ لیڈی سیکریٹری نے کہا "میڈم! اگر آپ اجازت دیں تو میں ذرا لنچ کرلوں۔"

جورجیا کی آواز آئی "ٹھیک ہے جاؤ۔ میں ڈائریکٹ فون اٹینڈ کرلوں گی۔"

جوجو نے سیکریٹری کے دماغ سے پرواز کی پھر کسی روک ٹوک کے بغیر جورجیا کے اندر پہنچ گئی اور اس کے چور خیالات پڑھنے لگی۔

جیسا کہ سپر ماسٹر نے منصوبہ بنایا تھا کہ فرانس کے تمام اہم شعبوں کے سربراہوں کو اپنا معمول اور تابعدار بنائے گا پھر بابا صاحب کے ادارے کو کمزور کرے گا، اس منصوبے پر عمل کرنے کے لئے جورجیا جیسی سیکرٹ ایجنٹ کی بھی ضرورت تھی اسی لئے جورجیا کو ایک سفیر بناکر وہاں بھیجا گیا تھا۔

جوجو نے یہ باتیں سونیا کو بتائیں۔ ادھر سے سلمان نے آکر کہا۔ "مجھے بڑی آسانی سے آرمی چیف کے اندر جگہ مل گئی ہے۔ سپر ماسٹر اور تینوں افواج کے اعلیٰ افسران اس کے اندر ہیں اور ایک چونکا دینے والی بات یہ ہے کہ ان چاروں روبوٹ ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے خود کو دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے محفوظ رکھنے کے لئے آپ کا لہجہ اپنایا ہے۔"

سونیا نے مسکرا کر پوچھا "میرا لہجہ؟"

"جی ہاں۔ ان کی سوچ کی لہروں میں مردانہ بھاری پن ہے لیکن لہجہ اور انداز بالکل آپ کا ہے۔"

"چلو اچھا ہے۔ تم اسی انداز کو اپنے ذہن پر نقش کرلو اور کوئی اہم بات؟"

"جی ہاں۔ وہ سب بہت خوش ہیں کہ آپ شہر میں ہیں۔" آرمی چیف کے ذریعے آپ کو ملاقات کے لئے جھیل کنارے ایک کاٹیج میں بلائیں گے اور چند باتیں کرکے آپ کے سونیا ہونے کی تصدیق کرکے فوراً گولی ماردیں گے۔ سپر ماسٹر آرمی چیف سے کہہ رہا تھا کہ سونیا کے بعد کسی طرح فرہاد کو بھی پیرس بلا کر ختم کردیا جائے تو تمام مسلمان خیال خوانی کرنے والوں کی کمر ٹوٹ جائے گی۔"



سونیا نے کہا "جوجو! میرے پاس ایک نیوی بلیو کلر کی جینز اور بلٹ ہے۔ ایک زرد رنگ اور ایک میرون کلر کا بلاؤز اور اسکرٹ ہے۔ تم معلوم کرو۔ ایسے ہی کسی کلر کا لباس جورجیا کے پاس ہے یا نہیں؟"

جوجو چلی گئی۔ سونیا نے کہا "سلمان! ابھی فرہاد کے پاس جاؤ۔ اسے یہاں کے مختصر حالات بتاکر چند گھنٹوں کے لئے بلا کرلے آؤ۔"

سلمان چلا گیا۔ جوجو آگئی۔ اس نے کہا "مما! جورجیا کے پاس میرون کلر کا بلاؤز اور اسکرٹ ہے۔ وہ ایک وقت میں ایک رنگ پسند کرتی ہے۔ ہیٹ اور سینڈل بھی میرون کلر کے ہوں گے۔"

"میرے پاس صرف ہیٹ نہیں ہے۔ تم جورجیا کو اس کے بستر سے اس کے بنگلے میں لے جاؤ۔ اسے میرون کلر پسند کرنے پر مائل کرو۔ جب تم اور فرہاد اسے وہاں سے جھیل کنارے لے جاؤ تو اسے ہیٹ نہ پہننے دینا اور تم اس کی زبان سے میری آواز اور لہجے میں بولتی رہو گی۔"

میں نے آکر پوچھا "ہائے سونیا! کیا ارادے ہیں؟"

وہ بولی "سونیا کو ہلاک کرا کے دشمنوں کا کلیجا ٹھنڈا کرنا ہے۔ تم جوجو کے ساتھ نئی امریکی سفیر جورجیا کے دماغ میں جاؤ اور اس طرح اس کے دماغ پر قبضہ جماؤ کہ وہ روبوٹ ٹیلی پیتھی جاننے والے جورجیا کے خیالات نہ پڑھ سکیں۔ جوجو اس کی زبان سے میری آواز اور لہجے میں باتیں کرے گی۔"

اس حد تک تیاریاں کرنے کے بعد سونیا نے فون کے ذریعے آرمی چیف سے رابطہ کیا پھر کہا "ہیلو! میں مسز سونیا فرہاد بول رہی ہوں۔"

آرمی چیف نے خوش ہوکر کہا "میڈم! آپ کی آواز سن کر خوشی ہورہی ہے۔ بابا صاحب کے ادارے کے انچارج نے بتایا تھا کہ آپ مجھ سے گفتگو کرنے والی ہیں۔ ویسے آپ نے بڑا انتظار کرایا۔"

"مجھے افسوس ہے۔ آپ کو انتظار کرنا پڑا۔ دیوی سے ایک معاملے میں نمٹ رہی تھی۔ ابھی آپ سے باتیں کرکے پھر اس کی خبر لینے جاؤں گی۔"

"آپ تو دو چار گھنٹوں کے بعد بھی اس سے نمٹ سکتی ہیں۔ میں چاہتا ہوں آپ مجھ سے ملاقات کریں۔ ہم برسوں سے دوست رہے ہیں لیکن دشمنوں نے مجھے بری طرح الجھا دیا ہے۔ مجھے اور اعلیٰ حکام کو بابا صاحب کے ادارے کے خلاف اقدامات پر مجبور کررہے ہیں۔ اس سلسلے میں بابا صاحب کے ادارے میں دو مختلف قسم کے نوٹس بھیجے جاچکے ہیں۔ ایک نوٹس سپر ماسٹر نے ہمارے ذہنوں پر مسلط ہوکر لکھوایا تھا اور دوسرا نوٹس دیوی نے ہم سے جاری کرایا تھا۔"

سونیا نے کہا "جی ہاں۔ ہمیں دونوں نوٹس مل چکے ہیں۔ میں اسی سلسلے میں آپ حضرات سے ملاقات کرنے پیرس آئی ہوں۔"

"آپ نے یہاں آکر اچھا کیا۔ ابھی میں محسوس کررہا ہوں کہ میرا ذہن بالکل آزاد ہے اور میں دشمن خیال خوانی کرنے والوں کے دباؤ میں آئے بغیر آپ سے اہم گفتگو کرسکوں گا۔"

"آپ فرمائیں۔ آپ کہاں ملاقات کرنا چاہتے ہیں۔ میں اس وقت ہوٹل میں ہوں لیکن ہوٹل میں ہماری ملاقات مناسب نہیں ہوگی۔"

"آپ درست کہتی ہیں۔ جھیل کنارے میرے کاٹیج کا نمبر ون او ون ہے۔ میں پندرہ بیس منٹ میں وہاں پہنچ جاؤں گا۔"

"میں آپ کے وہاں پہنچنے کے دس منٹ بعد آجاؤں گی۔"

"یعنی آپ آدھے گھنٹے میں آرہی ہیں؟ بائی دی وے آپ ہوٹل میں کس نام سے قیام کررہی ہیں؟"

"یہی جو میرا نام ہے 'مسز سونیا فرہاد۔ فرانس ہمارا ملک ہے۔ پیرس ہمارا شہر ہے۔ آپ نے پہلے بھی دیکھا ہے ہم یہاں دشمنوں سے اپنا نام نہیں چھپاتے ہیں بلکہ دشمن ہم سے چھپتے پھرتے ہیں۔"

"بے شک، بے شک لیکن یہ جو موجودہ حالات ہیں ان کے پیشِ نظر آپ کو محتاط رہنا چاہئے۔"

"میں محتاط ہوں۔ میں نے ہوٹل میں اپنا اصل نام لکھوایا ہے لیکن چہرے میں ایسی تبدیلی کی ہے کہ مجھے میرے اپنے بھی نہیں پہچان سکیں گے۔ یہ میرا طریقۂ کار ہے۔ دشمن ہوٹل میں میرا نام پڑھیں گے۔ مجھے تلاش کریں گے لیکن پہچان نہیں سکیں گے۔"

"واقعی آپ کی الجھی ہوئی چالوں کو سمجھنا دشمنوں کے بس کی بات نہیں ہے۔ بہرحال میں یہاں سے نکل رہا ہوں۔"

"میں بھی پہنچ کرکے آرہی ہوں۔"

فون پر رابطہ ختم ہوگیا۔ میں نے کہا "میں جوجو کے ساتھ جارہا ہوں۔ صرف پندرہ منٹ میں اس کا چہرہ تبدیل کرادوں گا۔"

میں اور جوجو وہاں سے جورجیا کے دماغ میں آگئے۔ سلمان آرمی چیف کے پاس چلا گیا اور سونیا اٹیچی سے میرون کلر کا لباس نکال کر پہننے لگی۔ دشمن اپنی جگہ چالاک تھے۔ سپر ماسٹر کے فوجی ساتھی جنرل اسٹیل بروکس نے اس ہوٹل کے منیجر اور کاؤنٹر گرل کے دماغوں میں پہنچ کر معلومات حاصل کیں جہاں سونیا مقیم تھی۔ یہ بات سچ نکلی کہ مسز سونیا فرہاد روم نمبر تھری ون فائیو میں ہے۔

پھر جنرل اسٹیل بروکس نے بیس منٹ کے بعد کاؤنٹر گرل کے خیالات پڑھے۔ پتا چلا ابھی ایک منٹ پہلے سونیا اپنے کمرے کی چابی کاؤنٹر پر دے کر گئی ہے۔ جنرل اسٹیل بروکس نے لباس کے متعلق پوچھا۔ کاؤنٹر گرل کی سوچ نے کہا "وہ میرون کلر کے لباس اور اسی رنگ کے سینڈل میں بہت اچھی لگ رہی تھی۔ میں بھی اسی کلر کا لباس خریدوں گی۔"

آرمی چیف جھیل کنارے والے کاٹیج میں پہنچ گیا تھا۔ اس

کے اندر سپرماسٹر اور دو فوجی اعلیٰ افسران تھے اور یہ نہیں جانتے تھے کہ اسی دماغ میں سلمان بھی چھپا ہوا ہے۔ جنرل اسٹیل برڈ کس نے آکر سپرماسٹر سے کہا "میں تصدیق کرچکا ہوں' وہ ہوٹل کے روم نمبر تھری ون فائیو میں ہے۔ یہاں آنے کے لئے وہاں سے نکل چکی ہے اور اس نے میرون کلر کا لباس اور اسی کلر کے سینڈل پہنے ہیں۔"

سپرماسٹر نے کہا "ہمیں اس پہلو پر غور کرنا چاہئے کہ وہ نادان نہیں ہے۔ کیا جھیل کنارے تنہا آئے گی؟ میں تو کہتا ہوں وہ بظاہر تنہا ہوگی لیکن اس کے محافظ آس پاس کہیں چھپے ہوئے ہوں گے اور اس کے اندر ٹیلی پیتھی جاننے والے بھی موجود ہوں گے۔ اسے گولی لگتے ہی اس کی موت کی خبر پلک جھپکتے ہی فرہاد اور اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والے ساتھیوں تک پہنچ جائے گی۔"

آرمی چیف نے کہا "وہ تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے آپ لوگوں کا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے لیکن مجھے زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ یہی کہا جائے گا کہ میں نے دشمنوں کو اپنے اندر چھپا کر سونیا کو ہلاک کرانے کے لئے ملاقات کے بہانے بلایا تھا۔"

سپرماسٹر نے کہا "وہ صرف آپ کو الزام دیں گے۔ آپ کہہ سکیں گے کہ یہ سب کچھ آپ کی لاعلمی میں ہوا۔ آپ نہیں جانتے تھے کہ ٹیلی پیتھی جاننے والے آپ کے اندر چھپے تھے۔"

سپرماسٹر کے ٹیلی پیتھی جاننے والے ساتھی رمی ریز نے کہا۔ "میں آپ کے اندر آواز بدل کر سونیا کی موت پر قہقہہ لگاؤں گا اور اعتراف کروں گا کہ میں نے آپ کے دماغ پر قبضہ جمایا تھا اور آپ کے علاوہ دو قاتلوں کو آلۂ کار بنا کر ان کے ذریعے سونیا کو قتل کرایا ہے۔"

آرمی چیف کو یقین دلایا گیا کہ اس پر کوئی الزام نہیں آئے گا بلکہ وہ مظلوم سمجھا جائے گا کہ اسے لاعلمی میں معمول اور تابعدار بنایا گیا تھا۔

سپرماسٹر کے تیسرے ٹیلی پیتھی جاننے والے بحری فوج کے ایڈمرل ٹیری ٹیلر نے آکر کہا "ہمارا ایک آلۂ کار جھیل کے کنارے اسنیک بار کی چھت پر ٹیلی اسکوپک گن کے ساتھ موجود ہے۔ آرمی چیف کے کاٹیج کا نمبر ون او ون ہے۔ کاٹیج نمبر ون او تھری کی چھت پر ہمارا دوسرا آلۂ کار موجود ہے۔ دونوں پکے نشانہ باز ہیں۔ اب آرمی چیف کو اپنے کاٹیج سے باہر نکل کر ٹہلنا چاہئے۔ سونیا پہنچنے والی ہوگی۔"

آرمی چیف اپنے کاٹیج سے باہر آگیا۔ اس کے ہاتھوں میں مچھلیاں پکڑنے کا سامان تھا۔ وہ ایک ملٹی کلر کی چھتری کے نیچے بیٹھ کر ایک باسکٹ سے سامان نکالنے لگا۔ ایسے ہی وقت جورجیا ایک ٹیکسی میں وہاں پہنچ گئی۔

میں اور جوجو اس کے اندر تھے۔ میں نے جورجیا کے چہرے پر اتنی تبدیلی کی تھی کہ اسے کوئی امریکی سفیر مسز جورجیا جیکسن کی حیثیت سے پہچان نہیں سکتا تھا۔ اور سونیا آرمی چیف سے کہہ چکی تھی کہ وہ دشمنوں سے چھپنے کے لئے چہرہ بدل کر آرہی ہے لہٰذا آرمی چیف کے اندر رہنے والے سپرماسٹر اور اس کے ساتھی اسے سونیا سمجھ رہے تھے اور وہ ان کی معلومات اور یقین کے مطابق میرون کلر کے لباس میں تھی۔

جورجیا نے کرایہ ادا کرکے ٹیکسی والے کو رخصت کیا۔ آرمی چیف اسے ایسے دیکھ رہا تھا جیسے پہچاننے کی کوشش کررہا ہو۔ وہ قریب آکر مسکراتے ہوئے بولی "ہیلو چیف! تم مجھے صرف آواز اور لہجے سے پہچان سکو گے۔"

وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر آگے بڑھا پھر مصافحہ کرتے ہوئے بولا "آہا! میڈم سونیا! میں آپ کی آواز سے پہچان رہا ہوں۔"

جوجو نے جورجیا کی زبان سے سونیا کے انداز میں کہا "ویلے چیف! میں ان لمحات میں صرف تم سے مصافحہ کررہی ہوں یا تمہارے اس عامل سے بھی جو ہمارے درمیان چھپا ہوا ہے؟"

"میڈم! میں نے پہلے ہی آپ سے کہا تھا کہ میں اپنے ذہن کو ہلکا پھلکا سا محسوس کررہا ہوں اور یقین سے کہتا ہوں کہ ابھی میرے اندر کوئی نہیں ہے۔"

"ابھی نہیں ہے پھر کسی وقت آسکتا ہے اور وہ اپنی مرضی سے پھر بابا صاحب کے ادارے کے خلاف آپ سے اقدامات کرا سکتا ہے۔"

"جی ہاں۔ یہ معاملہ تشویش ناک ہے۔ ابھی میں بابا صاحب کے ادارے کا حمایتی ہوں' آپ کا دوست اور پرستار ہوں لیکن وہ عامل آئے گا تو میں نہ چاہتے ہوئے بھی بے اختیار آپ سے دشمنی کرنے لگوں گا۔"

وہ ہنس کر بولی "اس کی دشمنی ہمارے لئے بچوں کا کھیل ہے۔ میں یہ سوچ کر آئی ہوں کہ وہ تمہارے اندر موجود ہوگا تو اسے معلوم ہوجائے گا کہ میں کس طرح خطرات مول لے کر تم سے ملاقات کرنے اور اس سے یہ کہنے آئی ہوں کہ وہ پچھلے ورلڈ وار سپرماسٹرز کی فائلیں اٹھا کر پڑھ لے۔ ریکارڈ بتائے گا کہ جس سپرماسٹر نے بھی فرہاد کی فیملی سے چھیڑ چھاڑ نہیں کی اور دوسرے معاملات میں مصروف رہا اس نے زیادہ زندگی گزار لی۔ پھر جب بھی ہم میں سے کسی سے الجھنے کی کوشش کی تو حرام موت مارا گیا۔"

"میڈم! یہ سپرماسٹر دوسروں سے مختلف ہے۔ وہ اور اس کے تینوں ساتھی روپوش بنے ہوئے ہیں اور ٹیلی پیتھی جانتے ہیں۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وہ ابھی میرے اندر نہ ہو لیکن ہزاروں میل دور سے غیر معمولی سماعت کے ذریعے ہماری یہ گفتگو سن رہا ہو۔"

"میرا نام سونیا ہے۔ میں ہر پہلو پر نظر رکھتی ہوں۔ یہ بات ایک موٹی عقل سے بھی سوچی جاسکتی ہے کہ غیر معمولی سماعت رکھنے والا ہماری گفتگو سن رہا ہوگا۔ میں اسے یہ سنانا چاہتی ہوں کہ اگر ہم فرانس کا یہ آرمی چیف اس کے لئے بہت اہم ہے۔

نقصان پہنچانے کی حماقت کی گئی تو آرمی چیف کو بھی نقصان پہنچے گا۔"

سپرماسٹر نے اپنے تینوں ساتھیوں سے کہا "اس کی گفتگو کا اسٹائل بھی سونیا کا ہے۔ اب کوئی شبہ نہیں رہا۔ آپ لوگوں کی کیا رائے ہے؟"

ایک ساتھی رمی ریز نے کہا "ہم نے اپنے اپنے طور پر تصدیق کی ہے۔ اب وقت ضائع نہیں کرنا چاہئے ورنہ یہ ہاتھ سے نکل جائے گی۔"

دوسرا ساتھی ٹیری ٹیلر ایک آلۂ کار گن مین کے دماغ میں اسنیک بار کی چھت پر پہنچا۔ رمی ریز کاٹیج نمبر ون او تھری کی چھت پر دوسرے آلۂ کار کے دماغ میں پہنچا پھر دوسرے ہی لمحے میں دونوں گنوں سے بیک وقت فائر ہوئے۔ جورجیا کے جسم میں دو گولیاں پیوست ہوئیں۔ وہ چیخ مار کر لڑکھڑاتی ہوئی زمین پر اوندھے منہ گری۔ میں اپنے طریقۂ کار کے مطابق یہ سمجھ رہا تھا کہ وہ چاروں دشمن سونیا کی آخری ہچکی لینے سے پہلے اس کے چور خیالات سے کچھ معلوم کرنے آئیں گے۔ جوجو نے میری ہدایت کے مطابق جورجیا کے دم توڑتے وقت سونیا کی آواز میں کہا "آہ! فرہاد! میں تمہارے پاس آرہی ہوں۔ ہم نے پچھلے ایک برس سے تمہاری موت کو دشمنوں سے چھپا رکھا ہے۔ تمہاری ڈمی تمہارا رول بہت اچھی طرح ادا کررہی ہے لیکن میری موت دشمنوں کے ہاتھوں ہوئی ہے۔ میری ہلاکت چھپی نہیں رہے گی۔ آہ! ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والے باقی ساتھی کب تک دشمنوں پر صرف تمہارا رعب اور دبدبہ قائم رکھیں گے۔ آہ! آہ! فرہاد میں تمہارے پاس آرہی ہوں۔"

ایسا کہتے کہتے جورجیا نے دم توڑ دیا۔ سپرماسٹر اور اس کے تینوں ساتھی اپنے اپنے خفیہ اڈے میں تھے۔ انہیں یقین ہوگیا کہ انہوں نے سونیا کے آخری چور خیالات پڑھ لئے ہیں اور مرتے وقت اس کی سوچ کی لہریں جھوٹ نہیں بول سکتی تھیں۔ وہ چاروں اپنے اپنے بنگلوں میں خوشی سے اچھل کر ڈانس کرنے لگے۔ یہ ان کے لئے زندگی کی سب سے بڑی خوشی تھی۔ سونیا کے ساتھ فرہاد کی موت کی تصدیق ہوگئی تھی۔ یہ معلوم ہوگیا تھا کہ بھارت میں جو فرہاد علی تیمور سرگرمِ عمل ہے' وہ اصلی نہیں ہے۔ فرہاد کی ڈمی ہے۔

دھماکے بارود کے ہوا کرتے ہیں۔ پہلی بار مسرتوں کے دھماکے ہورہے تھے۔ ٹیلی پیتھی کی دنیا میں یہ خبر پھیلتی تو تمام دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی عید ہوجاتی۔ سپرماسٹر نے فوراً ہی اپنے تینوں ساتھیوں کو اپنے اندر بلایا اور کہا "انسان بے انتہا خوشی کے موقع پر غلطیاں کرنے لگتا ہے۔ ہمیں اپنی مسرتوں پر قابو پانا چاہئے۔ تب ہم دیوی کو بگنی کا ناچ نچا سکیں گے۔ وہ بھارت میں فرہاد کی موجودگی سے برشار ہے۔ اسے نہیں معلوم ہونا چاہئے کہ فرہاد مرچکا ہے۔ وہ بھارت میں ڈمی فرہاد سے الجھتی رہے گی تو ہم اسے اپنے جال میں الجھالیں گے۔"

اس کے ساتھی نے خوش ہوکر کہا "ہم چاروں بہت لکی ہیں۔ مقدر کو یہ منظور تھا کہ سونیا کے دم توڑتے وقت صرف ہم چاروں اس کے چور خیالات پڑھیں اور ہم چاروں کے سوا کسی کو یہ نہ معلوم ہو کہ اپنے نام اور کام کی دہشت پھیلا کے رکھنے والے دونوں بڑے نام اب اس دنیا میں نہیں رہے ہیں۔"

رمی ریز نے کہا "یہ مسرتیں برداشت نہیں ہورہی ہیں۔ جی چاہتا ہے ہم چاروں کسی خفیہ بنگلے میں تمام رات خوب جشن منائیں۔ خوب پئیں اور خوب عیش کریں۔"

سپرماسٹر نے کہا "ہم نے جو اصول بنائے ہیں اس کے خلاف کبھی کوئی قدم نہیں اٹھائیں گے۔ ہم چاروں کبھی ایک شہر میں اور ایک چھت کے نیچے یکجا نہیں ہوں گے۔ نہ ہم کسی کی خوشی میں شریک ہونے کے لئے اس سے ملاقات کریں اور نہ ہی ہم میں سے کوئی کسی کی موت پر اس کی آخری رسومات کے وقت موجود رہے گا۔"

ٹیری ٹیلر نے کہا "ہمیں تو آج تنہائی میں زیادہ خوشی کے باعث زیادہ پینا بھی نہیں چاہئے۔ نشہ بہکا کر تنہائی میں بھی ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جاتا ہے۔ یہ ہوسکتا ہے کہ ہم نشے کی مستی میں کسی دشمن کے پاس پہنچ جائیں۔"

سپرماسٹر نے کہا "تم درست کہتے ہو۔ بے قابو ہونے' آپے سے باہر ہونے کا وقت آئے تو ہمیں خود کو قابو میں رکھ کر اپنی قوتِ ارادی کو آزمانا چاہئے۔ چلو ہم تمام خوشیوں کو بالائے طاق رکھ کر دیکھیں کہ بابا صاحب کے ادارے اور ان کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں پر سونیا کی موت سے کیا اثر ہورہا ہے۔"

وہ سب آرمی چیف کے اندر پہنچ گئے۔ اس کی سوچ نے بتایا کہ سونیا کے ہلاک ہونے کے بعد بھی فائرنگ ہوتی رہی تھی۔ وہ بڑی مشکلوں سے بچتا ہوا اپنے کاٹیج میں آکر چھپ گیا تھا۔ شاید وہ فائرنگ کرنے والے سونیا کے آدمی تھے۔ اب وہ کھڑکی سے دیکھ رہا تھا۔ کچھ لوگ ایک بڑی سی ایمبولینس لے کر آئے تھے اور سونیا کی لاش اٹھا کر لے جارہے تھے۔

تھوڑی دیر بعد آرمی چیف کے اندر سلمان کی آواز سنائی دی۔ وہ کہہ رہا تھا "مجھے یقین نہیں تھا کہ تمہارے دماغ میں آسانی سے جگہ ملے گی۔ کیا وہ سپرماسٹر اور اس کے ساتھی اپنا کام کرکے جاچکے ہیں؟"

آرمی چیف نے پریشانی ظاہر کرتے ہوئے کہا "میری سمجھ میں نہیں آتا' یہ سب کچھ کیسے ہوگیا؟"

پارس کی آواز آئی "تمہارے چور خیالات بتارہے ہیں کہ میری مما کو تم نے اور سپرماسٹر نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر قتل کیا ہے۔ میں تم سب کو زندہ نہیں چھوڑوں گا۔"

پھر علی کی بھی آواز آئی "آج تک کسی سپر ماسٹر نے اتنی بڑی غلطی نہیں کی جیسی تم نے ہماری مما کو مار کر کی ہے۔ بس آج سے تم اپنی زندگی کے دن گنتے رہو۔ ہم تمہیں ابھی ختم کرسکتے ہیں لیکن صرف تمہیں ختم کرنے سے مما جیسی غیر معمولی ہستی کا انتقام پورا نہیں ہوگا۔ تمہارے علاوہ تمہارے تین ساتھی ٹرانسفار مر مشین کے ساتھ فنا ہوں گے۔ ذرا آس پاس توجہ سے دیکھتے رہو۔ اب ہمارے کئی خیال خوانی کرنے والے سائے بن کر پہنچنے والے ہیں۔"

سپر ماسٹر اور اس کے تین ساتھیوں کے ذہنوں میں ابتدا سے یہی بات تھی کہ انہوں نے اپنی حفاظت کے لئے بڑی ذہانت سے کام لیا ہے۔ کوئی دشمن ان کے قریب نہیں پہنچ سکے گا لیکن دشمنوں کے ساتھ ان کے سائے بھی ہوتے ہیں۔ پارس اور علی کے پاس بھی سایہ بننے کا نسخہ ہے اور وہ سایہ بن کر ہر اس جگہ پہنچ سکتے تھے جہاں موت پہنچ سکتی ہے۔

سونیا کی ہلاکت کی خبر دور دور تک پہنچ گئی تھی۔ دیوی اور ہرارے کو یقین نہیں آیا۔ وہ دونوں آرمی چیف کے اندر آئے۔ اس وقت پارس اور علی وغیرہ اس کے اندر اپنے دل کی بھڑاس نکال رہے تھے۔ دیوی اور ہرارے آرمی چیف کے چور خیالات پڑھنے لگے۔ پتا چلا واقعی سونیا کو قتل کرنے سے پہلے اچھی طرح تصدیق کرلی گئی تھی کہ وہی سونیا ہے پھر آرمی چیف کے چور خیالات نے بتایا کہ سپر ماسٹر وغیرہ نے سونیا کے دم توڑتے وقت اس کے چور خیالات پڑھے تھے اور یہ چونکا دینے والا انکشاف ہوا تھا کہ ایک برس پہلے فرہاد علی تیمور کی طبعی موت ہوچکی ہے۔ پوری دنیا اور دشمنوں سے یہ حقیقت چھپائی گئی ہے۔ اسے زندہ سلامت ظاہر کرنے کے لئے اس کی ڈمی سے کام لیا جارہا ہے اور وہ ڈمی فرہاد آج کل بھارت میں کام کررہا ہے۔

چونکہ ایسی اہم بات کا انکشاف سونیا کی آخری سانسوں میں ہوا تھا اور مرتے وقت آدمی زبان سے جھوٹ نہیں بولتا جبکہ سونیا نے زبان سے کچھ نہیں کہا تھا، سپر ماسٹر وغیرہ نے بڑے موقع سے ایسے ہی وقت چور خیالات پڑھے تھے اس لئے ان چور خیالات کی صداقت پر کوئی شبہ نہیں کیا جاسکتا تھا۔

دیوی خوشی سے جھوم گئی۔ شیو شنکر کی مورتی کے قدموں میں گر پڑی۔ ٹیلی پیتھی کا پہاڑ ریزہ ریزہ ہوگیا تھا۔ مکارِ زمانہ سونیا کو دنیا کی ہر ہستی کی طرح مرنا تھا اس لئے موت آئی اور اسے بھی ساتھ لے گئی۔ اب جتنے ٹیلی پیتھی جاننے والے رہ گئے تھے ان میں فرہاد کی طرح کوئی نمایاں خوبی نہیں تھی اور سونیا کی مکاری صرف ایک پارس میں تھی۔ اس اکیلے سے نمٹا جاسکتا تھا۔

دیوی نے ہرارے کے پاس آکر قہقہہ لگاتے ہوئے کہا "اب مجھے کوئی بے نقاب نہیں کرسکے گا۔ اعلیٰ بی بی (ثانی) اپنی ماں سونیا کے باعث محفوظ رہتی تھی۔ ہوسکتا ہے علی اور پارس اس بچی کی حفاظت کریں۔ میں بھی دیکھوں گی کہ مجھے بے نقاب کرنے والی وہ بچی ساتویں برس تک کیسے زندہ رہے گی۔"

ہرارے نے کہا "آپ برادر کبیر کو بھول رہی ہیں۔ وہ آج تک کبھی کسی دشمن کے قابو میں نہ آسکا۔ اس میں کچھ غیر معمولی خوبیاں بھی ہیں اور جہاں تک اس بچی اعلیٰ بی بی (ثانی) کا تعلق ہے اس کے سر پر دو بڑے مضبوط سائے ہیں۔ وہ علی اور پارس نہیں بلکہ ان کے بزرگ تبریزی صاحب اور روحانی ٹیلی پیتھی جاننے والی آمنہ فرہاد ہے۔"

دیوی جھاگ کی طرح بیٹھ گئی۔ یہ صاف نظر آنے لگا کہ روحانی ٹیلی پیتھی سے ٹکرانے کے لئے وہ ادارے میں داخل نہیں ہوسکے گی۔ اسے ادارے میں داخل ہونے کی اجازت بھی دی جائے گی تو وہ آمنہ فرہاد کے سامنے سے اس بچی کو لے جانے کی جرأت نہیں کرسکے گی۔

ہرارے نے کہا "آپ اپنی خوشیوں کو مایوسی میں تبدیل نہ کریں۔ اس بچی کی طرف سے مسلسل ناکامی ہورہی ہے لیکن یہ خوشی کا موقع ہے۔ دو ناقابلِ شکست دشمن فنا ہوچکے ہیں۔ اگر ہم کسی طرح سپر ماسٹر اور اس کے تین ساتھیوں کی خفیہ پناہ گاہ تک پہنچ جائیں گے تو وہ سب آپ کے قدموں میں گر پڑیں گے۔"

میرے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے پیرس کی پولیس اور انتظامیہ سے کہہ دیا کہ سونیا کی لاش کو ان کی تحویل میں نہیں دیا جائے گا۔ صاف ظاہر ہے کہ اس کے جسم میں دو گولیاں پیوست ہوئی ہیں لہٰذا پوسٹ مارٹم ضروری نہیں ہے۔ جس بڑی ایمبولینس میں سونیا (جورجیا) کی لاش رکھی گئی تھی اسے بابا صاحب کے ادارے والے اپنے ساتھ لے گئے پھر اسی دن رات کو وہ لاش قبر میں اتار دی گئی۔

سونیا اس روز روپوش رہی پھر چہرہ بدل کر بابا صاحب کے ادارے میں آگئی۔ امریکی سفارت خانے سے جورجیا غائب ہوگئی۔ پہلے دن یہ سمجھا گیا کہ وہ کسی اہم معاملے میں مصروف ہے۔ جب دوسرے دن بھی واپس نہ آئی تو اس کی اسسٹنٹ نے امریکا اور فرانس کے حکّام کو اطلاع دی۔ سپر ماسٹر نے اس کی اسسٹنٹ سراغرساں کے خیالات پڑھے۔ پتا چلا کہ وہ ایک جرمن نوجوان سے عشق کرنے لگی تھی۔ اپنی اسسٹنٹ سے کہا تھا کہ وہ چپ چاپ اپنی رہائش گاہ سے جائے گی پھر دوسری صبح واپس آجائے گی۔ اگر امریکی حکام کی طرف سے کوئی اہم فون آئے تو وہ کہہ دے کہ جورجیا ایک ٹاپ سیکرٹ مشن پر گئی ہے۔

ٹاپ سیکرٹ مشن کے معنی ہیں سب سے خفیہ ایسا مشن جسے رازداری میں سرفہرست یعنی ٹاپ پر رکھا جاتا ہے۔ لیکن اس کا دوسرا مفہوم بھی نکل آتا ہے۔ راز میں رکھنے والا سب سے خفیہ مشن موت ہے۔ جورجیا اسی ٹاپ سیکرٹ مشن پر چلی گئی تھی۔

○☆○



ڈیڑھ گھنٹے بعد جناب تبریزی میرے اور پارس کے ساتھ سونیا کے دماغ میں کچھ خاص باتیں کرنا چاہتے تھے لیکن حالات نے پلٹا کھایا۔ ہم سونیا کی فرضی موت کا ڈراما پلے کرکے دشمنوں کو غلط فہمی میں مبتلا رکھنے میں مصروف ہوگئے تھے۔

جورجیا کو دفن کرنے کے بعد اطمینان ہوا کہ اب بھید نہیں کھلے گا۔ اس وقت سونیا بھی بہروپ بدل کر بابا صاحب کے ادارے میں آگئی تھی۔ پارس بھی وہاں اعلیٰ بی بی (ثانی) اور کبریا فرہاد کے پاس تھا پھر وہ ماں بیٹے جناب تبریزی کے حجرے میں آگئے۔ میں نے خیال خوانی کے ذریعے سونیا کے دماغ میں آکر محترم تبریزی...... کو سلام کیا۔ انہوں نے سلام کا جواب دے کر کہا "اللہ تعالیٰ نے وسیع و عریض کائنات تخلیق کی ہے جس میں سورج کے اطراف گردش کرنے والے سیارے ہیں۔ ان کے علاوہ بے شمار نجوم سیارچے اور ستارے ہیں۔ ہماری دنیا میں انسانی اور حیوانی مخلوق ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کیا اللہ تعالیٰ نے لامحدود کائنات میں صرف ہماری چھوٹی سی دنیا میں مخلوق پیدا کی ہے اور کائنات کے ستاروں اور سیارچوں کو ویران رکھا ہے؟

"عقل یہ تسلیم نہیں کرتی کہ صرف ہماری دنیا آباد ہے اور باقی کائنات ویران ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آفتاب سے لے کر ذرّے تک پیدا کئے ہیں۔ اس خالقِ حقیقی کی ہر تخلیق اپنا ایک مقصد رکھتی ہے۔ ہزاروں صدیوں سے ذرہ..... صرف ایک بے مقصد شے سمجھا جاتا رہا۔ جب سائنسی تحقیق ہوئی تو انکشاف ہوا کہ ایک ذرہ جس قدر چھوٹا ہوتا جائے گا وہ ایٹم کی صورت میں حیرت انگیز قوت کا حامل ہوگا۔

"جب ایک ذرّے کے اندر اللہ تعالیٰ کی تخلیق بڑے اہم راز اپنے اندر رکھتی ہے تو ہماری دنیا سے الگ کائنات کے ذرّے ذرّے میں نہ جانے کیسے کیسے بھید چھپے ہوں گے۔

"ان حقائق کے پیشِ نظر دنیا کے تمام سائنس دان اس بات پر متفق ہیں کہ اس وسیع و عریض کائنات میں اللہ تعالیٰ نے اور بھی مخلوقات پیدا کی ہیں۔ اپنی کائنات کے بیشتر حصوں کو نہ ویران رکھا ہے نہ مقاصد سے خالی چھوڑا ہے۔

"جب سے سائنس معلومات میں اضافہ کررہی ہے تب سے سائنس دان کائنات کے راز معلوم کرنے میں دن رات کوشاں ہیں۔ ان کی توجہ اس بات پر مرکوز ہے کہ اگر کہکشاں یا کسی نامعلوم ستارے میں کوئی ترقی یافتہ مخلوق موجود ہے تو ان کے وجود کی تصدیق کرنے کا ابتدائی طریقہ صرف ایک ہے۔ وہ ترقی یافتہ مخلوق خلا میں ریڈیو سگنلز بھیجتی ہوگی۔ ان سگنلز کو کیچ کرنے کے لئے ہمارے سائنس دان ریڈیو ٹیلی اسکوپ پر ۱۴۲۰ میگا ہرٹز کو ٹیون کرتے ہیں۔ "اس میں کبھی کامیابی ہوتی ہے اور کبھی ناکامی۔ ایسے سگنلز وصول ہوتے ہیں تو سمجھ میں نہیں آتے۔"

میں فرہاد علی تیمور اس داستان کا راوی زیادہ سائنس اور ٹیکنالوجی کی باتیں کرکے قارئین کی ایک خاص تعداد کو بور نہیں کروں گا۔ لیکن یہ ضرور کہوں گا کہ جو معلومات بور کرتی ہیں وہی معلومات آگے چل کر زندگی کے لئے لازمی ہوجاتی ہیں۔ میں چاہتا ہوں میرے قارئین اکیسویں صدی میں داخل ہونے سے پہلے اپنی دنیا کے اندر اور باہر کی کچھ ایسی معلومات حاصل کرلیں جو ہمارے یا آئندہ ہماری نسل کے لئے بے حد لازمی ہوں گی۔

محترم تبریزی کس قدر دیندار اور اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے ہیں، اس کا علم میری طویل داستان کے قارئین کو ہے۔ سائنس دان مادیت کو بنیاد بنا کر خلائی مخلوق کے متعلق جو کچھ معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں وہی معلومات محترم تبریزی روحانیت کو بنیاد بنا کر ہمیں سمجھا رہے تھے۔

انہوں نے فرمایا "قدرت کی طرف سے کائنات کے ایک ایک بھید کو ظاہر کرنے کا وقت مقرر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب تک وہ مقررہ وقت نہیں آئے گا سائنس دان ناکام ہوتے رہتے ہیں اور ہم روحانیت کے سمندر میں غرق رہ کر اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرتے رہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کبھی کبھی ہم پر ایسے بھید آشکار کرتا ہے جس کی ہم کبھی توقع نہیں کرسکتے۔

"میں اس تمہید کے بعد ایک بے حد چونکا دینے والی بات کہہ رہا ہوں اور وہ یہ کہ لکی سیون ہماری دنیا کی مخلوق نہیں ہے۔"

واقعی یہ ایسی چونکا دینے والی بات تھی کہ ہم کئی لمحوں تک گم صم رہ گئے۔ لکی سیون ہماری طرح دو ہاتھ، دو پاؤں، ایک جسم اور ایک مکمل چہرہ رکھتی تھی۔ کسی دوسرے سیارے کی مخلوق کیسی ہوگی؟ اس سلسلے میں سائنس دانوں نے اور سائنس فکشن لکھنے والوں نے خیالی مخلوق کی طرح طرح کی تصویریں اور متحرک فلمیں بنائی ہیں۔ وہ تمام مخلوقات انسانی جسم سے کسی حد تک مشابہت رکھنے کے باوجود انسان سے مختلف ہیں جبکہ لکی سیون ایک مکمل انسانی جسم کی حامل تھی۔

میں، سونیا اور پارس اپنے اپنے طور پر سوچ رہے تھے اور جناب تبریزی خاموشی سے ہماری سوچ کی لہروں کو پڑھ رہے تھے۔ انہوں نے فرمایا "میں نہیں جانتا کہ لکی سیون مکمل انسانی جسم کی حامل کیسے ہے؟ کیا وہ خلا کے جس حصے سے آئی ہے وہاں کی مخلوق بالکل ہماری طرح ہے جیسی کہ لکی سیون نظر آرہی ہے؟

"تم سب جانتے ہو کہ ٹیلی پیتھی جاننے والے اس کے دماغ میں جاتے ہیں تو وہ ہنستی ہے، کہتی ہے کہ گدگدی ہورہی ہے پھر وہ بے اختیار سانس روک لیتی ہے۔

"میں نے روحانی ٹیلی پیتھی کے ذریعے اس کے خیالات پڑھنے کی کوشش کی۔ اسے گدگدی محسوس نہیں ہوئی۔ اس نے میری سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کیا لیکن میں اس کے دماغ کے ذریعے سنائی دینے والے سگنلز کو سمجھ نہ سکا۔ لکی سیون کا دماغ بھی جواباً سگنلز ارسال کررہا تھا لیکن وہ ہماری دنیا میں شعوری طور پر اپنے

بارے میں نہیں جانتی ہے کہ وہ اپنے دماغ کے ایک حصے میں کہیں سے موصول ہونے والے سگنلز کے جواب میں خود سگنلز میں دیتی ہے۔

"فی الحال قدرت یہی چاہتی ہے کہ اس سلسلے میں میری معلومات یہیں تک محدود ہوں اور لکی سیون بھی ہماری دنیا میں رہ کر اپنے بارے میں بے خبر رہے کہ وہ کون ہے؟ کہاں سے آئی ہے؟ ابتدا میں جب فرہاد سے اس کی ملاقات ازبکستان میں ہوئی تو وہ ہر بات چند سیکنڈ یا چند منٹ کے بعد بھول جایا کرتی تھی۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ دماغ میں ابھرنے والے سگنلز دنیاوی باتوں پر حاوی ہو جاتے تھے جن کی وجہ سے وہ ہر بات جلد ہی بھول جایا کرتی تھی پھر وہ ہماری دنیا میں رہتے رہتے یہاں کی زبانوں کو اور یہاں کی چیزوں کو یاد رکھنے کے سلسلے میں خفیہ سگنلز پر حاوی ہوتی جا رہی ہے۔"

میں نے سونیا کی زبان سے کہا "آپ کی یہ باتیں سن کر مجھے اس کی بہت سی باتیں یاد آ رہی ہیں۔ وہ انتہائی سرد موسم میں بھی ہلکا سا مختصر سا لباس پہنتی ہے اور لحاف اور کمبل کے بغیر ایسے سوتی ہے جیسے گرمی کا موسم گزار رہی ہو۔

"اسے گرمی کے موسم میں جلتے ہوئے سورج کے نیچے کھڑا کر دو تو وہ ایسے کھڑی رہتی ہے جیسے گھنے درخت کی چھاؤں میں یا ائرکنڈیشنڈ کمرے میں کھڑی ہو۔ کھانا گرم ہو یا ٹھنڈا وہ کچھ فرق محسوس نہیں کرتی۔ جو مل جائے اسے چبا چبا کر نگل جاتی ہے۔"

پارس نے کہا "میں نے بھی اس کے ساتھ رہ کر اسے تمام لڑکیوں سے مختلف پایا ہے۔ وہ اندر سے زہریلی ہے۔ سایہ بن کر جس کے اندر جا کر تھوک دیتی ہے وہ مر جاتا ہے۔ یہ بات اسے نہیں معلوم ہے کہ وہ زہریلی کیسے بن گئی ہے۔"

انہوں نے فرمایا "ایک اور غیر معمولی بات ہے جسے تم جانتے ہو۔"

پارس نے کہا "جی ہاں۔ اس نے ایک بار اپنے متعلق کہا تھا۔ کبھی میں سوچتی ہوں کہ کون ہوں؟ کہاں سے آئی ہوں؟ تو عجیب سا لگتا ہے۔ دنیا میں سب کے ماں باپ ہیں۔ کہیں میرے بھی والدین ہوں گے۔ ایسا تو ہو نہیں سکتا کہ میں آسمان سے ٹپک پڑی ہوں پھر یہ کہ میں ابتدا میں تمہارے پاپا سے ملی تو ازبک زبان بولتی تھی پھر بھول جاتی تھی۔ تمہارے پاپا انگریزی میں بولتے تھے۔ میں بھی انگریزی بولنے لگی۔ جب ان سے بچھڑ گئی تو انگریزی بھول گئی۔ جب فرانس آئی تو دوسروں سے فرانسیسی زبان سن کر خود یہ زبان بولنے لگی۔ لکی سیون کی یہ باتیں سن کر سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ یہ کیسے ممکن ہے؟ دنیا کی کوئی زبان اس کے حافظے میں مستقل نہیں رہتی ہے۔ اگر اس سے فرانسیسی میں کہا جائے کہ انگریزی میں جواب دو تو وہ فرانسیسی زبان میں ہی پوچھتی ہے کہ انگریزی زبان کیسے بولی جاتی ہے۔ اسی طرح انگریزی زبان میں اس سے کہا جائے کہ فرانسیسی زبان میں جواب دو تو وہ انگریزی زبان میں پوچھتی ہے کہ فرانسیسی زبان کیسے بولی جاتی ہے۔ میرے لئے لکی سیون ایک معما رہی ہے۔"

سونیا نے کہا "جب ہمارے محترم بزرگ فرما رہے ہیں کہ ہماری دنیا کی مخلوق نہیں ہے تو پھر اس کا ذہن' اس کی یادداشت' اس کی بولی اور اس کے طور طریقے ہم سے مختلف ہوں گے۔ اگر انگریزی سن کر انگریزی بولتی ہے' جاپانی زبان سن کر جاپانی بولتی تو پھر اس کا دماغ ایک کمپیوٹر جیسا ہوگا۔ کمپیوٹر میں جس زبان کی ڈسک ڈالی جاتی ہے اس کی اسکرین پر اسی زبان کے سوال و جواب ابھرتے ہیں۔"

انہوں نے فرمایا "میں بھی اسی نتیجے پر پہنچا ہوں۔ کمپیوٹر میں کسی زبان کی بھی ڈسک نہ ڈالی جائے تو اس کی اسکرین سادہ رہتی ہے۔ اسی طرح لکی سیون کے سامنے کوئی زبان نہ بولی جائے تو اس کا دماغ ہر زبان سے محروم اور خالی رہتا ہے لیکن دماغ اور کمپیوٹر میں ایک واضح فرق یہ ہے کہ کمپیوٹر ایک مشین ہے اور جذبات سے محروم رہتی ہے۔ لکی سیون کا دماغ خصوصی جذبات و احساسات رکھتا ہے۔ خصوصی سے مراد یہ ہے کہ وہ عام حالات میں کسی سے متاثر نہیں ہوتی اور وہ سب ہی کے لئے جذبات و احساسات نہیں رکھتی ہے۔ ہماری دنیا میں وہ صرف پارس سے متاثر ہے۔"

پارس نے سوالیہ نظروں سے انہیں دیکھا۔ انہوں نے کہا "اب اس کا دماغ کمپیوٹر کی طرح خالی نہیں رہتا ہے۔ اب اس کی سوچ کی لہریں انگریزی اور فرانسیسی میں پارس کا نام لیتی ہیں۔ میں نے ابتدا میں روحانی ٹیلی پیتھی کے ذریعے اس کی سوچ کی لہروں کو نہیں پایا کیونکہ ابتدا میں اس کے دماغ کے اندر اس دنیا کی زبان مستقل نہیں رہتی تھی۔ اب پارس جو زبان بولتا ہے وہ اس کی یادداشت میں محفوظ رہتی ہے لیکن وہ پارس کی طرح کبھی میں بھی کسی دوسرے کے متعلق کچھ نہیں سوچتی ہے۔ اس کی سوچیں اور تمام جذبات صرف پارس کے لئے ہوتے ہیں۔"

سونیا نے پوچھا "وہ پارس کے سلسلے میں کیا سوچتی ہے؟"

"اس کی سوچ کی لہریں کہتی ہیں کہ وہ پارس کو اپنی طرح بنانا چاہتی ہے لیکن وہ خود نہیں جانتی کہ پارس کو اپنی طرح کیوں بنا رہی ہے اور کیسے بنا رہی ہے؟ میں یہ معلوم کرنے کے لئے پچھلی دو راتوں سے پارس کے خیالات پڑھ رہا ہوں۔ جب یہ گہری نیند میں ہوتا ہے اور میں اس کے اندر پہنچتا ہوں تو اس دنیا کی کوئی زبان اس کی سوچ کی لہریں مجھے نہیں سناتی ہے۔ یہ وقتی طور پر تمام زبانیں بھول جاتا ہے۔ مجھے اس کے دماغ سے ویسے ہی نامعلوم سگنلز سنائی دیتے ہیں جیسا کہ لکی سیون کی سوچ کی لہریں سناتی رہی ہیں۔"

میں نے حیرانی سے پوچھا "کیا پارس نامعلوم سگنلز کو سمجھتا ہے؟"

پارس نے کہا "نہیں پاپا! میں کچھ نہیں جانتا۔ میں نے اب تک کوئی نامعلوم سگنل نہیں سنا ہے اور نہ سگنل کی لہروں کو اپنے دماغ میں محسوس کیا ہے۔"

جناب تبریزی نے کہا "لکی سیون بھی شعوری طور پر سگنلز کے متعلق کچھ نہیں جانتی ہے لیکن جب تم دونوں گہری نیند میں اپنے آپ سے غافل ہو جاتے ہو تو تم دونوں کے اندر سگنلز کی لہریں یوں جاری رہتی ہیں جیسے تم دونوں نامعلوم کوڈ ورڈز میں ایک دوسرے سے کچھ بول رہے ہو۔"

پارس کا ذہن بہت حساس تھا۔ وہ گہری نیند میں بھی پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کر لیا کرتا تھا لیکن خلائی مخلوق کے سگنلز میں ایسی کوئی بات تھی جسے وہ محسوس نہیں کرتا تھا۔ غیر شعوری طور پر ایسے سگنلز کے ذریعے نیند میں لکی سیون سے باتیں کرتا تھا پھر بیدار ہوتے ہی خلائی مخلوق کے سگنلز کو بھول جاتا تھا۔

جناب تبریزی نے فرمایا "لکی سیون ہماری دنیا میں نہ جانے کتنے عرصے سے بھٹک رہی ہے۔ فرہاد نے پہلی بار اسے ازبکستان میں دیکھا پھر ایک طویل عرصے کے بعد امریکا میں پارس سے اس کی ملاقات ہوئی۔ اس کے مسلسل بھٹکنے کی کوئی خاص وجہ ہو سکتی ہے پارس سے ملنے کے بعد اس نے بھٹکنا چھوڑ دیا ہے۔ اسے کہا گیا کہ وہ امریکا سے فرانس آئے اور ہمارے ادارے میں قیام کرے' اس نے یہ مشورہ تسلیم کر لیا اور میرے پاس آ گئی۔"

انہوں نے ایک ذرا توقف سے کہا "وہ پارس سے دور ہونے کے بعد شاید یہاں بھی نہ رہتی۔ چپ چاپ کہیں چلی جاتی لیکن جب میں نے اسے آمنہ (رسونتی) سے ملایا اور یہ بتایا کہ وہ پارس کی والدہ ہے تو وہ خوش ہو گئی۔ اس نے آمنہ سے پوچھا "آپ اپنے بیٹے کو یہاں بلائیں گی؟"

آمنہ نے کہا "ضرور۔ میرے دو بیٹے ہیں۔ علی اور پارس' دونوں مجھ سے ملنے کے لئے آتے رہتے ہیں۔ تم کہو گی تو میں جلد ہی پارس کو یہاں بلاؤں گی۔"

"آپ بہت اچھی ہیں۔ میں آپ کے پاس رہوں گی۔"

جناب تبریزی نے آمنہ سے کہا کہ لکی سیون کو اپنے پاس رکھے۔ وہ دونوں یہ معلوم کرنے کی کوشش کریں گے کہ وہ کبھی کبھی ایب نارمل کیوں ہو جاتی ہے؟

وہ دونوں اس کی اسٹڈی کرنے لگے۔ ایک ہی دن کی اسٹڈی سے پتا چلا کہ اسے صحیح طور سے سمجھنے کے لئے روحانی علوم سے استفادہ کرنا ہوگا پھر انہوں نے روحانی ٹیلی پیتھی کے ذریعے اس کے خیالات پڑھنے کی کوشش کی تب یہ حیرت انگیز انکشاف ہوا کہ اس کے دماغ کے اندر سوچ کی لہریں نہیں ہیں اور سوچ کی لہریں اس لئے نہیں ہیں کہ وہ ہماری دنیا کی کوئی زبان نہیں جانتی ہے اور جو جانتی ہے وہ ہے خلائی سگنل۔ روحانی ٹیلی پیتھی کے ذریعے اس کے دماغ کے خلا میں ایسے سگنلز سنائی دیئے جو سمجھ میں نہیں آ رہے تھے۔ یا تو وہ کوڈ سگنلز تھے یا پھر وہ سگنلز ہی کسی ایسی خلائی مخلوق کی زبان تھی جس کا تعلق لکی سیون سے تھا۔ لکی سیون گہری نیند میں غفلت کے دوران سگنلز کی وہ زبان سمجھتی تھی اور اب ایسی ہی غفلت کے دوران وہ پارس کو بھی یہی زبان سکھا رہی تھی۔

جناب تبریزی نے سونیا سے کہا "تمہیں اور فرہاد کو میں نے یہی غیر متوقع باتیں بتانے کے لئے بلایا ہے۔ آئندہ چند دنوں میں کسی وقت بھی پارس میں نمایاں تبدیلیاں آ سکتی ہیں۔"

میں نے پوچھا "وہ تبدیلیاں کس قسم کی ہوں گی؟"

"یقین سے کہا نہیں جا سکتا۔ لکی سیون اور پارس کے درمیان گہری نیند کے وقت جو باتیں ہوتی ہیں وہ خلائی مخلوق کے سگنلز کی زبان میں ہوتی ہیں۔ پتا نہیں یہ دونوں اس اجنبی زبان میں ہماری دنیا کے بارے میں باتیں کرتے ہیں یا اس دنیا کی باتیں کرتے ہیں جہاں سے لکی سیون کا رابطہ رہتا ہے۔"

سونیا نے کہا "ایک سوال کھٹکتا ہے کہ لکی سیون سگنلز کی زبان پارس کو کیوں سکھا رہی ہے؟ کیا وہ ہماری دنیا میں رہنا نہیں چاہتی؟ کیا وہ پارس کو اپنی دنیا میں لے جانا چاہتی ہے؟"

انہوں نے فرمایا "مجھے اور آمنہ کو یہی تشویش ہے۔ اگر لکی سیون اور پارس سے پوچھا جائے کیا وہ کسی خلائی مخلوق کے سیارے میں جانے کا منصوبہ بنا رہے ہیں تو وہ جواب نہیں دے سکیں گے کیونکہ یہ بیداری کے لمحات میں سگنلز کے ذریعے ہونے والی گفتگو بھول جاتے ہیں۔"

پارس نے کہا "میں حیران ہوں کہ میرے ذہن میں ایک اجنبی زبان نقش ہو رہی ہے اور میں اس سے بے خبر ہوں۔"

"صرف تم ہی نہیں' لکی سیون بھی بے خبر ہے۔ بیداری کے دوران نہ اسے اپنے آباؤ اجداد کی زبان یاد آتی ہے اور نہ ہی اسے یہ معلوم ہے کہ وہ تمہیں یہ زبان سکھا رہی ہے۔ وہ کچھ نہیں جانتی کہ ایسا کیوں کر رہی ہے؟"

"پھر تو یہ اندیشہ ہے کہ خلائی مخلوق کے افراد نے لکی سیون کو آلۂ کار بنایا ہے اور وہ ہماری دنیا میں آ کر پارس جیسے باصلاحیت جوانوں کو ٹریپ کر رہی ہے۔"

"بے شک۔ دل میں ایسے اندیشے پیدا ہوتے ہیں۔ اگر ایسا ہے تو ہمیں صرف پارس ہی نہیں لکی سیون کو بھی کسی خلائی مخلوق کی سازشوں سے نجات دلانا چاہئے اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب لکی سیون کو اپنی اصلیت اور حقیقت معلوم ہو۔ اسے معلوم ہوگا تو پارس کو بھی بہت کچھ معلوم ہو سکے گا۔ پھر یہ خود ہی اپنی اور لکی سیون کی حفاظت کی تدبیر کر لے گا اور ہم بھی ان کی بہتری کے لئے بہت کچھ کر سکیں گے۔"

"سوال پیدا ہوتا ہے کہ لکی سیون کی اصلیت کیسے معلوم ہوگی؟"

"آمنہ دن رات اس پر توجہ دے رہی ہے۔ آج سے پارس

میرے ساتھ حجرے میں رہے گا۔ میں بھی ہمہ وقت اس پر توجہ دیتا رہوں گا۔ مجھے اور آمنہ کو یقین ہے کہ ہم روحانی علوم کے ذریعے ان دونوں کے متعلق کچھ نہ کچھ معلوم کر سکیں گے۔"

میں' سونیا اور پارس سر جھکا کر سوچنے لگے۔ ہم سوچنے کے سوا کچھ کر بھی نہیں سکتے تھے۔ ہمیں معلوم تھا کہ آمنہ اور جناب تبریزی کو روحانیت کے علوم میں کمال حاصل ہے۔ انہوں نے ہمیں جو کچھ بتایا تھا وہ اس سے بھی زیادہ جانتے تھے لیکن اتنا ہی بتاتے تھے جتنا کہ قدرت کی طرف سے اشارہ ملتا تھا۔

ہمیں پریشانی تھی لیکن اطمینان بھی تھا کہ لکی سیون' آمنہ کے پاس رہے گی اور پارس جناب تبریزی کی توجہ کا مرکز رہے گا تو دونوں کے حق میں بہتری ہوگی۔

انہوں نے کہا "تم سب جو سوچ رہے ہو' انشاء اللہ وہی ہوگا۔ سونیا! تم اور فرہاد جاؤ۔ یہاں دشمنوں سے نمٹنے کے لئے جو منصوبے پہلے سے تھے اب ان میں تبدیلی کرو کیونکہ پارس اب یہاں کے معاملات میں تمہارے کام نہیں آئے گا۔"

ہم پارس کو ان کے حجرے میں چھوڑ آئے۔ سونیا بچوں کی دیکھ بھال کرنے والی گورنس کے روپ میں اپنے بچوں کے پاس آگئی۔ میں اس کے دماغ میں موجود تھا۔ سونیا نے اعلیٰ بی بی (ثانی) اور کبریا فرہاد کے پاس آکر آواز اور لہجے کو تبدیل کیا پھر کہا "بچو! میں تمہاری نئی گورنس ہوں۔ تمہاری مما کچھ عرصے تک اس ملک سے باہر رہیں گی۔ ان کی واپسی تک میں تم دونوں کا خیال رکھوں گی۔"

کبریا فرہاد نے اسے سر سے پاؤں تک دیکھا پھر کہا "آپ کا قد ہماری مما کی طرح ہے۔ آپ کو کس نے ہمارے لئے گورنس مقرر کیا ہے؟"

"تمہارے پاپا نے۔ وہ ابھی میرے دماغ میں موجود ہیں۔"

میں نے سونیا کی زبان سے کہا "ہاں بیٹے! اس نئی گورنس کو میں ہی لایا ہوں۔"

"کیا آپ نے مما کو بتایا تھا کہ گورنس جوان ہوگی اور اسے ہمارے ہی لئے لا رہے ہیں؟"

سونیا نے مسکرا کر خیال خوانی کے ذریعے مجھ سے کہا "ملاحظہ فرمائیں۔ یہ ہے آپ کا بیٹا۔"

میں نے خوش ہو کر کہا "یہ تو بالکل پارس کی طرح بولتا ہے۔"

اعلیٰ بی بی (ثانی) نے کہا "کبریا! جب پاپا انہیں لائے ہیں تو کچھ سوچ سمجھ کر ہی لائے ہیں۔ بڑوں کے معاملے میں بچوں کو نہیں بولنا چاہئے۔"

اعلیٰ بی بی (ثانی) نے دونوں ننھے بازو سونیا کی طرف بڑھا کر کہا۔ "میڈم! میں آپ کو ویلکم کہتی ہوں۔ کیا آپ مجھے گلے لگانا پسند کریں گی؟"

سونیا نے خیال خوانی کے ذریعے کہا "فرہاد! ذرا اس فتنہ کو دیکھو۔ یہ کوئی چال چل رہی ہے۔"

سونیا نے اعلیٰ بی بی (ثانی) کے آگے گھٹنے ٹیک دیئے پھر دونوں بانہیں پھیلا کر اعلیٰ بی بی (ثانی) کو گلے سے لگالیا۔ اعلیٰ بی بی (ثانی) نے ایک لمبی سانس کھینچی۔ سونیا نے کہا "تم دونوں بڑے پیارے بچے ہو۔ میں ایک ماں کی طرح تمہارا خیال رکھوں گی۔"

اعلیٰ بی بی (ثانی) نے کہا "ماں کو ماں کی طرح ہی خیال رکھنا چاہئے۔ ڈونٹ میک اَس فول مما!"

سونیا ہنسنے لگی۔ میں نے حیرانی سے پوچھا "تم ایک گورنس کی کامیاب اداکاری کر رہی تھیں۔ اس فتنہ نے تمہیں کیسے پہچان لیا؟"

سونیا نے کہا "خداوند کریم کا لاکھ لاکھ شکر ہے' یہ جسموں کی مخصوص مہک سے پہچان لیتی ہے۔ کبھی میں بھی ایسی ہی تھی۔"

ہاں سونیا ابتدا میں ایسی ہی تھی۔ اس کی سونگھنے کی حس غیر معمولی تھی۔ قریب سے گزرنے والے دوستوں یا دشمنوں کو ان کے بدن کی مخصوص مہک سے پہچان لیتی تھی۔ اس کی یہ سونگھنے کی حس بہت عرصے پہلے کمزور پڑتے پڑتے ختم ہوگئی تھی لیکن خدا کی قدرت کو کون پوری طرح سمجھ پاتا ہے۔ اعلیٰ بی بی (ثانی) کو یہ غیر معمولی حس ماں کے خون سے ملی تھی۔

سونیا ان دونوں کو دونوں بازوؤں میں اٹھائے کوارٹر کے ایک کمرے میں آئی اور انہیں سمجھاتی رہی کہ اس نے یہ بھیس کیوں بدلا ہے اور آئندہ وہ دونوں اسے مما نہیں' میڈم کہہ کر مخاطب کریں گے۔

میں نے سونیا سے کہا "میں جا رہا ہوں۔ ثانی اور علی سے رابطہ کر کے ان کی حکمتِ عملی میں کچھ تبدیلیاں کروں گا۔"

میں بمبئی میں سمندر کے کنارے جوہو کے ایک بنگلے میں دماغی طور پر حاضر ہوگیا۔ اس بنگلے میں شہناز (سابقہ شی تارا) اور پارو (سابقہ پوجا) میرے ساتھ تھیں۔ میں نے ان سے کہہ دیا تھا کہ بہت دیر تک مصروف رہوں گا لہٰذا وہ دونوں تفریح کے لئے چلی گئی تھیں۔ ان کی واپسی رات کو دیر سے ہونی تھی۔

میں نے ثانی اور علی کو مخاطب کر کے کہا' وہ دونوں میرے اندر آئیں۔ وہ فوراً ہی آگئے۔ جناب تبریزی نے لکی سیون اور پارس کے متعلق جو حیرت انگیز باتیں بتائی تھیں' وہ ساری باتیں میں نے تفصیل سے ثانی اور علی کو بتادیں پھر کہا "آئندہ پارس ہمارے کسی معاملے میں شریک نہیں ہوگا اس لئے پارس یہاں جن معاملات میں مصروف رہا کرتا تھا اب وہ تمام معاملات علی کے سپرد کئے جا رہے ہیں۔"

علی نے کہا "پاپا! اب مجھے واشنگٹن سے پیرس پہنچنا ہوگا۔"

"ہاں۔ پارس نے برادر کبیر بن کر کئی بار اہم کارنامے انجام دیئے ہیں اور آج تک دیوی کو ایم آئی ایم کا سربراہ برادر کبیر بن کر کامیابی سے دھوکا دیتا آرہا ہے۔"

علی نے کہا "پاپا! ایم آئی ایم کے اصل سربراہ ذاکر علی (سابقہ

زہیک) کے علم میں یہ بات لانی ہوگی کہ اب سربراہ کا رول ں نہیں میں ادا کروں گا۔"

"ہم ابھی ذاکر علی سے کہہ دیں گے۔ اس سے پہلے یہ کہہ دوں تم کسی بھی معاملے میں پارس سے کم نہیں ہو۔ تم دونوں توڑ جوڑ ماہر ہو لیکن تمہارے مزاج میں سنجیدگی زیادہ ہے جبکہ پارس' ر کبیر کی حیثیت سے دیوی کو ہمیشہ زندہ دلی کے ذریعے فریب دیتا ہے۔"

"پاپا! میں انسان کے مزاج اور بدلتے ہوئے وقت کے مطابق کو بدلتا ہوں۔ آپ اطمینان رکھیں دیوی اور سپر ماسٹر وغیرہ کو کبھی نہیں چلے گا کہ کوئی دوسرا برادر کبیر آگیا ہے۔"

"مجھے یقین ہے تم بڑی کامیابی سے یہ رول ادا کرو گے لیکن کے علاوہ تمہیں کبھی کبھی پارس بن کر بھی دشمنوں سے رابطہ نا ہوگا۔"

علی نے کہا "یہ پارس تو پکا جوکر ہے۔ یہ مجھے بھی جوکر بنادے ۔"

"بیٹے! صرف اتنا ہی نہیں' تمہیں کبھی کبھی شہناز سے بھی بطہ کرنا ہوگا اور پارس بن کر یقین دلانا ہوگا کہ تم کسی نہ کسی مہم مصروف ہو۔"

"آہ! یہ بڑا مشکل کام ہے۔ وہ کمبخت ایسے عشقیہ مکالمے ادا رتا ہے کہ ایسے مکالمے مجھے کسی بڑے رائٹر سے لکھوا کر یاد کرنے ں گے۔"

ثانی نے ہنستے ہوئے کہا "فکر نہ کرو۔ میں پارس کے اسٹائل کو ب سمجھتی ہوں۔ ایسا وقت آئے گا تو میں تمہیں بتاؤں گی کہ وہ بطان کیسی حرکتیں کرتا ہے اور کیسے مکالمے بولتا ہے۔"

میں نے ایم آئی ایم کے سربراہ ذاکر علی سے رابطہ کیا۔ میرے لاؤڈ رز سن کر وہ خوشی سے کھل گیا "فرہاد صاحب! آپ؟ آپ مجھ اچیز کے پاس آئے ہیں' یہ میری خوش قسمتی ہے۔ حکم دیجئے بندہ دمت کے لئے حاضر ہے۔"

میں نے کہا "میں تمہارے پاس نہیں آتا لیکن پارس سے تو مارا برابر رابطہ رہتا ہے۔"

"جناب! آپ کے صاحب زادے پارس کی کیا بات ہے۔ نہوں نے جس انداز میں ہماری اسلامی تنظیم ایم آئی ایم کو تمام شمنوں کے حواس پر مسلط کردیا ہے یہ صرف ان کا ہی کام ہے۔"

"میرا بیٹا علی بھی پارس کا جواب ہے۔ میں چاہتا ہوں اب علی ایم آئی ایم کے سربراہ برادر کبیر کا رول ادا کرے۔ میں نے پارس کو وسرے مشن پر روانہ کردیا ہے۔"

"جناب! میں نے آپ کے صاحب زادے علی صاحب کے نمہ کارنامے سنے ہیں۔ میرے لئے آپ کے دونوں صاحب زادے برابر ہیں۔ میرے ایم آئی ایم کے تمام جان نثار علی تیمور صاحب کو دل سے خوش آمدید کہیں گے۔"

علی نے ذاکر علی سے کہا "میں پاپا کے ساتھ ہوں اور آپ کی گفتگو سن رہا ہوں۔ میں چاہوں گا کہ پارس نے اب تک اپنی جتنی کارکردگی کی رپورٹ آپ کو ریکارڈ کے طور پر دی ہے اسے میں پڑھوں پھر عملی طور پر پارس یا برادر کبیر کا رول ادا کروں۔ اس مقصد کے لئے میں آپ کے دماغ میں آرہا ہوں۔"

علی اس کے دماغ میں رہ گیا۔ میں اپنی جگہ حاضر ہو کر ثانی سے بولا "سپر ماسٹر اور اس کے ساتھیوں تک پہنچنے کے لئے کیا کر رہی ہو؟"

اس نے کہا "میرے ساتھ عادل' صفورا' جمیلہ اور ہیرو ہیں۔ اگرچہ ہیرو جسمانی طور پر مکمل انسان بن چکا ہے تاہم چہرہ پوری طرح تبدیل نہیں ہوا ہے۔ اسے دیکھتے ہی دشمنوں کو بندر آدمی یاد آجاتا ہے پھر کسی سے فائٹ کرتے وقت اس کے چھلانگیں لگانے کا انداز بھی بندروں جیسا ہے اس لئے میں نے اسے اور جمیلہ کو نیویارک میں چھوڑ دیا ہے۔ اگر سپر ماسٹر یا اس کے کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے ساتھی کو اس شہر میں ایک بندر آدمی کی موجودگی کا علم ہوگا تو وہ نیویارک کی رہائش گاہ چھوڑ کر واشنگٹن بھاگا چلا آئے گا۔ کیونکہ ان سب کا سیاسی مرکز واشنگٹن ہے۔"

میں نے تائید میں سر ہلا کر کہا "یہ اچھی چال ہے۔ سیاسی کھونٹے سے بندھے ہوئے بیل رسے کی لمبائی تک بھاگتے ہیں۔ پھر کھونٹے کی طرف واپس آجاتے ہیں۔ عادل اور صفورا سے کیا کام لے رہی ہو؟"

"عادل تو ابتدا ہی سے آپ کا دیوانہ ہے۔ آپ کے اسٹائل میں بولتا ہے اور آپ کی طرح حرکتیں کرتا ہے اس لئے علی نے اس کے چہرے پر پلاسٹک سرجری کے ذریعے ایسی تبدیلی کرائی ہے کہ چہرے کے ایک آدھ زاویے سے آپ کی جھلک ملتی ہے۔ دشمن اسے دیکھ کر یہ شبہ کر سکتے ہیں کہ فرہاد علی تیمور چہرہ بدل کر امریکا پہنچا ہوا ہے۔"

"عادل کو کس شہر میں بھیجا گیا ہے؟"

"آج ہی پلاسٹک سرجری مکمل ہوئی ہے۔ میرا خیال ہے کہ وہ شکاگو' مین ہٹن' اور میامی بیچ وغیرہ میں دو دو چار چار دن قیام کرے گا۔ ان شہروں میں سپر ماسٹر کا کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا ہوگا تو وہ آپ کے خوف سے وہ شہر چھوڑ کر واشنگٹن کی طرف آئے گا۔"

"اچھا ہوا کہ تم نے یہ بات بتادی۔ دشمنوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ اب میں بھارت میں نہیں امریکا میں ہوں۔ میں یہ بات مشتہر کروں گا۔"

ثانی نے کہا "اس طریقہ کار سے کسی نہ کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے کے بارے میں ضرور معلوم ہوگا کہ وہ ایک پناہ گاہ سے نکل کر اپنے سیاسی مرکز کی طرف آیا ہے۔ تب میں اس مخصوص گولی کے ذریعے سایہ بن کر وھائٹ ہاؤس اور دیگر سیاسی نوعیت کی عمارتوں میں جاؤں گی اور کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے تک ضرور پہنچ جاؤں

گی۔"

"شاباش بیٹی! ایسے ہی طریقۂ کار پر عمل کرتی رہو۔ میں پھر کسی وقت تم سے رابطہ کروں گا۔"

ثانی میرے دماغ سے چلی گئی۔ میں ایزی چیئر سے اٹھ کر ٹہلنے لگا۔ مجھے یقین تھا کہ دیوی بڑے فاتحانہ انداز میں میرے پاس آئے گی اور کہے گی کہ میں فرہاد علی تیمور نہیں ہوں' فرہاد مرچکا ہے میں اس کی ڈمی ہوں۔

لیکن وہ ابھی تک نہیں آئی تھی جبکہ میری اور سونیا کی موت کی خبر پھیلے آٹھ گھنٹے گزر چکے تھے۔ دراصل وہ فرانس میں ہاری ہوئی بازی دوبارہ جیتنے کی کوشش میں تھی۔ میرے بارے میں اسے اطمینان ہوگیا تھا کہ میں ڈمی ہوں۔ بھارت میں مجھے اصلی فرہاد سمجھ کر میرے دماغ میں نہیں آتی تھی۔ فرانس کے معاملات سے نمٹ کر اب وہ سیدھی میرے دماغ میں آئے گی اور بھارت کی زمین سے میرے قدم اکھاڑ دے گی۔

اور وہ تمام دشمن بابا صاحب کے ادارے میں قدم جمانے کی بھرپور جدوجہد کررہے تھے۔ سپر ماسٹر فرانس کے آرمی چیف اور وہاں کے اعلیٰ حکام کو سمجھا رہا تھا "ٹیلی پیتھی کی دنیا میں اب تک فرہاد کے نام کی دہشت تھی' وہ مرچکا ہے۔ سونیا مکارِ زمانہ سمجھی جاتی تھی' اسے بھی ہلاک کردیا گیا ہے۔ اب علی' ثانی اور پارس رہ گئے ہیں۔ اگرچہ ان تینوں نے بڑے کارنامے انجام دیے ہیں لیکن اب چیونٹیوں کی طرح مسلے جائیں گے کیونکہ وہ تینوں ہمیشہ فرہاد اور سونیا کی پشت پناہی اور تعاون سے کامیابیاں حاصل کرتے رہے ہیں۔"

دوسری طرف دیوی انٹیلی جنس اور فوج کے اعلیٰ افسران اور فرانس کے ان اعلیٰ حکام تک پہنچی ہوئی تھی جہاں تک پہنچنے میں سپر ماسٹر نے دیر کردی تھی۔ وہ بھی فرانس کے تمام اکابرین کو یہی سمجھا رہی تھی کہ فرہاد اور سونیا کی موت سے بابا صاحب کا ادارہ بالکل کمزور ہوچکا ہے۔ وہاں جتنے ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں وہ دیوی کے مقابلے میں نہیں ٹھہر سکیں گے۔ یا تو دیوی کے ہاتھوں مرجائیں گے یا پھر اس کے تابعدار بن جائیں گے۔

بابا صاحب کے ادارے کی طرف سے باربرا' جوجو' جے مورگن' تھرال اور جیری سرگرمِ عمل تھے۔ فرانس کے اعلیٰ حکام اور فوج کے اعلیٰ افسران کے پرسنل سیکریٹریز اور باڈی گارڈز وغیرہ کے دماغوں میں جگہ بنائے ہوئے تھے۔ جے مورگن نے ایک اعلیٰ افسر کے پرسنل سیکریٹری کی زبان سے کہا "سر! ہمارا ملک بڑے آزمائشی دور سے گزر رہا ہے۔ ایک طرف بابا صاحب کا ادارہ ہے دوسری طرف دیوی ہے اور تیسری طرف سپر ماسٹر ہے۔ ان سب نے ہم سب کو اپنا معمول اور تابعدار بنا رکھا ہے اور وہ سب اپنے اپنے مفاد کی خاطر ہمیں استعمال کررہے ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ دیوی' سپر ماسٹر اور بابا صاحب کے کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے نمائندے کو ایک اجلاس میں یکجا کیا جائے اور اس نتیجے پر پہنچا جائے کہ ان میں سے کون ہمارا بہترین دوست ہے۔"

یہ مشورہ نہایت ہی معقول تھا۔ خیال خوانی کے ذریعے سب ہی متعلقہ افراد کو ایک گھنٹے کے اندر ایک کانفرنس ہال میں طلب کیا گیا۔ جتنے ٹیلی پیتھی جاننے والے تھے' وہ جسمانی طور پر حاضر نہیں ہوئے لیکن ان کے نمائندے آئے تاکہ خیال خوانی کرنے والے اپنے نمائندوں کی زبان سے سوالات کے جواب دے سکیں۔

اس اجلاس میں سب سے پہلے ایک اعلیٰ حاکم نے کہا "یہاں ہمارے ملک فرانس کے جتنے اہم اکابرین ہیں' وہ سب کسی نہ کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے کی مٹھی میں ہیں۔ اگر وہ خیال خوانی کرنے والے اس اجلاس میں نہ آتے تو ہم ان کا کچھ بگاڑ نہیں سکتے تھے وہ جب بھی ہم سے جبراً کوئی کام لیں گے ہم بے چون وچرا اسے کر گزریں گے۔ ہم تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے شکر گزار ہیں کہ وہ یہاں یکجا ہوگئے ہیں۔ ہماری گزارش ہے کہ وہ ہمارے ملک اور قوم کو نقصان پہنچائے بغیر ہم سے کوئی کام لیں۔ دوسری صورت میں ہم تو کسی نہ کسی کے تابعدار بن چکے ہیں' آپ ہمیں ایک دوسرے کے خلاف استعمال کریں گے تو نتیجہ وہی ہوگا جو آپ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی آپس کی لڑائی سے ہوچکا ہے۔"

سپر ماسٹر کے ایک نمائندے نے کہا "نتیجہ ہمارے حق میں سامنے آیا ہے۔ سب سے خطرناک سمجھی جانے والی سونیا کو ہم نے قتل کیا ہے اور سونیا نے آخری ہچکیوں میں فرہاد علی تیمور کی موت کی بھی تصدیق کردی ہے۔ ہمارا پلڑا بھاری ہے۔ ہم دیوی سے کہتے ہیں کہ اب نہ اس کی آتما شکتی ہمارا کچھ بگاڑ سکے گی اور نہ ہی شاطر مائیک ہرارے جیسا مشیر کسی حکمتِ عملی سے اپنی دیوی کو ہمارے مقابلے میں کامیاب کرسکے گا۔"

دیوی اور ہرارے اپنے ایک نمائندے کے دماغ میں تھے۔ ہرارے نے اس نمائندے کے ذریعے کہا "میں شاطر ہوں' شطرنج کا کھلاڑی ہوں' پیچھے ہٹنے والی چال چلتا ہوں تو مخالف کھلاڑی دھوکا کھا جاتا ہے اور جو دھوکا کھا جاتا ہے اس کے نصیب میں شکست لازمی ہوتی ہے۔ سپر ماسٹر کو ڈینگیں مارنے سے پہلے سوچنا چاہئے کہ آج صبح تک اس نے ہمارے شکار کئے ہوئے خیال خوانی کرنے والوں کو ہم سے چھینا ہے تو ہم نے بھی اس کے تمام خیال خوانی کرنے والوں کو چھین لیا تھا۔ ہم نے اینٹ کا جواب پتھر سے دیا ہے اور آئندہ بھی دیتے رہیں گے۔"

علی تیمور نے ایک شخص کو اپنا آلۂ کار بنا کر اس کی زبان سے کہا "میں ایم آئی ایم کا سربراہ برادر کبیر بول رہا ہوں۔ اگرچہ مجھے اس اجلاس میں شرکت کی دعوت نہیں دی گئی ہے تاہم یہاں میری حاضری ضروری ہے۔ دیوی جی اور سپر ماسٹر بڑے بڑے دعوے کررہے ہیں۔ دونوں نے ایک دوسرے کے شکار کئے ہوئے بندے چھین لئے لیکن وہ شکار کئے ہوئے ٹیلی پیتھی جاننے والے بندے

ے پاس ہیں؟ کیا سپر ماسٹر کے پاس ہیں؟ کیا دیوی کی ساری کے ں ہیں؟"

لی تیمور ان سوالات کے بعد ذرا خاموش ہوا تو پورے میں خاموشی چھا گئی پھر علی نے اپنے نمائندے کے ذریعے بڑے بڑے دعوے کرنے والے اس لئے خاموش ہیں کہ کے شکار کئے ہوئے بندے میری مٹھی میں ہیں۔ میرے اور ب کے ادارے کے درمیان کچھ اختلافات ہیں لیکن میں ہوں گا کہ ایم آئی ایم کے اختلافات کے باعث بابا صاحب رے کو کوئی نقصان پہنچے۔ میں اس ادارے کے انچارج سے ت کروں گا۔ مذاکرات کامیاب ہوں گے تو اس ادارے کے ی پیتھی جاننے والے میرے قبضے میں ہیں' انہیں واپس ں گا۔"

پر ماسٹر کے نمائندے نے کہا "برادر کبیر! تم اچانک ہمارے ی کے درمیان کود پڑے تھے۔ تم نے ہمیں سوچنے کا موقع یا۔ ہماری اور دیوی کی لڑائی سے فائدہ اٹھا کر......"

لی نے بات کاٹ کر کہا "ہر شکست کھانے والا شرمندگی سے ے لئے یہی کہتا ہے کہ اگر ایسا نہ ہوتا تو میں ویسا کردیتا۔ باقی ے اگر پھر دیوی اور تم فرانس کے اکابرین کو آلۂ کار بنا کر بابا ے کے ادارے کے دروازے تک پہنچنا چاہتے ہو تو ایک نہیں رایسی کوشش کرلو۔ مادام سونیا کی ہلاکت نے اس ادارے کو نشاں پہاڑ بنادیا ہے۔ میں تو ان کے خیال خوانی کرنے والوں ے حوالے کرکے چلا جاؤں گا۔ ڈرو اس وقت سے جب نشاں پھٹے گا اور اس کا لاوا تم سب کو نیست و نابود کردے ں صرف اتنا ہی کہنے آیا تھا۔ میری بات ختم ہوچکی ہے۔ میں ول۔"

ہ نمائندہ اجلاس سے باہر چلا گیا۔ اجلاس میں چند لمحوں تک ری پھر فوج کے ایک اعلیٰ افسر نے کہا "میں دیوی جی سے ہر ماسٹر سے اتنا پوچھتا ہوں کہ انہوں نے ہمارے ملک میں اپنی پھیر کر کیا کھویا اور کیا پایا؟ آپ ذرا غور کریں کہ برادر کبیر کتنا ہے۔ اس نے اچھی طرح سمجھ لیا ہے کہ سونیا کی ہلاکت کے بڑی زبردست تباہی و بربادی ہوگی۔ برادر کبیر نے خود کو ات سے دور رکھنے کے لئے ان کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو کرنے کا فیصلہ سنادیا ہے۔ وہ مسلمان ہے' جب آپ لوگوں کی شدت اختیار کرے گی تو وہ مسلمان کی حیثیت سے بابا صاحب ارے کا ہی ساتھ دے گا۔"

ہرارے نے اپنے نمائندے کی زبان سے کہا "جب مسلمانوں سے جنگ ہوتی ہے تو یہ مسلمان آپس کے اختلافات ر ایک ہوجاتے ہیں لیکن میں دیوی جی کے مشیر کی حیثیت سے ہا کہ آؤ سپر ماسٹر ہم ان مسلمانوں کے خلاف ایک ہوجائیں تو ممکن ہوگا کیونکہ وہ ایک سپر پاور ملک کا سپر ماسٹر ہے۔"

سپر ماسٹر نے اپنے نمائندے کے ذریعے کہا "میں مسٹر ہرارے کی توقع کے خلاف دیوی کے ساتھ مل کر بابا صاحب کے ادارے سے مسلمانوں کی اجارہ داری ختم کرنے کو تیار ہوں۔ شرط یہی ہے کہ میں نے فرانس کے جتنے اکابرین کو اپنا تابعدار بنایا ہے' دیوی انہیں نقصان نہیں پہنچائے گی اور ہم دیوی کے تابعداروں کو نقصان نہیں پہنچائیں گے۔"

ہرارے نے کہا "سپر ماسٹر بہت دانشمندی کا ثبوت دے رہا ہے۔ ہم ایک ہونے کے بعد بابا صاحب کے ادارے سے مسلمان ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو نابود کردیں گے یا اپنا تابعدار بنالیں گے۔"

فرانس کے اعلیٰ فوجی افسر نے کہا "آپ لوگ آپس میں اتحاد کررہے ہیں اور ہمارے ملک کے تمام اہم اکابرین کو مالِ غنیمت کی طرح آپس میں بانٹ کر غلام بنارہے ہیں۔ فار گاڈ سیک' ہم سے یہ غیر انسانی سلوک نہ کریں۔"

سپر ماسٹر نے حقارت سے کہا "بکواس نہ کرو۔ کیا اب تک تمہارا ملک اور تمہاری قوم مسلمان ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی تابعدار نہیں تھی۔"

"نہیں' بابا صاحب کے ادارے سے ہمارے تعلقات کو تیس برس گزر چکے ہیں۔ ان کے کسی ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے نے ہم میں سے کسی ایک کو کبھی اپنا معمول اور تابعدار نہیں بنایا۔"

سپر ماسٹر نے کہا "اس دنیا میں سپر پاور صرف امریکا رہے گا۔ اب تک بابا صاحب کے ادارے کے تعاون سے فرانس بھی سپر پاور بنا رہا مگر اب نہیں بنے گا۔ ہماری جنگ صرف مسلمانوں سے نہیں ہے بلکہ یہ جنگ سپر پاور بننے کے لئے بھی ہے۔"

تب میں نے ایک شخص کو آلۂ کار بنا کر کہا "اب سپر ماسٹر کا اصلی چہرہ سامنے آیا ہے۔ فرانس اور دوسرے ممالک کو یہ چہرہ اچھی طرح دیکھ لینا چاہئے۔ آپ حیران ہیں کہ میری آواز جانی پہچانی ہے مگر میں وہ نہیں ہوسکتا۔ جی ہاں۔ میں بھلا فرہاد علی تیمور کیسے ہوسکتا ہوں بھلا مردے کبھی بولتے ہیں؟"

اجلاس کے تمام حاضرین اس شخص کو سوالیہ نظروں سے تک رہے تھے جس کی زبان سے میں بول رہا تھا۔ میں نے کہا "آج دوپہر سے میری موت کی خبر گردش کررہی ہے اور میں بار بار اپنی نبض ٹٹول رہا ہوں کہ زندہ بھی ہوں یا نہیں؟

"سائنس دان دعوے کرتے ہیں کہ انسانی آوازیں فضا میں منتشر ہوتی ہیں اور خلا میں بھٹکتی رہتی ہیں۔ سائنس دان صدیوں پرانی بھٹکنے والی آوازوں کو بھی کیچ کرکے ریکارڈ کرسکتے ہیں اور آج کے زندہ لوگوں کو صدیوں پرانے مردوں کی آوازیں سنا سکتے ہیں ہوسکتا ہے کسی سائنس دان نے مجھ جیسے مردے کی آوازیں بھی کیچ کرلی ہوں اور اب میری آوازوں کو ریکارڈ کرکے آپ لوگوں تک پہنچا رہا ہو۔"

ہرارے نے کہا "مسٹر ڈمی فرہاد! اچھے دار باتیں بنا کر مردہ فرہاد کو زندہ ثابت نہ کرو۔ سونیا دم توڑتے وقت فرہاد کی موت کی تصدیق کرچکی ہے۔"

"کیا تم اور تمہاری دیوی جی سونیا کے دم توڑتے وقت وہاں موجود تھے اور تم دونوں نے خود سونیا کی آخری باتیں سنی ہیں؟"

دیوی اور ہرارے کی طرف سے جواب نہیں ملا۔ میں نے کہا۔ "نہیں۔ میری موت کی خبر سپر ماسٹر نے اڑائی ہے تاکہ دیوی فرہاد کو ڈمی سمجھ کر بھارت میں اس سے براہِ راست ٹکرا جائے اور خود اپنی ہلاکت یا بربادی کا سامان کرلے۔"

سپر ماسٹر نے گرج کر کہا "تم جھوٹے مکّار ہو۔ باتیں بنا رہے ہو۔ ابھی ہمارا اور دیوی کا اتحاد ہو رہا ہے' تم اس اتحاد کو توڑنے کے لئے ایسی چال چل رہے ہو۔"

میں نے ہنستے ہوئے کہا "سپر ماسٹر! دیکھو تم اپنے ہوش میں نہیں ہو۔ غصے میں گرجتے ہوئے اپنی اصلی آواز میں بولنے لگے ہو۔ تمہاری یہ آواز میرے حافظے میں ریکارڈ ہوچکی ہے۔ اب تم اپنی بات پر قائم رہنا کہ فرہاد مرچکا ہے اور بھارت میں فرہاد کی ڈمی ہے۔ فاریور انفارمیشن میری ایک ڈمی بھارت پہنچ گئی ہے اور میں کل شام تک امریکا پہنچ رہا ہوں۔ تم ذرا پریشان نہ ہونا۔ اپنے دل کو تسلیاں دیتے رہنا کہ جو زندہ ہی نہیں ہے وہ امریکا کیسے آئے گا۔ البتہ اس کی ڈمی آسکتی ہے۔ تم اسی طرح مجھے ڈمی کہتے رہو گے تو بلڈ پریشر نہیں بڑھے گا۔ میں جارہا ہوں۔ تم دیوی کو یقین دلاؤ کہ تمہارا بلڈ پریشر ہائی نہیں ہے۔ بائے سپر ماسٹر!"

اتنا کہہ کر میں خاموش ہوگیا۔ جو جو میرے آلۂ کار کو اجلاس سے باہر لے جانے لگی۔ سب یہی سمجھ رہے تھے کہ فرہاد اصلی ہو یا ڈمی' وہ جارہا ہے۔ سپر ماسٹر نے غصے اور جھنجلاہٹ میں اپنے نمائندے کو مجبور کیا کہ وہ اپنے ہولسٹر سے ریوالور نکال کر فائر کرے۔ اس نے فائر کیا۔ میرا آلۂ کار بننے والا شخص چیخ مار کر گرا پھر ذرا تڑپ کر ٹھنڈا پڑگیا۔ ایسا توقع کے خلاف ہوا تھا اس لئے سب اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑے ہوگئے تھے۔ ہرارے نے اپنے نمائندے کے ذریعے کہا "سپر ماسٹر! کیا ایسی حماقت کرکے تم نے فرہاد کو گولی ماردی ہے۔ کیا گولی مار کر اسے اپنے ملک امریکا آنے سے روک دیا ہے؟"

سپر ماسٹر نے کہا "یو شٹ اپ۔"

ہرارے نے کہا "یو شٹ اپ۔ جب تک تم امریکا پہنچنے والے فرہاد کو ڈمی ثابت نہیں کرو گے تب تک وہ اصلی فرہاد رہے گا اور یہ ثابت ہوجائے گا کہ تم اصلی فرہاد کو ڈمی کہہ کر دیوی جی کو دھوکا دے رہے تھے۔ تمہارے جیسے دھوکے باز سے دیوی جی اتحاد نہیں کریں گی۔"

"مسٹر ہرارے! تم اتنے ذہین ہو کر بھی فرہاد کی چالبازی کو نہیں سمجھ رہے ہو۔ ابھی بابا صاحب کے ادارے اور حکومتِ فرانس کے خلاف ہمارے درمیان اتحاد ہوا تھا مگر وہ چشم زدن میں بازی پلٹ دینے والا فرہاد بڑی آسانی سے ہمارا اتحاد توڑ کر جا رہا ہے۔"

ہرارے نے کہا "تو تم یہ تسلیم کرچکے ہو کہ ابھی جانے والا فرہاد وہی ہے جو اکثر چشمِ زدن میں بازیاں پلٹ کر رکھ دیتا ہے اور ایسا بازیگر فرہاد اصلی ہی ہوگا۔ کیوں؟ اصلی زندہ ہے نا؟"

وہ جھنجلا کر بولا "تم دیوی کے ساتھ جہنم میں جاؤ۔ ہم دیوی کی دوستی اور تعاون کے محتاج نہیں ہیں۔ ہم نے وہ غیر معمولی صلاحیتیں حاصل کرلی ہیں کہ دیوی اب اپنی آتما شکتی کے ذریعے بھی آئے گی تو ہم سے بری طرح شکست کھا کر جائے گی۔"

میرا مقصد پورا ہوگیا تھا۔ میں نے دیوی اور سپر ماسٹر کو متحد ہونے نہیں دیا تھا اور یہ شوشہ بھی چھوڑ دیا تھا کہ میں دوسرے دن امریکا پہنچ رہا ہوں۔ ثانی نے عادل کے چہرے پر تبدیلیاں کرائی تھیں اور مجھ سے مشابہت رکھی تھی۔ آئندہ سپر ماسٹر اور اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والے ساتھیوں کو عادل نظر آئے گا تو وہ اسے فرہاد سمجھتے رہیں گے۔

دیوی اور سپر ماسٹر نے بڑے زور شور سے بابا صاحب کے ادارے کو فرانس کی زمین سے اکھاڑ پھینکنے کا آغاز کیا تھا لیکن پہلے ہی مرحلے میں دونوں کو ناکامی ہوئی تھی اور اب سپر ماسٹر کو اپنی اور اپنے تینوں ساتھیوں کی حفاظت کی فکر لاحق ہوگئی تھی۔ میرے امریکا جانے کا مطلب یہی ہوتا کہ یا تو وہاں کے خیال خوانی کرنے والے مارے جاتے یا پھر میری طرف سے بڑے پیمانے پر تخریبی کارروائیاں شروع ہوجاتیں۔ ماضی میں ایسی کئی مثالیں تھیں۔ ان کے پیشِ نظر سپر ماسٹر کو بابا صاحب کے ادارے اور حکومتِ فرانس کے خلاف محاذ آرائی ترک کرنی پڑی۔

دیوی کے لئے یہ بات اطمینان بخش تھی کہ میں بھارت چھوڑ چکا ہوں اور امریکا پہنچنے والا ہوں۔ بھارت میں اب ایک ڈمی فرہاد رہا کرے گا۔ میری اس حکمتِ عملی کا ایک کمزور پہلو یہ تھا کہ دیوی ڈمی فرہاد کو زیادہ اہمیت نہیں دے رہی تھی۔ وہ اپنی دانست میں کسی وقت بھی ڈمی فرہاد کو خاک میں ملا سکتی تھی۔ اس لئے اب وہ فرانس کے ان اکابرین کو اپنی خیال خوانی کی مٹھی میں رکھنا چاہتی تھی جنہیں سپر ماسٹر نے اپنا معمول اور تابعدار بنایا تھا۔ سپر ماسٹر میدان خالی چھوڑ کر چلا گیا تھا۔ اب وہ پوری حکومتِ فرانس کو ٹیلی پیتھی کے شکنجے میں لے کر بابا صاحب کے ادارے پر بھی قبضہ کرسکتی تھی۔ میں نے پربھا رانی سے کہا "دیوی سے رابطہ کرو۔ اسے کہو' آج آدھی رات کے بعد سری نگر کے بھارتی فوجی ہیڈ کوارٹر پر خیال خوانی کی نظر نہ آنے والی بلائیں حملہ کریں گی۔ اگر وہ اپنے بھارت دیس کی خیر خواہ ہے تو ہیڈ کوارٹر کے فوجی جوانوں، افسران اور گولہ بارود کے ذخیروں کی فکر کرے۔"

دیوی کے مقابلے میں پربھا رانی خود دیوی بن کر اس اصلی ...ی کو کافی پریشان کرچکی تھی اور یہ ثابت کرتی رہی تھی کہ وہ اصلی ...ی ہے اور جو اصلی کہلاتی ہے وہ نقلی ہے۔ پھر پربھا رانی نے دیوی ...بتایا کہ اس کے گرو گیان رائے آتما شکتی کی اس انتہا کو پہنچے ...ے ہیں جہاں دیوی شاید کبھی نہ پہنچ سکے۔ دیوی پربھا رانی کو اپنے ...لب کے لئے بہن بنانا چاہتی تھی لیکن پربھا نے کہا کہ آگ اور ...یکجا نہیں ہوسکتے۔ پربھا اور گرو گیان رائے عوامی جمہوریہ چین ...ایجنٹ ہیں اور وہاں بھارت کے خلاف کام کر رہے ہیں۔

اس پربھا رانی نے جب دیوی کو بتایا کہ آدھی رات کے بعد ...ی نگر کے بھارتی فوجی ہیڈ کوارٹر میں قیامت کی تباہی آنے والی ...، تو دیوی غصے سے بپھر گئی۔ اس نے کہا "تم ہمارے دیس کو نقصان ...نچانا چاہتی ہو۔ کشمیر میں ہمارے فوجی ہیڈ کوارٹر کو تباہ کرکے ...مت چین کو کیا حاصل ہوگا۔"

"تم غلط سمجھ رہی ہو۔ اگر حکومتِ چین کی طرف سے مجھے ...ے بھارتی فوجی اڈے کو تباہ کرنا ہوتا تو میں اس کی پیشگی اطلاع ...یں نہ دیتی۔ دنیا کے بیشتر مسلمانوں کے جذبات کشمیری عوام سے ...ستہ ہیں اور فرہاد بھی مسلمان ہے۔"

"ہوں" دیوی نے سوچنے کے انداز میں کہا "اب سمجھ میں آیا ...اد میری مصروفیات کو فرانس سے ختم کرنے کے لئے اور مجھے ...رت میں مصروف رکھنے کے لئے یہ چال چل رہا ہے۔ چند گھنٹے ...لے سری نگر کے فوجی اڈے پر حملہ کرنے والی کوئی بات نہیں تھی۔ ...ب وہ مجھے بابا صاحب کے ادارے سے دور رکھنے کے لئے اچانک ...میر میں ایک نیا محاذ کھول رہا ہے۔"

پربھا رانی نے کہا "جب جنگ جاری رہتی ہے تو کتنے ہی محاذ ...ولہ باری سے نابود ہوجاتے ہیں اور کتنے ہی نئے محاذ کھلتے رہتے ...ہے۔"

"بائی دی وے۔ تم نے مجھے یہ اطلاع کیوں دی؟ تمہیں فرہاد ...ے منصوبے کا علم کیسے ہوگیا؟"

"فرہاد اور برادر کبیر کے درمیان دوستی ہو رہی ہے کیونکہ برادر ...بیر نے بابا صاحب کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اپنی گرفت سے ...زاد کردیا ہے۔ اگر آج فرہاد سری نگر کے فوجی اڈے پر حملہ کرے ...ا تو برادر کبیر اور اس کے جان نثار بھی فرہاد کا ساتھ دیں گے۔"

"پچھلی بار تم برادر کبیر سے بدظن ہوگئی تھیں۔ کیا پھر اس سے ...تی ہو رہی ہے؟"

پربھا رانی نے ہنستے ہوئے کہا "پیار میں لڑائی نہ ہو تو پیار کا مزہ ...ہیں آتا۔"

"اچھا تو برادر کبیر سے تمہاری پریم کہانی شروع ہوچکی ہے؟"

"ہاں۔ وہ پتھر پگھلنے والا نہیں تھا لیکن میرے لئے اب پگھلنے ...لگا ہے۔"

"کس مکّار اور بہروپیے کے چکر میں پھنس رہی ہو۔ سر پکڑ کر ...ملتی رہو گی۔ کیا تم نے اسے کبھی دیکھا ہے؟"

"اب تک خیال خوانی کے ذریعے ہم ایک دوسرے سے متاثر ہوتے رہے۔ اس نے وعدہ کیا ہے کہ میں اپنا دھرم چھوڑ کر اسلام قبول کرلوں گی تو وہ مجھے اپنی شریکِ حیات بنالے گا۔"

"تمہیں شرم آنی چاہئے۔ ایک فراڈ مسلمان کی خاطر اپنا دھرم چھوڑ رہی ہو۔ مجھے دیکھو۔ برسوں گزر گئے پارس میرا دیوانہ ہے۔ میں بھی اسے چاہتی ہوں لیکن میں نے شادی سے اس لئے انکار کردیا کہ وہ مجھے مسلمان بنانا چاہتا ہے۔ یہ مسلمان بڑے مطلبی ہوتے ہیں۔ ہماری خاطر اپنا مذہب نہیں چھوڑتے۔ ہمارا دھرم ہم سے چھڑانا چاہتے ہیں۔"

"مطلبی اور فراڈ اس وقت کہنا چاہئے جب وہ پیار کے وعدے پورے نہ کرے اور ہماری عزت سے کھیل کر دوسری کے پاس چلا جائے۔"

"میں تم سے بحث نہیں کرنا چاہتی۔"

"بحث تو تم نے شروع کی ہے۔ میں تو صرف اہم اطلاع دینے آئی تھی اور یہ اطلاع اس لئے دے رہی ہوں کہ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے ذریعے جو تباہی ہونے والی ہے اس کا الزام مجھ پر نہ آئے۔"

"ہمارے ایک فوجی اڈے کی تباہی میں تم شریک ہو یا نہیں' یہ میں معلوم کرلوں گی۔"

دیوی رابطہ ختم کرکے مائیک ہرارے کے پاس آئی۔ وہ آرمی چیف کا برین واش کرچکا تھا۔ سپر ماسٹر نے اس پر جو عمل کیا تھا' اسے ختم کرکے اب اس آرمی چیف کو دیوی کا معمول اور تابعدار بنانے والا تھا۔

دیوی نے آکر کہا "پربھا نے اطلاع دی ہے کہ فرہاد اور برادر کبیر آج آدھی رات کے بعد سری نگر کے بھارتی فوجی ہیڈ کوارٹر کو تباہ کرنے والے ہیں۔ کیا اس طرح فرہاد ہمیں فرانس چھوڑنے پر مجبور نہیں کر رہا ہے؟"

"دیوی جی! آپ درست سمجھ رہی ہیں۔ ہم یہاں تمام اکابرین کو آسانی سے غلام بنانے والے ہیں اور فرہاد ہمیں اس کامیابی سے محروم رکھنا چاہتا ہے۔"

"پھر کیا کیا جائے؟ سری نگر کے فوجی اڈے کی حفاظت کرنا بھی ہماری ذمے داری ہے۔"

"اس فوجی ہیڈ کوارٹر میں سیکڑوں فوجی جوان اور افسران ہوں گے۔ ہماری ہدایت کے مطابق اتنے لوگ گونگے بہرے بن کر نہیں رہیں گے پھر انہیں دوسرے محاذوں سے وائرلیس اور فون کے ذریعے پیغام سننا اور انہیں جواب دینا پڑتا ہے۔ فرہاد اور اس کے ساتھی ایسے ہی پیغامات کے دوران ان کی آوازیں سن کران کے ہی ذریعے وہاں تباہی لائیں گے۔ آپ انہیں کسی طرح روک نہیں سکیں گی۔"

"ہم انہیں خطرے سے آگاہ تو کرسکتے ہیں۔"

"آپ یہ فرض ضرور ادا کریں لیکن تباہی کو نہیں روک سکیں گی۔ اگر فرہاد سے سمجھوتا کرنا چاہیں گی تو وہ ہمیں فرانس چھوڑ دینے کے لئے کہے گا۔"

"میں تھوڑی دیر کے لئے بھول گئی تھی کہ بھارت میں اب اصلی نہیں ڈمی فرہاد ہے۔ کیا ہم اس ڈمی فرہاد کو کسی طرح ٹریپ کرسکتے ہیں؟"

"دیوی جی! آپ غور کریں۔ ہم دوسرے معاملات میں الجھ کر اپنا وقت ضائع کررہے ہیں۔ ہمیں جلد سے جلد آرمی چیف کو اپنا تابعدار بنانا ہے۔ میں نے اس پر عمل کرنے کے لئے اسے گہری نیند سلادیا ہے۔ اب اس پر عمل شروع نہیں کریں گے اور دوسری طرف دھیان دیتے رہیں گے تو فرہاد کی چال کامیاب ہوتی رہے گی۔"

"ایسا ہوسکتا ہے کہ تم آرمی چیف پر عمل کرو اور میں فرہاد کو کسی طرح کشمیر کا رخ کرنے سے روکتی رہوں گی۔"

"آپ بھول رہی ہیں۔ میں آرمی چیف پر عمل کرتا رہوں گا تو فرہاد کا کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا آرمی چیف کے اندر چھپا رہے گا اور دوسرے عمل کو ناکام بناتا رہے گا۔ ایسی ناکامی سے بچنے کے لئے آپ کو میرے عمل کے دوران آرمی چیف کے اندر رہنا چاہئے۔"

وہ بولی "جس طرح ہمیں الجھایا جارہا ہے اس سے مزید ثابت ہورہا ہے کہ اصلی فرہاد زندہ ہے۔ مخالفین کو بے بس کردینے والی ایسی چالیں وہی چلتا ہے۔ کوئی بات نہیں سری نگر میں جو ہوگا دیکھا جائے گا' میں آرمی چیف کے دماغ میں محتاط رہوں گی۔ تمہارے عمل کے دوران کسی کو مداخلت نہیں کرنے دوں گی۔ چلو عمل شروع کرو۔"

وہ دونوں خیال خوانی کے ذریعے آرمی چیف کے اندر آگئے۔ مائیک ہرارے نے تھوڑی دیر پہلے اسے گہری نیند سلایا تھا اب آکر دیکھا تو وہ بیدار ہوچکا تھا اور شراب کی بھری ہوئی بوتل کھول کر اس میں پانی یا سوڈا ملائے بغیر پی رہا تھا۔ اس طرح خالص شراب پینے سے دیکھتے ہی دیکھتے نشہ سرچڑھ کر بولنے لگتا ہے۔

ہرارے نے اسے بوتل پھینک دینے پر مجبور کیا۔ اس نے بوتل پھینک دی لیکن دیر ہوچکی تھی۔ وہ آدھی سے زیادہ پی چکا تھا۔ اس کی آنکھوں کے سامنے درودیوار گھومتے ہوئے سے دکھائی دے رہے تھے۔ دیوی اس کے چکراتے ہوئے دماغ کو آتما شکتی کے ذریعے گرفت میں لینا چاہتی تھی لیکن نشے کی شدت ایسی ہوتی ہے کہ آدمی دین' دنیا' خود کو اور خدا کو بھی بھول جاتا ہے۔ ایسے وقت آتما شکتی کسی کام نہ آئی۔ وہ جھنجلا کر بولی "ہرارے کچھ کرو۔ پوری فرانسیسی حکومت ہماری مٹھی میں آنے والی ہے۔"

وہ بولا "دیوی جی! ایسے وقت دماغ کو ٹھنڈا رکھیں۔ غصہ کرنے سے یہ ناکامی' کامیابی میں نہیں بدل جائے گی۔"

"صرف یہی ناکامی تو نہیں ہے۔ اس سے پہلے بھی ہم فرانس اور بابا صاحب کے ادارے سے کچھ حاصل نہ کرسکے۔"

"ہمارے پاس ٹیلی پیتھی جاننے والے نہیں ہیں۔ اسرائیل میں الپا' رابرٹ کلون اور مارکوس برٹن ہیں لیکن آپ ان اہم معاملات میں ان یہودیوں سے کام لے کر انہیں اپنا رازدار نہیں بنانا چاہتیں۔ ایسی صورت میں صرف ہم دونوں فرہاد کی ٹیلی پیتھی جاننے والی فوج سے مقابلہ کررہے ہیں۔ نتیجہ تو یہی ہوگا جو ہمارے سامنے ہے۔"

دیوی نے کہا "سپرماسٹر اور اس کے تین ساتھی روبوٹ ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں۔ اگر وہ آرمی چیف کے دماغ پر قبضہ جماتے تو فرہاد ان کے مقابلے میں ناکام رہتا۔ لیکن اس نے بڑی چالاکی سے ان چاروں روبوٹ خیال خوانی کرنے والوں کو امریکا میں حاضر رہنے پر مجبور کردیا۔ اب ہمیں بھی فرانس سے جانے پر مجبور کررہا ہے۔"

"اور اس کی حکمت عملی بتارہی ہے کہ ہم یہاں کے جس حاکم اور عہدیدار پر تنویمی عمل کرنا چاہیں گے' اسی طرح عمل کرنے سے پہلے یا عمل کرنے کے دوران مداخلت کی جائے گی پھر یہ کہ فرہاد کے پاس اتنے ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں کہ وہ ان اہم اکابرین کے برین واش کرچکے ہوں گے جنہیں ہم نے اپنا معمول اور تابعدار بنایا ہے۔"

دیوی نے فوراً ہی خیال خوانی کی چھلانگ لگائی اور اپنے معمول انٹیلی جنس کے اعلیٰ افسر کے اندر پہنچنے کی کوشش کی۔ مائیک ہرارے کی بات درست نکلی۔ فرہاد کے کسی خیال خوانی کرنے والے نے اس اعلیٰ افسر کے دماغ سے پچھلے تنویمی عمل کو واش کرکے اس کے دماغ کو لاک کردیا تھا۔

پچھلے چھتیس گھنٹوں سے اس نے مائیک ہرارے کے ساتھ جتنی پلاننگ کی تھی فرانس کے تمام حکام اور دیگر اکابرین پر غالب آجانے کے لئے جتنی محنت کرتی رہی تھی ان پر پانی پھر گیا تھا۔ وہ سپرماسٹر کے تابعداروں کو اپنے قبضے میں لینا چاہتی تھی۔ خود اس کے تمام تابعدار اس کے تنویمی عمل کے سحر سے آزاد ہوگئے تھے۔

وہ نڈھال سی ہوکر شیو شنکر کی مورتی کے قدموں میں گر پڑی۔ وہ جسمانی طور پر صحیح سلامت تھی مگر اندر سے بری طرح زخمی ہوگئی تھی۔ اس نے مختلف اوقات میں مختلف معاملات سے نمٹنے اور کامیاب ہونے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔ ایک عرصے تک سابقہ سپرماسٹر اور اس کے درجنوں ٹیلی پیتھی جاننے والوں پر حکومت کرتی رہی تھی۔ اسرائیل کی خفیہ تنظیم میں گھس کر یہودی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اپنا تابعدار بنالیا تھا۔ شطرنج کے عالمی چیمپئن مائیک ہرارے جیسے شاطر کو اپنا غلام بناچکی تھی۔ وہ جہاں جاتی تھی اپنی صلاحیتوں اور آتما شکتی کا لوہا منوالیتی تھی لیکن علم نجوم میں عالمی شہرت رکھنے والے اپنے ہی باپ کی یہ پیش گوئی بھول



ی تھی کہ وہ فرہاد یا اس کی فیملی سے ٹکرائے گی تو ٹکڑے ٹکڑے جائے گی لہٰذا اس فیملی سے ہمیشہ دور رہا کرے۔

یہ انسان کی فطرت ہے کہ اس سے جو راز چھپایا جائے گا وہ راز تک پہنچنے کی قسم کھالے گا۔ جس کام سے منع کیا جائے گا ممانعت کے بھید کو سمجھنے کے لئے وہ کام ضرور کرے گا۔ دیوی تارا بھی انسانی فطرت کے مطابق یہی کررہی تھی اور منہ کی کھا ی تھی۔

بڑی بڑی بازیاں ہارنے کے باوجود دماغ میں یہ کھلبلی ہورہی تھی سونیا مرچکی ہے۔ کم از کم اس موقع سے فائدہ اٹھا کر اس کی بیٹی لی بی (ثانی) کو ہلاک کردینا چاہئے۔ ایسا سنہری موقع پھر کبھی ہیں ملے گا۔

وہ تھوڑی دیر تک سوچتی رہی۔ اس کے سامنے علی' ثانی' رس' فرہاد اور روحانی ٹیلی پیتھی جاننے والی آمنہ فرہاد کی شخصیتیں ابھرتی رہیں۔ اس نے انکار میں سرہلایا "نہیں۔ میں خوش فہمی میں مبتلا ہوکر ان پہلوؤں کو نظرانداز کردیتی ہوں جو میری شکست کا سبب بنتے ہیں۔ مجھے مائیک ہرارے کی یہ بات کبھی نہیں بھولنا چاہئے کہ ہمیں ہمارے دشمن نہیں مارتے' خوش فہمی مار ڈالتی ہے۔"

وہ صبح تک اپنے بھگوان شیو شنکر کے چرنوں (قدموں) میں پڑی رہی۔ بڑی سنجیدگی سے سوچتی رہی کہ فرہاد اور اس کی فیملی سے بار بار شکست کھانے کی شرمندگی بھی ہوتی ہے اور ایک دیوی کی بھاری بھرکم شخصیت دو کوڑی کی رہ جاتی ہے۔ لہٰذا اب اسے اپنے باپ کی پیش گوئی کو مدِ نظر رکھ کر فرہاد اور اس کی فیملی سے دور رہنا چاہئے۔ اگر وہ ایسا کرے گی تو اس کی تمام توجہ اور آتما شکتی دوسری جگہ کام آئے گی۔ امریکا اور اسرائیل سے ٹکرائے گی تو پہلے کی طرح آئندہ بھی ان پر غالب آتی رہے گی۔

کوئی ضروری نہیں ہے کہ سپاہی ہر میدان جیت لے۔ اگر وہ صرف ایک میدان کا رخ نہیں کرے گی' فرہاد کی فیملی سے دور رہے گی تو کوئی فرق نہیں پڑے گا بلکہ ناکامی کا زخم کبھی نہیں لگے گا۔ اس کے نصیب میں ہمیشہ کامیابی و کامرانی رہے گی۔

دیوی تی تارا نے صبح پانچ بجے اپنے بھگوان کے قدموں سے سر کو اٹھایا۔ ناکامی کا صدمہ کم ہوگیا تھا۔ دل کا بوجھ ہلکا ہوگیا تھا۔ اس نے صرف معلومات حاصل کرنے کے لئے خیال خوانی کی پرواز کی۔ کشمیر میں تعینات رہنے والی فوج کے ایک اعلیٰ افسر کے اندر پہنچ کر معلوم کیا۔ پتا چلا پچھلی رات سری نگر میں بھارتی فوج کے ہیڈکوارٹر کو زبردست نقصان پہنچا ہے۔ درجنوں سپاہی اور افسران ہلاک ہوچکے ہیں۔ گولہ بارود اور دیگر جدید ہتھیاروں کا ذخیرہ تباہ ہوگیا ہے۔

وہ دماغی طور پر زیرِ زمین پناہ گاہ میں حاضر ہوگئی۔ اس فیصلے پر قائم رہی کہ فرہاد علی تیمور کے سائے سے بھی دور رہے گی۔

وہ میری اس عادت کو اچھی طرح سمجھتی تھی کہ وہ میرے دشمنوں امریکا اور اسرائیل وغیرہ سے ٹکرائے گی اور انہیں تابعدار بناتی رہے گی تو میں اس کے ان معاملات میں کبھی مداخلت نہیں کروں گا۔

وہ مائیک ہرارے کے پاس آئی۔ وہ سو رہا تھا۔ یوگا کا ماہر تھا لیکن دیوی کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرسکتا تھا۔ اس نے تھکے ہوئے مائیک ہرارے کو نہیں جگایا۔ اس کی بند آنکھوں کے پیچھے ایک دھندلی ناقابلِ شناخت ہستی کی طرح اس کے خواب میں آکر بولی "میں دیوی تم سے مخاطب ہوں۔ میں فی الحال کچھ عرصے تک نہایت خاموشی سے زندگی گزاروں گی۔ خیال خوانی کے ذریعے بھی کسی سے گفتگو نہیں کروں گی۔ میری واپسی تک تم آزاد رہو گے۔ ہمارے یہودی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے اندر خاموشی سے جایا کروگے۔ انہیں ہمارے تنویمی عمل کی گرفت سے نکلنے نہیں دو گے۔ میری عدم موجودگی میں تم اپنی مرضی کے مطابق کچھ بھی کرسکتے ہو۔ صرف ایک پابندی ہے۔ فرہاد اور اس کی فیملی کے ہر ممبر سے دور رہو گے۔ کبھی ان کے کسی معاملے میں مداخلت نہیں کرو گے۔ میں جارہی ہوں۔ میری واپسی تک تمہیں عارضی آزادی مبارک ہو۔"

وہ اس کے دماغ سے نکل گئی۔ اس کی زیرِ زمین رہائش گاہ کا علم کسی کو نہیں تھا۔ کسی نے اس کا جسمانی وجود بھی نہیں دیکھا تھا۔ صرف اس کی خیال خوانی کے ذریعے معلوم ہوتا تھا کہ کسی دیوی کا

وجود نہیں ہے۔ اب اس کی طویل خاموشی کے باعث یہ تجسس قائم رہتا کہ وہ کہاں گم ہوگئی ہے؟ انسان مرنے کے بعد زیرِ زمین جاتا ہے وہ زندگی میں زمین کے نیچے رہتی تھی۔ کیا زمین نے ہمیشہ کے لئے اسے اپنے نیچے رکھ لیا ہے؟ کسی ویرانے میں گمنامی اور تنہائی کی زندگی گزارنے والوں کا نہ کبھی جنازہ اٹھتا ہے' نہ چتا جلتی ہے۔

○☆○

سپرماسٹر اور تینوں افواج کے سربراہ غیر معمولی سماعت و بصارت حاصل کرنے' حیرت انگیز جسمانی قوت کے حامل ہونے اور ٹیلی پیتھی سیکھنے کے بعد دوسرے ممالک میں جاکر خفیہ رہائش گاہوں میں رہ سکتے تھے اور وہاں سے اپنے ملک امریکا کی خدمات انجام دے سکتے تھے لیکن انہوں نے امریکا ہی کی مختلف ریاستوں میں جاکر رہائش اختیار کی۔ انہیں یہ اندیشہ تھا کہ بدقسمتی سے کبھی کوئی دشمن انہیں غیر ملک میں کسی طرح ٹریپ کرنا چاہے گا تو انہیں مقابلہ کرنے یا کہیں روپوش ہونے کے لئے اپنے ملک جیسی سہولتیں حاصل نہیں ہوں گی پھر یہ کہ اعلیٰ حکام کو کبھی ہنگامی حالات میں ایسے مسائل پیش آتے ہیں کہ انہیں فوری طور پر حل کرنے کے لئے ان چاروں کا اپنے ہی ملک میں رہنا ضروری تھا۔ اس لئے وہ امریکا کی مختلف ریاستوں میں رہتے تھے اور خیال خوانی کے ذریعے مخالفین سے نمٹنے کے لئے دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک پہنچ جاتے تھے۔

انہوں نے اپنے طور پر یہ حفاظتی ترکیب سوچی تھی اور اس پر عمل کررہے تھے لیکن میرے امریکا پہنچنے والی بات نے انہیں بدحواس کردیا تھا۔ ماضی میں دوسرے سپرماسٹرز وغیرہ کے ریکارڈز پڑھ کر یہ خوف سماگیا تھا کہ سونیا اور فرہاد کسی مشن پر آتے ہیں تو ناکام واپس نہیں جاتے۔

وہ چاروں اتنے محتاط تھے کہ انہوں نے ایک دوسرے کو اپنی رہائش گاہ کا پتا نہیں بتایا تھا۔ ایک دوسرے سے کمپیوٹر کے ذریعے گفتگو کرتے تھے تاکہ غیر معمولی سماعت رکھنے والے دشمن کسی کلب یا کسی تقریب وغیرہ میں انہیں کسی سے باتیں کرتے ہوئے نہ سن لیں۔ اگر کوئی ان چاروں میں سے کسی ایک کی آواز سن لے گا تو اس ایک کے ذریعے باقی تینوں تک پہنچ جائے گا۔ اسی اندیشے کے پیشِ نظر وہ ایک دوسرے سے ٹیلی فون پر بھی باتیں نہیں کرتے تھے اور نہ کسی جگہ ایک دوسرے سے ملاقات کرتے تھے۔ ملاقات کرنے سے گفتگو کرنا بھی لازمی ہوتا ہے اس لئے ان کی ملاقات ایک دوسرے کی کمپیوٹر اسکرین پر ہوتی تھی اور ان کی گفتگو تحریر کی صورت میں اسکرین پر ابھرتی تھی۔

ان چاروں نے فرانس کو امریکا کے زیرِ اثر لانے اور بابا صاحب کے ادارے کو کمزور بنانے کا ارادہ ترک کردیا۔ انہیں اپنی جان کے لالے پڑگئے تھے۔ وہ دماغی طور پر اپنے اپنے شہر کی اپنی اپنی رہائش گاہ میں حاضر ہوگئے تھے۔ ان کے سامنے کمپیوٹر اور کئی طرح کے الیکٹرونک آلات اور مشینیں رکھی ہوئی تھیں۔ وہ صرف ایک دوسرے سے کمپیوٹر کے رابطے کی فریکوئنسی جانتے تھے۔

سپرماسٹر نے کمپیوٹر اسکرین پر اپنی گفتگو ٹائپ کی۔ باقی تینوں افواج کے سربراہوں کی کمپیوٹرز اسکرین پر تحریر ابھرنے لگی۔ سپرماسٹر کہہ رہا تھا "ابھی فرانس میں ہونے والے اجلاس میں فرہاد کہہ رہا تھا کہ وہ کل شام تک یہاں پہنچنے والا ہے۔ کوئی ضروری نہیں کہ وہ سچ بول رہا ہو۔ ہوسکتا ہے وہ پہلے سے یہاں پہنچا ہوا ہو اور میک اپ میں چھپا ہوا ہو۔ ہماری سب سے پہلی کوشش یہ ہونی چاہئے کہ اسے کہیں چھپنے کی جگہ نہ ملے۔ ہمارے ملک کے سراغرسانوں کے پاس اینٹی میک اپ کیمرے ہوں جن کے ذریعے وہ فوراً بے نقاب ہوجائے۔"

سپرماسٹر کے ایک ساتھی اسٹیل بروکس نے کہا "ہم چاروں چار مختلف شہروں میں ہیں۔ ہم اپنے اپنے شہروں میں اپنے سراغرسانوں کا جال پھیلادیں گے۔ اگر فرہاد ان چار شہروں میں سے کسی ایک شہر میں بھی ہوگا تو سراغرسانوں سے چھپ نہیں سکے گا۔ اگر ان چاروں شہروں میں سے کسی شہر میں نہ ہو اور وسیع و عریض امریکا کے سیکڑوں شہروں میں بھٹک رہا ہو تو پھر بھٹکتا ہی رہے۔ ہم محفوظ رہیں گے۔"

سپرماسٹر کے دوسرے ساتھی ری ریز نے کہا "کل سے آج تک انڈیا کے شہر بمبئی سے نیویارک جتنی فلائٹس آچکی ہیں اور آج سے کل تک جتنی فلائٹس آنے والی ہیں ان سب کے مسافروں کی فہرستیں ابھی منگوا کر پڑھی جائیں۔ ان میں جتنے مرد ایشیائی مسافر ہوں گے ان کے بارے میں یہ معلومات طلب کی جائیں گی کہ وہ نیویارک آنے کے بعد کس ہوٹل' کس بنگلے یا کس دوسرے شہر کی طرف گئے ہیں۔ اسی طرح آنے والی فلائٹس کے مسافروں کو بھی چیک کیا جائے گا۔"

سپرماسٹر کے تیسرے ساتھی ٹیری ٹیلر نے کہا "میں نے ابھی دوسرے کمپیوٹر کے ذریعے اپنے سیکریٹری کو ہدایت کی ہے۔ وہ دو گھنٹے کے اندر تمام مسافروں کے ناموں کی فہرستیں جمع کرکے میرے دوسرے کمپیوٹر پر ان کے نام بتائے گا۔ اس کے علاوہ پورے ملک کی انٹیلی جنس کو الرٹ کردیا گیا ہے۔ فرہاد علی تیمور کو سب ہی انٹیلی جنس والے جانتے ہیں۔ ہوسکتا ہے کوئی اسے بہروپ میں بھی پہچان لے۔"

وہ چاروں ایک دوسرے سے کمپیوٹرز کے ذریعے جو کہہ رہے تھے اس پر عمل بھی کررہے تھے۔ انہوں نے بڑی تیز رفتاری سے اپنے اپنے شہروں میں درجنوں سراغرسانوں کو پھیلا دیا تھا۔ امریکا کے شمال سے جنوب اور مشرق سے مغرب تک سراغرسانوں اور مخبروں کا جال سا پھیلا دیا گیا تھا۔ ایسے میں کوئی مطلوبہ دشمن چھپا نہیں رہ سکتا تھا۔ کہیں نہ کہیں نظروں میں آنے والا تھا لہٰذا مجھ سے مشابہت رکھنے والا عادل نظروں میں آگیا۔



اسے ڈھونڈنے میں پندرہ گھنٹے لگے تھے۔ دوسری صبح سپرماسٹر کو فون پر اطلاع ملی کہ ایک ایسا جوان نظروں میں آیا ہے جس کے چہرے پر فرہاد علی تیمور کی جھلک ملتی ہے۔ دور ہی دور سے اس کی نگرانی کی جارہی ہے۔ اگر حکم ہو تو اسے حراست میں لے کر اس کی اصلیت معلوم کی جائے۔

سپرماسٹر موبائل فون کے ذریعے آواز بدل کر انٹیلی جنس کے ایک چیف کی حیثیت سے سراغرسانوں کو ہدایات دیتا تھا۔ اب وہ یہ سن کر پریشان ہوگیا تھا کہ فرہاد سے مشابہت رکھنے والا جوان میامی بیچ میں ہے۔ پریشانی کی وجہ یہ تھی کہ خود سپرماسٹر اس ساحلی شہر کے ایک بنگلے میں ایک عام شہری کی حیثیت سے رہتا تھا۔

پھر یہ کہ فرانس کے اجلاس میں اس نے غصے اور جھنجلاہٹ میں اپنی اصلی آواز میں بولنا شروع کردیا تھا۔ یہ خوف تھا کہ میں اپنے کسی غیر معمولی سماعت رکھنے والے کے ذریعے اس کی آواز سنتا رہوں گا اور سنتے سنتے اس کی شہ رگ تک پہنچ جاؤں گا۔

جن سراغرسانوں کی ٹیم نے دور سے عادل کو گھیر رکھا تھا' سپرماسٹر نے اس ٹیم کے افسر سے کہا "اسے حراست میں لینے سے پہلے اپنے تمام ماتحتوں کو ایک بار اچھی طرح سمجھادو کہ وہ فرہاد جیسے خطرناک شخص کو ہتھکڑیاں لگانے والے ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی ذرا سا غافل ہوگا یا اس کی باتوں کے فریب میں آئے گا تو اسے نکل بھاگنے کا موقع مل جائے گا۔"

انٹیلی جنس کے افسر نے کہا "سر! آپ اطمینان رکھیں۔ وہ ہوٹل کے کمرا نمبر ۳۲۹ میں ہے۔ ہم نے کاؤنٹر سے معلوم کرلیا ہے۔ ہوٹل کے کمرے کا ایک ہی دروازہ ہے۔ اسے فرار ہونے کا موقع نہیں ملے گا۔"

وہ افسر اپنی ٹیم کے ساتھ لفٹ کے ذریعے تیسری منزل پر پہنچا۔ سپرماسٹر اس کے اندر تھا۔ وہ پوری ٹیم کمرا نمبر ۳۲۹ کے سامنے پہنچی۔ افسر نے دروازے کے ہینڈل کو گھمایا۔ وہ مقفل تھا۔ اس نے کال بیل کا بٹن دبایا۔ اندر سے جواب نہیں ملا۔ افسر نے دروازے پر دستک دیتے ہوئے کہا "دروازہ کھولو۔ ہم نے کاؤنٹر سے معلوم کیا ہے۔ تم اسی کمرے میں ہو۔"

ثانی' عادل کے اندر تھی۔ افسر کی باتیں سنتے ہی اس کے دماغ میں پہنچی۔ اس کے ذریعے دیکھا۔ اس دستک دینے والے کے ساتھ مزید چھ افراد تھے۔ ثانی نے عادل کے پاس آکر کہا "باہر سات بندے ہیں۔ ایک کی سوچ نے بتایا ہے کہ وہ انٹیلی جنس کا افسر ہے اور اس یقین سے آیا ہے کہ کمرے کے اندر ان کا مطلوبہ فرہاد علی تیمور ہے۔ تم ایک گولی کھالو۔ میں اس افسر کے پاس جارہی ہوں۔"

باہر افسر دروازہ پیٹ رہا تھا۔ ماتحت سراغرساں دوسرے کمرے میں جاکر فون کے ذریعے منیجر سے کہہ رہا تھا "فوراً تیسرے فلور پر ماسٹر کی لاؤ۔ کمرا نمبر ۳۲۹ کا دروازہ کھولا جائے گا۔"

عادل نے دروازے کی چابی اپنی جیب میں رکھی پھر ایک گھونٹ پانی سے ایک گولی نگل گیا۔ پلک جھپکنے کا جو گزرتا ہوا لمحہ ہوتا ہے اسی لمحے میں دیوار پر عادل کا سایہ نظر آرہا تھا اور سائے والا عادل کمرے سے غائب ہوگیا۔ باہر منیجر نے آکر ماسٹر کی سے دروازہ کھولا۔ وہ سب اندر آگئے۔ کمرے میں پلنگ کے نیچے' الماری کے اندر پھر باتھ روم کے بھی اندر جاکر دیکھا کوئی نہیں تھا۔ عادل ہوٹل کے منیجر کے جسم میں سما گیا تھا۔

سپرماسٹر خیال خوانی کے ذریعے انٹیلی جنس کے افسر سے کچھ نہیں کہہ سکتا تھا۔ اس نے موبائل فون کے ذریعے پوچھا "ہیلو آفیسر! کیا فرہاد سے مشابہت رکھنے والے کو حراست میں لے لیا ہے؟"

"نو سر! کمرے میں کوئی نہیں ہے۔"

"کیسے نہیں ہے؟ تم نے پورے یقین سے کہا تھا۔ کاؤنٹر سے بھی معلوم کیا تھا۔ اسے کمرے کے اندر ہونا چاہئے۔"

افسر نے منیجر سے کہا "تمہاری کاؤنٹر گرل نے غلط اطلاع دی تھی کہ وہ اپنے کمرے میں ہے۔ کیا تم سمجھ سکتے ہو کہ تمہارے ہوٹل کی ایک ملازمہ نے غلط کہہ کر ایک مجرم کو فرار ہونے کا موقع دیا ہے؟"

منیجر نے کہا "جناب! کاؤنٹر گرل نے آپ سے غلط نہیں کہا تھا میں نے خود ابھی ماسٹر کی لاتے وقت وہاں کی بورڈ میں دیکھا تھا۔ اس

کی بورڈ میں اس کمرے کی چابی نہیں تھی۔ بعض مسافر ہوٹل سے باہر جاتے وقت کاؤنٹر پر چابی دینا بھول جاتے ہیں اور ہم سمجھتے ہیں کہ وہ اپنے کمرے میں ہیں۔ اس کمرے کے مسافر نے بھی یہی حماقت کی ہے۔ ہوٹل سے باہر کہیں گیا ہے اور کاؤنٹر پر چابی دینا بھول گیا ہے۔"

سپر ماسٹر فون کے ذریعے یہ باتیں سن رہا تھا۔ اس نے افسر سے کہا "منیجر اپنی جگہ درست کہہ رہا ہے لیکن تم نے پوری ٹیم کے ساتھ اس دروازے پر آکر بہت بڑی حماقت کی ہے۔ فرہاد معلوم کر چکا ہوگا کہ پولیس یا انٹیلی جنس والے اس کے پیچھے پڑ گئے ہیں۔ اب وہ ہاتھ نہیں آئے گا۔ ہمارے پیچھے پڑ جائے گا۔"

ثانی اس افسر کے اندر رہ کر یہ باتیں سن رہی تھی۔ اس نے آواز اور لہجے کو گرفت میں لیا پھر اس کے دماغ میں پہنچنے کی کوشش کی لیکن سوچ کی لہریں بھٹک کر رہ گئیں۔ اس آواز اور لہجے کا حامل کوئی شخص نہیں تھا جبکہ فون پر وہی بول رہا تھا۔ اس طرح یہ بات واضح ہوگئی کہ دوسری طرف سے فون پر بولنے والا کوئی بہت اہم شخص ہے اور وہ ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے محفوظ رہنے کے لئے آواز بدل کر بول رہا ہے۔

سراغرسانوں کی ٹیم واپس جارہی تھی۔ ان کے افسر کی سوچ نے بتایا کہ ابھی جس سے فون پر گفتگو ہو رہی تھی اسے کسی نے آج تک نہیں دیکھا ہے اور نہ ہی اس کے دفتر اور رہائش گاہ کا پتا کوئی جانتا ہے۔ یہ سرکاری آرڈر ہے کہ اس نامعلوم شخص کے تمام احکامات کی تعمیل کی جائے اس لئے میامی انٹیلی جنس کا تمام عملہ اس کی آواز سن کر الرٹ ہو جاتا ہے۔

ثانی وہاں سے عادل کے پاس آگئی۔ اسے بتانے لگی کہ ان تلاش کرنے والے سراغرسانوں کے پیچھے کوئی پُراسرار شخص ہے جسے تمام انٹیلی جنس والوں نے کبھی دیکھا نہیں ہے۔

عادل نے کہا "یہ پُراسراریت کہہ رہی ہے کہ سپر ماسٹر اور اس کے تین ساتھیوں میں سے کوئی ایک اسی میامی شہر میں کہیں روپوش رہتا ہے۔"

ثانی نے کہا "تم ان کے ہاتھ نہیں آئے اب سپر ماسٹر اور اس کے ساتھیوں کو یہ اندیشہ ہوگا کہ پاپا روپوش ہو کر انہیں تلاش کر رہے ہیں۔ اب ان چاروں میں سے جو بھی اس شہر میں ہے وہ یہاں سے کسی دوسری جگہ فوراً جانا چاہے گا۔ میں ہائی وے کی پولیس چوکی تک جارہی ہوں۔ تم کسی کے اندر سما کر فلائنگ کلب کی طرف جاؤ۔ ہمارا مطلوبہ شخص ہیلی کاپٹر یا طیارہ کرائے پر لے کر یہاں سے جاسکتا ہے۔ میں صفورا سے رابطہ کرکے اسے بندرگاہ کے اس حصے میں جانے کو کہتی ہوں جہاں موٹر بوٹس وغیرہ کرائے پر ملتی ہیں۔ ہم اسی طرح فرار ہونے والے کی ناکا بندی کرسکتے ہیں۔"

ثانی اس کے دماغ سے چلی گئی۔ عادل ہوٹل کے منیجر کے اندر تھا۔ ایک شخص نشے میں لڑکھڑاتا ہوا منیجر کے قریب سے گزرا تو عادل اس شرابی کے اندر چلا گیا۔ وہ ہوٹل کے باہر کھڑی ہوئی کاروں کے پاس آیا پھر ایک کار کا دروازہ کھول کر اسٹیئرنگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اسے اسٹارٹ کرکے ہوٹل کے احاطے سے باہر جانے لگا۔

وہ پتا نہیں کہاں جانے والا تھا۔ عادل اسٹیئرنگ پر رکھے ہوئے شرابی کے ہاتھوں کو اپنی مرضی سے حرکت دے رہا تھا اور اسے فلائنگ کلب کی طرف لے جارہا تھا۔ کار چلانے والا نشے میں بڑبڑا رہا تھا "معلوم ہوتا ہے آج میری کار نے بھی پی لی ہے۔ میں جانا کہیں چاہتا ہوں اور یہ مجھے لے جا کہیں اور رہی ہے۔ نو پرابلم۔ یہ مجھے کسی اچھی جگہ لے جائے گی تو آئندہ اس کار کو پیٹرول نہیں شراب پلایا کروں گا۔"

کار کا اسٹیئرنگ شرابی کے ہاتھوں میں تھا۔ لیکن عادل اسے ڈرائیو کرتا ہوا فلائنگ کلب میں پہنچ گیا۔ اس نے فلائنگ کلب کی عمارت کے سائے میں کار روکی تاکہ اس کا اپنا سایہ کسی کو نظر نہ آئے۔ وہ اس کے جسم سے نکل کر برآمدے میں آگیا پھر وہاں سے چلتا ہوا اس دفتری کمرے کی طرف آیا' جہاں امیر کبیر لوگ اپنے شناختی اور دیگر ضروری کاغذات جمع کراتے تھے اور نقد رقم ادا کرکے جہاز یا ہیلی کاپٹر کرائے پر حاصل کرکے تفریح کے لیے مختلف شہروں میں جاتے تھے۔

عادل کا سایہ وہاں الماریوں اور میزوں کے سائے میں گڈمڈ ہو کر رینگتا ہوا ہر اس شخص کے اندر پہنچ رہا تھا جو کرائے پر جہاز یا ہیلی کاپٹر حاصل کرنے آیا تھا۔ سایہ بننے کے بعد کسی کے بھی اندر جانے سے سائے کا سر اس شخص کے سر میں' دونوں ہاتھ اس شخص کے دونوں ہاتھوں میں' پاؤں اس شخص کے دونوں پیروں میں اور درمیانی جسم اس شخص کے درمیانی جسم میں سما جاتا تھا۔ اس طرح سما جانے سے اس شخص کا دماغ جو سوچتا تھا' وہ سوچ سائے کو سنائی دیتی تھی۔ عادل بھی جس کے اندر جاتا تھا ٹیلی پیتھی نہ جاننے کے باوجود اس کے خیالات سنتا رہتا تھا۔ وہاں ایک شخص بکنگ افسر سے کہہ رہا تھا "آپ کہتے ہیں کہ تمام ہیلی کاپٹر بک ہو چکے ہیں لیکن یہاں آپ کے چارٹ میں ایک ہیلی کاپٹر ہے۔ ابھی تک اس کی بکنگ نہیں ہوئی ہے۔"

بکنگ افسر نے کہا "ہو چکی ہے' لیکن ہم نے بک کرانے والے کا نام نہیں لکھا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ جتنے فلائنگ کلب کے مالکان اور منیجر وغیرہ ہیں' وہ اپنے ذاتی استعمال کے لیے یا کسی سرکاری افسر کی ہنگامی ضرورت کے لیے ایک چھوٹا طیارہ یا ہیلی کاپٹر ریزرو رکھتے ہیں اس لیے آپ چارٹ میں اس ہیلی کاپٹر کو دیکھ رہے ہیں جس کی باقاعدہ بکنگ نہیں ہوئی ہے۔"

عادل میز کے نیچے سے رینگتا ہوا اس بکنگ افسر کے اندر سما گیا اس کے سامنے بیٹھا ہوا شخص کہہ رہا تھا "میرا واشنگٹن جانا ضروری ہے ورنہ لاکھوں ڈالرز کا نقصان اٹھاؤں گا۔ آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ اپنے اس ریزروڈ ہیلی کاپٹر کا کرایہ مجھ سے



وصول کرلیں اور اسے میرے نام بک کردیں۔"

عادل نے بکنگ افسر کی سوچ سنی۔ وہ سوچ رہا تھا "یہ ضرورت مند ہے۔ دگنا کرایہ دے رہا ہے۔ فائدے کا سودا ہے۔ راضی ہو جانا چاہیے۔"

اسی وقت عادل نے بکنگ افسر کے دماغ میں پرائی سوچ کی لہروں کو سنا۔ کوئی کہہ رہا تھا "دگنا کرایہ قبول نہ کرو۔ وہ دیکھو فون کی گھنٹی بج رہی ہے۔ ریسیور اٹھاؤ۔"

بکنگ افسر نے ریسیور اٹھا کر کہا "ہیلو! میں فلائنگ کلب کے کاؤنٹر سے بول رہا ہوں۔"

دوسری طرف سے وہی آواز سنائی دی جو پرائی سوچ کی لہروں میں تھی۔ وہ فون پر کہہ رہا تھا "میں انٹیلی جنس کا چیف بول رہا ہوں۔ اپنا ریزرو ہیلی کاپٹر میرے لیے رکھو۔ میں راستے میں ہوں۔ ابھی وہاں پہنچنے والا ہوں۔ چارٹ پر میرا نام لکھو۔ انتھونی فورڈ چیف آفیسر آف آئی بی ڈپارٹمنٹ۔"

بکنگ افسر' انتھونی فورڈ کا نام لکھنے لگا۔ اس کے سامنے بیٹھا ہوا شخص مایوس ہو کر وہاں سے چلا گیا۔ عادل نے اچھی طرح سمجھ لیا کہ اس انتھونی نے پہلے بکنگ افسر کے دماغ میں کہا۔ پھر فون پر گفتگو کی' یہی اپنا شکار ہے۔ سپر ماسٹر اور اس کے تین ساتھیوں میں سے کوئی ایک ہے جو ابھی آرہا ہے۔

ایک قد آور صحت مند ادھیڑ عمر کا شخص آیا۔ اس نے بکنگ افسر کو اپنا آئیڈنٹی کارڈ دکھا کر کہا "اس ہیلی کاپٹر کو پندرہ گھنٹے کے لیے انتھونی فورڈ چیف آف آئی بی کے نام لکھو اور اس رقم کی رسید دو۔"

انتھونی فورڈ نے نوٹوں کی ایک گڈی اس کے سامنے رکھتے ہوئے کہا "جلدی کرو۔ میں تفریح کے لیے نہیں ایک مجرم کے خفیہ اڈے تک پہنچنے کے لیے ہیلی کاپٹر لے جارہا ہوں۔"

اس افسر نے کمپیوٹر میں انتھونی فورڈ کا نام' پیشہ اور ہیلی کاپٹر کی پرواز کا فاصلہ ریکارڈ کیا پھر اسے ہیلی کاپٹر کی چابی دے دی۔ عادل بکنگ افسر کے اندر سے نکل کر انتھونی فورڈ کے جسم میں سما گیا۔ وہ چابی لے کر فلائنگ کلب کے ایک ملازم کے ساتھ جارہا تھا اور سوچ رہا تھا "یہ کمبخت انٹیلی جنس والے بڑے آرام طلب ہو گئے ہیں۔ انہوں نے عقل سے کام لینا چھوڑ دیا ہے۔ ان کی ایک ذرا سی حماقت کے باعث فرہاد ہوٹل سے فرار ہو گیا ہے۔ اب وہ سمجھ لے گا کہ میں اور میرے تینوں ساتھی آئی بی ڈپارٹمنٹ میں عہدیدار بن کر خود کو چھپائے رکھتے ہیں۔"

وہ ہیلی کاپٹر کے پاس پہنچ گیا۔ ملازم نے اس کا سلائیڈنگ ڈور کھول کر کہا "آپ پرواز سے پہلے اچھی طرح اسے چیک کرلیں پھر مطمئن ہونے کے بعد اس رجسٹر پر او کے لکھ کر دستخط کردیں۔"

اس نے رجسٹر ملازم سے لے کر اسے کھولا پھر او کے لکھ کر دستخط کرتے ہوئے کہا "میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ پورا ہیلی کاپٹر چیک کروں۔ تم لوگوں نے چیک کرکے اسے فلائنگ اسپاٹ پر رکھا ہے۔ یہی میرے لیے اطمینان بخش ہے۔"

اس نے ملازم کو رجسٹر دیا۔ پچاس ڈالر کی ٹپ دی پھر اگلی سیٹ پر آکر سلائیڈنگ ڈور کو بند کردیا۔ عادل اس کے اندر سے نکل کر پچھلی سیٹ پر آگیا۔ اسی وقت ثانی کی سوچ کی لہروں نے کہا "اس کے اندر سے کیوں نکل آئے؟"

عادل کی سوچ نے کہا "میں نے سوچا' آپ میرے دماغ میں پہنچ کر مجھے مخاطب کریں گی تو یہ انتھونی فورڈ سن لے گا۔"

"اتنی سی بات میں جانتی ہوں کہ تمہارے اندر پہنچ کر اچانک ہی نہیں بولنا چاہیے۔ جب تم اس کے اندر سمائے تھے تب ہی میں تمہارے دماغ میں پہنچ گئی تھی۔ یہ انتھونی نہیں ہے' سپر ماسٹر ہے۔ یا پھر تینوں افواج کے سربراہوں میں سے کوئی ہے۔"

"جی ہاں۔ اس کی سوچ سے یہی ظاہر ہو رہا ہے پھر یہ بہت گھبرایا ہوا ہے۔ اس کے اندر یہ خوف سما گیا ہے کہ فرہاد بھائی جان کو میامی شہر میں اس کا سراغ مل گیا ہے۔"

ثانی نے کہا "اسے شبہ نہیں ہونا چاہیے کہ ہم نے اسے پالیا ہے۔ یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ ابھی یہ فلائنگ کلب کے ملازم سے اپنی اصل آواز اور لہجے میں بول رہا تھا یا نہیں؟"

"آپ کیسے معلوم کریں گی؟"

"تم اس کے اندر رہو۔ مجھے اس کے خیالات سننے دو۔ جب میں تمہارے دماغ میں ایک گہری سانس لوں تو اس کے جسم سے نکل آنا۔"

عادل پھر اس کے جسم میں سما گیا۔ سپر ماسٹر اور اس کے تینوں ساتھی پاشا کی طرح فولادی دماغ رکھتے تھے۔ ان کے اندر آتما شکتی رکھنے والی دیوی بھی نہیں پہنچ سکتی تھی۔ وہ فوراً ہی پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرکے سانس روک لیتے تھے لیکن ایسے روبوٹ ٹیلی پیتھی جاننے والے پرائے سائے کو اپنے جسم کے اندر محسوس نہیں کرسکتے تھے۔ اس طرح ثانی کو یہ سہولت میسر آگئی تھی کہ وہ عادل کے دماغ میں تھی اور عادل کا سایہ اس فرار ہونے والے سپر ماسٹر کے اندر سمایا ہوا تھا۔

میرے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے پاس وہ سایہ بنانے والی گولیاں رہتی تھیں۔ ثانی کے پاس بھی گولیاں تھیں لیکن وہ استعمال نہیں کر رہی تھی۔ عادل کو عملی طور پر ٹریننگ دی جارہی تھی اس لیے ثانی اس کے ساتھ دشمن کے پیچھے پڑی ہوئی تھی۔

اس نے عادل کے دماغ میں رہنے سے پہلے مجھ سے کہہ دیا تھا کہ ہم میں سے کوئی اسے خیال خوانی کے ذریعے مخاطب نہ کرے اور میں نے سلمان' سلطانہ اور علی کو ثانی کے پاس جانے سے منع کردیا تھا۔ فرانس کے اجلاس میں میں نے جو چال چلی تھی اس کا خاطر خواہ نتیجہ نکل رہا تھا۔ وہ چاروں روبوٹ خیال خوانی کرنے والے بوکھلا کر امریکا میں جسمانی طور پر حاضر ہوگئے تھے۔

ثانی نے عادل کے چہرے پر پلاسٹک سرجری کے ذریعے میرے چہرے کی جھلک پیدا کرائی تھی۔ اس کی یہ چالاکی رنگ لا رہی تھی۔ سپرماسٹر یہی سمجھ رہا تھا کہ میں اسے تلاش کرنے کے لیے میامی پہنچ گیا ہوں۔ اب وہ میرے خوف سے میامی شہر چھوڑ کر جا رہا ہے۔

اس کے موبائل فون پر اشارہ موصول ہوا۔ اس نے اسے آن کر کے کان سے لگایا پھر کہا "ہیلو! میں ہوں چیف آف آئی بی۔"

دوسری طرف سے سراغرسانوں کی ٹیم کے افسر نے کہا "سر! پورے میامی شہر کی پولیس اور انٹیلی جنس والے اسے ڈھونڈنے میں ناکام ہو رہے ہیں۔ سب ہی حیران ہیں کہ وہ ہوٹل کے بند کمرے سے کہاں غائب ہو گیا ہے؟"

"وہ کوئی جادو نہیں جانتا ہے کہ بند کمرے سے غائب ہو جائے وہ بہت مکار ہے۔ اس نے ہوٹل کے کاؤنٹر سے چابی لی تھی لیکن کمرے میں نہیں گیا تھا۔ چھپ کر تمہاری ٹیم کی احمقانہ حرکتیں دیکھ رہا تھا اور سمجھ رہا تھا کہ اسے فرہاد کی حیثیت سے پہچان لیا گیا ہے۔ بہرحال اب تم لوگ خواہ مخواہ بھاگ دوڑ نہ کرو۔ وہ اتنی دیر میں اپنا چہرہ اور شخصیت بدل چکا ہو گا اور اب مجھ سے بھی رابطہ نہ کرنا۔"

"ذرا ایک منٹ سر! فون بند نہ کریں۔ میری ایک بات سن لیں میں نے سنا ہے کہ فرہاد کے کسی بیٹے کے پاس بھی ایسی گولیاں ہیں جنہیں نگلتے ہی گوشت پوست کا انسان سائے میں تبدیل ہو جاتا ہے۔"

سپرماسٹر نے کہا "ہوں۔ یہ تو میں بھول ہی گیا تھا۔ چند ماہ پہلے ایسی گولیوں کا خوب چرچا تھا۔ فوجی ہیڈ کوارٹر کے بڑے بڑے افسران نے اپنی آنکھوں سے گوشت پوست کے انسان کو سایہ بنتے دیکھا ہے۔ تمہاری بات دل کو لگ رہی ہے۔ فرہاد سایہ بن کر وہیں میامی شہر میں کہیں چھپا ہوا ہے۔"

"سر! پھر تو وہ ہاتھ نہیں آئے گا۔ سائے کو کوئی نہیں پکڑ سکتا۔ وہ نظر آئے گا تب بھی گرفت میں نہیں آئے گا۔"

"اگر وہ نظر آئے گا تو کم از کم اس سے باتیں کر سکو گے۔ یہ معلوم کر سکو گے کہ وہ ہمارے ملک میں کس ارادے سے آیا ہے۔ جیسے ہی کوئی ایسا سایہ نظر آئے جس کا گوشت پوست کا وجود نہ ہو تو فوراً مجھ سے رابطہ کرنا۔ میں منتظر رہوں گا۔ یہ سائے والی بات مجھے مضطرب کر رہی ہے۔"

"سر! آپ کس شہر میں رہیں گے۔ میں اسی شہر کے کوڈز کے مطابق موبائل پر رابطہ کروں گا۔"

"میں موبائل استعمال نہیں کروں گا۔ جہاں جاؤں گا وہاں سے عام فون کے ذریعے تمہیں مخاطب کروں گا۔"

اس نے فون بند کر دیا پھر سوچنے لگا "اب کون کمبخت فون سے رابطہ کرے گا۔ میں خیال خوانی کے ذریعے انٹیلی جنس والوں کے دماغوں میں جھانکتا رہوں گا۔ وہاں فرہاد ہو گا تو ضرور کسی نہ کسی کے دماغ میں بولتا ہوا سنائی دے گا۔"

ثانی نے ایک گہری سانس لی۔ عادل کا سایہ پچھلی سیٹ پر آ گیا۔ وہ بولی "عادل! تم نے اس کی آواز پر توجہ دی تھی؟"

"جی ہاں۔ یہ فلائنگ کلب کے ملازم سے جس آواز اور لہجے میں بول رہا تھا، فون پر گفتگو کرتے وقت وہ آواز نہیں تھی۔"

"اب کیسے معلوم کرو گے کہ پہلی آواز اصلی تھی یا یہ فون والی آواز؟"

"فون والی آواز اصلی نہیں ہو سکتی۔ وہ آئندہ میامی کے سراغرسانوں سے فون پر گفتگو نہیں کرے گا۔ اس کی یہ سوچ بتا رہی ہے کہ وہ عارضی طور پر آواز بنا کر میامی کے سراغرسانوں سے رابطہ رکھتا رہا۔"

ثانی نے پوچھا "تو پھر فلائنگ کلب میں ملازم سے ہونے والی گفتگو کا لہجہ اور آواز اصلی ہو گی؟"

"میں ابھی یقین سے نہیں کہوں گا۔ پتا نہیں، یہ آئندہ اور کیسی کیسی آوازیں نکالے گا۔ اس کی اصلی آواز وہ ہو گی جب یہ تنہائی میں بڑبڑائے گا۔ اکثر لوگ جھنجلا کر میز پر یا دیوار پر گھونسا مار کر کسی کو گالیاں دیتے ہوئے بے اختیار کچھ نہ کچھ بولتے چلے جاتے ہیں یا نارمل ہوں تو آئینے میں اپنا عکس دیکھ کر اپنی شخصیت سے متاثر ہو کر اپنی شان میں کچھ نہ کچھ ضرور کہتے ہیں۔ ایسے ہی وقت یہ آوازیں بدلنے والا طوطا اپنی اصلی آواز اور لہجے میں بولے گا۔"

"شاباش، دشمن کی کمزوریاں معلوم کرنے کے لیے انسانی نفسیات پر اسی طرح گہری نظر رکھنا چاہیے۔ ویسے ایک اور طریقہ ہے جسے سب ہی آزماتے ہیں۔ یوگا کے ماہر یا فولادی دماغ رکھنے والے کو زخمی کیا جائے تو اس کے دماغ میں جگہ مل جاتی ہے اور وہ پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرنے کے قابل نہیں رہتا لیکن اسے زخمی کرو گے تو اس کے باقی تین ساتھی سمجھ لیں گے کہ ہمارے پاپا نے ایک کو ناکارہ بنا دیا ہے پھر وہ باقی تین بہت زیادہ محتاط ہو جائیں گے اور ہم انہیں آسانی سے ٹریپ نہیں کر سکیں گے۔"

عادل نے کہا "مسز! اگر یہ خود ہی کسی حادثے میں زخمی ہو گا تو اس کے ساتھی، اس حادثے کو دشمن کی سازش نہیں سمجھیں گے۔"

"یعنی تم کسی حادثے کی سچویشن بناؤ گے؟"

"جان بوجھ کر ایسی سچویشن نہیں بناؤں گا۔ اتفاقاً ایسا ہو گا تو میں اسے کسی حادثے سے دوچار ہونے دوں گا۔"

وہ ہیلی کاپٹر واشنگٹن کے ایک ہیلی پیڈ پر اتر رہا تھا۔ ثانی نے کہا "میں اس شہر میں ہوں اور یہ میری ہی طرف آ رہا ہے۔"

وہ ہیلی کاپٹر سے اتر کر ایک دفتری کمرے میں آیا۔ وہاں اپنا کارڈ دکھا کر بولا "میں جس ہیلی کاپٹر میں آیا ہوں اسے اپنے کسی آدمی کے ذریعے واپس میامی پہنچا دو۔"

یہ کہہ کر وہ کے عمارت سے باہر آیا۔ تیزی سے چلتا ہوا باہر



کھڑی ہوئی ٹیکسیوں کے درمیان پہنچا پھر ایک ٹیکسی کی پچھلی سیٹ پر بیٹھ کر بولا "ہائی وے پر سیدھے چلتے رہو۔"

ٹیکسی چل پڑی۔ عادل کا سایہ اس کی چھت پر لیٹا ہوا تھا۔ ثانی نے کہا "یہ واشنگٹن نہیں جائے گا۔ ہائی وے سے سیدھا کسی دوسرے شہر کی طرف جائے گا۔ میں ابھی جا رہی ہوں۔ تھوڑی دیر بعد آؤں گی۔"

"مسز! جانے سے پہلے یہ بتا دیں کیا آپ کو یہ بات نہیں کھٹک رہی ہے کہ اس کے تینوں ساتھیوں نے اب تک اس سے رابطہ نہیں کیا ہے۔ نہ فون پر اور نہ ہی خیال خوانی کے ذریعے۔ کیا وہ سمجھ رہے ہیں کہ انہیں اپنے اس ساتھی سے دور رہنا چاہیے؟"

ثانی نے کہا "ہم میں سے کسی نے ان تینوں کو کسی قسم کے خطرے کا احساس نہیں دلایا ہے۔ وہ ہمارے سلسلے میں محتاط نہیں ہیں بلکہ اپنے اس ساتھی کے حالات سے بے خبر ہیں۔ ان چاروں نے ایک دوسرے سے باخبر رہنے کا کوئی ذریعہ بنایا ہو گا۔ تم اس کے ساتھ لگے رہو گے تو معلوم ہو جائے گا کہ یہ چاروں ایک دوسرے سے کس طرح رابطہ قائم کرتے ہیں۔ او کے سی یو۔"

وہ چلی گئی۔ سپرماسٹر پچھلی سیٹ پر بیٹھا سوچ رہا تھا "یہ سایہ بن جانے والی بات بڑی تشویش ناک ہے۔ ویسے تو فرہاد میرے سامنے آ کر بھی میرے دماغ میں نہیں پہنچ سکے گا لیکن سایہ بن کر میرے اندر سما جائے گا تو میں کیا کر سکوں گا؟ میں تو اپنی بوٹیاں نوچ کر بھی اسے اپنے اندر سے نہیں نکال سکوں گا۔"

ٹیکسی ایک چوراہے کے سگنل کے سامنے رک گئی۔ عادل چھت سے اتر کر سپرماسٹر کے اندر سما گیا۔ وہ سوچ رہا تھا "یہ سایہ تو مصیبت بن گیا ہے۔ یہ تو جب چاہے گا اندر آتا رہے گا اور ہمیں اس کی آمد و رفت کی خبر بھی نہیں ہو گی۔"

عادل نے حیرانی سے سوچا "کیا یہ میرے متعلق کہہ رہا ہے؟ کیا اسے میرے آنے جانے کی خبر ہو گئی ہے؟"

سگنل کھلتے ہی ٹیکسی چل پڑی۔ سپرماسٹر سوچ رہا تھا "دشمنوں کا سایہ بن جانا ایسی ہی بات ہے جیسے وہ رات کی گہری تاریکی میں نظر نہ آ رہے ہوں اور شب خون مار رہے ہوں لیکن ہم انہیں نہیں مار سکتے کیونکہ وہ نظر نہیں آتے ہیں۔"

اس نے سوچنے کے دوران جیب سے چیونگم کا پیکٹ نکالا پھر اس میں سے ایک پیس نکال کر منہ میں ڈالا۔ اس ننھے سے پیکٹ میں ابھی کئی پیس تھے۔ وہ انہیں جیب میں رکھنا چاہتا تھا لیکن اس کے ہاتھ کے اندر عادل کے ہاتھ کا سایہ تھا۔ عادل نے اس ہاتھ کو کھڑکی کے باہر کرتے ہوئے پیکٹ کو پھینک دیا۔

سپرماسٹر نے چونک کر کھڑکی کے باہر دیکھا پھر اپنے اس ہاتھ کو دوسرے ہاتھ سے تھام کر سوچنے لگا "یہ میں نے کیا کیا؟ میں پیکٹ جیب میں رکھنا چاہتا تھا پھر کچھ سوچے سمجھے بغیر اسے باہر کیوں پھینک دیا؟"

وہ پریشان ہو گیا۔ اس کے دماغ میں کوئی نہیں بول رہا تھا۔ اسے اپنے اندر کوئی پرایا سایہ محسوس نہیں ہو رہا تھا۔ وہ خود کو سمجھا رہا تھا "میں غیر معمولی صلاحیتوں کا حامل ہوں۔ پوری طرح صحت مند ہوں۔ کوئی میرے دماغ میں اور میرے جسم کے اندر نہ ہے اور نہ آ سکتا ہے۔ اس چیونگم کے پیکٹ کو میں نے بے خیالی میں پھینک دیا ہے۔"

عادل کو ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔ باقی تین ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو ڈھونڈ نکالنے تک خاموشی سے سپرماسٹر کی مصروفیات کو دیکھتے اور سمجھتے رہنا چاہیے تھا لیکن اکثر اس کے دماغ میں کھجلی ہوتی تھی۔ شرارت کرنے کو جی چاہتا تھا۔ اس کی حالیہ شرارت سے کوئی کام نہیں بگڑا اور اس کے شریر ذہن کی تسلی ہو گئی۔

سپرماسٹر بالٹی مور کے ساحلی علاقے میں ٹیکسی سے اتر گیا۔ ٹیکسی کا کرایہ ادا کر کے ایک سمت پیدل جانے لگا۔ اس ساحل پر مال بردار کشتیاں اور لانچ وغیرہ تھیں۔ تفریح کے لیے موٹر بوٹس وغیرہ بھی ملتی تھیں۔ مچھلی مارکیٹ کی وجہ سے وہاں مردوں عورتوں کی بھیڑ لگی رہتی تھی۔ سپرماسٹر اس بھیڑ میں سے گزرتا ہوا جا رہا تھا۔ اس کے شانے سے ایک بیگ لٹک رہا تھا۔ اس بیگ میں اس کی ضرورت کا سامان اور پہننے کے لیے ایک جوڑا تھا۔ وہ اکثر پیدل چلتا تھا، دوڑتا تھا اور جوگنگ کرتا تھا لیکن اس وقت احساس ہو رہا تھا کہ وہ محض دشمن کے خوف سے دور تک چلنے کی زحمت برداشت کر رہا ہے۔ ایسا سوچ کر اسے توہین کا بھی احساس ہو رہا تھا۔ بعض اوقات خوددار، خود پرست اور طاقت کے زعم میں مبتلا رہنے والوں کو اپنی سلامتی اور تحفظ کے لیے ایسی توہین برداشت کرنی پڑتی ہے۔

وہ تقریباً چھ کلو میٹر چلنے کے بعد ایک نہایت ہی صاف ستھرے علاقے میں پہنچا۔ وہاں بڑے بڑے بنگلوں میں کروڑ پتی اور ارب پتی لوگ رہتے تھے۔ وہیں ایک اسٹریٹ پر اس کا ایک پرائیویٹ بنگلا تھا۔

اس نے جیب سے چابیاں نکال کر اس بنگلے کے بیرونی دروازے کو کھولا۔ سامنے ایک کاریڈور تھا۔ کاریڈور کے اطراف کئی کمرے تھے۔ بائیں طرف بڑا سا ڈرائنگ روم اور ڈائننگ روم تھا۔ وہ ایک برس کے بعد اپنے اس بنگلے میں آیا تھا۔ وہاں جا بجا مکڑیوں کے جالے پڑ جانے چاہیے تھے۔ در و دیوار اور فرش کو گرد سے اٹا ہونا چاہیے تھا لیکن وہاں کی ہر چیز صاف ستھری تھی جیسے ہر روز وہاں کی صفائی ہوتی رہی ہو۔

وہ ٹھہر ٹھہر کر چلتا ہوا صاف ستھرے بنگلے کو دیکھ رہا تھا اور دل ہی دل میں حیرانی سے کہہ رہا تھا "یہ ناممکن ہے۔ ایک برس میں کچھ تو گرد و غبار ہونا چاہیے۔ بڑے بڑے محل بند رہیں تو مکڑیوں کے جالے پڑ جاتے ہیں۔ روشندان سے آنے والے پرندے گھونسلے بنا لیتے ہیں لیکن ایسا لگتا ہے کہ ہر روز یہاں کی صفائی ہوتی رہتی

ہے۔ کیا یہاں کوئی موجود ہے۔"

اس نے فوراً ہی کوٹ کے اندرونی حصے سے ایک ریوالور نکال لیا۔ ایک دیوار سے لگ کر اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے اونچی آواز میں بولا "کون ہے؟ یہاں کون ہے؟"

وہ چند لمحے تک انتظار کرنے کے بعد بولا "اگر کوئی ہے تو پہلے اپنی آواز سنائے پھر جس طرح کہوں' اس طرح سامنے آئے ورنہ اچانک سامنے آنے والے کو گولی ماردوں گا۔"

بنگلے کے اندر دور دور تک گہری خاموشی تھی۔ وہاں کی ویرانی اور سناٹا کہہ رہا تھا' کوئی نہیں ہے۔ باہر کھلنے والے تمام دروازے مقفل تھے۔ کوئی اندر نہیں آسکتا تھا۔

وہ ایک بار ڈرائنگ روم میں آیا پھر کاریڈور کے دوسری طرف ایک بیڈ روم میں گیا۔ اگر کوئی ہوتا تو صوفوں پر اور بیڈ پر اس کے بیٹھنے' سونے یا کسی چیز کے استعمال کرنے کے کچھ آثار نظر آتے مگر ایسی کوئی بات نظر نہیں آرہی تھی۔

وہ دبے قدموں چلتا ہوا کاریڈور کے آخری کمرے میں آیا۔ اس کمرے میں ایک بڑا اور ایک چھوٹا کمپیوٹر تھا۔ الیکٹرونک آلات اور کچھ چھوٹی مشینیں رکھی ہوئی تھیں۔ اس نے وہاں پہنچ کر ایک ایک چیز کا جائزہ لیا تھا۔ اس کے دماغ میں خطرے کی گھنٹی بجنے لگی۔ اس نے ایک برس پہلے وہاں سے جاتے وقت کمپیوٹر اور دوسری چیزوں کو ایک ترتیب سے رکھ دیا تھا۔ اب وہ ترتیب بدل گئی تھی۔ کسی نے اس کا کمپیوٹر استعمال کیا تھا۔

وہ گھبرا کر پھر سے ریوالور سنبھال کر چاروں طرف دیکھنے لگا۔ بنگلے کے ایک حصے سے گزرتے ہوئے کہنے لگا "میں دوست بن کر مخاطب کررہا ہوں۔ جو بھی یہاں اجازت کے بغیر آیا ہے میں اس کی آمد کا برا نہیں مانوں گا۔ میں اسے خوش آمدید کہتا ہوں سامنے آجاؤ۔"

عادل بھی حیرانی سے یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ اس نے اپنے اندر ہلکی سی گہری سانس محسوس کی پھر سپرماسٹر کے جسم سے باہر آگیا۔ ایک صوفے کے پیچھے اس کا سایہ قالین پر بیٹھ گیا۔ ثانی نے کہا "میں بھی بڑی دیر سے دیکھ رہی ہوں۔ یہ حیرانی کی بات ہے کہ جو بنگلا چاروں طرف سے بند ہے اس کے اندر کون آیا تھا؟ آنے والے نے پورے بنگلے کو صاف ستھرا رکھا ہے۔ کسی چیز کو نقصان نہیں پہنچایا ہے صرف کمپیوٹر کو استعمال کیا ہے۔"

عادل نے کہا "میں تو سایہ ہوں اسے نظر نہیں آرہا ہوں' کیا اس مقفل بنگلے میں آنے والا بھی سایہ ہے جو نظر نہیں آرہا ہے؟"

"میرا خیال ہے یہاں کوئی آتا ہے' اس بنگلے کو حسبِ ضرورت استعمال کرتا ہے پھر چلا جاتا ہے۔ ابھی وہ یہاں موجود نہیں ہے۔"

"وہ کمپیوٹر والے کمرے میں جارہا ہے۔ کیا میں اس کے اندر جاؤں؟"

"ہاں جاؤ۔ میں تمہارے اندر خاموش رہوں گی۔"

وہ پھر سپرماسٹر کے اندر سما گیا۔ کمپیوٹر کے سامنے تین عدد ڈسک رکھی ہوئی تھیں۔ اس نے کمپیوٹر کو آن کیا۔ اس کے سامنے بیٹھ کر ڈسک کو اس کے اندر پش کیا پھر اسے آپریٹ کرنے لگا۔

توقع تھی کہ کمپیوٹر اسکرین پر انگریزی زبان کے حروف ابھریں گے لیکن وہاں کچھ اور نشانات ابھرنے لگے۔ اوپر سے نیچے ایک ترتیب کچھ عمودی کچھ ترچھی لکیریں تھیں۔ وہ لکیریں دس بیس تیس سے لے کر ۱۸۰ ڈگری پر ترچھی تھیں۔ ان کے ساتھ ننھے دائرے' نقطے' تکون' مستطیل اور مربع کے خطوط کھنچے ہوئے تھے۔

سپرماسٹر آپریٹ کرتا جارہا تھا۔ اسکرین پر ویسے ہی نشانات دوسری ترتیب سے یوں ابھر رہے تھے جیسے تحریر کی صورت میں پہلے جو کہا گیا تھا وہ بات ابھی جاری ہے' دوسری ترتیب میں کچھ اور کہا جارہا تھا۔ کمپیوٹر کو آپریٹ کرتے رہنے سے ویسے ہی جیومیٹری کے نشانات ہوتے تھے صرف ان کی ترتیب بدل جاتی تھی۔

سپرماسٹر کی طرح ثانی اور عادل بھی حیران تھے۔ اگر وہ کسی زبان میں پیغام تھا یا کسی نے اس ڈسک میں اپنی یادداشت محفوظ کی تھی تو پھر وہ اس ارضی دنیا کی کسی قوم یا قبیلے کی زبان نہیں ہوسکتی تھی۔ جیومیٹری کے تمام نشانات بتا رہے تھے کہ وہ کسی نہایت ہی مہذب اور ترقی یافتہ مخلوق کی زبان ہے۔

سپرماسٹر وہاں سے اٹھ کر ٹہلنے لگا۔ ٹہلنے کے دوران رک رک کر کمپیوٹر کی طرف شدید حیرانی سے دیکھنے لگا۔ اس کمرے میں اس نے ایک برس پہلے جتنی ڈسک رکھی تھیں ان میں جیومیٹری کے نشانات والی اجنبی زبان فیڈ نہیں کی گئی تھی۔ ایسی زبان تو وہی فیڈ کرتا جو اسے لکھتا پڑھتا اور سمجھتا ہو۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ اس کمرے میں آکر جس نے کمپیوٹر کو آپریٹ کیا تھا وہ یقیناً جیومیٹری کے نشانات سے ترتیب دی ہوئی زبان کو سمجھتا ہے۔

مزید حیرانی کی بات یہ تھی کہ جب یہ ہماری ارضی دنیا کی زبان ہی نہیں تھی تو پھر ہماری دنیا کے کس آدمی نے اس زبان کو کمپیوٹر میں فیڈ کیا تھا؟ کیا وہ فیڈ کرنے والا ہماری ہی دنیا کا آدمی تھا یا کسی ایسی خلائی مخلوق سے تعلق رکھتا تھا جن کے بارے میں سائنس دان اور کائنات کے علوم حاصل کرنے والے ماہرین کہتے تھے کہ خلا کے معلوم اور نامعلوم سیاروں میں ایسی مخلوقات ہیں جو ارضی دنیا کے انسانوں سے زیادہ ترقی یافتہ ہیں اور وہ اکثر خلا میں سگنلز بھیجتے رہتے ہیں؟

سپرماسٹر کمپیوٹر کے سامنے آکر بیٹھ گیا۔ اس ڈسک کو کمپیوٹر سے نکال کر اس نے دوسری ڈسک کو اس میں پش کیا پھر کمپیوٹر کو آپریٹ کرنے لگا۔ اس بار اسکرین پر اس جیومیٹری کی زبان کے علاوہ کچھ نقشے ابھرنے لگے وہ چند عمارتوں اور چند مخصوص مقامات کے نقشے تھے۔ پھر اسکرین پر ایک چہرے کے نقوش ابھرنے لگے روشنی اور سائے کے امتزاج سے اس چہرے پر رنگ بھرنے لگے

ںک شخص کا مکمل رنگین فوٹوگراف بن گیا۔ اس فوٹو کے ساتھ ٹری کی زبان میں کچھ لکھا ہوا تھا۔

آپریٹ کرتے رہنے سے دوسرا چہرہ ایک عورت کا ابھرا۔ اس تصویر کے ساتھ بھی اجنبی زبان میں کچھ لکھا ہوا تھا۔ یوں ٹ کرتے رہنے سے یکے بعد دیگرے کبھی مرد اور کبھی عورت کی ریں ابھرتی جارہی تھیں۔ اس طرح چھ تصویروں کے بعد جو یں تصویر ابھری اسے دیکھ کر سپرماسٹر چونک گیا۔ اس کی سوچ لہا "یہ تو لکی سیون ہے۔"

ثانی اور عادل بھی اس کی سوچ سن کر چونک گئے تھے۔ سپرماسٹر رہا تھا "مجھ سے پہلے جو سپرماسٹر تھا' اس کے دور میں' میں ایک تھا۔ واشنگٹن کے قریب جو فوجی ہیڈکوارٹر ہے وہاں دیوی' برادر اور لکی سیون نے بڑے ہنگامے کئے تھے۔ میں نے سابقہ سٹر کے حکم سے لکی سیون کو گرفتار کرنا چاہا تھا لیکن وہ سایہ بن و جھل ہوگئی تھی۔ اس کمپیوٹر اسکرین پر اسی کی تصویر ہے۔ یہ لی ہے۔ سایہ بن کر جس کے اندر جا کر تھوکتی ہے وہ اس کے ے کے زہر سے مرجاتا تھا۔"

سپرماسٹر اپنی پیشانی پر دو انگلیاں رگڑتے ہوئے سوچ رہا تھا "یہ سیون تو بہت ہی پراسرار ہے۔ یہ اندازہ حقیقت کے قریب ہے کسی خلائی مخلوق سے اس زہریلی حسینہ کا تعلق ہے۔"

وہ بڑی دیر تک لکی سیون کے بارے میں قیاس آرائیاں کرتا پھر اس نے تیسری ڈسک کو کمپیوٹر میں پش کرکے دیکھا۔ اس ے کا تعلق اجنبی مخلوق اور اجنبی زبان سے نہیں تھا۔ اس میں سٹر نے بہت پہلے اپنی ضرورت کی اہم معلومات محفوظ کی تھیں۔

اس نے وہ ڈسک نکال لی پھر مخصوص کوڈ نمبرز کے ذریعے افواج کے سربراہوں سے رابطہ کرنے لگا۔ جب ان تینوں ٹیلی جاننے والے ساتھیوں کا رابطہ سپرماسٹر کے کمپیوٹر سے ہوگیا تو ساتھی نے پوچھا "تم پچھلے دس گھنٹوں سے کہاں تھے۔ ہم سا نے تمہارے کمپیوٹر کوڈ نمبرز پر کئی بار تمہیں کال کیا لیکن کوئی ب نہیں ملا۔ کوئی پرابلم ہو تو فوراً بتاؤ؟"

سپرماسٹر نے اپنے کمپیوٹر کے ذریعے جواب دیا "ہم چاروں دوسرے کو اپنی رہائش گاہ اور اپنے شہر کا نام نہیں بتاتے۔ مامیں اس لیے بتا رہا ہوں کہ میامی شہر میں فرہاد پہنچ گیا ہے۔ تم ے کوئی اس شہر کا رخ نہ کرے۔"

دوسری طرف سے اسکرین پر کہا گیا "یہ تو بہت بری خبر ہے۔ وہاں اسے تمہاری موجودگی کا علم ہوگیا تھا؟"

"میامی انٹیلی جنس کے سراغرسانوں کی غلطی سے وہ اس حد سمجھ گیا ہے کہ ہم چاروں میں سے کوئی اس شہر میں ہے۔ وہ بن کر نظروں سے اوجھل ہوگیا ہے۔ میں نے صرف آدھے ے کے اندر وہ شہر چھوڑ دیا ہے۔ اب خطرے سے باہر ہوں۔ دوسرے شہر کی ایک خفیہ رہائش گاہ سے ابھی یہ رابطہ کررہا ہوں۔"

"دشمنوں کا یہ سایہ بننے والا حربہ ہمارے لیے بڑا تشویش ناک ہے۔ ہم ہر پہلو سے حفاظتی انتظامات کرنے کے باوجود اسی اندیشے میں رہیں گے کہ پتا نہیں فرہاد کا سایہ کب ہم میں سے کسی کے اندر چلا آئے گا اور ہم خود کو محفوظ سمجھتے رہیں گے۔"

"یہ ڈر ہمیشہ رہے گا کیونکہ سایہ بنانے والی گولیاں کا فارمولا فرہاد کے بیٹوں کے پاس ہے۔ فرہاد مر بھی جائے گا تو ہمیں مارنے کے لیے وہ نسخہ سلامت رہے گا۔"

اسی وقت عادل اس کے جسم سے نکل آیا۔ سپرماسٹر کے ایک طرف وہ دو عدد ڈسک تھیں جن کا تعلق اجنبی مخلوق اور اجنبی زبان سے تھا۔ سائے نے سپرماسٹر کے پیچھے سے ہاتھ بڑھا کر وہ دونوں ڈسک اٹھالیں۔ پھر تیزی سے فرش پر رینگتا ہوا دوسرے کمرے میں آگیا۔ ثانی نے کہا "تمہاری سوچ بتا رہی ہے کہ گولی کا اثر ختم ہونے والا ہے۔"

"جی ہاں۔ ابھی چند منٹ باقی ہیں۔ میری نظر اچانک اس کی رسٹ واچ پر گئی تھی۔ میں نے سوچا چند منٹ پہلے نکل آنا چاہیے۔ ویسے یہ ابھی تک معلوم نہیں ہوا کہ ان چاروں میں سے یہ کون ہے۔"

ثانی نے کہا "یہ چاروں کمپیوٹر کے ذریعے بھی ایک دوسرے کو نام سے مخاطب نہیں کرتے ہیں۔ بس اتنا معلوم ہوسکا ہے کہ سابقہ سپرماسٹر کے دور میں یہ فوج میں میجر تھا اور یہ لکی سیون کو اچھی طرح جانتا ہے۔"

"مسٹر! یہ لکی سیون تو بہت پراسرار نکلی۔ آپ کا ذہن کیا کہتا ہے' کیا اس کا تعلق خلائی مخلوق سے ہے؟"

"ہاں۔ جناب تبریزی نے روحانی علوم کے ذریعے کچھ محدود معلومات حاصل کی ہیں۔ ان معلومات کے مطابق بھی لکی سیون خلائی مخلوق سے تعلق رکھتی ہے۔ جو ڈسکس تم نے حاصل کی ہیں ان پر فیڈ کی ہوئی زبان کو لکی سیون اور پارس شاید پڑھ سکیں گے۔"

عادل نے حیرانی سے پوچھا "کیا برادر پارس یہ زبان جانتے ہیں؟"

"لکی سیون نیند کی حالت میں اسے یہ زبان سکھا رہی ہے۔ ہم یہ ڈسکس جناب تبریزی کے پاس بھیجیں گے تو شاید لکی سیون اور خلائی مخلوق کے بارے میں کچھ معلوم ہوسکے۔"

"یہ شکار جو ابھی کمپیوٹر کے پاس بیٹھا ہے اس کا کیا کیا جائے؟ کیا مجھے دوبارہ گولی نگل کر اس کے ساتھ رہنا ہوگا؟"

"نہیں۔ یہ چاروں بہت پراسرار ہیں۔ ہم کسی ایک کو ٹریپ کرکے باقی تین تک نہیں پہنچ سکیں گے۔ اسے اعصابی کمزوری میں مبتلا کردو۔"

عادل پھر اس کمرے میں آیا۔ انہی لمحات میں وہ گوشت

پوست کے جسم میں ظاہر ہو رہا تھا۔ وہ دبے قدموں چلتا ہوا سپرماسٹر کے پیچھے آیا۔ اس کی انگوٹھی میں اعصاب شکن دوا تھی۔ اس انگوٹھی کے ننھے سے بٹن کو دبانے سے ایک ننھی سی سوئی باہر نکل آتی تھی۔ عادل نے وہ سوئی اس کی گردن میں پیوست کردی۔

سپرماسٹر حیرت انگیز جسمانی قوت کا حامل تھا فوراً ہی اس پر دوا کا اثر نہیں ہوا۔ وہ اچھل کر کھڑا ہوگیا۔ اس نے پلٹ کر عادل کو دیکھا۔ اس کے چہرے سے میرا چہرہ جھلک رہا تھا اور یہ جھلک اسے خوف زدہ کرنے کے لیے کافی تھی۔

"تم؟" اس نے بے یقینی سے کہا پھر لڑکھڑا کر گرتے گرتے کرسی کو پکڑ کر سنبھل گیا۔ فرش پر گھٹنے ٹیک دیے۔

عادل نے کہا "یہ جو فرہاد تمہارے سامنے ہے اسے میامی کی پولیس اور انٹیلی جنس والے تلاش کرتے کرتے بے زار ہوگئے ہیں۔ جب تم نہ معلوم کرسکے کہ میں تمہارے اندر ہوں تو تمہارے باہر والے مجھے کیا خاک تلاش کریں گے؟"

دوا اب اثر دکھا رہی تھی۔ اس کے ہاتھ پاؤں ڈھیلے پڑگئے تھے۔ وہ کرسی کو چھوڑ کر فرش پر اوندھے منہ گر پڑا پھر چاروں شانے چت ہوکر گہری گہری سانسیں لینے لگا۔

ثانی نے عادل سے کہا "یہ سپرماسٹر اے لالاس ہے۔ تم یہاں سے فوراً نکلو اور واشنگٹن آکر وہ دونوں ڈسک مجھے دو۔ تمہارے آنے تک میں اس پر عمل کرکے اپنا تابعدار بنالوں گی۔"

عادل اسی وقت اس بنگلے سے باہر چلا گیا۔ ثانی نے سپرماسٹر کے اندر پہنچ کر کہا "ہیلو روبوٹ! کیا دیکھ رہے ہو کہ تمہارے جیسے فولادی انسان کس طرح موم کی طرح پگھل کر فرش پر بکھر جاتے ہیں؟"

اس کی آنکھیں آہستہ آہستہ بند ہورہی تھیں۔ دوا کے اثر سے ذہن اس قدر کمزور ہوگیا تھا کہ وہ ابھی تنویمی عمل کے اثرات قبول نہیں کرسکتا تھا۔ ثانی نے کہا "اس بنا سپتی فرہاد نے کچھ زیادہ ہی دوا انجکٹ کردی ہے۔ خود کو سنبھالو۔ میں عمل کرنے کے لیے ایک آدھ گھنٹے انتظار کرسکتی ہوں۔"

وہ فرش پر پڑا رہا۔ ثانی نے مجھے مخاطب کیا اور میامی سے لے کر بالٹی مور کے ساحلی شہر تک کی روداد سنانے لگی۔ تمام تفصیلی رپورٹ سننے کے بعد میں نے اس کے ساتھ جناب تبریزی کو خیال خوانی کے ذریعے مخاطب کیا اور ان دونوں ڈسک کے متعلق بتایا جن میں ایک اجنبی زبان اور لکی سیون کی تصویر محفوظ تھی۔ انہوں نے ثانی سے کہا "عادل وہ ڈسکس لے کر آئے تو ان کی دوسری دو کاپیاں تیار کرو۔ اپنے پاس دو کاپیاں حفاظت سے چھپا کر رکھو اور عادل کو ڈسکس کے ساتھ جلد سے جلد میرے پاس بھیج دو۔"

ان سے رابطہ ختم ہوگیا۔ میں نے ثانی سے کہا "سپرماسٹر کو اپنا معمول بنا کر آزاد چھوڑ دو۔ تنویمی عمل کے بعد اسے یاد نہ رہے کہ وہ تمہارے زیر اثر رہتا ہے۔ وہ خود کو محفوظ سمجھ کر بدستور سپرماسٹر کے فرائض انجام دیتا رہے گا اور ہمیں اس کی تمام مصروفیات سے آگاہی حاصل ہوتی رہے گی۔"

ثانی پھر سپرماسٹر کے پاس آگئی۔ وہ اسی طرح کمپیوٹر والے کمرے کے فرش پر چاروں شانے چت پڑا ہوا تھا۔ پہلے جو بہت زیادہ کمزوری تھی وہ اب کم ہورہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد اتنی توانائی آجاتی کہ وہ فرش پر رینگتے رینگتے کسی بیڈ پر پہنچ سکتا تھا پھر وہ اس پر عمل کرسکتی تھی۔

ایسے ہی وقت ثانی نے اس کے کمزور ذہن کے ذریعے ہلکی سی آواز سنی۔ کوئی اس بنگلے کے اندر آیا تھا۔ دور سے ایک دروازہ بند ہونے کی آواز آئی پھر فرش پر اونچی ہیل کے سینڈل کھٹ کھٹ بجنے لگے۔ کھٹ کھٹ کی آواز بنگلے کے اندر مختلف کمروں میں جارہی تھی۔ اگر سپرماسٹر میں اٹھنے کی سکت ہوتی تو ثانی اسے اپنی توانائی سے بھی اٹھا کر اس کمرے سے باہر کسی آنے والی کو دیکھتی لیکن مجبوری تھی۔ اسے انتظار کرنا پڑا۔

بنگلے کے اندر بھٹکنے والی کھٹ کھٹ کی آواز اس کمپیوٹر والے کمرے کے دروازے پر رک گئی۔ ثانی نے سپرماسٹر کو سر گھما کر دیکھنے کے لیے دماغی توانائی دی۔ اس نے سر گھما کر دیکھا۔ ایک قد آور حسینہ اونچی ہیل کے سینڈل، بلاؤز اور اسکرٹ پہنے کھڑی تھی۔ اس کے شانے سے ایک بیگ لٹک رہا تھا۔ وہ فرش پر پڑے ہوئے سپرماسٹر کو سوالیہ نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

سپرماسٹر کی کمزور سی سوچ ثانی سے کہہ رہی تھی۔ یہ وہی حسینہ ہے جس کی تصویر ڈسک نمبر دو میں ہے۔ اس کی تصویر کے ساتھ بھی جیومیٹری والی زبان میں کچھ لکھا تھا۔

اگر اس کا کمزور ذہن اسے پہچاننے میں غلطی نہیں کررہا تھا تو اس کا مطلب یہی تھا کہ لکی سیون کی طرح وہ حسینہ بھی اس ارضی دنیا کی نہیں تھی۔ اس کا تعلق بھی کسی خلائی مخلوق سے ہوسکتا تھا۔

وہ بنگلے کے اندر تمام کمروں میں دیکھتی آئی تھی۔ کمپیوٹر والے کمرے میں بھی دیکھ رہی تھی۔ اسے فرش پر پڑے ہوئے ایک شخص کے سوا کوئی نظر نہیں آیا تھا۔ وہ کمرے میں آئی پھر آہستہ آہستہ قدم بڑھاتے ہوئے سپرماسٹر کے سر کے پاس کھڑی ہوگئی۔

وہ اس حسینہ کو بے بسی اور رحم طلب نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔ وہ کمپیوٹر اور دوسرے الیکٹرونک آلات کو دیکھ رہی تھی۔ اسے کمپیوٹر کے پاس صرف ایک ڈسک نظر آئی۔ وہ تیزی سے کمپیوٹر کے پاس آئی اور باقی دو ڈسک تلاش کرنے لگی۔ وہ دونوں ڈسک کہیں نظر نہیں آئیں۔

وہ سپرماسٹر کے پاس آکر جھک گئی۔ فرش پر ایک گھٹنا ٹیک کر اس کی جیبوں کی تلاشی لینے لگی۔ وہ ڈسکس لباس کے اندر بھی چھپائی جاسکتی تھیں۔ اس لیے حسینہ نے کئی جگہ سے اس کے لباس کو پھاڑ ڈالا لیکن اس کی مطلوبہ ڈسکس نہیں ملیں۔

اس کے ہونٹ اور زبان متحرک ہوئے۔ وہ کچھ بولنے لگی۔



ے والوں کے منہ سے آوازیں نکلتی ہیں لیکن اس کے منہ سے ز نہیں نکل رہی تھی۔ جس طرح بعض لوگ گفتگو کے دوران ں ہاتھ اِدھر سے اُدھر نچاتے ہیں اس طرح وہ بھی اپنی زبان اور ٹوں کے علاوہ ہاتھ نچا رہی تھی۔

ثانی نے سپرماسٹر کی زبان سے کہا "آئی..... کانٹ..... فولو "

حسینہ نے وہی بات دہرائی "آئی کانٹ فولو یو۔"

اس نے دو تین بار اسی فقرے کو سمجھنے کے انداز میں دہرایا پھر رہلا کے بولی "لیس مجھے یاد آیا۔ یہ انگریزی زبان ہے۔ تم میری ت نہیں سمجھ رہے ہو۔"

ثانی نے کہا "ابھی تم کچھ بول رہی تھیں مگر تمہارے منہ سے از نہیں نکل رہی تھی۔"

"ہماری گفتگو ایسی ہی ہوتی ہے۔ ہم زبان، ہونٹوں اور ہاتھوں حرکتوں سے سمجھ لیتے ہیں کہ سامنے والا کیا کہہ رہا ہے۔"

"بولتے وقت منہ سے آواز نکالنے میں کیا حرج ہے؟"

"ہماری زبان آواز کی محتاج نہیں ہے۔ ہم اپنی زبان میں لکھتے ں پڑھتے ہیں مگر پڑھتے وقت بھی منہ سے آواز نہیں نکلتی۔"

"ایک جگہ سے دوسری جگہ فون پر آواز کے بغیر گفتگو کیسے رتی ہو؟"

"ہمارے ہاں کمپیوٹر فون ہیں فون کا ریسیور نہیں ہوتا۔ ٹیلی ن سیٹ پر چھوٹی اسکرین ہوتی ہے۔ گھنٹی بجتے ہی دونوں طرف کی سکرین پر دونوں طرف باتیں کرنے والے ایک دوسرے کو نظر آتے ہیں اور اسکرین پر منہ اور ہاتھوں کی حرکتوں کے ساتھ ہماری زبان کے الفاظ بھی ابھرتے رہتے ہیں۔"

سپرماسٹر اب بولنے کی حد تک توانائی محسوس کررہا تھا۔ اس نے پوچھا "تم کون ہو؟ تمہاری باتوں سے ظاہر ہو رہا ہے کہ تم ہماری دنیا سے تعلق نہیں رکھتی ہو۔"

وہ بولی "ابھی تمہاری آواز عورتوں جیسی تھی۔ اب مرد کی آواز میں بول رہے ہو۔"

"میرے دماغ سے ایک ٹیلی پیتھی جاننے والی بول رہی تھی۔"

"ٹیلی پیتھی؟" حسینہ نے سوچنے کے انداز میں کہا "ہاں۔ ایک دماغ سے دوسرے دماغ تک پیغام پہنچانے کے عمل کو ٹیلی پیتھی کہتے ہیں۔ ہم بھی یہ عمل جانتے ہیں۔"

"آواز کے بغیر سوچ کی لہریں کس طرح دماغ کے اندر سمجھ میں آتی ہیں؟"

"ہم ایک دوسرے کے دماغ میں منہ سے آواز نکالنے والی گفتگو نہیں کرتے صرف سگنلز نشر کرتے ہیں۔ دیکھو ایسے....."

وہ خاموش ہوگئی۔ دوسرے ہی لمحے میں سپرماسٹر کے دماغ کے اندر کچھ ایسی آوازیں ابھرنے لگیں جیسے ٹیلی گراف کے اشاروں کی آواز ہوتی ہے۔ ٹارے ٹکا، ٹکا ٹکا ٹارے ٹارے... گارے، گاٹا۔ گاٹا گارے۔"

کچھ ایسے ہی سگنلز تھے جو ثانی اور سپرماسٹر کی سمجھ میں نہیں آئے۔ وہ بولی "یہ مخصوص سگنلز تمہاری دنیا کے لوگ سمجھ نہیں سکیں گے۔ ہم اپنی عام قومی زبان میں دماغی رابطہ نہیں کرتے۔ دماغی رابطہ صرف خفیہ پیغامات کے لیے ہوتا ہے۔ میری وہ دونوں ڈسک کہاں ہیں؟ میں نے کمپیوٹر کے ذریعے اپنی زبان میں ضروری پیغامات ڈسک میں محفوظ کئے تھے اور وہ پیغامات تمہاری دنیا کے لیے تھے۔"

"وہ ڈسکس میرا ایک دشمن لے کر چلا گیا ہے۔ اس وقت بھی ایک دشمن لڑکی میرے دماغ میں سوچ کی لہروں کے ذریعے موجود ہے۔"

ثانی نے کہا "ہاں۔ میں موجود ہوں اور ابھی تنویمی عمل کے ذریعے اسے اپنا معمول اور تابعدار بناؤں گی۔"

"کیا تم اس بنگلے کی مالکہ ہو؟"

"نہیں۔ یہ اس بنگلے کا مالک ہے۔"

"پھر کیوں اسے نقصان پہنچاؤ گی؟ کیوں اسے غلام بناؤ گی؟"

"اس نے ہمارے ملک اور ہمارے ادارے کو زبردست نقصان پہنچانے کی کوشش کی تھی۔"

"ہماری قوم میں بھی کتنے ہی لوگ اپنی غرض کے بندے ہوتے ہیں لیکن ہم احسان فراموش نہیں ہوتے۔ میں پچھلے پانچ ماہ سے اس شخص کے بنگلے میں آکر آرام سے رہتی ہوں اور اس کے الیکٹرونک آلات کے ذریعے اپنے چند ساتھیوں سے رابطہ رکھتی ہوں۔ جسے تم نے بیمار بنا ڈالا ہے میں اس کی احسان مند ہوں اور اسے کسی طرح کا نقصان نہیں پہنچانے دوں گی۔"

ثانی نے کہا "مجھے غلط نہ سمجھو۔ یہ شخص اپنے ملک کو سپر پاور بنا کر دنیا کی تمام قوموں کو غلام بنانا چاہتا ہے۔ کیا تم چاہو گی کہ میں اس شخص کو غلام نہ بناؤں اور یہ تمام دنیا کو اپنا غلام بنالے؟"

"مجھے تمہاری دنیا سے کیا لینا ہے۔ تم اپنی دنیا کو غلامی سے بچاتی رہو۔ میں تو اپنے محسن کو نقصان پہنچانے نہیں دوں گی۔"

سپرماسٹر نے کہا "تم بہت اچھی ہو۔ اگر آج اس مصیبت سے مجھے بچالو گی تو میں ہمیشہ تمہارے کام آتا رہوں گا۔"

"میں نے تمہاری اجازت کے بغیر تمہارے اس بنگلے میں رہائش اختیار کی۔ یہاں کی چیزیں استعمال کرتی رہی۔ اس کے بدلے میں تمہارے بہت کام آتی رہوں گی اور ہمیشہ تمہاری دوست بن کر رہوں گی۔"

ثانی نے کہا "اس سے دوستی کرکے تم بہت بڑی غلطی کرو گی۔ میں تمہیں بتاؤں کہ ہم نے تمہاری قوم کی ایک لڑکی کو دشمنوں سے محفوظ رکھا ہے۔ وہ عزت آبرو سے ہمارے ادارے میں رہتی ہے۔"

"تم کس کی بات کررہی ہو؟"

"ہم اس کا اصلی نام نہیں جانتے۔ اسے لکی سیون کہتے ہیں۔ ابھی ہم نے تمہاری ڈسک نمبر دو میں اس کی تصویر دیکھی تھی۔ وہ تصویر ساتویں نمبر پر تھی۔"

"اچھا تو تم تمارا کی بات کر رہی ہو۔"

"میں نے کہا نا' ہم اس کا نام نہیں جانتے۔ ابتدا میں اس کی یادداشت بہت کمزور تھی۔ وہ ذرا سی دیر میں پچھلی تمام باتیں بھول جایا کرتی تھی۔"

"میں سمجھ گئی۔ اسی کا نام تمارا ہے۔ وہ زہریلی ہے۔"

"ہاں۔ وہ زہریلی ہے۔ میں اسی کی بات کر رہی ہوں۔ اب تم سمجھ سکتی ہو کہ ہم نے تمہاری قوم کی ایک لڑکی کو کس طرح محبت سے اپنا بنا کر رکھا ہے۔ کیا تم ہمارا احسان نہیں مانو گی؟"

"احسان؟ تم نے ہماری ایک دشمن لڑکی کو پناہ دی ہے۔ ہم سے دشمنی کر رہی ہو اور اسے احسان کہتی ہو۔ اگر تم ابھی سامنے ہوتیں تو تمہیں ان دو ہاتھوں سے سزائیں دے دے کر مار ڈالتی۔"

"چلو اچھا ہے کہ میں سامنے نہیں ہوں۔ تمہیں مار ڈالنے کی زحمت سے بچا رہی ہوں۔ ویسے پہلوان کی بیٹی! تمہارا نام کیا ہے؟"

"طنز کر رہی ہو؟ کرلو۔ کبھی سامنا ہو گا تو پتا چلے گا کہ میرا نام موت ہے۔ اب میرے محسن کے دماغ سے چلی جاؤ۔"

"جانا ہی ہو گا۔ ابھی اس پر تنویمی عمل کروں گی تو تم مداخلت کرتی رہو گی۔"

ثانی دماغی طور پر حاضر ہو گئی۔ اس نے عادل کی خیریت معلوم کی۔ وہ ایک ٹیکسی میں بیٹھا واشنگٹن کی طرف آ رہا تھا پھر وہ میرے پاس آئی اور اس حسینہ کے متعلق تفصیل سے بتانے لگی۔ میں نے کہا "اس حسینہ نے سپر ماسٹر کو تمہارا معمول اور تابعدار بنانے سے روکا ہے۔ اس کی باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ضرور غیر معمولی صلاحیتوں کی حامل ہے۔ تم اب تک سپر ماسٹر پر تنویمی عمل کر چکی ہوتیں لیکن اس حسینہ نے اس بہترین موقع کو تم سے چھین لیا۔"

"یہ تو ایک مجبوری تھی۔ اس کی موجودگی میں تنویمی عمل کرنا ممکن نہیں تھا لیکن وہ مجھے کب تک روکے گی۔ سپر ماسٹر اس دوا کے اثر سے تقریباً دس گھنٹے تک مکمل ذہنی توانائی حاصل نہیں کر سکے گا۔ ابھی یہاں رات کے دس بجنے والے ہیں۔ وہ کمزوری کے باعث جلد ہی سو جائے گا۔ اس وقت میں خاموشی سے اس کے اندر جا کر عمل کروں گی۔"

"نہیں بیٹے! صرف سپر ماسٹر کی دماغی کمزوری کو نہ دیکھو' اس کا ساتھ دینے والی حسینہ کو بھی اہمیت دو۔ وہ اپنے محسن کے لیے کچھ بھی کر سکتی ہے۔"

"اچھا میں جا رہی ہوں۔ اس حسینہ کے متعلق بھی پوری معلومات کروں گی۔"

وہ دماغی طور پر حاضر ہو گئی پھر اس نے سپر ماسٹر کی آواز اور لہجے کو گرفت میں لے کر پرواز کی لیکن اپنے ٹارگٹ تک نہ پہنچ سکی۔ اس نے دوسری بار کوشش کی پھر وہی ہوا۔ اس کی سوچ کی لہروں کے سامنے کوئی رکاوٹ آتی تھی اور وہ سپر ماسٹر تک نہیں پہنچ پاتی تھی۔

ثانی نے حسینہ کی آواز اور لہجے کو گرفت میں لیا پھر اس کے دماغ میں پہنچ گئی۔ وہ ہنسنے لگی۔ کہنے لگی "پرائی سوچ کی لہروں سے میرے دماغ میں گدگدی ہونے لگتی ہے پلیز جاؤ یہاں سے۔"

اس نے سانس روک لی۔ ثانی دماغی طور پر حاضر ہو گئی۔ اسے یاد آیا' لکی سیون بھی پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کر کے ہنستی تھی اور کہتی تھی اس کے دماغ میں گدگدی ہوتی ہے۔

وہ دوبارہ حسینہ کے اندر پہنچ کر بولی "سانس نہ روکنا۔ اتنا بتا دو' سپر ماسٹر کہاں ہے؟"

"سوری۔ میرا محسن جب تک مکمل طور پر دماغی توانائی حاصل نہیں کرے گا تب تک تم اس کے سائے تک بھی نہیں پہنچ سکو گی۔ تم چاہو تو اس بنگلے میں جا سکتی ہو' جہاں اسے بیمار چھوڑ آئی تھیں۔ جو اپنا شکار پیچھے چھوڑ جاتا ہے اسے کوئی دوسرا اٹھا کر لے جاتا ہے۔"

اس نے سانس روک لی۔ ثانی اپنی جگہ دماغی طور پر حاضر ہوئی۔ اسے اپنی ناکامی پر غصہ آنا چاہیے تھا یا مایوس ہونا چاہیے تھا لیکن وہ زیرِ لب مسکراتے ہوئے علی کے دماغ میں آئی پھر بولی۔ "آج زندگی میں پہلی بار مجھے وہ خوشی ملی ہے جو پہلے کبھی نہیں ملی تھی۔"

علی نے کہا "بڑی خوش نصیب ہو کہ تمہاری من چاہی خوشی تمہیں مل گئی۔ ویسے وہ خوشی کس بات کی ہے؟"

"یہ پوچھو کہ اس خوشی کا نام کیا ہے؟"

"چلو نام ہی بتا دو۔"

"اس خوشی کا نام ہے ٹھوکر۔ جب تک ٹھوکر نہیں لگتی تب تک ذہانت کو عملی تجربہ نہیں ملتا۔ گھوڑے کو جب تک چابک نہ مارو وہ تیز نہیں دوڑتا۔"

"کیا تمہیں کسی معاملے میں ناکامی ہوئی ہے؟"

"جیتنے والوں کے لیے ناکامی اگلی کامیابی کی ضامن ہوتی ہے۔"

وہ بتانے لگی کہ اس نے عادل کے تعاون سے کس طرح سپر ماسٹر کو گرفت میں لے لیا تھا لیکن ایک خلائی مخلوق آڑے آکر سپر ماسٹر کو اس سے چھین کر لے گئی ہے۔ علی نے ہنستے ہوئے کہا "پھر تو سپر ماسٹر اور اس حسینہ کی شامت آگئی ہے۔ میں تمہاری رگ رگ سے واقف ہوں۔ تم صبح ہونے سے پہلے پھر ایک خوش خبری سنانے آؤ گی۔ وش یو گڈ لک۔"

وہ دماغی طور پر حاضر ہو گئی۔ عادل آکر ڈرائنگ روم میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے ایک کمرے میں اسے بلایا۔ وہاں کمپیوٹر اور دوسرے الیکٹرونک آلات رکھے ہوئے تھے۔ اس نے کہا "عادل! جو ڈسکس لائے ہو ان کی دو کاپیاں تیار کرو پھر ایک ایک کاپی پیرس لے جاؤ۔"

وہ ڈرائنگ روم میں آئی۔ دنیا کے بڑے ممالک کے بڑے بڑے شہروں میں ہمارے ایسے ٹریولنگ ایجنٹ ہیں جو کسی وقت بھی حکم دینے پر کسی بھی پہلی فلائٹ میں سیٹیں ریزرو کرا دیتے ہیں۔ اگر کہیں ناکامی ہوتی ہے تو ہم خیال خوانی کے ذریعے کامیابی کے راستے ہموار کر دیتے ہیں۔

ثانی نے فون کے ذریعے ایک ایجنٹ سے کہا "پیرس جانے والی کسی بھی پہلی فلائٹ میں عادل کے لیے ایک سیٹ ریزرو کراؤ اس کے ضروری کاغذات یہاں آکر لے جاؤ۔"

وہ ریسیور رکھ کر خیال خوانی کی پرواز کرتی ہوئی جناب تبریزی کے پاس پہنچ گئی پھر انہیں سلام کرنے کے بعد اس حسینہ کے متعلق بتانے لگی جو لکی سیون کی طرح ایک خلائی مخلوق تھی۔ اس نے دو ایسی ڈسک تیار کی ہیں جن کے ذریعے لکی سیون اور خلائی مخلوق کے بارے میں بہت کچھ معلوم کیا جا سکتا ہے۔ عادل یہ دونوں ڈسکس لے کر کل رات تک ان کے پاس پہنچ جائے گا پھر اس نے پوچھا "کیا میں لکی سیون سے کچھ باتیں کر سکتی ہوں۔"

انہوں نے فرمایا "بیٹی! لکی سیون تمہاری ماما آمنہ کی نگرانی میں ہے۔ ان کے پاس جاؤ۔"

وہ آمنہ فرہاد کے پاس آئی پھر سلام کرنے کے بعد بولی "ماما! میں لکی سیون سے باتیں کرنا چاہتی ہوں۔"

"بیٹی! لکی سیون ابھی روحانی عمل کے زیرِ اثر ہے۔ کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا اس کے اندر نہیں پہنچ سکے گا۔ صرف میں ہی روحانی ٹیلی پیتھی کے ذریعے اس کے خیالات پڑھ سکتی ہوں۔ اگر اس سے باتیں کرنا بہت ضروری ہے تو مجھے بتاؤ کیا بات ہے؟"

اس نے دوسری حسینہ کے متعلق بتایا جو لکی سیون کی طرح خلائی مخلوق تھی اور لکی سیون کی دشمن تھی۔ "اس حسینہ نے میری گرفت میں آئے ہوئے سپر ماسٹر کو چھین لیا ہے اور کچھ ایسا عمل کیا ہے جس کے نتیجے میں میری سوچ کی لہریں سپر ماسٹر کے دماغ تک نہیں پہنچتی ہیں۔ اس حسینہ نے لکی سیون کا اصل نام تمارا بتایا ہے۔ ہماری تمارا بھی اس حسینہ کے متعلق کچھ جانتی ہو گی۔ میں اس کے متعلق معلوم کرنا چاہتی ہوں۔"

"تمارا (لکی سیون) کیسے سمجھے گی کہ تم کس حسینہ کے متعلق معلومات چاہتی ہو؟"

"میں اس کی نشاندہی صرف اس حد تک کر سکتی ہوں کہ وہ پانچ ماہ پہلے بالٹی مور کے ایک خالی بنگلے میں آئی تھی۔ اس میں ایک صلاحیت یہ ہے کہ اس نے سپر ماسٹر کے دماغ میں سگنلز کی مخصوص آواز پیدا کی تھی۔ دوسری صلاحیت یہ ہے کہ اس نے سپر ماسٹر پر کچھ ایسا عمل کیا ہے کہ میری سوچ کی لہریں اس کے دماغ تک نہیں پہنچتی ہیں۔ جب وہ اپنی خلائی زبان بولتی ہے تو منہ سے آواز نہیں نکلتی' زبان' ہونٹوں اور ہاتھوں کی حرکات سے اپنی باتیں سمجھاتی ہے لیکن ہماری دنیا کی زبان بولتے وقت اس کے منہ سے آواز نکلتی ہے۔ کیا تمارا (لکی سیون) بھی اپنی خلائی زبان بولتے وقت آواز سے محروم رہتی ہے؟"

"میں ابھی تمارا سے باتیں کرتی ہوں۔ تم آدھے گھنٹے بعد آؤ۔"

ثانی دماغی طور پر اپنے ڈرائنگ روم میں حاضر ہو گئی۔ عادل اسے خیال خوانی میں مصروف دیکھ کر دوسرے صوفے پر خاموشی سے بیٹھا ہوا تھا۔ ثانی نے پوچھا "دونوں ڈسکس کی دوسری کاپیاں تیار ہو گئیں؟"

اس نے چار عدد ڈسک پیش کر دیں۔ ثانی نے دو ڈسکس اسے دے کر کہا "اپنے ضروری کاغذات لے کر ٹریولنگ ایجنٹ کے پاس جاؤ۔ تمہیں کسی بھی پہلی فلائٹ میں سیٹ مل جائے گی۔ یہاں کے ائرپورٹ سے اور پیرس کے ائرپورٹ سے گزرتے وقت ہمارا کوئی خیال خوانی کرنے والا تمہارے دماغ میں موجود رہے گا تاکہ کسٹمز والے تمہارے سامان کی تلاشی لیتے وقت ان ڈسکس کو دیکھتے ہوئے بھی نہ دیکھ سکیں۔"

عادل وہاں سے چلا گیا۔ جمیلہ اور ہیرو نیویارک میں تھے۔ ثانی نے ان سے رابطہ کر کے ہدایت کی کہ وہ عادل کی نگرانی کریں اور اسے کسٹمز والوں کے درمیان سے کسی پرابلم کے بغیر نکال دیں۔

پھر وہ آمنہ فرہاد کے پاس گئی۔ آمنہ نے کہا "میں تمارا کے پاس گئی تھی۔ اس پر روحانی عمل کے دوران اسے مخاطب کرنا مناسب نہیں تھا اس لیے خاموشی سے اس کے چور خیالات پڑھتی رہی۔ تمارا نے اس دشمن عورت کو پہچان لیا ہے۔ اس کا نام بدی بدی ہے۔ اپنی خلائی زبان بولتے وقت وہ جان بوجھ کر بے آواز ہو جاتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس نے اپنے ایک عاشق سے بے وفائی کی تھی اور اسے اپنے دوسرے عاشق سے ہلاک کرانا چاہا تھا لیکن وہ پہلا عاشق جان بچا کر اب بدی بدی کو ہلاک کرنا چاہتا ہے۔ وہ خلا میں رہے یا اس دنیا میں آکر چھپ جائے لیکن جب بھی وہ اپنی خلائی زبان میں کسی سے باتیں کرے گی تو ہزاروں لاکھوں میل دور رہنے والا عاشق اپنی غیر معمولی سماعت کے ذریعے اس کی آواز سن لے گا اور جب وہ اس دنیا کی انگریزی یا کوئی سی بھی زبان بہ آواز بولتی ہے تو اس کا لہجہ بدل جاتا ہے۔ اس کا عاشق بدلے ہوئے لہجے کے باعث اسے پہچان نہیں پاتا ہے۔ اس عاشق کی کچھ مجبوریاں ہیں جن کے باعث وہ اس ارضی دنیا میں نہیں آ رہا ہے۔"

ثانی نے پوچھا "بدی بدی ہماری تمارا کی کیوں دشمن بن گئی ہے؟"

"میں نے ابھی بدی بدی اور تمارا کی دشمنی کے بارے میں کچھ معلوم نہیں کیا ہے۔ ایسی جلدی بھی کیا ہے ہمیں بعد میں معلوم

ہو جائے گا۔"

"کیا آپ نے یہ پوچھا ہے کہ بدی بدی نے سپرماسٹر کے دماغ میں سگنلز کی آوازیں کس طرح پہنچائی تھیں؟"

"تمہاری دنیا کی طرح خلائی مخلوق کے درمیان بھی شیطان ہے۔ بدی بدی نے کالے جادو کے ذریعے محض تھوڑی دیر کے لیے دماغ میں سگنلز پہنچائے تھے اور اس نے کالے جادو کے ذریعے ہی تمہاری سوچ کی لہروں اور سپرماسٹر کے درمیان عارضی رکاوٹ کھڑی کی ہے۔ میں نے زیادہ دیر تمارا کے دماغ میں رہنا مناسب نہیں سمجھا اس لیے جلدی چلی آئی۔ میں سمجھتی ہوں تمہارے لیے اتنی معلومات کافی ہیں۔"

"جی ہاں۔ آپ سے ایک تعاون چاہتی ہوں۔ روحانی عمل کے سامنے کالا جادو دھواں بن کر اڑ جاتا ہے۔ آپ میرے راستے سے اس شیطانی عمل کو ختم کردیں۔"

"تم سپرماسٹر کے پاس جب بھی جاؤ گی، راستے میں کوئی رکاوٹ نہیں رہے گی۔ اب جاؤ بیٹی! فی امان اللہ۔"

ثانی نے وہاں سے فوراً ہی سپرماسٹر کی طرف خیال خوانی کی چھلانگ لگائی اور اس کے اندر پہنچ گئی۔ وہ گہری نیند میں تھا۔ اسے کوئی پریشانی نہیں تھی، کوئی خطرہ نہیں تھا۔ بدی بدی نے اسے یقین دلایا تھا کہ دشمن خیال خوانی کرنے والے کبھی اس کے دماغ میں نہیں پہنچ سکیں گے اور نہ ہی کوئی اسے اپنا تابعدار بنا سکے گا۔ سپرماسٹر نے بدی بدی میں بڑی خوبیاں دیکھی تھیں۔ وہ اس کے یقین دلانے سے گہری نیند سو گیا تھا۔

دوسری طرف بدی بدی کو بھی اپنے کالے جادو پر بڑا ناز تھا۔ کیونکہ اب تک کسی نے اس کے جادو کا توڑ نہیں کیا تھا۔ لہٰذا وہ بھی بڑے اعتماد اور اطمینان سے سو رہی تھی۔

ثانی کو بھی اطمینان حاصل ہو گیا تھا۔ اس نے سپرماسٹر کے خوابیدہ دماغ پر بڑے آرام سے تنویمی عمل کیا اور یہ بات اس کے ذہن میں نقش کردی کہ تنویمی نیند سے بیدار ہو کر وہ بھول جائے گا کہ اس پر عمل کیا گیا ہے اور وہ ثانی کا معمول اور تابعدار بن چکا ہے۔ اس کے برعکس وہ خود کو پہلے کی طرح آزاد اور فولادی ذہن کا توانا سمجھتا رہے گا۔

ثانی نے اسے اپنے زیرِ اثر لانے کے بعد ٹیلی پیتھی جاننے والے تینوں افواج کے سربراہوں کے متعلق دریافت کیا تھا کہ وہ تینوں کہاں ہیں اور سپرماسٹر ان تینوں سے کس طرح ملاقات کرتا ہے؟

وہ معمول بننے کے بعد جھوٹ نہیں بول سکتا تھا۔ اس نے کہا "جب سے ہم چاروں نے پاشا کی غیر معمولی صلاحیتیں اور ٹیلی پیتھی کا علم حاصل کیا ہے تب سے ایک ٹھوس منصوبے کے مطابق ایک دوسرے سے جدا ہو گئے ہیں۔ ہم نے صرف کمپیوٹر کو رابطے کا ذریعہ بنایا ہے۔ اپنی آواز اور لہجہ تبدیل کرنے کے علاوہ چہرے پر بھی پلاسٹک سرجری کے ذریعے تبدیلی کرائی ہے تاکہ ہم چاروں ایک دوسرے کو نہ آواز سے اور نہ چہروں سے پہچان سکیں۔"

ثانی ہاری ہوئی بازی جیت کر اپنی جگہ دماغی طور پر حاضر ہو گئی۔ علی نے درست کہا تھا۔ وہ صبح ہونے سے پہلے خوش خبری سنانے آئے گی لیکن وہ علی کے پاس نہیں گئی۔ اس نے خیال خوانی کے ذریعے ہیرو کو مخاطب کیا پھر کہا "یہ آرام سے سونے کا وقت ہے اور میں تم میاں بیوی کو زحمت دینے آئی ہوں۔"

ہیرو نے ہنستے ہوئے جمیلہ سے کہا "سسٹر ثانی آئی ہیں اور کہہ رہی ہیں کہ ہمارے آرام کے وقت زحمت دینے آئی ہیں۔"

جمیلہ نے کہا "سسٹر! ہم جاگ رہے ہیں اور ابھی آپ ہی کا ذکر کر رہے تھے۔ اگر آپ زحمت دینے آئی ہیں تو اس سے اچھی کوئی بات نہیں ہے۔ ہم تفریح کرتے کرتے بے زار ہو گئے ہیں پلیز کوئی کام بتائیں۔"

ہیرو نے کہا "اور ہاں عادل کے سلسلے میں جو ذمے داری آپ نے ہمیں دی ہے وہ کوئی کام نہیں ہے۔ صبح چھ بجے کی فلائٹ سے وہ جا رہا ہے۔ ہم اسے کسٹمز والوں کے درمیان سے نکال دیں گے۔"

ثانی نے کہا "اب میں تم دونوں کو جان جوکھم میں ڈالنے والا کام دوں گی۔ میں نے عادل کے ذریعے میامی شہر میں سپرماسٹر کو ڈھونڈ نکالا تھا۔ اب تمہارے ذریعے باقی تین میں سے کسی کو ٹریپ کرنا چاہتی ہوں۔ ہم یہ نہیں جانتے کہ وہ تینوں کس شہر میں ہیں۔ ہمیں اندھیرے میں تیر چلانا ہو گا۔ تم جمیلہ کے ساتھ کسی بھی پرائیویٹ ائیرویز کمپنی کے طیارے سے کل صبح تک شکاگو پہنچ جاؤ۔ نیند پوری کرنے کے بعد اوپن اسپورٹس کار میں شہر میں گھومتے رہو۔ تمہارے چہرے پر ابھی کسی حد تک بندر آدمی والی جھلک ہے۔ وہاں کی پولیس اور انٹیلی جنس والے تمہیں دیکھ کر محتاط ہو جائیں گے۔ اگر وہاں کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا ہو گا تو شکاگو کو چھوڑ کر بھاگے گا۔ میں نے اور عادل نے سپرماسٹر کو اسی طرح بھاگتے ہوئے پکڑا تھا۔"

ہیرو نے کہا "مجھے خوشی ہے کہ آپ ہمیں شکاگو کی پولیس اور انٹیلی جنس والوں سے آنکھ مچولی کھیلنے کا موقع دے رہی ہیں۔ اگر کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا ٹکرائے گا تو اور مزہ آئے گا۔ آپ اطمینان رکھیں ہم ابھی یہاں سے روانگی کی تیاری کرتے ہیں۔ اس مصروفیت کے دوران عادل کو نہیں بھولیں گے۔ اسے بابا صاحب کے ادارے تک بخیریت پہنچا دیں گے۔"

ان سے رابطہ ختم ہو گیا۔ ثانی نے صفورا کو مخاطب کیا۔ وہ میامی میں رہ گئی تھی۔ ثانی نے کہا "میامی کا گیم ختم ہو چکا ہے۔ تم وہاں تنہا ہو اور میں یہاں اس لیے چلی آؤ۔"

صفورا نے کہا "میں ابھی فون پر رابطہ کرنے والی تھی۔ اچھا ہوا آپ خیال خوانی کے ذریعے بول رہی ہیں ورنہ فون پر کوئی دوسرا ہماری گفتگو سن سکتا تھا۔"



"کوئی بہت ہی اہم بات ہے کیا؟"

"جی ہاں۔ یہاں بحری جہاز میں جو نائٹ کلب ہے میں اسی کلب میں ہوں۔ کھانے پینے اور عیش کرنے والوں نے بڑی رونق لگا رکھی ہے۔ اس بھیڑ میں میں نے ایک ادھیڑ عمر شخص کو دیکھا ہے اور اسے دیکھ رہی ہوں۔ اب بھی نظروں سے اوجھل نہیں ہونے دوں گی۔"

"کیا تمہارے اندر کا زہر ابل رہا ہے؟ اس بے چارے کو ڈسنا چاہتی ہو؟"

وہ مسکرا کر بولی "یہ بات نہیں ہے۔ اس شخص سے جانے یا انجانے میں ایک ایسی حرکت سرزد ہوئی ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ ٹیلی پیتھی جانتا ہے۔"

"کیا واقعی؟ یہ تو یقین نہ آنے والی بات ہے اس لیے کہ آج ہی اس شہر میں پاپا سے مشابہت رکھنے والے ایک شخص کو دشمنوں نے دیکھا ہے اور عادل کو پاپا سمجھ کر سپرماسٹر وہ شہر چھوڑ کر فرار ہو گیا تھا۔ پھر دوسرا خیال خوانی کرنے والا ایسی دلیری سے وہاں کیوں رہے گا؟"

"سسٹر! اس نے سوچا ہو گا کہ پاپا تو ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے کے پیچھے میامی سے چلے گئے اب وہ اس لیے واپس نہیں آئیں گے کہ یہاں فرہاد علی تیمور کو دیکھ لینے کے بعد کوئی دوسرا خیال خوانی کرنے والا نہیں آئے گا۔ لہٰذا اب کسی بھی خیال خوانی کرنے والے کے لیے یہ میامی شہر محفوظ ہے۔"

"صفورا! تم نہایت شاطرانہ پہلو سے سوچ رہی ہو۔ واقعی سپرماسٹر اور عادل کے وہاں سے جانے کے بعد دوسرے خیال خوانی کرنے والوں کے لیے وہ شہر محفوظ پناہ گاہ بن گیا ہے۔ اس شخص کے متعلق بتاؤ۔"

"ابھی تو میں اس سے دوستی کرنے کی پلاننگ کر رہی ہوں۔ دوستی نہ بھی ہو سکی تو اسے نظروں سے اوجھل نہیں ہونے دوں گی۔ موقع ملے گا تو اپنا تھوڑا سا زہر اس کے جسم میں ٹپکا دوں گی پھر آپ آسانی سے اس کے اندر پہنچ جائیں گی۔"

"ٹھیک ہے۔ اسے نظروں میں رکھو۔ میں آ رہی ہوں۔ کسی وجہ سے نہ آ سکی تو برابر خیال خوانی کے ذریعے رابطہ رکھوں گی۔"

ثانی وہاں سے اٹھ کر اس کمرے میں آئی جہاں کمپیوٹر اور دیگر ضروری الیکٹرونک آلات رکھے ہوئے تھے۔ اس نے کمپیوٹر کے سامنے بیٹھ کر علی کو مخاطب کیا۔ علی نے کہا "مجھے تمہارا ہی انتظار تھا۔ اب تم کچھ نہ کہو تب بھی سمجھ گیا ہوں کہ سپرماسٹر کا کباڑا کر چکی ہو۔"

"ہاں۔ ہاری ہوئی بازی کو سپرماسٹر کے حوالے سے جیت گئی ہوں۔ اسے اپنا تابعدار بنا چکی ہوں لیکن ابھی وہ خلائی حسینہ بدی بدی باقی ہے۔"

"یہ بدی بدی کیا چیز ہے؟"

"اس حسینہ کا نام ہے جس نے سپرماسٹر کو مجھ سے چھین لیا تھا۔"

"بھئی تم نے حساب برابر کردیا۔ اب کیا رہ گیا ہے؟"

"اس بدی بدی کو معلوم ہونا چاہیے کہ میرا شکار چھیننے والے کتنے عذابوں سے گزرتے ہیں۔ میرے دماغ میں آؤ۔"

علی اس کے اندر آگیا۔ اس نے کمپیوٹر کو آن کرتے ہوئے کہا۔ "میں نے سپرماسٹر کے خیالات پڑھ کر معلوم کیا ہے کہ وہ چاروں خیال خوانی کرنے والے مرغے کن کوڈ نمبرز پر ایک دوسرے سے رابطہ کرتے ہیں۔"

وہ مخصوص کوڈ نمبرز پر کمپیوٹر کو آپریٹ کرنے لگی۔ دوسری طرف سے ایک خیال خوانی کرنے والے نے اسکرین پر تحریر کے ذریعے کہا "میں آر آر (رمی ریز) حاضر ہوں۔" پھر دوسری تحریر ابھری۔ اسکرین پر لکھا ہوا تھا "میں ٹی ٹی (ٹیری ٹیلر) حاضر ہوں۔"

ثانی نے تحریر کے ذریعے کہا "تیسرا ساتھی ایس بی (اسٹیل بروکس) حاضر نہیں ہے۔ شاید وہ کسی نائٹ کلب میں ہے۔ اس کی یہ تفریح کی عادت اسے لے ڈوبے گی۔"

اس طرح رابطہ کرنے سے یہ یقین ہو گیا کہ میامی کے نائٹ کلب میں صفورا نے اسٹیل بروکس کو تاڑ لیا ہے۔

کمپیوٹر کی اسکرین پر سوال ابھرا "مسٹر ایس ایس (سپرماسٹر) آپ نے ہمیں کیوں مخاطب کیا ہے؟ خیریت تو ہے؟"

ثانی نے جواباً اسکرین کے ذریعے کہا "خیریت کیسے ہو گی؟ کمپیوٹر اسکرین پر پتا نہیں چلتا کہ کسی مرد سے رابطہ ہو رہا ہے یا عورت سے؟ اب یہی دیکھ لو کہ میں مرد نہیں ہوں۔ تمہارا سپرماسٹر نہیں ہوں۔ میں ایک کافر حسینہ ہوں اور میرا نام بدی بدی ہے۔ صبح سپرماسٹر نیند سے بیدار ہو اور تم سب سے رابطہ کرے تو اس سے پوچھ لینا کہ اس نے بدی بدی کو داشتہ بنایا کوئی بات نہیں لیکن بدی بدی کو رازدار بنانا نیکی ہے یا بدی؟"

ثانی نے کمپیوٹر بند کردیا۔ علی نے کہا "ثانی! تم دشمنوں کو گھر سے قبر تک دوڑاتی ہو اسی لیے سونیا ممانے تمہارا نام سونیا ثانی رکھا ہے۔ یعنی دوسری سونیا۔۔۔"


مقبول ناول نگار ایم اقبال کی دو دو کتابیں۔ ہر کتاب میں دو مکمل ناول

عمران سیریز | پرمود سیریز

عجیب ہنگامے | ریکارڈ کی چوری

ایک جلد میں | ایک جلد میں

پانچواں کالم | موت کا راستہ

صفحات ۳۲۰۔ قیمت ۴۰ روپے | صفحات ۳۲۰۔ قیمت ۴۰ روپے

تابیات پبلی کیشنز۔ پوسٹ بکس نمبر ۲۳ کراچی

**اگر** ثانی کے راستے میں بدی بدی نہ آتی تو سپر ماسٹر یہ سمجھتا کہ ثانی نے اس پر عمل کرکے اسے اپنا معمول اور تابعدار بنالیا ہے لیکن اب وہ نہیں جان سکتا تھا کہ وہ ثانی کا تابعدار بن چکا ہے کیونکہ وہ پورے یقین کے ساتھ بدی بدی پر بھروسا کررہا تھا کہ وہ ثانی کو ناکام بناچکی ہے اور آئندہ بھی ناکام بناتی رہے گی۔

اب ثانی نے ایسی چال چلی تھی کہ سپر ماسٹر کا اعتماد بدی بدی پر سے اٹھنے والا تھا کیونکہ ثانی نے سپر ماسٹر کے دوسرے ساتھیوں سے خفیہ کوڈ نمبرز پر رابطہ کرکے انہیں اپنا نام بدی بدی بتایا تھا۔ یہ بھی کہا تھا کہ سپر ماسٹر نے اسے صرف داشتہ نہیں بنایا ہے بلکہ رازدار بھی بنایا ہے۔ بدی بدی کو رازدار بنانے کا ثبوت اس طرح مل گیا تھا کہ کمپیوٹر کے خفیہ کوڈ نمبرز صرف ان چار ساتھیوں کے سوا کسی کو معلوم نہیں تھے لیکن اب پانچویں رازدار بدی بدی بن گئی تھی اور اس نے ان کے اہم معاملات پر گفتگو کی تھی۔

پہلے ثانی نے ان سے کہا "صبح تمہارا سپر ماسٹر نیند سے بیدار ہو اور تم سب سے رابطہ کرے تو اس سے پوچھ لینا کہ اس نے بدی بدی کو داشتہ بنایا کوئی بات نہیں لیکن بدی بدی کو رازدار بنانا نیکی ہے یا بدی۔"

اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والے ساتھی نہیں جانتے تھے کہ بدی بدی کون ہے؟ سپر ماسٹر نے اپنے رازدار ساتھیوں کو اعتماد میں لئے بغیر' انہیں بتائے بغیر کسی پانچویں کو اپنی ٹیم میں رازدار کیوں بنالیا اور وہ بھی ایک عورت کو؟

جس وقت ثانی نے بدی بدی بن کر کمپیوٹر کے ذریعے رابطہ کیا اس وقت دوسری طرف سے ری ریز اور ٹیری ٹیلر اپنے اپنے کمپیوٹر پر موجود تھے۔ تیسرا ساتھی اسٹیل بروکس اپنے کمپیوٹر پر موجود نہیں تھا۔ ری ریز نے کمپیوٹر کے ذریعے سوال کیا۔ "سپر ماسٹر نے تمہیں رازدار بنایا اور تم اس کے خلاف ہم سے پوچھ رہی ہو کہ اس نے اچھا کیا ہے یا برا؟"

ثانی نے بدی بدی کی حیثیت سے کہا "جب مجھے رازدار بنایا گیا ہے تو میرا فرض ہے کہ میں اصولوں پر سختی سے عمل کروں۔ سپر ماسٹر یا تم میں سے کسی سے بھی اصول کے خلاف کوئی کام ہو تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ تم اپنی ٹیم کو بے اصولی سے کمزور بنارہے ہو۔ میں نے یہی بات سپر ماسٹر سے کی تھی لیکن اس نے کہا۔ میرے باقی ساتھی میرے ماتحت ہیں اور میری بے اصولی کو بھی دانشمندانہ حکمتِ عملی سمجھیں گے۔"

ٹیری ٹیلر نے کہا "بے اصولی میں کبھی دانش مندی نہیں ہوتی۔"

"یہی میں کہتی ہوں۔ جب میں نے سپر ماسٹر کو قائل کیا تو اس نے کہا' وہ فی الحال اپنے ساتھیوں کو میرے بارے میں کچھ نہیں بتائے گا۔ جب وہ کمپیوٹر پر میرا ذکر ہی نہیں کرے گا تو کسی ساتھی کو میرے بارے میں اس لئے معلوم نہیں ہوگا کہ تینوں ساتھی ہماری خفیہ رہائش گاہ کے بارے میں نہیں جانتے' خود ایک دوسرے کے متعلق نہیں جانتے ہیں کہ سب اپنی اپنی جگہ کس طرح پرائیویٹ لائف گزار رہے ہیں۔ اسی طرح میں اس کی پرائیویٹ پراپرٹی ہوں۔"

ری ریز نے کہا "بدی بدی! ہم تمہارے بارے میں کچھ نہیں جانتے لیکن تمہاری اس بات سے متفق ہیں کہ کسی بھی پانچویں ہستی کو اپنی ٹیم میں شامل کرنے سے پہلے ہم تینوں کو پانچویں کے بارے میں بتانا چاہئے تھا۔ اس نے ایسا نہ کرکے سراسر اصول کے خلاف خطرہ مول لینے کا کام کیا ہے۔"

ٹیری ٹیلر نے کہا "تم برا نہ ماننا۔ ہم تو تمہیں اپنے لئے خطرہ ہی سمجھیں گے اگرچہ ہم تمہاری عزت بھی کررہے ہیں۔"

"آئندہ بھی عزت کروگے کیونکہ میں سچی اور کھری باتیں کروں گی۔ تم سب نے اپنے آپ کو بہت زیادہ پراسرار بنالیا ہے۔ دشمن تو کیا خود تم لوگ بھی ایک دوسرے کو نہیں پہچانتے لیکن اس کا ایک نقصان وہ پہلو یہ ہے کہ سپر ماسٹر نے صرف مجھے داشتہ نہیں بنایا بلکہ اس یقین سے شراب پیتا ہے کہ نشے کے دوران کوئی دشمن اس کے اندر نہیں پہنچ سکے گا کیونکہ کوئی اسے سپر ماسٹر کی حیثیت سے کبھی نہیں پہچان سکے گا۔"

"تمہاری یہ بات بھی درست ہے کہ ہماری حکمتِ عملی سے کوئی دشمن نہ ہمیں پہچان سکے گا نہ ہمارے اندر آنے کی ضرورت سمجھے گا لیکن ہم ایک دوسرے کے بارے میں یہ نہیں جانتے کہ کون شراب پی کر اپنے دماغ کے دروازے کھلے رکھتا ہے اور کون کسی حسینہ سے متاثر ہوکر اسے اپنا رازدار بنالیتا ہے۔"

ٹیری ٹیلر نے کہا "بدی بدی! کیا تم اپنے متعلق کچھ بتانا پسند کرو گی؟"

"میرے بارے میں شاید یقین نہ کرو کہ میں خلائی مخلوق ہوں۔ ایک خلائی مخلوق تمارا ہے جسے تم لوگ لکی سیون کے نام سے جانتے ہو۔ میں رفتہ رفتہ اپنے خلائی مخلوق ہونے کا یقین دلا سکوں گی۔۔۔ فی الوقت ہماری واضح پہچان یہ ہے کہ ہم اس دنیا کی کسی زبان سے واقف نہیں ہیں لیکن قدرتی طور پر ہمارے دماغ کے ایک حصے میں ٹرانس لیٹر ہے جو ایک انجانی زبان کا ترجمہ ہماری خلائی زبان میں کرتا ہے پھر ہماری زبان بے اختیار وہ انجانی زبان بولنے لگتی ہے۔"

ری ریز نے کہا "اگر میں افریقہ کی کوئی زبان بولوں تو تمہارے دماغ کا ٹرانس لیٹر تمہیں وہ زبان سمجھادے گا؟"

"بے شک۔ اگر وہ زبان لکھی اور پڑھی جاتی ہے ورنہ تم کمپیوٹر کی اسکرین پر اسے تحریر کی صورت میں پیش نہیں کرسکو گے۔"

دوسرے ہی لمحے میں ثانی کی کمپیوٹر اسکرین پر ایک انجانی افریقی زبان کی تحریر ابھرنے لگی۔ ثانی گڑبڑا گئی۔ وہ بہت سی زبانیں جانتی تھی لیکن اس انجانی زبان کی تحریر پہلی بار دیکھ رہی تھی۔

علی نے ہنستے ہوئے کہا "اب کیا ہوا؟ جواب دو؟ تم نے سوچے سمجھے بغیر دنیا کی ہر زبان بولنے کا دعویٰ کیوں کیا؟"

"میں سوچے سمجھے بغیر کوئی کام نہیں کرتی۔ ابھی جناب تبریزی یا ماما آمنہ کو بلاؤں گی تو وہ روحانی ٹیلی پیتھی کے ذریعے اس زبان کو بھی میرے ذہن میں نقش کردیں گے۔"

"ان بزرگوں کو زحمت نہ دو۔ چلو کمپیوٹر آپریٹ کرو۔ میں بول رہا ہوں۔"

علی بولنے لگا۔ وہ اس انجانی زبان کو سمجھتے ہوئے اس زبان کو جواباً اسکرین پر پیش کرنے لگی۔

ری ریز نے قائل ہوکر کہا "واقعی' ہمیں یقین کرنا پڑے گا کہ خلائی مخلوق کے دماغ میں قدرتی ٹرانس لیٹر ہے۔ میں نے افریقہ کی ایک غیر معروف زبان پیش کی اور تم نے اسی زبان میں جواب دیا۔"

ٹیری ٹیلر نے ایک بار روسی زبان میں اور دوسری بار ترکی زبان میں سوال کیا۔ ثانی نے انہی زبانوں میں تحریری جواب دیا پھر کہا۔ "میری ایک خوبی یہ ہے کہ میں خیال خوانی کی لہروں کو کسی کے بھی دماغ تک پہنچنے سے روک دیتی ہوں۔ سونیا ثانی سپر ماسٹر کو ٹریپ کرنے میں اور اس کے دماغ تک پہنچنے میں کامیاب ہورہی تھی لیکن میں نے اس کی خیال خوانی کی لہروں کو نہ پہنچنے دیا اور نہ ہی سپر ماسٹر کو اس کے زیرِ اثر آنے دیا۔ آئندہ بھی کوئی خیال خوانی کرنے والا دشمن سپر ماسٹر تک نہیں پہنچے گا۔ میں ہمیشہ اس کی حفاظت کرتی رہوں گی۔"

"یہ ہمارے لئے نئی بات ہے کہ تم خیال خوانی کی لہروں کو کسی کے بھی دماغ میں پہنچنے سے پہلے روک دیتی ہو۔ کل ہم سپر ماسٹر سے اس بات کی تصدیق کریں گے۔ ویسے یہ بتاؤ' تم سپر ماسٹر پر کیوں مہربان ہو؟ کیا اس سے عشق ہوگیا ہے؟"

"ہاں۔ میں اسے چاہنے لگی ہوں لیکن اس کے علاوہ تم لوگوں کے لئے بھی خلوص اور سچائی رکھتی ہوں۔ اس سپر ماسٹر کو چاہنے کے باوجود اس کی ایک غلطی کو تمہارے سامنے پیش کرچکی ہوں۔ تاکہ تم سب سپر ماسٹر کا محاسبہ کرو۔ ایک دوسرے کا محاسبہ کرنے سے ہی ٹیم مضبوط ہوتی ہے۔"

"تم کیوں چاہتی ہو کہ ہماری ٹیم مضبوط ہوتی رہے؟"

"یہ میں سپر ماسٹر کو بتاچکی ہوں کہ تمارا (لکی سیون) کے یونٹ سے ہماری جانی دشمنی ہے۔"

"یہ یونٹ کا مطلب کیا ہوا؟"

"یونٹ کا مطلب ہے قبیلہ۔ تمارا ہمارے دشمن قبیلے کی لڑکی ہے۔ میری طرح وہ بھی بڑی صلاحیتوں کی حامل ہے۔ اگر اسے موقع ملے گا اور اس کا داؤ چل جائے گا تو وہ مجھے مار ڈالے گی۔ وہ اپنے تین ساتھیوں سے بچھڑی ہوئی ہے۔ جس دن بھی اس کے ساتھی اسے ملیں گے اس کی پوزیشن اور مضبوط ہوجائے گی اسی لئے میں سپر ماسٹر کی پناہ میں آگئی ہوں اور چاہتی ہوں کہ تم سب متحد رہو۔ میری سچائی اور وفاداری پر بھروسا کرکے تمارا اور اس کے ساتھیوں کو مجھ تک پہنچنے نہ دو۔"

"ہم سپر ماسٹر سے چند ضروری باتیں کرنے کے بعد تمہیں ہر طرح سے تحفظ دیں گے۔"

"بہت بہت شکریہ! میں اسی وعدے کے ساتھ رابطہ ختم کررہی ہوں کہ اپنی صلاحیتوں کے ذریعے کسی بھی دشمن کو تم میں سے کسی کے سائے تک بھی نہیں پہنچنے دوں گی۔ اوکے۔ گڈ بائی۔"

ثانی نے کمپیوٹر بند کردیا۔ علی نے کہا "میرا احسان یاد رکھنا۔ میں نے افریقی زبان کے سلسلے میں تمہاری مشکل آسان کی تھی۔"

"اپنا احسان اپنے پاس رکھو۔ میں بھی مشکل وقت میں تمہارے کام آتی ہوں۔ یہ بتاؤ تم پارس کی جگہ برادر کبیر کا رول کیسے ادا کررہے ہو؟ کوئی پرابلم تو پیش نہیں آرہی ہے؟"

"صرف ایک پرابلم ہے جس سے میں پریشان ہورہا ہوں۔"

"تم اور کسی مسئلے کے باعث پریشان ہو' میں مان نہیں سکتی۔"

"ماننا چاہئے۔ میں آخر انسان ہوں۔ میرے سینے میں دل ہے اور دل میں جذبات ہیں۔ تم جانتی ہو کہ ہم ہمیشہ سے جذبات کو کچلتے آئے ہیں لیکن پارس کی جگہ آکر ایسا لگتا ہے کہ پارس کے عاشقانہ جذبات میرے اندر سما گئے ہیں۔ جس حسینہ کو دیکھتا ہوں' اسے چھیڑنے کو جی چاہتا ہے۔"

"بکواس کروگے تو اچھا نہیں ہوگا۔ تم مضبوط قوتِ ارادی کے مالک ہو۔ تم سے ایسی حماقتیں کبھی نہیں ہوں گی۔"

"کیا تم سمجھتی ہو کہ پارس مضبوط قوتِ ارادی کا مالک نہیں ہے۔ وہ کبھی ٹھوکر کھاکر کسی حسینہ پر گرتا ہے تو اس کے پیچھے بڑا اہم مقصد ہوتا ہے۔ اس نے مختلف حسیناؤں کو سیڑھیاں بناکر کئی کارنامے انجام دیے ہیں۔ اب میرے اندر بے اختیار ایسے ہی طریقۂ کار کے لئے جذبات بھڑک رہے ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ میں بھی ٹھوکر کھاکر کسی حسینہ پر گرنے والا ہوں۔"

"دیکھو' میں تم سے بات نہیں کروں گی لیکن تمہیں چھوڑوں گی بھی نہیں۔ یہاں کی ساری ذمے داریاں چھوڑ کر تمہاری نگرانی کرنے چلی آؤں گی۔"

علی نے ہنستے ہوئے کہا "تمہیں تو مجھ پر بڑا اعتماد تھا کہ میں تمہارے سوا کسی سے بات کرنا تو درکنار دیکھنا بھی گوارا نہیں کرتا۔ کیا ہوا تمہارا اعتماد؟"

"تم ایسے شیطان کی جگہ کام کرنے گئے ہو کہ مجھ جیسی محبت کرنے والی کا اعتماد بھی ڈگمگا جاتا ہے۔ پتا نہیں وہ کتنی حسیناؤں کو سبز باغ دکھانے کے بعد گیا ہے۔ اب وہ ساری حسینائیں تمہیں برادر کبیر سمجھ کر تمہارے پیچھے پڑی رہیں گی۔"

وہ پھر ہنستے ہوئے بولا "ساری دنیا کی حسیناؤں کو پیچھے پڑنے

دو۔ میرا عشقِ حقیقی صرف ایک خدا سے ہے اور میرا عشقِ مجازی صرف ایک سونیا ثانی سے ہے۔ اپنے کام پر توجہ دو پھر ملیں گے۔"

وہ دماغ سے چلا گیا۔ وہ بڑے اعتماد سے مسکرانے لگی۔ اسے اپنے علی کی محبت اور مستقل مزاجی پر ناز تھا۔ وہ تھوڑی دیر تک سوچتی رہی پھر خیال خوانی کی پرواز کرکے صفورا کے پاس پہنچی۔ صفورا نے پوچھا "آپ کب تک یہاں آئیں گی؟ ایسا نہ ہو کہ ہاتھ آنے والا شکار نظروں سے اوجھل ہوجائے۔ اس وقت وہ کلب کے ایک کیبن میں ایک حسینہ کے ساتھ گیا ہے۔"

ثانی نے کہا "مجھے یہ معلوم ہوچکا ہے کہ جس پر تم نے نظر رکھی ہے وہ سپر ماسٹر کا ایک ساتھی اسٹیل بروکس ہے۔ میں وہاں نہیں آؤں گی۔ تم مجھے اس کے دماغ میں پہنچا کر میرے پاس چلی آؤ۔"

صفورا بڑے لوگوں کے کلب میں یونہی بیٹھی نہیں رہ سکتی تھی اس لئے کاؤنٹر کے ساتھ اونچے اسٹول پر بیٹھی وہسکی پی رہی تھی۔ زہریلی صفورا اور پارس کے لئے شراب میں کوئی نشہ نہیں ہوتا تھا۔ وہ محض پانی کی طرح ہوتی تھی۔

وہ کاؤنٹر پر بل ادا کرکے نشے میں مست ہونے کے انداز میں چلتی ہوئی ایک کیبن کے پاس آئی۔ کیبن کی چار دیواری لکڑیوں کی تھی۔ اندر کی آوازیں باہر تک سنائی دیتی تھیں۔ اسٹیل بروکس نشے کی حالت میں مست ہورہا تھا اس لئے مستی میں لہک لہک کر بول رہا تھا۔ صفورا نے ثانی سے کہا "اس کی باتیں آپ بھی سن رہی ہوں گی۔"

"ہاں۔ تمہارے ذریعے صاف طور سے سن رہی ہوں۔"

"اس کی باتوں اور حسینہ کی آوازوں سے ظاہر ہے کہ وہ گناہوں کی دلدل میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ میں اس کیبن کے اندر نہیں جاؤں گی۔ پہلے آپ یہ معلوم کرلیں کہ وہ نشے کی حالت میں اپنی اصلی آواز اور لہجے میں بول رہا ہے یا نہیں؟ اصلی آواز ہوگی تو مجھے اس کے اندر اپنا زہر انجکٹ کرنے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔"

ثانی اس کی آواز پر توجہ دیتے ہوئے اس کے اندر پہنچ گئی۔ صفورا نے درست کہا تھا کہ کیبن کے اندر نہیں جانا چاہئے۔ ثانی کو بڑا غصہ آیا۔ اس نے اسٹیل بروکس کے دماغ میں زلزلہ پیدا کیا۔ یکبارگی اس کے حلق سے چیخ نکلی۔ ثانی باہر آگئی۔ وہ کیبن کی دلدل میں رہ کر یہ نہیں دیکھنا چاہتی تھی کہ اسٹیل بروکس کس طرح دماغی تکلیف کے باعث اِدھر اُدھر فرش پر تڑپ رہا ہے۔

اس کی چیخیں سن کر کلب کے کتنے ہی لوگ کیبن کی طرف دوڑتے ہوئے گئے۔ کیبن میں جو حسینہ تھی' وہ اپنے گاہک کے اچانک پاگل پن سے خوفزدہ ہو کر جس حالت میں تھی اسی حالت میں بھاگتی ہوئی باہر آگئی تھی۔ کچھ لوگ کیبن میں جاکر اسٹیل بروکس کو تھام کر پوچھ رہے تھے کہ اسے کیا ہوگیا ہے۔ ایک شخص اسے لباس پہنا رہا تھا۔ وہ کسی کے سوال کا جواب دینے کے قابل نہیں رہا تھا۔ دماغ پھوڑے کی طرح دکھ رہا تھا۔

کلب کے منیجر نے فوراً ہی ایمبولینس بلائی پھر وہاں کے ملازم اسے ایک اسٹریچر پر ڈال کر لے گئے۔ ثانی نے صفورا سے کہا "تم واشنگٹن چلی آؤ۔ میں اسٹیل بروکس کے اندر رہوں گی۔ اس کی ذہنی توانائی بحال نہیں ہونے دوں گی۔"

وہ یہی کررہی تھی۔ اسپتال پہنچنے تک دماغی تکلیف کم ہوگئی تھی۔

وہ پاشا کی طرح غیر معمولی ذہنی اور جسمانی قوتوں کا حامل تھا۔ شراب کا نشہ ہرن ہوگیا تھا۔ توانائی بحال ہونے والی تھی لیکن نہیں ہورہی تھی۔ ثانی اس کے اندر رہ کر بہت ہی ہلکے ہلکے جھٹکے پہنچا رہی تھی۔ اس کا بدن بھی جھٹکے کھا رہا تھا۔ اسپتال کے وارڈ بوائز نے دونوں طرف سے اسے تھام رکھا تھا۔ ڈاکٹر نے اسے ذہنی سکون پہنچانے کے لئے نیند کا انجکشن لگا دیا۔

کمزور ذہن پر انجکشن نے اثر دکھایا۔ وہ گہری نیند میں ڈوبتا چلا گیا۔ ذہنی تکلیف کا احساس ختم ہوگیا۔ ایسے وقت ثانی اس کے خوابیدہ دماغ کو تنویمی عمل کے زیرِ اثر لانے لگی۔

○☆○

سپر ماسٹر کے دو روبوٹ ٹیلی پیتھی جاننے والے ساتھی ری ریز اور ٹیری ٹیلر محفوظ تھے۔ ابھی وہ دونوں نہیں جانتے تھے کہ سپر ماسٹر اور اسٹیل بروکس پر کیا گزر چکی ہے لیکن ثانی نے بدی بدی بن کر انہیں ایسے اندیشوں میں مبتلا کردیا تھا جن کے باعث ان کی نیندیں اڑ چکی تھیں۔

ری ریز نے کمپیوٹر کے مخصوص کوڈ نمبرز کے مطابق ٹیری ٹیلر سے رابطہ کیا پھر اسکرین پر تحریر کے ذریعے کہا "میں نے سپر ماسٹر کے کمپیوٹر کو سگنل نہیں دیا ہے۔ اسٹیل بروکس بھی اپنی رہائش گاہ میں نہیں ہے اس لئے اس کا کمپیوٹر بھی خاموش ہے۔ ابھی صرف ہم دونوں کے درمیان رابطہ ہے۔"

ٹیری ٹیلر نے کہا "میں بھی یہ سوچ رہا تھا کہ صرف تم سے رابطہ کروں۔ وہ ہم سے رابطہ کرنے والی بدی بدی مجھے کھٹک رہی ہے۔ اگرچہ اس نے بہت سی ٹھوس اور مدلل باتیں کی ہیں۔ سپر ماسٹر کی ایک غلطی کی بھی صحیح نشاندہی کی ہے۔ اس کے باوجود کیا ہمیں اس پر اعتماد کرنا چاہئے؟"

ری ریز نے کہا "اس نے اپنے خلائی مخلوق ہونے کے دو ایک ثبوت دیے ہیں اور یہ تو حیرت انگیز بات ہے کہ اس کا دماغ اس دنیا کی تمام زبانیں اسے سمجھا دیتا ہے۔ ہم کل صبح سپر ماسٹر سے معلوم کریں گے کہ واقعی اس نے ثانی کی خیال خوانی سے ۔ ۔ ۔ ۔ اسے محفوظ رکھا ہے۔ اگر بدی بدی نہ ہوتی تو ثانی سپر ماسٹر کو اپنا تابعدار بنالیتی۔"

"ابھی میں نے کہا تھا کہ بدی بدی مجھے کھٹک رہی ہے۔ ایسا اس لئے کہہ رہا ہوں کہ ہم سے پہلے دیوی سابقہ سپر ماسٹر اور ج کے اعلیٰ افسران کو غلام بنا چکی ہے۔ کیا اب وہ بدی بدی بن کر ہو کا نہیں دے رہی ہوگی؟ ہوسکتا ہے کہ وہ خلائی مخلوق بن کر اپنی معمولی صلاحیتوں کا مظاہرہ کررہی ہو تاکہ ہم اسے آتما شکتی والی کی نہ سمجھیں۔"

"ٹیری! تم نے بڑی چونکا دینے والی بات کہہ دی ہے۔ واقعی نے اس پہلو پر غور نہیں کیا تھا کہ دیوی ایک خلائی مخلوق بن کر یں ٹریپ کرنے کے نئے راستے ہموار کررہی ہوگی۔"

"وہ کہہ رہی تھی کہ سپر ماسٹر نے اسے اپنی داشتہ بنا کر رکھا ہے ی وہ جسمانی طور پر سپر ماسٹر کے پاس ہے جب کہ اس مکار دیوی نے کسی حسینہ پر تنویمی عمل کرکے اس کے دماغ میں خلائی مخلوق والی تیں ٹھونس کر اسے سپر ماسٹر کے پاس پہنچا دیا ہوگا۔"

"بے شک دیوی کو پیشِ نظر رکھ کر حالات کا تجزیہ کیا جائے تو یوی کی چالبازی واضح طور سے سمجھ میں آجاتی ہے۔"

"ہمیں یہ طے کرلینا چاہئے کہ دیوی ہو یا واقعی کوئی خلائی مخلوق ہو' وہ ہمارے لئے بہرحال خطرہ ہے۔ ایسا الجھا ہوا پیچیدہ خطرہ ابھی سمجھ میں نہیں آرہا ہے اور جب تک سمجھ میں نہ آئے' تب تک ہمیں سپر ماسٹر سے کوئی رابطہ نہیں رکھنا چاہئے۔"

"کمپیوٹر کے ذریعے رابطہ رکھنے میں کسی طرح کا خطرہ نہیں ہے۔ اس کے ذریعے شاید ہم سپر ماسٹر سے باتیں کرکے اس خلائی مخلوق یا دیوی کی چالوں کو سمجھ سکیں۔"

"پتا نہیں کب صبح ہوگی اور کب سپر ماسٹر بیدار ہونے کے بعد ہم سے رابطہ کرے گا۔ اس نے کسی کو داشتہ بنا کر ہمیں اندیشوں اور اضطراب میں مبتلا کردیا ہے۔ مجھے تو نیند نہیں آئے گی۔"

"ستم بالائے ستم یہ کہ اسٹیل بروکس بھی کمپیوٹر اٹینڈ نہیں کررہا ہے۔ ہم خود کو تسلی دے سکتے ہیں کہ وہ بھی سپر ماسٹر کی طرح سو رہا ہے یا کہیں تفریح کے لئے گیا ہے لیکن ہمارے درمیان دیوی یا دیوی کی طرح کوئی پراسرار عورت گھس آئی ہے۔ جب تک اس کی حقیقت کھل کر سامنے نہیں آئے گی تب تک ہمیں اطمینان حاصل نہیں ہوگا۔ میں تم سے رابطہ ختم کرکے خواب آور گولیاں کھانے جارہا ہوں ورنہ صبح تک اندیشے جگاتے رہیں گے۔"

"ٹھیک ہے۔ کسی نہ کسی طرح آج رات کی صبح کرنی ہوگی۔ بھی گولیاں کھا کر سونے جارہا ہوں۔"

ری ریز نے کہا "ٹھہرو ٹیری! کمپیوٹر بند نہ کرنا۔ میرے دماغ ایک بات کھٹک رہی ہے۔"

"ہاں بولو۔ اب ذرا سا بھی کھٹکا ہو تو ہمیں اپنے سائے سے بھاگنا ہوگا۔"

"میں کہہ رہا ہوں' تھوڑی دیر کے لئے یہ فرض کرو کہ دیوی ے اور تمہارے دماغوں تک آپہنچی ہے اور....."

اس نے بات کاٹ کر تحریر کے ذریعے کہا "دیوی اور ہمارے دماغوں میں؟ دیکھو ایسی جان نکال دینے والی باتیں نہ کرو۔"

"ہماری جان نکل جائے وہ اچھا ہے لیکن ہمیں ہر پہلو پر نظر رکھنی ہوگی۔ اب اسی پہلو پر غور کرو کہ ہم دونوں خلافِ معمول خواب آور دوائیں کھا کر کیوں سونا چاہتے ہیں؟ کیا صرف اس لئے کہ ایک عورت بہت پراسرار بن کر ہماری نیندیں اڑا رہی ہے؟"

"بے شک۔ ہم گہری نیند سوئیں گے تو دوسری صبح ذہن تازہ رہے گا اور ہم حالات کا اچھی طرح تجزیہ کرسکیں گے۔"

"یہ کیوں نہیں سوچتے کہ خواب آور دوا ہمیں گہری نیند سلائے گی تو ہم اس قدر غافل ہوجائیں گے کہ دیوی آسانی سے ہمارے دماغوں میں آجائے گی اور ہم مسکن دوا کے باعث اسے اپنے اندر محسوس نہیں کرسکیں گے۔"

"ٹھیک کہتے ہو۔ ہم نے کبھی نشہ نہیں کیا۔ کبھی کوئی مسکن دوا استعمال نہیں کی لیکن محض سکون کی نیند کے لئے نقصان دہ دوا استعمال کرنے جارہے ہیں۔ نہیں.... نہیں' نیند آئے یا نہ آئے' میں ایسی کوئی دوا استعمال نہیں کروں گا۔"

"یہ سوچو کہ ہمیں خواب آور دوا کے استعمال کرنے کا خیال کیوں آیا؟ کیا وہ ہمارے اندر رہ کر ایسا خیال پیدا کررہی ہے یا آتما شکتی کا کوئی ہتھکنڈا دور سے آزما رہی ہے تاکہ آزمائش کامیاب ہو تو وہ آسانی سے ہمارے اندر پہنچ سکے۔ میں بھی کان پکڑتا ہوں۔ خواہ صبح تک جاگتا رہوں لیکن دماغ کو غافل بنا کر کسی دشمن کو اپنے اندر آنے نہیں دوں گا۔"

وہ دونوں اندیشوں کے عذاب میں مبتلا ہوگئے تھے۔ نہ جاگنا چاہتے تھے اور نہ ہی سو سکتے تھے۔ ان چاروں نے پہلے یہ طے کیا تھا کہ جب تک بیدار رہیں گے ہر ایک گھنٹے بعد ایک دوسرے سے کمپیوٹر کے ذریعے خیریت معلوم کرتے رہیں گے لیکن اب یہ اندیشوں میں مبتلا کرنے والی بات تھی کہ سپر ماسٹر اپنے ساتھیوں کو شب بخیر کہے بغیر وقت سے پہلے سو گیا تھا اور ان کے ساتھی اسٹیل بروکس نے بھی شب بخیر نہیں کہا تھا۔ پتا نہیں وہ گڈ نائٹ کہنا بھول گیا تھا یا کسی نے اس کے دماغ سے یہ بات بھلا دی تھی۔

وہ دونوں جیسے روشنی میں تھے اور ان کے آگے گہری تاریکی میں ان کے دو ساتھی نظر نہیں آرہے تھے۔ اپنے ساتھیوں کو ڈھونڈ نکالنے اور حقیقتِ حال معلوم کرنے کے لئے وہ روشنی سے تاریکی میں جانے کی جراُت نہیں کرسکتے تھے۔ جان عذاب میں مبتلا ہوگئی تھی۔

وہ دونوں کمپیوٹر کے سامنے ایزی چیئر پر تمام رات بیٹھے رہے۔ کبھی نیند کے دباؤ سے اونگھتے رہے اور کبھی یوں چونک جاتے تھے جیسے وہ دشمن عورت ان کے دماغوں پر شب خون مارنے آگئی ہو۔

وہ دشمن عورت سونیا ثانی تھی۔ اس نے بدی بدی بن کر انہیں سوچتے رہنے اور جاگتے رہنے پر مجبور کردیا تھا اور خود اسٹیل بروکس پر تنویمی عمل کرنے کے بعد اطمینان سے سوگئی تھی۔

وہ دوسری صبح سات بجے بیدار ہوئی۔ اس نے سپر ماسٹر کو آٹھ بجے اور اسٹیل بروکس کو نو بجے بیدار ہونے کا حکم دیا تھا۔ اس نے غسل وغیرہ سے فارغ ہو کر صفورا کے ساتھ ناشتا کیا پھر اس سے کہا "میں خیال خوانی میں مصروف رہوں گی۔ تم کیا کرو گی؟"

"میں واشنگٹن کے مختلف علاقوں میں گھومتی پھرتی رہوں گی ہوسکتا ہے' یہاں بھی سپر ماسٹر کے کسی ساتھی سے سامنا ہو جائے اور میں کسی طرح اسے پہچان لوں۔"

صفورا کپڑے تبدیل کرنے اپنے بیڈ روم میں چلی گئی۔ ثانی اپنے بیڈ روم میں آ کر سپر ماسٹر کے پاس پہنچ گئی۔ وہ پندرہ منٹ کے بعد بیدار ہونے والا تھا لیکن اس کا خوابیدہ ذہن کہہ رہا تھا کہ دروازے پر دستک ہو رہی ہے۔

ثانی نے اپنے معمول کو حکم دیا کہ تنویمی نیند کافی ہو چکی ہے۔ اب وہ بیدار ہو سکتا ہے۔ اس حکم کے ساتھ ہی اس نے آنکھیں کھول دیں۔ اسے دروازے پر دستک کے ساتھ بدی بدی کی آواز سنائی دی۔ "دروازہ کھولو۔ کیا تمہارے سونے اور جاگنے کا وقت مقرر نہیں ہے؟"

وہ اٹھ کر دروازے کے قریب آیا پھر بولا "میں جاگ رہا ہوں۔ ابھی غسل وغیرہ سے فارغ ہو کر آتا ہوں۔ تب تک تم ناشتے کا انتظام کرو۔"

وہ غسل خانے کی طرف جانے لگا۔ ثانی اس کے دماغ سے نکل آئی اور اسٹیل بروکس کی خیریت معلوم کرنے لگی۔ وہ اسپتال کے کمرے میں آرام سے سو رہا تھا۔ ثانی نے پچھلی رات اس کے دماغ میں زلزلہ پیدا کیا تھا۔ لیکن اب وہ نارمل تھا۔ دماغی توانائی بحال ہو گئی تھی۔ وہ پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کر کے سانس روک سکتا تھا۔ صرف ایک معمول کی حیثیت سے ثانی کو اپنے اندر محسوس نہیں کر رہا تھا۔

ایک گھنٹے کے اندر سپر ماسٹر بیڈ روم سے باہر نکلنے کے لئے تیار ہو گیا۔ ثانی اس کی سوچ میں کہنے لگی "میں نے پچھلی رات کافی پی لی تھی۔ پتا ہی نہ چلا کہ کب سو گیا لیکن ساقی بن کر پلانے والی بدی بدی میرے اندر جاگتی رہی ہو گی۔ پتا نہیں کیا کرتی رہی ہو گی۔ اسے وہ کوڈ نمبرز معلوم ہو گئے ہوں گے جن کے ذریعے میں اپنے ساتھیوں سے رابطہ کرتا ہوں۔ یہ بہت برا ہوا۔ بدی بدی نے اگرچہ میری محافظ بن کر ثانی کی سوچ کی لہروں کو میرے اندر پہنچنے سے روک دیا پھر بھی مجھے بدی بدی سے دور رہنا چاہئے۔ کل اس نے کوڈ نمبرز معلوم کئے۔ آئندہ اور بہت کچھ معلوم کرتی رہے گی۔"

وہ ثانی کی مرضی کے مطابق سوچتا ہوا بیڈ روم سے باہر آیا پھر آواز دی "تم کہاں ہو؟"

"میں ڈائننگ ٹیبل پر انتظار کر رہی ہوں۔"

وہ ڈائننگ روم میں آیا۔ بدی بدی شوخ رنگوں کے لباس میں بڑی پرکشش لگ رہی تھی۔ مسکرا کر بولی "آؤ ناشتا کرو۔ تم تو پچھلی رات ذرا سی پی کر الٹ گئے۔ میں تمہیں عیش کرانا چاہتی تھی۔ یہ بتانا چاہتی تھی کہ خلائی مخلوق ایک ہی رات میں ایسا دیوانہ بنا دیتی ہے کہ اس کے بعد تمہیں اپنی ارضی دنیا کی ہر عورت کشش سے خالی لگے گی۔"

وہ ڈائننگ ٹیبل کی کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولا "شراب نے مجھے تمہاری قربت سے محروم کر دیا مگر ان لمحات میں بھی تم مقناطیس کی طرح مجھے کھینچ رہی ہو۔"

"اور تم بھی مجھے پسند آ گئے ہو پھر یہ کہ ہم اپنی اپنی صلاحیتوں سے ایک دوسرے کے کام آتے رہیں گے اس لئے ہمیں ایک چھت کے نیچے رہنا چاہئے اور قدم سے قدم ملا کر چلنا چاہئے۔"

"میرا بھی دل یہی چاہتا ہے۔ میں نے آج تک شادی نہیں کی۔ عورتوں سے اس لئے دور رہتا ہوں کہ ان کے ذریعے دشمن بڑی آسانی سے شہ رگ تک پہنچ جاتے ہیں۔"

"میں تمہاری دنیا کی عورت نہیں ہوں کہ کوئی مجھے ٹریپ کر سکے گا۔ میں تمہیں چیلنج کرتی ہوں' میرے دماغ میں پہنچ کر دکھاؤ۔ تمہارے آتے ہی گدگدی ہونے لگے گی اور میں سانس روک لوں گی۔ تم میری مرضی کے خلاف میرے قریب آنا چاہو گے تو تمہیں اسی طرح روک دوں گی جس طرح کسی دشمن کی سوچ کی لہروں کو تمہارے دماغ تک پہنچنے سے روک دیا تھا۔"

"ہوں۔ تم آئندہ بھی میرے بہت کام آ سکتی ہو۔ تم ہم میرے ساتھ رہ کر اپنے دشمن سے محفوظ رہو گی لیکن ہماری رہائش الگ ہو گی اور ہم زبان سے گفتگو نہیں کریں گے۔ صرف کمپیوٹر سے رابطہ رکھیں گے تو کوئی دشمن ہمیں تلاش نہیں کر سکے گا۔"

"میں آج سے تمہیں اپنی خلائی زبان سکھاؤں گی پھر ہم اس زبان میں بولا کریں گے۔ تمہاری دنیا کا کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا خلائی زبان کو سمجھ سکے گا اور نہ ہی ہمیں تلاش کر سکے گا۔"

"تم کل رات کہہ رہی تھیں کہ خلائی زبان بولتے وقت تمہارے منہ سے آواز نہیں نکلتی ہے اور میں نے دیکھا ہے کہ کل رات بے آواز ہو گئی تھیں۔"

وہ ہنستے ہوئے بولی "کل تک میں نے تمہیں اچھی طرح نہیں سمجھا تھا اس لئے جھوٹ کہہ دیا۔ اصل بات یہ ہے کہ میرا ایک دشمن مجھے تلاش کر رہا ہے۔ وہ میری آواز سن کر ہی مجھ تک پہنچ سکتا ہے اس لئے میں یہ آواز نہیں بولتی ہوں۔"

"مجھے یہ زبان سکھاتے وقت تمہیں آواز کے ساتھ بولنا ہو گا۔"

"بالکل نہیں۔ سکھانے کے دوران میں تمہیں اپنے اندر آنے دوں گی۔ تم لہجے اور تلفظ کے ساتھ سیکھو گے پھر میرے دماغ سے چلے جایا کرو گے۔"

"کیا ایسے وقت میں تمہارے چور خیالات پڑھ سکوں گا؟"

"نہیں۔ جیسے ہی چور خیالات کے خانے میں آؤ گے' گدگدی ہونے لگے گی اور میں سانس روک کر تمہیں باہر بھگا دوں گی۔"

"جب ہم دوست بن گئے ہیں' راز دار بھی بن رہے ہیں تو مجھے اپنے چور خیالات کیوں نہیں پڑھنے دو گی؟"

"ہم پر پابندی ہے۔ ہم خلا کے جس حصے سے آئے ہیں وہاں کے بارے میں کسی کو کچھ بتانے کی اجازت نہیں ہے لیکن میں وعدہ کرتی ہوں کہ تم میرے دشمن کو کسی طرح ختم کر دو گے تو میں تم سے خلائی دنیا کی کوئی بات نہیں چھپاؤں گی۔"

"مجھے گائیڈ کرو کہ میں تمہارے دشمن تک کیسے پہنچ سکتا ہوں۔"

"تمارا یا اس کے تین ساتھیوں میں سے کسی ایک کو ٹریپ کرو۔ اس کے ذریعے تم میرے دشمن کو مجبور کر سکو گے کہ وہ اس دنیا میں آئے۔ وہ آئے گا تو میں تمہارے اور تمہارے ساتھیوں کے ساتھ مل کر اسے گھیر کر ہلاک کر سکوں گی۔"

"میرے ساتھیوں کی بات نہ کرو۔ وہ نہ کبھی اپنی خفیہ رہائش گاہوں سے نکلیں گے اور نہ ہی اپنی ٹیم میں تمہاری آمد اور رازداری پسند کریں گے۔"

وہ ہنستے ہوئے بولی "اس کی فکر نہ کرو۔ میں اپنے طریقۂ کار سے تمہارے ساتھیوں کو دوست بنا لوں گی۔"

"میری بات سمجھو۔ ہم چار ساتھی ہیں۔ وہ کسی پانچویں پر بھروسا نہیں کریں گے۔ انہیں تمہاری لاکھ خوبیاں بتائی جائیں اور یہ بھی کہا جائے کہ تم نے دشمن خیال خوانی کرنے والی سے مجھے محفوظ رکھا ہے تو وہ تمہاری قدر کریں گے' تمہیں دوست بھی سمجھیں گے لیکن اپنی ٹیم میں راز دار نہیں بنائیں گے۔"

"تم بھی مجھے راز دار نہ بناتے لیکن دیکھ لو کہ میں کس طرح تمہارے پاس چلی آئی ہوں اور تم نے مجھے دوست اور راز دار تسلیم کر لیا ہے۔ تم اپنے ساتھیوں سے میرے بارے میں کچھ نہ کہو۔ میں ان سے نمٹ لوں گی۔"

سپر ماسٹر نے اس سے بحث نہیں کی۔ ناشتا کرنے کے بعد چائے کی پیالی ہاتھ میں لے کر کمپیوٹر والے کمرے میں آیا پھر چائے کے دو گھونٹ پینے کے بعد کمپیوٹر کے سامنے بیٹھ گیا اور اسے اپنے ساتھیوں کے کوڈ نمبرز کے مطابق آپریٹ کرنے لگا۔ اس نے پہلے رمی ریز کو مخاطب کیا اور کہا کہ ٹیری ٹیلر اور اسٹیل بروکس کو اطلاع دے تاکہ وہ تینوں سپر ماسٹر کے کمپیوٹر سے منسلک ہو جائیں۔

ثانی نے اپنے کمپیوٹر میں ان کے مخصوص کوڈ نمبر فیڈ کئے اور اسکرین پر ٹائپ کیا "میں اپنی رہائش گاہ میں موجود نہیں ہوں۔ ایک ذاتی معاملے میں دوسرے شہر جا رہا ہوں۔ واپسی پر رابطہ کروں گا۔ اسٹیل بروکس۔"

جب رمی ریز نے اسٹیل بروکس کو مخاطب کیا تو اس کے کوڈ نمبر کے مطابق ثانی کے کمپیوٹر سے رابطہ ہوا اور وہی تحریر نظر آئی جسے ثانی نے ٹائپ کیا تھا۔

پھر رمی ریز نے سپر ماسٹر کی کمپیوٹر اسکرین پر تحریر کے ذریعے کہا۔ "میں آر آر ہوں۔ ٹی ٹی بھی تمہارے کمپیوٹر سے منسلک ہو گیا ہے۔ اسٹیل بروکس نے اپنے کمپیوٹر پر یہ پیغام چھوڑا ہے کہ اپنے ذاتی معاملے میں دوسرے شہر جا رہا ہے۔ واپسی پر رابطہ کرے گا۔"

ٹیری ٹیلر نے تحریر کے ذریعے سپر ماسٹر سے پوچھا "مسٹر لالاس! تم نے پچھلی رات ہمیں شب بخیر کیوں نہیں کہا؟ تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ ہماری نیندیں اڑ گئی ہیں۔ ہم پچھلی رات سے جاگ رہے ہیں۔"

سپر ماسٹر نے لکھا "میں نے شب بخیر نہیں کہا' صرف اتنی سی بات پر تم دونوں پریشان ہو گئے؟"

"یہ تمہارے لئے اتنی سی بات ہے؟ تم نے ایک اجنبی حسینہ بدی بدی کو اپنی داشتہ بنایا۔ یہ اتنی سی بات ہے؟ اسے راز دار بنایا' ہمارے کوڈ نمبرز بتائے۔ اس نے تمہاری نیند کے دوران ہم سے رابطہ کیا۔ یہ بھی اتنی سی بات ہے؟"

سپر ماسٹر کمپیوٹر اسکرین پر یہ سب کچھ پڑھ رہا تھا اور حیران ہو رہا تھا۔ اس نے سوچا تھا کہ اپنے ساتھیوں کو بدی بدی کے بارے میں ابھی کچھ نہیں بتائے گا۔ رفتہ رفتہ ساتھیوں کو اعتماد میں لے کر اس حسینہ سے متعارف کرائے گا۔ لیکن اس کے ساتھی کہہ رہے تھے کہ بدی بدی نے اس کی نیند کے دوران ان سے رابطہ کیا تھا۔

اس نے پاس بیٹھی ہوئی بدی بدی کو غصے سے دیکھ کر پوچھا "یہ تم نے کیا کیا؟ تمہیں میرے ساتھیوں سے رابطہ کرنے سے پہلے مجھ سے پوچھنا چاہئے تھا۔ اب میں انہیں کیا جواب دوں؟"

وہ بولی "تمہارے ساتھیوں نے ابھی کہا ہے کہ وہ تمام رات جاگتے رہے ہیں۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ انہوں نے خفیہ ذرائع سے ہم دونوں کے متعلق معلومات حاصل کی ہوں؟ کیا اب سے پہلے انہوں نے کبھی تم پر الزام لگایا ہے؟"

"جب میں نے ایسی کوئی غلطی پہلے نہیں کی تھی تو وہ الزام کیسے لگاتے۔"

"یعنی تمہارے ساتھیوں کو یہ معلوم ہوتا رہتا ہے کہ تم کوئی غلطی کر رہے ہو یا نہیں؟ اب سے پہلے تم نے کسی کو راز دار نہیں بنایا اس لئے وہ مطمئن رہے اور تم پر اعتماد کرتے رہے۔ کل رات انہیں اچانک سب کچھ معلوم ہو گیا۔ کیا تمہاری عقل کہتی ہے کہ انہیں ہماری باتیں غیب سے معلوم ہو گئیں یا انہوں نے معلومات حاصل کرنے کا ایسا خفیہ ذریعہ بنا رکھا ہے جس سے تم بے خبر ہو۔"

سپر ماسٹر نے سوچتی ہوئی نظروں سے بدی بدی کو دیکھا۔ ثانی نے اس کی سوچ میں کہا "یہ ٹھیک کہتی ہے۔ بدی بدی کے ساتھ رہنا میرا پرائیویٹ معاملہ ہے۔ یہ خفیہ بات انہیں کیسے معلوم ہوئی؟"

سپر ماسٹر نے بدی بدی سے کہا "وہ کہہ رہے ہیں کہ تم نے ان

سے خفیہ کوڈورڈز کے ذریعے رابطہ کیا تھا۔"

بدی بدی نے کہا "ذرا سوچو۔ میں نے تمہیں دشمن خیال خوانی کرنے والی سے محفوظ رکھا۔ کیا میں تمہیں دشمن سے محفوظ رکھ کر دوستوں سے بدظن کروں گی؟"

سپرماسٹر نے سوچا "کل رات وہ ڈسکس غائب ہوگئی تھیں اور سونیا ثانی مجھے تابعدار بنانا چاہتی تھی۔ کیا اس نے بدی بن کر ایسی شرارت کی ہے؟"

ثانی نے فوراً اس کے خیالات کا رخ بدل دیا "نہیں۔ ثانی کو میرے ساتھیوں کے کوڈ نمبرز معلوم نہیں تھے اور بدی بدی نے اسے میرے دماغ تک پہنچنے نہیں دیا تھا۔ ثانی ان سے رابطہ نہیں کرسکتی تھی۔"

وہ ثانی کا معمول اور تابعدار تھا۔ ثانی نے اسے جس طرح سمجھایا' وہ سمجھ کر قائل ہوگیا۔ ثانی نے اسے یہ یاد کرنے نہیں دیا کہ کمپیوٹر کے پاس سے ڈسکس اٹھا کرلے جانے والی خفیہ کوڈ نمبرز بھی معلوم کرسکتی ہے۔

رمی ریز اور ٹیری ٹیلر کی تحریریں اسکرین پر ابھررہی تھیں۔ وہ پوچھ رہے تھے "مسٹر لالاس! تم اتنی دیر سے کیا کررہے ہو؟ کیا کمپیوٹر کے پاس سے ہٹ گئے ہو؟ ہم جواب کا انتظار کررہے ہیں۔"

سپرماسٹر نے جواب دیا "میں کمپیوٹر کے سامنے موجود ہوں اور حیران ہوکر سوچ رہا ہوں کہ جب کسی بدی بدی نے تم لوگوں سے مخصوص کوڈ نمبرز پر رابطہ ہی نہیں کیا تو تم لوگوں کو اس کے متعلق کیسے معلوم ہوا؟"

"مسٹر لالاس! ہمارے سوال کے جواب میں تم سوال کررہے ہو جب کہ تمہیں جواب دینا چاہئے کہ تم نے ہمیں اعتماد میں لئے بغیر ایک حسینہ کو رازدار کیوں بنالیا؟"

"میں جواب دینے سے پہلے یہ اہم بات معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ میرا یہ پرائیویٹ معاملہ تم لوگوں کو کیسے معلوم ہوا؟"

"ہم نے ابھی کہا ہے کہ بدی بدی نے ہم سے رابطہ کیا تھا۔"

"یہ سراسر جھوٹ ہے۔ میں ایسا نادان نہیں ہوں کہ بدی بدی کو تم لوگوں تک پہنچنے دوں۔ مجھے صاف صاف بتاؤ۔ تم دونوں کن خفیہ ذرائع سے میری پرائیویٹ لائف میں جھانک رہے ہو۔"

"کیسے خفیہ ذرائع؟ مسٹر لالاس! ہم تمہارے خلاف کوئی جاسوسی نہیں کررہے ہیں۔ کیا بدی بدی اس بات سے انکار کررہی ہے کہ اس نے پچھلی رات ہم سے رابطہ نہیں کیا تھا؟"

سپرماسٹر نے ثانی کی مرضی کے مطابق جواب دیا "جب بدی کو یا میرے کسی دشمن کو ہمارے کوڈ نمبرز معلوم نہیں ہیں تو پھر نہ بدی بدی تم سے رابطہ کرسکتی ہے اور نہ ہی کوئی دشمن۔ مسٹر آر آر اور مسٹر ٹی ٹی میرے بارے میں تمہیں غیب سے معلوم نہیں ہوا ہے۔ یہ تسلیم کرلو کہ تم لوگوں نے میری لاعلمی میں خفیہ ذرائع بنا رکھے ہیں۔ میں سمجھ رہا تھا کہ میں مکمل طور پر روپوش ہوں لیکن تم لوگوں نے بڑی چالاکی سے مجھ پر نظر رکھنے کے ذرائع بنا رکھے ہیں۔"

"پلیز' ہمیں یہ فضول سا الزام نہ دو۔ اگر تمہیں پورا یقین ہے کہ بدی بدی نے پچھلی رات ہم سے رابطہ نہیں کیا تھا تو پھر سمجھ لو کہ کوئی انجانا خطرہ سر پر منڈلا رہا ہے۔ ایسے میں دیوی کی طرف دھیان جاتا ہے۔ اس نے آتما شکتی یا کسی اور ذریعے سے ہمارے خفیہ کوڈ نمبرز معلوم کئے ہیں۔"

"ہاں۔ وہ ایسا کرسکتی ہے۔ اس پر ہمیں شبہ کرنا چاہئے۔ اس کی پچھلی کارکردگی اور کامیابیاں حاصل کرنے کے طریقوں کو دیکھا جائے تو ان میں وہ ایک طریقہ ہر جگہ آزماتی ہے۔ اور وہ یہ کہ اپنے مخالف کو ٹریپ کرنے کے لئے ڈمی دیوی بنا کر اپنے اس مخالف کے پاس بھیج دیتی ہے۔ اس بار اس نے ایک حسینہ کو ڈمی دیوی نہیں بنایا ہے۔ نئی چال چل رہی ہے۔ اسے ایک خلائی مخلوق بنا کر تمہارے پاس بھیج دیا ہے۔"

سپرماسٹر نے کہا "میں تمہاری اس بات سے متفق ہوں کہ پچھلی رات دیوی نے کسی چالاکی سے خلائی مخلوق بدی بدی بن کر تم لوگوں سے رابطہ کیا لیکن میرے ساتھ جو بدی بدی ہے اس کا دیوی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ واقعی خلا کے ایک حصے سے آئی ہے۔"

"کیا تمہارے پاس کوئی ثبوت ہے کہ وہ خلائی مخلوق ہے؟"

"یہ ہماری طرح انسان ہے لیکن اس کا دماغ ہم سے مختلف ہے۔ یہ ہماری دنیا کی کوئی زبان نہیں جانتی ہے لیکن قدرتی طور پر اس کے دماغ کے ایک حصے میں ٹرانس لیٹر ہے جو ہماری کسی بھی زبان کا ترجمہ کردیتا ہے' وہ ہماری کوئی سی بھی زبان سمجھ اور بول سکتی ہے۔"

"مسٹر لالاس! تم اتنی بڑی بات اتنے یقین سے کہہ رہے ہو جیسے اس کے دماغ کا ایکسرے دیکھا ہو۔ کیا اس ایکسرے رپورٹ کی ایک کاپی کمپیوٹر کے ذریعے ہمارے پاس بھیج سکتے ہو؟"

"میں آج ہی بدی بدی کا دماغی ایکسرے کراؤں گا پھر جیسے ہی رپورٹ حاصل ہوگی' اس کی کاپیاں تم تینوں کے پاس بھیج دوں گا۔"

بدی بدی نے کہا "اپنے ساتھیوں سے سوچ سمجھ کر وعدہ کرو۔ جب ایکسرے کے ذریعے معلوم ہوگا کہ میرے دماغ کی ساخت یہاں کے انسانوں سے مختلف ہے اور جب ان مختلف دماغی حصوں کے فنکشنز اس دنیا کے ڈاکٹروں کی سمجھ میں نہیں آئیں گے تو پھر یہ بات ریڈیو' ٹی وی اور پریس میڈیا کے ذریعے تمام دنیا میں پھیل جائے گی۔ یہاں کے ڈاکٹرز اور سائنس داں میری دماغی ساخت اور اس کی کارکردگی کا تجزیہ کریں گے۔ یہ سب کچھ تمہاری دنیا والوں کے لئے ایک عجوبہ اور نیا تجربہ ہوگا لیکن میں خطرات میں گھر جاؤں گی۔ یہاں میرے جو دشمن خلا سے آئے ہوئے ہیں' انہیں میرا پتا معلوم ہوجائے گا پھر تمہاری دنیا میں خلائی مخلوق کی ایسی جنگ ہوگی جس سے مجھے تو نقصان پہنچے گا ہی لیکن تمہاری دنیا کے بھی تباہی و بربادی سے محفوظ نہیں رہ سکیں گے۔"

وہ بول رہی تھی اور سپرماسٹر اس کی باتیں تحریر کی صورت میں ین پر پیش کررہا تھا۔ بدی بدی کی ساری باتیں پڑھنے کے بعد کے لئے رابطہ ختم ہوگیا۔ رمی ریز اور ٹیری ٹیلر ایک رے سے مشورہ کررہے تھے۔ پھر رمی ریز نے کمپیوٹر کے ذریعے "مسٹر لالاس! پہلے تو اس بات کی تصدیق ہوجائے کہ بدی بدی خلائی مخلوق ہے۔ تصدیق کی ایک صورت یہ ہے کہ بدی بدی ان دشمنوں کے نام بتائے جو اس کی طرح خلا سے آئے ہیں۔ اس کے دشمنوں کو ٹریپ کرنے کی کوشش کریں گے۔ ان میں جو ہماری گرفت میں آئے گا ہم اس کا دماغی ایکسرے کرائیں اور ایک نئی ساخت کے دماغ کا تجزیہ کرنے کے لئے اسے روں اور سائنس دانوں کے حوالے کردیں گے۔ اس طرح بدی کے دماغی ایکسرے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔ اس کے دشمن کو پتا نہیں چلے گا کہ وہ تمہارے ساتھ روپوش رہتی ہے۔"

سپرماسٹر نے بدی بدی سے کہا "میرے یہ دونوں ساتھی بڑی معقول باتیں کررہے ہیں۔ ان کے طریقۂ کار کے مطابق تم میرے ساتھ بالکل محفوظ رہوگی۔ تم اپنے دشمنوں کے نام بتاؤ۔"

وہ بتانے لگی۔ سپرماسٹر اسے تحریر کی صورت میں اسکرین پر پیش کرنے لگا "مسٹر آر آر اور ٹی ٹی! بدی بدی کی ایک دشمن لڑکی کو ہم سب لکی سیون کے نام سے جانتے ہیں۔ اس کا اصلی نام تمارا ہے۔ وہ آج کل بابا صاحب کے ادارے میں ہے۔"

"مسٹر لالاس! کس ادارے کا نام لے رہے ہو۔ ہم اس ادارے کے ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے کو بھی اپنے قابو میں نہ رکھ سکے۔ اس کے برعکس ہمیں اپنی سلامتی کے لئے فرانس سے بھاگ کر یہاں آنا پڑا۔ فرہاد نے تمہیں میامی شہر چھوڑنے پر مجبور کردیا۔ ہم سب نے اس سے چھپ کر رہنے کے لئے مختلف شہروں میں پناہ لی ہے۔ تمارا عرف لکی سیون کا نام نہ لو۔ دوسرے دشمنوں کے نام اور پتے بتاؤ۔"

"پتا صرف تمارا کا معلوم ہے۔ بدی بدی باقی دشمنوں کے صرف نام جانتی ہے اور ان کے نام یہ ہیں۔ ایک شخص کا نام ایمون ابابا ہے۔ وہ چالیس برس کا ایک دانشمند شخص ہے۔ یہ

واضح رہے کہ خلائی مخلوق کی دنیا میں دس دن کا ایک ہفتہ ہوتا ہے۔ اس ہفتے کو وہ ٹینتھ (دسواں) کہتے ہیں۔ چالیس دن کا ایک مہینہ ہوتا ہے اور بیس مہینے کا ایک برس ہوا کرتا ہے۔ اس حساب سے ایمون ابابا کی عمر ہماری دنیا کے حساب سے تقریباً ۶۷ برس ہو چکی ہے۔ ابھی وہ جوان ہے کیونکہ وہاں اسّی برس کی عمر سے بڑھاپا شروع ہوتا ہے۔ یعنی ہماری دنیا کے حساب سے وہاں کے لوگ ایک سو تیس یا پینتیس برس تک جوان رہتے ہیں۔"

رمی ریز نے کہا "ہماری دنیا کے لوگوں کو معلوم ہوگا تو وہ سوا سو برس تک جوانی کے مزے لوٹنے کے لئے خلا کی طرف پرواز کرنے کے لئے زمین سے کئی کئی فٹ اوپر اچھلتے رہیں گے۔ بدی بدی سے کہو وہ ایمون ابابا کا حلیہ اور کوئی مخصوص شناخت بتائے۔"

"خلائی مخلوق کی اجتماعی پہچان یہ ہے کہ نہ انہیں سردی لگتی ہے، نہ گرمی اور نہ ہی بارش میں بھیگتے رہنے سے انہیں کوئی نقصان پہنچتا ہے۔ وہ ہماری سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی گدگدی محسوس کرنے لگتے ہیں۔ وہاں کی عورتیں خوبصورت ہوتی ہیں۔ مرد بھی خوبرو، قد آور اور صحت مند ہوتے ہیں لیکن ان کے کان بڑے ہوتے ہیں اور سر کا اوپری حصہ اوپر کو اٹھا ہوتا ہے اور پیشانی ابھری ہوئی ہوتی ہے۔ ایمون ابابا بھی کچھ ایسا ہی ہے۔ وہ لاکھوں میں پہچانا جاسکتا ہے۔"

"ہاں۔ یہ سب ایسی واضح نشانیاں ہیں جن کے ذریعے وہ بہ آسانی پہچانے جاسکتے ہیں۔ اب دوسرے دشمن کے متعلق بتاؤ؟"

"ایمون ابابا کی ایک بیٹی کا نام ایموتا ہے۔ وہ تمارا (ٹکی سیون) کی سہیلی ہے۔ بدی بدی کی ایک سہیلی کا نام روشنا ہے۔ پتا نہیں وہ دنیا کے کس حصے میں بدی بدی کو تلاش کررہی ہوگی۔ روشنا کے بڑے بھائی کا نام دھتورا ہے۔ وہ بڑے کام کا آدمی ہے مگر بھروسے کے قابل نہیں ہے۔ جدھر اپنا فائدہ دیکھتا ہے، ادھر لڑھک جاتا ہے۔ اگر دھتورا مل جائے تو اس کا برین ایکسرے کرایا جاسکتا ہے۔ ایک خلائی مخلوق کی حیثیت سے اس کی پبلسٹی اس دنیا میں ہوگی تو بدی بدی کو نقصان نہیں پہنچے گا۔"

"خلا سے آنے والوں کی تعداد کیا ہے؟"

"بدی بدی کے علم کے مطابق پانچ ہیں۔ ان سے دو چار زیادہ بھی ہوسکتے ہیں۔ پانچویں کا نام پاور پلانر ہے۔ وہ اس دنیا میں اپنی حکومت قائم کرنے کے لئے یہاں کا جائزہ لینے آیا ہے اور دنیا کے مختلف حصوں میں سفر کررہا ہوگا۔"

"پھر تو اس پاور پلانر کے ارادے بڑے خطرناک ہیں۔ یہاں حکومت قائم کرنے کا مطلب یہ ہے کو ہماری دنیا کے تمام انسانوں کو محکوم اور غلام بنانا چاہتا ہے۔"

رمی ریز نے کہا "ہمیں سب سے پہلے پاور پلانر کو تلاش کرکے اس کا خاتمہ کرنا چاہئے اور خاتمہ کرنے سے پہلے اس کے اندر سے یہ تمام باتیں اگلوانا چاہئیں کہ وہ مخلوق سائنس اور ٹیکنالوجی میں اور جنگی ہتھیاروں کی تیاری میں ہم سے آگے ہیں یا پیچھے؟"

سپر ماسٹر نے بدی بدی کے کہنے کے مطابق جواب پیش کیا "بدی بدی کہتی ہے کہ اس نے یہاں کی دستاویزی فلمیں دیکھی ہیں۔ ان فلموں میں سائنس اور ٹیکنالوجی کے بارے میں جو کچھ دکھایا گیا ہے وہ خلائی مخلوق کے سامنے ایسا ہی ہے جیسے ہم ارضی دنیا والے سائنس اور ٹیکنالوجی کی پہلی کتاب پڑھ کر اسکول کی لیبارٹری میں تجربہ کررہے ہوں۔ بدی بدی وارننگ دے رہی ہے کہ پاور پلانر سے کبھی سامنا ہوجائے تو فوراً اس سے دوستی کا ہاتھ بڑھاؤ ورنہ دشمنی بہت مہنگی پڑے گی۔"

"مسٹر لالاس! ہم نے صرف یہ اعتراض کرنے کے لئے ابھی رابطہ کیا تھا کہ تم نے ایک عورت کو کیوں رازدار بنایا ہے؟ لیکن اب اس کی موجودگی سے اور دوسری خلائی مخلوق کے یہاں آنے سے خطرات بڑھ گئے ہیں۔ ہمارے سائنس داں بھی کہتے ہیں کہ خلا میں کہیں ایسی مخلوق ہے جو ہم ارضی انسانوں سے زیادہ ترقی یافتہ ہے۔ ہوسکتا ہے یہ وہی لوگ ہوں۔ اس سے پاور پلانر کے متعلق تفصیلات سے معلومات حاصل کرو۔"

تھوڑی دیر تک کمپیوٹر اسکرین سادہ رہی پھر جواب ابھرنے لگا۔ "بدی بدی کہہ رہی ہے کہ خلائی زون میں ان کی آبادی پانچ لاکھ افراد پر مشتمل ہے۔ دوسرے خلائی زون کی مخلوق کے حملوں سے بچانے کے لئے پاور پلانر کے زون میں جو فوج ہے اس میں صرف پچاس آرمی جوان اور دس آرمی افسران ہیں۔"

"تعجب ہے پانچ لاکھ کی آبادی کو محفوظ رکھنے کے لئے صرف ساٹھ افراد کی ایک فوج ہے؟"

"ہاں۔ ان ساٹھ افراد کے گوشت پوست کے جسم کو ایٹم اور ہائیڈروجن پروف بنایا گیا ہے۔ خواہ کتنے ہی جدید ہتھیاروں سے حملے کئے جائیں، ان ہتھیاروں کے بلٹ، لیزر شعاعیں اور ایٹمی ذرات ان ساٹھ فوجیوں کے جسموں پر لگتے ہی بے اثر ہوجاتے ہیں۔ ان ساٹھ فوجیوں کو صرف قدرتی موت آسکتی ہے، خلائی حملے اور حادثات انہیں نہیں مار سکتے۔ یہ فوجی جو وردیاں پہنتے ہیں ان میں جدید خطرناک ہتھیار چھپے ہوتے ہیں۔ بظاہر ان کے پاس کوئی ہتھیار نظر نہیں آتا لیکن وہ نہ سمجھ میں آنے والے اسلحے سے لیس ہوتے ہیں۔"

اسکرین پر تحریر بدلنے لگی۔ اب دوسری تحریر کہہ رہی تھی "سپاہیوں کی تعداد اس لئے زیادہ ہوتی ہے کہ ایک سپاہی کی ہلاکت کے بعد دوسرا سپاہی اس کی جگہ لے سکے لیکن پاور پلانر کے زون میں جب کوئی سپاہی مرتا ہی نہیں ہے تو پھر سپاہیوں کی تعداد کیوں بڑھائی جائے؟"

"ہماری دنیا میں جو پاور پلانر آیا ہوا ہے، کیا اس کا تعلق فوج سے ہے؟"

"ہاں۔ فوج میں جو دس افسران ہیں وہ سب پاور پلانر کہلاتے



ہے مثلاً پلانر ون۔ پلانر ٹو۔ پلانر تھری۔ اس طرح وہ نمبر ٹین تک
رادی طور پر پہچانے جاتے ہیں۔ ہماری دنیا میں جو پاور پلانر آیا
،اس کا نمبر سیون ہے۔"

ٹیری ٹیلر نے تحریر کے ذریعے کہا "ابھی تو یہ سب کچھ ایک
ئنس فکشن لگ رہا ہے لیکن انسانی تاریخ گواہ ہے کہ انسان نے
پنے محدود علم سے جو کچھ سوچا اور لکھا وہ پہلے دل بہلانے والے
ب خیالات سمجھے گئے لیکن صدیوں بعد وہی دل بہلانے والے
الات، حقیقت بنتے گئے۔ بدی بدی کے بیان کے مطابق اگر دس
ے صرف ایک ہی پاور پلانر ہماری دنیا میں آچکا ہے تو پھر یہ
ضی دنیا بہت بڑے خطرے سے دوچار ہونے والی ہے۔"

"بدی بدی کہتی ہے کہ خطرے کو دعوت دی جائے تو خطرہ پیش
ا ہے۔ اگر پاور پلانر سیون سے پہلی ہی ملاقات میں دوستی کرلی
ئے تو خلائی مخلوق سے دشمنی نہیں ہوگی۔ نہ جنگ چھڑے گی۔ نہ
دنیا تباہ ہوگی۔ اس کے برعکس یہاں سے غربت اور آلودگی ختم
جائے گی۔ یہاں کی زمینوں پر ایٹمی قوتوں سے زرعی پیداوار
ھے گی۔ گاڑیوں کا دھواں اور کثافت ختم ہوجائے گی، تمام گاڑیاں
ر مشینیں ہائیڈروجن پاور سے چلا کریں گی۔ یہاں کے ممالک میں
لگ الگ حکومتیں نہیں ہوں گی۔ تمام دنیا ایک ہی ملک یا ایک ہی
ن کہلائے گی اور اتنی بڑی دنیا کا نظام نہایت آسانی اور مہارت
ے صرف دس پاور پلانرز چلایا کریں گے۔"

ٹیری ٹیلر نے رمی ریز سے کہا "یہ آخری بات ناقابلِ قبول
ہے بلکہ ناقابلِ برداشت ہے کہ خلائی مخلوق ہماری دنیا میں آکر
مرانی کرے اور ہم محکوم بنے رہیں۔"

رمی ریز نے کہا "بے شک۔ ہماری دنیا میں بھی غیر معمولی
انت رکھنے والے بے شمار افراد ہیں۔ اگر ہم انہیں یکجا کریں اور
ان کی ذہانتوں سے کام لے کر پاور پلانر کے موت پروف جسم اور اسلحہ بردار وردی کا توڑ کریں تو وہ پلانر سیون ہمارے دباؤ میں رہے گا۔"

"ہم آج ہی سے دنیا کے ذہین ترین سائنس دانوں، ڈاکٹرز اور تکنیکی ماہرین کی ایک بڑی ٹیم بنائیں گے۔ ہر عمل کا توڑ سکتا ہے۔ ہماری ٹیم کے ماہرین اپنی دنیا کی برتری قائم رکھنے کے لئے پاور پلانر کی تمام صلاحیتوں کا توڑ ضرور کریں گے۔"

"کیا بدی بدی بتاسکتی ہے کہ ہم پاور پلانر سیون کو اپنی دنیا میں کس طرح تلاش کرسکتے ہیں؟"

"بدی بدی کہتی ہے اسے تلاش کرنا مشکل ہے۔ وہ اپنی غیر معمولی اسلحہ بردار وردی کے ذریعے پہچانا جاسکتا ہے لیکن اس نے وردی کے اوپر دوسرا لباس پہن رکھا ہوگا۔ دوسری عام پہچان وہی ہے جو پہلے بتائی گئی ہے یعنی اس کے کان بڑے ہوں گے۔ سر کا اوپری حصہ اوپر اٹھا ہوگا اور پیشانی ابھری ہوئی ہوگی۔"

سپر ماسٹر نے تحریر کے ذریعے کہا "مسٹر آر آر اور ٹی ٹی! اب تم دونوں جواب دو، میں نے بدی بدی کو دوست بنا کر حماقت کی ہے یا عقلمندی؟ ہمیں اپنی دنیا کی تباہی سے پہلے خطرات سے آگاہی ہو چکی ہے۔ ہم نے کسی حد تک خلائی مخلوق کے متعلق یہ معلوم کرلیا ہے کہ وہ ایٹم، ہائیڈروجن اور لیزر شعاعوں کو کس طرح استعمال کررہے ہیں۔"

"مسٹر لالاس! تم نے ہم سے مشورہ کئے بغیر بدی بدی کو رازدار بنالیا۔ اب اس عورت سے ہمیں ہزاروں فائدے پہنچتے رہیں تب بھی یہ بات اٹل رہے گی کہ تم نے اصول کے خلاف کام بھی کیا ہے اور ہمارے اعتماد کو دھوکا بھی دیا ہے۔ بہرحال بدی بدی کے تمام بیانات اگر درست ہیں تو ہم تمہاری ان غلطیوں کو نظرانداز کررہے

ہیں۔"

رمی ریز نے کہا "غلطیاں سب سے ہوتی ہیں اور تم نے فائدہ پہنچانے والی غلطی کی ہے۔ بدی بدی سے کہو' وہ اپنی تمام صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر پاور پلانر سیون کو ڈھونڈ نکالنے کی کوئی تدبیر کرے۔ ہم اس پر عمل کر کے پہلے پاور پلانر کو دوست بنائیں گے اور اس کی کمزوریاں معلوم کرنے کی کوشش کریں گے۔"

"بدی بدی کہہ رہی ہے کہ وہ ابھی تک ٹکی سیون اور ایمون ابابا جیسے دشمنوں کو تلاش نہیں کر سکی۔ پاور پلانر سیون تو بہت بڑی چیز ہے۔ خلائی مخلوق کو ایک دوسرے سے روپوش رہنے کے بڑے بڑے ہتھکنڈے آتے ہیں۔ بدی بدی کی ہی مثال سامنے ہے۔ اس نے ہم لوگوں کے پاس پناہ لی ہے۔ خلائی مخلوق میں سے کوئی یہاں نہیں پہنچ سکتا لیکن ایک اندیشہ ہے۔ جو ڈسکس چرا کر لے گئی ہے' وہ بہت چالاک ہے۔ اگرچہ ہم نے بنگلا چھوڑ دیا ہے لیکن جانے کیوں ایسا لگتا ہے کہ اس نے ہمارا پیچھا نہیں چھوڑا ہے۔"

"جو ڈسکس لے گئی ہے اور جو ہمارے سپر ماسٹر پر تنویمی عمل کرنا چاہتی تھی' اس کا نام ثانی ہے۔ یہ پہلی بار ایسا ہوا ہے کہ بدی بدی نے اسے ناکام کر دیا۔ سپر ماسٹر کو اس کا تابعدار بننے نہیں دیا ورنہ ثانی کے بڑھتے ہوئے قدموں کو ہم میں سے آج تک کوئی نہ روک سکا۔"

سپر ماسٹر نے کہا "فرہاد نے مجھے میامی شہر چھوڑنے پر مجبور کر دیا مجھے امید ہے کہ بدی بدی میرے ساتھ رہے گی تو فرہاد کو بھی ثانی کی طرح مجھ سے دور بھگاتی رہے گی۔ ویسے ہمارے لئے یہ دنیاوی دشمن کچھ کم نہیں تھے کہ اب خلا سے دشمن برسنے لگے ہیں۔ ہم چاروں کو اب اپنی دنیا کے نامور سائنس دانوں' ڈاکٹروں اور تکنیکی ماہرین سے فوراً رجوع کرنا چاہئے اور یہ یقین رکھنا چاہئے کہ ہماری دنیا کے بہترین دماغ پاور پلانر کو خلا میں واپس بھاگنے پر مجبور کر دیں گے۔"

انہوں نے یہ طے کیا کہ فی الحال وہ فرہاد اور ثانی سے محفوظ ہیں اس لئے اطمینان سے اپنی اپنی رہائش گاہ میں رہ کر پاور پلانر کو ٹریپ کرنے کے سلسلے میں منصوبے بناتے رہیں گے۔ اب وہ چاروں بڑی حد تک بدی بدی پر بھروسا کرنے لگے تھے۔ اس پر بھروسا کرنا ان کی مجبوری تھی۔ وہ اس عورت کی راہنمائی کے بغیر پاور پلانر سیون تک نہیں پہنچ سکتے تھے۔ کسی مرحلے پر خلائی مخلوق کی زبان کو سمجھنا پڑتا تو ایسے وقت بدی بدی ہی کام آ سکتی تھی۔

○☆○

اسرائیلی حکام امریکا کے سائے میں سیاسی طور پر مستحکم تھے۔ کئی اسلامی ممالک پر اسرائیل کی فوجی قوت کی دھاک بیٹھی ہوئی تھی اور کئی اسلامی ممالک ایسے تھے جو بظاہر یہودیوں سے نفرت کرتے تھے اور درپردہ انہی یہودیوں سے تجارت بھی کرتے تھے۔ مملکتِ اسرائیل کی بڑھتی ہوئی قوت نے ان اسلامی ممالک کو سیاست میں دوغلی پالیسیاں اختیار کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔

اسرائیل کی سیاسی و فوجی قوت برقرار تھی لیکن ٹیلی پیتھی کے میدان میں ان کے خیال خوانی کرنے والے غباروں کی ہوا نکل گئی تھی۔ ایک وقت تھا' جب وہاں خیال خوانی کرنے والے خاصی تعداد میں تھے پھر وہ رفتہ رفتہ دیوی کے زیرِ اثر آ گئے تھے۔ ان میں سے کئی افراد دیوی کے لئے کام کرتے ہوئے مارے گئے تھے۔ کبھی آدم برادرز کی خفیہ یہودی تنظیم نے بڑے زور شور سے امریکا کو بھی پریشان کر رکھا تھا۔ بابا صاحب کے ادارے سے تعلق رکھنے والے' ٹیلی پیتھی کا علم رکھنے والے بھی خفیہ یہودی تنظیم کے کسی ایک فرد تک پہنچ نہیں پاتے تھے۔

اور جب دیوی نے منڈولا کے ذریعے اس تنظیم میں گھسنا شروع کیا تو پھر اس تنظیم کا شیرازہ بکھیر کر رکھ دیا۔ اب وہاں صرف تین خیال خوانی کرنے والے رہ گئے تھے۔ ایک الپا تھی۔ دوسرا رابرٹ کلون اور تیسرا مارکوس برٹن تھا لیکن یہ تینوں اچھی طرح جانتے تھے کہ وہ دیوی کے معمول اور تابعدار ہیں اور اس کی اجازت کے بغیر کسی دوست یا دشمن کے دماغ میں نہیں جا سکیں گے۔

برین آدم ٹیلی پیتھی نہیں جانتا تھا لیکن غیر معمولی ذہانت کے باعث خفیہ یہودی تنظیم کا سربراہ بن کر رہتا تھا۔ دیوی نے اسے بھی اپنا تابعدار بنا لیا تھا۔

ادھر چند ماہ سے دیوی بھارت اور فرانس کے معاملات میں ایسی الجھی رہی تھی کہ اس نے یہودی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو وقتی طور پر نظر انداز کر دیا تھا۔ اسے یقین تھا کہ آئندہ جب چاہے گی' ان کے دماغوں پر حکومت کرنے لگے گی اور اب تو وہ نامعلوم مدت کے لئے زیرِ زمین چلی گئی تھی۔ زمین پر رہنے والے تمام دشمنوں اور دوستوں سے رابطہ ختم کر دیا تھا۔

برین آدم بہت مایوس اور دل برداشتہ تھا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کس طرح دیوی سے نجات حاصل کرے۔ پھر اسے اطلاع ملی کہ امریکا سے دیوی کے قدم اکھڑ گئے ہیں۔ نئے خیال خوانی کرنے والے سپر ماسٹر نے سابقہ سپر ماسٹر اور دیوی کے تمام محکوم فوجی افسران کو ہلاک کر دیا ہے۔ اس طرح اب دیوی نہ تو نئے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے اندر پہنچ سکتی ہے اور نہ ٹرانسفارمر مشین کا سراغ لگا سکتی ہے۔

یہ بڑی خوش آئند اطلاع تھی۔ برین آدم نے فون پر الپا سے رابطہ کیا اور کہا "امریکا میں انقلاب آ گیا ہے۔ نئے سپر ماسٹر نے دیوی کے تمام محکوم ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو ہلاک کر دیا ہے۔ ہمیں بھی کچھ کرنا چاہئے۔"

الپا نے کہا "یہی تو سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کیا جائے۔ ہم ...ی ایک ہندو دیوی کے تابعدار بن کر رہ گئے ہیں۔ یہ سوچ سوچ ...ذلت کا احساس ہوتا ہے۔ ایسی غلامانہ زندگی سے تو موت اچھی ...ن وہ دیوی ہمیں خودکشی بھی نہیں کرنے دے گی۔ ہماری زندگی ...موت اس کی مٹھی میں ہے۔"

برین آدم نے کہا "شاید اب ایسا نہ ہو۔ نئے سپر ماسٹر نے ...ں سے نجات حاصل کی ہے۔ اس سے پتا چلتا ہے کہ دیوی آج ...ں دوسرے معاملات میں الجھی ہوئی ہے۔ کئی دن گزر چکے ہیں۔ ...ں نے ہم سے بھی رابطہ نہیں کیا ہے۔ ہمیں اس کی عدم موجودگی ...فائدہ اٹھانا چاہئے۔"

"ایسا نہ ہو کہ وہ چھپ کر ہماری یہ باتیں سن رہی ہو؟ ابھی تو ...خاموش رہے گی۔ مگر جب ہم کسی پلاننگ پر عمل کریں گے تو وہ ...ی پلاننگ کو ناکام بنا دے گی۔"

"کوئی بات نہیں۔ اگر وہ ہمیں ناکام بنائے گی تو بنانے دو۔ ...ں اس سے نجات حاصل کرنے کے لئے ضرور کچھ کرنا چاہئے۔ ...مارے ملک کی سب سے پرانی اور وفادار خیال خوانی کرنے والی ...۔ میں چاہتا ہوں پہلے تمہارے دماغ سے دیوی کا تنویمی عمل ختم ...جائے۔"

"جی ہاں پہلے میں نجات حاصل کر لوں گی تو آپ کا اور اپنے دو ...ی پیتھی جاننے والوں کا برین واش کر دوں گی۔ دیوی کا جادو ہم ...ب کے سروں سے نکل جائے گا۔"

"تو پھر تم ابھی میرے پاس چلی آؤ۔ میں ایک ہپناٹزم کے ماہر کو ...رہا ہوں۔ ہماری بہتری اسی میں ہے کہ یہ کام جلد سے جلد ...جائے۔"

الپا نے ریسیور رکھ کر لباس تبدیل کیا پھر وہاں سے برین آدم ...طرف چل پڑی۔ خفیہ یہودی تنظیم کے جتنے افراد تھے' وہ سب ...ن آدم کو بگ برادر کہتے تھے۔ اس نے نمبر ڈائل کر کے رابطہ کیا ...ر کہا "میں انٹیلی جنس کا چیف بول رہا ہوں۔ ابھی تم کسی پر تنویمی ...ل کرو گے۔ اس کے دماغ کو دیوی نے اپنی آتما شکتی سے قابو میں ...ر رکھا ہے۔ لہٰذا پہلے تمہیں دیوی کے تنویمی عمل کا توڑ کرنا ...گا۔"

اس نے کہا "سر! میرا ایک دوست مجھ سے زیادہ ہپناٹزم کا ماہر ...ہے۔ اگر دیوی مداخلت کرنے آئے گی' تب بھی اس کے عمل میں ...رکاوٹیں پیدا نہیں کر سکے گی۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں اسے ...ساتھ لے آؤں۔"

"ہمیں ایسے ہی ماہر کی ضرورت ہے۔ اسے فوراً لے آؤ۔"

الپا برین آدم کے بنگلے میں آ گئی۔ تھوڑی دیر بعد ہپناٹزم کا ماہر ...اپنے دوست کو لے کر آیا۔ الپا اور برین آدم نے حیرانی سے اس ...دوست کو دیکھا۔ وہ عام انسانوں سے ذرا مختلف تھا۔ اس کے ...دونوں کان ذرا بڑے تھے۔ سر کا اوپری حصہ ذرا اٹھا ہوا تھا اور پیشانی چوڑی اور ابھری ہوئی تھی۔

برین آدم۔۔۔۔ نے پوچھا "یہ کون ہے؟ پورے اسرائیل میں اور خصوصاً تل ابیب میں ایسا شخص پہلے کبھی نہیں دیکھا ہے۔ یہ تمہارا دوست کیسے بن گیا؟ یہ کس ملک سے یہاں آیا ہے؟ مجھے اس کا ویزا' پاسپورٹ اور دیگر اہم کاغذات دکھاؤ۔"

"سر! اسے آپ کے پاس لانے کا مقصد یہی ہے کہ یہ آپ کے کام آئے اور آپ اسے اسرائیلی شہریت دیں۔ یہ آپ کے بہت کام آئے گا۔"

"لیکن معلوم تو ہو کہ یہ کون ہے؟"

اس اجنبی نے کہا "میں بتاتا ہوں لیکن آپ پہلے یقین نہیں کریں گے پھر رفتہ رفتہ یقین آنے لگے گا۔ میرا تعلق آپ کی اس ارضی دنیا سے نہیں ہے۔ میں ایک خلائی زون سے آیا ہوں اور میرا نام دھتورا ہے۔"

یہ سنتے ہی الپا نے خیال خوانی کی پرواز کی۔ اس نے ہنستے ہوئے سانس روک لی پھر کہا "پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی مجھے گدگدی سی ہونے لگتی ہے۔ اگر میں تھوڑی دیر تک گدگدی برداشت کر لوں تب بھی کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا میرے خیالات نہیں پڑھ سکے گا کیونکہ میرے دماغ میں صرف ہماری خلائی زبان گردش کرتی ہے۔ اس ارضی دنیا کی تمام زبانیں عارضی طور پر ہمارا دماغ سمجھتا ہے۔ ہم اپنی زبان سے اس دنیا کی زبانیں بولتے ہیں پھر تمام زبانیں ہمارے دماغ سے مٹ جاتی ہیں۔"

الپا نے کہا "ہم کیسے یقین کریں کہ ابھی جو زبان بول رہے ہو اسی زبان کی سوچ کی لہریں تمہارے دماغ میں نہیں ہیں۔"

"سوچ کی لہریں ہیں لیکن گفتگو ختم ہوتے ہی سوچ کی لہریں بھی ختم ہو جاتی ہیں۔ میں گدگدی برداشت کرتا ہوں تم میرے دماغ میں آ کر اپنی تسلی کر لو۔"

الپا پھر اس کے اندر گئی۔ وہ جو عبرانی زبان بول رہا تھا' اب اس زبان کی سوچ کی لہریں دماغ میں نہیں تھیں اور جو لہریں تھیں وہ اجنبی زبان کی تھیں جو سمجھ میں نہیں آ رہی تھی۔ الپا نے کہا۔ "واقعی صرف اجنبی سوچ کی لہریں ہیں لیکن ہو سکتا ہے تم جان بوجھ کر ہماری زبان کی لہروں کو اپنے دماغ سے نکال دیتے ہو تاکہ ہم تمہاری اصلیت نہ جان سکیں۔"

"میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ ابتدا میں مجھ پر بھروسا نہیں کیا جائے گا پھر رفتہ رفتہ مجھ پر اعتماد کرنے لگیں گے۔"

برین آدم نے کہا "جب تک تم پر مکمل اعتماد نہیں ہو گا تب تک تم زیرِ حراست رہو گے۔"

"مجھے جہاں بھی رکھا جائے گا' میرے لئے کوئی فرق نہیں پڑے گا لیکن جس کام کے لئے مجھے بلایا گیا ہے وہ کام مجھ سے لیا جائے تاکہ تم لوگ میری قدر و قیمت جان سکو۔"

"کیا تم تنویمی عمل کے علاوہ ٹیلی پیتھی بھی جانتے ہو؟"
"میں ٹیلی پیتھی نہیں جانتا لیکن پرائی سوچ کی لہروں کو دماغ تک پہنچنے سے پہلے ہی روک سکتا ہوں۔"
اس نے الپا سے کہا "تم چیف صاحب کے دماغ میں جاؤ۔ میں تمہاری سوچ کی لہروں کو وہاں تک پہنچنے نہیں دوں گا۔"
یہ کہہ کر وہ برین آدم کی پیشانی کو پلکیں جھپکائے بغیر دیکھنے لگا۔ پندرہ بیس سیکنڈ کے بعد الپا نے کہا "واقعی میری سوچ کی لہریں واپس آرہی ہیں۔"
برین آدم نے کہا "میں انتظار کررہا ہوں کہ تمہاری سوچ کی لہریں جیسے ہی آئیں گی، میں سانس روک لوں گا لیکن میں نے تمہیں اپنے دماغ میں محسوس تک نہیں کیا ہے۔"
"بگ برادر! اس کا مطلب ہے میری سوچ کی لہریں آپ کے دماغ تک تو کیا، جسم تک بھی نہیں پہنچ پاتی ہیں۔"
دھتورا نے کہا "تم دونوں کے درمیان جب تک میں رہوں گا یا میری نگاہیں رہیں گی تب تک سوچ کی لہریں تمہارے بگ برادر تک نہیں پہنچ سکیں گی۔"
برین آدم نے کہا "یہ عمل تو ہماری خواہش کے عین مطابق ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ ابھی تنویمی عمل کے دوران دیوی کی سوچ کی لہریں الپا کے دماغ تک نہ پہنچ سکیں۔"
الپا نے کہا "یہ ہپناٹزم کا ماہر ابھی مجھ پر عمل کرے اور دھتورا اس عمل کے دوران میرے اور دیوی کے درمیان دیوار بن کر رہے تاکہ وہ آتما شکتی کے ذریعے بھی تنویمی عمل میں مداخلت نہ کرسکے۔"
"کیا تم آتما شکتی کے ذریعے آنے والی لہروں کو روک سکتے ہو؟"
"میں نہیں جانتا کہ یہ آتما شکتی کیا ہوتی ہے۔ اگر کوئی ایسی دیوی مداخلت کے لئے آئے گی تو میں آتما شکتی کو سمجھ پاؤں گا۔"
تھوڑی دیر بعد ایک بیڈ روم میں یہ عمل شروع کیا گیا۔ ہپناٹائز کرنے والا الپا کی آنکھوں میں جھانک کر اسے ٹرانس میں لا رہا تھا۔ دھتورا کی آنکھیں الپا کی پیشانی کو تک رہی تھیں۔ الپا ٹرانس میں آکر آنکھیں بند کرچکی تھی۔ اب اس کے کان عامل کی آواز کے سوا دنیا کی کوئی آواز نہیں سن رہے تھے۔ برین آدم دل ہی دل میں دعائیں مانگ رہا تھا کہ کسی طرح دیوی سے ہمیشہ کے لئے نجات مل جائے۔
ہپناٹائز کرنے والے کو پہلے سمجھا دیا گیا تھا۔ اس کے مطابق اس نے پہلے دیوی کے تنویمی عمل کو ختم کیا پھر الپا کے دماغ میں یہ بات نقش کی کہ اب اس کی آواز اور لہجہ بدل گیا ہے۔ جب وہ تنویمی نیند سے بیدار ہوگی تو اپنی سابقہ آواز اور لہجہ بھول کر ایک نئی آواز اور لہجے میں بولے گی۔
بہت مختصر سا عمل تھا۔ الپا تنویمی نیند سو گئی۔ برین آدم نے اپنے دو ٹیلی پیتھی جاننے والے رابرٹ کلون اور مارکوس برٹن کو بلایا۔ انہیں سمجھایا کہ اب ہپناٹائز کرنے والا اور دھتورا جب تک عمل میں مصروف رہیں گے تب تک دونوں ٹیلی پیتھی جاننے والے ان کی نگرانی کرتے رہیں گے تاکہ وہ کوئی منفی عمل نہ کرسکیں۔
دوسری بار دوسرے بیڈ روم میں برین آدم پر عمل کیا گیا۔ اس کی بھی آواز اور لہجے کو تبدیل کردیا گیا۔ آئندہ دیوی آتی اور الپا اور برین آدم کی سابقہ آواز اور لہجے کو گرفت میں لے کر ان کے دماغوں میں پہنچنا چاہتی تو اس کی سوچ کی لہریں بھٹک کر رہ جاتیں۔
عمل کے اختتام پر رابرٹ کلون نے دھتورا اور ہپناٹزم کے ماہر سے کہا "تم دونوں ڈنر سے پہلے آنا۔ تمہیں بگ برادر کے دوسرے احکامات پر عمل کرنا ہے۔"
وہ دونوں چلے گئے۔ برین آدم اور الپا جب تک تنویمی نیند سوتے رہے تب تک رابرٹ کلون اور مارکوس برٹن اس بنگلے میں ان کی حفاظت کے لئے موجود رہے۔
وہ دونوں ڈرائنگ روم میں تھے۔ الپا اور برین آدم دو الگ الگ بیڈ روم میں سو رہے تھے۔ جب تنویمی نیند پوری ہوگئی تو وہ دونوں اپنے اپنے بستر پر پڑے سوچتے رہے۔ الپا نے تنویمی عمل کی کامیابی کو آزمانے کے لئے بگ برادر کی آواز اور لہجے کو گرفت میں لیا۔ خیال خوانی کی پرواز کی لیکن اس کی سوچ کی لہریں بھٹک کر رہ گئیں۔
اس نے ایک کاغذ پر لکھا "بگ برادر! ابھی میں نے آپ کے دماغ تک پہنچنے کی کوشش کی مگر ناکام رہی۔ اس کا مطلب ہے تنویمی عمل کامیاب رہا ہے۔ اب آپ میرے سامنے نہ بولیں۔ میں آپ کے سامنے نہیں بولوں گی۔ آئندہ ہم بھی کمپیوٹر کے ذریعے رابطہ کریں گے۔"
اس نے وہ کاغذ تہ کیا پھر برین آدم کے بیڈ روم کے دروازے پر دستک دے کر اس تہ کئے ہوئے کاغذ کو دروازے کے نچلے حصے سے آگے بڑھا دیا۔ برین آدم نے اسے اٹھا کر پڑھا پھر دوسرے کاغذ پر لکھا "تم نے وہی لکھا ہے، جو میں نے سوچ رکھا تھا۔ میں رابرٹ کلون اور مارکوس برٹن پر بھی یہی عمل کراؤں گا۔ تم ابھی یہاں سے جاؤ اور کسی دوسرے شہر میں روپوش رہو۔ آئندہ کوڈ نمبرز یا نائن بی اے ٹائپ کرکے کمپیوٹر پر رابطہ کرنا۔ بی اے برین آدم کا مخفف ہے۔ میں نے تمہارا کوڈ نمبر ڈبل زیرو ڈبل اے مقرر کیا ہے۔ ڈبل اے الپا آدم کا مخفف ہے۔ ہمارا رابطہ کل دن کے گیارہ بجے ہوگا پھر ہم آئندہ رابطہ کرنے کے اوقات مقرر کرلیں گے۔"
الپا کو بھی وہ تحریر بیڈ روم کے دروازے کے نیچے سے ملی۔ اس نے اسے پڑھا پھر اپنا پرس اٹھا کر بنگلے کے پچھلے دروازے سے چلی گئی۔
اس رات بارہ بجے تک رابرٹ کلون اور مارکوس برٹن پر بھی تنویمی عمل کیا گیا۔ ان کی آواز اور لہجے بھی بدل گئے۔ ان پر



تک برین آدم ان کے پاس موجود رہا اور ان سے تحریر کے ذریعے گفتگو کرتا رہا۔ جب وہ دونوں تنویمی نیند سو گئے تو اس نے ے ذریعے ہپناٹزم کے ماہر کو جانے کے لئے کہا اور دھتورا کو س روک لیا۔ ایک کاغذ پر اس سے سوال کیا "تم اپنی پوری بیان کرو۔ اگر واقعی خلائی مخلوق ہو تو یہاں کس طرح آئے نے کی وجہ کیا ہے؟ تم تنہا ہو یا تمہارے اور ساتھی بھی ہیں؟ ات اور غیر معمولی صلاحیتوں کے بارے میں تفصیل سے

ھتورا اپنے بارے میں وہی باتیں بتانے لگا جو بدی بدی نے ر اور اس کے ساتھیوں کو بتائی تھیں۔ اس نے پاور پلانز کے متعلق بتایا کہ وہ اس ارضی دنیا کا جائزہ لینے آیا ہے۔ اگر سے رہنے کے قابل نظر آئے گی تو وہ یہاں کے تمام چھوٹے مالک کے حکمرانوں اور فوجیوں کو زیر کرکے یہاں خلائی کے پاور پلانز کی حکومت قائم کرے گا۔
رین آدم سنتا رہا اور تشویش میں مبتلا ہوتا رہا۔ تشویش کی بھی تھی کہ وہ خلا سے آنے والے بہت ترقی یافتہ تھے۔ جدید ریقوں سے اناج اگاتے تھے۔ ہائیڈروجن سے گاڑیاں اور چلاتے تھے۔ ان کے زون میں پیٹرول، ڈیزل، آگ کے وغیرہ کی کثافت نہیں تھی۔ ماحول میں کہیں آلودگی نہیں فوج کے صرف ساٹھ افراد جدید ترین ایٹمی ہتھیار سے لیس تھے۔ مزید تشویش کی بات یہ تھی کہ وہ دشمنوں کے ہتھیار سے نہیں تھے۔ ان کے گوشت پوست کے جسم موت پروف نہیں صرف قدرتی طور پر موت آتی تھی۔
رین آدم نے کاغذ پر سوال کیا "ہماری دنیا میں تمہارے علاوہ راد ہیں۔ ہم تمارا عرف لکی سیون کے بارے میں جانتے ہیں۔ علی تیمور کی پناہ میں ہے۔ باقی چار افراد کہاں ہیں؟ کیا تم پاور سیون سے ہماری دوستی کرا سکتے ہو؟"
ہ سہم کر بولا "پاور پلانز کی بات نہ کرو۔ وہ مجھے دیکھتے ہی کی طرح مسل دے گا۔ اگرچہ میں جسمانی طور پر بہت طاقتور ر ہمارے زون کے دس پاور پلانز موت پروف ہیں پھر وہ ا کے لئے موت کی وردی پہنتے ہیں۔ ان کی وردی میں عجیب و ہتھیار پوشیدہ ہیں۔ میں نے اپنے زون میں رہ کر دوسروں سے راڈ کئے ہیں اور ایک معزز ہستی کو قتل کیا ہے اس لئے پاور ون مجھے دیکھتے ہی مار ڈالے گا۔"
اگر تم ہمارے وفادار بن کر رہو گے تو ہم تمہیں پناہ دیں گے چھپا کر رکھیں گے۔ وہ یہاں آکر تمہیں کبھی نہیں دیکھ سکے

میں ہمیشہ تمہارا وفادار بن کر رہوں گا۔ میری بہن روشنا کی یلی بدی بدی ہے۔ وہ بہت ہی ذہین اور مکار ہے۔ اگر تم کسی ن دونوں کو تلاش کرلو تو فائدے میں رہو گے۔ ہم تینوں میں ایسی صلاحیتیں ہیں کہ ہم ارضی دنیا کے کسی دشمن کو تمہارے قریب نہیں آنے دیں گے۔ یہ تم دیکھ چکے ہو کہ میں نے کس طرح سوچ کی لہروں کو تمہارے قریب آنے سے روک دیا تھا۔"
برین آدم نے تسلیم کیا کہ دھتورا بہت کام آئے گا اور وہ روشنا اور بدی بدی کو بھی تلاش کرنے کی ہر ممکن کوشش کرے گا۔
جب رابرٹ کلون اور مارکوس برٹن نیند سے بیدار ہوگئے تو برین آدم نے ان سے بھی تحریر کے ذریعے گفتگو کی لیکن انہیں زبان سے بولنے کا حکم دیا اور ان کی بدلی ہوئی آواز اور لہجے کو ایک کیسٹ میں ریکارڈ کرلیا پھر اس نے تحریر کے ذریعے دونوں سے کہا۔ "آئندہ تم دونوں اپنی نئی آواز اور لہجے میں کسی سے گفتگو نہیں کرو گے۔ عام حالات میں کسی سے باتیں کرنے کے لئے آواز بدل کر بولو گے۔ اس طرح دیوی بھی تمہارے قریب نہیں آسکے گی۔ صرف الپا تمہارے اندر آئے گی۔ تم دونوں اس کی ہدایات پر عمل کیا کرو گے۔ آج ہی یہ شہر چھوڑ دو۔ کل سے کس شہر میں رہو گے یہ اپنے ساتھی کو بھی نہ بتاؤ۔ ہم سب ایک دوسرے سے کمپیوٹر کے ذریعے رابطہ رکھا کریں گے۔"
اس نے دونوں کے لئے کمپیوٹر کوڈ نمبرز مقرر کئے پھر رابرٹ کلون سے کہا "یہ دھتورا تمہارے ساتھ رہا کرے گا۔ ہمیں اس کی بہن روشنا اور اس کی سہیلی بدی بدی کو تلاش کرنا ہے۔ وہ دو عورتیں بھی ہمارے بہت کام آئیں گی۔ کل دن کے گیارہ بجے میں کمپیوٹر پر تم دونوں سے رابطہ کروں گا۔ اب تم جاسکتے ہو۔"
پہلے مارکوس برٹن وہاں سے گیا۔ اس کے پندرہ منٹ کے بعد رابرٹ کلون، دھتورا کو ساتھ لے کر چلا گیا۔ ان کے جانے کے بعد برین آدم نے ریسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کئے پھر اپنی نئی آواز کے سوا دوسری نئی آواز میں کہا "ہیلو ڈاکٹر! میں انٹیلی جنس کا چیف بول رہا ہوں۔"
ڈاکٹر نے کہا "ہیلو میں سن رہا ہوں لیکن آپ کی آواز چیف جیسی نہیں ہے۔"
"آپ جانتے ہیں۔ کبھی کبھی دشمنوں سے چھپنے کے لیے آواز بدلنا پڑتا ہے۔ ابھی صبح ہونے سے پہلے میرا چہرہ بدلنا بھی ضروری ہے لہٰذا میں پلاسٹک سرجری کے لیے ابھی آپ کے پاس آرہا ہوں۔"
"ضرور آئیں۔ آپ ملک اور قوم کی خاطر دن رات مصروف رہتے ہیں۔ میں بھی آج رات آپ کے ساتھ جاگتا رہوں گا۔"
برین آدم ریسیور رکھ کر اپنے بیڈ روم میں آیا۔ وہاں جتنے اہم دستاویزات اور ذاتی استعمال کی ضروری چیزیں تھیں ان سب کو ایک اٹیچی میں رکھا۔ تمام کرنسی بھی رکھ لی پھر اس بنگلے کو ہمیشہ کے لیے چھوڑ کر چلا گیا۔
بڑے عرصے کے بعد دیوی کی ذلت آمیز غلامی سے نجات مل گئی تھی۔ برین آدم بہت سوچ سمجھ کر اپنے اور الپا کے تحفظ کے اقدامات کررہا تھا۔ اس نے اپنی نئی آواز الپا کو نہیں سنائی اور خود

الپا کی نئی آواز نہیں سنی۔ اس طرح وہ کبھی کسی دشمن کے شکنجے میں آتے تو دشمن ایک کے ذریعے دوسرے تک نہیں پہنچ سکتا تھا۔

لیکن اس نے رابرٹ کلون اور مارکوس برٹن کی نئی آوازیں ریکارڈ کرلی تھیں تاکہ الپا خاموشی سے ان کے دماغوں میں جاتی رہا کرے۔ برین آدم اور الپا کو ان دونوں پر اعتماد نہیں تھا کیونکہ وہ اسرائیلی یہودی نہیں تھے۔ انہیں بہت پہلے ٹریپ کرکے یہودی بنایا گیا تھا۔ ایسے ٹریپ کیے جانے والے کسی وقت بھی دشمنوں کے ہتھے چڑھ جایا کرتے تھے۔ ماضی کے تلخ تجربات نے انہیں سمجھادیا تھا کہ رابرٹ کلون اور مارکوس برٹن پر بھی زیادہ بھروسا نہ کیا جائے اور نہ ہی دھتورا کو قابلِ اعتماد سمجھا جائے لہٰذا برین آدم اب الپا کو رابرٹ کلون کے دماغ میں پہنچا کر دھتورا کو بھی آزمانا چاہتا تھا کہ وہ کس حد تک وفادار رہے گا۔

اس نے دوسرے دن دس بجے کمپیوٹر کے ذریعے الپا سے رابطہ کیا پھر کمپیوٹر اسکرین پر تحریر کی زبان سے کہا "ہم دونوں نے ایک دوسرے کی آواز نہیں سنی ہے۔ اس طرح کوئی دشمن ہمیں ایک دوسرے کے ذریعے ٹریپ نہیں کرسکے گا۔"

"میں آپ کا طریقۂ کار سمجھ رہی ہوں۔ اب آپ بہت محتاط رہ کر اپنے فرائض ادا کریں گے۔"

"ٹھیک کہتی ہو۔ ہمیں رابرٹ کلون اور مارکوس برٹن پر بھی احتیاطاً بھروسا نہیں کرنا چاہیے۔ وہ فی الوقت ہمارے وفادار ہیں مگر ہمارے اپنے یہودی نہیں ہیں۔ یہی سوچ کر میں نے ان دونوں کی نئی آوازیں ایک کیسٹ میں محفوظ کرلی ہیں۔ یہ آوازیں تمہیں سنانا چاہتا ہوں۔"

"آپ یہ آوازیں کیسے سنائیں گے؟"

"میں نے اپنا بنگلا چھوڑ دیا ہے لیکن ابھی ٹھیک گیارہ بجے اسی بنگلے میں تھوڑی دیر کے لیے جاؤں گا۔ تم وہاں فون کرو۔ اپنی زبان سے کچھ نہ بولو۔ اپنے ریسیور پر صرف تین بار انگلی سے دستک دو۔ میں اس کے جواب میں وہ کیسٹ سناؤں گا۔ تم رابرٹ کلون اور مارکوس برٹن کی آوازیں سن کر فون بند کردینا۔"

"میں ابھی اپنی خفیہ رہائش گاہ سے باہر جارہی ہوں۔ کسی بوتھ میں جاکر فون کروں گی۔ آئندہ ہمارے رابطے کا سلسلہ کیا رہے گا؟"

"ہم ہر دو گھنٹے بعد کمپیوٹر کے ذریعے ایک دوسرے کی خیریت معلوم کرتے رہیں گے۔ ایک ضروری بات یہ ہے کہ میں نے ڈاکٹر جافری کے ذریعے پلاسٹک سرجری کرائی ہے۔ اپنا چہرہ تبدیل کیا ہے۔ تم کسی وقت ڈاکٹر جافری پر تنویمی عمل کرکے اس کے ذہن سے یہ بھلا دینا کہ اس نے انٹیلی جنس کے چیف برین آدم کے چہرے کی پلاسٹک سرجری کی ہے۔"

"میں اس کے حافظے سے یہ بات بھلادوں گی۔"

"میں تمہیں بھی مشورہ دیتا ہوں۔ اپنے چہرے پر تبدیلیاں لے آؤ تاکہ سرِعام تمہیں کوئی پہچان نہ سکے۔"

"میں آپ کے مشورے پر آج ہی عمل کروں گی۔ اب میں جارہی ہوں۔ آپ بھی اپنے پہلے بنگلے میں پہنچیں۔"

رابطہ ختم ہوگیا۔ الپا نے بگ برادر کی ہدایات کے مطابق رابرٹ کلون اور مارکوس برٹن کی آوازیں سن لیں۔ ان آوازوں کے ذریعے ان دونوں کے دماغوں میں آسانی سے پہنچ گئی۔ وہ دونوں اسے اپنے اندر محسوس نہ کرسکے۔ رابرٹ کلون کی سوچ نے بتایا کہ دھتورا اس کے ساتھ رہتا ہے اور اس نے خلائی مخلوق کے بارے میں عجیب و غریب باتیں بتائی ہیں۔

اسی دن الپا نے پلاسٹک سرجری کے ماہر ڈاکٹر جافری کے ذریعے اپنے چہرے پر تبدیلی کرائی پھر جب وہ ڈاکٹر رات کو اپنے وقت کے مطابق سوگیا تو الپا نے اس پر تنویمی عمل کیا اور اس کے ذہن سے یہ بات بھلادی کہ برین آدم نے اور الپا نے اپنے چہرے کو پلاسٹک سرجری کے ذریعے تبدیل کیا ہے۔

شطرنج کا عالمی چیمپئن مائیک ہرارے تنہا رہ گیا تھا۔ دیوی نے گوشہ نشینی سے پہلے اسے ہدایت کی تھی کہ جب تک وہ زیرِ زمین رہے گی تب تک ہرارے آزاد رہے گا اور اپنی مرضی کے مطابق خیال خوانی کیا کرے گا لیکن اسرائیل میں جتنے ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں، ان پر نظر رکھے گا۔ کبھی کبھی ان کے دماغوں میں جایا کرے گا۔ اس طرح اطمینان رہے گا کہ وہ سب بدستور دیوی کے معمول اور تابعدار رہیں۔

دیوی ہندوستان میں اس سے جدا ہوئی تھی۔ اس نے سوچا تھا کہ دو چار روز بمبئی میں رہ کر یقین کرے گا کہ فرہاد بھارت سے امریکا جاچکا ہے اور وہاں اب کوئی ڈمی فرہاد نہیں ہے۔ وہاں رہنے کے دوران اس نے کئی بار یہودی ٹیلی پیتھی جاننے والوں اور برین آدم کے دماغوں میں جھانک کر دیکھا، وہ سب دیوی کے تابعدار تھے۔ مائیک ہرارے نے سوچا۔ وہ سب ہمیشہ تابعدار رہیں گے۔ سپر ماسٹر دیوی سے ٹکرانے اسرائیل نہیں آئے گا اور یہودیوں نے فرہاد یا اس کے خیال خوانی کرنے والوں کے لیے چیلنج بننے کی حماقت نہیں کی تھی اس لیے وہ یہودی ٹیلی پیتھی جاننے والے بدستور دیوی کے ہی تابعدار تھے۔

اس نے اسی خوش فہمی میں دو دن تک برین آدم اور الپا کے پاس جانے کی زحمت نہیں کی۔ تیسرے دن گیا تو بازی پلٹ چکی تھی۔ ٹیلی پیتھی جاننے والے تمام یہودی پنچھی دیوی کے پنجرے سے اڑ گئے تھے۔ مائیک ہرارے کو برین آدم کا بھی سراغ نہیں ملا۔ جو تنویمی عمل کے شکنجے میں جکڑے ہوئے ہوتے ہیں وہ خود کبھی اس شکنجے سے نکل نہیں پاتے۔ کوئی انہیں نکال کرلے جاتا ہے۔ ہرارے کے لیے یہ معلوم کرنا دشوار تھا کہ کسی نے دیوی کے



ال خوانی کرنے والوں کو چھین لیا ہے۔ سپر ماسٹر اور اس کے تینوں اتھی روپوش رہتے تھے۔ اس نے میرے دماغ پر دستک دی پھر کہا۔ میں ہوں مائیک ہرارے۔"

میں نے پوچھا "کیسے راستہ بھٹک گئے؟"

"میں پوچھنے آیا ہوں، کیا آپ نے یہودی ٹیلی پیتھی جاننے الوں کو دیوی سے چھین لیا ہے؟"

"میں اس قدر مصروف رہتا ہوں کہ غیر ضروری معاملات پر نہیں دے سکتا۔ فی الحال یہودی ٹیلی پیتھی جاننے والے میرے غیر ضروری ہیں۔ میں نے اور میرے کسی ساتھی نے بھی ئیل کا رخ نہیں کیا ہے۔"

"میں آپ کی زبان پر بھروسا کرتا ہوں۔ یقیناً سپر ماسٹر نے ہی ے فائدہ اٹھایا ہے۔"

"جانے سے پہلے میرے سوال کا جواب دے کر جاؤ۔ میں نے پوچھا تھا کہ کیسے راستہ بھٹک گئے؟"

"جناب! میں نے جواب دے تو دیا تھا کہ یہودی ٹیلی پیتھی نے والوں کے بارے میں پوچھنے آیا ہوں۔"

"یہ تو جواب نہیں ہوا۔ میرے سوال پر غور کرو۔ تم شطرنج سب سے بڑے چالباز کھلاڑی ہو پھر اپنی چالیں بھول کر کیسے تہ بھٹک گئے؟ کچھ سمجھ میں آیا؟ میرا چھوٹا سا سوال ہے۔ کیسے تہ بھٹک گئے؟"

"وہ... وہ میں نے دیوی سے دوستی کی ہے۔"

"تم نے مجھ سے بھی دوستی کی تھی لیکن میں نے تمہیں غلام بنایا تھا۔"

"آپ غلط سمجھ رہے ہیں۔ دیوی نے مجھے غلام نہیں بنایا ۔"

"میں نے ہمیشہ تمہیں اپنے دماغ میں رہ کر گفتگو کرنے دی ۔ اس وقت بھی تم میرے دماغ میں ہو۔ یہ میرا دوستانہ رویّہ ۔ غلام کی پہچان یہ ہے کہ وہ اپنے عامل کے دماغ میں جگہ نہیں ۔ کیا دیوی کبھی تمہیں اپنے دماغ میں رہ کر گفتگو کرنے دیتی ہے؟ بشہ وہ تمہارے دماغ میں آیا کرتی ہے۔"

"پلیز، ایسی باتیں میرے دماغ پر بوجھ لگتی ہیں۔"

"ایک تابعدار سے اسی کے عامل کے خلاف بات کی جائے تو غ بوجھل سا ہوجاتا ہے۔ جاؤ، ایک آزاد شخص کی باتیں ایک م کی سمجھ میں کبھی نہیں آئیں گی۔"

مائیک ہرارے صوفے پر بیٹھا ہوا تھا۔ وہ دونوں ہاتھوں سے کو تھام کر جھک گیا۔ میری باتیں اسے چبھ رہی تھیں۔ اسے ی کا احساس ہوتا تھا لیکن دیوی کا تنویمی عمل غالب آتا تھا۔

وہ تھوڑی دیر تک سر جھکائے بیٹھا رہا پھر خیال خوانی کی پرواز تے ہوئے دیوی کے دماغ میں پہنچتے ہی بولا "میں ہوں ہرارے۔"

دیوی نے سانس روک لی۔ وہ اپنی جگہ دماغی طور پر حاضر ہوگیا۔ چند سیکنڈ کے بعد ہی دیوی نے اس کے اندر آکر پوچھا "کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ کچھ عرصے تک دنیاوی معاملات میں دلچسپی نہیں لوں گی؟ میرے پاس کیوں آئے تھے؟"

"یہ اطلاع دینے آیا تھا کہ برین آدم اور تینوں یہودی ٹیلی پیتھی جاننے والے ہماری گرفت سے نکل گئے ہیں۔"

"بے شک یہ بہت بڑا نقصان ہے لیکن میرا فیصلہ اٹل ہے۔ میں کچھ عرصے تک کسی معاملے میں دلچسپی نہیں لوں گی۔ جب واپس آؤں گی تو نقصان پہنچانے والوں سے نمٹ لوں گی۔ آئندہ مجھے مخاطب نہ کرنا۔ میں ضرورت سمجھوں گی تو تمہیں مخاطب کروں گی۔"

وہ چلی گئی۔ مائیک ہرارے نے جھنجلا کر صوفے کے ہتھے پر گھونسا مارا۔ میری یہ بات پھر اسے چبھ رہی تھی کہ وہ دیوی کے دماغ میں رہ کر گفتگو نہیں کرسکتا۔ وہ سانس روک کر خود اس کے اندر آجاتی ہے۔ اس طرح وہ اسے اپنے زیرِ اثر رکھتی ہے۔ اسے قابلِ اعتماد دوست نہیں، ایک غلام سمجھتی ہے۔

وہ سوچ سکتا تھا، جھنجلا سکتا تھا مگر تنویمی عمل کی زنجیریں توڑ کر غلامی سے نجات حاصل نہیں کرسکتا تھا۔ اسے بمبئی شہر میں گھٹن کا احساس ہونے لگا۔ وہ دیوی کے دیس کا ایک شہر تھا۔ وہ اٹھ کر کھڑا ہوگیا۔ تیزی سے چلتا ہوا بنگلے سے باہر آیا پھر کار میں بیٹھ کر کسی فلائٹ میں سیٹ حاصل کرنے کے لیے ایک ٹریول ایجنسی کی طرف جانے لگا۔ وہ خیال خوانی کے ذریعے بھی اپنے لیے ایک سیٹ حاصل کرسکتا تھا لیکن کھلی فضا میں تازہ ہوا کھانے کے لیے نکل پڑا تھا۔

یوں باہر نکلنا مقدر کا بہانہ تھا۔ اس کی زندگی میں تبدیلی آنے والی تھی اس لیے کار ایک ٹرک سے ٹکرا گئی۔ دونوں گاڑیوں کی رفتار سست تھی اس لیے بہت بڑا حادثہ نہیں ہوا پھر بھی اس کا سر اسٹیئرنگ سے ٹکرایا اور وہ بے ہوش ہوگیا۔

جب ہوش آیا تو خود کو ایک اسپتال میں پایا۔ اس کے سر پر اور بازو پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔ ایک پولیس انسپکٹر نے آکر کہا "ہم آپ کے ہوش میں آنے کا انتظار کررہے تھے۔ یہ جو حادثہ ہوا اس میں ٹرک ڈرائیور کی غلطی تھی۔ وہ ٹرک چھوڑ کر بھاگ رہا تھا لیکن ہم نے اسے گرفتار کرلیا ہے۔"

ہرارے نے کہا "غلطیاں انسان سے ہی ہوا کرتی ہیں۔ میں اس ٹرک ڈرائیور کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کروں گا۔ آپ کی یہی مہربانی بہت ہے کہ آپ نے مجھے اسپتال تک پہنچادیا۔"

انسپکٹر نے کہا "ہم آپ کو نہیں لائے ہیں۔ ہم تو ڈرائیور کے پیچھے دوڑ پڑے تھے۔ اسے گرفتار کرکے واپس آئے تو پتا چلا کوئی

عورت آپ کو اپنی گاڑی میں یہاں لائی تھی۔"

"عورت؟ کون عورت؟"

"پتا نہیں وہ کون تھی۔ شاید وہ شام تک آپ کی خیریت معلوم کرنے آئے گی۔"

پولیس انسپکٹر چلا گیا۔ ہرارے اپنی محسنہ کے متعلق سوچنے لگا۔ وہ کون ہے جس نے اسپتال پہنچا کر اسے نئی زندگی دی؟

وہ جو بھی تھی، اجنبی تھی۔ جب تک روبرو نہ آتی اس کے بارے میں کچھ معلوم نہ ہوتا۔ سوچتے سوچتے اس پر نیند غالب آنے لگی۔ وہ ذرا سی دیر میں گہری نیند میں ڈوب گیا۔ اس کے دماغ پر احسان کرنے والی عورت سوار تھی۔ اس نے خواب میں ایک دھندلی سی عورت کو دیکھا۔ وہ کچھ کہہ رہی تھی اور وہ جواباً کچھ کہہ رہا تھا۔ بعض خواب ایسے ہوتے ہیں کہ آنکھ کھلنے کے بعد ذہن سے مٹ جاتے ہیں۔ یہ یاد رہتا ہے کہ خواب دیکھا تھا مگر یہ یاد نہیں رہتا کہ کیا دیکھا تھا۔

جب آنکھ کھلی تو رات ہو چکی تھی۔ کمرے میں بستر کے قریب ایک حسین عورت کھڑی ہوئی تھی۔ ہرارے نے اب تک کسی عورت میں دلچسپی نہیں لی تھی لیکن اسے دیکھ کر یوں لگ رہا تھا جیسے دل اس کی طرف کھنچا جا رہا ہو۔ وہ ہندوستانی تھی۔ ساڑی ایسے سلیقے سے پہنی ہوئی تھی کہ بدن کے نشیب و فراز نمایاں ہو گئے تھے۔

وہ سحر زدہ سا ہو کر اسے دیکھتا رہا پھر اس نے چونک کر پوچھا۔ "تم؟ کیا تم وہی ہو؟"

"ہاں۔ میں وہی ہوں۔ میں نے ہی تمہیں یہاں پہنچایا تھا۔"

"گویا تم نے مجھے نئی زندگی دی ہے۔"

وہ بستر کے قریب ایک کرسی پر ایک ادائے ناز سے ساڑی کا آنچل سنبھالتی ہوئی بیٹھ گئی پھر بولی "حادثہ بڑا نہیں تھا۔ تمہارے زخم بھی گہرے نہیں ہیں۔ تمہیں دیر سے بھی اسپتال پہنچایا جاتا تو تم زندہ رہتے۔ اس اعتبار سے میں نے تم پر کوئی احسان نہیں کیا ہے۔"

"پھر بھی تم نے ایک زخمی کو اسپتال پہنچایا ہے اور مزاج پرسی کے لیے بھی آئی ہو۔"

"مزاج پرسی کے لیے نہیں، یہ سمجھانے آئی ہوں کہ اپنی آواز اور لہجے پر غور کرو۔ کیا تم ایک نئی آواز اور نئے لہجے میں نہیں بول رہے ہو؟"

اس نے چونک کر بڑی سنجیدگی سے غور کیا پھر کہا "ہاں! میں تمہیں دیکھ کر خود کو بھول گیا تھا۔ اپنی آواز پر بھی توجہ نہیں دی واقعی میری آواز اور لہجہ بدل گیا ہے اور مجھے یاد نہیں آ رہا ہے کہ میری آواز پہلے کیسی تھی؟"

"پہلی آواز کو یاد نہ کرو۔ یہ سوچو کہ اب دیوی تمہارے دماغ میں نہیں آ سکے گی۔"

وہ ایک دم سے خوش ہو کر بستر پر اٹھ بیٹھا۔ جوشیلے انداز میں بولا "او گاڈ از گریٹ۔ دیوی جب تک میری نئی آواز اور لہجے کو نہیں سنے گی، میرے اندر نہیں آ سکے گی۔"

وہ بولی "اس لیے یہ نئی آواز اور لہجہ کسی کو نہ سناؤ۔ دیوی کسی آلۂ کار کے ذریعے سن لے گی۔ گونگے بن کر رہو یا کوئی دوسری عارضی آواز اور لہجے میں بولو۔"

وہ آواز بدل کر خوشی سے بولا "ہاں۔ میں آزاد ہو گیا ہوں۔ مجھے ایک عورت کی غلامی سے نجات مل گئی۔ اب میں اس آواز میں نہیں بولوں گا جس کے ذریعے وہ میرے اندر دوبارہ پہنچ سکے گی۔ اس نے مجھ جیسے شاطر کو غلام بنا لیا تھا۔ آئندہ میں اسے قریب بھی نہیں آنے دوں گا۔"

وہ بولتے بولتے چپ ہو گیا۔ اپنے سامنے بیٹھی ہوئی اجنبی حسینہ کو تعجب سے دیکھنے لگا۔ وہ مسکرا کر بولی "تم سوچ رہے ہو کہ تمہیں دیوی کے سحر سے کس نے نجات دلائی ہے؟ کیا میں نے؟"

"ہاں، مجھے بتاؤ۔ کیا تم نے مجھے یہ نئی زندگی دی ہے؟"

اس نے مسکراتے ہوئے ہاں کے انداز میں سر ہلایا۔ ہرارے نے اس کا ہاتھ تھام کر کہا "بائی گاڈ! میں زندگی بھر تمہارا یہ احسان نہیں بھولوں گا۔ آج تم میرے کام آئی ہو۔ آئندہ تمہیں جب بھی میری ضرورت پڑے گی، میں تمہارے کام آیا کروں گا۔"

وہ بولی "ایک دوسرے کے کام آنے کے لیے ضروری ہے کہ ایک جگہ ایک چھت کے نیچے رہا جائے لیکن دو اجنبی ایک چھت کے نیچے کیسے رہ سکتے ہیں؟"

"سو سوری۔ میں نجات حاصل کرنے کی خوشی میں یہ پوچھنا بھول گیا کہ تم کون ہو؟ اگر تم نے نجات دلائی ہے تو اس کا مطلب ہے تم ٹیلی پیتھی جانتی ہو۔"

"ہاں جانتی ہوں۔ جب پولیس انسپکٹر تم سے باتیں کر کے چلا گیا تھا تب میں نے تمہیں خیال خوانی کے ذریعے سلا دیا تھا اور تنویمی عمل کر کے یہ بات نقش کر دی کہ تم اپنی موجودہ آواز اور لہجے کو بھول جاؤ گے اور تنویمی نیند سے بیدار ہونے کے بعد نئی آواز اور نئے لہجے میں بولا کرو گے۔"

ہرارے نے کہا "تمہارا تنویمی عمل کامیاب رہا ہے۔ اب وہ آتما شکتی والی میری نئی آواز کو نہ کبھی سن سکے گی اور نہ ہی میرے اندر آ سکے گی۔ تم نے ابھی تک یہ نہیں بتایا کہ تم کون ہو اور تمہارا نام کیا ہے؟"

اس نے مسکرا کر اسے دیکھا پھر بڑے ٹھہرے ہوئے انداز میں بولی "میرا نام پربھا ہے...... پربھا رانی۔"

وہ حیرانی سے پلکیں جھپکائے بغیر اسے دیکھنے لگا، پھر بولا "وہی پربھا!"

"ہاں میں وہی ہوں جو دیوی بن کر اصل دیوی کی راہ میں



میں ڈالتی رہی۔"

"یعنی تم گروگیان رائے کے ساتھ آئی ہو اور تم دونوں عوامی ... چین کے لیے کام کر رہے ہو۔"

وہ ہنستے ہوئے بولی "چین کبھی ٹیلی پیتھی کا ہتھیار لے کر کسی ... میں نہیں گیا اور نہ ہی کسی گروگیان رائے کا کوئی وجود ہے۔ ... نے دیوی کو زیر زمین جانے پر مجبور کرنے کے لیے ایسا کیا تھا۔"

"کیا تمہارا تعلق بابا صاحب کے ادارے سے ہے؟"

"اس ادارے سے تعلق تھا۔ وہاں چند ہفتے رہ کر میں نے کچھ سیکھا ہے۔ یہاں بھارت میں دیوی کے زیر زمین جانے ... میں نے اس ادارے کے لیے کام کیا تھا۔ اب جناب تبریزی ... ایت پر مجھے اپنے طور پر زندگی گزارنے کے لیے آزاد چھوڑ دیا ہے۔ اب میں تنہا ہوں لیکن مجھ میں اتنی صلاحیتیں اور ... اعتماد پیدا کر دیا گیا ہے کہ میں خود کو تنہا نہیں سمجھتی ہوں۔ بڑے ... سے ایک نئی زندگی گزار رہی ہوں۔"

"یہ بابا صاحب کے ادارے کی بہت بڑی خوبی ہے کہ وہاں ہم ... ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو غلام بنا کر نہیں رکھا جاتا۔ فرہاد ... ب نے مجھے بھی آزاد چھوڑ دیا تھا۔ آج کل ڈی کرو سو بھی کہیں ... ی سے اپنے طور پر زندگی گزار رہا ہے اور اب تمہاری بھی ... مثال سامنے آئی ہے۔ ہم سب اس ادارے کے ممنون اور ... ن مند ہیں مگر یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ دشمن ہمیں ٹریپ کر کے ... ادارے کے خلاف استعمال کرتے ہیں۔"

پربھا نے کہا "ہم اس ادارے کے مقروض ہیں۔ ہمیں کسی ... یہ قرض ادا کرتے رہنا چاہیے۔ اس ادارے سے دور رہ کر ... اس کے کام آتے رہنا چاہیے۔"

ہرارے نے کہا "وہ ادارہ ہمارے تعاون کا محتاج نہیں ہے ... ہم نے نیکی اور انسانیت کا جو درس وہاں سے حاصل کیا ہے ... اسی طرح انسانیت کی راہوں پر چلیں گے اور جس طرح ہمارے ... نیکی کی گئی ہے اسی طرح ہم دوسروں سے نیکیاں کرتے رہیں ... تو گویا ہم اس ادارے کا قرض ادا کرتے رہیں گے۔"

"کیا ہم دونوں متحد ہو کر ایسا کر سکیں گے؟"

ہرارے نے اس کا ہاتھ تھام کر کہا "تم میرے ساتھ رہو گی ... میرا ساتھ دیتی رہو گی تو ہم بھی اپنی ذات میں ایک ادارہ بن ... لیں گے۔"

وہ کرسی سے اٹھ کر اس کے پاس بستر کے سرے پر آ گئی پھر بولی ... اری دنیا میں اچھائیاں کم اور برائیاں زیادہ ہیں۔ میں تمہارے ... ھ رہ کر ایک اچھائی کا اضافہ کروں گی۔"

یہ کہہ کر اس نے مائیک ہرارے کے شانے پر سر رکھ دیا۔

○☆○

ایک کرسی پر سونیا اور دوسری پر آمنہ فرہاد بیٹھی ہوئی تھیں۔ دوسری دو کرسیوں پر تمارا عرف لکی سیون اور پارس تھے۔ میں سونیا کے اندر موجود تھا۔ پارس ایک کمپیوٹر کو آپریٹ کر رہا تھا۔ اس کمپیوٹر میں وہی ڈسک تھی جو عادل امریکا سے لایا تھا۔

اسکرین پر خلائی مخلوق کی اجنبی زبان ابھرنے لگی۔ لکی سیون اور پارس غور سے اسکرین کو دیکھ رہے تھے۔ سونیا نے کہا "پارس تمہیں لکی سیون نے یہ زبان سکھائی ہے اسے پڑھ کر سناؤ۔"

پارس وہ زبان پڑھتے ہوئے ترجمہ سنانے لگا "اٹینشن پلیز، اٹینشن۔ بی بی کالنگ ٹو ماسٹر پی پی سیون۔ اٹینشن پلیز اٹینشن...."

سونیا نے کہا "کمپیوٹر اسٹاپ کرو۔ لکی سیون! کیا تم جانتی ہو کہ بی بی اور پی پی کن الفاظ کے مخفف ہیں؟"

لکی سیون نے کہا "یہ دونوں نام ہیں۔ بدی بدی ایک خطرناک وچ لیڈی کا نام ہے۔ کالنگ کے وقت خود کو بی بی کہہ رہی ہے اور پی پی پاور پلانر کا مخفف ہے۔ میں خلائی زون کے دس پاور پلانرز کے متعلق تفصیل سے بتا چکی ہوں۔ اس وقت بدی بدی، پاور پلانر سیون کو کال کر رہی ہے۔"

پارس نے کمپیوٹر کو پھر آن کیا۔ بدی بدی کے دوبار کال کرنے پر اسکرین کی تحریر بدل گئی۔ وہاں لکھا ہوا تھا "یس بی بی! پی پی سیون اٹینڈنگ یو۔ مجھے یقین ہے، تم خیریت سے ہو اور مزید معلومات فراہم کرنے والی ہو۔"

"یس ماسٹر! تازہ ترین معلومات یہ ہیں کہ میساچوسٹس انسٹی ٹیوٹ آف ٹیکنالوجی میں ایک ایسا روبوٹ تیار ہو رہا ہے جس میں ایک مصنوعی دماغ کا اضافہ کیا جا رہا ہے۔ یہ مصنوعی دماغ ابھی تیاری کے مرحلے میں ہے۔ اس کی تکمیل پر روبوٹ دیکھ سکے گا، سن سکے گا اور پیش آنے والے خطرات سے اپنے لیے حفاظتی تدابیر کر سکے گا۔"

پی پی سیون کی تحریر ابھری "اس کا مطلب ہے، یہ ارضی مخلوق سائنس اور ٹیکنالوجی کے ذریعے ایسے ہی کامیاب تجربات کرتی رہے گی تو میرے جیسے دس روبوٹ تیار کر لے گی۔"

"تم اس ارضی دنیا میں گوشت پوست کا جسم لے کر آئے ہو۔ یہاں کے لوگ تمہیں روبوٹ نہیں، اپنی طرح انسان سمجھیں گے لیکن تم سے کوئی غلطی یا کوتاہی ہو گی اور تم یہاں کسی شکنجے میں پھنس جاؤ گے تو اس دنیا کے سائنس دان تمہارا ایکسرے لیں گے۔ اور ان پر ظاہر ہو جائے گا کہ تم روبوٹ ہو۔ وہ تمہارے جیسا گوشت پوست کا ایک مکمل مصنوعی دماغ رکھنے والا روبوٹ آسانی سے تیار کر لیں گے کیونکہ تم نمونے کے طور پر قیدی کی حیثیت سے ان کے سامنے رہو گے۔"

"تم بھول رہی ہو کہ کسی بھی پاور پلانر کے جسم کو ایٹمی ہتھیار بھی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔ ہم فولادی شکنجوں کو توڑ کر نکلنے کی قوت رکھتے ہیں۔ یہاں کے سائنس دان ہمارے جیسے روبوٹ تیار

کرنے کے لیے کبھی مجھے نمونہ بنا کر نہیں رکھ سکیں گے۔ کوئی میرے قریب آنے کی جرأت ہی نہیں کرسکے گا۔"

"تم اپنے طور پر درست کہہ رہے ہو لیکن تم وہ وقت نہ آنے دو کہ وہ تمہارے مقابلے میں روبوٹ تیار کرلیں۔ اس سے پہلے ہی روبوٹ تیار کرنے والے دونوں سائنس دانوں اور ایک تکنیکی ماہر کو ختم کردو۔ میری معلومات کے مطابق ایک سائنس دان اور ایک تکنیکی ماہر کے بیوی بچے شکاگو میں رہتے ہیں۔ دوسرے سائنس دان کی فیملی واشنگٹن میں ہے۔ یہ تینوں کرسمس کا تہوار منانے ایک ہفتے کی چھٹی لے کر جانے والے ہیں۔ میں کرسمس سے دو دن پہلے شکاگو پہنچ جاؤں گی۔ تم بھی وہاں چلے آؤ۔ آج ۲۰ دسمبر ہے۔ تم ۲۲ دسمبر کو شکاگو پہنچ جاؤ۔"

"میں اسی تاریخ کو پہنچ جاؤں گا۔ اس ارضی دنیا پر قبضہ جمانے اور اپنی حکومت قائم کرنے سے پہلے یہاں کے تمام ترقیاتی پروجیکٹس کو ختم کرنا ہوگا۔ ہمارے مقابلے میں یہ دنیا کمزور ہوگی تب ہی ہم یہاں کے لوگوں پر حکمرانی کرسکیں گے۔"

بدی بدی نے کہا "گھر کا بھیدی سب سے زیادہ نقصان پہنچاتا ہے۔ ایمون ابابا کو یہ راز معلوم ہوچکا ہے کہ تم دس پاور پلانرز قدرتی تخلیق نہیں بلکہ سائنسی تخلیق ہو۔ تم لوگوں پر مصنوعی گوشت پوست کا خول چڑھا کر تمہیں خلائی مخلوق بنادیا گیا ہے۔ ایمون ابابا ہمارے زون کا بہت ہی ذہین اور مکار سراغ رساں ہے۔ وہ یہ بھی معلوم کرچکا ہے کہ تین شیطانی فطرت کے سائنس دانوں نے تمہارے جیسے دس روبوٹ تیار کیے ہیں۔ میں ان تین میں سے ایک سائنس دان کی بیٹی ہوں اور اس ارضی دنیا میں تمہیں گائیڈ کرنے اور تم سے کئی اہم کام لینے آئی ہوں۔"

"بی بی! یہ درست ہے کہ گھر کا بھیدی زیادہ خطرناک ہوتا ہے لیکن تنہا ایمون ابابا ہمارا کیا بگاڑ سکے گا؟"

"اس کی تنہائی کو نہ دیکھو۔ اس کی ذہانت اور مکاری کو سمجھو۔ اس کی بیٹی ایمونا اور تمارا (لکی سیون) آپس میں سہیلیاں ہیں۔ تمارا ایک ایسے ادارے میں پہنچی ہوئی ہے جہاں ہماری جیسی خلائی مخلوق بھی داخل نہیں ہوسکتی۔ ابھی تو میں یہ سوچ کر مطمئن ہوں کہ تمارا زہریلی ہے اور زہریلے پن کے باعث اس کا حافظہ بہت ہی کمزور ہے۔ وہ ہم سب کو بھول چکی ہوگی۔ اسے کوئی بات چند سیکنڈ یا چند منٹ تک یاد رہتی ہے۔ جو خود کو بھول جاتی ہے وہ دوسروں کو کیا یاد رکھے گی لیکن تشویش یہ ہے کہ ایمون ابابا اگر اس ادارے میں تمارا کے پاس پہنچ جائے گا تو ہمارے بہت سے راز کھولنے کے علاوہ اپنے لیے تحفظ بھی حاصل کرلے گا۔"

"اس ادارے میں ایسی کیا بات ہے کہ ہم وہاں داخل نہیں ہوسکتے؟"

بدی بدی نے کہا "ہم سائنسی قوتوں کے حامل ہیں اور وہاں کے ایک بزرگ اور ایک خاتون روحانی قوتوں کے حامل ہیں۔ ان کے علاوہ ادارے میں کئی ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں۔ ہماری ٹیلی پیتھی کی رینج بہت کم ہے۔ ہم زیادہ سے زیادہ ایک کلومیٹر کے فاصلے پر رہ کر ایک دوسرے کے دماغ تک سگنل پہنچاتے ہیں لیکن ارضی دنیا کے ٹیلی پیتھی جاننے والے ہزاروں کلومیٹر کی دوری تک اپنی سوچ کی لہروں کو دوسرے کے دماغ تک پہنچادیتے ہیں۔"

"پھر تو ایمون ابابا کو اس ادارے میں پہنچنے کا موقع نہیں دینا چاہیے۔ مجھے اس کی تصویر دکھاؤ۔"

کمپیوٹر میں جو ڈسک تھی اس میں اسی حد تک گفتگو فیڈ کی گئی تھی۔ پارس نے اس ڈسک کو نکال کر دوسری ڈسک لگائی پھر کمپیوٹر کو آپریٹ کرنے لگا۔ اسکرین پر بدی بدی کی تحریر کہہ رہی تھی۔

"اس ارضی دنیا میں میرے علاوہ اور پانچ خلائی مخلوق ہیں۔ میں ان کے چہروں کے آؤٹ لائن اسکیچ پیش کررہی ہوں۔ ان چہروں کو اچھی طرح ذہن نشین کرلو۔ پہلے ایمون ابابا کو دیکھو۔"

اسکرین پر سے تحریر مٹ گئی۔ ایک شخص کے چہرے کی اسکیچ لائن بننے لگی۔ بیس پچیس سیکنڈ میں ایک چہرہ مکمل طور پر سامنے آگیا۔ اس کے ساتھ تحریر ابھرنے لگی۔ "یہ ایمون ابابا ہے۔ یہ ایک زبردست قیافہ شناس ہے۔ کسی کے بھی چہرے کو دیکھ کر اس کی آنکھوں میں جھانک کر اس کے مزاج اور ارادوں کو بھانپ لیتا ہے۔ ایک ذہین اور انتہائی تجربہ کار سراغ رساں میں جو خوبیاں ہوتی ہیں' وہ سب اس میں موجود ہیں۔"

اسکرین سے تصویر اور تحریر مٹ گئیں۔ ایک جوان لڑکی کی تصویر ابھری۔ بدی بدی کی تحریر نے کہا "یہ ایمون ابابا کی بیٹی ایمونا ہے۔ جب دس روبوٹ تیار کرنے والے تین شیطانی سائنس دانوں نے ایمون ابابا کو ہلاک کرنا چاہا تو وہ چالاک سراغ رساں اس سے پہلے ہی اپنی بیٹی ایمونا کو لے کر خلائی زون سے فرار ہوکر اس ارضی دنیا میں آگیا۔ میں ایمونا کے بارے میں کچھ نہیں جانتی لیکن اتنا جانتی ہوں کہ جس دن یہ اپنی سہیلی تمارا (لکی سیون) سے ملے گی تو پھر اس کے باپ ایمون ابابا کو تمارا کے ذریعے اس روحانی ادارے کی پشت پناہی حاصل ہوجائے گی۔"

اسکرین پر تحریر اور تصویر بدل گئی۔ اب لکی سیون نظر آرہی تھی اور بدی بدی کی تحریر کہہ رہی تھی "یہ تمارا ہے۔ نہایت زہریلی ہے۔ تم روبوٹ ہو۔ اس کے زہر سے تمہارا کچھ نہیں بگڑے گا لیکن میرے لیے یہ موت ہے۔ اسے جہاں بھی دیکھو فوراً ہلاک کردو۔"

لکی سیون کے بعد اسکرین پر دھتورا اور روشنا کی تصویریں باری باری نظر آئیں۔ ان کے متعلق لکھا ہوا تھا کہ دونوں بھائی بہن ہیں۔ روشنا' بدی بدی کی سہیلی ہے۔ اس کے بہت کام آسکتی ہے لیکن دھتورا لالچی اور خود غرض ہے۔ جدھر فائدہ دیکھتا ہے' ادھر لڑھک جاتا ہے۔

کمپیوٹر ڈسکس میں اسی حد تک معلومات فیڈ کی گئی تھیں۔ پارس نے کمپیوٹر کو آف کردیا پھر آمنہ فرہاد سے کہا "ماما! لکی سیون نے مجھے یہ زبان سکھائی اور اپنے طور پر خلائی مخلوق کے بارے میں جو کچھ جانتی تھی' بیان کردیا تھا لیکن بدی بدی اور پاور پلانر سیون کی یہ تمام گفتگو سننے کے بعد بڑی حد تک ایسے حقائق سامنے آئے ہیں' جنہیں لکی سیون بھی نہیں جانتی تھی۔"

آمنہ فرہاد نے کہا "سب سے اہم اور بنیادی بات یہ معلوم ہوئی ہے کہ جس طرح ہماری دنیا میں منفی خیالات رکھنے والے سیاست دان ہیں اسی طرح خلائی زون میں شیطانی مقاصد رکھنے والے سائنس دان ہیں۔ یہاں سیاست دانوں کی اور وہاں سائنس دانوں کی حکومت ہے۔ جس طرح لوگ یہاں کے سیاست دانوں کو سمجھ نہیں پاتے اسی طرح ہماری لکی سیون اپنے زون کے سائنس دانوں کو سمجھ نہیں پائی۔ اس نے ہمیں اتنا ہی بتایا' جتنا یہ جانتی تھی۔"

لکی سیون نے کہا "ابھی جو حقائق سامنے آئے ہیں' انہیں سمجھنے کے بعد میں حیران ہوں اور سوچ رہی ہوں کہ خلائی زون میں میری طرح لاکھوں افراد بدی بدی اور تین شیطانی سائنس دانوں کے فریب سے لاعلم ہیں۔ ان دس پاور پلانرز کو اپنی طرح خدا کی پیدا کردہ مخلوق سمجھتے ہیں اور ان سے خوف زدہ بھی رہتے ہیں۔"

سونیا نے کہا "وہ یہی شیطانی کھیل کھیلنے کے لیے ہماری زمین پر آئے ہیں۔ ابھی ایک پاور پلانر آیا ہے اور اسے گائیڈ کرنے والی ایک شیطانی سائنس دان کی بیٹی آگئی ہے۔ یہ دونوں دوسرے شیطانی سائنس دانوں اور پاور پلانرز کو بلانے سے پہلے یہاں کے بہترین دماغوں کو کچل دینے کی کوشش کررہے ہیں۔ ان کوششوں کی ابتدا میسا چوسٹس انسٹی ٹیوٹ آف ٹیکنالوجی کے دو سائنس دانوں اور ایک تکنیکی ماہر کی ہلاکت سے ہوگی۔"

لکی سیون نے آمنہ فرہاد سے کہا "ماما! انہیں مرنا نہیں چاہیے۔ آپ اور جناب تبریزی ان بیچاروں کو ہلاکت سے بچاسکتے ہیں اور اس روبوٹ پاور پلانر کو روحانی قوتوں سے توڑ پھوڑ کر اپنی دنیا کو اور خلائی زون کی مخلوق کو دکھاسکتے ہیں کہ وہ تمام پاور پلانر خدا کی مخلوق نہیں ہیں بلکہ چند شیطانی سائنس دانوں کی پیداوار ہیں۔"

آمنہ فرہاد نے کہا "بیٹی! ہر کام کو انجام تک پہنچانے کا ایک مخصوص اور مناسب طریقہ ہوتا ہے۔ دنیا کے کسی بھی معاملے میں روحانی قوت سے نہیں بلکہ روحانی بصیرت اور انسانی عزائم سے کام لیا جاتا ہے۔ میں نے اور تبریزی صاحب نے پارس کو اسی لیے اپنے پاس رکھا اور تم دونوں کو روحانی بصیرت دی اور روحانیت کے کچھ اسرار بتائے تاکہ خلائی مخلوق میں سے جو شیطانی مقاصد لے کر آئے ہیں ان سے تم دونوں اپنی حکمتِ عملی سے نمٹ سکو۔"

میں نے سونیا کی زبان سے کہا "یوں تو ہم امریکی حکام کو اطلاع دے سکتے ہیں کہ ان کے دو سائنس دان اور ایک تکنیکی ماہر کرسمس کی چھٹیوں میں ایک خلائی مخلوق کے ہاتھوں مارے جانے والے ہیں لیکن اس طرح بات پھیل جائے گی اور دشمن محتاط ہوجائیں گے۔ میں نے اس سلسلے میں آمنہ اور تبریزی صاحب سے گفتگو کی ہے۔ ہم سب نے یہ طے کیا ہے کہ خلائی مخلوق سے نمٹنے کے لیے لکی سیون پارس کے ساتھ رہے گی۔"

سونیا نے کہا "تمہارے پاس ایک چھوٹا سا وڈیو کیمرا رہے گا۔ تم دونوں ۲۲ دسمبر سے پہلے شکاگو جاؤ گے اور اس روبوٹ پاور پلانر کی فلم تیار کرو گے۔ تمہیں کسی بھی حکمتِ عملی سے یہ ثابت کرنا ہے کہ وہ پاور پلانر گوشت پوست کی مخلوق نہیں ہے۔"

لکی سیون اور پارس نے ایک دوسرے کو دیکھا۔ اس پاور پلانر کے سامنے جاکر مقابلہ کرنا ممکن نہیں تھا۔ اس کی وردی میں نہ جانے کیسے کیسے خطرناک ہتھیار چھپے ہوئے تھے پھر بدی بدی کی ہدایت کے مطابق وہ پاور پلانر لکی سیون کو دیکھتے ہی کسی ہتھیار سے ہلاک کردیتا۔ ایسے میں سونیا کہہ رہی تھی کہ انہیں پاور پلانر کی وڈیو فلم تیار کرنی ہوگی۔

سونیا نے کہا "ثانی جانتی ہے کہ بدی بدی سپر ماسٹر کے ساتھ کس شہر کے کس بنگلے میں رہتی ہے۔ ہم ثانی کو اطلاع کردیں گے کہ تم دونوں کس دن شکاگو پہنچو گے۔ ثانی بھی وہاں پہنچ کر بدی بدی کو ٹریپ کرے گی پھر اسے قیدی بنا کر اس کے شیطانی گروہ کے بارے میں مزید معلومات حاصل کرے گی۔"

آمنہ نے کہا "میں اس موضوع سے ذرا ہٹ کر بول رہی ہوں۔ فرہاد علی تیمور کی نسل کو آگے بڑھنا ہے۔ ثانی اور علی اب تک شادی کے معاملے کو ٹال رہے ہیں۔ پارس زہریلا ہے۔ وہ شہناز (سابقہ ٹی تارا) کے ساتھ ازدواجی زندگی تو گزار سکتا ہے لیکن صاحبِ اولاد نہیں بن سکتا۔ ہمیں پوتوں اور پوتیوں کی ضرورت ہے۔ جس طرح لوہا لوہے کو کاٹتا ہے اسی طرح زہر سے زہر کٹ جاتا ہے اسی لیے لکی سیون اور پارس کا نکاح کل صبح پڑھایا جائے گا۔ یہ دونوں رشتۂ ازدواج میں منسلک ہوتے ہی اس ادارے کو چھوڑ کر چلے جائیں گے۔"

لکی سیون نے مسکرا کر پارس کو دیکھا۔ کسی شخص یا کسی ملک پر ظلم اور بربریت سے حکومت قائم کی جاسکتی ہے' اس کے برعکس محبت سے بھی کسی شخص یا کسی ملک پر حکومت کی جاسکتی ہے۔ بدی بدی اور پاور پلانر سائنس اور شیطانی قوتوں سے اس ارضی دنیا کو زیر کرنے آئے تھے۔ اس کے برعکس بابا صاحب کے ادارے سے ارضی دنیا اور خلائی زون کے درمیان پیار بھرے رشتوں کا آغاز کیا جارہا تھا۔ خلا میں پتا نہیں ایسے کتنے زون ہوں گے جہاں خالقِ

کائنات کی مخلوقات آباد ہوں گی۔ ابھی ایک خلائی زون کی مخلوق سے ابتدائی تعارف ہوا تھا۔ اس تعارف کی ابتدا میں پارس اور لکی سیون کی شادی تمام خلائی مخلوقات کے لیے محبت کا پیغام تھی۔

شہناز (سابقہ شی تارا) اور پارو (سابقہ پوجا) بابا صاحب کے ادارے میں واپس آگئی تھیں۔ بہت پہلے شہناز نے پارس سے کہا تھا کہ وہ جانتی ہے' کبھی پارس کے بچے کی ماں نہیں بنے گی۔ اس کے باوجود وہ پارس کی شریکِ حیات بن کر زندگی گزارنا چاہتی تھی۔ اب وہ پارس کی شریکِ حیات تھی اور اس نے پارس کی نسل کو آگے بڑھانے کی خاطر لکی سیون سے اس کی شادی پر اعتراض نہیں کیا تھا۔

دوسری صبح ان کا نکاح پڑھا دیا گیا۔ بابا صاحب کے ادارے میں نہ کسی کو بوائے فرینڈ یا گرل فرینڈ بنانے کی اجازت تھی اور نہ ہی میاں بیوی وہاں کسی ایک کوارٹر میں رہ سکتے تھے اس لیے نکاح کے بعد انہیں ادارے سے باہر جانے کی ہدایت کی گئی۔

جب وہ رخصت ہونے لگے تو جناب تبریزی نے کہا "سپر ماسٹر کے بنگلے سے عادل جو ڈسکس اٹھا لایا تھا ان کے بارے میں بدی بدی سمجھ رہی ہے کہ وہ اس ادارے میں پہنچی ہوں گی اور ہم نے لکی سیون کے ذریعے اس خلائی مخلوق کی زبان کا ترجمہ سن لیا ہوگا۔ اس طرح ہمیں یہ معلوم ہو چکا ہوگا کہ کرسمس کی چھٹیوں کے دوران شکاگو اور واشنگٹن میں کیا واردات ہونے والی ہے۔ بدی بدی یہ بھی سمجھ رہی ہے کہ ہماری طرف سے اس واردات کو روکنے کی کوشش کی جائے گی لہٰذا دشمنوں کو غافل نہ سمجھو۔ بدی بدی اور پاور پلانر سیون ہمارا مقابلہ کرنے کے لیے پہلے سے تیار رہیں۔"

وہ دونوں جناب تبریزی اور تمام بزرگوں کی دعاؤں کے ساتھ رخصت ہوگئے۔ تقریباً تین گھنٹے بعد ادارے کی جانب سے فیکس کے ذریعے تمام بڑے ممالک اور دیگر تمام اہم تنظیموں کو پیغامات ارسال کیے گئے۔ فیکس کے ذریعے کہا گیا "بابا فرید واسطی (مرحوم) کے ادارے سے محبت کا پیغام تمام کائنات کے نام۔ ادارے کے روحِ رواں سید علی اسد اللہ تبریزی کی جانب سے یہ خوش خبری گوش گزار کی جاتی ہے کہ پارس ولد فرہاد علی تیمور سکنہ ارضی دنیا اور تمارا عرف لکی سیون سکنہ خلائی زون رشتۂ ازدواج میں منسلک ہو چکے ہیں۔ خدا بہتر جانتا ہے کہ خلا میں اور کتنے زون ہیں اور کتنی مخلوقات ہیں۔ ہم ارضی دنیا اور خلائی مخلوق کی دو ہستیوں کو رشتۂ ازدواج میں منسلک کرکے دو مختلف مخلوقات کے درمیان محبت اور دوستی کی ابتدا کر رہے ہیں۔ خلا کی دوسری تمام مخلوقات کو بھی ہم محبت اور امن و امان کی دعوت دیتے ہیں اور اپنی ارضی دنیا کے تمام سائنس دانوں' ڈاکٹروں اور دانش وروں سے توقع کرتے ہیں کہ وہ ہمارے اس محبت و دوستی کے مشن کو جاری رکھیں گے۔ ہم ایسے نیک مقاصد کی تکمیل کے لیے ان سے ہر طرح کا تعاون کرتے رہیں گے۔ ادارے کی جانب سے سلامتی اور دعائیں....."

یہ خوش خبری اور محبت کا پیغام ارسال کرنے کا ایک اہم مقصد یہ بھی تھا کہ سپر ماسٹر کے ذریعے پارس اور لکی سیون کی شادی کی خبر بدی اور پاور پلانر سیون تک بھی پہنچے پھر وہ اپنے ذرائع سے یہ خبر خلائی زون تک پہنچا سکتے تھے۔

جناب تبریزی کا امن و امان اور محبت کا پیغام ہر اس جگہ پہنچا جہاں وہ چاہتے تھے۔ اس ارضی دنیا میں خلائی مخلوق کی باتیں سالہا سال سے ہوتی چلی آئی ہیں لیکن اس خلائی مخلوق کے تذکرے کو ایک مفروضہ ہی سمجھا گیا ہے۔ بابا صاحب کے ادارے سے یہ پیغامِ محبت جہاں بھی پہنچا' وہاں کے ممالک اور اہم تنظیموں نے اس بات پر یقین نہیں کیا کہ اس زمین پر خلائی مخلوق سے تعلق رکھنے والے چند افراد آچکے ہیں اور ان میں سے تمارا عرف لکی سیون بابا صاحب کے ادارے میں تھی اور اب پارس کی شریکِ حیات بن کر ادارے سے کہیں چلی گئی ہے۔

اس سلسلے میں کئی ممالک اور تنظیموں کی جانب سے ادارے میں خطوط آئے۔ یہ پوچھا گیا کہ جو پارس کی شریکِ حیات بن چکی ہے اس کے بارے میں کیا ثبوت ہے کہ وہ خلا سے آئی ہے اور اس کے علاوہ بھی چند افراد ارضی دنیا میں موجود ہیں۔

ایسے خطوط کے جواب میں کہا گیا۔ ثبوت پیش کرنے کے لیے لکی سیون کو دنیا والوں کے سامنے پیش نہیں کیا جائے گا کیونکہ خلائی زون سے آنے والے اس کے کئی دشمن ہیں۔ ویسے اس زمین پر خلائی مخلوق کی موجودگی کی تصدیق سپر ماسٹر کر سکتا ہے۔

بڑے بڑے ممالک نے امریکی حکام سے رجوع کیا۔ اسرائیل میں برین آدم اور الپا کے پاس بھی ایک خلائی شخص دھتورا پہنچا ہوا تھا۔ برین آدم نے بھی انجان بن کر سپر ماسٹر سے یہی سوال کیا۔ "کیا ہماری زمین پر خلائی مخلوق کا وجود ہے؟"

سپر ماسٹر کی طرف سے جواب جاری ہوا "ہم اپنی دنیا کے لوگوں کو یہاں ان کی آمد سے بے خبر نہیں رکھنا چاہتے۔ خلائی مخلوق میں کچھ ہمارے دوست ہیں اور کچھ دشمن اور جو دشمن ہیں' وہ بے حد خطرناک ہیں۔ سائنس اور ٹیکنالوجی میں ہم سے زیادہ ترقی یافتہ ہیں۔ شاید ہم ان کے ایک پاور پلانر کا بھی مقابلہ نہ کرسکیں۔ ہم اپنی دنیا کے تمام بہترین سائنس دانوں اور غیر معمولی ذہانت رکھنے والوں کی ایک بہت بڑی ٹیم بنا رہے ہیں۔ ہر بڑے ملک میں ایسی ٹیمیں بنیں گی اور ناقابلِ شکست خلائی پاور پلانر کو کسی طرح بے بس کرکے اس کے جسم اور دماغ کا ایکسرے لیا جائے گا اور اس کے اندرونی جسمانی اور دماغی نظام کو سمجھ کر اس کے مقابلے میں ہم بھی ایسے ہی روبوٹ پاور پلانر تیار کریں گے۔

"خلائی مخلوق کی عورتیں بے حد حسین ہوتی ہیں۔ ان کی پہچان یہ ہے کہ نہ انہیں سردی لگتی ہے' نہ گرمی اور نہ بارش انہیں نقصان پہنچاتی ہے۔ خلائی مخلوق کے مردوں کے کان ہم انسانوں سے قدرے بڑے ہوتے ہیں۔ ان کے سر کا درمیانی حصہ اونٹ



ے کوہان کی طرح اٹھا ہوتا ہے اور پیشانی چوڑی اور ابھری ہوئی تی ہے۔ ایسی ہستیاں جسے نظر آئیں' وہ فوراً امریکی حکام کو اطلاع ے۔ اطلاع دینے والوں کو منہ مانگا انعام دیا جائے گا۔"

سپر ماسٹر کی یہ پیش کش اخبارات میں شائع ہو رہی تھی۔ ریڈیو رٹی وی کے ذریعے بھی اعلان کیا جا رہا تھا۔ اس طرح یہ فائدہ صل ہونے والا تھا کہ بڑے کان والا' ابھرے ہوئے سر والا اور ڑی ابھری ہوئی پیشانی والا کوئی شخص اب عام لوگوں کے رمیان نظر انداز نہیں کیا جا سکتا تھا۔ لوگ اسے دیکھتے ہی پکڑ لیتے ر امریکی حکام کے حوالے کرکے منہ مانگا انعام پاتے۔

جناب تبریزی کے پیغامِ محبت کا ایک فائدہ یہ ہوا کہ ایمون ابا اپنی بیٹی ایمونا کے ساتھ چھپتا ہوا بابا صاحب کے ادارے میں نچ گیا۔ اس نے جناب تبریزی کے حجرے میں حاضر ہو کر کہا "آپ نے تمام ارضی اور خلائی مخلوق کو محبت اور امن و امان کا پیغام دیا ہے۔ میں نے بحیثیت ایک سراغ رساں آپ کے اور اس ادارے ے بارے میں بھی بہت کچھ معلوم کیا ہے۔ میں اس یقین کے ساتھ اں آیا ہوں کہ ہم باپ بیٹی کو یہاں پناہ ملے گی۔"

ایمونا نے کہا "تمارا میری بہت عزیز سہیلی ہے۔ یہ معلوم رکے خوشی ہوئی کہ اس دنیا کے ایک جوان سے اس کی شادی چکی ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ تمارا کے جانے کے بعد میں یہاں ئی ہوں۔ پتا نہیں اس سے کبھی مل سکوں گی یا نہیں؟"

جناب تبریزی نے کہا "خدا بہتر جانتا ہے کہ تم اپنی سہیلی سے ب مل سکو گی' لیکن تم ابھی اس سے گفتگو کر سکو گی۔"

وہ خوش ہو کر بولی "آپ بہت اچھے ہیں۔ پلیز اس سے گفتگو کرا دیں۔"

"تمہارے دماغ میں سوچ کی لہریں پہنچیں گی تو تمہیں گدگدی سوس ہوگی اور تم سانس روک لو گی لیکن تمارا تمہارے دماغ میں کر تمہاری خلائی زبان میں بولے گی تو تم گدگدی اور اجنبیت سوس نہیں کرو گی۔ ابھی وہ تمہارے پاس آنے والی ہے۔"

جناب تبریزی نے خیال خوانی کے ذریعے کہا "لکی سیون! ہماری سہیلی ایمونا اپنے باپ کے ساتھ ادارے میں پناہ حاصل کرنے آئی ہے۔ کیا تم اس کے دماغ میں پہنچ کر خلائی زبان میں تیں کرو گی؟"

"ضرور کروں گی۔ مجھے خوشی ہے کہ میری سہیلی آپ کی پناہ ل پہنچ گئی ہے۔ اس کا باپ ایمون ابا بہت ذہین سراغ رساں ہے۔ ادارے کے بہت کام آئے گا۔ آپ مجھے ایمونا کی آواز نائیں۔ بہت عرصہ ہو چکا ہے' میں اس کی آواز اور لہجہ بھول گئی وں۔"

انہوں نے ایمونا سے کہا "بیٹی! اپنی خلائی زبان میں اپنی سہیلی کو مخاطب کرو۔ وہ تمہارے دماغ میں آئے گی۔"

ایمونا خلائی زبان میں کچھ کہنے لگی پھر چپ ہو کر خلا میں تکنے لگی۔ وہ اپنے اندر تمارا عرف لکی سیون کو بولتے ہوئے سن رہی تھی۔

"ایمونا! میری سہیلی! میری جان! ہم دونوں ایک دوسرے کی تلاش میں بھٹکتے رہے لیکن یوں بھٹکنا رائگاں نہیں گیا۔ مجھے ایک ایسا جیون ساتھی مل گیا ہے جو میری طرح زہریلا ہے اور بڑی حیرت انگیز صلاحیتوں کا مالک ہے۔ تم بھی بھٹکتی ہوئی اسی ادارے میں پہنچ گئی ہو۔ یہاں تمہیں دوست ہی دوست اور محبت ہی محبت کرنے والے ملیں گے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں زمین کا اور خلا کا کوئی دشمن قدم نہیں رکھ سکتا۔ تم ایمون ابا کے ساتھ ہر طرح سے محفوظ رہو گی۔"

"یہ ہم باپ بیٹی کی خوش قسمتی ہے۔ کیا تم جانتی ہو کہ تمہاری دشمن بدی بدی یہاں تنہا نہیں بلکہ خطرناک پاور پلانر سیون کے ساتھ آئی ہے۔ اس کی سہیلی روشنا اور دھتورا بھی اس زمین پر کہیں ہیں۔"

"یہ باتیں مجھے کچھ دنوں پہلے معلوم ہوئیں۔ تم اپنے بابا سے کہو۔ وہ پاور پلانر سیون کے بارے میں جو کچھ جانتا ہے وہ بابا صاحب کے ادارے کے سائنس دانوں کو بتا دے۔"

ایمونا نے اپنے باپ کی طرف دیکھا۔ وہ جناب تبریزی سے کہہ رہا تھا "وہ تین شیطانی ذہن رکھنے والے سائنس دانوں کا ایک فولادی قلعہ ہے۔ اس کے اندر وہ حیرت انگیز سائنسی تجربات کرتے رہتے ہیں۔ اس قلعے کے باہر ایسے الیکٹرونک آلات نصب کیے گئے ہیں کہ ان کی دیواروں سے دس گز کے فاصلے سے بھی کوئی گزرے تو اندر تینوں سائنس دانوں کو اطلاع مل جاتی ہے اور قلعے کی دیواروں سے نادیدہ ایٹمی ہتھیاروں سے فائرنگ ہوتی ہے۔ وہاں سے گزرنے والا کوئی انسان یا جانور زندہ نہیں رہتا۔"

"تمہیں یہ راز کیسے معلوم ہوا کہ وہ دس پاور پلانر تمہاری جیسی خلائی مخلوق نہیں ہیں بلکہ مشینی روبوٹ ہیں اور ان کے مشینی جسم پر گوشت پوست کا خول چڑھایا گیا ہے؟"

ایمون ابا نے کہا "ہمارے خلائی زون میں سائنس اور ٹیکنالوجی کی تعلیم لازمی تھی۔ ان تین سائنس دانوں نے وہاں کے عوام کو ایسی لازمی تعلیم سے محروم کر دیا۔ یہ پابندیاں عائد کرنے سے پہلے میں تعلیم حاصل کر چکا تھا۔ وہ تینوں مجھے صرف ایک سراغ رساں کی حیثیت سے جانتے تھے۔ میں نے ایک ایسا کیمرا تیار کیا' جس کے لینس فولادی چادر کے آر پار کی تصویریں اتارتے تھے۔

"مجھے یہ تجسس تھا کہ پاور پلانر کیا بلا ہیں جن کے ذریعے وہ تینوں سائنس دان ہمارے خلائی زون کے لوگوں پر حکومت کرنے اور انہیں سائنس اور ٹیکنالوجی کی تعلیمات سے محروم کرنے لگے تھے۔

"ان میں سے جو سائنس دان قلعے سے باہر عام آبادی میں آتا تھا' وہ اپنے باڈی گارڈ کے طور پر ایک پاور پلانر کو اپنے ساتھ لایا

کرتا تھا۔ ایک بار بدی بدی کا باپ ایک پاور پلانر کے ساتھ ہماری بستی میں آیا تو میں نے چھپ کر اس کے سر کی ایک تصویر اتاری۔ میرے انسٹنٹ کیمرے سے پلک جھپکتے ہی تصویر اتر کر کیمرے سے باہر آجاتی ہے۔ میں نے وہ تصویر دیکھی تو پاور پلانر کا سر گوشت پوست کا نہیں تھا۔ اس کے سر میں دماغ کی جگہ ایک جدید طرز کا کمپیوٹر ہے۔ وہ کمپیوٹر پیچیدہ تاروں کے ذریعے پاور پلانر کی آنکھوں' ناک' منہ اور کانوں سے منسلک ہے۔ آنکھوں کے پیچھے دو ننھے کیمرے ہیں۔ وہ کیمرے دماغ کی کمپیوٹرائز اسکرین پر وہ تمام مناظر پیش کرتے ہیں جو پاور پلانر کی مصنوعی آنکھوں کے سامنے ہوتے ہیں۔

"اسی طرح کانوں کے پیچھے آلۂ سماعت ہے۔ حلق کے اندر بولنے کے لیے اسپیکر ہے۔ اسکرین کے مناظر کے مطابق کمپیوٹر آلۂ سماعت کو سننے کا پاور (قوت) اور اسپیکر کی قوتِ گویائی سپلائی کرتا ہے۔

"میں دوسری تصویر نہ اتار سکا۔ اس پاور پلانر نے بدی بدی کے باپ سے کہا "رک جاؤ ماسٹر! میں نے ابھی دماغ (کمپیوٹر) کی اسکرین پر ایک کیمرے کی جھلک دیکھی ہے۔ اس کیمرے کی لیزر شعاعیں میرے سر کی فولادی چادر کے پار ہو کر اسکرین تک چلی آئی تھیں۔"

"میں جہاں چھپا ہوا تھا' وہاں سے فوراً فرار ہو گیا۔ میں نے خطرے کو اچھی طرح سمجھ لیا تھا۔ اس پاور پلانر کے کمپیوٹر دماغ کی اسکرین پر کیمرے کی ایک جھلک آئی تھی تو کیمرے کے ساتھ میری آنکھیں اور میرا چہرہ بھی اس کمپیوٹر کی یادداشت میں محفوظ ہو گیا ہوگا۔

"جن دنوں ان شیطان صفت سائنس دانوں کی حکومت نہیں تھی ان دنوں سائنس اور ٹیکنالوجی کی تعلیمات حاصل کرنے والوں کے پاس طرح طرح کے سائنسی آلات ہوتے تھے اور خلائی زون سے باہر نکل کر کائنات کا وسیع علم حاصل کرنے کے لیے فلائنگ کیپسول ہوا کرتے تھے۔ وہ کیپسول پندرہ فٹ لانبے ایک چھوٹے طیارے کی طرح ہوتے تھے۔ ایسا ہی ایک کیپسول میں نے ایک غار میں چھپا کر رکھا تھا۔ جب میں اپنی بیٹی ایموتا کے ساتھ اس کیپسول میں بیٹھ کر پرواز کر رہا تھا' تب پورے خلائی زون میں یہ اعلان کیا جارہا تھا کہ ایمون ابابا جہاں بھی ہے' فوراً پاور پلانر سیون کے سامنے حاضر ہو جائے ورنہ ہمارے جاسوس اسے ڈھونڈ نکالیں گے۔

"ان تینوں سائنس دانوں کو بعد میں معلوم ہوا کہ میں بھی ایک سائنس دان ہوں اور ایک فلائنگ کیپسول کے ذریعے اس زون سے باہر جا چکا ہوں۔ دوسرے سیاروں کے مقابلے میں یہ ارضی دنیا ہمارے زون سے قریب ہے۔ دشمن سمجھ گئے کہ میں فلائنگ کیپسول میں زیادہ دور تک سفر نہیں کر سکوں گا۔ سیدھا زمین کی طرف جاؤں گا اسی لیے وہ پاور پلانر سیون' بدی بدی کی راہنمائی میں یہاں پہنچا ہوا ہے اور مجھے تلاش کر رہا ہے۔"

ایمون ابابا نے جناب تبریزی کے سامنے وہ کیمرا اور ایک تصویر پیش کرتے ہوئے کہا "یہی وہ کیمرا اور وہ تصویر ہے۔"

وہ ایک فولادی سر اور جدید طرز کے کمپیوٹر کی تصویر تھی۔ جناب تبریزی نے فون کے ذریعے ادارے کے انچارج کو بلایا۔ جب وہ حاضر ہوا تو انہوں نے کہا "یہ باپ بیٹی ہمارے ادارے میں رہیں گے۔ انہیں رہائش کے لیے ایک کوارٹر دو اور ہمارے تجربہ کار سائنس دانوں سے مسٹر ایمون ابابا کی ملاقات کراؤ۔ ادارے کے سائنس دان مسٹر ایمون ابابا کے ساتھ مل کر کچھ حیرت انگیز تجربات کر سکیں گے۔"

دونوں باپ بیٹی نے اٹھ کر انہیں سلام کیا۔ کلی سیون اپنی سہیلی کے اندر رہ کر یہ سب کچھ سن رہی تھی۔ اس نے کہا "ایموتا! جاؤ' ابھی آرام کرو۔ میں پھر کسی وقت آؤں گی۔ خدا حافظ۔"

ایموتا نے کہا "ذرا سنو۔ ہماری خلائی زبان میں "خدا حافظ" پہلی بار سن رہی ہوں۔ اس کا مطلب کیا ہے؟"

"اس کا مطلب ہے' خدا تمہاری حفاظت کرے۔ اب تم پوچھو گی کہ خدا کیا ہوتا ہے؟ ہمارے خلائی زون میں نہ کوئی مذہب ہے اور نہ کسی کا کوئی خدا' گاڈ اور بھگوان ہے اسی لیے میں ابھی تمہیں سمجھا نہیں سکوں گی۔ اس ادارے میں آئی ہو تو تمہیں خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بہت کچھ معلوم ہوتا رہے گا۔ اچھا پھر ایک بار خدا حافظ۔"

کلی سیون اپنی سہیلی کے دماغ سے چلی گئی۔

○☆○

امریکا اور اسرائیل کے لیے یہ بات زیادہ اہم تھی کہ کلی سیون اور پارس بابا صاحب کے ادارے سے نکل آئے ہیں۔ وہ نہیں جانتے تھے کہ وہاں میاں بیوی کو ایک ساتھ رہنے کی اجازت نہیں ہے۔ ان دونوں کے ادارے سے نکلنے کا مقصد یہی سمجھا جارہا تھا کہ وہ کسی خاص مشن کے لیے کسی خاص ملک کی طرف روانہ کیے گئے ہیں اور یہ قیاس آرائی کی جارہی تھی کہ کلی سیون اپنے خلائی زون کے باشندوں سے کسی طرح رابطہ کر رہی ہوگی۔ اس دنیا میں ایمون ابابا اور ایموتا جیسے دوستوں سے پارس کے ساتھ ملاقات کرنے گئی ہوگی۔

بدی بدی نے اندر کی بات سمجھ لی تھی۔ وہ ڈسکس جو چرائی گئی تھیں ان کے ذریعے بدی بدی اور پاور پلانر سیون کے خطرناک منصوبوں کا علم بابا صاحب کے ادارے کو ہو گیا ہوگا۔ لہٰذا تمارا (کلی سیون) اور پارس ضرور شکاگو جائیں گے تاکہ پاور پلانر سیون بیا چوسٹس کے سائنس دانوں کو ہلاک نہ کر سکے۔ جناب تبریزی نے یہ بات پہلے ہی کلی سیون اور پارس سے کہہ دی تھی کہ بدی بدی اور پاور پلانر سیون محتاط ہو جائیں گے اور شاید اپنے منصوبے میں تبدیلی کریں گے۔

یوں دیکھا جائے تو ان کی تبدیلی کو سمجھنا دشوار تھا کیونکہ ثانی صرف سپر ماسٹر کے اندر رہ کر بدی بدی کی مصروفیات کو کسی حد تک معلوم کر سکتی تھی۔ ادھر بدی بدی بظاہر سپر ماسٹر کی دوست بن کر اس کے کام آرہی تھی لیکن ڈسکس کے ذریعے انکشاف ہوا تھا کہ وہ سپر ماسٹر کو بھی دھوکا دے رہی ہے۔ اسے یہ نہیں بتایا ہے کہ پاور پلانر سیون دراصل روبوٹ ہے اور بدی بدی کے کنٹرول میں رہتا ہے۔

بدی بدی اور پاور پلانر سیون کے درمیان کمپیوٹر کے ذریعے جو خفیہ رابطے ہوا کرتے تھے ان کا علم سپر ماسٹر کو نہیں ہوتا تھا۔ اس طرح ثانی بھی سپر ماسٹر کے اندر رہ کر یہ معلوم نہیں کر سکتی تھی کہ بدی بدی خفیہ طور پر کیا کر رہی ہے؟

لیکن ثانی کے لیے ایک کڑی سے دوسری کڑی جوڑنا کچھ مشکل نہ تھا۔ اس نے لکی سیون کو خیال خوانی کے ذریعے مخاطب کیا پھر پوچھا "کیا تم خلائی زبان میں سوچ کی لہروں کو بدی بدی کے دماغ تک پہنچاؤ گی تو وہ گدگدی محسوس کرے گی؟"

"نہیں۔ میں خلائی زبان میں اپنی سہیلی ایمونا سے خیال خوانی کے ذریعے گفتگو کر چکی ہوں۔ ہم خلائی مخلوق کے دماغوں میں صرف پرائی زبانوں کی سوچ کی لہروں سے ایک سرسراہٹ سی محسوس ہوتی ہے جو گدگدی کا سبب بنتی ہے۔"

"اگر تمہاری سہیلی نے گدگدی محسوس نہیں کی تھی تو بدی بدی بھی محسوس نہیں کر سکے گی۔ تمہیں اس کے اندر جاتے رہنا چاہیے۔ وہ ضرور اپنے منصوبے میں تبدیلی کرے گی۔"

"میں نے ڈسکس کے ذریعے بدی بدی کی تحریر پڑھی ہے۔ بہت عرصے پہلے خلائی زون میں اس کی آواز سنی تھی۔ وہ مجھے یاد نہیں ہے۔"

"تم میرے پاس آؤ۔ میں تمہیں سپر ماسٹر کے اندر پہنچاؤں گی اور تمہیں بدی بدی کی آواز سناؤں گی۔"

لکی سیون نے اس کی ہدایت پر عمل کیا۔ اس کے ذریعے سپر ماسٹر کے اندر پہنچ گئی۔ اس وقت وہاں رات کے نو بجے تھے۔ سپر ماسٹر' بدی بدی کو آغوش میں لیے اس کے ہاتھ سے شراب پی رہا تھا۔ اس نے ثانی کی مرضی کے مطابق کہا "تمہارے حسن و شباب نے مجھ پر جادو کر دیا ہے۔ میں تمہیں خلائی زون میں واپس نہیں جانے دوں گا۔ ہمارے بچے اسی زمین پر پیدا ہوں گے۔"

وہ ہنستے ہوئے بولی "تم تو میرے ہاتھ سے دوسرا پیگ پیتے ہی لڑھک جاتے ہو۔ بچوں کے باپ کیا خاک بنو گے؟"

"ہاں' کیا کروں؟ تمہارے ہاتھوں میں بھی جادو ہے۔ جب پلاتی ہو تو مدہوش ہو جاتا ہوں۔"

"تم ہو بڑے دلچسپ۔ میں تمہیں اپنے ساتھ خلائی زون میں لے جاؤں گی۔"

"پہلے تم مجھے اپنی خلائی زبان سکھاؤ پھر میں خلا میں جاؤں گا۔"

"ابھی تم نشے میں ہو۔ میری زبان کا ایک لفظ بھی تمہارے پلے نہیں پڑے گا۔"

"کوئی بات نہیں۔ کل سیکھوں گا لیکن ابھی کچھ سناؤ۔ معلوم تو ہو کہ اپنی زبان بولتے وقت تم اور کتنی حسین لگتی ہو۔"

"تم دنیا والوں کے لیے اور خاص طور پر ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے لیے ایک چالاک سپر ماسٹر ہو اور میں نے تمہارے جیسے چالاک اور بہت بڑے عہدے دار کو اپنا غلام بنا کر بہت بڑا کارنامہ انجام دیا ہے۔ تم میرے سامنے اتنے بے بس ہو جاتے ہو کہ ہر رات میرے بیڈ روم میں آنے سے پہلے ہی اپنے بیڈ روم میں ہوش سے بیگانہ ہو جایا کرتے ہو۔"

سپر ماسٹر نے ہاتھ اٹھا کر کہا "بس بس۔ میں جانتا ہوں' تم اپنی زبان میں میری تعریفیں کر رہی ہو....."

لکی سیون نے ثانی سے کہا "تمہارا شکریہ' اب میں بدی بدی کے دماغ میں جا رہی ہوں۔ وہاں سے اہم معلومات حاصل کرنے کے بعد تمہارے پاس آؤں گی اور ہاں یہ پارس تم سے کچھ کہہ رہا ہے۔"

لکی سیون چلی گئی تو پارس نے کہا "ہیلو!"

"ہیلو بدمعاش! تم بھی لکی سیون کے ساتھ اتنی دیر سے میرے دماغ میں تھے؟"

"ہاں' مگر قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تمہارے چور خیالات پڑھنے کی بدمعاشی نہیں کی ہے۔ یہ مجھے بدمعاش کہنے والا لفظ واپس لو۔"

"ارے کیا بدمعاش نہ کہنے سے کوئی بدمعاش فرشتہ بن جاتا ہے؟ کتے کی دُم سیدھی ہو سکتی ہے مگر تمہاری کوئی کل سیدھی نہیں ہو سکتی۔"

"کیسی بدمزاج ہو گئی ہو۔ یہ جب سے علی تمہیں چھوڑ کر گیا ہے تب سے تمہارے لاشعور میں یہ جنگ جاری رہتی ہے کہ تمہارا وہ ہونے والا تم سے جدا ہو کر تنہائیوں میں کیا کرتا ہو گا۔"

"یہ تمہاری بدمعاشی ہے' تم میرے چور خیالات پڑھ رہے تھے۔"

"بائی گاڈ! نہیں پڑھ رہا تھا۔ تمہاری اطلاع کے لیے عرض ہے کہ جو لڑکیاں ایک ہی مرد کو اپنا بنا کر رکھتی ہیں وہ اسی بے چینی میں مبتلا رہتی ہیں کہ ان کا چاہنے والا کسی دوسری چاہنے والی کی زلفوں میں نہ الجھ گیا ہو۔ تمہاری بھی یہی سائیکالوجی ہے۔"

"بکواس ختم ہو چکی ہے تو اب جاؤ یہاں سے۔"

"جسے تم بکواس کہہ رہی ہو اگر میں اسے سچ ثابت کر دوں تو؟"

"کیا تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ میرا علی کسی کی زلفوں کا اسیر ہو گیا ہے؟"

"میرے کہنے سے کبھی یقین نہیں کرو گی۔ میرے دماغ میں آؤ۔ میں ابھی ثبوت پیش کر رہا ہوں۔"



ثانی نے اس کے پاس آ کر کہا "لو میں آگئی' ثبوت پیش کرو۔"

"میں استنبول کی ایک حسینہ کے دماغ میں تمہیں پہنچا رہا ں۔ تم اس کے چور خیالات پڑھو۔ دودھ کا دودھ' پانی کا پانی جائے گا۔"

اس نے ثانی کو ایک حسینہ کے دماغ میں پہنچا دیا۔ وہ پارس کے غ سے نکل کر حسینہ کے چور خیالات پڑھنے لگی۔ وہ بستر پر لیٹی ی سوچ رہی تھی "یہ برادر کبیر میری سمجھ میں نہیں آیا۔ دو ماہ پہلے ر دیوانہ تھا۔ میرے ساتھ کتنے ہی رنگین و سنگین لمحات گزار چکا لیکن پچھلے دو ہفتوں سے کچھ بدل گیا۔ مجھ سے ایسے دور رہنے لگا ے مجھے جانتا ہی نہ ہو لیکن میں ہار ماننے والی نہیں ہوں۔ آخر ے اپنی بانہوں میں جکڑ لیا۔ ہائے کیا گبرو جوان ہے۔ آج تو اس ے توڑ مروڑ کر رکھ دیا....."

ثانی اس کے آگے چور خیالات نہ پڑھ سکی۔ وہ حسینہ اس در کبیر کے بارے میں سوچ رہی تھی جو دو ہفتے پہلے اس سے تراتا تھا اور اب اس حسینہ کی بانہوں میں چلا گیا تھا اور پچھلے دو وں سے جو برادر کبیر بنا ہوا تھا' وہ علی تھا۔

ثانی کبھی سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ اس کا علی سستے جذبات ں بہہ جائے گا۔ وہ صدمے سے نڈھال ہونے لگی۔ پارس نے ے مخاطب کیا تو وہ غصے سے بولی "چلے جاؤ یہاں سے۔ سارے مرد یک جیسے ہوتے ہیں۔ کبھی ایک محبت کرنے والی کے ساتھ ساری ندگی نہیں گزارتے۔ کسی دوسری کے دیوانے ہو کر اپنی پیار کرنے لی کی توہین کرتے ہیں۔"

"تم مجھے غصہ کیوں دکھا رہی ہو۔ جو تمہارے اعتماد کو دھوکا ے رہا ہے اس ہرجائی کا محاسبہ کرو۔"

وہ بیر پٹخ کر بولی "ہاں وہ ہرجائی ہے۔"

"صرف ہرجائی نہیں' عیاش اور بدمعاش بھی ہے۔"

"ہاں عیاش ہے' بدمعاش ہے۔"

"اور کم ظرف ہے۔"

"ہاں۔ کم....." وہ کہتے کہتے رک گئی پھر بولی "اے تم کون وتے ہو اسے کم ظرف کہنے والے؟ یہ میرا اور اس کا معاملہ ہے۔"

"تعجب ہے۔ وہ تمہیں اُلو بنا رہا ہے۔ تمہیں گدھی سمجھ کر س حور پری سے دل بہلانے لگا ہے اور تم اسے کم ظرف نہیں تی ہو۔ چلو شیطان کہہ دو۔"

"شیطان تم ہو' تم ضرور کوئی شیطانی کر رہے ہو۔ میں ابھی علی ے پاس جا کر معلوم کرتی ہوں۔"

علی چائے پی رہا تھا اور برادر کبیر کی حیثیت سے ایک منصوبے ور کر رہا تھا۔ ثانی نے کوڈ ورڈز ادا کیے تو اس نے کہا "اچھا تم میں ایک بہت ہی اہم منصوبے پر عمل کرنے کے طریقۂ کار پر ر کر رہا ہوں۔ تم جاؤ' میں تھوڑی دیر بعد تم سے خود رابطہ کروں گا۔"

"اب مجھ سے رابطہ کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ ابھی دوسری سے دل بہلاؤ۔"

"کیا مطلب؟ یہ دوسری کون ہے؟"

"وہی جس کے پاس چند گھنٹے پہلے تھے۔ آخر تم سستے جذبات سے مغلوب ہو ہی گئے؟"

"تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے یا وہ شیطان تمہارے پاس ہے۔"

"ہاں ہے اور اس ٹھوس ثبوت کے ساتھ ہے کہ آج تم نے ایک حسینہ کے ساتھ منہ کالا کیا ہے۔"

"مجھے غصہ آنا چاہیے لیکن ہنسی آرہی ہے۔ ثانی! ممانے چالاکی اور مکاری میں تمہیں دوسری سونیا بنایا ہے۔ تم بڑے سے بڑے شاطر پر غالب آجاتی ہو لیکن پارس تمہاری تمام مکاریوں کو ایک پھونک میں اڑا دیتا ہے۔ پہلے بھی تم ایک نہیں کئی بار اس کی باتوں میں آکر بے وقوف بن چکی ہو۔"

"اس بار میں نے پارس کی بات کو اہمیت نہیں دی ہے بلکہ اس حسینہ کے چور خیالات پڑھ چکی ہوں' جس کی آغوش میں تم نے اپنی شرم اور شرافت کو بھلا دیا ہے۔"

"پلیز' مجھے بتاؤ' وہ حسینہ کون ہے؟"

"تم استنبول میں برادر کبیر بن کر رہتے ہو۔ وہ بھی وہیں تمہارے قریب ہے۔"

"اچھا۔ میں تمہارے دماغ میں آرہا ہوں' تم مجھے اس حسینہ کے دماغ میں لے چلو اور میری موجودگی میں اس کے چور خیالات پڑھو۔"

علی' ثانی کے پاس آگیا۔ ثانی اس کے ساتھ اس حسینہ کے دماغ میں پہنچی۔ وہ بستر پر بیٹھی ہوئی تھی۔ اپنی ممی کے شانے پر سر رکھے ہوئے تھی اور اس کے ڈیڈی ریسیور کان سے لگائے کہہ رہے تھے "یس ڈاکٹر! میری بیٹی یہی کہہ رہی ہے۔ میرا خیال ہے' کافی عرصے بعد اس پر دورہ پڑا ہے۔ آپ خود اس سے سوالات کریں۔"

باپ نے بیٹی کو ریسیور دیا وہ بولی "ہیلو ڈاکٹر! اب میں یقین سے کہتی ہوں کہ دماغی مریضہ نہیں ہوں۔ یہ کوئی ٹیلی پیتھی جیسا معاملہ ہے۔ میں تھوڑی دیر کے لیے غائب دماغ ہو کر اپنی مرضی کے خلاف سوچنے لگتی ہوں۔ ابھی میں بے اختیار سوچ رہی تھی کہ کسی برادر کبیر سے میرے تعلقات تھے پھر وہ مجھ سے کترانے لگا۔ آخر آج میری بانہوں میں آگیا اور میں نے اس کے ساتھ بے حیائی کے لمحات گزارے ہیں۔"

ڈاکٹر نے پوچھا "یہ برادر کبیر کون ہے؟"

"میں کچھ نہیں جانتی۔ یہ نام پہلی بار میرے دماغ میں آیا تھا۔"

علی نے ثانی سے پوچھا "کچھ سمجھ میں آیا؟ اگر نہیں آیا ہے تو یہ بتاؤ تم اس بے چاری کے دماغ تک کیسے پہنچی تھیں؟"

"مجھے پارس نے اس کے اندر پہنچایا تھا۔"

"اور تمہیں پہنچاتے ہی اس بے چاری کے دماغ پر قبضہ جما کر اس کی سوچ میں اس برادر کبیر کے بارے میں بولتا رہا جسے وہ نہ جانتی ہے اور نہ ہی اس نے کبھی برادر کبیر کا نام سنا ہے۔"

ثانی نے دونوں ہاتھوں سے سر کو تھام لیا "اوہ علی! میں تم سے شرمندہ ہوں۔ میں ابھی پاپا سے شکایت کروں گی۔ وہ ہم دونوں کو دشمنوں کی طرح لڑانا چاہتا ہے۔"

"پاپا تم سے پوچھیں گے۔ جب وہ لڑانا چاہتا ہے تب تمہاری ذہانت کہاں چلی جاتی ہے' پھر تم کیا جواب دوگی؟"

"لیکن یہ تو کوئی مذاق نہ ہوا۔ تم ایک بہت اہم منصوبے پر عمل کرنے والے تھے۔ میں بدی بدی کی بدلتی ہوئی چالوں کو سمجھنا چاہتی ہوں۔ ایسے وقت وہ ہم دونوں کا بہت سا وقت ضائع کرچکا ہے۔"

"ثانی! ذرا غور کرو۔ میرا وقت پارس نے نہیں' تم نے ضائع کیا ہے۔ تم عورتوں کی روایتی رقابت اور جلن میں سیدھی میرے پاس چلی آئیں۔ جس لڑکی کے چور خیالات پڑھے' اس کے بارے میں حقیقت معلوم نہیں کی۔"

"ہاں مانتی ہوں۔ میں نے حقیقت معلوم کیے بغیر تمہارا وقت ضائع کیا ہے؟ کیا تم اپنے بھائی سے یہ نہیں پوچھوگے کہ اس نے میرا وقت کیوں ضائع کیا ہے؟"

"ثانی! تمہیں کیا ہوگیا ہے؟ تم پارس کے سامنے بدحواس کیوں ہوجاتی ہو۔ تم پھر اس لڑکی کے اندر جاؤ۔ پارس نے تمہیں ایسی لڑکی کے دماغ میں پہنچایا ہے جہاں پہلے بھی کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا یا والی آتی ہے۔ کیا ابھی وہ یہ نہیں کہہ رہی تھی کہ وہ پہلے بھی کئی بار غائب دماغ رہ چکی ہے یا اپنی مرضی کے خلاف سوچتی رہی ہے۔"

ثانی کو چپ سی لگ گئی۔ وہ پارس کو غصہ دکھاتی تھی مگر اسے دل وجان سے چاہتی تھی۔ یہ تسلیم کرتی تھی کہ اس کی ذہانت اور مکاری کے سامنے وہ کسی معاملے کے ہر پہلو پر غور کرنا بھول جاتی ہے۔

علی چلا گیا۔ وہ پھر اس لڑکی کے دماغ میں آئی پھر اس کا نام اور پتا معلوم کیا تو حیران بھی ہوئی اور اپنی حماقت پر شرمندہ بھی۔ وہ حسینہ استنبول میں نہیں' واشنگٹن میں تھی اور ثانی کے پڑوس میں دائیں طرف والے بنگلے میں اپنے والدین کے ساتھ رہتی تھی۔ اس کا نام مونا تھا۔ باپ کا نام گولڈ اسمتھ تھا۔ مونا کے پاس جو بیٹھی ہوئی تھی' وہ اس کی سگی ماں نہیں تھی۔ چند ماہ پہلے گولڈ اسمتھ نے ایک حسین عورت سے شادی کی تھی۔ وہ عورت مونا پر بڑی مہربان تھی۔ اس نے بڑی محبت سے باپ بیٹی کے دل جیت لیے تھے اور دلوں کو جیتنے والی اس عورت کا نام روشنا تھا۔

وہی روشنا جو دھتورا کی بہن اور بدی بدی کی سہیلی تھی۔ وہ مونا کے باپ گولڈ اسمتھ سے شادی کرکے اس گھر میں پناہ حاصل کرچکی تھی۔ ثانی نے گولڈ اسمتھ کے دماغ میں پہنچ کر اس کے خیالات پڑھے۔

اس کی سوچ نے بتایا۔ پانچ ماہ پہلے مونا ہاسٹل میں رہتی تھی۔ گولڈ اسمتھ اپنے بنگلے میں تنہا رہتا تھا۔ ایک رات روشنا اس بنگلے میں آگئی تھی۔ وہ اس کے حسن وشباب سے سحرزدہ ہوا تھا۔ وہ جو کچھ اس سے کہتی گئی تھی وہ اس پر یقین کرتا گیا تھا۔ اس نے بتایا' وہ لندن سے آئی ہے۔ لندن میں اب اس کا کوئی نہیں ہے۔ امریکا میں ملازمت کرنے کا ارادہ ہے۔ چند بدمعاش اس کا وہ بیگ چھین کرلے گئے ہیں' جس میں پاسپورٹ اور ضروری کاغذات تھے۔

جس طرح بدی بدی نے سپرماسٹر کو اپنے قابو میں کر رکھا تھا ویسے ہی ہتھکنڈوں سے روشنا نے گولڈ اسمتھ کو پھانس لیا۔ وہ ایک بہت بڑا سرکاری عہدے دار تھا۔ اس نے اپنے ذرائع سے روشنا کو امریکی شہریت دلائی اور اس سے شادی کرلی۔

گولڈ اسمتھ کے خیالات نے بتایا کہ مونا اسے ایک ماں سے زیادہ سہیلی سمجھتی ہے۔ گولڈ اسمتھ بھی اس کا دیوانہ ہے لیکن روشنا سے میاں بیوی والے تعلقات نہیں ہیں۔ وہ ہر رات اس کے ہاتھوں سے دو پیگ پینے کے بعد ہوش وحواس سے بے گانہ ہوجاتا ہے۔ صبح آنکھ کھلتی ہے تو سوچتا ہے' آج رات نہیں پیے گا لیکن رات ہوتے ہی روشنا کا جادو سرچڑھ کر بولتا ہے پھر وہ دوسری صبح تک اپنے وجود سے غافل ہوکر سوجاتا ہے۔

پانچ ماہ کے عرصے میں اس نے اچھی طرح سمجھ لیا تھا کہ روشنا کو ایک بیوی کے طور پر حاصل نہیں کرسکے گا اور نہ ہی اس سے علیحدگی اختیار کرسکے گا۔ روشنا میں ایسی کشش اور اپنائیت تھی کہ وہ اس کے قریب رہنے کا عادی ہوگیا تھا۔

مونا کے خیالات نے بھی بتایا کہ روشنا اس کے حواس پر چھائی رہتی ہے۔ وہ کسی طرح بھی سوتیلی ماں نہیں لگتی۔ ایک سہیلی کی طرح اسے پیار کرتی ہے۔ وہ ہر رات اس کے باپ کو سلانے کے بعد اس کے پاس آتی ہے اور اس کے بستر پر لیٹ کر اسے اپنے سینے سے لگاتی ہے تو اس پر نیند غالب آجاتی ہے اور وہ ذرا سی دیر میں گہری نیند سوجاتی ہے۔ مونا کی سوچ کہہ رہی تھی کہ کسی رات روشنا اس کے پاس نہیں آئے گی تو اسے نیند بھی نہیں آئے گی۔

وہ باپ بیٹی نہیں جانتے تھے کہ روشنا انہیں سلا کر اپنی رات کیسے گزارتی ہے۔ اس سلسلے میں ثانی بھی فی الوقت کچھ معلوم نہیں کرسکتی تھی۔ یہ جانتی تھی کہ روشنا کے خیالات پڑھنا چاہے گی تو وہ گدگدی محسوس کرتے ہی سانس روک لے گی اور اپنے لیے خطرہ محسوس کرے گی۔

ثانی نے پارس کو مخاطب کیا۔ اس نے پوچھا "کتنی گالیاں یاد کرکے آئی ہو۔ سناتی جاؤ۔ میں چکنا گھڑا ہوں۔ تمام گالیاں پھسل جائیں گی۔"

وہ ہنستے ہوئے بولی "پارس! آئی لو یو۔ تم مذاق ہی مذاق میں میری ذہانت کا امتحان لیتے ہو اور میں فیل ہوجاتی ہوں۔"

"تم فیل کیوں ہوجاتی ہو؟"

"تمہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ میں علی کی دیوانی ہوں۔ تم میری دیوانگی کو کمزوری بنا کر چالیں چلتے ہو اور میں واقعی ایک دیوانی کی طرح حواس کھودیتی ہوں۔ ذہانت سے تمہاری چالوں کو سمجھنا بھول جاتی ہوں۔"

"اگر کوئی دشمن تمہاری اس کمزوری سے کھیلے گا تو کیا تم سونیا ثانی کہلانے کی حقدار رہوگی؟"

"نہیں۔ مجھے مما کا نام ملا ہے۔ میں اس نام کو کمتر نہیں ہونے دوں گی۔ تم نے میری آنکھیں کھول دی ہیں۔ آئندہ تم بھی میری کمزوری سے نہیں کھیل سکوگے۔ آزما کر دیکھ لو۔ میں تمہاری ہر بات کا منہ توڑ جواب دوں گی۔"

"مجھے خوشی ہوگی۔ میرا منہ توڑ دو' کوئی بات نہیں مگر مما کی طرح زندگی کے کسی بھی آزمائشی لمحے میں کامیاب رہا کرو۔ اب جاؤ' ڈنکی۔ لکی سیون تمہارے پاس آرہی ہے۔"

وہ دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہوگئی۔ لکی سیون نے آکر کہا۔ "میری اور پارس کی شادی کی خبر خلائی زون تک پہنچادی گئی ہے۔"

"کس نے پہنچائی ہے اور کیسے پہنچائی ہے؟"

"روبوٹ پاور پلانر سیون کے سر میں دو ایسے آلات ہیں جن میں سے ایک خلائی زون کی سمت سگنل بھیجتا ہے اور دوسرا آلہ خلائی زون سے آنے والے سگنلز ریسیو کرتا ہے۔"

"یہ دونوں آلات بڑے اہم ہیں۔ اگر یہ ہمارے پاس ہوں تو خلائی مخلوق سے گفتگو ہوسکتی ہے۔"

"ایمون ابابا نے اپنے مخصوص کیمرے سے پی پی سیون کے سر کی جو اندرونی تصویر اتاری تھی وہ بابا صاحب کے ادارے کے سائنس دانوں کے سامنے ہے۔ اس تصویر میں ان دو آلات کے علاوہ اور بہت سے آلات نمایاں ہیں۔ امید ہے ادارے کے سائنس دان ایمون ابابا کے تعاون سے ایسے آلات بنا سکیں گے۔"

ثانی نے کہا "جناب تبریزی نے محبت اور امن وامان کا پیغام ارسال کیا تھا۔ اس کے جواب میں خلائی زون کے سگنلز کیا کہتے ہیں؟"

"خلائی زون پر تین شیطان صفت سائنس دانوں کی حکومت ہے۔ وہ محبت کے پیغام کی کیا قدر کریں گے۔ انہوں نے پی پی سیون اور بدی بدی سے کہا ہے کہ بابا صاحب کے ادارے میں بظاہر محبت اور دوستی کا پیغام لے کر جائیں۔ دوست بن کر اس ادارے میں رہیں اور معلوم کریں کہ روحانیت کیا ہوتی ہے اور ہم کس طرح جدید سائنس اور ٹیکنالوجی کے ذریعے روحانی قوتوں کو کچل سکتے ہیں۔ میں نے محترم تبریزی کو ان کی دوغلی پالیسی کے بارے میں تفصیل سے بتادیا ہے۔"

"یہ تم نے اچھا کیا۔ اب بدی بدی اور پی پی سیون کے منصوبے کے متعلق بتاؤ۔ کیا وہ میساچوسٹس انسٹی ٹیوٹ آف ٹیکنالوجی کے سائنس دانوں کو شکاگو اور واشنگٹن میں ہلاک کریں گے؟"

"نہیں۔ انہوں نے منصوبے میں تھوڑی تبدیلی کی ہے۔ کرسمس سے دو دن پہلے پی پی سیون اور بدی بدی شکاگو جائیں گے لیکن خود سائنس دانوں پر قاتلانہ حملے نہیں کریں گے۔ کرائے کے قاتلوں کے ذریعے حملے کرائیں گے تو میں اور پارس ان حملوں کو ناکام بنانے کے لیے ان کے مقابل آئیں گے۔ اس طرح پی پی سیون اور بدی بدی چھپ کر ہمیں دیکھ لیں گے۔ پھر اس انداز سے ہم پر حملہ کریں گے کہ ہمیں فرار کا موقع نہیں ملے گا۔"

"انہوں نے اپنے طور پر اچھی ترکیب سوچی ہے۔ ہمارے لیے ان کا یہ اطمینان کافی ہے کہ ہم ان کے تبدیل شدہ منصوبے سے بے خبر ہیں۔ اب یہ بتاؤ۔ کیا ۲۵ دسمبر سے پہلے بدی بدی سپر ماسٹر کو ساتھ لے کر جائے گی یا اس کا ساتھ چھوڑ دے گی؟"

"بدی بدی کے ذہن میں سپرماسٹر کے سلسلے میں کوئی خاص پروگرام نہیں ہے۔ اس نے سائنس دانوں کو ہلاک کرنے والی بات ابھی تک سپرماسٹر سے چھپائی ہے۔ شاید اس انتظار میں ہو کہ وہ پوری طرح اس کا غلام بن جائے۔ اپنے ملک اور اپنی دنیا کے خلاف پی پی سیون اور اس کا ساتھ دے تو پھر وہ سپرماسٹر کا ساتھ نہیں چھوڑے گی۔"

"کرسمس کا دن آنے تک ان کے منصوبے میں مزید تبدیلیاں ہوسکتی ہیں۔ فی الحال روشنا کے بارے میں بتاؤ' کیا تم نے اس کے خیالات پڑھے ہیں؟"

"ہاں پڑھ چکی ہوں۔ وہ تمہاری پڑوسن ہے۔ پارس چاہتا تھا کہ تم اس سے بے خبر نہ رہو اس لیے تمہیں پڑوسن کی بیٹی مونا کے دماغ تک پہنچایا۔ مونا کے دماغ میں پہلے کئی بار روشنا پہنچتی رہی اور اسے آلۂ کار بنا کر چھوٹے چھوٹے کام لیتی رہی۔"

"کیا روشنا ٹیلی پیتھی جانتی ہے؟"

"روشنا اور بدی بدی وغیرہ کی خیال خوانی کی پرواز صرف ایک کلومیٹر کے فاصلے تک محدود ہے۔ روشنا' مونا کے قریب رہتی ہے اس لیے اس کے دماغ میں پہنچ جاتی ہے۔ آج پارس نے مونا کے اندر برادر کبیر وغیرہ کی باتیں کی ہیں۔ یہ بات روشنا کے لیے باعثِ تشویش ہوگی۔ میں ابھی اس کے خیالات پڑھ کر آتی ہے۔"

وہ چلی گئی پھر تھوڑی دیر بعد آکر بولی "واقعی روشنا تشویش میں مبتلا ہے بلکہ اندیشوں میں گھری ہوئی ہے۔ بار بار سوچ رہی ہے کہ جو مونا کے دماغ میں آیا تھا' وہ اس کے باپ کے دماغ میں بھی گیا

ہو گا پھر اس گھر کی تیسری فرد روشنا ہے۔ مونا کے اندر آنے والے کو روشنا کے اندر بھی جھانکنا چاہیے تھا لیکن روشنا نے ابھی تک دماغ میں گدگدی محسوس نہیں کی ہے۔ یہ بات اور زیادہ پریشان کر رہی ہے کہ کسی خیال خوانی کرنے والے نے اس کے اندر آنے کی زحمت کیوں نہیں کی ہے؟ کیا وہ اسے خلائی مخلوق کی حیثیت سے پہچان گیا ہے؟"

"یعنی وہ کسی انجانے دشمن سے سہمی ہوئی ہے؟"

"ہاں۔ وہ خوف زدہ ہے اور ابھی رات کی تاریکی پھیلنے کے بعد وہ مونا اور گولڈ اسمتھ کا گھر چھوڑ کر جانے والی ہے۔"

"وہ جہاں بھی جائے گی' تم اس کے دماغ میں پہنچ سکو گی۔ میں نے سپر ماسٹر کے ایک ساتھی اسٹیل برو کس کو اپنا معمول اور تابعدار بنایا ہے۔ میں چاہتی ہوں جس طرح بدی بدی سپر ماسٹر کے پاس پہنچی ہوئی ہے اسی طرح روشنا اسٹیل برو کس کے پاس پہنچ کر اسے اپنا دیوانہ بنا کر رکھے۔"

"ٹھیک ہے۔ روشنا آج رات اس بنگلے سے نکل کر دوسری پناہ گاہ کے لیے بھٹکتی پھرے گی تو میں اس کے دماغ پر حاوی ہو کر اسے اسٹیل برو کس تک پہنچادوں گی۔ ایسے وقت تم میرے اندر رہو گی تو میں تمہاری راہنمائی میں اسے اسٹیل برو کس کی رہائش گاہ میں پہنچاسکوں گی۔"

دونوں میں یہ طے پایا کہ آج رات وہ روشنا کے اندر رہیں گی اور اسٹیل برو کس کو حسن و شباب کا تحفہ پیش کریں گی پھر ثانی نے پوچھا "یہ بتاؤ' بدی بدی جس طرح سپر ماسٹر کو ہر رات مدہوش کر کے سلادیتی ہے اور اسے اپنے بیڈ پر آنے کا موقع نہیں دیتی ہے اسی طرح روشنا بھی گولڈ اسمتھ کو مدہوش کر کے سلادیتی ہے اور بیوی ہو کر شوہر کے حقوق ادا نہیں کرتی ہے۔ وہ دونوں ایسا کیوں کرتی ہیں؟"

"بدی بدی اور روشنا مجھ سے اور ایمونا سے مختلف ہیں۔ ہم مختلف یونٹ یعنی مختلف قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں۔ بدی بدی کا قبیلہ آج کل خلائی زون پر حکمرانی کر رہا ہے۔ اس قبیلے کی تمام عورتیں ہمارے قبیلے کے اور اس ارضی دنیا کے مردوں کو بہت کمتر سمجھتی ہیں۔ وہ صرف اپنے قبیلے کے مردوں سے شادی کر کے فخر محسوس کرتی ہیں۔ میں نے پارس کو جیون ساتھی بنایا ہے۔ اس کا پورا قبیلہ مجھے حقیر سمجھ رہا ہو گا اس لیے محبت اور دوستی کے پیغام نے ان پر کوئی اثر نہیں کیا ہے۔"

وہ ثانی کے دماغ سے چلی آئی۔ دماغی طور پر حاضر ہو کر اس نے پارس کی طرف کروٹ لی پھر اس کی آغوش میں سما گئی۔

وہ دونوں بڑی دیر تک خاموش رہے۔ دو چاہنے والوں کے درمیان جو خاموشی ہوتی ہے' وہ بڑی پراسرار اور سنسنی خیز ہوتی ہے۔ اس دنیا کے بڑے ممالک اربوں کھربوں کی لاگت سے راکٹ تیار کرتے ہیں۔ دن رات محنت کرتے ہیں۔ تب ایسے راکٹوں کے ذریعے ان کے ماہرین خلا کی نامعلوم بلندیوں پر جاتے ہیں۔ پارس کے پہلو میں خلائی مخلوق تھی اور وہ کسی راکٹ کے بغیر خلا کی بلندیوں کو تسخیر کر رہا تھا۔

لکی سیون اس سے زیادہ زہریلی تھی۔ پہلی بار ماریا کے زہر نے پارس کو خطرناک حد تک زہریلا بنادیا تھا لیکن بابا صاحب کے ادارے کے ڈاکٹروں نے اسے زیر علاج رکھ کر اس کے زہر کی شدت کو ختم کردیا تھا۔ اسے اس حد تک نارمل بنادیا تھا کہ وہ ازدواجی رشتہ قائم کر سکتا تھا لیکن صاحب اولاد نہیں بن سکتا تھا۔ کیونکہ وہ خطرناک نہ سہی مگر زہریلا بدستور تھا۔

اب لکی سیون کا زہر پارس کے زہر سے گھلنے ملنے لگا تھا۔ ہر رات پارس پر ایک نشہ سا طاری ہو جاتا تھا۔ اس زہریلے پر زہریلی غالب آجاتی تھی۔ یہ سلسلہ کچھ عرصے تک جاری رہنے والا تھا۔ جب پارس برسوں پہلے کی طرح خطرناک حد تک زہریلا بن جاتا تو پھر لکی سیون پر ہمیشہ غالب آسکتا تھا۔

لکی سیون سے زہر کی شدت حاصل کرنے کا ایک فائدہ تھا اور ایک نقصان تھا۔ فائدہ یہ تھا کہ لکی سیون آئندہ اس کے بچوں کی ماں بن سکتی تھی اور نقصان یہ تھا کہ لکی سیون کے سوا کوئی اس کی تنہائی میں نہیں آسکتی تھی۔ آئندہ کوئی بھی آنے والی اس کے زہر سے ہلاک ہو جاتی۔

ایک گھنٹے بعد پارس مدہوش ہو کر سوگیا۔ لکی سیون وقفے وقفے سے روشنا کے دماغ میں جاتی تھی اور اس کے خیالات پڑھتی رہتی تھی۔ اس نے رات کے گیارہ بجے تک گولڈ اسمتھ اور مونا کو سلادیا پھر وہاں سے جانے کے لیے ایک بیگ میں ضروری سامان رکھنے لگی۔

لکی سیون نے ثانی سے کہا "وہ بنگلے سے نکل رہی ہے۔ تم میرے پاس چلی آؤ۔"

ثانی لکی سیون کے دماغ میں پہنچی اور لکی سیون' روشنا کے اندر آگئی۔ وہ بنگلے سے نکل کر پیدل چلتی ہوئی ایک اسٹریٹ سے دوسری اسٹریٹ میں آئی پھر ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر بولی "فلائنگ کلب چلو۔"

دسمبر کی شدید سردی تھی۔ برف بھی گر رہی تھی۔ ایسے میں روشنا نے مختصر سا لباس پہنا ہوا تھا۔ ڈرائیور نے اسے تعجب سے دیکھا پھر چابی گھما کر انجن اسٹارٹ کیا۔ اس کے بعد ٹیکسی آگے بڑھ گئی۔ ثانی نے لکی سیون سے کہا "روشنا کو ٹیکسی ڈرائیور سے باتیں کرنے پر مائل کرو۔ میں ڈرائیور کی آواز سن کر اس کے پاس جاؤں گی۔"

چند سیکنڈ بعد روشنا نے لکی سیون کی مرضی کے مطابق ڈرائیور سے پوچھا "واشنگٹن میں کتنے فلائنگ کلب ہیں؟"

وہ بولا "ویسے تو چھوٹے بڑے پانچ کلب ہیں لیکن دو کلب ایسے ہیں جہاں بہترین جہاز اور ہیلی کاپٹرز کرائے پر مل جاتے



ہیں۔"

روشنا نے کہا "تمہارے خیال میں جو فلائنگ کلب بہتر ہے وہاں لے چلو۔"

ثانی ڈرائیور کے اندر پہنچ گئی۔ ڈرائیور اس کی مرضی کے مطابق راستے بدلنے لگا۔ روشنا وہاں کے راستوں کو اچھی طرح نہیں جانتی تھی اس لیے ڈرائیور کے بھروسے پر خاموش بیٹھی ہوئی تھی۔ ڈرائیور ایک بنگلے کے سامنے گاڑی کو روک کر جھٹکے دے دے کر چلانے لگا پھر اسے روک کر کہا "کوئی خرابی ہو گئی ہے' میں اسے چیک کرتا ہوں۔"

وہ ٹیکسی سے نکل کر اس کا بونٹ اٹھا کر انجن پر جھک گیا۔ ایسے وقت ثانی اسے چھوڑ کر لکی سیون کے پاس آکر بولی "بائیں ہاتھ والے بنگلے میں اسٹیل برو کس رہتا ہے۔ روشنا کو کسی طرح وہاں لے چلو۔"

ثانی ڈرائیور کے پاس آئی۔ وہ سر پکڑ کر سوچ رہا تھا "یہ میں کہاں آگیا ہوں' کیا میری گاڑی میں خرابی پیدا ہو گئی ہے؟"

پھر وہ اپنی حیرانی بھول گیا۔ ثانی کی مرضی کے مطابق روشنا سے بولا "سوری میڈم! ٹیکسی آگے نہیں جاسکے گی۔ میں ابھی کسی مکینک کو فون کر کے بلاؤں گا۔ پتا نہیں اس کی مرمت میں کتنی دیر لگے گی۔"

روشنا نے ٹیکسی سے نکل کر ڈرائیور کو تیس ڈالر دیے پھر اسٹیل برو کس کے بنگلے کی طرف دیکھ کر لکی سیون کی مرضی کے مطابق سوچنے لگی "جس طرح میں نے گولڈ اسمتھ کے بنگلے میں بڑے اعتماد سے داخل ہو کر اسے سحر زدہ کیا تھا اسی طرح مجھے اس بنگلے میں جا کر دیکھنا چاہیے۔ اگر فیملی نہیں ہو گی اور کوئی تنہا ہو گا تو میں اسے اپنا تابعدار بنالوں گی۔"

وہ آہستہ آہستہ چلتی ہوئی بنگلے کے احاطے سے گزر کر دروازے پر آئی اور کال بیل کے بٹن کو دبایا۔ ثانی' اسٹیل برو کس کے اندر پہنچ گئی تھی۔ وہ سونے جا رہا تھا۔ گھنٹی کی آواز سن کر بیڈ روم سے باہر آیا پھر کاریڈور سے گزر کر اس نے دروازہ کھول دیا۔

سامنے ایک حسین عورت کھڑی ہوئی تھی۔ اسٹیل برو کس حسن پرست اور عیاش تھا۔ جب ثانی نے اسے ٹریپ کیا تو وہ میامی بیچ کے ایک کلب میں شراب و شباب سے کھیل رہا تھا۔ اب آدھی رات کو ایک حسینہ اس کے دروازے پر آئی تھی۔ ثانی نے اس کے ذہن سے یہ بھلا دیا تھا کہ وہ حسینہ کے دماغ میں جا کر اس کی اصلیت معلوم کرے۔ روشنا نے کہا "میں اس شہر میں اجنبی ہوں۔ راستہ بھٹک کر یہاں چلی آئی ہوں۔"

اس نے خوش ہو کر کہا "تم بھٹک کر صحیح جگہ آئی ہو۔ آؤ' آجاؤ۔"

وہ اندر آئی۔ اس نے دروازہ بند کردیا۔ اسے ساتھ لے کر ڈرائنگ روم میں آیا۔ وہ چاروں طرف دیکھتے ہوئے بولی "یہاں ہر دیوار پر عریاں تصویریں ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے' تمہاری شادی نہیں ہوئی۔ بیوی ہوتی تو ایسی تصویریں اٹھا کر پھینک دیتی۔"

"ہاں' میں نے شادی نہیں کی۔ میرے بیوی بچے نہیں ہیں۔ تم نے ٹھیک کہا بیوی ہوتی تو یہ تصویریں پھینک دیتی۔ تم کیا کرو گی؟"

"میں تصویریں یہیں رہنے دوں گی۔ تمہیں اٹھا کر پھینک دوں گی۔"

"ایں؟" وہ ذرا جھینپ گیا پھر کھسیانی ہنسی ہنستے ہوئے بولا "تم بہت زندہ دل ہو۔"

"زندہ رہنے والوں کے لیے زندہ دل ہوں۔ اگر مرنے والی حرکتیں کرو گے تو میری زندہ دلی کے مزے نہیں لے سکو گے۔"

"نہیں ڈارلنگ! میں مزے لینا چاہتا ہوں' مرنا نہیں چاہتا۔ ویسے یہ نہ سمجھنا کہ تم نے زندہ دلی سے جو دھمکی دی ہے اس سے میں سہم گیا ہوں۔ میں غیر معمولی جسمانی اور دماغی قوتوں کا حامل ہوں۔"

"یہ تو اچھی بات ہے۔ مرد کو مرد ہی کی طرح رہنا چاہیے۔"

"تم مذاق سمجھ رہی ہو۔ میں تمہارے دماغ میں چھپے ہوئے خیالات پڑھ سکتا ہوں۔"

"میرے دماغ میں پڑھنے آؤ گے' کیا ماں باپ نے اسکول میں نہیں پڑھایا۔"

اس نے جواب میں خیال خوانی کی پرواز کی۔ اس کے اندر پہنچا۔ اس نے ہنستے ہوئے سانس روک لی پھر بولی "میرے دماغ کا دروازہ بند ہے' کوئی دوسرا مدرسہ دیکھو۔"

"اچھا تو تم یوگا کی ماہر ہو؟ اگر میں تمہاری گردن دبوچ لوں تو ہل نہیں سکو گی اور اپنے دماغ میں میری سوچ کی لہروں کو نہیں روک سکو گی۔"

"تم حسین عورتوں سے محبت کرتے ہو یا کشتی لڑتے ہو؟"

وہ دونوں باتیں کرتے ہوئے ایک کمرے میں آگئے۔ وہاں کمپیوٹر اور اس سے منسلک رہنے والی دوسری کئی مشینیں تھیں۔ وہ بولا "میں سونے سے پہلے اپنے ساتھیوں کو کمپیوٹر کے ذریعے شب بخیر کہتا ہوں۔ آج میں بھول کر سونے جا رہا تھا۔ اچھا ہوا تم رت جگا منانے آگئیں۔ اب میں ساتھیوں کو شب بخیر کہوں گا۔ کوئی اہم مسئلہ ہو گا تو اس پر اہم گفتگو ہو جائے گی۔"

"مجھے پیاس لگ رہی ہے۔"

"میں تمہاری پیاس ایسے بجھاؤں گا کہ ہمیشہ مجھے یاد کرو گی۔"

"عارضی طور پر بچھڑنے والوں یا مرنے والوں کو یاد کیا جاتا ہے۔ تم مجھے بچھڑنے نہیں دو گے۔ یہاں سے جانا چاہوں گی تو جانے نہیں دو گے لہٰذا تمہارا مرنا ضروری ہے تاکہ ہمیشہ تمہیں یاد کرتی رہوں۔"

"اے تم ہو کیا چیز؟ ابھی پندرہ منٹ کے اندر دوبار میرے مرنے کی باتیں کر چکی ہو۔"

اس نے فریج کے پاس آکر اسے کھول کر پانی کی بوتل نکالتے ہوئے کہا "یہ تم نے اچھا کیا ہے کہ کام کرنے کی جگہ فریج رکھا ہے۔ کھانے پینے کے لیے کمرے سے باہر جانے کی ضرورت نہیں پڑتی ہوگی۔"

اسٹیل بروکس اسے غور سے دیکھ رہا تھا پھر اس نے کہا "دسمبر کی سردی ہے۔ باہر برف گر رہی ہے اور تم مختصر سے لباس میں ہو۔ کیا تمہیں سردی نہیں لگ رہی ہے؟"

وہ پانی پینے کے بعد فریزر سے برف نکال کر اپنے بدن پر ملنے لگی۔ ہنستے ہوئے کہنے لگی "میں آئس پروف ہوں' فائر پروف ہوں اور رین پروف ہوں۔"

اسٹیل بروکس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ خلائی مخلوق کی جو پہچان بتائی گئی تھی' وہ یاد آرہی تھی کہ اس مخلوق کو نہ شدید سردی کا احساس ہوتا ہے نہ گرمی کی تپتی ہوئی دھوپ محسوس ہوتی ہے اور نہ ہی مسلسل بارش میں بھیگنے سے نقصان ہوتا ہے۔

اس نے حیرانی سے پوچھا "تم کون ہو؟"

"وہی ہوں جس کے متعلق تم سوچ رہے ہو۔"

اس نے مزید حیرانی سے پوچھا "کیا تم میرے خیالات پڑھ رہی ہو؟"

"ہاں۔ ہماری خیال خوانی کی رینج محدود ہے۔ میں ایک کلومیٹر کے فاصلے تک کسی کے بھی خیالات پڑھ سکتی ہوں۔"

وہ خوش ہو کر بولا "ہماری ٹیم کے لیڈر کے ساتھ بھی ایک خلائی مخلوق ہے۔ وہ اس کی داشتہ بھی ہے اور دوست بھی۔ اس کے بہت کام آتی ہے۔ اس کی طرح آج میں خوش نصیب ہوگیا ہوں۔ تم بھی میری گرل فرینڈ بن کر رہوگی تو میں بڑے فخر سے اپنے ساتھیوں کو تمہارے متعلق بتاؤں گا۔"

روشنا نے اس کے قریب آتے ہوئے پوچھا "تمہاری ٹیم کے لیڈر کے ساتھ جو خلائی ہستی ہے' اس کا نام کیا ہے؟"

"اس کا نام بدی بدی ہے۔"

وہ خوشی سے اچھل پڑی۔ اسٹیل بروکس کی گردن میں بانہیں ڈال کر بولی "تم نے مجھے وہ خوشی دی ہے کہ اس خوشی کے بدلے جو مانگوگے' وہ تمہیں دوں گی۔"

"میں تمہارے ساتھ ایسی دوستی چاہتا ہوں' جیسی بدی بدی نے ہمارے سپرماسٹر سے کی ہے۔"

"وہ میری سب سے عزیز سہیلی ہے۔ اس نے تمہارے سپرماسٹر سے جیسی دوستی کی ہے ویسی ہی دوستی میں تم سے کروں گی۔ پلیز! ابھی بدی بدی سے میرا رابطہ کراؤ۔"

وہ دونوں کمپیوٹر کے سامنے آکر کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ اسٹیل بروکس کمپیوٹر کو آپریٹ کرنے لگا۔ سپرماسٹر کے مخصوص کوڈ نمبرز پر رابطہ ہوگیا۔ دوسری طرف سے تحریر ابھری "مسٹر بروکس! آدھی رات گزر چکی ہے۔ سپرماسٹر اے لالاس سو رہا ہے۔ کوئی خاص پیغام ہو تو مجھے دو۔ میں بدی بدی تم سے مخاطب ہوں۔"

روشنا نے فوراً ہی اسٹیل بروکس کو ہٹا کر اس کی جگہ بیٹھ کر تحریری جواب دیا "بدی بدی! میری جان! میں تمہاری سہیلی روشنا تم سے مخاطب ہوں۔ ابھی مسٹر بروکس کی رہائش گاہ میں ہوں۔"

اسکرین پر تحریر بدل گئی۔ بدی بدی پوچھ رہی تھی "روشنا! تم روشنا ہو؟ پلیز مجھے یقین دلاؤ۔"

روشنا نے اپنے بیگ سے تانبے کے تاروالی ایک کیپ نکالی۔ اسے سر پر پہن لیا۔ اس کیپ میں چار نکیلے پلگ تھے۔ اس نے ایک نکیلے پلگ کو انجکشن کی سوئی کی طرح اپنی پیشانی میں پیوست کرلیا۔ دو پلگ دونوں کنپٹیوں میں اور چوتھے پلگ کو سر کے پیچھے دماغ کی جگہ پیوست کرلیا پھر ایک لانبے تار کے ایک سرے کو کیپ سے اور دوسرے سرے کو کمپیوٹر سے منسلک کرکے اس کمپیوٹر کو آپریٹ کرنے لگی۔

اسٹیل بروکس نے بڑی حیرانی سے دیکھا۔ اسکرین پر اجنبی زبان کے حروف' الفاظ اور فقرے ابھر رہے تھے۔ روشنا مخصوص کوڈ ورڈز ادا کرکے بدی بدی سے کہہ رہی تھی "یہ میرے کوڈ ورڈز ہیں۔ میں نے ٹرانس لیٹر کیپ کے ذریعے اس انگریزی زبان کے کمپیوٹر کو اپنی خلائی زبان میں تبدیل کردیا ہے تاکہ یہ اسٹیل بروکس ہماری باتیں نہ سمجھ سکے۔ یہ ٹرانس لیٹر کیپ تم نے مجھے اور میرے بھائی دھتورا کو دیا تھا۔ تمارا (لکی سیون) ایمونا اور ایمون ابابا جیسے دشمنوں کے پاس یہ کیپ نہیں ہے۔ اب تمہیں یقین ہوجانا چاہیے کہ میں تمہاری روشنا ہوں۔"

"بے شک۔ تم میری جان روشنا ہو۔ ایک عرصے کی جدائی کے بعد تم سے رابطہ ہوا ہے۔ میں اپنی خوشی بیان نہیں کرسکتی۔ دھتورا کہاں ہے؟ ذرا انتظار کرو۔ میں بھی اس کمپیوٹر کو اپنی خلائی زبان میں تبدیل کررہی ہوں۔"

روشنا انتظار کرنے لگی۔ اسٹیل بروکس نے کہا "میرے سامنے تم دونوں کو انگریزی زبان میں رابطہ رکھنا چاہیے۔ کیا مجھے غیر سمجھا جارہا ہے اور کوئی بات مجھ سے چھپا کر کی جارہی ہے؟"

"ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ دو عورتیں باتیں کررہی ہوں تو کسی مرد کو ان باتوں میں دلچسپی نہیں لینا چاہیے۔"

"عورتوں والی باتیں کررہی ہو یا خلائی زون کی خفیہ باتیں ہورہی ہیں؟"

"ہمارے خلائی زون کی باتیں خفیہ ہوں یا نہ ہوں' تمہیں ہمارے کسی بھی معاملے میں ہماری اجازت کے بغیر مداخلت نہیں کرنا چاہیے۔ یہ اچھی طرح یاد رکھو۔ مجھ پر پابندیاں عائد کروگے تو میں ابھی چلی جاؤں گی۔ تم مجھے روک نہیں سکوگے پھر بدی بدی اور سپرماسٹر یہ کبھی نہیں چاہیں گے کہ میں تمہاری کسی حماقت کے باعث ناراض ہو کر چلی جاؤں۔"

اسٹیل بروکس سوچ میں پڑگیا۔ دوسری طرف سے بدی بدی



...کہا "میں ایک سپرماسٹر کے ساتھ ہوں۔ اس سپرماسٹر کے تین ...ی ہیں۔ یہ سب مختلف شہروں میں روپوش رہتے ہیں کیونکہ ان ... کو اس دنیا کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے خطرہ ہے۔ یہ ...ں ایک دوسرے کو بھی نہ اپنی خفیہ رہائش گاہ کا پتا بتاتے ہیں نہ ہی کسی کو اپنی آواز سناتے ہیں۔"

"یہ چاروں اپنے دشمنوں سے اتنے زیادہ سہمے ہوئے کیوں ...؟"

"مجھے سپرماسٹر نے بتایا ہے کہ دیوی نامی ایک عورت اور فرہاد تیمور نامی ایک شخص اپنے ساتھیوں سمیت بہت چالاک اور ...ناک ہیں۔ صرف آواز سن کر یا تصاویر دیکھ کر اپنے مخالفین کے ...وں کے اندر گھس آتے ہیں۔ بہرحال یہ رازداری سے معلوم ... چاہیے کہ ہم دونوں کہاں ہیں؟"

روشنا نے کہا "میں واشنگٹن میں ہوں۔ اسٹیل بروکس کے ...ات پڑھ کر معلوم ہوا ہے کہ یہ علاقہ واشنگٹن ڈی سی کہلاتا ...۔ بنگلا نمبر ایچ ون ٹو فائیو اسٹریٹ نمبر سیون میں ہے۔"

"یہ اور زیادہ خوشی کی بات ہے کہ ہم دونوں ایک ہی شہر میں ...۔ ہمارا بنگلا بوٹانیکل گارڈن کے گیٹ نمبر تھری کے سامنے ہے۔ ...کی نمایاں پہچان یہ ہے کہ یہ ریڈ بنگلو کہلاتا ہے۔ یہ سپرماسٹر اور ...کے ساتھی خود کو بہت چالاک سمجھتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ وہ ...روں الگ الگ شہر میں رہتے ہیں جبکہ یہ دو ساتھی اسی ایک شہر ...ہیں۔"

"ہوسکتا ہے کہ باقی دو بھی یہاں ہوں۔"

"میں سپرماسٹر کے ان دونوں ساتھیوں رمی ریز اور ٹیری ٹیلر ... پہنچنے کی کوشش کررہی ہوں۔ ابھی تک ناکام ہوں۔ وہ دونوں ...ے محتاط رہنے کے عادی ہیں۔"

"کیا روبوٹ پی پی سیون سے ہمیشہ رابطہ رہتا ہے؟"

"ہاں۔ وہ میرے باپ کی تخلیق ہے۔ میرا غلام ہے۔ ہمیشہ میرا ...بعدار رہتا ہے اور آئندہ بھی رہے گا۔ اچھا ہوا کہ تم سے ملاقات ...ب آسان ہوگئی ہے۔ میں اور پی پی سیون کرسمس کے دن ایک ...م منصوبے پر عمل کرنے والے ہیں۔ اس عمل کے نتیجے میں یہاں ... دو سائنس دانوں کے علاوہ تمارا اپنے جیون ساتھی کے ساتھ ...ری جائے گی۔"

"بدی بدی! تم جانتی ہو۔ میں بڑے بڑے شہ زوروں اور ...کاروں کو بڑی مکاری سے فنا کردیتی ہوں لیکن زہریلی تمارا سے ...ف آتا ہے۔ اس کا ایک دانت بھی ہمارے جسم کے کسی حصے میں ...ست ہوگا تو ہمیں مرنے سے کوئی نہیں بچاسکے گا۔"

"سچ تو یہ ہے کہ اس کے زہر نے مجھے بھی روپوش رہنے پر مجبور ...یا ہے۔ ویسے بھی میں کافی حفاظتی انتظامات کے ساتھ رہتی ہوں۔ ...س زہریلی کو کبھی اپنے قریب آنے کا موقع نہیں دوں گی۔ اسے ...ارے دیکھتے ہی ایٹمی گن کی شعاعوں سے جلا کر راکھ کردوں گی۔"

"مجھے بھی ایک ایسی ہی ایٹمی گن دو۔ میں بھی کرسمس سے پہلے ہی تمہارے پاس آجاؤں گی۔"

"تمہیں گن کے علاوہ بھی بہت کچھ دوں گی لیکن جب تک میں نہ کہوں' موجودہ پناہ گاہ سے نہ نکلنا۔ میں نے سپرماسٹر کو جس طرح سحرزدہ کر رکھا ہے اسی طرح تم اسٹیل بروکس کو اپنا دیوانہ بنا کر رکھو۔"

اسٹیل بروکس' روشنا کے پاس بیٹھا کمپیوٹر اسکرین پر نہ سمجھ میں آنے والی خلائی زبان کی تحریر دیکھ رہا تھا اور بور ہو رہا تھا۔ اس نے کہا "اب بس کرو۔ تم عورتیں خواہ زمین پر رہو یا خلا میں' جنت میں رہو یا جہنم میں' بولتی ہی رہوگی۔ تمہاری باتیں کبھی ختم نہیں ہوں گی۔"

روشنا نے اسکرین پر تحریر کے ذریعے کچھ کہا پھر رابطہ ختم کردیا۔ ٹرانس لیٹر کیپ اتار کر بیگ میں رکھتے ہوئے کہا۔

"مجھے افسوس ہے' تمہیں انتظار کرنا پڑا۔ بدی بدی مجھے بتا رہی تھی کہ سپرماسٹر بہت اچھا دوست اور محافظ ہے۔ اگر میں بھی تم سے دوستی کروں اور یہاں تمہارے ساتھ رہوں تو تمام دشمنوں سے محفوظ رہوں گی۔"

وہ اسے بازوؤں میں سمیٹ کر بولا "تو پھر آؤ۔ ہم دوستی کا آغاز کریں۔"

وہ بولی "دوستی کا آغاز وہسکی کے جام سے ہوگا۔ میں جب تک چار پیگ نہیں پیتی اور اپنے ساتھی کو نہیں پلاتی تب تک بند لفافے کی طرح رہتی ہوں۔"

وہ دونوں وہاں سے اٹھنا چاہتے تھے۔ اسی وقت کمپیوٹر سے منسلک رہنے والے ایک آلے سے سگنل موصول ہونے لگا۔ اسٹیل بروکس نے کمپیوٹر کو آن کرکے اسے آپریٹ کیا تو اسکرین پر تحریر نظر آئی "ہم آر آر اور ٹی ٹی (رمی ریز اور ٹیری ٹیلر) اپنے دو ساتھیوں اے ایل ایل (سپرماسٹر اے لالاس) اور ایس بی (اسٹیل بروکس) کو مخاطب کررہے ہیں۔ پلیز جواب دیں۔"

اسٹیل بروکس نے جواب دیا "میں اسٹیل بروکس حاضر ہوں۔"

دوسری تحریر ابھری "شکریہ' ہمارا چوتھا ساتھی سو رہا ہے۔ اس کی جگہ بی بی جواب دے رہی ہے۔ اہم بات یہ ہے کہ بابا صاحب کے ادارے سے اطلاع دی گئی ہے کہ خلائی مخلوق کی دو ہستیاں ایمون ابابا اور اس کی بیٹی ایمونا نے ادارے میں پناہ لی ہے۔ ایمون ابابا کے پاس ایک ایسا کیمرا ہے جس کے ذریعے فولادی چادر کے اس پار کی تصاویر بھی اتاری جاسکتی ہیں۔ ایمون ابابا نے خلائی زون سے آنے والے پاور پلانر کے سر کی اندرونی ساخت اور دماغ کی تصاویر اتاری ہیں۔ ان تصاویر سے یہ انکشاف ہوا ہے کہ پاور پلانر کوئی قدرتی تخلیق نہیں ہے بلکہ ایک آہنی روبوٹ ہے۔ اس پر گوشت پوست کا خول چڑھا کر خدا کی مخلوق ظاہر کیا جارہا ہے۔"

اسکرین پر تحریر بدلنے لگی۔ وہاں لکھا ہوا تھا "خلائی زون میں ایسے مزید نو روبوٹ ہیں۔ یہ ایسے خطرناک اور ناقابلِ شکست ہیں کہ ایک فوج لاکھوں کی تعداد میں بھی انہیں زیر نہیں کر سکتی۔ ان کے پاس جدید ترین ایٹمی ہتھیار ہیں۔ ان کے عزائم ہماری دنیا کے خلاف ہیں۔ ایک پاور پلانر کے بعد دوسرے پاور پلانر بھی آئیں گے۔ وہ ہمارے بہترین سائنس دانوں اور ٹیکنالوجی کے بڑے بڑے ماہرین کو پہلے ہلاک کریں گے تاکہ ہم ارضی دنیا والے جدید سائنس اور ٹیکنالوجی سے محروم رہیں۔ وہ دس پاور پلانر اور تین بڑے سائنس دان ہماری دنیا کو اپنے قبضے میں لے کر یہاں خلائی مخلوق کی حکومت قائم کرنا چاہتے ہیں۔"

اسکرین سے یہ تحریریں مٹ گئیں۔ بدی بدی نے تحریر کے ذریعے کہا "ایمون ابابا اس ادارے کی ہمدردیاں حاصل کرنے اور وہاں بٹی کے ساتھ محفوظ رہنے کے لیے ہمارے پاور پلانر کے خلاف زہر اگل رہا ہے۔ اس نے خیالی روبوٹ کی تصاویر حاصل کی ہیں اور اس دنیا کے بھولے بھالے عوام کو اس روبوٹ سے دہشت زدہ کر رہا ہے۔"

روشنا نے اسٹیل برو کس کے کمپیوٹر کے ذریعے کہا "پاور پلانر خلائی زون سے خیر سگالی کا پیغام لایا ہے۔ وہ بہت جلد امریکا میں آئے گا۔ ابھی اس کے خلاف جو کچھ کہا جا رہا ہے، وہ اسے جھوٹ ثابت کر دے گا۔"

رمی ریز نے پوچھا "مسٹر برو کس! تم پاور پلانر کے متعلق کیا جانتے ہو؟ اور اتنے اعتماد سے کیسے کہہ رہے ہو کہ پاور پلانر دشمن نہیں دوست بن کر آرہا ہے؟"

اسٹیل برو کس نے کہا "ابھی یہ سب کچھ میں نہیں کہہ رہا تھا، روشنا کہہ رہی تھی۔ خلائی زون سے آنے والی ایک حسینہ کا نام روشنا ہے اور یہ میرے ساتھ رہتی ہے۔"

ٹیری ٹیلر نے پوچھا "تمہارے ساتھ رہتی ہے؟ کب سے ساتھ رہتی ہے۔ پہلے سپر ماسٹر نے ہمیں اعتماد میں لیے بغیر بدی بدی سے دوستی کی۔ بالکل اسی طرح تم نے ہمارے اعتماد کو دھوکا دیا ہے۔ ہم چاروں ساتھیوں نے قسم کھائی تھی کہ کسی پانچویں کو کبھی اپنا راز دار نہیں بنائیں گے لیکن پانچویں رازدار بدی بدی بن گئی اور اب نمبر چھ پر کوئی روشنا رازدار بن گئی ہے۔"

بدی بدی نے پوچھا "کیا میرے آنے سے تم لوگوں کو کوئی نقصان پہنچا ہے؟ میں تو تمہارے ملک اور قوم کی برتری قائم رکھنے کے لیے پاور پلانر کا تعاون حاصل کر رہی ہوں۔ میں یقین دلاتی ہوں کہ میری طرح روشنا بھی مسٹر برو کس کے ساتھ رہ کر جلد ہی ایسے کارنامے انجام دے گی کہ تم لوگوں کے دماغوں سے تمام شکوک و شبہات دور ہو جائیں گے۔"

رمی ریز نے کہا "ہم نے ابھی بہت سی اہم باتیں کرنے کے لیے سپر ماسٹر اور اسٹیل برو کس کو مخاطب کیا تھا۔ لیکن اب ہمیں سنجیدگی سے غور کرنا ہوگا کہ ہمارے جو ساتھی حسین عورتوں کو بیساکھی بنا رہے ہیں، ان سے ہمیں اہم اور خفیہ معاملات پر گفتگو کرنا چاہیے یا نہیں؟"

رمی ریز اور ٹیری ٹیلر نے رابطہ ختم کر دیا۔ روشنا نے تحریر کے ذریعے کہا "بدی بدی! ہم پر شبہ کیا جا رہا ہے۔ ہماری توہین کی جا رہی ہے۔ کیا ایسی صورت میں تمہیں سپر ماسٹر کے پاس اور مجھے اسٹیل برو کس کے ساتھ رہنا چاہیے؟"

اسٹیل برو کس نے کہا "پلیز روشنا! ہم توہین نہیں کر رہے ہیں تم دونوں پر اس قدر بھروسا کر رہے ہیں کہ صرف اپنے گھر میں نہیں، اپنے دل میں بھی جگہ دے رہے ہیں۔"

بدی بدی نے تحریر کے ذریعے کہا "روشنا! سپر ماسٹر اور اسٹیل برو کس بہت ذہین اور معاملہ فہم ہیں۔ ہم دونوں کی محبت اور خلوص کو سمجھتے ہیں۔ غصہ تھوک دو۔ تم مسٹر برو کس کے ساتھ رہو گی۔ شب بخیر۔"

رابطہ ختم ہو گیا۔ روشنا اور اسٹیل برو کس پینے اور کچھ کھانے کا سامان لے کر بیڈ روم میں آئے۔ اسٹیل برو کس بہت خوش تھا۔ خلائی زون کی ایک حسینہ ابھی اس کے بیڈ پر آنے والی تھی۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ بدی بدی بھی سپر ماسٹر کے بیڈ پر آتی ہے۔ مگر آنے سے پہلے ہی وہ دو پیگ میں لڑھک جایا کرتا ہے۔

صرف آدھے گھنٹے میں اسٹیل برو کس بھی لڑھک گیا۔

○☆○

رات کے دو بج گئے تھے۔ رمی ریز اور ٹیری ٹیلر اپنی اپنی خفیہ رہائش گاہ میں جاگ رہے تھے۔ ان کے دماغوں میں خطرے کی گھنٹیاں بج رہی تھیں۔ وہ اپنے اپنے کمپیوٹر کے سامنے بیٹھے ایک دوسرے سے کہہ رہے تھے "پہلے بدی بدی اچانک سپر ماسٹر کے پاس پہنچی پھر آج اچانک انکشاف ہو رہا ہے کہ اسٹیل برو کس کے پاس بھی ایک خلائی حسینہ ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ صرف سپر ماسٹر اور اسٹیل برو کس کے پاس خلائی حسینائیں کیسے پہنچ رہی ہیں؟ کیسے ان کی خفیہ رہائش گاہ کا پتا ان حسیناؤں کو معلوم ہوا؟"

رمی ریز نے ٹیری ٹیلر سے پوچھا "ٹیری! کیا اسی طرح اور دو عدد خلائی حسینائیں اچانک ہم دونوں کے پاس پہنچیں گی اور ہماری یہ خوش فہمی ختم ہو جائے گی کہ ہم بڑی کامیابی سے روپوش رہتے ہیں؟"

ٹیری ٹیلر نے کہا "یہ نکتہ قابلِ غور ہے کہ خلا سے آنے والیاں صرف ہماری خفیہ رہائش گاہوں تک کیسے پہنچ رہی ہیں؟ مجھے ایسا لگ رہا ہے، جیسے کسی حسینہ کی آنکھیں خلا سے جھانک کر مجھے دیکھ رہی ہیں اور تمہیں بھی کوئی دیکھ رہی ہو گی۔ ہم محفوظ نہیں ہیں۔"

"او گاڈ! ہمارے سروں پر چھت نہیں ہے۔ ہم کھلے آسمان کے نیچے ہیں۔ ہم زمین پر ہیں مگر خلا سے آنے والیاں کسی وقت بھی



ہمارے پیروں تلے سے زمین ہٹا سکتی ہیں۔"

"میرے دوست رمی! میرا دل کہتا ہے کہ اب بھی ہمارے پاس بچاؤ کا وقت ہے۔ اس سے پہلے کہ کوئی ہماری رہائش گاہ تک پہنچے، ہمیں اپنی اپنی جگہ چھوڑ دینا چاہیے۔ ہم صرف دو رہ گئے ہیں۔ ہمیں ایک دوسرے کے ساتھ رہ کر پیش آنے والے خطرات سے نمٹنا ہوگا۔ ہم ایک دوسرے سے الگ رہیں گے تو سپر ماسٹر اور اسٹیل برو کس کی طرح کسی کی زلفوں کے اسیر ہو جائیں گے۔ ساتھ رہیں گے تو ایک دوسرے کو بھٹکنے سے اور کسی کے زیر اثر آنے سے بچا سکتے ہیں۔ کیا تم میرے اس مشورے سے متفق ہو کہ ہمیں ایک لمحہ بھی ضائع کیے بغیر اپنی اپنی جگہ چھوڑ دینی چاہیے۔"

"میں تم سے متفق ہوں۔ موجودہ حالات میں ہمیں ایک ساتھ رہ کر پیش آنے والے مسائل کا سامنا کرنا ہوگا۔ میں ابھی مونٹریال میں ہوں۔ تم کہاں ہو، مجھ سے کب اور کہاں مل سکتے ہو؟"

"میں بھی کینیڈا میں ہوں۔ صبح سے پہلے کوئی ائربس نہیں ملے گی تو چارٹرڈ ہیلی کاپٹر کے ذریعے بوسٹن کے ساحلی شہر پہنچوں گا۔ مونٹریال سے بوسٹن قریب ہے۔ تم مجھ سے پہلے وہاں پہنچو گے۔ ہوٹل شیرٹن میں اپنے اور میرے لیے ایک ایک کمرا حاصل کر لو۔ میرے پاس جو شناختی کاغذات وغیرہ ہیں ان کے مطابق میرا نام ہیریسن فورڈ ہے۔ تم اپنا نام بتاؤ۔"

"میرا نام جیکی ہنٹر ہے۔ ہمارے ناموں سے ہوٹل کے جو کمرے ریزرو ہوں گے ان ناموں سے اور روم نمبرز سے ہم ایک دوسرے کو پہچان سکیں گے۔"

"ہمیں اس پہلو کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے کہ بوسٹن پہنچنے تک ہماری راہ میں کوئی مصیبت حائل ہو سکتی ہے۔ ہمیں ایک دوسرے سے باخبر رہنے کے لیے اب ایک دوسرے کے دماغوں میں پہنچنا چاہیے۔"

"ہم نے اپنی رہائش گاہوں میں فون نہیں رکھا ہے۔ فون ہوتا تو آوازیں سن کر ایک دوسرے کے دماغوں میں پہنچ جاتے۔"

"کوئی بات نہیں۔ واشنگٹن میں اس وقت اسمبلی کا اسپیکر سو رہا ہوگا۔ ہم دونوں اس کی آواز اور لہجے سے اچھی طرح واقف ہیں۔ آؤ ہم اس کے اندر پہنچ کر باتیں کریں۔"

وہ دونوں دوسرے ہی لمحے میں اسپیکر کے اندر پہنچ گئے۔ ایک تو وہ گہری نیند سونے کا وقت تھا۔ دوسرے یہ کہ اسپیکر نے خواب آور دوا استعمال کی تھی۔ پرائی سوچ کی لہریں اسے بیدار نہیں کر سکتی تھیں۔ رمی ریز نے کہا "میں یہاں موجود ہوں۔ مسٹر ہیریسن فورڈ (ٹیری ٹیلر) کیا تم بھی ہو؟"

ٹیری ٹیلر نے کہا "یس مسٹر جیکی ہنٹر (رمی ریز) میں تمہاری سوچ کی لہروں کو سن رہا ہوں۔ پہلے اسپیکر کے چور خیالات پڑھ لو۔ یقین کر لو کہ یہ پوری طرح غافل ہے۔"

وہ دونوں اس کے چور خیالات پڑھنے لگے۔ وہ واقعی گہری نیند میں اپنے وجود سے بھی بے خبر سو رہا تھا۔ اس کے چور خیالات کا تعلق وہاں کے سیاسی معاملات سے تھا۔ رمی ریز نے کہا "ابھی تو ہماری جان کے لالے پڑے ہیں۔ ہم سیاسی معاملات میں دلچسپی نہیں لے سکتے۔ میں خدا سے دعا مانگتا ہوں، جانے انجانے میں مجھ سے جو گناہ ہوئے ہوں، انہیں معاف کر دے اور ہمیں تمام دشمنوں سے محفوظ رکھ۔ ہماری دعا ہے کہ ہم دشمنوں کی کسی سازش کا شکار نہ بنیں۔ ہمیں کسی کی غلامی منظور نہیں ہے۔"

ٹیری ٹیلر نے کہا "میری بھی یہی دعائیں ہیں۔ ہم اپنی تمام تر ذہانت سے کام لیتے ہیں۔ نت نئی حکمتِ عملی سے خود کو دشمنوں سے دور رکھتے ہیں۔ اس کے باوجود دشمن ہماری شہ رگ تک پہنچنے لگتے ہیں۔ ایسے وقت ذہانت اور غیر معمولی صلاحیتیں کام نہیں آتیں، صرف دعائیں کام آتی ہیں۔ اے خدا ہماری دعائیں قبول کر، ہمیں دشمنوں سے دور اپنی حفاظت میں رکھ۔"

رمی ریز نے کہا "اب میں تمہارے دماغ میں آرہا ہوں۔ اس کے بعد تم میرے اندر آسکتے ہو۔"

پھر اس نے ٹیری ٹیلر کے اندر آکر کہا "خدا کے سامنے جھکنے سے اور دعائیں مانگنے سے ایک عجیب طرح کا سکون ملتا ہے۔ شاید اسے ہی روحانی سکون کہتے ہیں۔ اب تم میرے پاس آؤ۔"

ٹیری نے اس کے اندر آکر کہا "ہم ٹیلی پیتھی جانتے ہیں۔ غیر معمولی سماعت اور بصارت رکھتے ہیں۔ حیرت انگیز جسمانی اور دماغی قوتوں کے حامل ہیں۔ اس کے باوجود ہم دشمنوں سے خائف ہیں۔ صرف خدا کی مدد اور مہربانیاں حاصل ہونے کی امید پر اطمینان اور سکون حاصل ہوتا ہے۔"

"اب ہمیں اپنی اپنی رہائش گاہ کو چھوڑ دینا چاہیے۔ میں یہاں سے نکل رہا ہوں۔ کہیں دور جانے کے بعد اطمینان سے رابطہ کروں گا۔"

ان دونوں نے اپنی اپنی ضرورت کا سامان ایک اٹیچی اور بریف کیس میں رکھا پھر جسے محفوظ پناہ سمجھتے تھے، اسے چھوڑ کر ائرپورٹ کی طرف جانے لگے۔

ویسے تو وہ دونوں ہر طرح سے محفوظ تھے۔ کسی بھی دوست یا دشمن کو معلوم نہ تھا کہ وہ دونوں کہاں رہتے ہیں؟ ایک عرصے تک ان کی کوئی خبر نہ ملنے پر یہ بھی سوچا گیا تھا کہ وہ مر چکے ہیں۔ صرف امریکی حکام سے کمپیوٹر کے ذریعے رابطہ رہتا تھا۔ ان متعلقہ حکام اور سرکاری عہدے داران کو علم تھا کہ وہ زندہ ہیں۔

انہوں نے اپنا اپنا شہر چھوڑنے سے پہلے اعلیٰ حکام کے نام فیکس روانہ کیا۔ اس میں لکھا تھا "بابا صاحب کے ادارے سے جو اہم معلومات فراہم کی گئی ہیں وہ درست ہیں۔ ایمون ابابا کی تصویری رپورٹ کے مطابق پاور پلانر سیون کوئی گوشت پوست کی مخلوق نہیں ہے۔ وہ ایک آہنی روبوٹ ہے۔ خلائی زون میں ایسے مزید نو عدد روبوٹ ہیں۔ انہیں کنٹرول کرنے والے تین سائنس

واں ہماری ارضی دنیا پر قبضہ جمانے اور اپنی حکومت قائم کرنے کا منصوبہ بنا چکے ہیں۔ ہمارے بہترین سائنس دانوں اور ٹیکنیکل شعبوں کے ماہرین کی زندگیاں خطرے میں ہیں۔ سب سے پہلے انہیں ہلاک کرکے ہماری دنیا کو جدید سائنسی ترقی سے محروم رکھا جائے گا۔

"اس سلسلے میں سب سے افسوس ناک بات یہ ہے کہ سپر ماسٹر اے لالاس اور اسٹیل بروکس خلائی زون سے آنے والی حسیناؤں کے دیوانے ہوگئے ہیں اور انہیں اپنا رازدار بنالیا ہے۔ حکومت سے ہماری درخواست ہے کہ فی الحال ان پر اعتماد نہ کریں۔ اپنے ملک اور اپنی افواج کے سلسلے میں جتنے اہم راز ہیں وہ سپر ماسٹر اور اسٹیل بروکس سے چھپائے جائیں۔ انہیں حکم دیا جائے کہ وہ دونوں اپنی عورتوں بدی بدی اور روشنا کے ساتھ سامنے آکر خود کو عدالتِ عالیہ میں پیش کریں اور ان پر جو الزامات لگائے جائیں' ان کا ٹھوس اور معقول جواب دیں۔ ہم اس مقدمے میں ان کے خلاف بیان دیں گے۔ ہم نے ان دونوں کا ساتھ چھوڑ دیا ہے۔ ان سے کمپیوٹر کے ذریعے بھی رابطہ ختم کردیا ہے۔

"آخر میں گزارش ہے کہ اپنے تمام سائنس دانوں اور ٹیکنالوجی کے شعبوں سے تعلق رکھنے والے تمام ماہرین کی حفاظت کے لیے خصوصی انتظامات کریں۔ تمام ارضی دنیا کی سلامتی اور ترقی کا انحصار انہی ماہرین اور سائنس دانوں پر ہے۔ ہم پھر کسی وقت رابطہ کریں گے' فقط رمی ریز اور ٹیری ٹیلر۔"

ٹیری ٹیلر نے ایک ہیلی کاپٹر کرائے پر حاصل کیا پھر اس میں بیٹھ کر بوسٹن کی طرف روانہ ہوگیا۔ سفر کے دوران اس نے رمی ریز کی خیریت معلوم کی۔ اس نے کہا "میں بوسٹن خیریت سے پہنچ گیا ہوں۔ اس وقت صبح کے پانچ بجے ہیں۔ پوری طرح دن کی روشنی ابھی پھیلی نہیں ہے۔ میں ائرپورٹ کے ویٹنگ ہال میں بیٹھا ہوا ہوں۔"

"تم ہوٹل شیرٹن کیوں نہیں جارہے ہو؟"

"سوچ رہا ہوں' پتا نہیں ہمیں اس شہر میں کتنے عرصے تک رہنا ہوگا۔ اگر ہم سمندر کے کنارے ایک کاٹیج ماہانہ کرائے پر حاصل کرلیں تو بہتر ہوگا۔ تمہارا کیا خیال ہے؟"

"خیال ٹھیک ہے۔ ہمیں الگ رہائش گاہ میں رہنا چاہیے۔ لیکن سمندر کے ساحل پر سہ پہر سے لے کر آدھی رات تک حسین عورتوں کا میلہ لگا رہتا ہے۔ اس بات کا اندیشہ ہے کہ ان ہی حسیناؤں میں سے کوئی خلائی حسینہ نکل کر ہمارے ساحلی کاٹیج میں چلی آئے گی۔"

"دوست! ان خلائی بلاؤں کا نام نہ لو۔ سنا ہے شیطان سے تعلق رکھنے والی ہستیاں نام لیتے ہی پہنچ جاتی ہیں۔ کیا یہ بہتر ہوگا کہ ہم شہر میں ایک بنگلا کرائے پر حاصل کرلیں؟"

"ہم تنہا بنگلے میں رہ کر دیکھ چکے ہیں۔ وہاں بھی تحفظ حاصل نہیں ہوتا۔ میں نے ہوٹل میں عارضی طور پر اس لیے قیام کرنے کو ترجیح دی ہے کہ وہاں دو چار دن رہیں گے اور شہر کی کسی ایسی خاتون کو ٹریپ کریں گے' جو کسی مکان کی مالکہ ہو اور تنہا یا کسی ایک فرد کے ساتھ رہتی ہو۔ وہ بوڑھی ہوگی تو اسے ماں بنالیں گے۔ جوان ہوگی تو اسے بہن بنالیا جائے گا۔ وہ ہماری معمولہ اور تابعدار رہے گی۔ ہم دو مرد تنہا نہیں رہیں گے۔ فیملی لائف گزاریں گے تو کسی کو ہم پر شبہ نہیں ہوگا۔"

"یہ اچھا آئیڈیا ہے۔ میں ابھی ہوٹل شیرٹن جارہا ہوں۔"

وہ اپنی اٹیچی اور اوورکوٹ سنبھال کر اٹھنا چاہتا تھا کہ اسی وقت ایک حسین عورت نے اس کے قریب بیٹھتے ہوئے کہا "ہائے' کیا تم تنہا ہو؟"

رمی ریز کی آدھی جان نکل گئی۔ ابھی اس نے کہا تھا کہ شیطان سے تعلق رکھنے والی ہستیوں کا نام لو تو وہ فوراً حاضر ہوجاتی ہیں۔ وہ فوراً ہی اٹھ کر بولا "میں یہاں تنہا بیٹھا ہوا تھا۔ اب تم تنہا بیٹھی رہوگی۔"

"پلیز' مجھے غلط نہ سمجھو۔ میری بات سنو۔"

وہ جاتے ہوئے پلٹ کر بولا "تم میری بات سنو۔ میں عورتوں سے ہمیشہ دور رہتا ہوں۔ تم کال گرل بھی ہوسکتی ہو یا کوئی مصیبت زدہ بھی۔ دونوں صورتوں میں' میں تمہارے کسی کام نہیں آؤں گا' میرا پیچھا نہ کرنا۔"

وہ اس حسینہ سے دور تیزی سے جانے لگا۔ اس دوران ٹیری ٹیلر نے حسینہ کے چور خیالات پڑھے تھے۔ وہ کوئی خلائی مخلوق نہیں تھی۔ اپنے شرابی شوہر سے بیزار ہوکر اپنے والدین کے پاس نیویارک جانا چاہتی تھی لیکن اس کے پاس رقم نہیں تھی۔ وہ کسی سے رقم مانگ کر یا لفٹ لے کر نیویارک جانا چاہتی تھی۔

ٹیری ٹیلر نے رمی ریز کو اس حسینہ کے بارے میں بتایا۔ اس نے کہا "میں ابھی اس کے خیالات پڑھنے والا تھا۔ بہرحال یہ اطمینان ہوا کہ وہ خلائی مخلوق نہیں ہے لیکن ٹیری! ہمارے دو ساتھیوں کے پاس جو حسینائیں موجود ہیں' وہ خود کو خلائی ہستیاں ثابت کررہی ہیں۔ ہم کسی حد تک تسلیم کررہے ہیں۔ اس کے باوجود شبہ ہے کہ دیوی حسین عورتوں پر تنویمی عمل کرکے انہیں خلائی مخلوق بنا کر ہمارے پاس بھیج رہی ہے۔"

"ہاں۔ یہ پہلو میری نظروں میں بھی ہے۔ دیوی نے پچھلے سپر ماسٹر کے دور میں ہمارے ملک کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں اور فوجی افسران پر بڑی مضبوط گرفت رکھی تھی۔ اگر یہ سلسلہ جاری رہتا تو وہ پورے امریکا پر حکومت کرنے لگتی۔ موجودہ سپر ماسٹر نے اسے بری طرح شکست دی۔ اس ملک سے اس کے قدم اکھاڑ دیے۔ وہ بڑی ضدی اور ظالم عورت ہے۔ اپنی شکست کو نہیں بھولی ہوگی۔ ایک نئے سرے سے خلائی مخلوق کا ڈراما پیش کررہی ہے۔ بابا صاحب کے ادارے سے خلائی مخلوق کے سلسلے میں جو کچھ کہا گیا ہے وہ درست ہوسکتا ہے لیکن دیوی جب بھی کچھ کرے گی اس میں فراڈ ضرور ہوگا۔"

"ابھی جو حسینہ اپنے شوہر سے بیزار ہوکر میرے پاس آئی تھی' وہ دیوی کی آلۂ کار ہوسکتی ہے۔ دیوی نے اس کے دماغ سے تمام اصل چور خیالات مٹادیے ہوں گے اور اس کے دماغ میں شرابی شوہر والی کہانی نقش کردی ہوگی۔ بہرحال جو کچھ بھی ہو۔ ہم عورت تو کیا کسی جوان مرد یا بوڑھے پر بھی بھروسا نہیں کریں گے۔"

وہ ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر ہوٹل کی طرف جانے لگا۔ ٹیری ٹیلر دماغی طور پر ہیلی کاپٹر میں حاضر ہوگیا۔ وہ پچھلی سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔ آگے پائلٹ کے ساتھ اس کا اسسٹنٹ بیٹھا ہوا تھا۔ وہ اسسٹنٹ اپنی سیٹ پر پیچھے ٹیری ٹیلر کی طرف گھوم گیا تھا۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے ایک ریوالور کو تھام رکھا تھا۔ اس کا رخ ٹیری ٹیلر کی طرف تھا۔ ٹیری ٹیلر نے پوچھا "مجھے یہ کھلونا کیوں دکھا رہے ہو؟"

وہ مسکرا کر بولا "یہ موت کا کھلونا ہے۔ میں نے فلائنگ کمپنی کے آفس میں تمہیں اٹیچی کھولتے دیکھا تھا۔ اس میں ہزار کے نوٹوں کی کئی گڈیوں کی جھلک نظر آئی۔ میرا اندازہ ہے اس اٹیچی میں لاکھوں ڈالر ہیں۔"

"پچیس لاکھ ڈالر ہیں۔ کیا اس معمولی رقم کے لیے تم مجھے مار ڈالوگے؟"

"معمولی رقم!" اس نے حیرانی سے پوچھا "اس کا مطلب ہے تم بہت بڑی اسامی ہو۔ یہ بتاؤ اگر میں تمہیں اغوا کروں گا تو کیا تاوان کے طور پر مجھے ایک کروڑ ڈالر مل سکتے ہیں؟"

"ایک کروڑ!" ٹیری ٹیلر نے سوچنے کا انداز اختیار کیا۔ خاموش رہ کر فوراً پائلٹ کے خیالات پڑھے۔ وہ بے چارہ پریشان تھا۔ فلائنگ کمپنی کی طرف سے آج اسے یہ نیا اسسٹنٹ دیا گیا تھا۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ ایک بہروپیا اسسٹنٹ بن کر آئے گا۔

جب ہیلی کاپٹر نے پرواز شروع کی تھی تب اس بہروپیے نے ایک چھوٹی سی پرچی پائلٹ کو دی تھی۔ اس پر لکھا تھا "میرے ہاتھ میں ریوالور ہے۔ اسے دیکھو اور خاموش رہو۔ پیچھے بیٹھے ہوئے مسافر کو شبہ ہوگا یا تم کوئی چالاکی دکھاؤگے تو فوراً تم دونوں کو گولی مار کر اس ہیلی کاپٹر میں فرار ہوجاؤں گا۔"

بہروپیے نے پوچھا "کیا سوچ رہے ہو؟ خاموش کیوں ہو؟"

ٹیری ٹیلر نے کہا "مجھے سوچنے دو۔ میں اغوا ہونا نہیں چاہتا۔ کوئی ایسی صورت نکالنا چاہتا ہوں کہ مجھے اغوا کیے بغیر تمہیں ایک کروڑ ڈالر یہیں مل جائیں۔"

"کیا تم کوئی چالاکی دکھانا چاہتے ہو؟ مجھے بے وقوف سمجھتے ہو۔ اس ہیلی کاپٹر میں تم ایک کروڑ ڈالر کہاں سے لاؤگے؟"

"تم احمق ہو اور احمقانہ سوال کررہے ہو۔ تمہیں کیا معلوم کہ میں نے اپنی بیوی کے لیے چالیس لاکھ ڈالر کا ایک ہیرے کا نیکلس خریدا ہے۔ وہ اس اٹیچی میں ہے۔"

بہروپیے کا منہ للچائے ہوئے انداز میں کھل گیا۔ ٹیری ٹیلر نے کہا "پلیز' مجھے ذرا خاموش رہ کر سوچنے دو کہ اور کتنی مالیت کا سامان میرے پاس ہے۔"

وہ بولا "ہاں ضرور سوچو۔ بوسٹن ابھی دور ہے۔ میں پندرہ منٹ کا ٹائم دیتا ہوں۔"

ٹیری ٹیلر نے سوچا' وہ اگر ٹیلی پیتھی کا مظاہرہ کرے گا تو پائلٹ واپس جا کر فلائنگ کمپنی کے دفتر میں رپورٹ دے گا کہ اسسٹنٹ ایک بہروپیا تھا۔ مسافر کو لوٹنا چاہتا تھا لیکن مسافر نے ٹیلی پیتھی کے ذریعے بہروپیے کو بے بس کردیا۔

وہ نہیں چاہتا تھا کہ کسی کو معلوم ہو کہ ایک خیال خوانی کرنے والا بوسٹن گیا ہے۔ یہ بات دشمنوں کے کانوں تک پہنچ سکتی تھی۔ اس نے بہروپیے کے دماغ پر قبضہ جما کر اس کے ذریعے پائلٹ سے کہا "اے ہماری طرف نہ دیکھو۔ پرواز کی طرف دھیان دو۔"

پائلٹ سیدھا ونڈ اسکرین کے پار دیکھنے لگا۔ بہروپیے نے اپنے ریوالور کے چیمبر سے تمام گولیاں نکال کر ٹیری ٹیلر کو دے دیں پھر خالی چیمبر اپنے ریوالور میں لگالیا۔ ٹیری ٹیلر نے وہ تمام گولیاں اپنی جیب میں رکھ لیں پھر اپنا ریوالور نکال کر کہا "ہاں یاد آیا۔ پچیس لاکھ نقد ہیں۔ چالیس لاکھ کا نیکلس ہے اور سو ڈالر کا یہ میرا ریوالور

ہے۔ اب ہم نے ایک دوسرے کو نشانے پر رکھا ہے۔ میں بہت ہی فاسٹ گن مین ہوں۔ یقین نہ ہو تو گولی چلاؤ۔ اس سے پہلے کہ ٹریگر کو انگلی سے دباؤ' میں گولی چلا دوں گا۔"

بہروپئے نے پریشان ہو کر ٹیری ٹیلر کے ہاتھ میں ریوالور کو دیکھا پھر پوچھا "یہ تمہارے پاس کیسے آگیا؟"

"کیا میں نے پوچھا تھا کہ تمہارے پاس ریوالور کہاں سے آیا ہے؟"

پائلٹ نے پریشان ہو کر کہا "سر! اگر گولیاں چلیں گی تو ہیلی کاپٹر کو نقصان پہنچے گا۔ ہم سب اتنی بلندی سے پستی میں جا کر فنا ہو جائیں گے۔"

ٹیری ٹیلر نے کہا "یہ لٹیرا ویسے بھی مجھے مار ڈالے گا کیونکہ میں اسے ایک ڈالر بھی نہیں دوں گا۔ البتہ ایک گولی دوں گا۔ خواہ ایسا کرنے میں میری جان کیوں نہ چلی جائے۔"

پائلٹ نے بہروپئے سے کہا "عقل سے کام لو۔ دونوں طرف سے گولیاں چلیں گی تو ہمارے اور ہیلی کاپٹر کے ساتھ تم بھی لاکھوں اور کروڑوں ڈالر کی حسرت لیے مر جاؤ گے۔ عقل سے سوچو' تم کچھ نہیں پاؤ گے اس کے برعکس زندگی ہار جاؤ گے۔"

بہروپیا ڈھیلا پڑ گیا تھا۔ وہ مرنا نہیں چاہتا تھا۔ وہ شکست خوردہ ہو کر بولا "ٹھیک ہے۔ ہم دونوں فائر نہیں کریں گے۔ دونوں کے مرنے سے کسی کو کچھ حاصل نہیں ہو گا' سمجھوتا کرو۔"

"کیسا سمجھوتا؟"

"تم مجھے وہ کیش پچیس لاکھ ڈالر دے دو۔ میں گولی نہیں چلاؤں گا۔ پائلٹ یہاں کہیں ہیلی کاپٹر اتارے گا۔ میں چلا جاؤں گا۔"

"تمہارے باپ نے کبھی پچیس لاکھ ڈالر دیکھے تھے؟ گدھے کے بچے! تجھے صرف ایک گولی ملے گی۔ زندہ رہنا چاہتا ہے تو اپنا ریوالور پائلٹ کو دے دے۔"

"میں نہتا ہو جاؤں گا۔ تم دونوں مجھے پولیس کے حوالے کر دو گے۔"

"پولیس کسٹڈی میں زندہ تو رہے گا۔ یہاں تو موت ہے۔"

بہروپئے نے اچانک ریوالور کا رخ پائلٹ کی طرف کیا اور کہا "یہاں موت ہے تو موت سہی۔ میں پائلٹ کو ماروں گا۔ چلو تم مجھے گولی مارو۔"

اس کی بات ختم ہوتے ہی ٹیری ٹیلر نے صرف تین سیکنڈ کے لیے اس کے دماغ پر قبضہ جما کر ریوالور کو اس کے ہاتھ سے گرا دیا پھر اس کے دماغ سے نکل آیا۔ اس نے چونک کر خالی ہاتھ کو دیکھا۔ اتنی سی دیر میں پائلٹ نے اپنے پیر کے پاس پڑے ہوئے ریوالور کو اٹھا لیا تھا اور ٹیری ٹیلر نے بہروپئے کی کنپٹی سے اپنا ریوالور لگا دیا تھا۔

پائلٹ نے ہنستے ہوئے کہا "سر! ہماری قسمت اچھی ہے۔ یہ لٹیرا اناڑی ہے۔ بدحواسی میں اس کے ہاتھ سے ریوالور چھوٹ گیا۔"

ٹیری ٹیلر نے کہا "اس کا ریوالور چیک کرو۔ کتنی گولیاں ہیں؟"

پائلٹ نے ریوالور سے چیمبر کو الگ کیا پھر حیرانی سے کہا "سر! یہ تو خالی ہے۔ یہ ہمیں خالی ریوالور سے دھمکیاں دے رہا تھا۔"

بہروپیا حیرانی سے خالی چیمبر کو دیکھ رہا تھا اور سوچ رہا تھا پھر اس نے قہقہہ لگا کر کہا "میں کوئی لٹیرا نہیں ہوں۔ نہ میرے پاس بھرا ہوا ریوالور تھا' نہ خالی ریوالور تھا۔ میں تو اس ہیلی کاپٹر میں پائلٹ کا اسسٹنٹ ہوں۔"

ٹیری ٹیلر نے پائلٹ سے کہا "اسے قانونی گرفت میں لانا اور سزا دلانا ضروری ہے۔ میں تمہیں گولیاں دے رہا ہوں۔ تم خالی چیمبر کو لوڈ کرو۔ یہ تمہارا اسسٹنٹ ہے یا عادی مجرم' اس کا ریکارڈ پولیس والوں کے پاس ہو گا۔"

اس نے پائلٹ کو گولیاں دیں۔ وہ چیمبر لوڈ کرنے لگا۔ بہروپیا اسے ایسا کرنے سے روک نہیں سکتا تھا کیونکہ ٹیری ٹیلر کے ریوالور کے نشانے پر تھا اور وہ اپنے بارے میں خوب جانتا تھا کہ وہ پہلے بھی عدالت سے دوبار سزائیں پا چکا ہے۔ اب اسے تیسری بار پھر جیل جانا ہو گا۔

ٹیری ٹیلر جیسے ٹیلی پیتھی جاننے والے کے لیے یہ معمولی مجرم کوئی حیثیت نہیں رکھتا تھا لیکن اس کا طریقۂ کار قابلِ تعریف تھا۔ اس نے بڑی ذہانت سے اپنے ٹیلی پیتھی کے علم کو کسی پر ظاہر نہیں ہونے دیا تھا۔

کوئی بھی خیال خوانی کرنے والا ہو' اس کی سلامتی اور بقا اسی میں ہے کہ وہ ٹیلی پیتھی کے علم کو ظاہر نہ ہونے دے۔ زمی ریز اور ٹیری ٹیلر اسی لیے اب تک تمام دشمنوں سے محفوظ تھے۔

○☆○

دیوی پے در پے شکست سے نڈھال ہو کر گوشۂ تنہائی میں چلی آئی تھی۔ اپنے دشمنوں اور ٹیلی پیتھی جاننے والے تابعدار ماتحتوں سے بھی لاتعلق ہو گئی تھی۔ وہ چاہتی تھی کہ دنیا والوں سے دور کہیں خاموشی اور تنہائی میں کچھ عرصہ گزارے۔ اپنی کوتاہیوں اور غلطیوں پر غور کرے اور جہاں جہاں اسے شکست ہوئی ہے ان کے اسباب کو سمجھے پھر آئندہ شکست کھانے والے ایسے اسباب سے دامن بچا کر رکھے۔

وہ ہمالیہ کی وادی میں ایک پہاڑ کے غار میں رہتی تھی۔ اس نے وہ جگہ چھوڑ دی۔ ہندوستان بھی چھوڑ دیا اور سوئزرلینڈ کے شہر زیورچ سے پچاس میل دور ایک پہاڑ کے غار میں آئی۔ اس غار کے نیچے ایک تہ خانہ تھا۔ اس نے وہاں قیام کیا۔ اسے دنیا کے کئی ممالک کے پہاڑوں' غاروں' کھنڈروں اور تہ خانوں کا علم تھا۔ وہ جہاں جاتی تھی' وہاں پوجا پاٹ کا ضروری سامان ضرور لے جاتی تھی۔ بھگوان شیو شنکر کی ایک مورتی ایسی تھی جس کے حصے الگ ہو جایا کرتے تھے۔ وہ دوسری جگہ پہنچ کر ان مختلف حصوں کو جوڑ کر شیو شنکر کی مورتی کو مکمل کر لیتی تھی۔

ہمالیہ اور سوئزرلینڈ جیسے برفانی علاقوں کا انتخاب اس لیے کرتی تھی کہ وہاں کھانے پینے کا ذخیرہ خراب نہیں ہوتا تھا۔ تہ خانے کے بے شمار سربمہر ڈبے' خشک میوے اور پھلوں کا ذخیرہ تقریباً چھ ماہ تک کام آتا تھا۔

وہاں سال کے بارہ مہینے سردی پڑتی تھی۔ برف اس قدر گرتی تھی کہ وہاں کی زمینیں' پہاڑ' مکانوں کی چھتیں' دیواریں' کھڑکیاں اور دروازے سب ہی برف کی تہ میں چھپ جاتے تھے۔ دیوی ایسے ویران حصے میں تھی جہاں سے برف پر اسکیٹنگ کرنے والے کھلاڑی بھی نہیں گزرتے تھے۔ وہاں کوئی مفرور مجرم بھی چھپنے کے لیے نہیں آسکتا تھا کیونکہ دو چار دن تک وہاں کی شدید سردی برداشت کرتا پھر کھانے پینے کی چیزیں حاصل کرنا دشوار ہوتا بلکہ ناممکن ہوتا تھا۔

دیوی ہمالیہ کے برفانی علاقے میں پیدا ہوئی تھی۔ بچپن سے جوانی تک ایسے علاقوں میں رہنے کی عادی ہو گئی تھی اس لیے نہایت آرام اور سکون سے رات کو سوتی تھی۔ دن کو پوجا پاٹ کے بعد ایک جگہ بیٹھ کر دھیان گیان میں گم ہو جاتی تھی۔ ساری دنیا کو بھول کر سانسیں روک روک کر آتما شکتی میں اضافہ کرتی تھی۔ اپنے ایک ایک مخالف کو تصور میں دیکھ کر اس کی ایک ایک حرکت کا جائزہ لیتی تھی اور اس کے ایک ایک طریقۂ کار پر غور کرتی تھی۔ اپنے ہر مخالف کی کمزوریاں یاد کر کے بڑی ذہانت سے سوچتی تھی کہ ان کمزوریوں سے کیسے کیسے فائدے اٹھا سکتی ہے۔

تنہائی میں سکون سے سوچنے سمجھنے سے بڑی گہری باتیں اور بڑی گہری چالیں سمجھ میں آتی ہیں۔ وہ بہت کچھ سمجھ رہی تھی۔ نئی ذہانت سے نئی نئی حکمتِ عملی سے کام لینا سیکھ رہی تھی۔

ایک صبح وہ بھگوان شیو شنکر کے سامنے ہاتھ جوڑے پرارتھنا کر رہی تھی۔ کہہ رہی تھی "اے مہادیو! تیری کرپا سے مجھے غیر معمولی صلاحیتیں اور آتما شکتی حاصل ہوتی رہی ہیں لیکن میں کچھ اور چاہتی ہوں۔ ایسی شکتی چاہتی ہوں کہ کہیں بھی میری ہار ہو تو وہ جیت میں بدل جایا کرے۔ اے بھولے ناتھ! تو دیاوان ہے۔ جو چاہے مجھے دے سکتا ہے۔ مجھے ایسی طاقت دے کہ میرے سامنے فرہاد اور اس کے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے ٹوٹ پھوٹ کر رہ جائیں اور بڑے بڑے ممالک کے سربراہ میرے قدموں میں جھک جائیں۔ میری آتما کو ایسی شکتی دے کہ بابا صاحب کے ادارے کے روحانی ٹیلی پیتھی جاننے والے میرے سامنے ناکام ہو جایا کریں۔ مجھے شکتی دے۔ ہر ہر مہادیو جب تک تو مجھے شکتی نہیں دے گا میں اس تہ خانے سے نکل کر باہر کی دنیا میں نہیں جاؤں گی۔ یہیں تیرے چرنوں میں سر پٹخ پٹخ کر مر جاؤں گی۔"

وہ شیو شنکر کے قدموں میں سر پٹخنے لگی۔ ایسے ہی وقت جیسے ہلکا سا زلزلہ آیا۔ تہ خانے کی چھت سے برف کے ٹکڑے گرنے لگے۔

وہ صبح نیند سے بیدار ہو کر تہ خانے سے باہر گئی تھی۔ یہ روز کا معمول تھا۔ وہ باہر کی تازہ ہوا کھانے جاتی تھی۔ اس کے لیے سیڑھیاں چڑھ کر تہ خانے کی چھت والا دروازہ کھولنا پڑتا تھا۔ واپسی تک اس دروازے پر برف جم جاتی تھی۔ اس صبح اس نے تہ خانے کی سیڑھی پر آکر دروازے کو نیچے سے بند نہیں کیا تھا کیونکہ وہ پوجا کے بعد پھر باہر جانے والی تھی۔

اس نے شیو شنکر کے قدموں سے سر اٹھا کر دیکھا۔ سیڑھی کے ایک ایک پائیدان سے برف کے بڑے بڑے ٹکڑے لڑھکتے ہوئے تہ خانے کے فرش پر آرہے تھے پھر اسے ہلکی ہلکی غراہٹ سنائی دی جیسے کوئی زخمی درندہ تکلیف سے کراہ بھی رہا ہو اور غرا بھی رہا ہو۔

تہ خانے کا وہ چھت والا دروازہ کھل گیا تھا۔ وہاں سے ایک قد آور شخص داخل ہو کر ایک ایک پائیدان پر قدم رکھتا ہوا آرہا تھا۔ دیوی سہم کر شیو شنکر کے قدموں سے لپٹ گئی۔

وہ آنے والا ایسا بھاری بھرکم تھا کہ زینے کے پائیدان پر قدم رکھنے سے برف کی سلیں ٹوٹ کر نیچے آرہی تھیں۔ دیوی سہمی ہوئی تھی مگر اسے توجہ سے دیکھ رہی تھی۔ آنے والا ڈگمگا رہا تھا۔ کراہ رہا تھا جیسے بہت بری طرح زخمی ہو جبکہ زخم کے نشانات نظر نہیں آرہے تھے۔

اس نے تہ خانے کے فرش پر آکر دیوی کو دیکھا پھر نڈھال سا


زندگی بنانے اور سنوارنے کے سلسلے کی ایک کڑی
تمباکو نوشی اور دیگر بری عادات سے چھٹکارا حاصل کیجیے
قیمت ۲۵ روپے
ڈاک خرچ ۱۴ روپے
سگریٹ پینا چھوڑیے
جینا شروع کیجیے
ذاتی کوششوں کے ذریعے پورے اعتماد کے ساتھ تمباکو نوشی سے نجات حاصل کریں۔ صرف چند دنوں میں۔
مکتبہ نفسیات پوسٹ بکس نمبر ۹۲۲ کراچی

ہو کر ایک پتھر پر بیٹھ گیا۔ پیچھے ایک چٹان سے ٹیک لگا کر رحم کی بھیک مانگنے کے انداز میں بولا "ہیلپ۔ پلیز ہیلپ می۔ میری مدد کرو۔ تم میرے کام آؤگی تو میں تمہارے بہت کام آؤں گا۔ میں ایک ایسی طاقت ہوں کہ تمہارے لیے پوری دنیا کو فتح کر سکتا ہوں۔"

دیوی نے بھگوان شیو شنکر کو دیکھا۔ ابھی وہ گڑگڑا رہی تھی کہ اسے ایسی طاقت ملے جس کے سامنے بڑے بڑے ممالک کے سربراہ سر جھکا دیا کریں۔ دیوی نے سمجھ لیا کہ آنے والا کسی وجہ سے مجبور اور بے بس ہے۔ وہ اسے کسی طرح کا نقصان نہیں پہنچائے گا۔

وہ ایک ایک قدم اس کے قریب جاتے ہوئے بولی "تم کون ہو؟ مجھ سے کس طرح کی مدد چاہتے ہو؟"

"میں... میں ختم ہو رہا ہوں۔ شاید ایک گھنٹے تک زندہ رہوں گا لیکن تم مہربانی کروگی تو مرنے کے بعد بھی مجھے نئی زندگی مل جائے گی۔"

"کیسی باتیں کر رہے ہو؟ مرنے کے بعد کبھی کسی کو نئی زندگی نہیں ملتی۔ کچھ معلوم تو ہو کہ تمہیں ایسی کیا تکلیف ہے کہ اس کے باعث تم ایک گھنٹے بعد مر جاؤ گے؟"

وہ بولا "میرے اندر اب اتنا ہی پاور رہ گیا ہے۔ میری بیٹری ڈاؤن ہو رہی ہے۔"

وہ شدید حیرانی سے بولی "بیٹری ڈاؤن ہو رہی ہے؟ اس کا مطلب کیا ہوا؟ تم عجیب انسان ہو۔ عجیب سی باتیں کر رہے ہو۔"

"میں انسان نہیں ہوں۔ ایک آہنی روبوٹ ہوں۔"

دیوی نے اسے بے یقینی سے دیکھا' وہ بولا "میری بات کا یقین کرو۔ میں سر سے پاؤں تک فولاد کا بنا ہوا ہوں۔ میرے سر میں مصنوعی دماغ ہے۔ میرے سینے میں دل کی طرح ایک چھوٹی سی مشین ہے۔ یہ مصنوعی دماغ اور میرے اندر کی مختلف مشینیں ۲۲۰ وولٹ کی بیٹری سے چلتی ہیں اور میں زندہ اور متحرک رہتا ہوں۔ یہ بیٹری چار ماہ تک پوری قوت سے مجھے ایک ناقابلِ شکست روبوٹ بنائے رکھتی ہے۔"

"لیکن تم تو میری طرح گوشت پوست کے انسان دکھائی دے رہے ہو۔"

"میرے سر سے پاؤں تک مصنوعی گوشت پوست کا خول چڑھایا گیا ہے۔"

"ایسا کس نے کیا ہے؟"

"میں زیادہ بول نہیں سکتا۔ میری پشت پر ایک کٹ بندھی ہوئی ہے۔ اس کٹ میں سے کمپیوٹر نکال کر اس کے تار کا دوسرا نکیلا سرا میرے سر کے اوپر ابھرے ہوئے حصے میں پیوست کر دو۔ کٹ کے اندر نمبر دار ڈسک ہیں۔ انہیں کمپیوٹر میں ایک ایک کر کے پُش کرو۔ تمہیں میرے متعلق پوری معلومات حاصل ہو جائیں گی لیکن یہ یاد رکھو کہ میری بیٹری ڈاؤن ہو رہی ہے۔ اس کے بغیر کمپیوٹر زیادہ دیر تک آن نہیں رہ سکے گا۔"

دیوی نے فوراً ہی اس کی پشت کے پاس آکر کمپیوٹر اور ڈسک کا ایک پیکٹ نکالا۔ چھوٹے سے کمپیوٹر کو ایک ہاتھ میں پکڑ کر اس کے تار کا دوسرا نکیلا سرا اس کے سر کے اوپری ابھرے ہوئے حصے میں پیوست کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی ڈسک آن ہو گئی۔

روبوٹ نے کہا "یہ تمام ڈسکس خلائی زبان میں ہیں۔ انہیں اپنی زبان میں سمجھنا چاہتی ہو تو میرے سر سے بالوں کی وگ اتارو۔ میرے گنجے سر کے اطراف ایک تار لپٹا ہوا ہے۔ اس تار کا نکیلا سرا سوئی کی طرح اپنی پیشانی میں پیوست کرو۔"

دیوی نے اس کی ہدایت پر عمل کیا۔ بالوں کی وگ سر سے الگ کر دی' گنجے سر کے اطراف لپٹے ہوئے تار کو کھول کر اس کے نکیلے سرے کو اپنی پیشانی میں پیوست کیا۔ تکلیف تو ہوئی لیکن تکلیف کے بعد راحت ملتی ہے۔ اس نے ڈسک نمبر ایک کو کمپیوٹر میں پُش کیا پھر اسے آپریٹ کرنے لگی۔ ایک ہی سیکنڈ میں اسکرین پر ہندی زبان میں تحریر ابھرنے لگی۔

بیٹری زیادہ دیر کام نہیں آسکتی تھی اس لیے وہ جلدی جلدی پڑھنے لگی۔ اس کے پاس ایک چھوٹا کیسٹ ریکارڈر تھا۔ کمپیوٹر سے جو اہم معلومات حاصل ہو رہی تھیں' وہ انہیں اپنی آواز میں کیسٹ ریکارڈر کے ذریعے ٹیپ کر رہی تھی۔ اس نے ایک کے بعد دوسری اور پھر تیسری ڈسک پڑھی اور اہم باتیں ریکارڈ کیں۔ چوتھی ڈسک کے دوران کمپیوٹر نے کام کرنا چھوڑ دیا۔ بیٹری اتنی کمزور ہو گئی تھی کہ کمپیوٹر کو پاور سپلائی نہیں کر سکتی تھی۔

پتھر پر بیٹھا ہوا روبوٹ ایک طرف ڈھلک کر فرش پر آگیا۔ وہ تقریباً مردہ ہو چکا تھا۔ کبھی کبھی اس کی انگلیوں میں جنبش ہوتی تھی۔ اس کی کھلی ہوئی نیم جان آنکھیں دیوی کو تک رہی تھیں۔

وہ خوش ہو کر کمپیوٹر اور ریکارڈر لے کر بھگوان شیو شنکر کے پاس آئی پھر اس کے قدموں میں سر رکھ کر بولی "تو نے اپنی پجارن کی پوجا اور بھگتی کی لاج رکھ لی۔ میری تابعداری کے لیے ایک ناقابلِ شکست روبوٹ کو زمین کی تہ میں لے آیا ہے۔ اب میں نئی بیٹری کے ذریعے اسے زندگی دوں گی۔ اب سے پہلے کوئی کمبخت بدی بدی اسے اپنے کنٹرول میں رکھتی تھی۔ مجھے یہ راز معلوم ہو چکا ہے کہ میں کس طرح اس روبوٹ کے مصنوعی دماغ سے بدی بدی کا نام و نشان مٹا سکتی ہوں اور اس روبوٹ پر حاوی رہ کر اسے اپنا تابعدار بنا کر دنیا کی بڑی بڑی طاقتوں سے ٹکرا سکتی ہوں۔ اے بھگوان! تو بڑا شکتی مان اور دیا وان ہے۔ تیری لیلا اپرم پار ہے۔ (تیرے قدرتی کھیل ناقابلِ فہم ہیں)

○☆○

**وہ** جس ملک میں بھی زیرِ زمین جا کر رہائش اختیار کرتی تھی' ں ملک کے اہم افراد کو پہلے تابعدار بنا لیتی تھی تاکہ کوئی برا وقت ئے تو وہاں سے بچ نکلنے کے لئے ان تابعداروں کے ذریعے اپنے فظ کا سامان کر سکے۔

ابھی وہ جس غار میں تھی' وہاں سے زیورچ شہر پچاس میل کے صلے پر تھا۔ اس نے غار میں آنے سے پہلے زیورچ میں قیام کیا ا۔ سب سے پہلے ایک فلائنگ کمپنی کے مالک پر تنویمی عمل کر کے سے اپنا معمول بنایا تھا۔ اس طرح وہ جب چاہتی' اس فلائنگ کمپنی کے مالک کو ایک ہیلی کاپٹر کے ساتھ اس غار سے تقریباً ایک یل کے فاصلے پر بلا سکتی تھی۔ کھانے پینے یا دوسری ضرورت کا امان بھی اس کے ذریعے منگوا سکتی تھی۔

سوئٹزرلینڈ میں اسکیٹنگ (برف پر پھسلنے) کا کھیل تقریباً سارا ال جاری رہتا ہے۔ غیر ممالک سے آنے والے اس کھیل کے کھلاڑیوں اور شائقین کی تعداد لاکھوں میں ہوتی ہے۔ بڑے بڑے ر نامنٹ ہوتے ہیں جن میں دنیا کے نامور کھلاڑی حصہ لیتے ہیں۔ سرکاری طور پر اسکیٹنگ کلب سے کھلاڑیوں کو اجازت حاصل کرنی پڑتی ہے۔ دیوی نے اس سرکاری کلب کے سب سے بڑے عہدیدار کو بھی تنویمی عمل کی گرفت میں لے رکھا تھا۔ اس کے ذہن ں یہ بات نقش کر دی تھی کہ وہ اسکیٹنگ کے کھلاڑیوں کو غار والی پہاڑی کی طرف سے گزرنے کا اجازت نامہ جاری نہ کرے۔

دیوی کا تیسرا تابعدار انٹیلی جنس ڈپارٹمنٹ کا چیف تھا اور وتھا زیورچ کا ڈپٹی کمشنر آف پولیس تھا۔ دیوی نے ڈی سی آف پولیس کے دماغ میں رہ کر پوچھا "یہاں سب سے قابل اور تجربہ کار مکینک کون ہے؟"

ڈی سی کی سوچ نے کہا "سائمن کریجن نامی ایک ایسا مکینک ہے جو نہایت پیچیدہ اور ناکارہ مشینوں کی مرمت کر کے انہیں کار آمد بنا دیتا ہے۔"

دیوی نے اس کے ذریعے مکینک سائمن کی آواز سنی پھر اس کے اندر پہنچ گئی۔ اس وقت وہ ایک ناکارہ ہیلی کاپٹر کی مرمت کر رہا تھا۔ دیوی نے اس کے اندر طبیعت کی خرابی اور جسمانی کمزوری کے احساسات پیدا کئے۔ اس کی سوچ میں بولی "مجھے آج کام نہیں کرنا چاہئے۔ اپنے اپارٹمنٹ میں جا کر آرام کرنا چاہئے۔"

اس نے اپنے ماتحتوں سے کہا "میری طبیعت کچھ ٹھیک نہیں ہے۔ میں جا رہا ہوں۔ میری عدم موجودگی میں جتنا کام ہو سکے' کرو ورنہ تم لوگ بھی چھٹی کرو۔"

وہ اپنے اپارٹمنٹ میں چلا آیا۔ دن کے گیارہ بجے تھے۔ وہ کوئی سونے کا وقت نہیں تھا لیکن دیوی نے اسے خیال خوانی کی لوری سنا کر گہری نیند سلا دیا پھر اس کے ذہن میں یہ بات نقش کی کہ س کے اندر اپنی سوچ کی لہریں آئندہ جو کہیں گی' وہ ان پر کسی پس و پیش کے بغیر عمل کرتا رہے گا۔ آج شام وہ ایک ہیلی کاپٹر میں بیٹھ کر انجانی جگہ جائے گا اور ایک روبوٹ کی پوری طرح اسٹڈی کرے گا۔ خلائی زون کے روبوٹ کا جسمانی مشینی نظام اور ۲۲۰ وولٹ کی بیٹری کیسی ہوتی ہے؟ انہیں اچھی طرح سمجھ کر ایسی بیٹری خرید کر لائے گا۔ اگر اس دنیا میں ایسی بیٹری نہیں ملتی ہے تو وہ پرانی بیٹری کو چارج کرے گا اور اسی ساخت کی نئی بیٹریاں بنائے گا اور اس روبوٹ کو دوبارہ کار آمد بنانے کے سلسلے میں جتنے آلات کی ضرورت ہے وہ سب لے کر آئے گا۔

روبوٹ کے سلسلے میں اس مکینک سائمن کو جس حد تک پابند بنا کر رکھنا چاہئے تھا' دیوی نے اسے پابند کر لیا تھا۔ جب وہ سہ پہر تین بجے تنویمی نیند سے بیدار ہوا تو غسل کر کے اچھی طرح کھا پی کر تمام ضروری سامان ایک بڑی اٹیچی میں لے کر فلائنگ کمپنی کے مالک کے پاس پہنچ گیا۔

فلائنگ کمپنی کا مالک رابرٹ جیسن دیوی کا تابعدار تھا۔ وہ سائمن کو اپنے ذاتی ہیلی کاپٹر میں بٹھا کر غار کے قریب ایک میل کے فاصلے پر چھوڑ کر واپس چلا گیا۔ دیوی نے سائمن کے اندر رہ کر اس کی رہنمائی کی۔ وہ اس کے مطابق چلتا ہوا غار کے اندر آیا پھر خفیہ دروازے سے تہ خانے میں پہنچ گیا۔

دیوی نے کمپیوٹر کے ذریعے جو معلومات حاصل کی تھیں' وہ سائمن کو بتائیں۔ سائمن نے پہلے روبوٹ کا وہ عجیب و غریب لباس اتارا جس میں کئی ایٹمی ہتھیار چھپے ہوئے تھے۔ لباس اتارنے کے بعد اس کا مصنوعی گوشت پوست کا جسم دکھائی دے رہا تھا لیکن اس کی پشت پر گردن سے لے کر کمر تک ایک بڑا سا خانہ تھا جس پر کھڑکی کی طرح دو پٹ لگے ہوئے تھے۔ اس پٹ کے اسکریو پیچ کس سے کھولے گئے۔ اس طرح گردن سے لے کر اوپر سر تک اور نیچے کمر سے لے کر پیروں تک جتنے اسکرو تھے ان سب کو کھولنے کے بعد وہ اندر سے گوشت پوست کی مخلوق نہیں رہا۔ انسان کے اندرونی جسمانی نظام کی طرح اس کے اندر مختلف مشینی نظام تھا۔

دیوی نے سائمن سے کہا "اس کے اندرونی مشینی نظام کو نہ چھیڑا جائے۔ صرف بیٹری نکال کر اسے کار آمد بنایا جائے اور نئی بیٹریاں شہر سے لائی جائیں۔"

سائمن نے بیٹری کو نکال کر دیکھا۔ وہ ایک جدید طرز کی بہت طاقتور بیٹری تھی اسی لئے ۲۲۰ وولٹ کے پاور سپلائی کے باعث چار ماہ تک اس روبوٹ کو زندہ' طاقتور اور ناقابلِ شکست بنا کر رکھتی تھی۔

سائمن نے کہا "میں نے زندگی میں پہلی بار ایسی بیٹری دیکھی ہے۔ ایسی بیٹری ہماری ارضی دنیا میں نہیں ملے گی لیکن یہ میرے سامنے نمونے کے طور پر رہے گی تو میں ایسی کئی بیٹریاں تیار کر لوں گا۔"

"ایک نئی بیٹری تیار کرنے میں کتنے دن لگیں گے؟"

"میری کوشش ہوگی کہ ایک ہفتے میں تیار ہو جائے۔"

"کیا اتنے دنوں تک یہ روبوٹ مردہ پڑا رہے گا؟"

"میں پرانی بیٹری کو بارہ گھنٹے میں چارج کرکے اس روبوٹ کو زندہ کرسکتا ہوں لیکن اس بیٹری کو نمونے کے طور پر میں اپنے پاس رکھوں گا۔ تین چار دن بعد ہی آپ کا یہ روبوٹ نئی زندگی حاصل کرسکے گا۔"

"اچھی بات ہے' یہ بیٹری شہر لے جاؤ۔ جب تک یہ روبوٹ پرانی بیٹری کے ذریعے زندہ نہیں ہوگا اور جب تک تم دوسری بیٹیاں تیار کرکے نہیں دوگے اس وقت تک کوئی دوسرا کام نہیں کروگے۔ اچھی کارکردگی کا مظاہرہ کروگے تو تمہیں انعام کے طور پر لاکھوں ڈالر دوں گی۔"

اس نے خیال خوانی کے ذریعے دوبارہ رابرٹ جیسن کو ہیلی کاپٹر کے ساتھ بلایا۔ سائبن اپنی ایجنسی اور خلائی زون کی وہ بیٹری وہاں سے لے گیا۔

دیوی نے بھگوان شیو شنکر کے پاس آکر اس کے قدموں میں سر رکھ دیا۔ اب اس کے اندر یہ بے چینی تھی کہ تین چار دن میں پرانی بیٹری دوبارہ کارآمد ہوجائے اور اسے بھگوان کی کرپا سے ایک ناقابلِ شکست روبوٹ غلام مل جائے۔

○☆○

بدی بدی پریشان ہوگئی تھی۔ وہ ہر رات سپرماسٹر کو مدہوش کرکے گہری نیند سلانے کے بعد کمپیوٹر کے ذریعے پاور پلانر سیون سے رابطہ کرتی تھی۔ پچھلی رات ایک بجے اس نے رابطہ کیا تو اس کی تحریر پی پی سیون کے کمپیوٹر نے قبول نہیں کی۔ اس کی بیٹری اس قابل نہیں تھی کہ ہزاروں میل دور کمپیوٹر لیس ٹیکس کے الفاظ کو ریسیو کرلیتی۔ البتہ اس بیٹری میں اتنا پاور تھا کہ پی پی سیون نے دیوی کے پاس پہنچ کر گفتگو کی تھی اور اس کے کمپیوٹر نے بڑی حد تک دیوی کو معلومات فراہم کی تھیں اور ایسا محض اس لئے ہوا تھا کہ دیوی اس کے بالکل قریب تھی۔

بدی بدی یہ نہیں جان سکتی تھی کہ اس کا تابعدار پی پی سیون دیوی کے پاس پہنچا ہوا ہے۔ جب دو دن پہلے رابطہ ہوا تھا تو بدی بدی نے پی پی سیون کو اچھی طرح سمجھایا تھا کہ وہ جن ملکوں سے گزرتا ہوا امریکا کی طرف آرہا ہے ان ممالک کے نام اور شہر یاد رکھے۔ اس جگہ کے متعلق بتاتا رہے جہاں سے وہ گزرتا ہے۔

پی پی سیون نے اسے بتایا تھا کہ وہ ترکی کے شہر استنبول میں ہے پھر چوبیس گھنٹے بعد بدی بدی نے دوسری رات رابطہ کرنا چاہا تو اس کا وہ تابعدار روبوٹ غائب ہوچکا تھا۔

وہ پہلے ہی بدی بدی سے کہہ چکا تھا کہ بیٹری چوبیس یا اڑتالیس گھنٹوں کے اندر ختم ہوجائے گی۔ خلائی زون میں بدی بدی کو اپنے سائنس دان باپ سے رابطہ کرکے نئی بیٹری منگوانا چاہئے اور بدی بدی نے کہا تھا کہ اس کے پاس دو عدد فاضل بیٹریاں ہیں۔ اسے کسی فلائٹ سے واشنگٹن پہنچنا چاہئے تاکہ اسے نئی بیٹری سے نئی زندگی مل سکے۔

لیکن ارضی دنیا کے باشندے ہوں یا خلائی مخلوق ہو' تقدیر سبھی کو تماشا بناتی ہے۔ پی پی سیون ایک فلائٹ سے سفر کررہا تھا اس دوران اس کے مصنوعی دماغ نے پاور سپلائی کی کمزوری بتائی۔ وہ زیوریچ سے آگے نہیں گیا۔ وہیں سفر ملتوی کرکے ویران حصے کی طرف جانے لگا تاکہ کوئی ارضی باشندہ اس کی کمزوری کو نہ سمجھ سکے۔

اسے امید تھی کہ بدی بدی استنبول سے زیوریچ تک اس کا سراغ لگا کر نئی بیٹری لے آئے گی لیکن حالات بدل گئے تھے۔ بابا صاحب کے ادارے سے باہر آنے والی زہریلی تمارا نے اس کی تشویش میں اضافہ کیا تھا پھر ایمون ایابا' بابا صاحب کے ادارے میں پہنچ کر پاور پلانر کے متعلق بتاچکا تھا کہ وہ روبوٹ ہے اور اس ادارے کی جانب سے پوری دنیا کو یہ بات بتائی جارہی تھی۔

پھر یہ کہ پی پی سیون استنبول سے کسی فلائٹ کے ذریعے آرہا ہے' یہ بات بدی بدی کو اس لئے نہ بتاسکا کہ اس سے صرف آدھی رات کے بعد رابطہ ہوتا تھا۔

بہرحال اسی کو گردشِ حالات کہتے ہیں۔ وہ رات ایک بجے سے تین بجے تک اپنے تابعدار روبوٹ کا سراغ لگانے کی کوشش کرتی رہی اور ناکام ہوتی رہی پھر اس نے سپرماسٹر کو جگایا۔ وہ نشے میں گہری نیند سورہا تھا۔ باربار جگانے پر آنکھیں کھول کر دیکھتا تھا پھر سوجاتا تھا۔

بدی بدی کے پاس ایک ایسا بیگ تھا جسے صرف وہی کھول سکتی تھی۔ اس میں خلائی زون کے ایسے جدید آلات تھے' جنہیں وہ سپرماسٹر سے بھی چھپا کر رکھتی تھی۔ اس نے بیگ سے ایک ڈبیا نکالی۔ اس ڈبیا سے ایک ننھی سی پن نکالی پھر سپرماسٹر کے سرہانے بیٹھ کر اس کے دماغ میں پہنچ کر بولی "تم میرے معمول ہو۔ میرے حکم کی تعمیل کرتے ہو۔"

اس کی خوابیدہ سوچ نے کہا "میں تمہارا معمول ہوں اور تمہارے حکم کی تعمیل کرتا ہوں۔"

"لیکن میری ٹیلی پیتھی کی رینج بہت کم ہے۔ میں عارضی طور پر تم سے دور جارہی ہوں اور دور سے تمہیں اپنے کنٹرول میں نہیں رکھ سکوں گی۔ تم نجات پاتے ہی یہ رہائش گاہ چھوڑ کر بھاگ جاؤ گے۔"

اس کا خوابیدہ دماغ خاموش رہا۔ اس نے کہا "میں ایک پن تمہارے سر کے پچھلے حصے میں پیوست کررہی ہوں۔ اس عمل سے تکلیف ہوتی ہے لیکن میں حکم دیتی ہوں' تم تکلیف محسوس نہیں کروگے۔"

"میں تمہارے حکم کے مطابق تکلیف محسوس نہیں کروں گا۔"

اس نے سپرماسٹر کے سر کے پچھلے حصے میں اس ننھی سی پن کو



پیوست کردیا۔ وہ پن دراصل ایک انڈی کیٹر تھی۔ سپرماسٹر جہاں بھی جاتا وہ پن کم از کم پچاس میل کے فاصلے تک یہ اشارہ دے سکتی تھی کہ وہ کتنی دور ہے اور کس سمت میں ہے۔

بدی بدی نے اپنا مخصوص بیگ ایک شانے سے لٹکایا پھر اس بنگلے سے باہر احاطے میں آئی۔ وہاں سپرماسٹر کی کار کھڑی ہوئی تھی۔ وہ اسے ڈرائیو کرتے ہوئے اسٹیل برو کس کے بنگلے کے احاطے میں آئی۔ پھر اس نے کار سے اتر کر خیال خوانی کی پرواز کی۔ روشنا اس کے قریب بنگلے کے اندر تھی۔ بدی بدی کے کوڈ ورڈز سن کر اس نے فوراً دروازہ کھولا پھر اس کے گلے لگ کر بولی "تم اتنی رات کو آئی ہو؟ خیریت تو ہے؟"

"خیریت نہیں ہے۔ ہمارا پی پی سیون کہیں گم ہوگیا ہے یوں کہنا چاہئے کہ اب تک مرچکا ہے کیونکہ اس کی بیٹری ڈاؤن ہورہی تھی۔"

روشنا نے کہا "یہ تو بہت برا ہوا۔ اگر روبوٹ ایک لاش کی طرح کہیں پڑا ہوگا تو لوگ اسے پولیس کے پاس پہنچائیں گے۔ اس کا پوسٹ مارٹم کیا جائے گا تو اس کے آہنی روبوٹ ہونے کا بھید کھل جائے گا۔"

"ہماری مجبوری یہ ہے کہ ہم اس کا سراغ نہیں لگا سکیں گے۔ پتا نہیں وہ ترکی سے امریکا کے درمیان کہاں مردہ پڑا ہوگا۔"

"تم میرے پاس کچھ تو سوچ کر آئی ہو؟"

"ہاں۔ ہمیں جلد سے جلد خلائی زون تک سگنل بھیجنا ہوگا۔ میرے باپ کو اور اس کے دو ساتھی سائنس دانوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ اگر پی پی سیون ارضی سائنس دانوں کے ہاتھ لگ گیا تو وہ اس روبوٹ کے مکمل سسٹم کو سمجھ لیں گے پھر ایسے ہی روبوٹ ہمارے مقابلے میں تیار کریں گے۔"

"لیکن ہم سگنل کیسے دیں گے؟"

"ہمیں جنوبی کیلی فورنیا جانا ہوگا۔ وہاں ۱۱۲ فٹ قطر والا انٹینا لگا ہے۔ یہ انٹینا گولڈ اسٹون اسٹیشن میں ہے۔ وہاں سگنل ریسیو کرنے کے علاوہ سگنل نشر کرنے کے آلات بھی ہیں۔"

"ان کی تجربہ گاہ کی حدود کے اندر اور باہر سخت پہرا ہوگا۔ کیا ہمارے لئے اس تجربہ گاہ کے اندر پہنچنا اور ان کے آلات استعمال کرنا آسان ہوگا؟"

"آسان نہیں ہوگا تو مشکل بھی نہیں ہوگا۔ تم میرے ساتھ چلو۔ میں نے سپرماسٹر کے سر میں انڈیکیٹر پن پیوست کردی ہے۔ وہ مجھ سے نجات حاصل کرنے کے لئے جہاں بھی چھپے گا' میں وہاں پہنچ جاؤں گی۔ تم بھی اسٹیل برو کس پر یہی عمل کرو۔"

وہ دونوں اسٹیل برو کس کے بیڈ روم میں آئیں۔ روشنا نے اسے مدہوش کرکے سلا دیا تھا۔ اس نے اس کے خوابیدہ دماغ میں کہا "میں روشنا بول رہی ہوں۔ تم میرے معمول اور تابعدار رہو۔ میں حکم دیتی ہوں' تم اپنے سر کے پچھلے حصے میں پن کی چبھن اور اس کی تکلیف محسوس نہیں کروگے اور یہ بھول جاؤ گے کہ تمہارے سر میں ہمیشہ ایک پن پیوست رہتی ہے۔"

اسٹیل برو کس نے ایک معمول کی حیثیت سے وعدہ کیا کہ وہ سر میں پیوست رہنے والی پن کو بھلا دے گا۔ بدی بدی نے بیگ میں رکھی ہوئی ڈبیا میں سے ایک پن نکالی پھر اس کے سر کے پچھلے حصے میں پیوست کردی۔

روشنا اپنا ضروری سامان لے کر کمپیوٹر والے کمرے میں آئی تو کمپیوٹر سے منسلک رہنے والا آلہ سگنل دے رہا تھا۔ روشنا نے بدی بدی کو بلایا۔ اس نے وہاں آکر کمپیوٹر آن کیا۔ اسکرین پر تحریر نظر آئی۔

"مسٹر برو کس! تم سے وزارتِ خارجہ کا سیکریٹری آونر جم' مخاطب ہے۔ اگر تم جاگ رہے ہو تو میرے کمپیوٹر کے کوڈ نمبرز پر جواب دو۔"

بدی بدی نے جواباً کمپیوٹر کو آپریٹ کیا۔ اسکرین پر تحریر ابھرنے لگی "مسٹر جم! اس وقت مسٹر برو کس سو رہے ہیں۔ میں ان کی پرائیویٹ سیکریٹری روشنا بول رہی ہوں۔"

"برو کس تنہا رہنے کا عادی ہے۔ تم رات کے پچھلے پہر اس کی نیند کے دوران جاگ رہی ہو۔ خود کو اس کی سیکریٹری کہہ رہی ہو۔ رمی ریز اور ٹیری ٹیلر نے اعلیٰ حکام کو تمہارے بارے میں اطلاع دی ہے اور ہم سب ان سوالات کے جواب کے منتظر ہیں کہ تم اچانک اسٹیل برو کس کے پاس کیسے پہنچ گئیں؟"

"اتفاق سے ہماری ملاقات ہوئی تھی۔ مسٹر برو کس نے میری قابلیت سے متاثر ہوکر مجھے پرسنل سیکریٹری بنالیا ہے۔"

"ایسا ہی اتفاق بدی بدی اور سپرماسٹر کے درمیان ہوا اور اس نے بدی بدی کو رازدار بنالیا۔ سپرماسٹر اور اسٹیل برو کس ایسے محتاط انداز میں روپوش رہتے تھے کہ امریکی انٹیلی جنس کے جاسوس بھی ان کی رہائش گاہوں تک نہیں پہنچ سکتے تھے لیکن تم اور بدی بدی بڑی آسانی سے یکے بعد دیگرے ان کے پاس پہنچ گئیں اور وہاں تک رسائی حاصل کرنے کو محض اتفاق کی بات کہہ رہی ہو۔"

"مسٹر آونر جم! میرے ساتھ جو حالات پیش آئے وہ میں نے بتادیئے۔ مس بدی بدی اور سپرماسٹر کے ساتھ بھی ایسے ہی حالات پیش آئے ہیں تو میں اس کی ذمے دار نہیں ہوں پھر یہ کہ آپ اپنے اعلیٰ حکام کے ساتھ صبح تک انتظار کریں۔ مسٹر برو کس بیدار ہونے کے بعد آپ کے تمام سوالات کے جواب دیں گے۔"

"ہمارے حکام سختی سے کہہ رہے ہیں کہ مسٹر برو کس کو نیند سے جگایا جائے۔ اس اہم معاملے پر فوراً گفتگو ہوگی۔"

"سوری! مسٹر برو کس نے مجھے تاکید کی ہے کہ میں کبھی ان کی نیند کے دوران مداخلت نہ کروں۔"

"یہ حکام کا حکم ہے کہ اسے نیند سے جگایا جائے۔"

"پھر ایک بار سوری۔ میں صرف اپنے باس کے حکم کی تعمیل

کرتی ہوں۔ رات زیادہ گزر چکی ہے۔ کیا آپ مجھے سونے کا موقع دیں گے؟"

"اسٹیل بروکس کے سرہانے کی میز پر ایک کارڈ لکھ کر لگادو کہ بیدار ہوتے ہی سب سے پہلے ہم سے رابطہ کرے۔ ویٹس آل۔"

دوسری طرف سے رابطہ ختم کردیا گیا۔ بدی بدی نے بھی کمپیوٹر کو آف کیا۔ روشنا نے ایک کارڈ پر لکھا "میں ایک ضروری کام سے جارہی ہوں۔ جلد ہی واپس آؤں گی۔ تم فوراً وزارتِ خارجہ کے سیکریٹری آدنر جم سے رابطہ کرو۔"

اس نے تحریر کے نیچے اپنا نام لکھا۔ اس کارڈ کو سرہانے والی میز پر رکھا پھر بدی بدی کے ساتھ کیلی فورنیا تک سفر کرنے کے لئے اسٹیل بروکس کا بنگلا چھوڑ دیا۔

○☆○

برین آدم اور الپا نے مکمل طور پر روپوشی اختیار کرلی تھی۔ وہ اپنی اپنی رہائش گاہ سے نکلتے تھے۔ آزادی سے گھومتے بھی تھے لیکن کوئی انہیں پہچان نہیں سکتا تھا۔ پلاسٹک سرجری کے بعد دونوں بدل گئے تھے۔ ان کی آواز اور لہجے میں تبدیلی آگئی تھی۔ دیوی اب ان کے دماغوں تک نہیں پہنچ سکتی تھی۔ ان کے اپنے اسرائیلی حکام بھی انہیں نہیں پہچان سکتے تھے۔ اب وہ نئے چہرے اور نئی شخصیت بنا کر جی رہے تھے اور اسی میں ان کی سلامتی تھی۔

ان کے دو ٹیلی پیتھی جاننے والے ماتحت رابرٹ کلون اور مارکوس برٹن نے بھی آوازیں اور چہرے تبدیل کئے تھے۔ ان دونوں کو برین آدم اور الپا کے سوا کوئی نہیں پہچان سکتا تھا۔ انہوں نے ابتدا میں دھتورا کو زیادہ اہمیت نہیں دی تھی۔ بابا صاحب کے ادارے سے یہ معلوم ہوا کہ لکی سیون بھی خلائی مخلوق ہے اور پارس سے اس کی شادی ہوگئی ہے پھر پتا چلا کہ خلا سے آنے والا ایمون ایابا اپنی بیٹی ایمونا کے ساتھ بابا صاحب کے ادارے میں رہنے لگا ہے۔ اس کے بعد معلوم ہوا کہ خلا سے ایک ایسا روبوٹ آیا ہے جو بظاہر گوشت پوست کا ہے لیکن سر سے پیر تک فولادی ہے۔ اس کے سر میں ایک مصنوعی دماغ ہے جس کے ذریعے وہ انسانوں کی طرح سنتا اور بولتا ہے۔

برین آدم نے دھتورا کو رابرٹ کلون کی تحویل میں دیا تھا۔ جب خلائی مخلوق کے بارے میں رفتہ رفتہ کئی طرح کی معلومات حاصل ہونے لگیں تو برین آدم نے کمپیوٹر کے ذریعے اسرائیلی انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل سے رابطہ کیا پھر کہا "ایک خلائی مخلوق جس کا نام دھتورا ہے وہ ہمارے قبضہ میں ہے۔ میں چاہتا ہوں وہ آپ کے قبضے میں رہے۔ آپ اس کے دماغ اور تمام جسم کے ایکسرے حاصل کریں۔ اس کی چھپی ہوئی ذہنی اور جسمانی صلاحیتوں کے بارے میں معلوم کریں۔ سپر ماسٹر کے پاس ایسی ہی ایک خلائی مخلوق ہے۔ وہ اس سے اہم کام لیتا ہوگا۔ ہمیں بھی معلوم ہونا چاہئے کہ ہم دھتورا کو کس طرح اپنے لئے فائدہ مند بنا سکتے ہیں۔"

انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل نے دو نہایت تجربہ کار سائنس دانوں اور چار ایسے ڈاکٹروں سے دھتورا کے بارے میں تبادلۂ خیال کیا جن میں سے دو ڈاکٹر برین سرجری کے ماہر تھے۔ انہوں نے خفیہ تجربہ گاہ میں دھتورا کے پورے جسم کے مختلف ایکسرے دیکھے۔ برین سرجن نے کہا "دھتورا کا دماغ ہم انسانوں سے ذرا مختلف ہے۔ مووی ایکسرے کیمرے سے اس کے دماغ کے مختلف حصوں کے فنکشنز کو آسانی سے سمجھا جائے گا۔"

انہوں نے آپریشن تھیٹر میں دھتورا کو ایک جگہ بٹھا کر اس کے سر کے اوپر چاروں طرف سے مووی ایکسرے کیمرے نصب کئے پھر تمام کیمروں کو آن کرکے دھتورا سے باتیں کرنے لگے۔

باتوں کے دوران اس کے دماغ کے اس اضافی حصے میں لرزش پیدا ہوتی تھی جو دماغ کا ٹرانس لیٹر آلہ کہلاتا تھا اور دنیا کی کسی بھی زبان کا ترجمہ خلائی زبان میں پیش کرکے خلائی مخلوق کو اجنبی زبان سمجھاتا تھا۔

پھر دھتورا سے پوچھا گیا کہ وہ اپنے جیسی دوسری مخلوق کے دماغ تک سگنل کیسے پہنچاتا ہے؟

اس نے کہا "تم لوگ جسے سگنل کہتے ہو وہ ہماری زبان ہے۔ میں ٹرانس لیٹر کے ذریعے تمہاری زبان میں تمہارے دماغ کے اندر پہنچ سکتا ہوں لیکن ہماری گفتگو کی لہریں دوسرے دماغوں تک اسی صورت میں پہنچتی ہیں جب وہ دوسرا ہم سے ایک کلومیٹر کے فاصلے پر ہو۔ ہماری ٹیلی پیتھی کی رینج اس سے زیادہ نہیں ہے۔"

ایک سائنس دان نے کہا "میں تمہارے قریب ہوں۔ مجھ سے خیال خوانی کے ذریعے گفتگو کرو۔"

مووی ایکسرے کیمرے کے ذریعے ایک بڑی اسکرین پر دماغ کا ایک حصہ ہولے ہولے لرزتا دکھائی دے رہا تھا۔ ایسے وقت وہ سائنس دان دھتورا کی باتیں اپنے دماغ کے اندر سن رہا تھا۔

رابرٹ کلون نے اپنی آواز بدل کر دھتورا کے دماغ میں اپنی سوچ کی لہریں پہنچائیں تو دھتورا کے دماغ کا دوسرا حصہ ہولے ہولے لرزنے لگا۔ وہ رابرٹ کلون کی باتیں اپنے دماغ کے اندر سن رہا تھا۔

اس طرح معلوم ہوا کہ دھتورا کے دماغ کا ایک حصہ اپنی باتیں دوسروں تک نشر کرتا ہے اور دماغ کا دوسرا حصہ دوسروں کی باتیں ریسیو کرتا ہے۔

اسے جھوٹی خوش خبری سنائی گئی کہ اس کی بہن روشنا کا سراغ مل گیا ہے۔ وہ آج شام کو یہاں آئے گی۔

پھر اس سے کہا گیا "ہم نے جھوٹ کہا تھا۔ اصل بات یہ ہے کہ روشنا کو کسی نے قتل کردیا ہے۔"

پھر اس کے سامنے ایک نیم عریاں حسین دوشیزہ کو پیش کیا گیا۔ وہ اس کی گردن میں بانہیں ڈال کر بیٹھ گئی۔



اس طرح اس کی خوشی، غم اور ہیجانی جذبات کے بارے میں معلوم کیا گیا۔ ان تمام معاملات میں اس کا دماغ انسانی دماغ کی طرح کام کررہا تھا۔

رابرٹ کلون نے خیال خوانی کے ذریعے کہا "اگر تمہیں روشنا کی آواز اور لہجہ اچھی طرح یاد ہے تو مجھے سناؤ۔ میں ابھی تمہاری بہن سے رابطہ کروں گا اور اسے بتاؤں گا کہ تم بھائی بہن کی ملاقات کہاں ہوسکتی ہے۔"

دھتورا نے کہا "میں نے صرف خلائی زبان میں اپنی بہن کی آواز اور لہجے کو سنا ہے۔ وہ اس ارضی دنیا کی زبان کیسے بولتی ہے، میں نہیں جانتا۔"

اس نے روشنا کی آواز اور لہجے کو خلائی زبان میں سنایا۔ وہ عجیب زبان تھی۔ رابرٹ کلون اس کی ادائیگی میں ناکام رہا۔ الپا نے کوشش کی اور بڑی حد تک کامیاب ہوئی۔ دھتورا سے کہا گیا۔ "مختصر الفاظ میں روشنا کو پیغام دو کہ تم اس سے ملنا چاہتے ہو۔ وہ اپنا پتا بتائے۔"

دھتورا مختصر الفاظ میں روشنا کو پیغام دینے لگا۔ اس کی سوچ کی لہریں روشنا تک نہیں پہنچ سکتی تھیں۔ الپا دھتورا کے ساتھ وہ خلائی زبان بولتی رہی۔ حتیٰ کہ وہ کامیابی سے روشنا کی آواز اور لہجے کو گرفت میں لے کر اس کے اندر پہنچ گئی۔

روشنا نے پہلے تعجب سے وہ پیغام سنا پھر اپنی خلائی زبان میں بولی "میرے بھائی! کیا تم میرے قریب ہو۔ ایک کلومیٹر کے فاصلے پر ہو؟"

الپا نے دھتورا سے کہا "تمہاری بہن اپنی زبان میں کچھ بول رہی ہے۔ اس سے مختصر الفاظ میں کس طرح کہا جائے کہ وہ انگریزی زبان میں بات کرے۔"

دھتورا پھر مختصر الفاظ میں بولنے لگا۔ الپا بار بار وہ الفاظ روشنا کی آواز اور لہجے میں بولتی رہی پھر دوسری بار روشنا کے اندر پہنچ گئی۔ الپا کی باتیں سن کر اس نے انگریزی زبان میں کہا "تم میرے بھائی ہو تو پرائی زبان کیوں بول رہے ہو۔ اپنی زبان میں گفتگو کرو۔"

الپا نے کہا "میں ارضی دنیا کا ایک شخص ہوں۔ ٹیلی پیتھی جانتا ہوں۔ دھتورا سے میری بہت گہری دوستی ہوگئی ہے۔ میں اس کا پیغام پہنچا کر دوستی کا حق ادا کررہا ہوں۔ وہ پوچھ رہا ہے کہ تم کہاں ہو۔ اپنا مکمل پتا بتاؤ۔ وہ تمہارے پاس آئے گا۔"

روشنا نے کہا "میرے بھائی سے کہو، اپنا مکمل پتا بتائے۔ میں اس کے پاس آؤں گی۔"

"یہ افریقہ کا ایک خطرناک علاقہ ہے۔ وہ میرے ساتھ اس علاقے سے نکل رہا ہے۔ ہماری کوئی اگلی منزل نہیں ہے اس لئے دھتورا تمہارے پاس آنا چاہتا ہے۔"

وہ بولی "میرے ساتھ بدی بدی ہے۔ دھتورا جانتا ہے کہ بدی بدی کے سامنے کسی کی چالاکی کام نہیں آتی۔ دھتورا کے لئے بدی بدی کا پیغام ہے کہ افریقہ سے نکل کر جس ملک اور شہر میں پہنچو، وہاں کا پتا ہمیں بتادو۔ اس کے بعد میں اپنے طور پر حالات کا جائزہ لے کر اس کے پاس پہنچ جاؤں گی۔"

الپا نے دیکھا کہ وہ اس کے قابو میں نہیں آئے گی تو اس نے تھوڑی دیر روشنا کے اندر رہنے کا فائدہ اٹھایا۔ یکبارگی اس کے اندر زلزلہ پیدا کیا۔ وہ ایک دم سے چیخ مار کر گری اور فرش پر تڑپنے لگی۔ مووی ایکسرے کیمروں کی رپورٹ سے معلوم ہوگیا تھا کہ خلائی مخلوق کا دماغ قدرے مختلف ہونے کے باوجود خوشی، غم اور ہیجانی جذبات کے معاملے میں انسانی دماغ سے مطابقت رکھتا ہے۔

الپا کا یہ حملہ کامیاب رہا۔ روشنا کا دماغ پھوڑے کی طرح دکھ رہا تھا۔ الپا کو اس کے ذریعے بدی بدی کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ وہ خلائی زبان میں کچھ کہہ رہی تھی۔ الپا نے روشنا سے کہا۔ "اگر تم چاہتی ہو کہ دوبارہ دماغ میں زلزلہ پیدا نہ ہو تو اپنی ساتھی سے کہو، تم موجودہ تکلیف کے باعث اپنی خلائی زبان سمجھنے سے قاصر ہو لہٰذا وہ تم سے انگریزی میں بولے۔"

"نہیں، میں ایسا نہیں کہوں گی۔ تمہاری ارضی زبان میں میری سہیلی بولے گی تو تم اسے بھی ٹیلی پیتھی کے عذاب میں مبتلا کردو گے۔"

الپا نے اس کے انکار پر دوسری مرتبہ زلزلہ پیدا کیا۔ اس نے پھر چیخ ماری۔ پہلے زلزلے کے نتیجے میں ایسی نڈھال ہوچکی تھی کہ زیادہ چیخنے کے قابل نہیں رہی تھی۔ زیادہ تڑپنے کی سکت بھی نہیں رہی تھی۔ ایسا لرزہ طاری ہوگیا تھا کہ وہ بدی بدی سے یہ بھی نہیں کہہ سکتی تھی کہ وہ خاموش رہے۔ کچھ نہ بولے ورنہ ٹیلی پیتھی کی بلا اس کے اندر بھی پہنچ جائے گی۔

روشنا نے دوبار زلزلے کے نتیجے میں ایسی چیخیں ماری تھیں کہ ہوٹل کے ملازم اور منیجر وغیرہ ان کے کمرے میں آگئے تھے اور پوچھ رہے تھے کہ روشنا کو کیا ہوگیا ہے۔ ایسے وقت بدی بدی نے جواباً انگریزی میں کہا "پتا نہیں اسے اچانک کیا ہوگیا ہے۔ یہ کسی طرح کی تکلیف محسوس کررہی ہے لیکن بولنے کے قابل نہیں ہے پلیز ڈاکٹر کو فوراً بلائیں۔"

الپا جانتی تھی کہ خلائی مخلوق پرائی سوچ کی لہروں سے گدگدی محسوس کرتی ہے اور سانس روک لیتی ہے۔ اس نے دھتورا سے خلائی زبان کے جو چند الفاظ سنے تھے وہ الفاظ اس نے بدی بدی کے دماغ میں پہنچ کر ادا کئے۔ اپنی خلائی زبان سے گدگدی محسوس نہیں ہوتی تھی۔ بدی بدی وہ باتیں سننے لگی۔ اچانک ہی الپا نے وہاں چند سیکنڈ رہنے کا فائدہ اٹھایا اور زلزلہ پیدا کیا۔ اس بار بدی بدی کے حلق سے چیخ نکلی۔ وہ بھی فرش پر گر کر تڑپنے لگی۔ ہوٹل کا عملہ دونوں کی یہ حالت دیکھ کر پریشان ہوگیا تھا۔ منیجر ایمبولینس کے لئے فون کررہا تھا۔ ہوٹل کی طرف سے انہیں اسپتال پہنچایا جانے والا تھا۔

روشنا پر نیم بے ہوشی طاری تھی۔ الپا نے اس کے خیالات پڑھے۔ دماغی کمزوری کے باعث وہ الپا کی مرضی کے مطابق سوچ رہی تھی۔ اس کی سوچ کہہ رہی تھی کہ وہ دونوں کیلی فورنیا میں گولڈ اسٹون اسٹیشن کے قریب ایک ہوٹل میں ہیں۔ اس ہوٹل سے دو میل کے فاصلے پر ایڈورڈز ائر بیس کا ممنوعہ علاقہ ہے۔ یہ وہی جگہ ہے جہاں ابتدائی سائنسی تجربات کے سلسلے میں خلائی شٹل اترا کرتی تھیں۔

بدی بدی کے دماغ سے زلزلے کی تکلیف کچھ کم ہو رہی تھی۔ الپا نے روشنا کی طرح اس پر نیم بے ہوشی طاری کرنے کے لئے دوسری بار زلزلہ پیدا کیا۔ بدی بدی نے ایک کمزور سی چیخ ماری۔ کیونکہ اب وہ بھی چیخنے کے قابل نہیں رہی تھی۔ وہ بھی ہوش و حواس سے بیگانہ ہو رہی تھی۔

الپا نے کمپیوٹر کے ذریعے برین آدم سے کہا "میں نے دھتورا کی بہن روشنا اور ایک خطرناک خلائی مخلوق بدی بدی کو ٹریپ کیا ہے۔ ابھی دونوں دماغی تکلیف میں مبتلا ہیں۔"

اسکرین پر برین آدم کا تحریری سوال ابھرا "کیا تم نے معلوم کیا ہے کہ وہ دونوں عورتیں کہاں ہیں؟"

"جی ہاں۔ وہ کیلی فورنیا میں ہیں۔ گولڈ اسٹون اسٹیشن کے قریب ان کی موجودگی بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ آپ ڈائریکٹر جنرل سے کہیں کہ وہ دھتورا کو اپنی نگرانی میں رکھ کر خلائی زبان کے حروف اور گرامر کی تفصیلات معلوم کریں۔ آپ بہتر سمجھتے ہیں کہ ہمارے چند ذہین افراد کو یہ زبان سیکھنا چاہیے یا نہیں؟"

وہ کمپیوٹر کو آف کر کے پھر بدی بدی کے پاس پہنچ گئی اور اس کے چور خیالات پڑھنے لگی۔ پہلے تو وہ اپنی خلائی زبان میں سوچ رہی تھی۔ الپا نے دھمکی دی کہ وہ انگریزی زبان میں نہیں سوچے گی تو تیسری مرتبہ زلزلہ پیدا کیا جائے گا۔ وہ خوف زدہ ہو کر انگریزی زبان میں سوچنے لگی۔

بدی بدی اور روشنا دونوں کی آنکھیں بند تھیں لیکن وہ محسوس کر رہی تھیں کہ انہیں اسٹریچر پر ہوٹل سے باہر لایا گیا ہے اور ایمبولینس کے اندر پہنچایا جا رہا ہے۔ دونوں کو اسپتال پہنچائے جانے تک الپا نے بہت سی معلومات حاصل کیں۔ پتا چلا کہ خلائی زون سے آنے والے روبوٹ پاور پلانر سیون کی بیٹری ختم ہو چکی تھی۔ اس وجہ سے وہ بدی بدی کو کچھ بتائے بغیر کہیں گم ہو گیا ہے۔ وہ جہاں بھی ہو گا' بے جان پڑا ہو گا۔ اس کا بے جان فولادی جسم سائنس دانوں تک پہنچے گا تو وہ اسے دیکھ کر ایسا ہی مصنو[illegible]غ اور سننے بولنے' چلنے پھرنے والا روبوٹ تیار کر لیں گے۔

یہ بھی معلوم ہوا کہ بدی بدی اور روشنا خلائی زون کے تین بڑے سائنس دانوں کو پی پی سیون کی گمشدگی کی اطلاع دینا اور یہ اندیشہ ظاہر کرنا چاہتی تھیں کہ آئندہ ارضی دنیا میں بھی ویسے ہی روبوٹ بنائے جا سکیں گے لہٰذا یہ ضروری ہو گیا ہے کہ خلائی زون سے مزید دو روبوٹ بھیجے جائیں اور ان کے ذریعے جلد سے جلد یہاں کے سائنس دانوں اور دوسرے بہترین دماغوں کو ہلاک کیا جائے۔

الپا نے دونوں کے چور خیالات پڑھ کر جو سب سے اہم بات معلوم کی وہ یہ تھی کہ سپر ماسٹر بدی بدی کا اور اسٹیل بروکس روشنا کا تابعدار ہے۔ وہ ان دونوں کے قریب رہتی تھیں اس لئے آسانی سے دونوں کے دماغوں میں ایسے وقت پہنچ جایا کرتی تھیں جب وہ نشے میں رہا کرتے تھے۔

الپا کو بڑی کامیابیاں حاصل ہو رہی تھیں۔ اس نے سوچا سپر ماسٹر ابھی جاگ رہا ہو گا اور اپنے اہم فرائض کی ادائیگی میں مصروف ہو گا۔ شاید رات کو پینے کے دوران بدی بدی کا تابعدار بن جاتا تھا۔ الپا نے سوچا وہ پاشا کی طرح دماغی قوت کا حامل ہے اس کے باوجود اس کے دماغ میں جھانک کر دیکھنا چاہیے۔

وہ بدی بدی کی آواز اور لہجے کو گرفت میں لے کر اس کے اندر پہنچی تو جگہ مل گئی۔ بڑی خاموشی سے چور خیالات پڑھنے لگی۔ ان لمحات میں اس کی دماغی حالت بتا رہی تھی کہ شراب نوشی کے باوجود وہ غیر معمولی دماغی قوت رکھتا ہے۔ پرائی سوچ کی لہروں کو گہری نیند کی حالت میں بھی محسوس کر کے سانس روک لیتا ہے۔

الپا حیران تھی کہ وہ اسے کیوں محسوس نہیں کر رہا ہے؟ دراصل ابھی تک یہ حقیقت کسی کو معلوم نہیں تھی کہ ثانی نے اسے اپنا معمول اور تابعدار بنا رکھا ہے۔ ان لمحات میں الپا سے پہلے ثانی وہاں موجود تھی اسی لئے سپر ماسٹر ایک کی موجودگی کے باعث دوسری پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کر رہا تھا۔

وہ پریشان تھا اور اس کی ایک نہیں کئی پریشانیاں تھیں۔ ان پریشانیوں کا آغاز اس وقت ہوا تھا جب بدی بدی سپر ماسٹر کی خفیہ رہائش گاہ میں پہنچی تھی اور سپر ماسٹر نے اپنے ساتھیوں کا اعتماد حاصل کئے بغیر اس عورت کو رازدار بنا لیا تھا۔

دوسری بار روشنا' اسٹیل بروکس کے پاس پہنچ گئی۔ اس نے بھی روشنا کو رازدار بنا لیا۔ بدی بدی اور روشنا آپس میں سہیلیاں تھیں اس لئے یہ سمجھا گیا کہ خلا سے آنے والیوں کے ساتھ سپر ماسٹر اور اسٹیل بروکس نے کوئی سمجھوتا کر لیا ہے اور وہ سمجھوتا امریکی حکومت کو نقصان پہنچانے والا ہے۔

پھر یہ کہ رمی ریز اور ٹیری ٹیلر نے اعلیٰ حکام کو فیکس کے ذریعے کہہ دیا تھا کہ سپر ماسٹر اور اسٹیل بروکس ان کے لئے زبردست خطرہ بن گئے ہیں۔ جس طرح انہوں نے بدی بدی اور روشنا کو اپنی خفیہ رہائش گاہ تک پہنچنے کا موقع دیا ہے اسی طرح وہ دوسری خلائی حسیناؤں کو بھی رمی ریز اور ٹیری ٹیلر کی خفیہ رہائش گاہوں تک پہنچا دیں گے لہٰذا وہ موجودہ خفیہ رہائش گاہ چھوڑ کر کہیں چلے گئے تھے۔

آخر میں سب سے بڑی پریشانی یہ تھی کہ سپر ماسٹر اور اسٹیل بروکس کو بدی بدی اور روشنا کے ساتھ خصوصی عدالت میں حاضر ہونے کا حکم دیا گیا تھا۔ خصوصی عدالت میں اعلیٰ حکام اور تینوں افواج کے اعلیٰ افسران ان کا محاسبہ کرنے والے تھے۔

سپر ماسٹر کی سوچ کہہ رہی تھی "عدالت میں حاضری کا مطلب سزائے موت ہے۔"

اس کے اندر دوسری سوچ نے کہا "بے شک بدی بدی تمہیں عارضی طور پر چھوڑ کر چلی گئی ہے۔ روشنا نے بھی اسٹیل بروکس کا ساتھ چھوڑ دیا ہے۔ ان دونوں کی عدم موجودگی سے یہی سمجھا جائے گا کہ تمہیں اور اسٹیل بروکس کو مصیبت میں دیکھ کر وہ کہیں روپوش ہو گئی ہیں۔"

الپا دوسری سوچ کی لہروں کو سن کر چونک گئی۔ وہ سونیا ثانی کی آواز اور لہجے کو لاکھوں میں پہچان سکتی تھی۔ اس نے دل ہی دل میں خدا کا شکر ادا کیا کہ وہ ابھی تک سپر ماسٹر کے دماغ میں خاموش تھی۔ اگر بول پڑتی تو ثانی اس کے پیچھے پڑ جاتی۔

سپر ماسٹر کی سوچ کہہ رہی تھی "میں خصوصی عدالت میں نہیں جاؤں گا۔ میری اس خفیہ رہائش گاہ تک کوئی نہیں پہنچ سکے گا۔ میں یہیں روپوش رہوں گا۔"

ثانی نے کہا "بدی بدی اور روشنا کہیں پکڑی جائیں گی تو وہ تم دونوں کی رہائش گاہ کا پتا بتا دیں گی۔ اس لئے یہاں سے جتنی جلدی ہو سکے' نکلو۔ تم دونوں بہت پہلے ہی پلاسٹک سرجری کے ذریعے چہرے تبدیل کرا چکے ہو۔ باہر پہچانے نہیں جاؤ گے۔ میں نے اسٹیل بروکس سے کہہ دیا ہے اب تم دونوں ساتھ رہو گے اور موقع پا کر یورپ کے کسی شہر میں چلے جاؤ گے۔"

"ہاں۔ مجھے یہی کرنا چاہیے۔ میں ابھی اسٹیل بروکس کے پاس جا رہا ہوں۔"

ثانی نے کہا "تم دونوں نے نئے چہرے نئے نام اختیار کئے ہیں۔ پاسپورٹ اور دوسرے ضروری کاغذات بھی تم دونوں کو شبہات سے بالاتر رکھیں گے۔ کسی دوسرے شہر جا کر کسی عارضی رہائش گاہ میں رہو۔ میں رات کو کسی وقت آؤں گی۔"

پھر وہ ایک ذرا توقف سے بولی "رات کو کیا خاک آؤں گی۔ تم دونوں پینے کے عادی ہو۔ ایسے وقت تم لوگ کسی اہم مسئلے پر گفتگو نہیں کر سکو گے۔ میں کل صبح دس بجے آؤں گی۔ میں اسٹیل بروکس کو تمہارے دماغ میں پہنچا رہی ہوں۔ یہاں سے دوسری جگہ منتقل ہونے کے سلسلے میں اس سے پروگرام طے کر لو۔"

الپا تھوڑی دیر کے لئے سپر ماسٹر کے دماغ سے نکل گئی کیونکہ ثانی اسٹیل بروکس کے پاس جا رہی تھی۔ اس طرح الپا کو معلوم ہوا کہ ثانی نے ان دونوں کو اپنا تابعدار بنا رکھا ہے۔

وہ دس منٹ کے بعد سپر ماسٹر کے اندر پہنچی۔ ثانی اس سے کہہ رہی تھی "میں بروکس کو تمہارے پاس لے آئی ہوں۔ تم دونوں آئندہ کے پروگرام بناؤ۔ میں جا رہی ہوں۔"

چند سیکنڈ تک خاموشی رہی پھر سپر ماسٹر نے کہا "میں کسی کو اپنے اندر محسوس کر رہا ہوں۔ اس کا مطلب ہے کہ سونیا ثانی جا چکی ہے۔ مسٹر بروکس! تم خاموش کیوں ہو؟ کیا میرے چور خیالات پڑھ رہے ہو؟"

اسٹیل بروکس نے کہا "نہیں ماسٹر! میں یہ آزما رہا تھا کہ سونیا ثانی موجود ہے یا نہیں؟ تم مجھے محسوس کر رہے ہو اس کا مطلب ہے ہم پر عمل کرنے والی جا چکی ہے۔"

"ہاں یقیناً وہ چلی گئی ہے۔ میں حیران ہوں کہ اس نے کب ہمیں اپنا معمول اور تابعدار بنایا تھا۔ ہماری بدلی ہوئی آواز اور لہجے کو اس نے کب اور کیسے سن لیا تھا؟"

"یہی میں بھی سوچ رہا ہوں' نہ جانے ہم کب سے خوش فہمی میں رہتے آئے ہیں۔ آج ثانی نے ہمیں ہر طرف سے مصائب میں دیکھ کر خود کو ظاہر کیا ہے۔"

"میں یہ سوچ رہا ہوں اگر آج ثانی کی جگہ دیوی ہمارے دماغوں میں قبضہ جما لیتی تو ہم بری طرح غلام بنے رہتے' کبھی اس کے شکنجے سے نکل نہ پاتے۔"

"غلام تو ہم اب بھی ہیں۔"

"بے شک ہیں لیکن بابا صاحب کے ادارے کے اصولوں کے مطابق ان کا کوئی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والا دوسروں کو صرف کچھ عرصے تک اپنا معمول بنا کر رکھتا ہے پھر آزاد چھوڑ دیتا ہے۔"

"یہ تو میں بھول گیا تھا۔ اب دل کو اطمینان ہو رہا ہے کہ سونیا ثانی کچھ عرصے کے بعد ہمیں اپنے تنویمی عمل سے آزاد کر دے گی۔"

ثانی کی سوچ کی لہریں سنائی دیں۔ وہ کہہ رہی تھی "بروکس! تم نے سپر ماسٹر کے دماغ میں خاموش رہ کر میری موجودگی یا عدم موجودگی کو سمجھنا چاہا۔ کوئی معمول اپنے عامل کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کر سکتا۔ میں واقعی سپر ماسٹر کے دماغ سے چلی گئی تھی۔ لیکن تم یہ بھول گئے کہ میں تمہارے اندر ہوں اور تم مجھے محسوس نہیں کر رہے ہو۔"

سپر ماسٹر نے کہا "واقعی ہم یہ بھول گئے تھے کہ تم میرے اندر نہیں ہو لیکن بروکس کے اندر موجود ہو۔ بائی دی وے' تم نے ہماری باتیں سنی ہیں۔ ہم تمہارے خلاف کچھ نہیں سوچ رہے تھے بلکہ مطمئن ہیں کہ تم جلد ہی کسی نہ کسی دن ہمیں اپنے تنویمی عمل سے آزاد کر دو گی۔"

"اگر اس ملک میں تم دونوں کے لئے خطرات موجود نہ ہوتے تو ابھی تم دونوں کو آزاد کر دیتی لیکن یہاں رہ کر تم دونوں سے غلطیاں ہو سکتی ہیں پھر بدی بدی اور روشنا واپس آ کر تمہارے لئے مصیبت بن سکتی ہیں۔ میرا وعدہ ہے جس دن یورپ کے کسی بھی شہر میں پہنچو گے' میں تم دونوں کو آزاد کر دوں گی۔"

"ہمیں یقین ہے۔ بابا صاحب کے ادارے کے افراد زبان کے

دشمنی ہوتے ہیں۔ تم ہمیں ضرور آزاد کرو گی۔ ہم وعدہ کرتے ہیں کہ آزادی کے بعد ہم بھی تمہارے کام......."

وہ بات کاٹ کر بولی "بس زیادہ نہ بولو۔ وقت ضائع نہ کرو۔ انجانے دشمنوں سے محفوظ رہنا چاہتے ہو تو فوراً موجودہ رہائش گاہ چھوڑ دو۔ اب میں واقعی جارہی ہوں۔"

الپا بھی سپرماسٹر کے دماغ سے چلی آئی۔ وہ اسٹیل بروکس کی آواز اور لہجے کو بھی ذہن نشین کر چکی تھی۔ اس نے یہ طے کرلیا کہ جب وہ کسی نئی جگہ پہنچیں گے اور رات کو پی کر بدہوش ہونے لگیں گے تو وہ ان کے دماغوں سے ثانی کے تنویمی عمل کو مٹا کر انہیں اپنا معمول اور تابعدار بنا لے گی۔

وہ بدی بدی کے پاس آئی۔ وہ دماغی تکلیف سے نجات پا کر ذرا کمزور اور نڈھال سی ہوگئی تھی اس لئے بے وقت سو رہی تھی۔ الپا نے اس کے خوابیدہ دماغ پر عمل کیا اور یہ بات خاص طور پر ذہن نشین کرائی کہ وہ عامل کی سوچ کی لہروں سے گدگدی محسوس نہیں کرے گی اور آئندہ انگریزی زبان میں سوچتی رہے گی۔

دوسری اہم بات یہ نقش کی کہ وہ خلائی زون کے کسی بھی سائنس دان یا اہم افراد سے رابطہ نہیں کرے گی۔ نیند سے بیدار ہو کر نارمل رہے گی اور کیلی فورنیا سے نکل کر یورپ کے کسی شہر میں قیام کرے گی۔

الپا نے یہی تمام باتیں روشنا کے دماغ میں بھی نقش کیں اسے بھی اپنی معمولہ اور تابعدار بنایا۔ پھر اپنی جگہ دماغی طور پر حاضر ہوگئی۔ وہ تھوڑی دیر تک راکنگ چیئر پر بیٹھی جھولتی رہی اور سوچتی رہی۔ پھر وہاں سے اٹھ کر کمپیوٹر کے پاس آئی۔ اسے آپریٹ کرتے ہوئے برین آدم سے رابطہ کیا پھر اسکرین پر تحریر کے ذریعے اپنی تمام کارکردگی کی رپورٹ پیش کی۔

برین آدم نے کہا "تم نے سپرماسٹر اور اسٹیل بروکس تک پہنچ کر بہت بڑا کام کیا ہے۔ اگر امریکا کے وقت کے مطابق رات کو ان پر کامیاب تنویمی عمل کرو گی اور انہیں ثانی سے چھین لو گی تو دو روبوٹ قسم کے ٹیلی پیتھی جاننے والے ہمارے تابعدار بن جائیں گے۔ وہ دونوں پاشا کی طرح غیر معمولی سماعت و بصارت کے حامل ہیں۔ ان دونوں کے علاوہ بدی بدی اور روشنا کو بھی ہم اپنے ملک میں لے آئیں گے۔"

الپا نے کہا "واشنگٹن میں ہمارے جتنے جاسوس ہیں آپ انہیں یہاں کے ڈائریکٹر جنرل کے ذریعے الرٹ رکھیں۔ وقت آنے پر ان سب کو سپرماسٹر، اسٹیل بروکس، بدی بدی اور روشنا کی نگرانی پر مامور کیا جائے گا۔ وہ کسی فلائٹ سے انہیں اسرائیل کے لئے روانہ کردیں گے۔"

الپا نے ٹیلی پیتھی کے عملی میدان میں بڑی غلطیاں بھی کی تھیں اور بڑی کامیابیاں بھی حاصل کی تھیں۔ اسرائیل کے حکام اور دیگر اکابرین اسے سب سے پرانی اور سب سے زیادہ قابل اعتماد خیال خوانی کرنے والی تسلیم کرتے تھے۔ وہ بھی بڑی ذمے داری سے اپنے فرائض ادا کرتی تھی۔ کسی بھی معاملے کو نمٹانے سے پہلے اس کے ہر پہلو پر غور کرتی تھی پھر اس معاملے کو نمٹانے کے بعد دوبارہ اس کے ایک ایک پہلو پر سوچتی تھی کہ اس سے کہیں کوئی غلطی تو نہیں ہوگئی ہے؟

برین آدم سے رابطہ ختم کرنے کے بعد وہ پھر راکنگ چیئر پر آکر بیٹھ گئی۔ آگے پیچھے جھولتے ہوئے سوچنے لگی "سونیا ثانی ایک بلا ہے۔ اس کا شکار چھیننے سے پہلے مجھے ہر پہلو پر غور کرنا چاہئے۔ وہ کوئی کام کچا نہیں کرتی ہے۔ کئی بار اس کی ذہانت کی پختگی نے مکمل کامیابیاں حاصل کرنے والے مخالفین کے قدم اکھاڑ دیئے ہیں۔"

اس طرح غور کرتے رہنے سے اسے یاد آیا کہ وہ لکی سیون اور پارس کو بھول رہی ہے۔ وہ دونوں شادی کے بعد بابا صاحب کے ادارے سے باہر آگئے تھے۔ اب یہ موٹی عقل سے بھی سوچا جاسکتا تھا کہ خلائی زون سے تعلق رکھنے والی لکی سیون دوسری خلائی مخلوق سے دوستی یا دشمنی کرنے پارس کے ساتھ واشنگٹن ضرور جائے گی۔ بدی بدی اور روشنا کو ضرور ٹریپ کرے گی۔ اور اس سلسلے میں سونیا ثانی نے اس کی مدد کی ہوگی اور مدد اس طرح کی ہوگی کہ لکی سیون اور پارس کو بھی سپرماسٹر کے اندر پہنچایا ہوگا۔ اسٹیل بروکس بھی ان دونوں کو اپنے دماغ میں محسوس نہیں کرتا ہوگا۔

الپا جتنا غور کرتی جارہی تھی، ثانی کی کارگزاری اتنی ہی دور تک پھیلتی جارہی تھی اور یہ بات تو بالکل واضح تھی کہ لکی سیون خلائی زبان جانتی تھی۔ اس کی ٹیلی پیتھی کی رینج دنیا کے ایک سرے سے دوسرے تک تھی۔ وہ یقیناً بدی بدی اور روشنا کے خیالات پڑھتی ہوگی۔

پاور پلانر سیون کہیں گم ہوگیا تھا۔ ایسے میں الپا سوچنے لگی کہ وہ روبوٹ گم نہیں ہوا ہے بلکہ بیٹری ڈاؤن ہونے سے پہلے بابا صاحب کے ادارے والوں کے ہاتھ لگ گیا ہے۔ ثانی، لکی سیون اور پارس امریکا میں رہ کر ارضی ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے لے کر خلائی مخلوق کے دماغوں تک پہنچ رہے ہیں۔

الپا نے دونوں ہاتھوں سے سر کو تھام لیا۔ جہاں ثانی اور پارس ہوں اور خلائی مخلوق کے دماغوں تک پہنچنے والی لکی سیون ہو کیا وہاں الپا کسی پر تنویمی عمل کرنے میں کامیاب ہوسکتی ہے؟ برین آدم اسے اسی لئے پسند کرتا تھا کہ وہ خوش فہمی سے دور رہتی تھی اور کسی بھی معاملے میں نقصان کا ذرا سا بھی اندیشہ ہو تو اس معاملے سے کترا جاتی تھی۔

اس نے کمپیوٹر کے ذریعے پھر برین آدم سے رابطہ کیا اور اسے لکی سیون اور پارس کے بارے میں بتایا۔ یہ اندیشہ ظاہر کیا کہ ان میں سے ہر ایک سپرماسٹر، اسٹیل بروکس، بدی بدی اور روشنا کے دماغوں میں باری باری جاتا ہوگا۔ رات کو وہ دونوں شراب پیتے ہیں۔ ایسے میں کوئی بھی مخالف ان کے دماغوں میں پہنچ کر ان کی



نگرانی کرتا ہوگا اور کوئی بھی نگرانی کرنے والا الپا کو تنویمی عمل کرنے کا موقع نہیں دے گا۔

برین آدم نے کمپیوٹر کے ذریعے کہا "تم بڑی ذمے داری سے اپنے فرائض ادا کرتی ہو۔ تم نے جو پہلی رپورٹ دی اگر اس پر دوبارہ غور نہ کرتیں تو لکی سیون یا پارس سے ضرور دھوکا کھاتیں۔ اسی طرح محتاط رہو۔ اس کام میں عجلت نہ کرو۔ ایک دو راتوں تک ان کے دماغوں میں جاتی رہو۔ کسی کو تمہاری موجودگی کا شبہ نہ ہو۔ ہر رات صبح تک ان کے اندر جاتی آتی رہو گی تو معلوم ہوتا رہے گا کہ ثانی کی طرف سے ان کی نگرانی کے کیسے انتظامات کئے گئے ہیں۔"

"میں آپ کی ہدایات پر عمل کروں گی۔ جب تک میدان صاف ہونے کا یقین نہیں ہوگا، میں ثانی کے کسی شکار کو نہیں چھیڑوں گی۔"

برین آدم نے کہا "فی الوقت ٹیلی پیتھی کی دنیا میں یہی سمجھا جارہا ہے کہ یہودی خفیہ تنظیم ہمیشہ کے لئے ختم ہوچکی ہے اور ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والے دیوی کے شکنجے میں رہتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں ہمارے تمام مخالفین یہی سمجھتے رہیں۔ تم کسی کے دماغ میں جاؤ اور عمل کرو تو کامیابی ہو یا ناکامی کسی صورت میں ظاہر نہ ہو کہ ہم یہودی ایک نئے سرے سے میدان عمل میں آگئے ہیں۔"

"میری یہی کوشش رہے گی۔ میں خود کو کبھی ظاہر نہیں کروں گی۔ ویسے دیوی کی طرف سے کھٹکا لگا رہتا ہے۔ کئی ہفتے گزر چکے ہیں اور اس نے ہماری خبر نہیں لی۔ اس کا دست راست مائیک ہرارے بھی ہمارے پاس نہیں آیا۔"

"ہوں۔ دیوی اپنی ناکامی برداشت نہیں کرتی ہے۔ اسرائیل جیسا اہم ملک اور یہاں کے ٹیلی پیتھی جاننے والے اس کے شکنجے سے نکل گئے۔ وہ غصے میں ہمارے حکمرانوں کو چیلنج کرسکتی تھی یا انہیں نقصان پہنچا سکتی تھی لیکن اب تک ایسی کوئی بات نہیں ہورہی ہے۔"

"ایسے میں دو ہی باتیں سمجھ میں آتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ اس کی خاموشی کسی بہت بڑے طوفان کا پیش خیمہ ہے یا موت نے دیوی کو ہمیشہ کے لئے خاموش کردیا ہے۔"

"ہم بھی صبر و تحمل سے دیکھیں گے کہ وہ کب تک خاموش رہے گی اور جب آئے گی تو کیسی قیامتیں ڈھائے گی۔ ہمیں اس حد تک اطمینان ہے کہ وہ ہم دونوں تک کبھی نہیں پہنچ سکے گی۔"

برین آدم نے رابطہ ختم کردیا۔ الپا، ثانی کے علاوہ دیوی کے متعلق بھی سنجیدگی سے سوچنے لگی۔

O☆O

سائمن نے بارہ گھنٹے میں پرانی بیٹری کو چارج کرکے دوبارہ کارآمد بنا دیا تھا۔ اس نے دیوی سے کہا "میں دو چار روز تک خلائی زون کی اس بیٹری کو نمونے کے طور پر رکھوں گا اور دوسری تیار کروں گا۔"

دیوی اس کے اندر رہ کر سمجھ رہی تھی کہ وہ بڑا ہی ذہین کاریگر ہے اور بڑی لگن سے کام کررہا ہے۔ یقیناً ویسی ہی جدید قسم کی دوسری بیٹری تیار کرلے گا۔ اس کی مصروفیات کے دوران دیوی اس روبوٹ کی اسٹڈی کرتی رہی۔ وہ فولادی روبوٹ تہ خانے کے فرش پر پڑا ہوا تھا۔ اس کا اگلا حصہ گوشت پوست کا تھا۔ اس نے پچھلے حصے کے گوشت پوست کے خول کو کھول کر اس کے اندر سے بیٹری نکالی تھی۔ اب جب تک دوسری بیٹری اس کے فولادی جسم کے اندر نہ پہنچائی جاتی تب تک اس کے پچھلے حصے پر گوشت پوست کا خول چڑھایا نہ جاتا۔

دیوی نے اس کے کمپیوٹر سے حاصل ہونے والی اہم معلومات کو ایک کیسٹ میں ریکارڈ کیا تھا۔ وہ اس کیسٹ کو سن کر یہ باتیں ذہن نشین کررہی تھی کہ روبوٹ پاور پلانر سیون کو نئی زندگی ملے گی تو اسے کس طرح کنٹرول کیا کرے گی۔ اس سلسلے میں ضروری تھا کہ وہ روبوٹ اس کی زبان سمجھتا ہو۔

پی پی سیون اس تہ خانے میں آنے سے پہلے صرف خلائی زبان جانتا تھا۔ بدی بدی اسی زبان میں اس سے رابطہ رکھتی تھی تاکہ ارضی دنیا کے لوگ ان کی باتیں نہ سمجھ سکیں۔

پی پی سیون کے مصنوعی دماغ میں کوئی ایک زبان فیڈ کی جاتی تو وہ پہلے فیڈ کی ہوئی زبان کو بھول کر موجودہ فیڈ کی ہوئی زبان کو سمجھتا تھا۔ کمپیوٹر نے دیوی کو بتایا تھا کہ کس طرح اس کے دماغ سے پہلی زبان کو مٹا کر نئی زبان فیڈ کی جاسکتی ہے۔

دیوی نے اس طریقے پر عمل کرکے پی پی سیون کے حافظے سے خلائی زبان مٹا کر ہندی زبان فیڈ کی تھی پھر کمپیوٹر ہندی زبان میں ہی اسے معلومات فراہم کرتا رہا۔ جب اسے دوبارہ زندگی ملتی تو وہ آئندہ صرف ہندی زبان ہی سمجھ سکتا تھا۔

اگر وہ کسی ٹیکنیکل خرابی کے باعث آؤٹ آف کنٹرول ہوتا اور دیوی کے لئے خطرہ بن جاتا تو وہ ایک جدید ریموٹ کنٹرول کے ذریعے اسے بالکل اسٹاپ کرسکتی تھی پھر جب تک دوسرا بٹن نہ دباتی تب تک وہ متحرک رہنے والی زندگی نہ پاتا۔ وہ ریموٹ کنٹرول دوسرے ضروری سامان کی طرح پی پی سیون کے پیچھے بندھی ہوئی کٹ میں رکھا ہوا تھا۔ اب دیوی نے اسے اچھی طرح سنبھال کر اپنے پاس رکھ لیا تھا۔ وہ اتنا چھوٹا تھا کہ بلاؤز کے گریبان میں ڈوب کر چھپ جاتا تھا۔

وہ روبوٹ ایک لاش کی طرح پڑا ہوا تھا۔ لاش کبھی زندہ نہیں ہوتی لیکن وہ زندہ ہونے والا تھا۔ دیوی اس کے لباس کو اچھی طرح ٹٹول کر دیکھ رہی تھی۔ کمپیوٹر نے اسے بتایا تھا کہ وہ لباس ہتھیار بھی ہے اور ڈھال بھی۔ دشمن خواہ کتنے ہی خطرناک ہتھیاروں سے گولیاں چلائیں یا شعلے اگلنے والی گن چلائیں، تمام گولیاں اور شعلے اس کے لباس سے ٹکرا کر واپس ان حملہ کرنے والوں کی

طرف جاکر انہیں ہلاک کردیتے تھے۔

لباس میں دو بٹن ایسے تھے جن کو پی پی سیون مخصوص انداز میں گھماتا تھا تو ان میں سے چاندی کی لکیر جیسی تیز چمکیلی کرن نکلتی تھی اور مقابل آنے والے کے گوشت اور ہڈیوں کو ریزہ ریزہ کردیتی تھی۔

اس کے جوتوں کے تلے دوہرے تھے۔ ان جوتوں کے فیتوں کی جگہ ایک ایک بٹن تھا۔ اگر وہ ان بٹنوں کو دباتا تو سب سے نچلا تلا جوتوں سے فوراً الگ ہوجاتا تھا۔ اس کے بعد جوتوں کا جو تلا رہ جاتا اس تلے میں ایسی ننھی مشین اور پیچیدہ تار تھے جو پی پی سیون کو زمین سے اوپر کھینچ لیتے تھے۔ اسے زمین کی کشش سے آزاد کرکے تیزی سے خلا کی طرف لے جاتے تھے۔ وہ ارضی دنیا سے باہر نکل جاتا تھا۔ یوں وہ جوتے کسی بھی پاور پلانز کو ایک مخصوص روٹ پر لے جاتے ہوئے اس کے خلائی زون میں پہنچا دیتے تھے۔

دیوی ایک تو بڑی توجہ سے اس کی اسٹڈی کرتی رہتی تھی پھر تہ خانے سے باہر بیرونی دنیا میں جانے سے پہلے ایسے اصول اور ترکیبیں سوچ رہی تھی جن پر عمل کرتی رہتی تو دنیا کی کوئی طاقت اسے اور اس کے روبوٹ پی پی سیون کو نقصان نہیں پہنچا سکتی تھی۔

چار دن بعد مکینک سائمن کی سوچ نے بتایا کہ پرانی بیٹری کو کار آمد بنانے کے علاوہ اس نے ایک نئی بیٹری تیار کی ہے پہلے نئی بیٹری کو آزمایا جائے گا۔ اگر اس نے خلائی زون کی بیٹری کی طرح پوری کارکردگی دکھائی تو پھر ایسی مزید بیٹریاں تیار کی جائیں گی۔

دیوی نے پہلے کی طرح فلائنگ کلب کے محکوم مالک کو حکم دیا کہ وہ سائمن کر بیجن کو تمام ضروری سامان کے ساتھ ہیلی کاپٹر میں غار کے قریب پہنچا دے۔ اس نے حکم کی تعمیل کی۔ سائمن کو ہیلی کاپٹر کے ذریعے غار سے ایک میل کے فاصلے پر پہنچا کر واپس چلا گیا۔

دیوی شیو شنکر کی مورتی کے سامنے پرارتھنا کررہی تھی کہ جس طرح بھگوان نے روبوٹ کی صورت میں اسے بہت بڑی قوت دی ہے اسی طرح عارضی طور پر مردہ ہوجانے والے روبوٹ کو زندہ کرنے میں مدد کرے اور اس روبوٹ کو ہمیشہ اس کا غلام بنائے رکھے۔

سائمن تہ خانے میں آگیا۔ وہ زیورچ شہر میں تنہا رہتا تھا۔ اپنے کام میں زیادہ سے زیادہ مصروف رہنے کے لئے وہ دوستوں کی محفل یا کلب وغیرہ میں نہیں جاتا تھا۔ اگر پچھلے پانچ دنوں میں کوئی قریب رہ کر اسے غور سے دیکھتا تو سمجھ لیتا کہ وہ کچھ سحر زدہ سا ہے اور خود کو فراموش کرکے ایک بیٹری تیار کرنے میں دن رات مصروف رہتا ہے۔

دیوی پوجا سے فارغ ہوکر سائمن کی مصروفیت دیکھنے لگی اور سمجھنے لگی کہ کس طرح نئی بیٹری کو روبوٹ کے فولادی جسم کے اندر



رکھا جارہا ہے۔ جو مختلف تار اصل بیٹری سے منسلک کئے جارہے تھے ان کے بارے میں بھی وہ سائمن سے پوچھتی جارہی تھی۔

آخر وہ بیٹری اندر سیٹ کردی گئی۔ روبوٹ کی پشت پر گردن کے نیچے سے کمر تک جو حصہ کھڑکی کی طرح کھلتا تھا اسے اسکریو کے ذریعے بند کردیا گیا۔ اس کے اوپر گوشت پوست کے خول کو ایک زپ کے ذریعے فولادی پشت پر جمادیا گیا پھر پشت کی طرف اس کے مخصوص لباس کے کھلے ہوئے حصے کو بھی زپ کے ذریعے بند کردیا گیا۔

روبوٹ پی پی سیون ایک لاش کی طرح بے حس و حرکت پڑا ہوا تھا۔ دیوی نے سائمن سے پوچھا "یہ حرکت کیوں نہیں کررہا ہے؟ کیا تمہاری نئی بیٹری کام نہیں کررہی ہے؟"

"میں نئی بیٹری کو ٹیسٹ کرچکا ہوں۔ یہ زبردست کام کرتی ہے۔ یہ دیکھیے۔"

پی پی سیون کی گردن کے نیچے زپ کے پاس ایک گول بٹن نما چابی تھی۔ چابی کے اطراف تیر کے نشان کے مطابق ذرا ذرا فاصلے پر خلائی زبان میں لکھا ہوا تھا۔ پاور' وولٹیج' زیرو' ون' ٹو' تھری' فور۔

دیوی اور سائمن خلائی زبان نہیں سمجھتے تھے لیکن سائمن کے کمپیٹنل ذہن نے سمجھ لیا۔ نہ سمجھتا تب بھی دیوی کے پاس کیسٹ میں معلومات ریکارڈ کی ہوئی تھیں۔

سائمن اس بٹن نما چابی کو پاور پوائنٹ پر لایا۔ اندر سے ایسی ہلکی ہلکی آوازیں سنائی دیں جیسے تاروں میں کرنٹ دوڑ رہا ہو۔ اس نے چابی کو زیرو وولٹیج پر سے نمبر ون تک گھمایا تو پی پی سیون کی آنکھیں کھل گئیں۔

سائمن نے خوف زدہ ہوکر دیوی کو دیکھا۔ وہ بولی "گھبراؤ نہیں یہ روبوٹ دشمن نہیں دوست ہے۔ پھر میں تمہارے ساتھ ہوں۔"

وہ پی پی سیون سے دور ہوکر بولا "تم ایک عورت ہو۔ مجھے اس فولادی روبوٹ سے کیسے بچا سکو گی۔"

پی پی سیون کا ایک ہاتھ آہستہ آہستہ اٹھنے لگا۔ اسے زیادہ وولٹیج کی ضرورت تھی اس لئے وہ بڑی مشکل سے حرکت کررہا تھا۔ اس کا اٹھنے والا ہاتھ گردن کے نیچے بٹن نما چابی کے پاس گیا۔ پھر اس کی دو انگلیاں چابی کو وولٹیج نمبر دو پر لے آئیں۔ اتنا وولٹیج ضرورت کے مطابق تھا۔ پی پی سیون اوندھا پڑا ہوا تھا۔ کروٹ بدل کر چت ہوا پھر اٹھ کر بیٹھ گیا۔

دیوی نے بھی مردے کو زندہ ہوکر بیٹھتے دیکھا تو اندر سے ذرا سہم گئی۔ اس سے دور چلی گئی۔ پی پی سیون پھر ایک ہاتھ پیچھے لے گیا پھر چابی کو وولٹیج نمبر تین پر لے آیا۔ اسے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا لیکن نئی زندگی حاصل کرنے کا خمار ایسا تھا کہ پھر کبھی نہ مرنے کے لئے اس نے وولٹیج یا توانائی ضرورت سے زیادہ بڑھادی۔

چابی کے تیر کا نشان وولٹیج نمبر تین پر پہنچتے ہی اس کے حلق سے ایسی ہیبت ناک گونجتی ہوئی چیخ نکلی کہ تہ خانے کی دیواریں اور چھتیں لرز گئیں۔ ان پر جمی ہوئی برف کے تودے ٹوٹ ٹوٹ کر گرنے لگے۔ ان کی سفیدی اور دھند میں دیوی' سائمن اور روبوٹ ایک دوسرے کو نظر نہیں آرہے تھے۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے تہ خانے کی چھت بیٹھ جائے گی اور وہ سب اس کے نیچے دب کر مرجائیں گے۔

وولٹیج کی زیادتی نے پی پی سیون میں جنونی قوت پیدا کردی تھی وہ اِدھر اُدھر چلتا ہوا جس دیوار پر ہاتھ مارتا تھا وہاں سے برف اور پتھر کے ٹکڑے گرنے لگتے تھے۔

انسان سوچتا کچھ ہے' ہوتا کچھ ہے۔ دیوی نے جو سوچا تھا اس کے خلاف ہورہا تھا۔ اس کی گرج دار آواز سے دل دہل رہے تھے۔ تہ خانے کی چھت گرتی تو گویا ان کے اوپر پوری پہاڑی آجاتی۔ پی پی سیون اپنے ساتھ دیوی اور سائمن کی بھی وہاں قبریں بنانے والا تھا۔

خوف کے مارے دیوی کا ہاتھ اپنے دھڑکتے ہوئے دل پر گیا تو ایک دم سے یاد آگیا کہ اسے قابو میں کرنے والا ریموٹ کنٹرول گریبان میں ہے۔ اس نے فوراً اسے نکالا۔ دوڑتی ہوئی پی پی سیون سے ذرا فاصلے پر سامنے پہنچی پھر ایک بٹن کو دبایا۔

کمال ہوگیا۔ طوفان تھم گیا۔ روبوٹ پی پی سیون جہاں متحرک تھا' وہاں اچانک ساکت مجسمہ بن گیا۔

ابھی دیوی کی زندگی باقی تھی۔ ارضی دنیا والے اور خلا سے آنے والے بڑے بڑے روبوٹ دیوی کو نہیں مار سکتے تھے۔ اسے تو ایک سات سال کی بچی دن میں تارے دکھانے والی تھی۔

○☆○

وزارت خارجہ کے سیکریٹری آؤنر جم نے دوسری صبح سپرماسٹر کے کوڈ نمبرز پر کمپیوٹر کے ذریعے رابطہ کیا تو جواب نہیں ملا۔ اس نے اسٹیل بروکس سے بھی اسی طرح رابطہ کیا۔ وہاں بھی خاموشی رہی۔ وہ دوپہر بارہ بجے تک دونوں کو مخاطب کرتا رہا مگر جواباً دونوں کے کمپیوٹر خاموش رہے۔

اس نے اعلیٰ حکام کو اطلاع دی کہ دونوں کی مسلسل خاموشی تشویش ناک ہے۔ وہ دونوں اپنی خفیہ رہائش گاہ چھوڑ کر چلے گئے ہیں یا بدی بدی اور روشنا جیسی خلائی حسیناؤں کے تابعدار بن کر انہوں نے کمپیوٹر کے کوڈ نمبرز ختم کردیے ہیں تاکہ بیرونی رابطہ ختم ہوجائے۔

اس سلسلے میں ایک اجلاس طلب کیا گیا۔ اس میں آرمی کے دو اعلیٰ افسران اور انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل بھی شامل ہوئے۔ سب سے زیادہ تشویش اس بات کی تھی کہ سپرماسٹر ملک کے اہم سرکاری اور فوجی راز جانتا تھا۔ پتا نہیں خلا سے آنے والوں کے ارادے کیا تھے؟ وہ لوگ سپرماسٹر کے ذریعے بڑے فائدے اٹھا سکتے تھے۔

ایک اعلیٰ حاکم نے کہا "رمی ریز اور ٹیری ٹیلر نے روپوشی اختیار کرتے وقت تمام اعلیٰ حکام کو فیکس کے ذریعے مطلع کردیا تھا کہ سپرماسٹر اے لالاس اور اسٹیل بروکس قابلِ اعتماد نہیں رہے۔ اس لئے وہ اپنی خفیہ رہائش گاہ اور کمپیوٹر وغیرہ چھوڑ کر کسی دوسرے علاقے میں جارہے ہیں۔ جب انہیں رہائش اور کمپیوٹر وغیرہ کی سہولتیں میسر ہوں گی تو وہ اعلیٰ حکام سے رابطہ کریں گے۔"

دوسرے حاکم نے کہا "رمی ریز اور ٹیری ٹیلر نے ہمیں بھی فیکس کے ذریعے کہا تھا کہ سپرماسٹر پر بھروسا نہ کیا جائے۔ انہوں نے بابا صاحب کے ادارے سے ملنے والی اس رپورٹ کی تصدیق کی تھی کہ پاور پلانز سیون قدرتی مخلوق نہیں ہے۔ وہ ایک روبوٹ ہے۔ اس کا جسم سر سے پاؤں تک فولادی ہے۔ اس پر مصنوعی گوشت پوست کا خول چڑھایا گیا ہے اس لئے وہ ایک خلائی انسان نظر آتا ہے۔"

"اور یہ حقیقت بھی سمجھ میں آرہی ہے کہ بدی بدی' روشنا اور وہ روبوٹ پاور پلانز ہماری دنیا پر اقتدار حاصل کرنے آئے ہیں۔"

انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل نے کہا "یہ تمام باتیں ہمارے علم میں ہیں۔ فی الوقت ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم کسی بھی طرح سپرماسٹر اور اسٹیل بروکس کو تلاش کریں۔ انہیں گرفتار کریں۔ ان کے ساتھ وہ دونوں خلائی حسینائیں بھی ہمارے قابو میں آجائیں گی اور ہم ان چاروں سے خلائی مخلوق کے عزائم کے بارے میں بہت کچھ معلوم کرسکیں گے۔"

"انہیں تلاش کرنا ممکن نہیں ہے۔ انہوں نے چہرے' آواز اور لہجے بدل لئے ہیں۔ کل سے آج تک انہیں فرار ہونے کا موقع مل چکا ہے۔ ہوسکتا ہے وہ یہ ملک چھوڑ چکے ہوں۔"

ایک آرمی افسر نے کہا "ہمیں سب سے پہلے اپنے اہم ملکی سرمائے کی حفاظت کرنی چاہیے۔ مثلاً مریخ تک پہنچنے کے لئے جدید طرز کے راکٹ کا جو ڈیزائن اور نقشہ تیار کیا گیا' لیزر شعاعوں کے سلسلے میں جو مزید تحقیقات ہورہی ہیں ان سب کی حفاظت کے لئے سخت انتظامات ہونے چاہئیں۔"

دوسرے آرمی افسر نے کہا "خلائی مخلوق سے مقابلہ کرنے کے لئے ہمارے پاس ٹیلی پیتھی جیسا ہتھیار ہے۔ ٹرانسفارمر مشین بڑی محفوظ جگہ ہے۔ اس کے باوجود وہاں کے حفاظتی انتظامات کو بھی اور مضبوط بنانا ہوگا۔ اب ہمارے پاس رمی ریز اور ٹیری ٹیلر جیسے دو قابلِ اعتماد خیال خوانی کرنے والے رہ گئے ہیں۔ ہمیں ایسے ہی مزید قابلِ اعتماد ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی ضرورت ہے۔"

"بے شک یہ ایک زبردست ہتھیار ہے۔ ایسے لوگوں کا انتخاب کرکے انہیں جلد سے جلد یہ علم سکھانا ہوگا جو ٹیری ٹیلر اور رمی ریز کی طرح شراب اور شباب سے دور رہتے ہیں۔ پتا نہیں سپرماسٹر اور اسٹیل بروکس ان خلائی حسیناؤں کے ساتھ ہمارے ملک کے خلاف کن سازشوں پر عمل کررہے ہوں گے ہم نئے ٹیلی

پیتھی جاننے والوں کے ذریعے شاید ان کا سراغ لگا سکیں۔"

اس بات پر سب متفق ہوگئے کہ ٹرانسفارمر مشین کے ذریعے پاشا جیسے غیر معمولی سماعت و بصارت اور حیرت انگیز جسمانی قوت کے حامل ٹیلی پیتھی جاننے والے پیدا کئے جائیں۔

رمی ریز اور ٹیری ٹیلر پاشا جیسے روبوٹ ٹیلی پیتھی جاننے والے تھے لیکن وہ نئے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اپنی طرح روبوٹ بنانے کے لئے، ان کے ساتھ مشین سے گزرنے کے لئے ہرگز نہ آتے۔ روپوش رہنے میں ہی ان دونوں کی سلامتی تھی۔

ایسی صورت میں ایک پاشا رہ گیا تھا۔ اسے پاگل خانے سے نکال کر پہلے تنہا مشین سے گزار کر اس کا پاگل پن ختم کرنا ضروری تھا۔ جب وہ نارمل ہو جاتا تو اس کی تمام غیر معمولی صلاحیتیں اسے ازخود حاصل ہو جاتیں پھر وہ تمام صلاحیتیں نئے ٹیلی پیتھی جاننے والوں میں منتقل کی جاتیں۔

مصنوعی دماغ کے ساتھ فولادی روبوٹ تیار کرنے میں کافی عرصہ لگ سکتا تھا۔ اس عرصے میں خلائی روبوٹ ارضی دنیا میں تباہی لا سکتے تھے لہٰذا فوری طور پر ان کے مقابلے میں ٹیلی پیتھی جاننے والے روبوٹ آسانی سے کم وقت میں پیدا کئے جا سکتے تھے۔

آرمی کے اعلیٰ افسر کے پاس انٹرکام رکھا ہوا تھا۔ اس سے اشارہ موصول ہوا۔ افسر نے بٹن دبا کر پوچھا "یس؟"

دوسری طرف سے کہا گیا "سر! بابا صاحب کے ادارے سے فیکس موصول ہوا ہے۔ کیا اسے کانفرنس ہال میں پہنچایا جائے؟"

"اسے فوراً لے آؤ۔"

افسر نے بیل بجائی۔ بند دروازے کے باہر کھڑا ہوا مسلح فوجی جوان اندر آیا۔ افسر نے کہا "کیپٹن ڈکنز جان کو اندر آنے دو۔"

کیپٹن نے اندر آکر فیکس کے صفحات دیئے پھر سلیوٹ کرکے چلا گیا۔ افسر نے اعلیٰ حکام سے کہا "بابا صاحب کے ادارے سے یہ فیکس آیا ہے ضرور کوئی اہم بات ہوگی۔ میں پڑھ کر سناتا ہوں۔ لکھا ہے:

"اب سے پہلے ہمارے ادارے سے بار بار امریکی حکام سے رابطہ نہیں کیا گیا لیکن ہماری ارضی دنیا کا مستقبل تاریک نظر آرہا ہے۔ تاریک اس اعتبار سے کہ یہاں ہم ہوں گے لیکن ہماری آزادی اور خود مختاری نہیں ہوگی۔

"اس سے پہلے ہم نے پاور پلانر سیون کے متعلق اطلاع دی تھی کہ وہ گوشت پوست کا مصنوعی انسان ہے اور اصل میں فولادی روبوٹ ہے۔ اب ایک نہایت ہی تشویش ناک اطلاع یہ ہے کہ وہ روبوٹ پاور پلانر سیون کہیں گم ہوگیا ہے۔ ہمارے ادارے میں خلا سے آنے والا ایمون ابابا اس فولادی روبوٹ کی اندر کی باتیں جانتا ہے۔ اس کا بیان ہے کہ وہ روبوٹ ایک نہایت طاقتور بیٹری سے متحرک رہتا ہے۔ اگرچہ وہ ۲۲۰ وولٹ کی بیٹری ہے لیکن ہماری دنیا کے ۲۲۰ وولٹ سے بہت بہتر کارکردگی کی حامل ہے۔

"اس روبوٹ کے گم ہونے کی دو وجوہات ہو سکتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ اس کی بیٹری ڈاؤن ہوگئی ہے اور وہ بے جان ہو چکا ہے۔ دوسری وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ وہ خلائی زون میں واپس چلا گیا ہے۔ بدی بدی نامی ایک عورت اس روبوٹ کو کنٹرول کرتی ہے اور وہ بدی بدی خلائی زون کے ایک شیطان صفت سائنس دان کی بیٹی ہے۔

"اس طرح یہ اندازہ ہوتا ہے کہ شیطان کی بیٹی نے اپنے تابعدار روبوٹ کو کسی خاص اور خطرناک مقصد سے خلائی زون کی طرف روانہ کیا ہے۔ اگر یہ اندازہ درست ہے تو پھر خلا سے مزید روبوٹ آئیں گے۔

"اور اگر پہلا اندازہ درست ہے کہ بیٹری ڈاؤن ہو چکی ہے اور وہ ہماری دنیا میں کہیں بے جان پڑا ہوا ہے تو وہ ہماری دنیا کے کسی شیطان صفت سائنس دان کے ہاتھ لگ سکتا ہے۔ ہم اپنے طور پر اسے تلاش کر رہے ہیں۔ امریکی حکام سے بھی کہہ رہے ہیں کہ اسے تلاش کریں۔ ہماری دنیا کو سلامت رکھنے کے لئے تمام بڑے ممالک کو زیادہ سے زیادہ دولت اور ذرائع کام میں لانا چاہئیں۔ ہمیں یقین ہے، پیشِ نظر خطرات کو سمجھتے ہوئے فوری اقدامات کئے جائیں گے۔"

سب توجہ سے سن رہے تھے۔ ایک حاکم نے کہا "بابا صاحب کے ادارے کے افراد بہت مخلص ہیں۔ اس دنیا کو آباد اور سلامت رکھنے کے لئے اور خلائی مخلوق سے نمٹنے کے سلسلے میں بڑی اہم معلومات فراہم کرتے رہتے ہیں۔"

دوسرے حاکم نے کہا "روبوٹ کے بارے میں اگر ہمیں نہ بتایا جاتا تو ہم اسے خدا کی مخلوق سمجھتے رہتے۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ ہم نے جس پر اعتماد کرکے سپر ماسٹر بنایا، اسی نے ہمیں حقیقت سے بے خبر رکھا۔"

آرمی کے افسر نے کہا "اب اسے سپر ماسٹر نہ کہا جائے۔ میرا مشورہ ہے کہ رمی ریز اور ٹیری ٹیلر دونوں کو سپر ماسٹر کا عہدہ دیا جائے۔ ایک عہدے پر وہ دونوں بڑی کامیابی سے اس لئے کام کر سکیں گے کہ ان دونوں میں بڑا اتحاد ہے۔ وہ ہم مزاج ہیں اور بڑے محتاط رہنے کے عادی ہیں۔"

وہ سب اس مشورے سے متفق ہونے لگے۔ آرمی کے اعلیٰ افسر نے کہا "بابا صاحب کے ادارے سے یہ فیکس بھیجا گیا ہے۔ بلاشبہ ہمیں خطرات سے آگاہ کیا گیا ہے لیکن وہ ہم سے کچھ اہم باتیں چھپا رہے ہیں۔ مثلاً وہ کہتے ہیں کہ ایمون ابابا اس روبوٹ کے اندر کی باتیں جانتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ روبوٹ کے مصنوعی دماغ اور اس کے جسم کے اندرونی نظام کو سمجھتا ہے۔ کیا یہ ساری معلومات رکھنے والے نے اس روبوٹ کے اندرونی نظام کا پورا نقشہ بنا کر اس ادارے میں نہیں دیا ہوگا؟"

ایک حاکم نے کہا "واقعی ہم نے اس پہلو پر غور نہیں کیا تھا۔ سان فرانسسکو میں ہمارے چوٹی کے سائنس دانوں اور جدید ٹیکنالوجی کے ماہرین کے اجلاس ہر دو دن بعد ہو رہے ہیں۔ اگر روبوٹ کے دماغی اور جسمانی نظام کو جاننے والا ایمون ابابا ہمارے سائنس دانوں کو مل جائے تو ہم بہت جلد خلائی روبوٹ کے مقابلے میں اپنے طاقتور روبوٹ تیار کر سکیں گے۔"

"میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ حکومتِ فرانس کے تعاون سے اس ادارے میں بڑی رازداری سے روبوٹ تیار کیا جا رہا ہے۔"

"یہ بات عقل تسلیم کرتی ہے۔ حکومتِ فرانس اس سلسلے میں کروڑوں ڈالر خرچ کر سکتی ہے۔ ہم بیشتر معاملات میں حکومتِ فرانس سے تعاون کرتے رہے ہیں۔ کیا اس سلسلے میں وہ ہم سے تعاون نہیں کرے گی؟"

ایک اعلیٰ حاکم نے کہا "میں ابھی فون پر ان سے بات کرتا ہوں۔"

آرمی افسر نے کہا "بہت محتاط رہ کر ان سے گفتگو کرنی چاہئے۔ اگر بابا صاحب کے ادارے کا کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا آپ کی آواز سنے گا تو آپ کے ذریعے ہمارے اس خفیہ اجلاس کی باتیں سنتا رہے گا۔ میں یوگا کا ماہر ہوں۔ جب تک فون پر گفتگو کرتا رہوں، آپ میں سے کوئی کچھ نہ کہے۔ یہاں گونگے بن کر رہیں۔"

اس نے فرانس کے ایک حاکم سے رابطہ کیا پھر کہا "آپ جانتے ہیں، امریکی جاسوس دوسرے ممالک کے کتنے اہم رازوں تک پہنچ جاتے ہیں۔ ہمیں یہ راز معلوم ہو چکا ہے کہ حکومتِ فرانس اور بابا صاحب کے ادارے کے سائنس دانوں کی مشترکہ کوششوں سے بالکل خلائی روبوٹ جیسا ایک روبوٹ تیار کیا جا رہا ہے۔"

فرانس کے حاکم نے کہا "تعجب ہے۔ ہمارے گھر میں گوشت نہیں پک رہا مگر اس کی مہک آپ کی ناک تک پہنچ رہی ہے! آپ اندھیرے میں تیر چلا کر وہ راز معلوم کرنا چاہتے ہیں جو راز ہے ہی نہیں۔"

"کیا ادارے میں ایمون ابابا کی موجودگی سے فائدہ نہیں اٹھایا جا رہا ہے؟"

"ہم نے جناب تبریزی سے کہا تھا کہ فائدہ اٹھایا جائے اور ایک روبوٹ تیار کیا جائے لیکن وہ بڑے ہی کٹر مذہبی ہیں، کہتے ہیں زندہ متحرک مخلوق صرف خدا پیدا کرتا ہے۔ ہمیں روبوٹ جیسے کھلونے نہیں بنانے چاہئیں۔"

"یہ مسلمان مذہب کے معاملے میں لکیر کے فقیر ہوتے ہیں۔ جو ان کا دین کہتا ہے وہ اس سے بال برابر بھی ہٹ کر عمل نہیں کرتے۔ آپ نے یہ نہیں پوچھا کہ خلا سے روبوٹ آئیں گے تو وہ اپنی اور فرانس کی حفاظت کس طرح کریں گے؟"

"جناب تبریزی نے کہا ہے، ہر داؤ کا توڑ ہوتا ہے۔ بابا صاحب کے ادارے کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے روبوٹ کا توڑ معلوم کرلیا ہے۔"

"پھر تو ہمیں بھی معلوم ہونا چاہئے۔ ابھی اس ادارے سے ایک فیکس آیا ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ ہم سب کو مل کر خلائی روبوٹ کا مقابلہ کرنا چاہئے۔"

"ہمیں تو یہ کہہ کر مطمئن کیا گیا ہے کہ ان کے پاس توڑ ہے مگر وہ کیا ہے؟ یہ نہیں بتایا گیا۔ عرصۂ دراز سے فرہاد اور اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے ہمارے اعتماد کو کبھی دھوکا نہیں دیا اس لئے ہم ان پر اندھا اعتماد کرتے ہیں۔"

"یہ اندھا اعتماد کسی دن بہت نقصان پہنچائے گا۔"

"سوری۔ اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھو۔ صرف ایک ہفتے پہلے تمہارے چار روبوٹ ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے فرانس کے تمام حکام اور اکابرین کو تنویمی عمل کے ذریعے غلام بنانے کی کوششیں کی تھیں مگر مادام سونیا نے میدانِ عمل میں آکر انہیں امریکا واپس بھاگنے پر مجبور کردیا۔"

آرمی افسر نے فون بند کردیا۔ فون کے بڑے اسپیکر کے ذریعے اجلاس کے حاضرین وہ تمام گفتگو سن رہے تھے۔ ایک نے کہا۔ "فرانس کے اکابرین کو غلام بنانے کا منصوبہ اے لالاس (سپر ماسٹر) کا تھا۔ اس کمبخت نے حکومتِ فرانس کو ہم سے بدظن کردیا ہے۔"

آرمی افسر نے کہا "گڑے مردے نہ اکھاڑے جائیں۔ موجودہ حالات پر بحث کی جائے۔ یہ بابا صاحب کے ادارے والے بڑے چالاک ہیں۔ ہم سے کہتے ہیں اس ارضی دنیا کو سلامت رکھنے کے لئے سب ہی کو کوشش کرنی چاہئے لیکن انہوں نے یہ نہیں بتایا کہ وہ کس طرح خلائی روبوٹ کا توڑ کریں گے؟"

ایک حاکم نے کہا "آپ یوگا کے ماہر ہیں۔ ان سے ابھی بات کریں۔"

اس بار بابا صاحب کے ادارے سے رابطہ کیا گیا۔ وہاں کے انچارج نے کہا "ہم نے فیکس کے ذریعے ضروری معلومات فراہم کی تھیں۔ کیا کوئی بات رہ گئی ہے؟"

آرمی افسر نے کہا "آپ لوگوں نے خلائی روبوٹ کا توڑ معلوم کرلیا ہے۔ ساری دنیا کی سلامتی کا مطلب ہے امریکا کی بھی سلامتی۔ پھر ہمیں وہ توڑ وہ طریقہ کیوں نہیں بتا رہے ہیں۔"

انچارج نے کہا "ہر ملک اور ہر تنظیم اپنا راز دوسرے کو نہیں بتاتی۔ کوئی ملک آپ سے کہے کہ آپ اسے ٹرانسفارمر مشین بنانے کا نقشہ دے دیں تو آپ اس کا مذاق اڑائیں گے۔ آپ اپنا کوئی بھی خفیہ پروجیکٹ ہمیں نہیں بتائیں گے پھر ہم سے کیوں توقع رکھتے ہیں؟"

"اس لئے توقع کرتے ہیں کہ یہ ساری دنیا کی سلامتی کا مسئلہ ہے۔"

"تو پھر ساری دنیا کی سلامتی اس طرح ممکن ہے کہ دنیا کے ہر ملک کے جانبازوں کو ٹرانسفار مر مشین کے ذریعے ٹیلی پیتھی سکھائی جائے اور پاشا کی طرح انہیں روبوٹ بنایا جائے۔"

"یہ آپ ٹالنے والی بات کررہے ہیں۔ ہمیں روبوٹ کا اصل توڑ نہیں بتارہے ہیں۔"

"توڑ یہی ہے۔ ذرا عقل سے سوچیں۔ خلائی روبوٹ مصنوعی دماغ سے سنتے' سونگھتے' بولتے اور دیکھتے ہیں' اس کے باوجود روبوٹ کو راہنمائی کی ضرورت ہے۔ ہماری زمین پر آنے والا روبوٹ بدی بدی کے اشارے پر کام کرتا تھا۔ ایمون ابابا نے بتایا ہے کہ خلائی زون کے تین سائنس دان نو عدد روبوٹس کو کنٹرول کرتے ہیں۔ اب ذرا پھر عقل سے سوچیں۔ اگر ہم خیال خوانی کے ذریعے ان کنٹرول کرنے والوں کے دماغوں میں جائیں تو بدی بدی جیسے کنٹرول کرنے والے ہمارے خیال خوانی کرنے والوں کی مٹھی میں رہیں گے پھر ان کے ایک کیا' دس روبوٹ بھی ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے۔"

آرمی افسر نے قائل ہو کر کہا "واقعی ٹیلی پیتھی کے ہتھیار سے روبوٹ کو کنٹرول کرنے والے ہمارے شکنجے میں رہیں تو ان کے تمام روبوٹ ہمارے اشاروں پر کام کریں گے۔"

"اب بات سمجھ میں آگئی ہے تو آپ ہر چھوٹے بڑے ملک سے جانبازوں کو اپنے ملک میں بلائیں اور انہیں ٹرانسفار مر مشین سے گزاریں۔"

"کیا ہمارا دماغ خراب ہوا ہے کہ ہم دوسرے ممالک کے لوگوں کو ٹیلی پیتھی سکھائیں۔"

"ہم نے ساری دنیا کی سلامتی کے لئے آپ کو روبوٹ کا توڑ بتادیا۔ کیا آپ دنیا کی سلامتی نہیں چاہیں گے؟"

"آپ نے توڑ بتایا' آپ کا شکریہ مگر ہم ٹرانسفار مر مشین پر کسی کا سایہ بھی نہیں پڑنے دیں گے۔"

"فون بند کرنے سے پہلے آپ شیر اور بلی کو یاد کریں۔ بلی نے شیر کو تمام داؤ پیچ سکھادیے تھے صرف درخت پر چڑھنا نہیں سکھایا تھا۔ میں نے بھی تمام باتیں بتائیں لیکن یہ نہیں بتایا کہ آپ کے ٹیلی پیتھی جاننے والے خلائی مخلوق کے دماغوں میں کیسے پہنچیں گے کیونکہ پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی ان کے اندر گدگدی سی ہوتی ہے اور وہ سانس روک لیتے ہیں۔"

"یہ آپ باتیں بنارہے ہیں۔ تمام خلائی مخلوق کے دماغوں میں گدگدی نہیں ہوسکتی۔ جتنے خلا سے آنے والے ہیں وہ سب کے سب یوگا کے ماہر نہیں ہوسکتے۔"

"آپ یقین نہ کریں۔ ہم نے ایمون ابابا اور اس کی بنی کا دماغی ایکسرے دیکھا ہے۔ ان کے دماغ ہم ارضی انسانوں کے دماغوں سے ذرا مختلف ہیں۔ خلا سے تمام آنے والے ایک کلومیٹر کی دوری تک کسی کے بھی دماغ میں پہنچ کر اس کے خیالات پڑھ لیتے ہیں اور ہم نے بہت کچھ معلوم کیا ہے لیکن آپ جیسے خود غرض لوگوں کو بتانا نادانی ہوگی۔ اچھا ہے کہ آپ کے ٹیلی پیتھی جاننے والے خلائی مخلوق کے اندر پہنچنے میں ناکام ہوتے رہیں۔"

"آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ تمام خلائی مخلوق یوگا کی ماہر ہے اور وہ تمام کے تمام اس حد تک ٹیلی پیتھی جانتے ہیں کہ ایک کلومیٹر کے فاصلے تک کسی کے بھی خیالات پڑھ سکتے ہیں؟"

"ہمارے کہنے سے آپ کو یقین نہیں آئے گا۔ بہتر ہے آپ کسی خلائی مخلوق کو پکڑیں اور اس کا دماغی ایکسرے دیکھیں۔ کوئی بھی خلائی فرد آپ کے دماغ میں آکر بولے گا اور آپ اس کے اندر جائیں گے تو وہ گدگدی محسوس کرتے ہی ہنسے گا پھر سانس روک لے گا۔"

"پھر آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والے ان روبوٹس کو کنٹرول کرنے والوں کو زیر کرسکیں گے؟"

"ان روبوٹس کا توڑ اور انہیں کنٹرول کرنے والوں کو زیر کرنے کا طریقہ ہم نے دریافت کیا ہے۔ اب پھر وہی سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب آپ اپنی ٹرانسفار مر مشین پر کسی کا سایہ بھی نہیں پڑنے دیں گے تو کیا ہم نادان ہیں کہ آپ کو روبوٹس کا توڑ بتادیں گے۔ ہم خلائی روبوٹس کو یورپ اور ایشیا میں تباہ کردیں گے اور ان روبوٹس کے ذریعے آپ کے ملک کی تباہی کا تماشا دیکھیں گے۔ دیٹس آل۔"

رابطہ ختم کردیا گیا۔ اجلاس میں امریکی حکام اور آرمی کے اعلیٰ افسران کو تھوڑی دیر کے لئے چپ سی لگ گئی پھر ایک افسر نے کہا "یہ ایک اہم بات معلوم ہوگئی کہ تمام روبوٹس کو کنٹرول کرنے والے سائنس دانوں کو ٹیلی پیتھی کے ذریعے قابو میں کیا جاسکتا ہے۔ اس سلسلے میں یہ رکاوٹ بتائی گئی ہے کہ ان کے دماغوں میں پہنچا نہیں جاسکتا اور یہ بات مضحکہ خیز لگتی ہے کہ خلائی زون کی تمام مخلوق پیدائشی طور پر یوگا اور خیال خوانی جانتی ہے کیا آپ میں سے کسی کی عقل یہ تسلیم کرتی ہے؟"

"ہم خلائی مخلوق کے بارے میں کچھ نہیں جانتے ہیں۔ صرف ان کے روبوٹس کی موجودگی ثابت کرتی ہے کہ وہ سائنس اور ٹیکنالوجی میں ہم سے بہت آگے ہیں کیونکہ مصنوعی دماغ بنانے میں کامیاب ہوچکے ہیں۔ اب وہ ہم سے دماغی اور جسمانی لحاظ سے کتنے مختلف ہیں' یہ تو اسی وقت معلوم ہوگا جب کوئی ایک خلائی مخلوق ہمارے ہاتھ لگے گی۔"

ایک حاکم نے کہا "کیا ہی اچھا ہوتا کہ اے لالاس اور اسٹیل بروکس ہمارے ملک اور قوم سے وفاداری کرتے اور بدی بدی اور روشنا کو ہمارے حوالے کردیتے پھر تو ہماری معلومات میں اتنا اضافہ ہوجاتا کہ ہم بھی ان تمام خلائی روبوٹس کا توڑ کرلیتے۔"

"جو غدار ہوگئے ہیں ان سے وفاداری کی توقع نہ کی جائے.... فی الحال ہمارے سامنے ایک ہی راستہ ہے کہ ہم پاشا کو پاگل خانے سے نکال کر اسے ذہنی طور پر نارمل بنائیں اور اپنی فوج کے دلیر اور جوانوں کو ابتدائی تربیت دے کر ٹرانسفار مر مشین سے گزاریں۔"



ایک اعلیٰ حاکم نے کہا "میں تائید کرتا ہوں۔ ہمیں خلائی روبوٹس کے مقابلے میں جلد سے جلد پاشا جیسے روبوٹ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی ایک فوج بنانا چاہئے۔ ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والے یہ تجربہ کریں گے کہ وہ خلائی سائنس دانوں کے دماغوں میں پہنچ سکتے ہیں یا نہیں؟ اگر نہیں پہنچ سکیں گے تو اس کی وجوہات ضرور معلوم ہوں گی۔"

اجلاس کے اختتام پر یہی طے پایا کہ پہلے پاشا کو پاگل خانے سے نکالا جائے۔ دوسری صبح شکاگو کے ایک پاگل خانے میں ایک میجر اور چار مسلح فوجی جوان وہاں کے انچارج کے پاس گئے اور سب سے سینئر ڈاکٹر کو بھی بلایا۔ اس سے کہا گیا کہ وہ پاشا کے متعلق رپورٹ پیش کرے۔

سینئر ڈاکٹر نے اپنے ماتحت کو پاشا کی فائل لانے کا حکم دیا پھر کہا "میں ستائیس برس سے مختلف پاگل خانوں میں فرائض ادا کررہا ہوں لیکن میں نے پاشا کے جیسا مضبوط اعصاب اور دماغی قوتوں کا مالک نہیں دیکھا۔ جس دن اسے یہاں لایا گیا وہ بہت خطرناک پاگل لگتا تھا۔ اسے دوسرے پاگلوں سے الگ ایک سیل میں رکھا گیا تھا مگر دوسرے یا تیسرے دن وہ بالکل سنجیدہ اور خاموش ہوگیا۔ ایسا لگتا تھا کہ اس کا ذہنی انتشار جس کے باعث وہ جنون میں مبتلا ہوجاتا تھا' ختم ہوچکا ہے۔ اسے زنجیروں میں جکڑ کر رکھا جاتا تھا۔ تیسرے دن اس کے سیل میں کھانا پہنچایا گیا تو اس نے کھانا لانے والے کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا لیکن جب وہ کھانا وہاں چھوڑ کر سیل سے باہر چلا گیا اور آہنی دروازے پر تالا ڈال دیا گیا تو پاشا نے گرج دار آواز کے ساتھ وہ زنجیریں توڑ ڈالیں۔ ہمیں اطلاع ملی تو ہم سب اس کے سیل کے سامنے آئے۔ وہ اطمینان سے بیٹھ کر کھانا کھا رہا تھا۔ اس نے ہمیں دیکھ کر کہا "میں خطرناک نہیں ہوں۔ میں چاہتا تو کھانا پہنچانے والے کو اپنے دونوں ہاتھوں سے توڑ کر رکھ دیتا لیکن میں نے اسے نہیں زنجیروں کو توڑا ہے۔ جب یقین ہوجائے کہ میں نارمل ہوں تو مجھے اپنا ہی سمجھنا اور پاگلوں کے ساتھ کیا جانے والا سلوک مجھ سے نہ کرنا۔"

میجر نے پوچھا "جب وہ اس حد تک نارمل ہوچکا تھا تو آپ نے ہیڈ کوارٹر میں اطلاع کیوں نہیں دی؟"

ڈاکٹر نے کہا "جنرل صاحب کا حکم تھا کہ اسے پاگل خانے کے تنہا سیل میں چھوڑ دیا جائے۔ اس کی ضرورت کے مطابق کھانا پہنچایا جائے لیکن کبھی سیل سے باہر نہ نکلنے دیا جائے اور نہ ہی اس کی کوئی میڈیکل رپورٹ بھیج کر آرمی افسران کا وقت ضائع کیا جائے۔ وہ پاگل پاشا ان کے لئے مرچکا ہے۔"

جسے پاگل سمجھ کر مرنے کے لئے چھوڑ دیا گیا تھا اب پھر اسی کی ضرورت پیش آئی تھی۔ میجر نے اس کی فائل میں لگی ایک ایک میڈیکل رپورٹ پڑھی۔ اس عرصے میں اس کا دماغی ایکسرے لیا گیا تھا اور چند ماہرین نفسیات نے ہر پہلو سے اس کی ذہنی حالت کو آزمایا تھا اور وہ ہمیشہ نارمل ثابت ہوتا رہا تھا۔

میجر نے جنرل کو فون پر پاشا کے متعلق یہ تمام تفصیلات بتائیں تو جنرل نے حیرانی سے کہا "پاشا کو ایک بدترین اور خطرناک پاگل کے ساتھ ٹرانسفار مر مشین سے گزارا گیا تھا۔ اس وقت وہ واقعی پاگل ہوچکا تھا۔ یہ حیرانی کی بات ہے کہ وہ تیسرے دن ہی خود بخود نارمل کیسے ہوگیا۔"

میجر نے کہا "سر! غیر معمولی جسمانی اور ذہنی توانائی اسی کو کہتے ہیں۔ پاشا کے دماغ میں ٹرانسفار مر مشین کے ذریعے جس پاگل کا پاگل پن اور جنون منتقل کیا گیا تھا وہ پاشا کی دماغی قوت کے مقابلے میں معمولی تھا۔ وہ معمولی پاگل پن تین دن میں رفتہ رفتہ ختم ہوگیا۔"

"تم اسے اپنے پاس بٹھا کر گفتگو کرو۔ وہاں کے آرمی کیمپ سے مزید مسلح جوانوں کو بلاؤ۔ اس کا نارمل ہونا ہمارے لئے اچھا ہے۔ اسے مشین کے ذریعے نارمل بنانے میں وقت ضائع نہیں ہوگا۔ جب تم اس کی طرف سے مطمئن ہوجاؤ تو اسے واشنگٹن کے ہیڈ کوارٹر میں لے آؤ۔"

پاگل خانے کے انچارج کے دفتر میں پاشا کو لایا گیا۔ وہ صاف ستھرا لباس پہنے ہوئے تھا۔ ڈاکٹر نے بتایا کہ وہ روز صبح شیو کرتا اور غسل کرتا ہے۔ غیر معمولی صلاحیتوں اور جسمانی اور دماغی توانائی حاصل کرنے والوں میں سب سے پرانا شخص پاشا تھا۔ اس کا یہودی استاد مارا گیا تھا۔ ایک بچہ جس طرح قدرتی طور پر رفتہ رفتہ توانائی حاصل کرتے ہوئے جوانمرد بن جاتا ہے اسی طرح پاشا حیرت انگیز طبی تجربات کے نتیجے میں پہلے جس قدر ذہنی اور جسمانی قوتوں کا حامل تھا وہ رفتہ رفتہ بڑھتی گئی تھیں اور ابھی اس انتہا کو پہنچی تھیں کہ ٹرانسفار مر مشین نے اس کے ذہن پر دیرپا اثر نہیں کیا تھا اور جسمانی قوت میں اس قدر اضافہ ہوا تھا کہ اب وہ آہنی زنجیریں صرف ایک جھٹکے سے توڑ دیتا تھا۔

میجر نے اس سے پوچھا "پاشا! کیا تم بتاسکتے ہو کہ تمہیں اس پاگل خانے میں کیوں بھیجا گیا تھا؟"

"میری غیر معمولی صلاحیتوں اور قوتوں سے سب ہی خوف زدہ رہتے ہیں۔ میرا کوئی دوست نہیں ہے۔ میں امریکی حکومت کا وفادار اور سپر ماسٹر کا تابعدار بن کر رہا۔ جب میری ضرورت نہ رہی اور یہ اندیشہ ہوا کہ مجھے دشمن خیال خوانی کرنے والے ٹریپ کرکے لے جائیں گے تو ٹرانسفار مر مشین کے ذریعے مجھے پاگل بنا کر یہاں پہنچادیا گیا۔"

"ہماری حکومت نے تم سے ایسا سلوک کیا۔ اس کے نتیجے میں کیا تم ہمیں دشمن سمجھتے ہو اور کیا ہم سے نفرت کرتے ہو؟"

"آپ خود اپنے سوالات کے جواب دیں کیونکہ میں دشمن کو دشمن نہیں سمجھوں گا اور دشمن سے محبت کروں گا تو پاگل سمجھا جاؤں گا۔"

"دشمنی کرنے والے کبھی کبھی بہترین دوست ثابت ہوتے ہیں۔"

"میں دوست ثابت ہونے والے دشمن کبھی دیکھوں گا تو آپ کی بات تسلیم کرلوں گا۔"

"ہمیں ایک موقع دو۔ ہم خود کو بہترین دوست ثابت کریں گے۔"

"میں کس طرح موقع دے سکتا ہوں؟"

"اس طرح کہ ہمارے ساتھ چلو۔ ہماری دوستی کا پہلا ثبوت یہی ہے کہ ہم تمہیں پاگل خانے سے لے جارہے ہیں۔ تم اپنی مرضی کی زندگی گزارنے کے لئے جتنے مطالبات پیش کرو گے وہ سب پورے کئے جائیں گے۔"

"آپ کہتے ہیں تو پھر ٹھیک ہی کہتے ہوں گے۔ مجھے لے چلیں۔"

"چلنے سے پہلے یہ بتا دوں کہ ہمیں کبھی دھوکا دینے کی کوشش نہ کرنا ورنہ ہمارے مسلح جوان ایک لمحہ بھی ضائع کئے بغیر تمہیں گولیوں سے چھلنی کردیں گے۔"

"اب تک ٹرانسفارمر مشین سے درجنوں افراد نے ٹیلی پیتھی کا علم حاصل کرنے کے بعد امریکی حکومت کو دھوکے دیے۔ آپ نے کتنوں کو گولی ماری ہے؟ خواہ مخواہ دھمکیاں بھی دے رہے ہیں اور دوستی کا دعویٰ بھی کررہے ہیں۔ پہلے اپنے بڑوں سے پوچھ لیں کہ مجھ پر بھروسا کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟"

میجر نے فون کے ذریعے جنرل سے کہا "سر! پاشا میرے سامنے بیٹھا ہوا ہے۔ اس میں حیرت انگیز تبدیلی آئی ہے۔ پہلے یہ غیر سنجیدہ تھا اور کسی بھی معاملے میں بے پروائی کے باعث کسی نہ کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے کے ہتھے چڑھ جاتا تھا۔ اس کے برعکس اب یہ نہایت سنجیدہ اور معاملہ فہم ہوگیا ہے۔ اس نے یہ نہیں بھلایا ہے کہ آپ جیسے فوجی افسران نے اسے ٹرانسفارمر مشین کے ذریعے پاگل بنایا تھا۔ یہ بڑی دانائی سے کہتا ہے کہ دشمن کو دشمن نہیں سمجھے گا تو پاگل کہلائے گا۔"

دوسری طرف سے خاموشی رہی۔ پاشا کی ذہانت اور حافظہ پہلے سے تیز ہوگیا تھا۔ اسے جنرل کی آواز اور لہجہ یاد تھا۔ وہ اس کے دماغ میں پہنچا ہوا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا "مجھے فون پر جواب نہیں دینا چاہئے۔ پاشا سن لے گا تو غیر معمولی سماعت کے ذریعے اور ٹیلی پیتھی کے ذریعے میرے سر پر سوار ہوجائے گا۔"

پاشا نے کہا "جنرل دی جان! مجھے صرف تم ہی نہیں دوسرے فوجی اعلیٰ افسران اور اعلیٰ حکام بھی یاد ہیں۔ میں سب کے دماغوں میں پہنچ سکتا تھا لیکن میں نے کبھی کسی کو نقصان نہیں پہنچایا۔"

جنرل دی جان نے پوچھا "تم یہاں کے اہم اکابرین کے اندر آتے جاتے ہو اور کسی کو نقصان نہیں پہنچاتے ہو جبکہ تم آسانی سے انتقام لے سکتے ہو۔ تم نے انتقام کیوں نہیں لیا؟"

"مجھے پاگل خانے میں بڑا آرام اور سکون ملتا رہا۔ اگرچہ تم سب نے مجھ سے دشمنی کی تھی لیکن وہ مجھ پر مہربانی ہوگئی۔ میں ایک عرصے تک تنہا رہ کر اپنی تمام کمزوریوں کو سمجھتا رہا۔ دانائی سے سوچتا رہا کہ آئندہ مجھے کس طرح زندگی گزارنا چاہئے۔"

"تو پھر کس طرح زندگی گزارنے کا فیصلہ کیا ہے؟"

"یہی کہ دشمنوں سے دور رہا جائے تو بڑا سکون اور اطمینان حاصل ہوتا ہے۔"

"اور اگر دشمن قریب آئیں اور دشمنی سے باز نہ آئیں تو؟"

"تو میں پھر پاگل خانے میں چلا آؤں گا۔ یہ ایسی جگہ ہے، جہاں کوئی دشمن نہیں آتا۔"

"واقعی پاگل خانے میں کوئی کسی پاگل سے دشمنی کرنے نہیں جاتا لیکن یہ ظاہر ہوچکا ہے کہ تم پاگل نہیں ہو۔ تمہارا کوئی بھی دشمن وہاں پہنچ سکتا ہے پھر کیا کرو گے؟"

"میں اپنا سر اس کے سامنے جھکا دوں گا۔ آپ لوگوں سے درخواست ہے کہ میری جان کے دشمن نہ بنیں۔ میں جانتا ہوں آپ لوگ کبھی مجھ پر بھروسا نہیں کریں گے اس لئے مجھے اسی پاگل خانے میں قیدی بنا کر رکھیں۔"

جنرل نے فوج کے اعلیٰ افسر سے فون پر کہا "آپ یوگا کے ماہر ہیں اس لئے آپ سے گفتگو کررہا ہوں۔ اس وقت پاشا میرے دماغ میں ہے۔ یہ پاگل نہیں، نارمل ہے اور پہلے سے زیادہ سنجیدہ اور ذہین ہوچکا ہے۔ اس میں عاجزی اور انکساری اتنی ہے کہ ہم نے اسے پاگل بنایا لیکن یہ ہمارا دشمن نہیں ہے۔ کہتا ہے کہ ہمیں اس پر بھروسا نہیں ہے تو اسے پاگل خانے میں ہی رکھا جائے۔ اب آپ فیصلہ کریں کہ پاشا کو کام میں لایا جائے یا اسے یہیں قید رکھا جائے۔ آپ کا جو بھی فیصلہ ہوگا، اسے پاشا آپ کے اندر آکر معلوم نہیں کرسکے گا۔"

اعلیٰ افسر نے کہا "ہم اس معاملے پر غور کریں گے۔ فیصلہ ہونے تک پاشا کو وہیں سیل میں رکھو اور وہاں جانے والے فوجی جوانوں سے واپس آنے کے لئے کہہ دو۔"

پاشا نے کہا "اپنے اعلیٰ افسر سے کہو، فون بند نہ کرے، میری بات سن لے۔"

جنرل نے اعلیٰ افسر سے یہی کہا۔ اس نے پوچھا "پاشا کیا کہنا چاہتا ہے؟"

"میں آرام سے گوشۂ تنہائی میں تھا۔ جب آپ لوگوں کو مجھ پر اعتماد نہیں ہے تو یہاں اپنے میجر اور جوانوں کو بھیجنے کی کیا ضرورت تھی؟"

"ہمیں تمہاری ضرورت ہے۔ خلا سے بڑے خطرناک روبوٹس آرہے ہیں۔ جو لوگ ان روبوٹس کو کنٹرول کرتے ہیں تم ان سے نمٹ سکو گے۔ ان کنٹرول کرنے والوں کے دماغوں میں پہنچ کر انہیں اپنے کنٹرول میں کرو گے تو تمام روبوٹس بھی ہمارے قابو میں آجائیں گے۔"

"میں آپ لوگوں کے لئے بہت اہم ہوچکا ہوں۔ اس کے باوجود آپ بڑی رازداری سے میرے بارے میں فیصلہ کریں گے۔ جو فیصلہ کھل کر نہیں ہوتا، اس میں سازش ہوتی ہے۔ آپ کی ایک سازش کے نتیجے میں، میں پاگل خانے آچکا ہوں۔ پتا نہیں دوسری سازش کیا ہوگی؟"

"تم خواہ مخواہ شبہ کررہے ہو۔ کوئی سازش نہیں ہوگی۔"

"جب آپ کے اندر کوئی منافقت نہیں ہے تو مجھے اپنے اندر آنے دیں۔"

"کیا میں پاگل ہوں کہ خیال خوانی کرنے والوں کو اپنے اندر آنے دوں گا۔ تم اپنی حد میں رہو اور ہمارے فیصلے کا انتظار کرو۔"

اعلیٰ افسر نے جنرل سے فون کا رابطہ ختم کردیا۔ پاشا جنرل کے اندر سے نکل کر دماغی طور پر پاگل خانے کے انچارج کے کمرے میں میجر کے سامنے حاضر ہوگیا۔ فون کی گھنٹی بجنے پر میجر نے ریسیور اٹھا کر اپنے سینئر افسر کا حکم سنا پھر اس کے مطابق انچارج اور ڈاکٹر سے کہا "پاشا کو بڑے آرام سے رکھو۔ کل صبح فیصلہ کیا جائے گا۔"

میجر اپنے فوجی جوانوں کے ساتھ چلا گیا۔ اب پاشا کی ذہانت کو واقعی غیر معمولی کہا جاسکتا تھا۔ صبح کسی بھی قاتل کو یا خطرناک مخالف کو سزائے موت دی جاتی ہے۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ کل صبح اسے فائرنگ اسکواڈ کے سامنے کھڑا کرکے گولیوں سے چھلنی کردیا جائے گا۔

وہ تو سمجھ گیا تھا لیکن وہاں کے سیاسی اور فوجی اعلیٰ افسران نے نہیں سمجھا تھا کہ جو پاگل خانے پہنچ کر تیسرے دن نارمل ہوگیا تھا وہ تب سے اب تک مہینوں پاگل خانے میں نہایت سنجیدگی اور خاموشی سے کیا کرتا رہا تھا؟

وہ جو کچھ بھی کرتا رہا تھا اس کی تمام کارکردگی رفتہ رفتہ ظاہر ہونے والی تھی۔ اعلیٰ افسر نے مسلح گارڈز سے کہہ دیا تھا کہ صبح سے پہلے پاشا فرار ہونا چاہے یا گارڈز کو نقصان پہنچائے تو اسے فوراً گولی ماردی جائے۔

اس اعلیٰ افسر نے اعلیٰ حکام سے کہا "وہ پاگل نارمل ہونے کے بعد مہینوں خاموش رہا اور ہم اسے پاگل ہی سمجھتے رہے۔ میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ دیوی نے اپنی آتما شکتی سے اس کے پاگل پن کو ختم کیا ہے۔ اب پاشا سے کوئی کام لینے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ دیوی ایک بار پھر ہمارے حکام اور فوجی افسران کے دماغوں پر قبضہ جما کر ٹرانسفارمر مشین کے ذریعے اپنے وفاداروں کو ٹیلی پیتھی سکھائے گی۔"

ایک حاکم نے پوچھا "ہم پاشا کی طرح روبوٹ ٹیلی پیتھی جاننے والے پیدا کرنا چاہتے تھے۔ اب کیا ہوگا؟"

"اب تو یہی ہوسکتا ہے کہ رمی ریز یا ٹیری ٹیلر میں سے کسی ایک سے کہا جائے کہ وہ اپنے ملک اور قوم کی خاطر ہمارے سامنے ظاہر ہوجائے۔ ہم اسے بڑے سخت انتظامات کے ذریعے چھپا کر رکھیں گے۔ جب وہ ہمارے دو چار جانبازوں کو اپنی طرح غیر معمولی سماعت و بصارت اور حیرت انگیز ذہنی اور جسمانی قوتوں کا حامل بنادے گا تو پھر اسے پہلے کی طرح خفیہ زندگی گزارنے کی اجازت دے دی جائے گی۔"

رمی ریز اور ٹیری ٹیلر چوبیس گھنٹوں میں ایک بار کہیں نہ کہیں سے فیکس کے ذریعے اپنی خیریت سے آگاہ کرتے رہتے تھے اور جو ملکی مسائل ہوتے تھے انہیں روپوش رہ کر حل کردیتے تھے۔ ایسے مسائل سننے کے لئے صرف ایک حاکم کے دماغ میں خاموشی سے آتے تھے اور اپنی سوچ کے ذریعے کوئی جواب دیے بغیر چلے جاتے تھے۔

اس بار ان سے کہا گیا کہ پاشا بہت بڑا خطرہ بن گیا ہے۔ اس کے ذریعے دیوی پھر ٹرانسفارمر مشین کے ذریعے اپنے فرمانبرداروں کو ٹیلی پیتھی سکھا سکتی ہے۔ اس خطرے کے پیشِ نظر پاشا کو صبح موت کے گھاٹ اتار دیا جائے گا۔ اس کے بعد یہ لازمی ہوجائے گا کہ رمی ریز یا ٹیری ٹیلر میں سے کوئی ایک آرمی ہیڈکوارٹر میں آئے۔ جو بھی آئے گا اس پر کسی طرح کی آنچ نہیں آنے دی جائے گی۔ اگر وہ کسی ایک ہی فوجی جانباز کے ساتھ ٹرانسفارمر مشین سے گزر کر اسے روبوٹ ٹیلی پیتھی جاننے والا بنادے گا تو اس جانباز کے ذریعے دوسرے روبوٹ ٹیلی پیتھی جاننے والے پیدا کرلئے جائیں گے۔

فیکس کے ذریعے جواب ملا "ہم میں سے کوئی ایک اس نیک مقصد کے لئے ضرور آئے گا اور جن جانبازوں کا انتخاب ہوگا ہم دونوں ان کے دماغوں میں پہنچ کر چور خیالات پڑھیں گے۔ جو محبِ وطن اور اپنی قوم سے محبت کرنے والا ہوگا اسی کو ٹرانسفارمر مشین سے گزارنے کے لئے منتخب کیا جائے۔ اس کے علاوہ ٹرانسفارمر مشین کی کارکردگی کو پہلے سے اچھی طرح چیک کرلیا جائے۔ آج ہی فوج کے دو اعلیٰ افسران کو اس خفیہ تہ خانے میں بھیجا جائے جہاں وہ مشین ہے۔ ہم ان افسران کے اندر رہ کر اس مشین کو چیک کریں گے۔"

حاکم کی سوچ نے بتایا "ایک گھنٹے کے اندر دو افسران ہیلی کاپٹر کے ذریعے اس خفیہ تہ خانے میں جائیں گے۔ وہ دونوں افسران ابھی مجھ سے فون پر باتیں کرنے والے ہیں۔ تم دونوں ان کی آوازیں سن لو۔"

انہوں نے تھوڑی دیر بعد ان کی آوازیں سن لیں۔ ان کے اندر پہنچ کر خاموش رہے۔ وہ ہیلی کاپٹر کے ذریعے خفیہ تہ خانے کی طرف جانے لگے۔ وہاں گوریلا فوج کا کیمپ تھا۔ ایک پہاڑی کے

سامنے اور پیچھے' پہاڑی کے اوپر اور اندر غار میں ایسے گوریلا فوجی تھے جو جدید ہتھیاروں سے لیس تھے۔ غار میں الیکٹرونک آلات اور ایکسرے مشین وغیرہ کو ایسی جگہ نصب کیا تھا کہ کوئی چھپ کر تہ خانے میں جاتا تو اس کی تصویریں اتر جاتیں۔ حساس کیمروں اور آلات کے ذریعے چھپا کر لے جانے والی کوئی بھی چیز نظر آجاتی پھر ایسے وقت پہاڑی کے اندر اور باہر خطرے کا الارم دور تک بجنے لگتا۔

مختصر یہ کہ ٹیلی پیتھی جاننے والے دشمنوں کے لئے بھی اس مشین تک پہنچنا ناممکن بنادیا گیا تھا۔

وہ دو افسران ہیلی کاپٹر کے ذریعے وہاں پہنچے۔ بڑا سخت پہرا تھا۔ ہیلی کاپٹر سے اترتے ہی ان افسران کو سر سے پیر تک ڈیٹیکٹو آلات کے ذریعے چیک کیا گیا۔ پھر چار گوریلا سپاہی انہیں اپنے ساتھ غار کے دہانے پر لائے۔ وہاں انہیں ایکسرے مشین کے سامنے کھڑا کر دیا گیا۔ دونوں افسر نہتے تھے۔ یہ اطمینان کرنے کے بعد انہیں غار کے اندر ایک تہ خانے کے زینے تک لایا گیا۔ غار کے کئی حصوں میں وڈیو کیمرے آن تھے اور ان کی متحرک فلم تیار کررہے تھے۔

زینے کے نچلے حصے میں ایک آہنی دروازہ تھا جس کا لاک مخصوص نمبروں سے کھلتا تھا۔ ان نمبروں سے لاک کو کھولا گیا۔ اس کے بعد وہ آہنی دروازہ کھل گیا۔

اندر تہ خانے میں کوئی پہریدار نہیں تھا۔ اس کے فرش پر نادیدہ بجلی کے تار بچھائے گئے تھے۔ جو بھی فرش پر قدم رکھتا وہ بجلی کے جھٹکے کھا کر مرجاتا۔ ان افسران کی آمد پر نادیدہ تاروں کا سوئچ آف کردیا گیا تھا۔ وہ تہ خانہ ایک بہت بڑے ہال کی طرح تھا۔ اس کے ایک حصے میں وہ بڑی سی ٹرانسفارمر مشین رکھی ہوئی تھی۔

وہاں مشین کے انچارج اور سینئر مکینک کو بلایا گیا۔ ان کا تعلق بھی گوریلا فوج سے تھا۔ وہ مکینک مشین کے قریب آکر ٹھٹک گیا۔ ایک نٹ بولٹ کو دیکھ کر اس نے کہا "یہ نٹ بولٹ پوری لوہے کی مشین کی طرح سرمئی کلر کا تھا لیکن اب یہ سلور کلر کا کیسے ہوگیا؟؟"

اس بات نے سب کو چونکا دیا۔ فوراً ہی وہاں کے ذمے دار افسران کو بلایا گیا۔ ان کے سامنے اس نٹ بولٹ کے علاوہ دوسرے تمام نٹ بولٹ کھول کر مشین کے اوپری حصے کو الگ کرکے ایک طرف رکھا گیا۔ اس اوپری حصے کو الگ کرتے ہی سب پر جیسے سکتہ سا چھا گیا۔ مشین اندر سے کھوکھلی تھی۔ اندر جتنے چھوٹے بڑے اہم آلات تھے وہ سب غائب تھے۔

پھر تو کھلبلی مچ گئی۔ وہاں کے دوسرے افسران کو بھی بلایا گیا۔ وہ لوگ اعلیٰ حکام سے اور آرمی ہیڈ کوارٹر کے تمام بڑے افسران سے رابطہ کرکے مشین کے متعلق بتانے لگے۔

ٹرانسفارمر مشین کے دو حصے تھے۔ ایک حصہ فاعل تھا اور دوسرا حصہ مفعول کہلاتا تھا۔ فاعل مشین کے بیڈ پر کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے کو لٹایا جاتا تھا اور مفعول مشین کے بیڈ پر اس منتخب جوان کو لٹایا جاتا تھا جسے ٹیلی پیتھی سکھانا مقصود ہوتا تھا۔ مشین کو آپریٹ کرنے سے فاعل کی دماغی صلاحیتیں مفعول کے دماغ میں منتقل ہوجایا کرتی تھیں۔ اس مفعول مشین کے اوپری ڈھانچے کو بھی کھول کر دیکھا گیا تو ایک بار پھر سب کو ذہنی جھٹکے لگے۔ اس مشین کے بھی تمام اندرونی آلات غائب تھے۔ گویا پوری ٹرانسفارمر مشین اندر سے خالی ہوگئی تھی۔ ایک ایک آلہ وہاں سے نکال لیا گیا تھا۔ اوپر صرف مشین کا ڈھانچا رہ گیا تھا۔

اس خفیہ تہ خانے سے لے کر واشنگٹن تک تمام سرکاری عہدیداران اور آرمی افسران کی نیندیں اڑ گئیں۔ امریکا کی تمام ریاستوں کے جاسوس حرکت میں آئے۔ رمی ریز اور ٹیری ٹیلر خفیہ تہ خانے کے تمام ذمے دار افسروں اور گوریلا فوج کے جوانوں کے اندر پہنچ کر ان کے خیالات پڑھنے لگے۔

اس مشین کو بالکل ہی کھوکھلا کردینے کا ایک ہی راستہ تھا کہ کسی دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والے نے وہاں کے تمام ذمے دار افسران کو تنویمی عمل کے ذریعے اپنا تابعدار بنا کر اس مشین کے تمام چھوٹے بڑے آلات کو وہاں سے غائب کرادیا ہو۔

یوں چور خیالات پڑھنے سے کچھ معلوم نہ ہوسکا۔ رمی ریز نے مشین کے انچارج اور ٹیری ٹیلر نے مکینک کا تنویمی عمل کے ذریعے برین واش کیا تو پتا چلا کہ وہ دونوں کسی کے معمول اور تابعدار بنے ہوئے تھے۔ برین واش کرنے سے وہ پہلا تنویمی عمل ختم ہوگیا۔ ان سے یہ تو معلوم ہوگیا کہ کسی نے ان کے دماغوں پر قبضہ جمایا تھا لیکن یہ نہ معلوم ہوسکا کہ وہ عامل کون تھا۔

انہوں نے فیکس کے ذریعے تمام حکّام اور اعلیٰ فوجی افسران کو بتایا کہ ایسا کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے دشمن نے کیا ہے۔

انہوں نے صبح تک کئی افسروں اور فوجی جوانوں پر عمل کیا تو انکشاف ہوا کہ مشین اور تہ خانے کے انچارج افسران سے لے کر عام فوجی جوان بھی خیال خوانی کے ذریعے سحر زدہ تھے۔ جو بھی مشین کا پرزہ کھول کر لے جاتا تھا وہ ایکسرے مشین کے ذریعے نظر آتا تھا۔ اس کی وڈیو فلم تیار ہوتی تھی۔ ڈیٹیکٹو آلات بتاتے تھے کہ تہ خانے سے کوئی چیز چرا کر لے جائی جارہی ہے لیکن ایکسرے مشین سے دیکھنے والے' ڈیٹیکٹو آلات سے چوری سمجھنے والے ایسے وقت سب کچھ دیکھ سمجھ کر بھی سحر زدہ رہتے تھے اور جو وڈیو فلم تیار ہوتی تھی اس کو مٹا دیا کرتے تھے۔

وہاں تقریباً ڈیڑھ سو افسران اور فوجی جوان تھے۔ اتنی بڑی تعداد کو معمول اور تابعدار بنانے میں کئی دن' کئی مہینے لگے ہوں گے۔ چوری کے لئے بڑے صبر اور اطمینان سے کام لیا گیا تھا۔ اتنے صبر سے کئی دنوں تک سب کو سحر زدہ کرنے والا ایک خیال خوانی کرنے والا بھی ہوسکتا ہے اور کئی خیال خوانی کرنے والے بھی



ہوسکتے ہیں۔

ایک روبوٹ ٹیلی پیتھی جاننے والا پاشا تھا اور وہ کئی مہینوں سے سیل کے اندر خاموش بیٹھا رہا تھا۔ وہ شبہے سے بالاتر نہیں تھا۔

دوسرا شبہ اے لالاس (سابقہ سپرماسٹر) اور اسٹیل بوکس پر تھا۔ وہ یقین کے ساتھ سوچ رہے تھے کہ وہ اپنی اپنی محبوبہ بدی بدی اور روشنا کے اشارے پر مشین کو کھوکھلا بنا چکے ہیں۔

ایک خیال یہ بھی تھا کہ ڈیڑھ سو فوجیوں کو معمول اور تابعدار بنانے کے لئے بڑی تعداد میں ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے وہ واردات کی ہے اور بڑی تعداد میں صرف فرہاد علی تیمور کے پاس خیال خوانی کرنے والے ہیں۔

انہوں نے بابا صاحب کے ادارے سے یا مجھ سے رابطہ نہیں کیا۔ یہ سوچا کہ اگر ہم نے ایسا کیا ہے تو اقرار نہیں کریں گے اور ایسا نہیں کیا ہے تو ہمیں یہ معلوم ہوجائے گا کہ وہ نئے نئے امریکی افراد کو ٹیلی پیتھی سکھانے والے ٹرانسفارمر مشین سے محروم ہوگئے ہیں۔ وہ اس محرومی کو تمام مخالفین سے چھپانا چاہتے تھے۔

اب ان کے لئے یہ ضروری ہوگیا تھا کہ وہ پوری تندہی سے ان دو غداروں اے لالاس اور اسٹیل بوکس کو تلاش کریں۔ ان پر یقین کی حد تک شبہ تھا کہ وہ خلائی حسیناؤں کے لئے اپنے ہی ملک و قوم اور دنیا کے خلاف کام کررہے ہیں۔

پاشا جیسا روبوٹ ٹیلی پیتھی جاننے والا جو بڑی بے پروائی سے زندگی گزارتا تھا اب سنجیدہ اور نہایت ہی ذہین ہوگیا تھا۔ وہ دوسرے ہی دن پاگل خانے میں نارمل ہونے کے بعد امریکی حکام یا فوجی افسران سے رابطہ کرسکتا تھا یا بڑی رازداری سے خیال خوانی کے ذریعے اپنے ان دشمنوں کو انتقاماً موت کے گھاٹ اتار سکتا تھا لیکن اس نے ایسا نہیں کیا تھا۔ خاموشی اور گوشہ نشینی اختیار کرلی تھی۔

آرمی ہیڈ کوارٹر سے حکم دیا گیا کہ مسلح فوجی جوان اور افسران پاگل خانے جاکر پاشا کا محاسبہ کریں۔ اگر اس نے مشین کو کھوکھلا بنایا ہے تو وہ کروڑوں ڈالر کے چھوٹے بڑے آلات کہاں چھپا کر رکھے ہیں۔ اگر وہ بتادے اور نہ بتائے تب بھی دونوں صورتوں میں اسے گولی ماردی جائے اور اس کے ذریعے پیدا ہونے والے دیوی کی برتری کے اندیشے کو ختم کردیا جائے۔

آرمی کے دو افسران دس مسلح جوانوں کے ساتھ پاگل خانے پہنچے تو پنچھی پنجرے سے اڑ چکا تھا۔ وہاں کے انچارج اور سینئر ڈاکٹر سے پوچھا گیا "وہ کیسے وہاں سے گیا اور کب گیا؟"

انچارج' سینئر ڈاکٹر اور وہاں کا تمام عملہ حیران اور پریشان تھا۔ کسی نے پاشا کو مقفل سیل سے جاتے نہیں دیکھا تھا۔ سیل کے دروازے کا قفل باقاعدہ چابی کے ذریعے کھولا گیا تھا۔ پاگل خانے کے اندر سے باہر آہنی گیٹ کے دربان تک سب کا ایک ہی کہنا تھا کہ ان میں سے کسی نے پاشا کو جاتے نہیں دیکھا ہے۔

بات صاف اور سیدھی تھی۔ اس نے پتا نہیں کب سے وہاں کے تمام چھوٹے بڑے اسٹاف کو اپنا معمول اور تابعدار بنا رکھا تھا اور اب اپنے لئے خطرہ محسوس کرتے ہی وہ کسی روک ٹوک کے بغیر بڑی آسانی سے چلا گیا تھا۔

رمی ریز اور ٹیری ٹیلر نے فیکس کے ذریعے کہا "غلطی جنرل اور سابقہ سپرماسٹر کی ہے۔ انہوں نے پاگل خانے کے انچارج اور ڈاکٹروں کو حکم دیا تھا کہ پاشا بدترین پاگل بن چکا ہے۔ اس کے بارے میں کوئی رپورٹ ہیڈ کوارٹر نہ بھیجی جائے۔ پاشا کو ناکارہ سمجھ کر یہ لوگ اس کی رپورٹ پڑھنا اور وقت ضائع کرنا نہیں چاہتے تھے۔ اگر یہ ذرا سی زحمت گوارا کرلیتے تو پاشا کو وہاں مہینوں رہ کر تمام عملے کو سحر زدہ کرنے کا موقع نہ ملتا۔ صرف اتنا ہی نہیں یہ بھی یقین سے کہا جاسکتا ہے کہ اس نے کئی ماہ کے دوران ان ڈیڑھ سو فوجیوں کو بھی ٹریپ کیا ہے جو ٹرانسفارمر مشین کی حفاظت پر مامور تھے۔

"ہم یہ بات اس لئے یقین سے کہہ رہے ہیں کہ اے لالاس سپرماسٹر کے عہدے پر تھا۔ وہ جانتا تھا کہ ٹرانسفارمر مشین کے کتنے بلیو پرنٹ تیار کئے گئے ہیں اور وہ کہاں کہاں حفاظت سے رکھے گئے ہیں۔ وہ خلائی حسینہ کا تابعدار بن کر کاغذ کا ہلکا سا بلیو پرنٹ لے جائے گا' مشین سے وزنی لوہے کے آلات چرا کر خلا میں نہیں پہنچائے گا۔ خلائی زون کے سائنس دان اور ٹیکنیشن بہت ترقی یافتہ ہیں۔ وہ بلیو پرنٹ دیکھ کر ٹرانسفارمر مشین تیار کرسکتے ہیں۔

"ہماری ان باتوں کی روشنی میں پاشا کو جلد سے جلد تلاش کیا جائے۔ دیر کی جائے گی تو اسے اس ملک سے دوسرے کسی ملک میں جانے اور روپوش رہنے کا موقع مل جائے گا۔"

اس فیکس لیٹر کی روشنی میں فوج کے دیگر اعلیٰ افسران اور اعلیٰ حکّام نے اس بات کی تائید کی کہ سابقہ سپرماسٹر کے ساتھ جنرل نے بھی پاشا کی طرف سے بے پروا رہ کر ایسی غلطی کی ہے جس کے سنگین نتائج کا سامنا ہورہا ہے۔ پتا نہیں پاشا پاگل خانے کے گوشۂ تنہائی میں رہ کر بڑی سنجیدگی اور رازداری سے کیا کچھ کرتا رہا ہے؟

انہوں نے فیصلہ کیا کہ جنرل کو آئندہ اڑتالیس گھنٹوں تک قیدی بنا کر رکھا جائے۔ اگر اس عرصے میں پاشا گرفتار نہ ہوا تو اسے گولی ماردی جائے گی۔ انہیں ابھی یہ معلوم نہیں تھا کہ پاشا کتنا خطرناک بن چکا ہے۔ وہ سب دراصل دیوی سے خوف زدہ تھے۔ ان کا یہ یقین پختہ ہوتا جارہا تھا کہ پاشا کی پشت پر دیوی ہے اور اسی کے منصوبے کے مطابق پاشا نے ٹرانسفارمر مشین کو کھوکھلا بنادیا ہے۔

جنرل کو جب ایک سیل میں بند کردیا گیا تو اس نے پرائی سوچ کی لہریں محسوس کیں اور سانس روک لی۔ سوچنے لگا "کون میرے اندر آنا چاہتا ہے؟ کوئی بھی ہو' کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا میرا دوست نہیں ہے اس لیے دماغ میں چند سیکنڈ کے لئے بھی کسی کو

آنے کا موقع نہیں دینا چاہئے۔"

اس نے پھر پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی سانس روک لی۔ تھوڑی دیر بعد جیلر نے آکر آہنی سلاخوں والا دروازہ کھولا۔ پھر ایک ہاتھ بڑھا کر کہا "جنرل! تم میرے مقابلے میں بہت طاقتور ہو آؤ۔ مجھ سے پنجہ لڑاؤ' جیت جاؤ گے تو میں تمہیں یہاں سے فرار ہونے کا موقع دوں گا ورنہ اڑتالیس گھنٹے بعد کتے کی موت مرو گے۔"

جنرل نے کہا "میری سمجھ میں نہیں آرہا ہے تم مجھ سے پنجہ کیوں لڑا رہے ہو؟ تم مجھے فرار ہونے کا موقع دے کر قانون اور عدالت کے سامنے کیا جواب دو گے؟"

"تمہاری سمجھ میں کیوں نہیں آرہا ہے جنرل! جو طاقتور ہوتے ہیں وہ پنجہ لڑاتے ہیں اور یہ جیلر جو تمہارے سامنے بول رہا ہے یہ زیادہ طاقتور نہیں ہے پھر یہ کہ تمہارے فرار ہونے کے بعد یہ جیلر جواب دہ ہوگا' مجھ سے کوئی جواب طلب نہیں کر سکے گا۔"

جنرل نے سہمی ہوئی نظروں سے جیلر کو دیکھا۔ اس نے ہنستے ہوئے پوچھا "کیا سمجھے؟"

وہ خوف زدہ ہو کر بولا "تم..... تم پاشا ہو۔ تم جیلر کے اندر یہاں آئے ہو؟"

"ہاں۔ میں پاشا ہوں۔ تم خوف زدہ کیوں ہو۔ تم نے مجھے صرف پاگل خانے بھیجا تھا۔ موت کی سزا نہیں دی تھی۔ کیا سزائے موت دی تھی؟"

"نن... نہیں۔ میں تمہیں زندہ رکھنا چاہتا تھا۔"

"دیکھ لو کہ میں نے بھی تمہیں زندہ رکھا ہے ورنہ کئی ماہ پہلے ایسی موت مارتا کہ کسی کو مجھ پر شبہ نہیں ہوتا۔"

"تم بہت عظیم انسان ہو۔ تم نے مجھے زندہ رکھا ہے۔"

"اس کے آگے بھی کچھ کہو۔ مثلاً مجھے زندہ رکھا لیکن پاگل بنا کر رکھا۔ پاگل کی زندگی موت کے برابر ہوتی ہے کیونکہ وہ اس دنیا کو شعوری طور پر دیکھ نہیں پاتا۔ میں تمہیں پاگل نہیں' اپاہج بناؤں گا۔ تم فٹ پاتھ پر گھسٹتے پھرو گے مگر اپنے بنگلے میں نہیں جاسکو گے۔ تمہارے بنگلے میں ایک خوب صورت جوان بیٹھا ہے۔ وہ میرے قبضے میں ہے۔ بنگلے کا رخ کرو گے تو بیٹی کی زندگی برباد کرو گے۔"

"نہیں۔ ایسا نہ کرو۔ مجھے نہ سہی' میری معصوم بیٹی کو معاف کرو۔"

"ایک تم ہی نہیں' سارے دوست اور دشمن جانتے ہیں کہ میں حسن پرست ہوں۔ کسی حسین اور جوان عورت کو نہیں چھوڑتا۔ ابھی تمہاری بیٹی کو ہاتھ نہیں لگایا ہے کیونکہ وہ پہلے والا پاشا مرچکا ہے۔ میں اس شرط پر تمہاری بیٹی کی عزت رکھوں گا کہ تم اپاہج بن کر فٹ پاتھ پر بھیک مانگ کر زندگی گزارو گے۔"

"عورت کی عزت رکھنے والا فرشتہ ہوتا ہے۔ تم میری بیٹی کے لئے فرشتہ بن گئے ہو۔ مجھے بھی ایک بار معاف کر کے آزمالو۔ میں ہمیشہ تمہارا تابعدار بن کر رہوں گا۔"

پاشا نے جیلر کے ذریعے ایک ہاتھ سے اس کے جبڑوں کو پکڑ لیا۔ پکڑنے سے ایسی شدید تکلیف ہوئی جیسے آہنی شکنجے نے جکڑ لیا ہو۔ اگر جکڑ لیتا تو جبڑے ٹوٹ جاتے اور تمام دانت باہر آجاتے۔ وہ کچھ بولنے کے قابل نہیں رہا تھا صرف حلق سے کراہیں نکل رہی تھیں۔

پاشا نے کہا "پاگل ہونے کے بعد نارمل ہو کر عقل آئی کہ میں کس طرح بے بس ہو کر پاگل خانے گیا تھا۔ میری تمام ذہنی و جسمانی قوتیں اور میری غیر معمولی صلاحیتیں میرے کام نہیں آئی تھیں۔ کام آیا تو صرف وہ خدا جس نے مجھے دانائی سکھانے کے لئے دو دن کے لئے پاگل بنا کر رکھا۔ تیسرے دن میرے اندر سے ایک نئے پاشا کو پیدا کر دیا۔ یہ اسی رب کریم کا خوف ہے کہ مجھ جیسا عیاش تیری جوان بیٹی کو اپنی بیٹی سمجھ رہا ہے۔ وہ عزت آبرو کے ساتھ رہے گی۔ تو بے عزتی اور محتاجی کی زندگی گزارے گا۔"

اس نے یہ کہہ کر جنرل کا ایک ہاتھ پکڑا پھر ایک ہلکا سا جھٹکا دیا۔ جنرل کے حلق سے ایسی زوردار چیخ نکلی کہ اسسٹنٹ جیلر اور سپاہی دوڑے چلے آئے۔ انہوں نے دیکھا' قیدی کے ایک ہاتھ کی ہڈی ٹوٹ گئی تھی۔

اسسٹنٹ جیلر نے کہا "سر! یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟ ہمیں کسی قیدی کو سزا دینے کا حق نہیں ہے۔"

جیلر نے پوچھا "کیا تمہارے جیلر میں اتنی قوت ہے کہ وہ ایک صحت مند جنرل کے ہاتھ کی ہڈی توڑ سکے۔ ہاتھ سے زیادہ پیروں کی ہڈیاں مضبوط ہوتی ہیں لیکن دیکھو میں تمہارے سامنے کیسے سوکھی ٹہنی کی طرح ایک ٹانگ کی ہڈی توڑتا ہوں۔"

اس نے ایک ٹانگ پکڑ کر کھینچی۔ وہ فرش پر گرا۔ پاشا نے جیلر کے ذریعے اس کے گھٹنے پر کراٹے کا ایک ہاتھ مارا۔ اس بار اس کے حلق سے فلک شگاف چیخ نکلی۔ ہڈی کے ٹوٹنے کی صاف آواز سنائی دی۔ گھٹنے کی ہڈی کسی بھاری بھرکم ہتھوڑے سے توڑی جاسکتی ہے لیکن کراٹے کے ایک ہاتھ نے ہڈی کو واقعی سوکھی ٹہنی کی طرح توڑ دیا تھا۔

اسسٹنٹ جیلر اسے پکڑنے آیا تو اس نے اسسٹنٹ کو دونوں ہاتھوں سے اٹھا کر سپاہیوں کے اوپر پھینک دیا پھر کہا "میں ان لمحات میں جیلر نہیں' پاشا ہوں۔"

اسسٹنٹ نے فوراً ہی ریوالور نکال کر کہا "خبردار! ذرا بھی حرکت کرو گے تو گولی مار دوں گا۔"

اس دلچسپ داستان کے بقیہ واقعات چونتیسویں (34) حصے میں ملاحظہ فرمائیں
جو کہ 15 / مارچ 1997 کو شائع ہوگا